UNIVERSAL
LIBRARY
OU_226506
UNIVERSAL
LIBRARY

**PAGES MISSING WITHIN THE BOOK ONLY**

قَدْ جَآءَكُمْ مِّنَ اللّٰهِ نُوْرٌ وَّكِتٰبٌ مُّبِيْنٌ

الحمد للہ وہ تفسیر جسمین زمانہ حال کے موافق قرآن مجید کے لطائف حقائق کو اردو مین ظاہر کیا گیا ہے

یعنی

# تفسیرِ فتح المنان

مشہور بہ

# تفسیرِ حقانی

کا تیسرا حصہ جسمین پارہ سیقول سے لیکر سورہ نساء تک سوا پارہ کی تفسیر ہے

مطبع حامی اسلام دہلی مین طبع ہوا

# فہرست مضامین حصہ سوم تفسیر حقانی


| صفحہ | مضمون |
|---|---|
| ۱ | تحویل قبلہ کا بیان |
| ۲ | قبلہ معین کرنیکی حکمتیں اور کعبہ کو قبلہ بنانے کے وجوہات |
| ۴ | دو قبلہ ہونیکی وجوہات اور مخالفین کے شکوک کا جواب |
| ۷ | امت وسط کے متعلق بحث اور اجماع کے حجت ہونے پر دلائل |
| ۹ | شطر المسجد الحرام کے متعلق بحث |
| ۱۴ | اقسام ذکر اور نماز اور صبر سے استعانت کرنیکے معنی |
| ۱۶ | اقسام صبر اور فضائل نماز |
| ۱۹ | صفا اور مروہ کے متعلق بحث اور طواف کے احکام |
| ۲۱ | خدا تعالیٰ کے وجود پر ہوا بارش وغیرہ کی آمد و رفت سے استدلال |
| ۲۵ | محبت الٰہی کے متعلق بحث اور اسکے اقسام و احکام |
| ۲۸ | کلوا من طیبات ما رزقنکم اور اشکروا للہ علیکم کی بحث |
| ۳۱ | ما اہل لغیر اللہ کی بحث |
| ۳۲ | مسائل اضطرار |
| ۳۷ | قصاص کے معنی اور اسکے احکام اور قتل و دیت کے متعلق |
| ۴۱ | صیام اور انکے فرض ہونیکے بیان میں اہلہ الہلال اور اقعد وغیرہ کی بحث |
| ۴۸ | روزہ کی راتوں کے متعلق مباحث اور اعتکاف کا ذکر |
| ۵۱ | احکام جہاد اور اسکے فرض ہونیکے موقع اور مخالفین کے شکوک کا جواب |
| ۵۹ | احکام حج اور انکے اسرار اور مخالفین کے شکوک کا جواب |
| ۷۹ | شراب اور جوے پر بحث |
| ۸۰ | یتیموں کے حقوق۔ اور کفار مسلمان عورتوں کے نکاح کی ممانعت |
| ۸۱ | حیض کے متعلق بحث اور اسکے مسائل |
| ۸۲ | مسائل قسم۔ اور ایلاء کی بحث |
| ۸۵ | طلاق اور عدت اور خلع کی بحث مع شکوک مخالفین |
| ۹۰ | رضاعت کے مسائل اور عدت وفات |
| ۹۳ | صلوٰۃ الوسطیٰ کے متعلق بحث |
| ۹ | جو لوگ موت سے ڈر کر بھاگے تھے اللہ کا انکو مرکر زندہ ہونیکا قصہ |
| | سموئیل علیہ السلام عہد میں طالوت یعنے |
| | ساول کا بنی اسرائیل پر بادشاہ ۱۰۵ |

| صفحہ | مضمون |
|---|---|
| | مقرر ہونا اور تابوت سکینہ کا واپس آنا اور |
| | جلیاتیوں کے بنی اسرائیل سے لڑائی کی مفصل ذکر |
| ۱۰۵ | کسیکو زبردستی سے مسلمان کرنیکی ممانعت |
| ۱۰۶ | ابراہیم اور نمرود کا قصہ |
| ۱۰۷ | یرمیاہ کا قصہ کہ وہ بیت المقدس کو برباد |
| | دیکھکر پھر آباد دیکھنے پر متعجب ہوئے اور انکا مر کر |
| | زندہ ہونا۔ |
| ۱۱۴ | مسائل ربوا کے متعلق بحث |
| ۱۲۰ | احکام شہادت یعنی گواہی کے متعلق ابحاث |
| ۱۲۴ | اجمالاً تمام انبیاء علیہم السلام کو ماننا خواہ وہ |
| | انمیں کے ہوں۔ |
| ۱۲۶ | خلیلت اور الوہیت کا رد اور انحضرت |
| | کی نبوت کا ثبوت۔ |
| ۱۳۰ | محکم اور متشابہ کی بحث |
| ۱۴۲ | مریم اور عیسیٰ علیہما السلام کے پیدا ہونیکا قصہ |
| | پھر حضرت مسیح کا |
| ۱۴۸ | حضرت مسیح کے صلیب کا قصہ اور مخالفین |
| | کے شکوک کا جواب |
| ۱۶۹ | جنگ احد کا واقعہ۔ اور بدر میں ملائکہ کا آنا |
| ۱۸۴ | شہداء فی سبیل اللہ کے مراتب |
| ۱۸۶ | بدر صغری کا قصہ |
| ۱۹۷ | تعداد ازواج کے متعلق بحث اور مخالفین |
| | کے شکوک کا جواب |
| ۲۰۲ | وارثت کے متعلق ابحاث |
| ۲۰۹ | محرمات عورتوں کا بیان اور انکی حرمت |
| | کے اسرار۔ |
| ۲۲۵ | تحریف کی بحث |
| ۲۳۰ | تقلید اور اولی الامر کی بحث |

| صفحہ | مضمون |
|---|---|
| ۲۸۲ | ہندوستان کے دار الحرب اور دار الاسلام |
| | ہونیکی بابت |
| ۲۸۳ | قتل بالعمد کے مباحث |
| ۲۸۷ | ہجرت کرنیکا مسئلہ |
| ۲۸۹ | صلوٰۃ قصر کے مباحث اور صلوٰۃ خوف |
| | کا بیان |
| ۲۹۳ | اجماع امت کے متعلق۔ |
| ۳۱۰ | حضرت مسیح کے قتل اور زندہ آسمانپر |
| | اٹھائے جانیکی بابت۔ |
| ۳۱۱ | حضرت مسیح پر ایمان لیکر کتاب کا مرنے سے |
| | پہلے ایمان لانا۔ |
| ۳۱۸ | تثلیث کے عقیدہ سے ممانعت |
| ۳۲۱ | کلالہ کے مسئلہ کا خاتمہ |


## اطلاع غلطی ہندسہ

۲۳۶ دوسو چھتیس کے بعد دوسو سینتیس ۲۳۷ کا ہندسہ لکھنا چاہئی تھا کاتب نے بھول کر ۲۷۳ لکھدیا اور پھر اسیکے مطابق اخیر تک لکھتا چلا گیا۔ اس سے کوئی اجزاء کے کم ہونیکا خیال نکرے مضمون اور عبارت پوری ہے ✦

قَدْ جَاءَكُمْ مِنَ اللّٰهِ نُوْرٌ وَكِتَابٌ مُبِيْنٌ

الحمد للہ وہ تفسیر جسمیں زمانہ حال کے موافق قرآن مجید کے لطائف و حقائق کو اردو میں ظاہر کیا گیا ہے

یعنی

# تفسیرِ فتح المنان

مشہور بہ

# تفسیرِ حقانی

کا تیسرا حصہ جسمیں پارہ سیقول سے لیکر سورہ نساء تک سوا پارہ کی تفسیر ہے

مطبع حامی اسلام دہلی میں طبع ہوا

سَيَقُولُ السُّفَهَاءُ مِنَ النَّاسِ مَا وَلّٰهُمْ عَنْ قِبْلَتِهِمُ الَّتِي كَانُوا عَلَيْهَا قُلْ لِلّٰهِ

اب کہینگے بیوقوف کسنے پہیر دیا اونکو اونکے اوس قبلہ سے کہ جسپر وہ (اہل اسلام تم تو کہہ اسی بنی کا اللہ کا ہے

الْمَشْرِقُ وَالْمَغْرِبُ ۚ يَهْدِي مَنْ يَشَاءُ إِلَىٰ صِرَاطٍ مُسْتَقِيمٍ ۝

مشرق اور مغرب اللہ دکہاتا ہے جسکو چاہتا ہے سیدہا رستہ

## ترکیب

سیقول فعل السفہاء فاعل من الناس اوسکا بیان ما ولہم مبتدا وخبر ملکر موضع نصب مین ہی بسبب قول کی عن جار قبلتہ مجرور مضاف ہم مضاف الیہ یہہ سب موصوف التی کانوا علیہا ای علی توجہا اوعلی اعتقادہا جملہ صفت عن متعلق ولی کی ہے

## تفسیر

اس سے پہلی آیات مین خدا تعالی نے یہود اور اونکی مقلد منافقین کی اون نکتہ چینیونکو (کہ جو اسلام اور نبی علیہ السلام کی شان مین کرتی تہی) ذکر فرماکر جواب دیا تہا منجملہ اون نکتہ چینیونکے ایک بڑا بہاری اعتراض اسلام پر اور آنحضرت پر تحویل قبلہ کی بارہ مین کرتی تہے سو خدا تعالی اوسکا بہی جواب اس آیت مین دیتا ہے۔

جب نبی صلی اللہ علیہ وسلم مکہ سی ہجرت کرکی مدینہ مین تشریف لائی تہی تو یہان بیت المقدس کیطرف مونہ کرکے نماز پڑہا کرتے اور اسیکو قبلہ بنائی تہی ہرچند مورخین کی روایات مین تفاوت ہے کہ کوئی کہتا ہے نو یا دس مہینی تک بیت المقدس کیطرف نماز پڑہی کوئی سولہ یا سترہ مہینے تک کہتا ہے واقدی وغیرہ کہتے ہین کہ آنحضرت ربیع الاول کی اول تاریخون مین مدینہ مین تشریف لائی پہر دوسری سال کی رجب مین پندرہوین تاریخ پیر کی روز کعبہ کیطرف مونہ کرکی نماز پڑہنیکا حکم ہوا اس تقدیر پر یہ مدت تخمیناً سترہ مہینے کی ہوتی ہے۔ اور یہی ٹہیک ہے۔ مگر اصل بات یہ ہی کہ آنحضرت جسوقت کہ مین تہی جب ہی بیت المقدس کیطرف مونہ کرکی نماز پڑہتی تہی اور کعبے کو سامنے رکہتے تہے جیسا کہ بیہقی نی سنن مین اور ابو داود نی ناسخ و منسوخ مین اور ابن شیبہ نی

عبداللہ بن عباسؓ سے روایت کیا ہے کہ کان رسول اللہ صلعم یصلی وھو بمکۃ نحو بیت المقدس والکعبۃ بین یدیہ وبعد ما ھاجر الی المدینۃ ستۃ عشر شھرا ثم صرف الی الکعبۃ اور اسیلئے بعض مورخین کو شبہ ہوگیا کہ تحویل قبلہ دو بار واقع ہوئی" حالانکہ یہ غلط ہے۔ قصہ مختصر آنحضرت صلعم نے ایک سرالٰہی کیوجہ سے چند مدت بیت المقدس کیطرف مونہ کرکے نماز پڑہی اور پھر حکمت الٰہی کا مقتضی ہوا کہ کعبہ کیطرف متوجہ کرکے نماز پڑہین اور اسیکا شوق آنحضرت کے دلمین ڈالا گیا کہ جسکی حکم کی آرزو مین بارہا آسمانکی طرف مونہ کرکے دیکھا کرتے تہے پس خدا نے قبل اسکے کہ کعبہ کیطرف مونہ کرنیکا حکم دے مخالفونکی طعن کو بیان کرکے اوسکا جواب دیدیا کہ عنقریب بیوقوف لوگ کہ جو سرالٰہی سے واقف نہین نہ خاصان خدا پر اونکا اعتقاد ہے کعبہ کیطرف مونہ کرکے نماز پڑہنیکی حکم پر یہ اعتراض کرینگے کہ ان مسلمانونکو کس چیز نے اونکے قبلہ بیت المقدس سے پھیر دیا کہ جسکی طرف وہ مدت تک مونہ کرکے نماز پڑہتے تہے۔ یہ طعن یہود بنی اور منافقین اور مشرکین عرب کیطرف سے ہوا تہا یہود نے تو اس بنا پر کیا کہ خدا اپنی احکام کو کیون منسوخ کرتا ہے کیا اوسکو بہتیری مصلحت معلوم نہ تہی بعد مین سوجہی خدا ایسا نہین کرسکتا اور نیز اونکو یہ امر ناگوار گذرا کہ باوجود اتباع ملت سلسلہ انبیاء کے بنی عربی اوس کعبہ انبیاء کو چہوڑ کر جاہلون کی کعبہ کیطرف مونہ کرتا ہے اس سے معلوم ہوا کہ یہ وہ نبی نہین کہ جسکی توراۃ مین موسےٰ نے خبر دی ہے۔ (آج کل کے یہودی اور اونکے مقلد بہی یہود مدینہ کے پیرو بنکر اسلام پر اس لغو اعتراض کو وارد کیا کرتے ہین) اور منافقین کے نزدیک کوئی جہت مرجح نہ تہی وہ اسکو سراسر لغو سمجہتے تہے اور مشرکین کہتے تہے کہ دیکہو آخر کار ہمارے کعبہ کی طرف مونہ کیا۔ خدا تعالیٰ اس شبہ کا جواب دیتا ہے کہ اے نبی اونسے کہہ دے کہ مشرق اور مغرب یعنی ہر جانب اور ہر سمت خدا کی نزدیک یکسان ہے۔ ہر جگہہ اوسکا ظہور ہے مگر وہ کسی سر کیوجہ سے ایک جہت کو عبادت کرنیوالونکے لئے مخصوص کردیتا ہے اور اس سر کو ہر شخص نہین سمجہتا ہان وہ جسکو چاہتا ہے نصیب کرتا ہے۔

## متعلقات

**قبلہ** بروزن فعلہ سامنے کی جہت کو کہتے ہین یا اوس حالت کو جو کسی چیز کی سامنے ہونیسے پیدا ہوتی ہے مقابلہ سے مشتق ہے اور من الاستقبال۔ اور قبلہ کو اسیلئے قبلہ کہتے ہین کہ وہ نمازی کی سامنے ہوتا ہے (تفسیر کبیر وغیرہ) سو یہ قبلہ کبہی بیت المقدس اور پھر خانہ کعبہ قرار پایا۔ اس مقام پر دو باتین قابل غور ہین **اول** یہ کہ نماز کیلئے قبلہ معین کرنیمین کیا سر الٰہی ہے؟ اسکی تحقیق یہ ہے کہ اس مین چند حکمتین ہین (۱) **مقدمہ** خدا تعالیٰ نے انسان کو دو قوتین عطا فرمائی ہین ایک قوت عقلیہ کہ جو مجردات کا ادراک کرتی ہے دوسری قوت خیالیہ کہ جو عالم اجسام مین تصرف کرتی ہے اور بسا اوقات یہ قوت خیالیہ قوت عقلیہ کو ان معانی مجردہ کی علم مین مدد دیا کرتی ہے اور اسیلئے آپنے دیکہا ہوگا کہ ہندس لوگ جب مقادیر کا کوئی حکم کلی دریافت کرنا چاہتے ہین تو اوسکے لیئے کوئی صورت معینہ اور شکل معین فرض کرلیتے ہین تاکہ حس اور خیال

اوسکی اس ادراک مین اعانت کرے ۔ پس جب بندہ کو خدا تعالی کے حضور مین بوقت عبادت حاضر ہونا پڑا تو اوس وقت مقدمہ کیلئے کہ جو جسم اور اوسکے تمام عوارض سے پاک اور احاطہ حس و خیال سے باہر ہے کوئی ہالہ حسی ضرور تھا کہ جو اوسکی تجلیات کا مظہر اور اوسکے جمال باکمال کا آئینہ ہو اور یہہ بھی ضرور تھا کہ اس آئینہ مین کوئی صنمیت یا قبریت وغیرہ کا رنگ نہو (یعنے وہ جگہہ کسیکی قبر یا کسیکی تصویر نہو ورنہ پرستش اوسی صاحب قبر اور اوس صاحب تصویر کیطرف رجوع کریگی) تاکہ عمدہ طرحسے نظر آوے اور یہہ جگہہ خانہ کعبہ ہے کہ جو عالم ملکوت مین بیت المعمور کا نمونہ اور عالم ناسوت مین اب الانبیاء و رئیس الموحدین حضرت آدم و ابراہیم علیہما السلام کا معبد اور خداوند تعالی کی جلوہ کی کرسی ہے (جیسا کہ توراۃ سفر استثنا مین ہے کہ خدا فاران یعنی مکہ کے پہاڑ سے جلوہ گر ہوا) اور تکوین عالم کیوقت تمام زمین کیلئے مبدا ریا اوسکی ناف ہے اور آفتاب دین محمدی کا مطلع اور اہل اسلام کی دولت و حشمت کا منبع ہے اور اسکے بعد دوم درجہ مین بیت المقدس ہے کہ جہانسے نبوت بنی اسرائیل کا دریا بہا ہے ۔ (۲) یہہ امر تو ظاہر ہے کہ قوت اجتماعیہ قوت وحدانیہ سے قوی ہوتی ہے دیکھئے ایک یا دو بال مین وہ قوت نہین کہ جو دس بیس پچاس کو ملاکر رسی بٹنے سے ہوتی ہے پس جب نباتات و جمادات کا یہہ حال ہے تو پھر حضرت انسان بالخصوص اہل ایمان کے اتفاق کا خصوصًا وقت عبادت مین اجتماع انوار روحانیہ کا تو کیا کہنا ہے اسی اتفاق کی بدولت اسلام شرقًا غربًا تھوڑے سے دنون مین ابر رحمت کیطرح دنیا مین پھیل گیا اسکی برکت سے خدا کے فرمان بادشاہونکی سرسبز سلطنتین دیندارونکے ہاتھہ مین آئین ۔ اسلیئے نماز جماعت مقرر ہوئی کہ اہل محلہ مین اتفاق پیدا کرے اور جمعہ اور حج اسلیئے کہ اہل شہر اور روے زمین کے اہل اسلام کا باہمی میل جول ہو ۔ پس جب نماز مین حالت اتفاقیہ شریعت کے نزدیک ایک امر ضروری تھا تو اوسکے لئے ایک جہت کا مقرر ہونا بھی ضرور تھا کیونکہ اختلاف ظاہری اختلاف باطنی کی دلیل ہے اور وہ جہت خانہ کعبہ ہونی چاہیئے کیونکہ اسلام اور توحید کا یہی منبع ہے اور اکیلے کی نماز جماعت کے تابع ہے جو اوسکو ضرور ہے اسکو بھی ضرور ہے ۔ اور یہی اسرار مین اختصارًا اسیقدر پر بس کرتا ہون ۔ **دوسری بات** قابل غور یہہ ہے کہ دو قبلہ کیون ہوئے چند روز بیت المقدس کیطرف مونہہ کرنیکے بعد پھر خانہ کعبہ کیطرف مونہہ کرنیکا کیون حکم ہوا ؟ سو اسمین بھی چند اسرار ہین (۱) یہہ کہ جناب رسول اللہ صلعم کا دین تمام انبیاء علیہم السلام کی اصول دین پر مبنی ہے اور اسلیئے آنحضرت کا ماننا موسی و عیسی و دیگر انبیاء کا ماننا ہے اور قرآن مجید پر ایمان لانا تمام کتب الہیہ پر ایمان لانا ہے گویا آخیر زمانہ مین خدا تعالی نے اختلاف جزئیات کو (کہ جو مصالح قوم اور زمانہ کیوجہ سے انبیاء کی شریعتون مین متحقق تھا) حذف کرکے ایک مذہب بنا دیا یعنے چھوٹے چھوٹے رستونکو ایک شاہی سڑک مین ملا دیا یا یون کہو تمام پھولون کا عطر کھینچ کر شیشہ سینہ فیض گنجینہ سرور کائنات مین بھر دیا ۔ اور انبیاء علیہم السلام کے دو معبد روئے زمین پر ایسے معظم و مکرم تھے کہ جنکی عزت و عظمت تمام خدا پرست قومون کے دلون مین

فائدہ ۲ وجہ دوم ۲ وجہ سوم

پیوست تھی ایک کعبہ اور دوسرا بیت المقدس اسلیئے ضرور ہوا کہ ان دونو گھرونکو قبلہ نماز بنایا جاوی تاکہ مرتبہ جامعیت پایا جاوی - مگر چونکہ یہ نور نبوت اولاً کعبہ ہی سے چمکا ہے تو بیشتر صرف اسکی رعایت یا اسکے ساتھ دوسری گھر کی بھی رعایت کیجاوی جیسا کہ بیہقی وغیرہ کی روایت سے ثابت ہے پھر جب اس آفتاب نبوت نے مدینہ مین جاکر عروج پایا اور آن واحد مین دونون قبلون کی طرف متوجہ ہونا مشکل پڑگیا تو اوس رتبہ ترقی کی موافق بیت المقدس کی طرف نماز مین مونہ کرنا پڑا مگر جب تہوڑے ہی دنون کے بعد دائرہ کمالات نبوت نہایت کو پہونچا تو جس نقطہ سے شروع ہوا تہا وہین آرہا یعنی پھر خانہ کعبہ کیطرف مونہ کرنیکا حکم ہوا (۲) یہ کہ جب حکمت الہیہ کا یہ مقتضی ہوا کہ آنحضرت مکہ سے ہجرت کرکے مدینہ مین تشریف لاوین تو یہ ضرور تہا کہ سفر مین بیت المقدس کیطرف رخ رکہین کیونکہ مدینہ مکہ سے شمال کیجانب اور پھر بیت المقدس وہان سے بہی شمال مین ہے - اور یہ ظاہر ہے کہ آنحضرت کا یہ سفر خدا کیلیئے تہا بلکہ بقول شخصے ؎ کار ما عشق است و بار ما عشق است[1] حاصل روزگار ما عشق است + اور نماز خدا کی طرف جانیکا ایک مقدمہ روحانی ہے پس جب سفر ظاہری مین اوس بوستان انبیاء و مخزن معاشر محبان خدا یعنی بیت المقدس کیطرف توجہ کی گئی تو اس دیس مین اس سفر باطنی مین بہی بلحاظ جماعت انبیاء اسیکی طرف مونہ کرنیکا حکم ہوا (اور اسی بات کو بعض مفسرین نے تالفا للیہود لکہا ہے کہ آپ یہود کو مائل کرنے کے لیئے بیت المقدس کیطرف مونہ کرتے تہے جسپر بعض نا سمجہہ پادریون اور اونکی مقلدین نے اعتراض بیجا کیا ہے) اور جب بسبب عرب کے ظہور کمالات نبوت کا وقت آیا تو پھر کعبہ مقصود کیطرف رجوع کیا اور مسجد ابراہیمی[1] کو پایہ تخت اسلام بنایا کہ جسپر عرب جان و دل سے فدا تہی اور نیز یہ بہی ہے کہ حضرت ابراہیم اور آدم تمام انبیاء کی مسجد اور مخرج ہین تو ضرور ہوا کہ اونکی مسجد یعنی کعبہ بہی رونق اسلام اور ظہور شوکت ایمان کا مخرج ہو اور نماز مین اسکیطرف مونہ کرنا اتباع ملت ابراہیمیہ کی دلیل قرار دیا جاوی (۳) یہ کہ خدا تعالی اپنی لطف و کرم سے جسطرح دنیا مین انبیاء بہیجتا ہے اور پھر اپنی عنایت سے اونکی تصدیق کے لیئے معجزات عطا کرتا ہے اسیطرح اپنی رحم مجید سے اونکو موارد طعن اور ان امور سے محفوظ رکہتا ہے کہ جو لوگون کے دلون مین شکوک و شبہات ڈالتی ہین تو اسلیئے آنحضرت کو اس شبہ سے بہی بچایا کہ آپکو مکہ ہی بنا کر اپنی سلطنت و دولت قایم کیا چاہتے ہین بلکہ یہ بات پائی جاوے کہ آپ محض خدا کی توکل پر اوسکی دین کی ترویج کرتے ہین کسیکی خوشی و ناخوشی کی پروا نہین کرتے اسلیئے جب مکہ مین تہی برخلاف شوکت عرب بیت المقدس کی طرف مونہ کیا اور مدینہ مین جاکر چند روز کی بعد برخلاف یہود پھر کعبہ کو قبلہ بنایا اور نیز فرمانبردارون اور منافقون مین بہی باہم امتیاز ہو جاوی کسیئے کہ علامات ظاہر مذہب کو یک لخت بدل دینا بجز مخلصین کے اور کسیکا کام نہین اور اس سر کیطرف خدا تعالی اس جملہ مین اشارہ فرماتا ہے **وما جعلنا القبلة التي** **واضح ہو** کہ بعض مخالفین نے اس مقام پر وہ بی سر و پا اعتراض کئے ہین کہ جنکو قرآن سے کچہ علاقہ ہی نہین منجملہ اونکے یہ کہ اہل کتاب کی لیئے کوئی

دجہ دوم

دجہ سیوم

[1] خانہ کعبہ ۱۲ منہ

وَكَذٰلِكَ جَعَلْنٰكُمْ اُمَّةً وَّسَطًا لِّتَكُوْنُوْا شُهَدَآءَ عَلَى النَّاسِ وَيَكُوْنَ الرَّسُوْلُ عَلَيْكُمْ

اور (جسطرح کہ ہمنی قبلہ کو امر مین ہدایت کی) اسیطرح تمکو امت وسط بنایا کہ تم لوگونپر گواہ ہو اور رسول تمپر گواہ بنے

شَهِيْدًا ؕ وَمَا جَعَلْنَا الْقِبْلَةَ الَّتِيْ كُنْتَ عَلَيْهَآ اِلَّا لِنَعْلَمَ مَنْ يَّتَّبِعُ الرَّسُوْلَ مِمَّنْ يَّنْقَلِبُ

اور ہمنے مقرر نہین کیا اوس قبلہ کو (بیت المقدس) کہ جسپر تو تھا مگر اسلیے کہ ہمکو معلوم ہوجاوی کہ کون رسول کا اتباع کریگا اور کون

عَلٰى عَقِبَيْهِ ؕ وَاِنْ كَانَتْ لَكَبِيْرَةً اِلَّا عَلَى الَّذِيْنَ هَدَى اللّٰهُ ؕ وَمَا كَانَ اللّٰهُ لِيُضِيْعَ اِيْمَانَكُمْ

اولٹا پھر جاتا ہے اور البتہ یہ بات دشوار ہو مگر جنکو کہ خدا نے ہدایت کی (اونپر کچھ دشوار نہین) اور خدا ایسا نہین کہ تمہارا ایمان ضائع کردے

اِنَّ اللّٰهَ بِالنَّاسِ لَرَءُوْفٌ رَّحِيْمٌ ۝

بیشک اللہ لوگون کیلئے شفیق اور مہربان ہے

جہت قبلہ ہی نہین بلکہ اونکے لیئے مشرق و مغرب کو کیون جہت کہا از انجملہ یہہ کہ کعبہ دیوار و نکا نام ہے اور جب دیوارین نہ رہینگی تو کیا ہوگا وغیر ذلک من الخرافات اسلیئے اسکی بعد غدا نی نہدی من یشاء الی صراط مستقیم فرمایا کہ یہہ اسرار جسکو ہم چاہتے ہین تلقین کرتے ہین ورنہ بعض تو وادی ضلالت و جہالت مین سرٹکراتے مرجاتی ہین اس آیت سے جسطرح یہ بات ثابت ہوئی کہ احکام الہی کا چھپانا حرام ہے اسیطرح یہ بات ثابت ہوئی کہ کفار ہمیشہ جہنم مین رہینگے۔

## ترکیب

وکذلک مین کاف موضع نصب مین ہے صفت ہی مصدر محذوف کی تقدیرہ مثل ہدایتنا من نشاء جعلناکم اور جعلنا بمنزلہ صیرنا علی الناس متعلق ہے شہدا سے۔ قبلۃ مفعول اول ہے جعلنا کا اور مفعول ثانی محذوف ہے اور التی مع صلہ اوس محذوف کی صفت ہی تقدیرہ وما جعلنا القبلۃ القبلۃ الخ من یتبع مین من بمعنی الذی موضع نصب مین ہی لنعلم سے ممن ینقلب مین من متعلق ہے لنعلم کی ای لنفصل المتبع عن المنقلب علی عقبیہ موضع نصب مین ہی بوجہ حال ہونیکے ای راجعا۔ وان کانت مین ان مخففہ ہے مثقلہ کی۔ اور اسم اسکا محذوف ہے اسم کان محذوف ہی اوسپر سیاق دلالت کرتا ہے ای وان کانت التولیۃ۔ الا علی الذین مین علی کبیرہ سے متعلق ہے۔ اور الا نے صرف معنی مین عمل کیا ہے۔ وما کان اللہ لیضیع خبر کان محذوف اور لام اس محذوف کیساتھ متعلق ہے تقدیرہ وما کان اللہ مریدا لان یضیع ایمانکم کوفیون کے نزدیک لیضیع خبر ہے اور لام تاکید کی اسپر داخل ہوگیا وفیہ نظر لان الام لام الجحود ان بعدہا مرادہ ؛

## تفسیر

یعنی جسطرح ہمنی تمکو ای امت محمد اور باتون مین برگزیدہ کیا (از انجملہ یہ کہ یہود و نصاری کسی نبی کو مانتے کسیکو نہین اور تم سبکو مانتے ہو۔

اور یہہ کہ تم اپنے نبی کے سچے اور حقیقی فرمانبردار ہو جدہر سکو جانیکا حکم ہوتا ہے بلاچون وچرا اوسکو تسلیم کرتے ہو اور نیز یہہ کہ تمہارا قبلہ کعبہ قرار دیا گیا کہ جو ابراہیم کے عہدی ہے بخلاف یہود و نصاریٰ کے قبلہ کے کہ وہ پیچھے بنا ہے) اسیطرح ہر بات میں تمکو امت وسط یعنی پورا اور کامل بنایا تاکہ سب لوگونکے لیئے تم شہید یعنی ہر امر خیر میں ہادی ہو کہ جس بات کو تم اچھا یا برا کہو اوسمیں تم خدا ذمد کے گواہ مانے جاؤ اور رسول تمہارا ہادی اور گواہ ہے یعنے جو کچھ خدا تعالے اپنے نبی کے دل پر القا کرے اوسکو تم اور دنکی دل پر القا کرو۔ اور تحویل قبلہ کے بارہ میں جو لوگ مستی جھگڑتے ہیں اور طرح طرح کی شکوک پیش کرتے ہیں وہ بیوقوف اس سرسے (کہ جسکا پہلی بیان ہوا) ناواقف ہیں منجملہ اور اسرار کے چند روز بیت المقدس کیطرف منہ کرنے میں ایک یہہ سر تھا کہ پیغمبر کے سچے فرمانبردار دن اور نافرمانو میں باہم امتیاز ہو جاوے کیلیئے کہ جو اپنے معبود حقیقی اور اوسکی رسول پر ایمان رکھتے ہیں وہ تو (جسطرح دانشمند مریض اوس حکیم حاذق کی نسخہ کی تبدیل کو بلاحجت وتکرار قبول کرکے اوسکی دوا کو پی لیتا ہے کہ جسکو دلسے حکیم حاذق جانتا ہے) بے کھٹکے رسول کے حکم قبول کر لیتے ہیں انکی رسم وحمیت ملکی کی خلاف ہو خواہ موافق وہ تو ہر وقت یہی کہتے ہیں ؎ جائینگے ہم ادہر کو جدہر یار لیجلیے ؎ کیا خوب کہا کسینے ؎ رشتہ در گردنم افگندہ دوست ۔ می برد ہر جا کہ خاطر خواہ اوست ؎ اور جو رسم اور مذہب وملت اباء ی اور حب جاہ ومال کے جال میں گرفتار ہیں وہ سیکڑون نکتہ چینیاں کرکے اس سعادت سے محروم رہتے ہیں۔ اور ہر چند یہہ بڑی بھاری بات ہے کہ کسیکے کہنے سے اپنے شعائر مذہبیہ کو چھوڑ دی اور جنکو وہ شعائر تباء ی اونکو یہ تسلیم کرے مگر جنکو خدا تعالیٰ ہدایت کرتا ہے اور انکی دلون سے حجاب اٹھا لیتا ہے وہ رسول کی حکم کو سب پر مقدم رکھتے ہیں اور اگر خدا تعالے مسلمانونکو یہ توفیق عطا نکرتا تو وہ نافرمانی اور سرکشی سے بالخصوص اس تحویل قبلہ کی امر میں نکتہ چینی کرنیسے ایمان زائل ہو جاتا مگر خدا چونکہ بڑا مہربان اور شفیق ہے وہ کاہیکو مسلمانونکی ایمان کو ضائع کرتا لہذا اونکو توفیق عطا فرمائی۔

## متعلقات

امت وسط وسط کی معنے عدل کی ہیں اور بعض کہتے ہیں اسکی معنے بہتر کی ہیں جیسا کہ آیا ہے کنتم خیر امۃ۔ لتکونوا شہداء شہادت سے مراد گواہی ہے۔ خواہ یہ گواہی دنیا میں ہو خواہ آخرت میں چنانچہ ایکبار آنحضرت علیہ السلام کے سامنے سے ایک جنازہ گیا لوگون نی اوسکی مذمت کی تو اپنے فرمایا وجبت وجبت پھر دوسرا جنازہ آیا تو لوگون نی اوسکی مدح کی تو اپنے فرمایا وجبت وجبت لوگون نی عرض کیا کہ اپنی دونو کو لیئے ایک ہی کلمہ فرمایا۔ اپنے جواب دیا کہ جسکی تمنی مذمت کی اوسکے لیئے آتش دوزخ واجب ہوئی اور جسکی تمنے مدح کی اوسکے لیئے جنت واجب ہوئی تم خدا کی دنیا میں گواہ ہو جسکو تم اچھا کہو وہ اچھا ہے اور جسکو تم برا کہو وہ برا ہے (ترمذی وغیرہ) خلاصہ یہہ کہ امت مرحومہ بحیثیت اجتماعیہ نبی علیہ السلام کی کمالات کا آئینہ ہے۔ اسلیئے آنحضرت نی فرمایا لن تجتمع امۃ محمد علی الضلالۃ کہ امت محمدیہ گمراہی پر مجتمع نہوگی۔ یہان سے اجماع امت کا برحق ہونا پایا گیا اور اسلیئے

رفع

قَدْ نَرٰی تَقَلُّبَ وَجْهِكَ فِی السَّمَآءِ ۚ فَلَنُوَلِّيَنَّكَ قِبْلَةً تَرْضٰىهَا ۪ فَوَلِّ وَجْهَكَ شَطْرَ

تحقیق ہم دیکھتے ہین تیرا آسمان کیطرف مونہ کرنا - ضرور ہم تجھکو اوس قبلہ کیطرف متوجہ کرینگے کہ جس سے تو خوش ہوگا پس پھیر اپنا مونہ

الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ ۚ وَحَيْثُ مَا كُنْتُمْ فَوَلُّوْا وُجُوْهَكُمْ شَطْرَهٗ ۗ وَاِنَّ الَّذِيْنَ اُوْتُوا الْكِتٰبَ

مسجد الحرام (کعبہ) کیطرف اور تم جہاں کہیں ہوا سیطرف اپنا مونہ کیا کرو (نماز مین) اور بیشک اہل کتاب

لَيَعْلَمُوْنَ اَنَّهُ الْحَقُّ مِنْ رَّبِّهِمْ ۗ وَمَا اللّٰهُ بِغَافِلٍ عَمَّا يَعْمَلُوْنَ ۝

خوب جانتے ہین کہ یہ حق ہے اونکے رب کیطرف سے - اور اللہ بیخبر نہین ہے اوس سے جو وہ کر رہے ہین -

---

خدا نے فرمایا وَيَتَّبِعْ غَيْرَ سَبِيْلِ الْمُؤْمِنِيْنَ نُوَلِّهٖ مَا تَوَلّٰى وَنُصْلِهٖ جَهَنَّمَ وَسَآءَتْ مَصِيْرًا کہ جو مسلمانونسے علیحدہ راہ اختیار کریگا جہنم مین جاویگا **واضح** ہو کہ گواہ مین دو باتین ضرور ہین **اول** یہ کہ وہ عادل ہو کیونکہ جھوٹے بدکار کی گواہی کا کیا اعتبار ہے **دوم** اوسکو علم حاصل ہو کیونکہ جس چیزکو جب تک نہ جانیگا اوسکی بابت کیا گواہی دیگا - پس جب امت محمدیہ کا شاہد ہونا ثابت ہوا تو نیک اور ذی علم ہونا بھی پایا گیا اسلیئے لفظ وسط امت کی صفت مین لایا گیا -

پہلے جو خدا نی یہدی من یشاء الی صراط مستقیم فرمایا تہا تو وہ ایک عام بات تہی اب اس آیت مین اوسکی تشریح کردی کہ جنکو خدا نی صراط مستقیم کی ہدایت کی ہے اونمین سے امت محمدیہ اور خود حضرت محمد علیہ السلام ہین - اسمین اشارہ کردیا کہ ای مسلمانو تمکو ان یہود و نصاری و دیگر اقوام کی طعن و طنز کیطرف التفات بہی نکرنا چاہیئے کیونکہ تم خدا کی شاہد ہو - ہر امر مین ان لوگونکو تمہارا اقتدا کرنا چاہیئے : کہ تم اونکا اقتدا کرو تو صرف ایک رسول کا اتباع کافی ہے -

## ف

ماکان اللہ لیضیع ایمانکم کی تفسیر مین بعض محدثین نی یون نقل کیا ہے کہ آنحضرت کی چند صحابہ جیسا کہ ابی امامہ اور سعد بن زرارہ اور براء بن عازب اور براء بن معرور وغیرہم کا انتقال اوس زمانہ مین ہوا کہ جب آنحضرت علیہ السلام بیت المقدس کی طرف مونہ کرکے نماز پڑہا کرتی تہی پس جب قبلہ کعبہ بنا گیا تو اونکی وارثون نی آنحضرت سے سوال کیا کہ وہ لوگ تو اس حالت مین مرے کہ جو منسوخ ہو گئی اب اونکی نماز کا کیا حکم ہے تو اسکی جواب مین خدا نی یہ آیت نازل فرمائی -

## ترکیب

نری فعل مضارع ضمیر سخن اسکا فاعل تقلب الخ مفعول فی السماء متعلق ہے تقلب کے نولینک فعل با فاعل ک مفعول اول قبلۃ موصوف ترضاہا صفت مجموعہ مفعول ثانی وکل فعل انت اسکا فاعل وجہک مفعول اول شطر الخ مفعول ثانی حیث ظرف ہے قولوا الخ کا من ربہم موضع نصب مین بوجہ حال ہونیکے -

## تفسیر

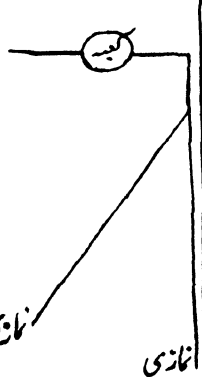
جب خدا تعالیٰ قبلہ کی بارہ مین مخالفون کے شکوک وشبہات رد کرچکا اور یہ بات بھی بتلاچکا کہ بیت المقدس کی طرف مونہ کرکے نماز پڑہنا چند روز ایک امتحان اور سر باطنی کے لیئے تہا اور دراصل ہمیشہ کیلئے قبلہ کعبہ ہی ہونا چاہیئے تہا (اون اسرار کیوجہ سے کہ جن کا ذکر اوپر ہوا) تو اب اس آیت سے پیشتر آنحضرت کی اوس رغبت کا اظہار کرتا ہے کہ جو بوجہ ترقی مراتب کعبہ کو قبلہ بنانی مین تہی اسکے بعد ایسے وعدہ کرتا ہے کہ ہم تجکو اوس قبلہ کا حکم دینگے کہ جسکو تیرا دل چاہتا ہے پہر آپ کو اور آپکی سارہ اُمت کو عام حکم دیتا ہے کہ کچھہ مکہ اور اوسکی نواح کی خصوصیت نہین بلکہ تم جہان کہین ہو اور نماز پڑہنا چاہو تو کعبہ کیطرف کہ جسکو محد الحرام کہتے ہین مونہ کرلیا کرو پہر اسکی بعد اہل کتاب کو متنبہ کرتا ہے کہ وہ اب جو کچھ اس بارہ مین تمپر اعتراض کرتی ہیں یا کرینگے یہ اونکی محض حق پوشی ہے کیونکہ وہ اپنی اون روایات سے کہ جو بطور تواتر نسل در نسل اون مین چلی آتی ہیں کعبہ کی بزرگی اور اوسکا برحق ہونا خوب جانتے تہے اسکی بعد پہر اونکو متنبہ کرتا ہے کہ خدا تمہاری اس مکاری اور حق پوشی سے غافل نہین وہ ضرور تمکو اسکا بدلہ دیگا۔

## فوائد

(۱) قد نری تقلب وجہک فی السماء سے مراد دلی آرزو ہے۔ عام ہے کہ ہیچ مچر آسمانکی طرف مونہ اٹہا اٹہاکر آپ دیکھتے تہے جیسا کہ اہل اس حالت انتظار مین دیکہا کرتی ہین یا نہ دیکہتے تہے آنحضرت کی یہ دلی آرزو کہ قبلہ کعبہ ہو حب وطن یا مشرکین مکہ کی خوشی کے لیئے نہ تہی بلکہ اون اسرار کیوجہ سے کہ جنکا ذکر ہم پہلے کر آئے ہین اور جو نفوس کاملہ ہوتے ہین اونکو ہمیشہ کمالات کی طرف ازحد شوق ہوا کرتا ہے اور کعبہ کا قبلہ ہونا آپ کیلیئے اور آپ کی اُمت کے لئے بڑا کمال ہے۔

(۲) مسجد الحرام کعبے کو اسلیئے کہتے ہین کہ اسکی حرمت خدا کیطرف سے مقرر ہوئی ہے یا اسلیئے کہ یہان معاصی اور قتل وظلم کی اشد حرمت اور ممانعت ہے یہان جو کعبہ کو مسجد الحرام کیسا تہہ بیان کیا تو اس مین یہ نکتہ ہے کہ یہود جو حق پوشی کرکے اعتراض کرتے تہے کہ کعبہ مین کیا فضیلت ہے یہ مشرکین عرب کا معبد ہے" اس سے باز آوین اور کعبہ کی حرمت وعظمت کیطرف خیال کرین کہ جو حضرت ابراہیم خلیل اللہ کا معبد ہے کعبہ کے کہنے مین یہ بات حاصل نہی۔

(۳) شطر المسجد الحرام شطر کے معنے یہان جانب اور طرف کی ہین گو جہت کی بہی آتی ہین مگر کعبہ کیطرف مونہ کرنیسے مراد یہان نماز مین منہ کرنا ہے اور یہ طرف اور سمت حقیقی ہونی کچھہ ضرور نہین بلکہ تخمینی بہی کافی ہے یہانتک کہ اگر ایک خط جنوب و شمال مین کعبے سے نکالا جاوے اور دوسرا نمازی کے سامنے سے کہینچا جاوے جبکہ وہ کعبہ سے مغربی یا مشرقی جہت مین ہو اور پہر دونون خطون مین تقاطع ہوجاوے تو کافی ہے۔ اور جو اندہیری رات مین یا کسی اور وجہ سے قبلہ معلوم نہو تو نمازی



وَلَئِنْ اَتَيْتَ الَّذِيْنَ اُوْتُوا الْكِتٰبَ بِكُلِّ اٰيَةٍ مَّا تَبِعُوْا قِبْلَتَكَ ۚ وَمَآ اَنْتَ بِتَابِعٍ قِبْلَتَهُمْ

اور اگر تو اہل کتاب کیلئے سب نشانیان بھی لے آوے تو بھی وہ تیری قبلہ کو نہ مانینگے - اور تو بھی ان کے قبلہ کی پیروی کرنیوالا نہیں

وَمَا بَعْضُهُمْ بِتَابِعٍ قِبْلَةَ بَعْضٍ ۭ وَلَئِنِ اتَّبَعْتَ اَهْوَآءَهُمْ مِّنْۢ بَعْدِ مَا جَآءَكَ مِنَ الْعِلْمِ ۙ

اور انمین سے بھی بعض نہین مانتے بعض کے قبلہ کو - اور اگر تو نے انکی خواہشون کا اتباع کیا بعد اسکے کہ تو جان چکا ہے

اِنَّكَ اِذًا لَّمِنَ الظّٰلِمِيْنَ ۘ اَلَّذِيْنَ اٰتَيْنٰهُمُ الْكِتٰبَ يَعْرِفُوْنَهٗ كَمَا يَعْرِفُوْنَ اَبْنَآءَهُمْ ۭ وَاِنَّ

تو بیشک اوسوقت ہوگا ظالمون مین جنکو کہ ہمنے کتاب دی ہے وہ اوسکو اسطرح جانتے ہین کہ جس طرح اپنے اولاد کو پہچانتے ہین اور

فَرِيْقًا مِّنْهُمْ لَيَكْتُمُوْنَ الْحَقَّ وَهُمْ يَعْلَمُوْنَ ۝ اَلْحَقُّ مِنْ رَّبِّكَ فَلَا تَكُوْنَنَّ مِنَ الْمُمْتَرِيْنَ

ان مین سے ایک فریق ایسا بھی ہے کہ جو جانکر حق کو چھپاتا ہے - حق تو تیرے رب ہی کی طرف سے ہے پس تو شک مین نہ پڑ

ع

غور کریں اور جدہر طن غالب قبلہ کا ہو اسیطرف منہ کرکی نماز پڑھ لی گو بعد مین غلطی معلوم کیونکہ یہ امر سہولت پر مبنی ہے ورنہ وقت ہو جاوے

## ترکیب

ولئن مین لام توطئہ قسم ہے پھر یہ تمام جملہ شرط ہے اور ما تبعوا قبلتک جواب بالمجاز لفظ ماضی داخل ہے ورنہ تبعو بمعنی مستقبل ہے - اور ما بمعنی لا اور اسلیئے جواب مین فا نہین آیا - اور اسیطرح ولئن اتبعت الخ شرط ہے انک الخ جواب اذا حرف ہے اور نون اس مین اصل ہے اور یہ خاص جواب مین مستعمل ہوتا ہے - الذین الخ مبتدا یعرفون الخ اسکی خبر کما صفت مصدر محذوف کی اور ما مصدریہ ہے الحق مبتدا من ربک خبر ؛

## تفسیر

چونکہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو منجانب اللہ حق پر آنیکی نہایت آرزو تھی کہ یکسیطرح دادی ضلالت سے نجات پاوین اور کاش آیات و معجزات ہی سے راہ پر آوین بالخصوص تحویل قبلہ کی بارہ مین مگر ادنکا انکار اونکی شقاوت ازلی کیوجہ سے حد سے تجاوز کر گیا تھا اسلیئے اپنے نبی کو فرماتا ہے کہ اگر آپ ان اہل کتاب کو سیکڑون معجزات و آیات بھی دکھاوینگے تب بھی یہ تیری قبلہ کو نہ مانینگے اور اس پر کیا منحصر ہے انکی باہم بھی یہانتک ضد و کد ہے کہ ایک دوسرے کے قبلہ کو نہین تسلیم کرتا حضرت مسیح علیہ السلام نے سیکڑون معجزے دکھائے مگر یہودی اونکو نہ مانا پھر نصاری مین لوقوس[1] نے حق پوشی کیلئے اور نصاری کو ابدا حق سے محروم کرنیکے لیئے یہ کہدیا کہ میرے خلاف اگر کوئی آسمانکا فرشتہ کہے تو نہ مانیو پھر اگر آپ باوجود امر حق ظاہر ہونیکے بفرض محال اوسکے

[1] چنانچہ پولوس اوس خط مین جو گلتیہ کو لکھا ہے اوسکے پہلے باب کے ۸ ورس مین یہ کہتا ہے (۸) لیکن اگر ہم یا آسمان سے کوئی فرشتہ سوا اوس انجیل کے جو ہمنے تمہین سنائی دوسری انجیل تمہین سنائی ملعون ہووے ۹ ورس

وَلِكُلٍّ وِّجْهَةٌ هُوَ مُوَلِّيهَا فَاسْتَبِقُوا الْخَيْرَاتِ ۚ أَيْنَ مَا تَكُونُوا يَأْتِ بِكُمُ اللَّهُ جَمِيعًا ۗ

اور ہر ایک کیلیے ایک طرف ہی کہ وہ ادہری جھکتا ہے پس تم تو نیکیون کی طرف دوڑا کرو جہان کہین تم ہوگے لے آویگا تمکو اللہ اکٹھا کرکے

إِنَّ اللَّهَ عَلَىٰ كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ ۝ وَمِنْ حَيْثُ خَرَجْتَ فَوَلِّ وَجْهَكَ شَطْرَ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ ۖ وَإِنَّهُ

اللہ ہر چیز پر قادر ہی اور جہان کہین جاؤ تو اپنا مونہہ مسجد حرام کیطرف کیجیو اور یہی

لَلْحَقُّ مِن رَّبِّكَ ۗ وَمَا اللَّهُ بِغَافِلٍ عَمَّا تَعْمَلُونَ ۝ وَمِنْ حَيْثُ خَرَجْتَ فَوَلِّ وَجْهَكَ شَطْرَ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ ۖ

حق ہے تیری رب کی طرف سی اور اللہ غافل نہین تمہارے کام سی اور جہان کہین جاؤ تو اپنا مونہہ مسجد حرام کی طرف کیجیو

وَحَيْثُ مَا كُنتُمْ فَوَلُّوا وُجُوهَكُمْ شَطْرَهُ لِئَلَّا يَكُونَ لِلنَّاسِ عَلَيْكُمْ حُجَّةٌ إِلَّا الَّذِينَ

اور جہان کہین تم ہوا کرو تو اپنا مونہہ اوسکیطرف کیا کرو تاکہ باقی نرہی لوگونکی تمپر کوئی حجت بجز اونکے کہ جنہون نی

ظَلَمُوا مِنْهُمْ فَلَا تَخْشَوْهُمْ وَاخْشَوْنِي وَلِأُتِمَّ نِعْمَتِي عَلَيْكُمْ وَلَعَلَّكُمْ تَهْتَدُونَ ۝

اونمین سی ظلم کیا ہی تو اونکی تو کچھ پروا ہی نکرو اور مجھسے ڈرو اور تاکہ مین اپنی نعمت تمکو بھرپور دون اور تاکہ تم ہدایت پاؤ

خواہشون کی تابع ہونگی تو برا کرینگے۔ (جیسا کہ حق سے انکار مین اونکا اصرار تہا اتنا ہی آپکے لیئے اونکی اتباع سی منع کرنیمین اصرار کردیا اور آنحضرت کی امت کو کنایۃً متنبہ کردیا ؎ خوشتر آن باشد کہ سر دلبران ؎ گفتہ آید در حدیث دیگران ؎) اور انکا یہ انکار عمداً ہی کیونکہ وہ آپکو نبی برحق اون علامات سی کہ جو اونکی کتابون مین ہین بسینہ بسینہ اونکے اجداد اور رہبان مین چلے آتی ہین۔ اسیطرح جانتے ہین کہ جسطرح اپنی اولاد کو سیکڑون لڑکون مین دیکھکر پہچان لیتے ہین اور بالکل اشتباہ نہین ہوتا اگرچہ انکی عوام نہ جانتی ہون مگر ایک فریق یعنی علماء تو عمداً جان بوجھکر حق کو چھپاتی ہین مگر اونکی اس خلاف حق ظاہر کرنیسے کیا ہوتا ہی حق تو وہی جسکو خدا ظاہر کرتا ہے پس اب ای مخاطب تو کسی شک و شبہ مین نہ پڑ +

## فوائد

(۱) ولکل وجھۃ ھو موليھا بعض نے کہا تمام عیسائیون اور یہود کیلیے نماز مین کوئی جہت خاص قبلہ نہو مگر عرب کی یہود عموماً بیت المقدس کو نماز مین قبلہ بناتی تہی اور نصاری جہت شرق کو اسلیئے کہ حضرت مسیح بیت اللحم مین پیدا ہوئے تہے کہ جو یروشلم سی بجہت شرق واقع تہا اور ممکن ہے کہ قبلہ سی مراد مذہب کی رسوم و شعار مراد ہون اور ہر ایک دوسرے کے رسوم کو نہین مانتا یہ طبعی بات ہے

(۲) فلا تکونن من الممترین سی یہ مراد نہین کہ آنحضرت کو کچھ شک تہا بلکہ اوروں کو سنانی کو حضرت سی یہہ اور لئن اتبعت اہوائھم فرمایا

(۳) ہمنے جو قیود کی رعایت رکھکر تفسیر کی ہے اس تقدیر پر یہ سوال و جواب جو خلاف معنی لیکر بعض مفسر کرتی ہین تضیع اوقات ہے

## ترکیب

وجہۃ مبتدا، الکل اوسکی خبر لفظ وجہۃ مین قیاس چاہتا تہا کہ جہۃ ہو مثل عدۃ اور زنۃ کی ہو (ای اللہ) مبتدا ہو لیہا بکسر اللام اسکی خبر تقدیرہ اللہ مولی تلک الجہۃ ذلک الفریق ای یامرہ بہا امرا کونیا فحذف المفعول الثانی اور احتمال ہے کہ ضمیر ہو کل کیطرف رجوع کرے ای ذلک الفریق مولی الوجہۃ نفسہ ؛ یہہ تمام جملہ صفت وجہۃ کی ہوگا اینما ظرف ہی تکونوا کا ومن حیث خرجت ایجگہہ سے طلب کیلئے نہین پس من متعلق قول کی ساتہ ہے وحیث ما کنتم مین دونون احتمال ہین لئلا مین لام محذوف کیساتہ متعلق ہے تقدیرہ فعلنا ذلک لئلا الخ حجۃ اسم کان اور للناس اوسکی خبر اور علیکم صفت حجۃ اصل مین تہی مگر چونکہ مقدم ہوگئی تو حال ہونیکی وجہ سے منصوب المحل ہوئی اور یہہ جائز نہین کہ اسکو حجۃ کی متعلق کیا جاوے لئلا یقدم صلۃ المصدر علیہ الا الذین ظلموا استثنا ہی الناس سے ای لئلا یکون لاحد من الناس حجۃ الا للمعاندین منہم اور ممکن ہے کہ استثنا مبالغہ کیلئے ہو جیسا کہ شعر مین ؎ ولا عیب فیہم غیر ان سیوفہم ؛ بہن فلول من قراع الکتائب ؛ ولاتم معطوف ہی لام سابق پر علیکم متعلق ہے لاتم سے ؛

## تفسیر

خدا تعالی اس آیت مین یہ بات ظاہر کرتا ہے کہ جب امر حق دلائل قطعیہ سے ثابت ہو جاوے تو پہر اوسکی اختیار کرنیمین کسیکی مخالفت و موافقت کا کچہہ پاس نکرنا چاہیئے اور کیونکر انسان ہر ایک کو بالخصوص دینی امور مین موافق کر سکتا ہے حالانکہ ہر ایک شخص کی رای اور عقیدت اور میل قلبی جداگانہ ہے ؎ ہر قوم راست راہی دینے و قبلہ گاہے۔ خلاصہ یہہ کہ ہر ایک شخص اور قوم اور ملک کا ایکطرف رجحان ہوتا ہے پس تم اس خیال سے موافقت کو دلسی نکالدو اور جو باتین نیک کہ مقصود بالذات ہین جیسا کہ نماز اور روزہ و ذکر اور خلق خدا کیساتہہ نیکی کرنا اور خواہش نفسانی اور مقتضیات ہیولانیہ سے بری رہنا ان مین سرگرم رہو اور استقبال کعبہ تو امر مقصود بالذات نہین بلکہ نمازین متبع ملت ابراہیمیہ کا غیر متبع سے امتیاز ہونے کیلئے یہہ جہت قرار دیگئی ہے جیسا کہ زیارت قبور موت یاد دلانیکے لیئے مستحسن ہوئی۔ اور یہہ اختلاف جہات اور باہمی تباعد اسی عالم مین ہے ورنہ آخرت مین تو سبکو اللہ تعالے ایک ہی جہت اور ایک ہی روش پر جمع کرکے ہر کہین سے لائیگا سب حالت خوف و رجا مین دربار الہی مین اوسکیطرف متوجہ اور اوسکی تخت کو قبلہ بنائے کہڑے ہونگے کیونکہ اللہ ہر چیز پر قادر ہے اور ممکن ہی کہ اینما تکونوا الخ کا خطاب خاص اہل اسلام سے ہو اس تقدیر پر یہہ معنے ہونگے کہ ای مسلمانون ہر قوم کیلئے ایک جہت خاص ہے اور تمہارے لئے حصول قرب و سعادت کیلئے ہر جہت ہے تمہاری لیئے میدان سعادت بڑا وسیع ہی پس تم اس میدان مین دوڑو اور یہہ خیال نکرو کہ تم اس میدان مین ادہر ادہر چلے جاؤگے باہمی اتفاق و تعاکس انوار نہوگا کیونکہ وہ تمکو بارگاہ قرب مین جمع کردیگا وہ ہر چیز پر قادر ہے۔

كَمَآ اَرْسَلْنَا فِيْكُمْ رَسُوْلًا مِّنْكُمْ يَتْلُوْا عَلَيْكُمْ اٰيٰتِنَا وَيُزَكِّيْكُمْ وَيُعَلِّمُكُمُ الْكِتٰبَ وَالْحِكْمَةَ

جیسا کہ بھیجا ہے تم مین ایک رسول تمہین مین سے جو سناتا ہی تمکو ہماری آیتین اور سنوارتا ہے تمکو اور تمکو کتاب اور حکمت سکھاتا ہے۔

وَيُعَلِّمُكُمْ مَّا لَمْ تَكُوْنُوْا تَعْلَمُوْنَ ۝ فَاذْكُرُوْنِيْٓ اَذْكُرْكُمْ وَاشْكُرُوْا لِيْ وَلَا تَكْفُرُوْنِ ع

اور بتاتا ہے تمکو وہ باتین کہ جو تم نہین جانتے پس مجھیکو یاد کرو مین تمکو یاد کرونگا اور میرا شکریہ ادا کیا کرو ناشکری نکرو

ان اسرار و رموز کے بعد پھر اسی حکم کی تاکید کرتا ہے کہ بلاشبہ تم نماز مین مونہ کعبہ کیطرف کیا کرو تاکہ تمپر پھر کسی کا اعتراض باقی نہ رہے کہ باوجود اتباع ملت ابراہیمیہ کی اس نبی نے مسجد احرام کو کیون قبلہ نہ بنایا اور نیز اس مین تمہارے لیئے اہل اسلام خدا کی پوری نعمت ہے کیونکہ اس مین وہ وہ خوبیان ہین کہ جنکا بیان نہین ہو سکتا چنانچہ کسیقدر ہمنی بیان کرین گے اور نیز اسمین تمہاری لیئے راہ راست کی رہنمای بھی ہے اسکی بعد جو کوئی تمپر اعتراض کری تو وہ ناانصاف ہی اور اسکی کچھہ پروا نکرنی چاہیئے بلکہ خاص خدا تعالی سے ڈرنا چاہیئے۔

## فائدہ

اس حکم کو ایکبار تو خدا تعالی ذکر کر چکا تہا مگر پھر تین بار اس آیت مین کیون اسکو ذکر کیا بظاہر یہ بات بلاغت و فصاحت کی خلاف ہی اسکا جواب یہ ہی کہ اول بار تعمیم احوال کیلیئے ہے اور دوم تعمیم امکنہ کیلیئے اور سوم تعمیم ازمنہ کیلیئے تاکہ اس حکم مین کسی قسم کا شبہ باقی نرہی اور یہہ بھی ہے کہ جب بلیغ کسی دعوی کو کسی دلیل سے ثابت کیا کرتی ہین تو دوبارہ جب اوسپر اور دلیل لاتی ہین تو پھر اوس دعوی کو دلیل کے ساتہ ربط دینی کے لیئے ذکر کر دیتے ہین اور یہان بھی ایسا ہی ہوا ہی اور یہ بھی ہے کہ جب کسی امر اہم کو بیان کرتی ہین تو اوسکی تاکید بھی ضرور کرتے ہین اور تاکید تین بار کہنے سے حاصل ہوتی ہے مگر لطف یہ ہی کہ نیا عنوان مدنظر رکہا ہے۔

## ترکیب

کما مین کاف موضع نصب مین ہی صفت ہی مصدر محذوف کی تقدیر یہ ہیتذکرون ہدایۃ کارسلنا ارسالا تاما کارسلنا اور بعض محققین کہتے ہین فاذکرونی کما ارسلنا فعلی ہذا کیون منصوب ہوا کذکرا ی ذکرا مثل ارسالی اور ما مصدریہ ہی یتلو اور یزکیکم و یعلمکم حال ہے

## تفسیر

خدا تعالی نی دین محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی منجانب اللہ ہونی پر چند وجوہات بیان فرمائی بعض اونمین سی الزامیہ ہین کہ یہ دین ابراہیم علیہ السلام کا دین ہے پس اسکا قبول کرنا ضرور ہی چنانچہ اس آیت مین اسیطرف اشارہ ہے ومن یرغب عن ملۃ ابراہیم الا من سفہ نفسہ الخ اور بعض انمین سی برہانیہ ہین اور وہ یہہ آیت ہی قولوا امنا باللہ وما انزل الینا وما انزل الی

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اسْتَعِيْنُوْا بِالصَّبْرِ وَالصَّلٰوةِ ۭ اِنَّ اللّٰهَ مَعَ الصّٰبِرِيْنَ ۝ وَلَا

اے ایمان والو مدد لو صبر اور نماز سے۔ بیشک اللہ صبر کرنیوالوں کا ساتھ ہے اور مت کہو

تَقُوْلُوْا لِمَنْ يُّقْتَلُ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ اَمْوَاتٌ ۭ بَلْ اَحْيَاۗءٌ وَّلٰكِنْ لَّا تَشْعُرُوْنَ ۝ وَلَنَبْلُوَنَّكُمْ بِشَيْءٍ

اونکو کہ جو اللہ کی راہ میں مارے جاویں مردے بلکہ وہ زندے ہیں لیکن تم نہیں سمجھتے۔ اور بیشک ہم تمہارا امتحان کرینگے کسیقدر

مِّنَ الْخَوْفِ وَالْجُوْعِ وَنَقْصٍ مِّنَ الْاَمْوَالِ وَالْاَنْفُسِ وَالثَّمَرٰتِ ۭ وَبَشِّرِ الصّٰبِرِيْنَ ۝ الَّذِيْنَ اِذَآ اَصَابَتْهُمْ

خوف سے اور بھوک اور مالوں اور جانوں اور پھلوں کی نقصان سے اور خوشخبری دو صبر کرنیوالوں کو کہ جب انپر

مُّصِيْبَةٌ ۙ قَالُوْٓا اِنَّا لِلّٰهِ وَاِنَّآ اِلَيْهِ رٰجِعُوْنَ ۝ اُولٰۗىِٕكَ عَلَيْهِمْ صَلَوٰتٌ مِّنْ رَّبِّهِمْ وَرَحْمَةٌ ۣ وَاُولٰۗىِٕكَ هُمُ الْمُهْتَدُوْنَ ۝

کوئی مصیبت آپڑتی ہے تو کہتے ہیں کہ ہم اللہ ہی کے ہیں اور ہمکو اوسکی پاس جانا ہے۔ یہی لوگ ہیں کہ جنپر خدا کی طرف سے مدد آفرین اور رحمت ہے اور یہی ہیں ہدایت پائی ہوئی۔

---

ابراہیم و اسمٰعیل و اسحٰق و یعقوب و الاسباط اسکی بعد خدا نی مخالفین کی دو شبہ ذکر فرما کر اونکا جواب شافی دیا اول قالوا کونوا ہودا او نصاریٰ تہتدوا دوسرا نسخ کی بارہ میں تہا کہ شریعت محمدیہ میں نسخ ہوتا ہے بالخصوص قبلہ کی بات ہوا جس سے معلوم ہوا کہ یہہ شریعت منجانب اللہ نہیں سو یہ شبہ اونکا قوی تہا اسلئے اسکا جواب سیقول السفہاء الخ سے شروع کرکے ولاتم نعمتی علیکم تہتدون پر ختم کردیا اور چونکہ تحویل قبلہ کو اتمام نعمت فرمایا تو اوسکی ساتھ دوسری نعمت کو بہی یاد دلایا کہ ہمنے جسطرح کعبہ کو قبلہ بنانی میں تمہاری حال پر نعمت نازل کی ہے اور مخالف اسکی حقیقت سے ناواقف ہوکر اعتراض کرتے ہیں اسیطرح ہمنے تمکو بڑی نعمت یہ دی کہ تمہارے پاس تمہیں میں کا ایک ایسا رسول بہیجا کہ جسنے نہ صرف کلام الہی لوگونکو پڑہکر سنایا بلکہ اوسنے تزکیہ نفوس اور تہذیب ارواح کی اور حکمت نظریہ اور عملیہ اور کتاب سکہائی اور بہت سی باتیں تمکو بتائیں جسکا اثر تمنے دیکہہ لیا عرب کی کیسی حالت خراب تہی پہر کیسی درستی ہوئی پس جسطرح اوسپر مخالفونکی شبہ بیجا تہی اسیطرح اس میں بہی شبہات بیجا ہیں پس اب تم میرا لطف اپنا دہیان دہرو اور مجہے یاد کرو میں بہی تمپر اپنی رحمت کرونگا اور میری ان نعمتونکو مدنظر رکہکر شکریہ کرتے رہو کبہی ناشکری نکرنا اور کیسکی بہکانے میں ناکر نادانی نکرنا **ف** ذکر کی تین قسم ہیں ایک یہہ کہ زبان سے اوسکی حمد اور تسبیح اور تمجید اور تہلیل و تکبیر پڑہی جاوے اور اسکی کتاب پڑہی جاوے **دوم** ذکر قلبی اور وہ یہہ کہ اپنے لطائف باطنیہ کو اور اپنے جمیع قوی اور اعضا کو اوسکیطرف متوجہ کردے اور یہانتک محویت حاصل ہو کہ اپنے تئیں بہی بہول جائی خواہ نفی و اثبات کرکے خواہ مراقبہ سے خواہ توجہ اور ہمت شیخ سے یہہ بات حاصل ہو جب انسانکو یہہ حالت نصیب ہوتی ہے تو جسطرح مکانات میں ایک دوسرے کے اثر سے حال بدلتا ہے مثلاً پہول کی صحبت سے معطر اور لوہا آگ میں رہنے سے آگ ہوجاتا ہے اسیطرح انسان پر آثار تقدس فائز ہوتے ہیں پہر تو اسکے زبان اور اسکے کان خدا کے کان اور اسکی آنکہہ خدا کی آنکہہ

ف ذکر

اور اسکے ہاتھ پاؤن اور سکے ہاتھ پاؤن ہو جاتے ہین (حالانکہ وہ انسان کے ان چیزونسے پاک ہے) جیسا کہ احادیث صحیحہ مین وارد ہوا ہے اور پھر اس بنا سے آثار عجیبہ بھی سرزد ہونے لگتے ہین کہ جنکو معجزات و کرامات کہتے ہین اور یہ بھی ذکر قلبی کی شاخ ہے کہ اوسکی مخلوقات مین جو کچھ اسرار رکھی ہین اونمین غور و فکر کرے تاکہ اس عالم کا ہر ذرہ اوسکے جمال جہان آرا کیلئے آئینہ ہو جاوے اسلئے ایک عارف نے فرمایا ہے ما رایت شیئا الا ورایت اللہ فیہ کہ مین جب کسی چیز کو دیکھتا ہون تو اوسمین خدا ہی نظر آتا ہے ہر چیز اوسکی وحدانیت اور صفات کمالیہ کیلئے شاہد عدل بنکر سامنے کھڑی ہو جاتی ہے اسلئے قرآن اور احادیث صحیحہ مین اس ذکر کی بڑی تاکید آئی ہے اور ایک جگہ لعلکم تفلحون فرمایا ہے۔ قبل اسکے کہ اس ذاکر کی روح اس خاک کے تیلے سے مفارقت کرے اسی عالم مین یہ شخص عالم قدس کے لوگون مین شریک ہو جاتا ہے تیسری قسم ذکر جوارح یعنی ہاتھ پاؤن وغیرہ اعضا کا ذکر سو وہ یہ ہے کہ ان اعضا کو اوسکے حکم مین مستعمل کرنا اور منہیات سے انکو روکنا اور اسلیئے اس آیت مین نماز کو بھی ذکر کہا ہے فاسعوا الی ذکر اللہ۔

## ترکیب

بالصبر متعلق ہے استعینوا سے لاتقولوا فعل انتم اسکا فاعل لمن یقتل الخ جملہ مفعول من چونکہ معنی جمع ہے اسلئے اموات میت کی جمع جبر مین لانا مناسب ہوا احیاء خبر مبتدا محذوف کی ای ہم احیاء ولنبلونکم جواب ہی قسم محذوف کا من الخوف موضع جر مین ہے کیلئے کہ یہ صفت ہے لشیئ کی من الاموال موضع نصب مین ہے کیلئے کہ یہ صفت ہی محذوف کی تقدیر یہ ونقص شیئا من الاموال لان النقص مصدر ہو متعدی بمفعول و قد حذف المفعول الذین اذا اصابتہم موضع نصب مین ہے کیلئے یہ صفت ہی صابرین کی قالوا انا للہ جواب ہے شرط کا اولئک مبتدا وصلوات مبتدا ثانی اور علیہم اسکی خبر پھر یہ مجموعہ خبر ہے مبتدا اول کی اولئک مبتدا ہم المہتدون جملہ اسکی خبر اور ممکن ہے کہ ہم ضمیر فصل ہو اور المہتدون تنہا خبر ہو۔

## تفسیر

حق تعالی نے پہلی آیت مین اپنے ذکر اور شکر اور عدم کفران کا حکم دیا تھا کہ جو تمام عبادتون اور ہر قسم کی اوامر الٰہی کا لب لباب تھا اور اس قسم کی بار گران کی تحمل کیلئے کوئی سہارا بھی ضرور ہی کہ جسکے اعانت اور وجہ سے یہ بار گران آسان ہو۔ اور نیز اگلی آیات مین جہاد اور اشاعت خیر کا بھی حکم دینا منظور تھا کہ جسپر قوم اور ملت کی عزت و آبرو کا مدار کار ہی اسلئے اوسنے بطور تمہید کے انجملہ وہ آیت نازل فرمائی کہ جو دونون مقصد و نکو خوب پورا کردی اور جسکو دونون سے کامل درجہ کا ارتباط ہو پس فرمایا کہ اے ایمان والو اس بار گران کی سہولت کیلئے صبر اور نماز پڑھنیسے کام لو کیونکہ صبر اور نماز ایسی آلہین کہ جسسے یہ کام بلکہ جہاد فی سبیل اللہ دونون سہل ہو جاتے ہین اور یہ اسلیئے کہ صبر عقل کا متباع کرکے نفس کو غضب اور شہوت سے روکنے کو کہتے ہین اسلیئے جسمین دونون چیزین ہونگی اور صبر اوسکے نصیب ہوگا حالانکہ مین جو نکہ غضب و شہوت نہین بلکہ عقل صرف تو اسلیئے انکو بھی یہ نعمت نصیب نہین اور دیگر حیوانات مین عقل نہین غضب

اور شہوت ہی وہ ہی اس سعادت سے فیضیاب نہین اونکی قوت جماعیہ جس جانور سے چاہتی ہے جماع کرنیکا حکم دیتی ہے اور جس چیز کے کھانے پینے کا چاہتی ہے حکم دیتی ہے جسپر چاہتی ہے حملہ کرنیکے لیئے امادہ کردیتی ہے سو وہ اوسکے کہنے سے ویسا ہی کرتا ہے **عقل** اوسکا ہاتھ نہین پکڑتی کہ اری او ظالم کیا کرتا ہے بخلاف انسانکی کہ اوسکو عقل مانع آتی ہے۔ اور وہ اوسکے کہنے سے غضب کو روکتا ہے تو غضب سے پژمردگی اور روح پر تاریکی اور نورانیت طاری ہوتی ہے اور جب روح پر نورانیت آئی تو اس آئینہ مین جمال جہان آرا کا جلوہ ہوا خدا کا قرب نصیب ہوگیا اسلیئے فرمایا ان اللہ مع الصابرین اور جبکہ قرب مبدء فیاض نصیب ہوا تو اوسکا اثر صحبت سے تمام کام دنیا و آخرت کی انجام پاگئی اسلیئے کہیئے فرمایا الصبر مفتاح الفرج کہ صبر فتوحات کی کنجی ہے دیکھئے جنگ و قتال مین جب ہر طرحکی تکلیف پر آدمی صبر کرتا ہے تو اپنے دشمن پر فتح پاتا ہے اور پھر عزت و دولت و راحت اوسکو آکر سلام کرتی ہین کاشتکار جب گرمی اور بھوک و پیاس کی تکلیف اُٹھاکر محنت کرتا ہے تو غلہ کاٹتا ہے الغرض دنیا اور آخرت کی تمام کاروبار کا صبر پر مدار ہی **واضح** ہو کہ صبر کی دو قسم ہین **بدنی** اور **نفسانی** پھر بدنی کی بھی دو قسم ہین **فعلی** جیسا کہ بڑے بہادر اور مشقت کی کامونکو کرنا **انفعالی** درد اور تکلیف کی برداشت کرنا گو اوس تکلیف کے آثار بی خود مقتضی طبعی سے ظاہر ہوجاوین مگر شخص اسی حالت مین خلاف قانون عقل و شرع کوئی حرکت نکری۔ اور صبر نفسانی یہ ہے کہ نفس کو اوسکی خواہشون سے روکے اگر خواہش شکم و آلہ تناسل کو روکے گا تو اسکو **عفت** کہینگے اور اگر فضول چیزونکی خواہش سے روکے گا تو اسکو **زہد و قناعت** کہینگے اگر غصہ کی حالت مین اپنے دشمن سے درگزر کریگا اور نفس کو انتقام لینے سے روکے گا تو اسکو **حلم** کہینگے اگر کسیکی رازافشار کرنیسے زبان کو بند کریگا تو اسکو **رازداری** کہینگے اور جو زبان کو بیہودہ بکواس سے اور اپنے اعضا کو بیجا حرکات سے بند کریگا تو اسکو **متانت** کہینگے صبر کے فضائل قرآن و احادیث مین بکثرت ہین قال تعالیٰ وجعلناہم ائمۃ یہدون بامرنا لما صبروا وتمت کلمۃ ربک الحسنی علی بنی اسرائیل بما صبروا جس کسینے ترقی حاصل کی ہے اس صبر ہی کی بدولت کی ہے اور اسلام نے امت مرحومہ کیلیئے صبر کی ایک شاخ روزہ کو بھی فرض کردیا تاکہ نفس کو بھوک و پیاس کی تکلیف اٹھانیکی عادت پڑے اور جماع جیسی مرغوب چیز کو باوجود سامان مہیا ہونیکے ترک کرنیکا خوگر ہو اور **نماز** تو ایک عجیب تریاق مجرب ہی اس مین خدا کی حمد و ثنا اور دعا اور اوسکو آگے سر کے بل جھکنا ہے اسمین خواہ مخواہ بندیکو اللہ سے تقرب حاصل ہوتا ہی اور یہہ روح کو منور کرنیکا اعلیٰ طریقہ ہے اور اسلیئے اسکی نسبت وارد ہی۔ اِنَّ الصَّلٰوۃَ تَنْہٰی عَنِ الْفَحْشَآءِ وَالْمُنْکَرِ پس جب بندیکو مولی سے تقرب و توصل ہو تو اوسکی سب کام انجام کو پہونچے اور چونکہ خدا تعالیٰ تمام کائنات کی اصل ہی اور ہر چیز جب اوسکو موانع پیش نہین آتی تو اپنی اصل کیطرف ہمہ تن متوجہ ہوجاتی ہی چنانچہ اس حدیث کی یہی معنی ہین کان النبی صلعم اذا حزبہ امر فزع الی الصلوٰۃ (جامع الاصول) اور جبکہ خدا تعالیٰ نے صبر کی فضیلت مین یہہ فرمایا کہ خدا تعالیٰ کی ساتھ صابرین کو معیت اور تقرب نصیب ہوتا۔ اور صبر کا اعلیٰ مرتبہ قتل

فی سبیل اللہ تہا کسلئے کہ جانکی آگے مال یا کسی اور منفعت کی کچھ وقعت نہین نقل مشہور ہی کہ جان ہی تو جہان ہی پس جسقدر صبر اللہ کی راہ مین جان قربان کرنیمین ہے اسقدر اور چیز کی صرف کرنی مین نہین اور نیز اگلی آیات مین جہاد اور قتل فی سبیل اللہ کا حکم ہونیوالا تہا اسلیئے اس صبر کا اور بہی ذکر کرنا مناسب ہوا اور سب اجرون مین بڑا اجر یہہ ہی کہ اسکے عوض مین بندیکو حیات ابدی عطا ہو پس فرماتا ہی کہ جو لوگ اللہ کی راہ مین ماری جاتی ہین تم اونکو مردی نہ کہو کیونکہ ؎ ہرگز نمیرد آنکہ دلش زندہ شد بعشق ؛ ثبت است بر جریدۂ عالم دوام ما - بلکہ وہ زندہ ہین کسلیئے کہ ؎ کشتگان خنجر تسلیم را ؛ ہر زمان از غیب جانی دیگر است ؛ صرف یہ بات ہی کہ وہ تمکو نظر نہین آتی - ؛

**واضح** ہو کہ انسان روح یا **نفس ناطقہ** ہے اور یہہ جسم خاکی کہ جو تمکو دکہائی دیتا ہے اس نفس ناطقہ کو مرکب کا یعنی (روح ہوائی کا کہ جسکو نسمہ کہتے ہین) مرکب ہی اعنی نفس ناطقہ کا تعلق روح ہوائی سے ہے کہ جو لطیف خون کی ابخرات سی پیدا ہوتی ہے اور روح ہوائی کا مرکب یہ جسم ہی ؛ جب کسی سبب سی اس جسم خاکی سے تعلق منقطع ہو جاتا ہی اور اس ترک تعلق کا نام **موت عرفی** ہے) تو نفس ناطقہ کہ جو جوہر نورانی ہے باقی رہتا ہے اور نہایت عمدہ طرحسے حس و ادراک اور شعور تمیز بہی باقی رہتا ہے اس مین کافر و مومن شہید غیر شہید سب برابر ہین پس اس معنی سی موت ہی تو جسم کو اور حیات ہی تو نفس ناطقہ کو ہی ہان یہ بات اور ہی کہ کبہی پاک ارواحونکا اثر اس جسم خاکی تک بہی پہنچتا ہے اور یہ جسم مثل گلتا نہین جیسا کہ انبیا علیہ السلام - اور اولیا - کرام و شہدا - عظام کا حال ہی خلاصہ یہہ کہ اس موت عرفی مین اور حیات نفس ناطقہ مین سب انسان شریک ہین اس معنی سے شہید اور غیر شہید انبیا غیر انبیا سبکو موت ہی اِنَّكَ مَيِّتٌ وَّاِنَّهُمْ مَّيِّتُوْنَ ۝ كُلُّ نَفْسٍ ذَآئِقَةُ الْمَوْتِ اور اسلیئے اونکی بعد انپر احکام موت جاری ہوتی ہین مال مین حصہ لگ جاتی ہین البتہ موت اور حیات کو ایک اور ہی معنی ہین وہ یہہ کہ روح انہی مرکب نسمہ کی ذریعہ سی کسی عمدہ اور مرغوب ہیئت مین ہر قسم کی لذتین اور آرام حاصل کری اور عالم برزخ مین جہان چاہی گل گشت کری اور اپنی اعمال سابقہ کی بہالوئی اسکو اعمال گل و ریاحین اور حور و جنت بنکر اوسکو دکہائی دیوین وہ جہانسی چاہی دکہائی پہنچنا نچہ اس حدیث مین بہی اسطرف اشارہ ہی کہ شہید ونکی روحین سبز سبز رنگ جانورونکی قالب مین اکر عرش مکے قندیل مین رہینگی اور جنت مین جہانسے چاہین گی کہا لینگے پینگی (موطا امام مالک و مسند احمد و صحیحین) اور نیز بارگاہ احدیت اور عالم قدس کے میدان وسیع مین ہمیشہ ترقی کری اور اسکی حسنات کا سلسلہ منقطع نہو اور وہ چشمہ خیر کہ جسکو اسنی دنیا مین جان دیکر جاری کیا تہا بند نہو اور جس درخت پر ثمر کہ اپنے اپنے خون سی سینچ سینچ کر پرورش کیا تہا اسکی پہل و پہول کبہی منقطع نہون چنانچہ اس حدیث مین بہی مراد ہے

---

؎ اس حدیث کے یہی معنی ہین اور جسنے یہ سمجہکر (شہید طوطی یعنے حیوان بنکر درخت پر اڑیان مارتے پہرینگے گویا انسانیت سے حیوانیت مین آجاوینگے) اسپر اعتراض کیا ہے اوسکی کج فہمی ہے ۱۲ منہ ؛

اِنَّ الصَّفَا وَالْمَرْوَةَ مِنْ شَعَآئِرِ اللّٰهِ ۚ فَمَنْ حَجَّ الْبَيْتَ اَوِ اعْتَمَرَ فَلَا جُنَاحَ عَلَيْهِ اَنْ

البتہ صفا اور مروہ خدا کی نشانیون مین سے ہین پس جو کعبہ کا حج یا عمرہ کرے تو اوسپر کچھ گناہ نہین کہ ان کے

يَّطَّوَّفَ بِهِمَا ۭ وَمَنْ تَطَوَّعَ خَيْرًا ۙ فَاِنَّ اللّٰهَ شَاكِرٌ عَلِيْمٌ

درمیان طواف کرے - اور جو کوئی اپنی خوشی سے نیکی کرے تو خدا قدردان ہے جاننیوالا

کل ابن ادم یجنۃ علی عملہ اذا مات الا المجاھدون فی سبیل اللہ فانہ ینمی لھم عملہ الی یوم القیامۃ (رواہ البخاری ومسلم)

پس یہہ حیات ہے اور اسکی برعکس جو کچھہ ظہور مین آوی وہ موت ہی - اس آیت مین جو شہیدونکی لئے حیات ثابت ہی تو اوس سے یہہ مراد ہی لیکن اس حیات مین انبیا علیہ السلام اور اولیا کرام بہی شریک ہین اور اسکی درجات متفاوت ہین مگر شہیدونکو ملذات حاصل کرنے مین ایک خصوصیت خاصہ ہے اور اسلئی جناب نبی صلعم نی شہادت کی آرزو کی اور کیون نہو جو خدا کو اپنی حیات مستعار سپرد کرتا ہے وہ اوسکی بالعوض اوسکو حیات ابدی عطا کرتا ہے البتہ یہ بات اور ہی کہ وہ لوگ ہمکو نظر نہین آتی اور اسلیئے خدا نے لاتشعرون فرمایا لاتعلمون نہ فرمایا ؛

جب خدا تعالی نتایج صبر اور اوسکی فوائد بیان فرما چکا تو پیشتر مطلع کرتا ہے کہ تمکو دولت صبر سے بہرہ ور کرینگے اوسکو سامان مخالفونکا خوف اوسپر طرح طرح کی بیماری اور مال اور جان کا تلف ہونا اور ثمرات یعنی اولاد کا مرنا اور باغ اور کھیت سے بی بہرہ رہنا اور اپنی کوششون مین ناکامیاب ہونا تمکو پیش آوینگے کیلیئے کہ اسلام عشق الہی کا نام ہے اور عاشق تمام مقاصد مین ناکام ہے عشق حقیقی کا جب کوئی نام کہ پہلی اپنے آرزو کی درخت کو جڑ سی کاٹ دی ہے چڑہا منصور سولی پر پکارا عشق بازون کو ؛ یہہ اوسکا بام کا زینہ ہے آئیے جسکا جی چاہے + پس جو ان مصائب کی کوٹہی پر کہرا نکلے تو وہ صابر ہی اور صابرون پر اوسکی طرف سے صد رحمت اور مہربانی ہے اور یہی لوگ مقصود کو پہونچتے ہین چنانچہ یہہ مصائب صحابہ بلکہ خود حضرت رسالت پناہ علیہ السلام پر بہی پڑی بہوک کی مارسی پیٹ پر پتہر بندہا رہا کرتا تہا جنگ احزاب تک دشمنون کے خوف سے راتو کو نیند نہ آتی تہی تجارت اور زراعت بلکہ مہاجرین نی تو گہر بار بہی راہ مولی مین چہوڑ دئی تہے اور سیکڑون آدمی شہید ہوئی نہ بہائی نے بہائی کو اور باپ نی بیٹے کو اپنے ہاتہہ سی بادل زار کفن پہنایا مگر کبہی شکوہ زبان پر نہ آیا - اس مین آیندہ جہاد کی بہی ترغیب ہے اور ثابت قدمی کی تاکید ؛

## ترکیب

صفا اور مروہ دونون اسم ان من شعائر اللہ اوسکی خبر فمن حج البیت الخ شرط فلا جناح الخ جواب شرط یطوع من تطوع الخ شرط ان اللہ الخ جواب ؛

## تفسیر

ہر انسان جب مرتا ہے تو اوسکے اعمال منقطع ہو جاتی ہین مگر مجاہد فی سبیل اللہ کے اعمال ہمیشہ جاری رہتی ہین ۱۲ منہ ۲ صفحہ نیچے کی جو اپنی تفسیر من اسمقام پر معتزلہ کی تقلید کر کے حیات کی معنی حیات فی الدین لیے ہین اور کہتی آیندہ مذکور ہو جاتا مراد رکہا ہے سو یہہ محض اوسکی کم فہمی ہے ۱۲ منہ ؛

اول آیت مین صابرین کی مدح اور صبر کی فضائل ہی (جسطرح کہ اوس سے پہلی آیت مین ذکر اور شکر کا ذکر تہا تاکہ مرتبہ عبودیت کامل ہوجاوی کیلئے کہ انسانکی دو حالت ہین یا نعمت یا مصیبت و تنگی اول مین شکر اور دوسری مین صبر کرنا مقتضی ایمان ہے) یہان حق تعالی صابرین کو صبر کا نتیجہ ذکر کرتا ہے کہ صفا اور مروہ جو خانہ کعبہ کی متصل دو چھوٹی سی پہاڑیان ہین وہ ہاجرہ والدہ حضرت اسمعیل کی صبر کیوجہ سے خدا کی نشانیان اور مقدس و متبرک جگہہ ہوگئین جب ہاجرہ اپنے نئے معصوم بچے اسمعیل کو لیکر اس خشک میدان مین خانہ خدا کے زیر سایہ آرہین اور مشک کا پانی ہوچکا اور دہوپ کی گرمی اور پیاس کی شدت اور بچہ کی تڑپنی مین بیقرار ہوکر خدا کیطرف متحی ہوئین اور اس حالت مین صبر کرکی کبہی اس پہاڑی پر کبہی اس پہاڑی پر ظہور رحمت الہی کی امید مین آئین گئین تو خدا نے انہین پہاڑیونپر سے تجلی رحمت فرمای اور ہاجرہ کی دعا قبول کی اور خدا کی فرشتہ نے آواز دی کہ دیکہہ خدا نے تیری اور تیرے بچے کے لیئے چشمہ جاری کردیا سو جب سے یہہ جگہہ محل اجابت دعا قرار پائی پس جو کوئی حج یا عمرہ کے لیئے جاوی تو اس عارضی وجہہ سے کہ ایام جاہلیت مین اساف اور نائلہ کے بت (جو دو مرد و عورت تہے وا انہون نے خانہ کعبہ کے پاس عین طواف مین ارادہ زنا کیا تہا جس سے انکی صورت مسخ ہوگئی تہی) مشرکین نے رکہہ لئے تہے اور انکے ارد گرد طواف کرتی تہی ان مقامات مقدسہ کی بزرگی مین کوئی فرق نہ خیال کرے اگر ان پہاڑیونکے میدان مین اوسیطرح سے کہ جسطرح ہاجرہ اجابت دعا کیلئے طواف کرتی پہرین تہین کوئی طواف کرے تو اوسپر گناہ نہین بلکہ اوسکے لیئے دروازہ اجابت مفتوح ہوتا ہے نیک بات ہے اور جو کوئی اپنی خوشی سے نیکی کرتا ہے تو خدا اوسکو رائگان نہین کرتا بلکہ اوسکی قدردانی کرتا ہے کیونکہ وہ شکور بہی ہے یعنے قدردان اور واقف بہی دنیا کے امراء اور سلاطین کیطرح غافل نہین کہ مخلصونکی خیرخواہی اور خدمتگذاری بسا اوقات اون تک نہین پہونچتی **صفا** اور مروہ خانہ کعبہ کی شرقی جانب مین دو پہاڑیان ہین صفا تو جنوبی جانب مین ہے اور مروہ شمال جانب مین انکی بیچ مین تخمیناً سات سو ستر گز کی مسافت ہے صفا تو کوہ **ابوقبیس** کی جڑہ مین ہے اور مروہ کوہ **قعیقعان** کے آگی ناک کی طرح سے ہے اب ان دونون پہاڑیون پر آبادی ہے بلکہ کسیقدر اون پہاڑونپر بہی اور صفا و مروہ پر صرف سیڑہیونکے نشان بنادئی اور انکی درمیان جو فاصلہ ہے پہلی وہان نشیب اور نا ہموار زمین تہی اب تو حرم کی دیواری ملاہوا ایک بازار وسط شہر مین ہے وہین حاجی سعی کرتے ہین اور طواف بہی۔

**شعائر** مشتہرہ یا شعارہ کی جمع ہے جسکے معنی علامت اور نشانی کی ہین اور شعائر اللہ عرف شریعت مین عبادت کی مکانات اور زمانون اور علامات کو کہتے ہین مکانات عبادت جیسا کہ کعبہ اور عرفہ اور مزدلفہ و جملہ ثلثہ و صفا و مروہ و منی و جمیع مساجد اور اوقات جیسا کہ رمضان اور اشہر حج و عیدین و جمعہ اور علامات جیسا کہ اذان و اقامت و ختنہ و نماز بجماعت۔ اور اسیطرح دینی بزرگون کی وہ مقامات کہ جہان اپنے افضال الہی نے ظہور کیا ہے اور ان سب مین بمعنی علامت پائی جاتی ہین جو کہ شعائر کہلاتے ہین

اِنَّ الَّذِیْنَ یَکْتُمُوْنَ مَآ اَنْزَلْنَا مِنَ الْبَیِّنٰتِ وَالْهُدٰی مِنْ بَعْدِ مَا بَیَّنّٰهُ لِلنَّاسِ فِی الْکِتٰبِ اُولٰٓئِکَ

ہان جو لوگ کہ چھپاتے ہین ان کھلی کھلی باتون اور ہدایت کو کہ جسکو مجھے نازل کیا بعد اسکے کہ ہمنے اوسکو لوگونکے لیے کتاب مین بھی بیان کردیا تو

یَلْعَنُهُمُ اللّٰهُ وَیَلْعَنُهُمُ اللّٰعِنُوْنَ ۙ اِلَّا الَّذِیْنَ تَابُوْا وَاَصْلَحُوْا وَبَیَّنُوْا فَاُولٰٓئِکَ اَتُوْبُ

انہین پر خدا لعنت کرتا ہے اور لعنت کرنیوالے بھی مگر وہ کہ جنہون نے توبہ کی اور نیکی اختیار کی اور ظاہر کردیا تو مین اون کو

عَلَیْهِمْ ۚ وَاَنَا التَّوَّابُ الرَّحِیْمُ ۝ اِنَّ الَّذِیْنَ کَفَرُوْا وَمَاتُوْا وَهُمْ کُفَّارٌ اُولٰٓئِکَ عَلَیْهِمْ

معاف کردیتا ہون اور مین بڑا معاف کرنیوالا مہربان ہون بے شک جو کافر ہوئے اور وہ مرگئے کفر مین تو اون پر

لَعْنَةُ اللّٰهِ وَالْمَلٰٓئِکَةِ وَالنَّاسِ اَجْمَعِیْنَ ۙ خٰلِدِیْنَ فِیْهَا ۚ لَا یُخَفَّفُ عَنْهُمُ الْعَذَابُ وَلَا هُمْ یُنْظَرُوْنَ ۝

خدا کی لعنت ہو اور فرشتون اور سب لوگون کی ہمیشہ رہین گے اوس لعنت مین نہ اونسے عذاب کم ہوگا اور نہ اونکو مہلت دیجاویگی

حج کے لغوی معنی قصد وغیرہ کے ہین مگر شرع مین ارکان مخصوصہ کا نام ہے۔ اور حج وعمرہ مین یہ فرق ہے کہ حج مین نویں ذالحجہ کو عرفات مین جانا اور پھر وہان سے اگر طواف کعبہ کرنا ہوتا ہے اور عمرہ مین یہ نہین باقی احرام باندھنے اور طواف اور سعی صفا اور مروہ مین دونون شریک ہین اور نہ عمرہ کیلئے کوئی مہینا اور دن خاص ہے۔

پھر چند لفظ الاجناح سے صفا و مروہ کی سعی واجب یا فرض نہین معلوم ہوتی بلکہ یہہ بات کہ جو سعی کرے تو اوسپر کچھ گناہ نہین لیکن اور دلائل شرعیہ سے اسکا کرنا ضروری معلوم ہوتا ہے پھر امام شافعیؒ فرض کہتے ہین کہ بغیر اسکی حج وعمرہ نہین ہوتا نہ کوئی قربانی اسکی قائمقام ہوتی ہے اور حضرت امام ابوحنیفہؒ واجب کہتے ہین کہ اسکی نکرنے سے حج وعمرہ فوت نہین ہوتا بلکہ قربانی سے بدل مافات ہوسکتا ہے۔ یہہ ایک باریک مسافرق ہے اور دلائل ہر فریق کے اونکی کتابون مین مذکور ہین۔ مگر جو لوگ اسکو ضروری نہین کہتے جیسا کہ مجاہد اور عطاء تو انکا قول صحیح نہین کیونکہ بہت سی احادیث صحیحہ اسکے وجوب کو ثابت کررہی ہین بالخصوص حضرت عائشہ کی وہ حدیث کہ جسکو امام بخاری ومسلم ومالک نے روایت کیا ہے کہ عروہ بن زبیر نے حضرت عائشہ صدیقہؓ سے عرض کیا کہ اس آیت سے معلوم ہوا کہ جو صفا و مروہ کی درمیان طواف نکرے تو اوسپر کچھ حرج نہین ام المومنین نے فرمایا تو سمجھا نہین اگر یون ہوتا تو لایطوف بہما فرمایا

## ترکیب

الذین موصول یکتمون فعل بافاعل ما انزلنا اسکا مفعول من البینت والہدی بیان ما من بعد ما سے متعلق ہے یکتمون سے فی الکتاب متعلق ہے بناء سے یہہ سب مجموعہ صلہ۔ پھر موصول وصلہ اسم ان اور الئک مبتدا یلعنہم الخ جملہ اسکی خبر پھر یہہ مجموعہ خبر ہے ان کی الا الذین الخ استثناء متصل موضع نصب مین ہے اور مستثنی منہ ضمیر ہے یلعنہم مین الذین کفروا الخ اسم ان اولئک مبتدا علیہم لعنۃ اللہ الخ

ع وَاِلٰهُكُمْ اِلٰهٌ وَّاحِدٌ ۚ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ الرَّحْمٰنُ الرَّحِيْمُ ۝ اِنَّ فِيْ خَلْقِ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَاخْتِلَافِ

اور تمہارا خدا خدائے واحد ہے۔ نہین کوئی معبود مگر وہی بخشش کرنیوالا مہربان۔ بیشک آسمانون اور زمین کے پیدا کرنے مین اور رات

الَّيْلِ وَالنَّهَارِ وَالْفُلْكِ الَّتِيْ تَجْرِيْ فِي الْبَحْرِ بِمَا يَنْفَعُ النَّاسَ وَمَآ اَنْزَلَ اللّٰهُ مِنَ السَّمَآءِ

اور دن کے بدلنے مین اور کشتیون مین کہ جو لیجاتی ہین دریا مین لوگونکو نفع دینیوالی چیزین اور اس مین کہ جسکو خدا نے آسمان سے اتارا

مِنْ مَّآءٍ فَاَحْيَا بِهِ الْاَرْضَ بَعْدَ مَوْتِهَا وَبَثَّ فِيْهَا مِنْ كُلِّ دَآبَّةٍ ۖ وَّتَصْرِيْفِ الرِّيٰحِ

یعنے بارش پھر اوس سے تازہ کردیا زمین کو اوسکے خراب ہونیکے بعد اور پھیلا دیا اوس مین ہر قسم کے چلنے والے جانور اور ہوا ؤنکے بدلنے مین

وَالسَّحَابِ الْمُسَخَّرِ بَيْنَ السَّمَآءِ وَالْاَرْضِ لَاٰيٰتٍ لِّقَوْمٍ يَّعْقِلُوْنَ ۝

اور بادلون مین کہ جو معلق ہین آسمان اور زمین مین البتہ نشانیان ہین عقلمند ؤنکے لیئے۔

---

خبر جملہ خبران۔ خالدین حال ہی ضمیر علیہم سے اور لایخفف حال ہی ضمیر خالدین سے۔

## تفسیر

اول تحویل قبلہ کی بارہ مین گفتگو تھی اور اوسکے ضمن مین کعبہ کی فضیلت اور یہود و نصاریٰ کے شکوک و شبہات کا جواب تھا کیونکہ وہ کعبہ اور حج وغیرہ امور کی نسبت یہ کہتے تھے کہ یہہ جاہلیت کی باتین ہین یہ پیغمبر برحق ہوتی تو ان باتونکو نہ کرتے پھر اس کلام کو عمدہ نصیحت اور یاد الہی اور شکر اور صبر کی تاکید اور اوسکے عمدہ نتائج پر ختم کرکے پھر اصل مدعا کیطرف رجوع کرتا ہے کہ ہماری پیغمبر کی شریعت اور جسقدر اوسکے اصول ہین وہ سب کتب انبیا یعنے تورات وغیرہا مین مذکور ہین اور نیز اس نبی کی بشارتین اور فاران سے خدا کا جلوہ گر ہونا اور بنی قیدار مین خدا کا فضل و رحمت کا وعدہ سب کچھ ان کتب مین خدا تعالی نے بیان کردیا ہی مگر تعصب اور عناد سے اہل کتاب ان باتونکو چھپاتے ہین اور عرب کے جاہلون اور اپنے عامیون کو شبہات مین ڈالکر گمراہ کرتے ہین اللہ خدا تعالی فرماتا ہے کہ جو لوگ ان چیزونکو کہ جنکو ہمنے لوگون کے لیئے کتاب مین بیان کردیا ہی چھپاتے ہین اور ان کھلی کھلی باتون اور ہدایت پر پردہ ڈالتے ہین اور عالم کی روشنی کو بجھاتے ہین کہ جو عالم بالا کی مرضی کے برخلاف ہی تو اوپر خدا کیطرف سے اور تمام عالم کیطرف سے لعنت برستی ہی جسکا نتیجہ دنیا کی رسوائی اور بے برکتی اور عالم آخرت کا عذاب ہی مگر جو لوگ اس فعل بد سے توبہ کرکے نیکہتے اور خدا کی امانت کا اظہار اختیار کرتے ہین تو ہم اونکو معاف بھی کردیتے ہین ہان جو اسی کفر مین دم اخیر تک رہتے ہین اور اسی حالت مین اس عالم سے جاتے ہین تو انپر ہمیشہ خدا کیطرف سے اور ملا اعلی کیطرف سے بلکہ عالم سفلی کیطرف سے لعنت برستی ہے کہ جس سے وہ اوس عذاب مین مبتلا ہوتے ہین کہ جو کبھی ادنی کم نہین ہوتا اور نہ کوئی اونکو اوس سے مہلت دلاسکتا ہے ؛

## ترکیب

الہکم مبتدا الٰہ واحد موصوف وصفت خبر الا ہو مستثنی موضع رفع مین ہے کیلئے کہ یہہ بدل ہے موضع لا الٰہ سے کیونکہ محل لا کا
اور جسمین کہ یہہ عمل کرتا ہے رفع ہے بسبب مبتدا ہونیکی اور اگر مستثنی موضع نصب مین ہوتا تو الا ایاہ ہوتا الرحمن بدل ہے
ہو سے یا خبر مبتدا ہی اور یہہ جائز نہین کہ ہو کی صفت ہو لان الضمیر لا یوصف اور نہ یہہ کہ ہو کی خبر ہو لان المستثنی ہنا لیس بجملۃ
فی خلق للسموات الخ سب جملہ یکے بعد دیگر خبر ہین ان کی اور لایات الخ اسم ہی ان کا ؛

## تفسیر

جبکہ خدا تعالی کے نافرمانون اور اوسکی احکام کے چھپانے والون اور کفر پر مرنے والون کو یہ حکم سنایا گیا کہ اپر خدا اور فرشتون
اور سب لوگون کی لعنت ہی اور وہ ہمیشہ عذاب مین رہینگے تو اسجگہ شیطان یہہ خیال پیدا کر سکتا تھا کہ یہہ دعوی غلط ہے کیلئے
کہ اور بھی شخص ایسے ہین کہ جنکو خدائی اختیارات مین یا وہ خدائی کی حصہ دار ہین اگر ایک نے نکالا تو دوسرا یکطرف ملتجی ہو جاوینگے
چنانچہ عموماً عیسائی حضرت عیسی السلام کو خدائی کا حصہ دار جانتے ہین اور انکو بیٹا کہتے ہین اور مشرکین قدیم وحال تو عناصر و
آسمان وارواح وغیرہ سیکڑون چیزونکو خدائی مین شریک جانتے رہتے اور جانتے ہین اور مدینہ کی بعض بیوقوف یہود عزیر علیہ السلام
کو خدا کا بیٹا کہتے تھے اسلئے خدا تعالی نے اس احتمال پر شیطان اور اس وسوسہ شیطان کو بھی باطل کر دیا کہ ای مخلوق وای بنی آدم
تم سبکا ایک معبود ہی پس ے عزیز ہی کہ از درگہش سر نتافت ؛ پھر در کہ تند ہیچ عزت نیافت ؛ اور یہہ اسلئے کہ اوسکے سوائے
عرصہ وجود مین اور کوئی معبود نہین ۔ پھر اس دعوی کی ثبوت مین خدا تعالی نے آٹھہ دلیلین بیان فرمائین کہ جن سے خدا تعالے
کی واحدانیت اور دیگر صفات کمالیہ اور نیز اوسکا وجود عاقل کے سامنے محسوس ہو جاتا ہے اور لطف یہ ہے کہ یہہ دلیلین اوسکی انعام
اور بخشش کی لیئے کہ جو بندونپر ہے آئینہ ہین اور یہہ آٹھون چیزین امور مذکورہ پر ایک وجہ سے نہین بلکہ مختلف وجوہ سے دلالت کرتی ہین ؛
وہ آٹھہ چیزین یہ ہین آسمان وزمین کی پیدائش ۔ سو یہہ چند طور پر دلالت کرتی ہے ازانجملہ یہہ کہ افلاک متعدد ہین اور اسمین
ستارے بھی متعدد ہین اور باوجودیکہ طبیعت جرم علوی سب مین مشترک ہی مگر ہر ایک مختلف ہی کوئی آسمان بڑا ہی کوئی چھوٹا ہے
اسیطرح کوئی ستارہ بڑا ہی کوئی چھوٹا ہے اور کسیکا رنگ مائل بسرخی ہے کسیکا مائل بسفیدی اور کسیکی حرکت کسیطرف ہے اور کسیکی کسطرف
کُلٌّ فِی فَلَکٍ یَّسْبَحُوْنَ جس سے صاف معلوم ہوا کہ یہہ سب کسی قادر مختار کی قبضہ قدرت مین ہین کہ اپنے ارادہ اور اختیار
سے جو چاہتا ہے کرتا ہے اگر یہہ چیزین از خود ہوتین تو پھر باوجود اتحاد مقتضی کے یہہ اختلافات کیسے ؟ ازانجملہ یہہ کہ افلاک
اور ستارے اجسام ہین اور ہر جسم مرکب ہی اور ہر مرکب حادث ہی کہ پہلے نہ تھا پھر ہوا اور ہر حادث کیلئے ایک محدث قدیم وقدیر
ضرور ہے اور وہ اللہ تعالی ہے ۔ اور زمین کی مختلف حالات سے تو زیادہ تر یہہ بات ثابت ہی کہ یہہ کسی قادر مختار کے قبضہ قدرت مین ہے
(۲) دنون اور راتونکا اختلاف کہ رات جاتی اور دن آتا ہے اور کبھی راتین چھوٹی اور کبھی بڑی ہوتی ہین اور اسیطرح دنونکا

حال ہے اور ایک ہی وقت مین کہین رات ہی کہین دن ہی کہین رات بڑی کہین چھوٹی ہے آج جو ہماری رات دس یا بارہ گھنٹہ کی ہے وہ ہی بلاد شمالیہ مین دو مہینہ کی بلکہ قطب کے نیچے رہنی والونکی چھ مہینہ کے برابر اور اسیطرح دن ہوتا ہے پس یہہ عجائبات از خود نہین بلکہ اوسکی ہاتہ مین ہین کہ جسکی ہاتہہ مین آسمان اور آفتاب کی ڈور ہی اور وہ اللہ تعالی ہے۔

(۳) کشتی اور جہاز اور آگبوٹ کی روانگی ہے تمام زمین پر کرہ مائی محیط ہی یعنی ہر طرف پانی ہے جسکو عربی مین بحر اور دریا سمندر کہتے ہین اور جو کہ بارش اور زمین کے چشمون سے یا برف پگہل کر بہتے ہین تو اونکو عربی مین نہر کہتے ہین پس اس سمندر مین سے بقدر چوتہای زمین اونچی اٹہی ہوئی ہے کہ جسپر یہ تمام ملک یورپ افریقہ ایشیا وغیرہ آباد ہین اور کہین کہین سے اور بہی بڑے بڑے جزیرہ یعنی پانی مین کہنچے ملک جسمین ہم اور امریکہ اور آسٹریلیا وغیرہ اور کہین کہین سیکڑون کوس تک زمین مین سمندر کی شاخ چلی گئی ہے جسکو خلیج کہتے ہین پس ان دو قسم ملکون مین جو کہ جاتے اور تجارت کے عمدہ عمدہ کارآمد اسباب پیدا ہوتے ہین بذریعہ ہوائی اور خاکی شتر کے پہنچائے جاتے ہین اب اس بسیط دریا مین اسطرح سے کشتی کا چلنا اور اسکے متعلق جو عمدہ عمدہ علوم اور آلات کا تعلیم خاص اوسی خداوند تعالی و تقدس کا کام ہی اور پہر اوسکو پہار سی موجون سے بچانا اور ہوا کا موافق رکہنا سب اوسکی ید قدرت مین ہی۔

(۴) اسمانو نسی مینہہ کا اتارنا یعنی بادلون سے بارش کا نازل کرنا یہ بہی اوسکی وجود اور قدرت کاملہ کی دلیل اور پکی نشانی ہے۔ ہزارہا من پانی بادلون مین بہرا ہوا ہوا کی گاڑی پر لدا ہوا فرشتی ادہر اودہر لیے پہرتے ہین جہان جسقدر ضرورت ہوتی ہے۔ اوسیقدر اوسکی حکم سے نہایت سہولت سے برساتی ہین۔

(۵) اس پانی سے زمین مردہ کو زندہ کرنا یعنے اس سے ہزارہا جڑی بوٹیان اناج گہاس عمدہ عمدہ پہل پہول کی درخت اگہانا یہ سب اوسیکا کام ہی باوجودیکہ ایک زمین ہی اور وہی پانی اوپر سے برسا ہے ایک درخت شیرین اور دوسرا تلخ ہے بلکہ ایک ہی درخت مین کہین سرخ پہول ہین کہین سفید پہر نباتات مین جو کچہ ید قدرت کی گلکاریان کہین ہین اوسکی نقل کرنی مین بڑی بڑی نقاش حیران و سرگردان ہین باوجودیکہ ایک مادہ ایک پانی ایک ہوا ایک آفتاب و ماہتاب کی شعاع اوسپر نباتات مین یہ کچہ اختلافات پس اگر یہہ سب نیرنگیان اوس قادر مطلق کے ید قدرت کی نہین ہین کہ جو پردہ حس کی پیچہے جلوہ گر ہے تو اور کیا ہے؟

سچ تو یون ہی کہ ہر ہر شجر بلکہ ہر برگ برا اوسکی خداوندی کا ہر وقت اقرار کر رہا ہے ؎ ہر گیاہی کہ از زمین روید ۔ وحدہ لاشریک گوید

(۶) زمین پر حیوانات کا پہیلانا۔ حیوان کی ہزارہا انواع و اقسام ہین اونکی گنتی اور شمار بشر کی قدرت سے باہر ہے مگر اونکی دو قسم عام ہین ایک قسم تو وہ ہین کہ جو توالد و تناسل کی طریق پر پیدا ہوتی ہین جیسا کہ آدمی گہوڑا وغیرہ دوسری قسم وہ ہین کہ جو بطریق تولید پیدا ہوتی ہین جیسا کہ برساتی پانی سے سیکڑون مینڈک اور ہزارہا جھینگر اور دیگر حشرات الارض مٹی سے پیدا ہو جاتی ہین۔ اب ان مین جو اعلی اور اشراف حضرت **انسان** ہین انہین کو ملاحظہ فرمائیے نطفہ جو اوسکا اصل ہے اوسکو غور کیجئے کہ وہ ایک متشابہ الاجزا چیز ہے پہر وہ کون ہی جو اس نطفہ کی تقسیم کرتا ہے کہ یہقدر رکا قلب اور کسیقدر کی ہڈی وغیرہ اعضا بناتا ہے

وَمِنَ النَّاسِ مَنْ يَّتَّخِذُ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ اَنْدَادًا يُّحِبُّوْنَهُمْ كَحُبِّ اللّٰهِ ؕ وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اَشَدُّ

اور ایسے بھی لوگ ہین کہ جنھون نے خدا کے سوا اور شریک بنا رکھے ہین جن سے خدا کیطرح محبت کرتے ہین اور ایمان والے تو

حُبًّا لِّلّٰهِ ؕ وَلَوْ يَرَى الَّذِيْنَ ظَلَمُوْٓا اِذْ يَرَوْنَ الْعَذَابَ ۙ اَنَّ الْقُوَّةَ لِلّٰهِ جَمِيْعًا ۙ وَّ

خدا ہی سے محبت رکھتے ہین اور اگر کوئی ظالم لوگ اسوقت مین دیکھے جبکہ وہ عذاب دیکھینگے اور یہ کہ سب قوت اللہ ہی کو ہے اور

اَنَّ اللّٰهَ شَدِيْدُ الْعَذَابِ ۝ اِذْ تَبَرَّاَ الَّذِيْنَ اتُّبِعُوْا مِنَ الَّذِيْنَ اتَّبَعُوْا وَرَاَوُا الْعَذَابَ وَتَقَطَّعَتْ

یہ کہ اللہ سخت عذاب دینیوالا ہے اور جبکہ بیزار ہونگے کفر کے سردار اپنے پیروی کرنیوالون سے اور دیکھینگے عذاب اور کٹ جائینگے

بِهِمُ الْاَسْبَابُ ۝ وَقَالَ الَّذِيْنَ اتَّبَعُوْا لَوْ اَنَّ لَنَا كَرَّةً فَنَتَبَرَّاَ مِنْهُمْ كَمَا تَبَرَّءُوْا مِنَّا ؕ

اور انکے علاقے اور کہینگے پیروی کرنیوالے کاش ہم پھر دنیا مین جاوین تو ہم بھی اسیطرح بیزار ہون کہ جسطرح وہ ہم سے بیزار ہوگئے

كَذٰلِكَ يُرِيْهِمُ اللّٰهُ اَعْمَالَهُمْ حَسَرٰتٍ عَلَيْهِمْ ؕ وَمَا هُمْ بِخٰرِجِيْنَ مِنَ النَّارِ ۝ ع

اسیطرح سے انہین دیکھلاوینگا خدا اونکے اعمال کو حسرتین بنا کے اور انکو آگ سے خلاصی نہین ہو

اگر کہیے کہ یہہ خود اس انسانکا فعل ہی تو یہہ ضرور بنا ہی نہین فعل کیا کریگا اور جب یہہ کامل بنکر باہر آئیگا اور پھر علوم وفنون مین استاد ہو جائیگا تو جب تو اسنے ایک بال بھی بن نہین سکتا نہ ہڈی نہ چمڑا بنا سکتی ہین تو اوس حالت مین کیا کر سکتی ہی اگر کہو یہہ طبیعت نطفہ کا فعل ہے تو وہ ہر جزو مین مساوی ہی اوسکا فعل بھی ہر جزو مین مساوی ہونا چاہیے تھا غایۃ الامر اسکی شکل گول مول ہوتی جیسا کہ بسائط کی شکل کردی گئی ہی مین پس معلوم ہوا کہ یہہ کاریگری اوسی قادر مطلق کی ہے کہ جو پانی پر تصویر کھینچتا ہے۔ اب اسکی پرورش اور قوی ظاہریہ و باطنیہ کو جو لحاظ کیجیگا تو اسکو اسرار الٰہی کا مجموعہ اور اوسکے جمال باکمال کا آئینہ کہیگا۔

(۷) ہوا ؤن کا بدلنا کہ جسپر اہل دنیا کی زندگانی کا مدار ہی (۸) ہزارہا من پانی کے بادلونکو زمین و آسمان مین معلق کر کر رکھنا باوجودیکہ پانی کا مقتضی طبعی نیچے آنا ہی مگر اوسکے حکم سے معلق ہی۔ پھر ان دلائل مین ایک عجیب ترتیب طبعی ہی اول آسمانون اور زمین کو ذکر کیا اوسکو بعد رات دن کے اختلاف کو کہ جو علویات سے متعلق ہی اوسکو بعد عناصر دریا اور ہوا اور بادلون مین جو کچھ اوسکی صنعت ہی اوسکی بعد مواد ثلثہ نباتات حیوانات جمادات کیطرف اشارہ ہی سبحان اللہ عجب کلام ہے۔

## ترکیب

من یتخذ من نکرہ موصوفہ اور جائز ہی کہ بمعنے الذی ہو یحبونہم موضع نصب مین صفت ہی اندادا کی اور جائز ہی کہ موضع رفع مین صفت ہو ہو مین کی کحب اللہ کاف موضع نصب مین ہی صفت ہے مصدر محذوف کی ای یحبونہم حبا کحب اللہ اسکا متعلق محذوف ہے تقدیر یہ اشتد حبا للہ من حیث ہو لا ان الا ولو حرف شرط ہی فعل احد اسکا فاعل محذوف (اور ممکن ہی کہ الذین الخ فاعل قرار دیا جاوی اور یری بمعنی علم ہو اسی تو

عوف الذین ظلموا اور ممکن ہی کہ الذین الخ فاعل ہوا ور یری بمعنی البصری کو شاہد الذین ظلموا ان القوۃ الخ مفعول ہو یری کا اور ان العذاب اسکا ظرف ہی اور اذ تبرء الذین مین جو اذ ہی وہ بدل ہی اس اذ ی و رأوا العذاب و تقطعت و قال الذین کی لعد و یگر معطوف ہین تبرء پر پس مجموعہ شرط اور جواب اسکا لما اتخذوا من دونہ انداد امحذوف کو لک موضع رفع مین ہی ای الامر کذلک اور جائز ہی کہ موضع نصب مین ہو صفت ہو مصدر محذوف کی ای یرہم رویۃ کذلک یرہم رویۃ العین سی ہے ہم مفعول اول اعمالہم مفعول ثانی حسرات حال ہی اور ممکن ہے کہ بمعنی لیعلمہم ہو اور حسرات مفعول ثالث ہو۔

## تفسیر

یعنے باوجودیکہ ہم اپنے وجود اور وحدہ لاشریک ہونی پر اور اپنے صفات کمالیہ پر آٹھہ وہ دلائل بیان کر چکے ہین کہ جن سی تمام نعمتون اور کل بھلائیو نکا خدا کیطرف سی پہونچنا ثابت ہوتا ہی جیسا کہ مینہ برسانا اوس سی اناج اگانا وغیرہ وغیرہ مگر بعض ایسے ہی بیوقوف ہین کہ خدا کی سوا اوسکی مخلوق مین سی عناصر اور فلکیات اور ارواح و ملائکہ وغیرہم کو اوسکی خدائی مین شریک اور نفع اور رحمت کا سبب تصور کرکی اونسی ہی ویسی ہے محبت کرتی ہین کہ جیسی خدا سی کرنی چاہئی تھی سو یہہ انہین لوگو نکا کام ہی کہ جنہون نی خدا کو خدا ہی نہین جانا اور سچی دلسی اوسپر ایمان نہین لائی اور اُنپر نور ایمان کا آفتاب نہین چمکا فقط جو اوسپر ایمان لا چکے ہین تو اوسپر فدا ہین اپنی جان اور مال بلکہ اگر تمام عالم میسر آئے تو اوسکو بھی اوسپر قربان کرنے ہین تامل نکرین ؎ محبت خود ہر دو عالم گفتہ ای، نرخ بالا کن کہ ارزانی ہنوز۔ پس وہ خاص اوسکی عبادت کرتی ہین اور اوسکے حکم کے مقابلہ مین کسکی بھی پروا نہین کرتی اور یہ بیوقوف جو غیر اللہ سی جس امید پر محبت کرتی ہین انکو اصل حال معلوم نہین کیونکہ اس امید کا انتظار شدت کیوقت ہوتا ہے اور شدت اور تکلیف کا وقت قیامت سی زیادہ کوئی نہین پس اگر انکو وہان کا حال معلوم ہو اور پھر انکی خیالی معبودون کا انسی بیزار ہونا اور تبرا کرنا اور پھر انکا یہہ حسرت کرنا کہ اگر ہم پھر دنیا مین جاوین تو کبھی انسی ایسی محبت نکرین بلکہ کنارہ کرین اور پھر وہان ہر طرح کی امید اور رباہی علاقہ کا منقطع ہونا معلوم ہو تو کبھی یہ کام نکرین۔ **محبت** علماء ظاہر کی نزدیک ایک قسم کا ارادہ اور خواہش ہی جو ممکن الوجود چیز کی ساتہ متعلق ہوتا ہے اور خدا تعالی چونکہ ممکن نہین بلکہ واجب ہی تو اوسکی محبت کے یہہ معنی ہین کہ اوسکی عبادت و طاعت یا ثواب و رضا کو محبوب جانے مگر **محققین** کی نزدیک یہہ ایک کیفیت اضطراری ہی یعنے روح کا میلان از خود خواہ کوئی غرض ہو یا نہو اور یہہ کیفیت ارادہ کی علاوہ ہی اور سر اسمین یہہ ہی کہ روح کو جمال و کمال کیساتہہ میل طبعی ہے جسطرح کہ لوہی کو مقناطیس سی اور یہہ میل عالم کے ہر جزء مین رکھا ہوا ہے اسلیئے کواکب و افلاک سرگردان پھرتی ہین **پس** جسقدر جمال و کمال ہوتا ہے اوتنا ہی دل اوسکیطرف از خود کھینچتا ہے جسمانی چیزون مین جب کوئی حسین صورت نظر پڑتی ہے دل از خود اوسکیطرف متوجہ ہوتا ہے اور آوازون مین جب ایک اعتدال طبعی پیدا ہو کر حسن آتا ہی تو دل اوسکیطرف کھنچتا ہے۔ جب

يَا أَيُّهَا النَّاسُ كُلُوا مِمَّا فِي الْأَرْضِ حَلَالًا طَيِّبًا وَلَا تَتَّبِعُوا خُطُوَاتِ الشَّيْطَانِ ۚ إِنَّهُ لَكُمْ عَدُوٌّ مُبِينٌ ۝

اے لوگو کہاؤ زمین کی چیزون مین حلال پاکیزہ اور شیطان کے قدم بقدم نہ چلو کیونکہ وہ تمہارا صریح دشمن ہے

إِنَّمَا يَأْمُرُكُمْ بِالسُّوءِ وَالْفَحْشَاءِ وَأَنْ تَقُولُوا عَلَى اللَّهِ مَا لَا تَعْلَمُونَ ۝ وَإِذَا قِيلَ لَهُمُ اتَّبِعُوا مَا أَنْزَلَ اللَّهُ قَالُوا بَلْ نَتَّبِعُ مَا أَلْفَيْنَا عَلَيْهِ آبَاءَنَا

وہ تو تمکو صرف بری اور بیحیائی کی باتین بتایا کرتا ہی اور یہ کہ تم خدا پر ایسی باتین بناؤ جنکو تم نہین جانتے اور جب ان کافرون سے کہا جاتا ہی کہ جو حکم خدا نے نازل کیا ہی اسکی پیروی کرو تو کہتے ہین ہم تو اسی طریقے

أَوَلَوْ كَانَ آبَاؤُهُمْ لَا يَعْقِلُونَ شَيْئًا وَلَا يَهْتَدُونَ ۝ وَمَثَلُ الَّذِينَ كَفَرُوا كَمَثَلِ الَّذِي يَنْعِقُ بِمَا لَا يَسْمَعُ إِلَّا دُعَاءً وَنِدَاءً ۚ صُمٌّ بُكْمٌ عُمْيٌ فَهُمْ لَا يَعْقِلُونَ ۝

پر کاربند ہین جس پر ہمارے باپ دادا تھے اگرچہ انکے باپ دادا بالکل بے عقل اور گمراہ ہی کیون نہ ہون۔ اور کافرون کو ہمارے سمجھانے کی مثال ایسی ہی کہ جیسا کوئی شخص ان جانور ون کو آواز دیکر بلائے جو پکارنے اور آواز کے سوا کچھ نہین سنتے وہ کانے بہرے ہین گونگے ہین اسلئے

حسن اور جمال ظاہری پر یہہ کیفیت ہی تو جمال و کمال حقیقی کہ جسکی جمال و کمال کا ایک ادنی ظل یہ تمام جمال و کمال مین اپنی حق سبحانہ وتعالے تو اوسکیطرف روح کو جسقدر میل طبعی ہو کم ہے اور جب اجسام کا یہ حال ہی کہ ہر شی اپنی اصل اور چیز طبعی کیطرف بغیر ارادہ بیقرار ہو کر آتی ہے تو اوس اصل کل کیطرف روح کیونکر بیقرار نہو وہان جب کفر والحاد و معصیت کے حجاب درمیان آجاتی ہین تو جمال حقیقی دکھائی نہین دیتا اسلیئے ان لوگونکو اوسکی محبت کم ہوتی ہی اور چونکہ مومنون کو دل سے یہہ حجاب مرتفع ہین وہ اوسپر فدا ہین اور پہران مین بھی درجات متفاوت ہین اولیا انبیا کے پیشرو ہین اخیر درجہ محبت مین محویت ہو جاتی ہے اور پھر فنافی اللہ اور بقا باللہ کا مرتبہ نصیب ہوتا ہی اور **عشق** بھی محبت کی ایک مرتبہ کا نام ہے **جناب** سرور کائنات فی جسطرح دینی و دنیاوی خوبیونکی تعلیم فرمائی اسیطرح بنی آدم مین سب سے پیشتر عشق الہی کا مدرسہ آنحضرت ہی نے جاری کیا اسلئے ہزارہا اولیاء اللہ جسقدر اس امت مین گذرے کسی امت مین نہین پس بعض شوخ چشم عیسائیونکا یہہ کہنا کہ قرآن مین محبت الہی کہیں نہین نہ حضرت کی تعلیم سے ثابت ہی) بڑی ہٹ دھرمی ہے ؛

## ترکیب

حلالا مفعول ہی کلوا کا اور من متعلق ہی کلوا کے اور یہ ابتدا غایۃ کیلیئے ہے اور ممکن ہے کہ من محذوف سے متعلق ہو اور حلالا سے حال ہو اور طیبا صفت ہے حلالا کی خطوات خطوہ کی جمع ہے اور خطوہ کو بالفتح پڑھین تو اوسکی معنی مصدر کے ہین اور جو ضمہ سے تو فاصلہ بین القدمین کی دان تقولوا موضع جر مین ہی کیلیئے کہ اسکا عطف بالسوء پر ہی محل اسجگہ اضراب کیلیئے ہے اور لو عطف کیلیئے اور ہمزہ استفہام کیلیئے بمعنی توبیخ اور جواب لو محذوف ہی تقدیرہ اوکانوا یتبعونہم مثل الذین الخ مبتدا کمثل الذی ینعق خبر فی الکلام حذف تقدیرہ مثل داعی الذین کفروا ای مثل داعیہم کمثل الناعق بالنعم الا دعاء منصوب ہے لیسمع سے ؛

## تفسیر

عرب کی قومون نے بہت سے خیالی معبود اور تقرب الہی اور قضاء حاجات کیلیئے بتون اور دیگر چیزونکو وسائل بنا رکھا تھا جن سے

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا كُلُوا مِنْ طَيِّبَاتِ مَا رَزَقْنَاكُمْ وَاشْكُرُوا لِلَّهِ إِنْ كُنْتُمْ إِيَّاهُ تَعْبُدُونَ ۝

اے ایمان والو کھاؤ ان پاکیزہ چیزون مین سے جو ہمنے تمکو عطا کی ہین اور شکر کرو اللہ کا اگر تم اوسکی عبادت کرتے ہو۔

إِنَّمَا حَرَّمَ عَلَيْكُمُ الْمَيْتَةَ وَالدَّمَ وَلَحْمَ الْخِنْزِيرِ وَمَا أُهِلَّ بِهِ لِغَيْرِ اللَّهِ ۖ فَمَنِ اضْطُرَّ غَيْرَ بَاغٍ وَلَا عَادٍ

خدا نے تمپر صرف مردار اور خون اور سور کی گوشت کو اور اس چیز کو کہ جو غیر اللہ کیلیئے پکاری گئی حرام کیا ہی پس جو کوئی لاچار ہو جاوے نہ طلبگار حد سے باہر نہ نکلنے والا

فَلَا إِثْمَ عَلَيْهِ ۚ إِنَّ اللَّهَ غَفُورٌ رَحِيمٌ ۝

حلال جانتا ہو تو اوسپر ان چیزونکی کھانے مین گناہ نہین بیشک اللہ بخشنے والا مہربان ہے ۝

وہ محبت زائد رکھتے تھے (انداد سے یہی چیزین مراد ہین) اور یہ ہر جسطرح ہنود کی قومین کہین کسی چیز کا کہانا پینا کہین کسی چیز کا استعمال کرنا اپنے معبودونکے لیئے ترک کردیتی ہین اسیطرح انہون نے بھی کیا تھا پس خدا تعالی اپنی واحدانیت اور خاص اپنی ذات سے محبت ذاتیہ رکھنے کے دلائل بیان فرماکے اور انکی ان خیال امیدونکو جو انکو اپنے معبودون سے تھین باطل کرکے فرماتا ہے کہ جسطرح تمہاری اپنی محبت باطل ہے اسیطرح اوس محبت کے وسائل کہ ناحق خدا کی پاک چیزونکو حرام کہا ہے بی سود ہین تم خدا کی پاک اور حلال چیزین کہاؤ اور شیطانی دھوکے مین نہ آؤ وہ تو بی سود اور بری باتین دلمین ڈالا کرتا ہے کیلیئے کہ وہ تمہارا صریح دشمن ہے اسکے بعد اونکی بلاوت اور نور فطرت کے زائل ہونے کی طرف اشارہ کرتا ہے کہ جب اونسے کوئی تمام حجتین ختم کرکے احکام الہی کے اتباع کو کہتا ہے تو اوسکو جہالت کا یہہ جواب دیتے ہین کہ ہم تو اپنے باپ دادا کے طریقہ پہ چلینگے۔ فرماتا ہے کہ کیا باپ دادا احمق اور گمراہ ہون جب بھی اونکے طریق پر چلنا ضرور ہی؟ بلکہ نہین پھر اونکی اس تاریکی باطن کی مثال دیتا ہے کہ انکی ہدایت کیطرف بلانیوالیکی مثال ویسی ہے کہ جیسا کوئی بھیڑ بکریون کو پکارتا ہے کہ وہ اوسکی آواز تو سنتی ہین مگر کچھہ سمجھتی نہین اسیطرح یہ لوگ چارپایون کی مانند ہین کہ کلام عرب کو سمجھتے ہین مگر کلام الہی انکی دلون مین نہین اُترتا یہہ اسلیئے کہ جو مبدء فیض سے قوی باطنیہ عطا ہوئی تھی اونکو انہون نے معطل کردیا اب یہہ گویا بہری اور گونگے ہین اسلیئے ہدایت پر نہین آتے ۝

## ترکیب

کلوا کا مفعول محذوف ہے ای کلوا رزقکم اور اخشش من کو زائد کہتے ہین یا حرف ہذا یہان الخ منادی کلوا الخ ندا۔ انما کلمہ حصر حرم فعل ضمیر راجع طرف اللہ کے اسکا فاعل میتہ والدم ولحم الخنزیر وما اہل بہ لغیر اللہ معطوف یکو بر دیگری اسکا مفعول فمن شرطیہ غیر باغ حال و لا عاد اسپر معطوف فلا اثم جواب شرط ۝

## تفسیر

اول آیت مین خدا تعالی نے عام لوگون کو حکم دیا تہا کہ ہماری پاک اور حلال چیزین کہاؤ یہان خاص مسلمانون کو ارشاد فرماتا ہے کہ تم ان احمقون کی باتون مین نہ آؤ ہماری پیدا کئی ہوئی چیزون سے پاک چیزین کہاؤ اور ہماری نعمت کا شکر کرو کہ ہمنے ان چیزونکو تمہارے لیے پیدا کیا ہے مگر جن چیزونکو وہ لوگ پاک سمجہتے ہین انمین سے صرف یہہ چار چیزین حرام اور ناپاک ہین انکو نہ کہاؤ اول مردار دوم خون سوم سور کا گوشت چہارم وہ جو غیر اللہ یعنی بتونکی نام زد ہو جاوے یا انکے نام سے ذبح کیا جاوے۔ اور جب کوی اسطرح سے بہوک کی ماری لاچار ہو کہ جان جاتی ہو تو اوسوقت ان چیزونکے کہانے مین ہے گناہ نہین بشرطیکہ سد رمق ہو حد سے متجاوز نہو اور خدا کے عدول حکمی اور سرکشی بہی مقصود نہو۔ خدا غفور رحیم ہے اگر تسے کہانے مین بشریت سے کچہ زیادتی ہو گئی تو معاف کردیگا اب ہم آیت کا مطلب بیان کرکے چند ابحاث بیان کرتے ہین کہ جو الفاظ قرآن سے متعلق ہین اور جنپر بہت سے مسائل فقہیہ متفرع ہین ؛

**(بحث اول)** کلوا یعنی کہاؤ اس امر سے مراد اباحت ہے یعنی طیبات کا کہانا جو فرمایا تو اس سے مقصود اجازت اور پروانگی ہے لیکن کہانا اوسوقت مین کہ خوف ہلاک ہو حفظ جان کیلیے واجب بہی ہو جاتا ہے اور کبہی بعنوان الہی کا کہانا مہمانون کا ساتہ دینے کیلیے مستحب ہوتا ہے اور سطریح افطاری اور ولیمہ اور مریض وغیرہ کے لیے اگر کوی تکلف کا کہانا پکاوے تو مستحب ہے جیسا کہ حضرت زید بن علی بن حسین علیہم السلام سے منقول ہے البتہ نفس تازہ کرنیکے لئے ایسے امور کا عادے ہونا مذموم ہے اسلیئے صحابہ اور تابعین رضہ زاہدین ان لذائذ سے حتی المقدور دور رہتے تہے ؛

(۲) طیبات طیبہ کی جمع ہے اور طیب کے معنے پاک اور مزہ دار کے ہین کہ جس مین کچہہ مضرت نہو اور حلال وہ کہ جسکو شرع نے ممنوع نکیا ہو۔ اسمین کوی شک و شبہہ نہین کہ شریعت نے اون چیزونکو حرام و ممنوع کیا ہے کہ جن مین انسانکے لیے مضرت ہے خواہ یہ مضرت اوسکے بدمزہ اور ردی الکیفیت ہونیکی وجہ سے ہو کہ جسکو طبیعت قبول نہین کرتی جیسا کہ مردار وغیرہ اشیاء یا اسوجہ سے کہ اسکے اخلاق اور عادات مین نقصان اور برائی پیدا کرتے ہین جیسا کہ سور اور دیگر درندون اور شکاری جانورونکا گوشت کیونکہ تجربہ سے معلوم ہوا ہے کہ ایسی چیزونکے کہانے سے بیحیائی اور سخت دلی پیدا ہوتی ہے اور یہ اسلیئے کہ غذا جزء بدن ہوتی ہے اور اپنا اثر کہانیوالی مین پورا پورا پیدا کرتی ہے اور اسی وجہ سے سود اور چوری اور غصب اور دیگر ناجائز پیشونکی کمائی حرام ہوئی کہ ان سے اخلاق انسانی مین فتور پڑتا ہے دیکہئے سود خوار کسدرجہ کے بیرحم ہوتے ہین کہ مفلس بہائی سے ایک کو سولیکر بہی بیچا نہین چہوڑتے ؛ یا اسوجہ سے کہ اسکے حواس سلیمہ اور عقل مین فتور پیدا کرتی ہین جیسا کہ شراب وغیرہ مسکرات ؛ اور جب طیب کے یہ معنے ہوئے تو اسلیئے نبی صلعم نے اسکی ہر ایک صورت کی مختلف عبارتون سے تفسیر فرمای پس کہی طیب اسکو کسب حلال کو قرار دیا اور کہین اشیاء غیر مضرہ کو فرمایا ؛

یہہ بات ظاہر ہے کہ طیب کے معنے مین ہر قوم اور ہر ملک بلکہ ہر شخص کا جداگانہ خیال ہے جن چیزونکو بہت سے اہل عقل سلیم ناپاک اور مضر اور نفرت کے قابل جانتے ہین سیکڑون اونکو اچھا سمجھتے ہین۔ بعض کو یہہ افراط ہے کہ کوئی چیز ہی نہین چھوڑتے حتی کہ مردار کی کیڑی بھی بڑی مزہ سے کھاتے ہین چہ جائیکہ برانڈی شراب اور موٹی تازی سور اور اسیطرح سود اور زناکاری کی کمائی کو بھی رفاہ قوم اور ترقی ملک و دولت اور لوگونکی حاجت براری کا باعث جانکر نہایت اچھی کمائی جانتے ہین اور بعض کو اس تفریط نے گھیرا کہ حد ہا پاک اور عمدہ چیزین بھی حرام کر رکھی ہین جیسا کہ گوشت بالخصوص گائے کا گوشت اور اونکے پیشواؤن نے تو عمدہ کھانی اور سردیانی اور اچھا کپڑا اور بیوی کے پاس جانا بھی حرام کر دیا۔ پس جب یہ حال تہا تو خدا تعالے نے طیب کی تشریح بھی الہام ربانی کے اختیار مین رکھکر پہلی آیت مین طیب کو حلال کے ساتھ مقید کیا اور یہان من تبعیضیہ لاکر آگاہ کر دیا کہ جنکو عام کا لانعام طیب سمجھتے ہین وہ سب نہین بلکہ اُسمین سے وہ کہ جو دراصل طیب اور حلال ہے اور مینے اسکو تمہاری کھانے کے لیئے پیدا کیا مارزقنکم ۔ یہ اور اس سے پہلی آیت مین جسطرح اوس قوم اہل تفریط کا رد ہے کہ جنہون نے اپنے اوپر خدا کی نعمتونکو از خود حرام کر رکھا تہا اسیطرح یہ آیت اوس قوم اہل افراط کی شان مین نازل ہے کہ جو تنزلی بہار ہو گئے ہین۔ اور جو لوگ پاک چیزونکو عبادت سمجھکر نہ کہاتے تہے اونکی یون تسلی کی کہ تم ان نعمتونکو کہاکر میرا شکر کرو ایسی مزہ کیوقت خدا کو یاد کرنا اور اسکا تہ دل سے شکر یہ بجا لانا بڑی عبادت ہے واشکروا للہ ان کنتم ایاہ تعبدون اور یہ بھی فرمادیا کہ فلان فلان چیزین البتہ بری ہین اونکو نہ کہاؤ۔ اسمین اہل افراط کا بھی رد ہو گیا۔

(۳) انما حرم علیکم المیتۃ الخ لفظ انما حصر کیلیئے آتا ہے جسکے معنے صرف یا فقط کے ہین۔ اب یہان ایک شبہ ہوتا ہے۔ کہ اس آیت مین اور نیز سورہ انعام مین (قل لا اجد فیما اوحی الی محرما علی طاعم یطعمہ الا ان یکون میتۃ او دما مسفوحا او لحم خنزیر) انہین چند چیزونکا ذکر ہوا ہے یعنی مردار خون سور کا گوشت اور جو کہ غیر اللہ کی نام سے ذبح کیجاوی یا اونکے نام سے پکاری جاوی حالانکہ انکی سوا اور بھی چیزین حرام ہین جیسا کہ شیر بہیڑیا بچھو کتا وغیرہ درندے اور باز چیل کوا وغیرہ شکاری پرندے اور اسیطرح حشرات الارض سانپ بچھو نیولا چوہا وغیرہ اور اسیطرح مردار خور اور نجاست کہانیوالی جانور جیسا کہ گدا اور لم ڈھینک وغیرہ اور اسیطرح قرآن مین ہی ان چار چیزونکے علاوہ حرام چیزین مذکور ہے۔ جیسا کہ خمر یعنی شراب اسکا جواب بعض کے نزدیک یہ ہے کہ کلما انما ابجگہہ حصر کیلیئے نہین اور ایسا اکثر زبان عرب مین مستعمل ہوا ہے محققین یہ جواب دیتے ہین کہ حصر اضافی ہے نہ مطلق یعنی ان چیزون مین سے کہ جنکو تمنے از خود اپنے لیئے حرام کر رکھا ہے صرف یہ چیزین حرام ہین۔ المیتۃ بروزن فیعلۃ اور اسکی اصل میوتۃ ہے پس جبکہ واو ی جمع ہوئی اور اول ساکن تہا تو واو کو ی سے بدل لیا پہر ی کو ی مین ادغام کر دیا لیکن کثرت استعمال سے اسکو بالتخفیف پڑہنے لگے ورنہ دراصل مشدد ہے جیسا کہ سید اور میت۔

**لغت** مین میتہ اوس جانور کو کہتے ہین جو بغیر قطع وسید جسم مرجاوے جسکو کہ مردار کہتے ہین اور اسلیئے عرب مقتول اور میت کے معنی مین فرق کرتے ہین اور **شرع** مین عام سے مراد لی گئے ہین یعنی جو کہ بطور معمولی ذبح نکیا جاوے خواہ خود بخود مرجاوے خواہ ذبح معمولی بہو یعنی غیر اللہ کے نام سے ذبح کیا گیا ہو اور حلقوم کو نہ کاٹا ہو یا پہاڑ یا دیوار پر سے گر کر مرگیا ہو یا اوسکو کسی درندے نے پہاڑ کہایا ہو یا اوسکا گلا گھونٹ کر مارا ہو ان سبکو عرف شرع مین میتہ کہتے ہین اور اسلیئے سورۂ مائدہ مین بعد لفظ میتہ کے اور اور چیزین جو اسکا مصداق ہین بطور بیان تفسیر مذکور ہوئی ہین قال تعالیٰ حرمت علیکم المیتۃ والدم ولحم الخنزیر وما اہل لغیر اللہ بہ والمنخنقۃ والموقوذۃ والمتردیۃ والنطیحۃ وما اکل السبع الا ما ذکیتم وما ذبح علی النصب الایہ اور دلیل اسپر یہ آیت سورہ انعام کی ہے وکلوا مما لم یذکر اسم اللہ علیہ وانہ لفسق الایہ کہ جو خدا کی نام سے ذبح نکیا جاوے اوسکو مت کہاؤ کیلیئے کہ اسکا کہانا فسق ہے (یہان کچھ تشریح نہین کہ اہل کتاب کا گلا گھونٹا جانور یا اونکا جھٹکا کیا ہوا یا یون ہی بندوق سے مارا ہوا درست ہے بلکہ وہ سب مما لم یذکر اسم اللہ علیہ مین داخل ہے اور مردار ہے پس جو اسکو درست کہتا ہے وہ غلطی مین پڑا ہوا ہے اور اجماع جمہور کے برخلاف ہے

**حکمت** مردار کے حرام کرنیمین یہ ہے کہ اسمین ایک قسم کی سمیت پیدا ہوجاتی گو وہ سمیت فی الفور اپنا اثر نہین دکہاتی مگر بارہا تجربہ مین آیا ہے اور اسلیئے ایسا گوشت بدمزہ ہوتا ہے اور بالخاصیت روح کی تاریکی مین بھی ایسی چیز کو اثر ہے اسلیئے دونون کی لیئے دو باتین مقرر ہوئین ذبح باسم اللہ جو تمھارے اس سر سے واقف نہین وہ اعتراض کرتی ہین کہ خدا کی ماری حرام اور بندہ کی ماری حلال یہہ عجب مسئلہ ہے۔

## فوائد

**(اول)** نص قرآن سے میتہ کی حرمت ثابت ہے اسمین کسیکا اختلاف نہین البتہ اسکی متعلق اور بہت سے مسائل ہین کہ جو علماء دین نے احادیث سے اجتہاد سے پیدا کیئے ہین **منجملہ** اونکے یہہ کہ مچھلی اور ٹڈی اس حکم سے بحکم حدیث صحیح مستثنی ہین احلت لنا میتتان ودمان اما المیتتان فالسمک والجراد واما الدمان فالکبد والطحال اور سر اسکا یہ ہے کہ مچھلی کا مادہ بیشتر پانی ہے کہ جو بالطبع پاک ہے اور نیز اسلیئے اس مین خون نہین کہ جسکے نکالنے کی ضرورت ہو اور ٹڈی بی توالد وتناسل خود بخود پیدا ہوتی ہے اور نہ اسمین خون جاری ہے باوجودیکہ ان مین وہ مضرتین بھی نہین کہ جو اس قسم کی اور جانورون مین ہین اسلیئے انکا ذبح کرنا ضرور نہوا مگر جو مچھلی کہ پانی مین خود مرکر اوپر آتیرے کہ جسکو **طافی** کہتے ہین امام ابوحنیفہ رح کے نزدیک مکروہ ہے ابن عدی نے اسکو مرفوعاً روایت کیا ہے از **انجملہ** یہ کہ مردار کا صرف کہانا حرام ہے باقی اوسکی چربی اور کہال اور ہڈیون سے نفع لینا درست ہے اسیطرح مردار کا کتے وغیرہ جانورون کو کہلانا بھی درست ہے ہاتھی دانت کی چیزین اور سمور وغیرہ پوستین اور مردار جانورونکی چمڑی بعد دباغت کی خود آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے عہد مین اور آپکی رضامندی مستعمل ہوتی تھے آپنے منع نہ فرمایا۔ **از انجملہ** یہہ کہ جب کوئی جانور ذبح کیا جاوے اور اوسکی شکم سے مردہ بچہ نکلے تو اوسمین اختلاف ہے امام ابوحنیفہ فرماتے ہین

بہ میتہ ہے اسکا کہانا درست نہین ہان اگر زندہ نکلتا اور ذبح کیا جاتا تو درست ہوتا امام شافعی اور ابو یوسف اور محمد کہتے ہین اسکا کہانا درست ہی کیلئے کہ اسکی مانکا ذبح کرنا اسکا ذبح کرنا ہے۔ (تفسیر کبیر)

احکام دم

(دم) سی مراد ابو حنیفہ کی نزدیک دم مسفوح ہے یعنی خون جاری اور امام شافعی کی نزدیک مطلق ہے۔ کیلئے کہ اس ایت مین مطلق ہے پس انکی نزدیک جو خون گوشت پر جاہوتا ہے وہ بہی اور جو بہتا ہے وہ بہی حرام ہونمین برابر ہین امام صاحب فرماتی ہین چونکہ دوسری جگہہ دم مقید ہے بقید مسفوح اور ما مسفوحا تو اسجگہہ بہی وہی مراد ہوگا۔

**عرب** خون کو جا لیتے پہر اوسکو توی وغیرہ پر بہون کر کہا لیتے تہے اور یہہ اخلاق انسانی کو فاسد کرتا ہے۔

علاوہ جسمانی امراض کی یہ نجس چیز کہ جسکی نجاست بالذات ہی ان انکو سخت دل کرتی ہے اسلیئے طبائع سلیمہ اس سے نفرت کلی رکہتی ہین۔ مگر کلیجی اور تلی گو بظاہر خون بستہ ہین مگر بحکم حدیث مذکور مستثنی نہین اسلیئے انکا کہانا درست ہے

(لحم الخنزیر) تمام امت محمدیہ کا اسبات پر اتفاق ہی کہ سوئر کی کل چیزین گوشت چربی وغیرہ حرام ہین انکا کہانا درست نہین مگر اس آیت مین گوشت جو ذکر کیا تو اسلیئے کہ بیشتر اسیکو کہایا کرتی ہین اور کل کو بعض اجزا کیساتہہ تعبیر کرنا عرب کی زبان مین مروج ہی نماز کو رکوع کی ساتہہ تعبیر کیا کرتی ہین نہ اسلیئے کہ خاص گوشت حرام اور چیزین حلال ہین۔

اس جانور کی گوشت مین جسقدر کیڑی حوزدمبنیوں سی حکمار حال نی معلوم کئی ہین انکی بیان کی کچہہ ضرورت نہین اور نیز بعد تحقیقات کی اسکی گوشت مین بیشمار مضرتین ثابت ہوئی ہین الشی بڑہکر یہہ ہے کہ اس جانور مین بیحیائی اور حرص اور نجاست خوری از حد ہے اور یہ ظاہر ہی کہ غذا کا اثر ان انکی اخلاق تک ضرور پہونچتا ہے حکمار نی اس مسئلہ کو بہی خوب ثابت کیا ہے پس ان چیزونکا حرام کرنا عین مصلحت عباد اور اوس حکیم مطلق کی رحمت و حکمت کا مقتضی ہے۔

(وما اہل بہ لغیر اللہ) اہلال آواز کا بلند کرنا پس ہر پکارنیوالیکو مہل کہتے ہین اور محرم چونکہ احرام باندہتے وقت پکار کر تکبیر کہتا ہے اسلیئے اوسکو بہی مہل کہتے ہیں اور اسلیئے ذبح کرنیوالیکو مہل کہتے تہے کیونکہ عرب جب جانور ذبح کرتے تہے تو اپنے بتونکا نام پکار کر لیتے تہی اور اسی سے ہے استہل الصبی کیونکہ وہ بوقت ولادت چلاتا ہے اور اسلیئے چاند دیکہنیوالیکو مستہل کہتے ہین۔

اب گفتگو اسمین ہی کہ اسجگہہ پکارنی کیا مراد ہی ضحاک اور مجاہد اور قتادہ کہتے ہیں ذبح کیوقت غیر اللہ کا نام پکارنا مراد ہی اور جمہور مفسرین کا اسیطرف میلان ہی اور اسلیئے وہ عند الذبح کی قید لگاتی ہیں اس تقدیر پر آیت کے یہہ معنے ہوئی کہ جو چیز غیر اللہ کے نام سی ذبح کیجاوی وہ حرام ہے جیساکہ دوسری آیت مین مفصلا مذکور ہی۔ وَمَا ذُبِحَ عَلَى النُّصُبِ

لیکن ربیع وغیرہ علمار کہتے ہین کہ کوئی قید آیت مین نہین بلکہ غیر اللہ کے نام سے کسی جانور کا نامزد کردینا ہی حرمت کی لیئے کافی ہے جیساکہ ہندوستان میں شیخ سدو کا بکرا اور سید احمد کبیر کی گائی پکاری جاتی ہے جسطرح کہ ہندوؤن میں دستور ہے

کہ کالی بھوانی وغیرہ کیلئے سانڈ چھوڑتی ہین پس جب یہ جانور غیر اللہ کے لیئے نامزد ہوگئے یعنی بطور تقرب انکو اونکے نامسے پکارا تو ان مین شرک کی خباثت سرایت کرگئے اور یہ ناپاکی باطنی اس جانور کی رگ وپی میں دور گئی پس جسطرح کہ سور وغیرہ کو اللہ کے نامسے ذبح کرنا کچھ فائدہ نہین بخشتا بلکہ حرام ہی رہتا ہے اسیطرح ان جانورونکو خدا کی نام سے ذبح کرنا کچھ فائدہ نہین بخشتا بلکہ حرام ہی رہتا ہی مولانا شاہ عبدالعزیز قدس سرہ اپنی تفسیر مین اسی قول کو ترجیح دیتے ہین۔ احتیاط بھی اسی مین ہے اور قطع شرک کے لیئے یہی قول مناسب مقام ہی ف بعض پادری پولوس کے فتوی کی بموجب کہ پاکونکو ہر چیز پاک ہی الخ قرآن مجید پر اس قسم کی احکام سی کہ جو حلت وحرمت اشیاء کے متعلق ہیں اعتراض کیا کرتے ہیں کہ یہ باتیں جسمانی شریعت کی ہیں اور ہیچ۔ حالانکہ خود تورات کتاب احبار وغیرہ میں اس سی کہیں زیادہ چیزیں ہیں کہ جنکو حرام بتایا ہے بالخصوص سور ومردار وشراب کو اور پھر تمام انبیا بنی اسرائیل حتی کہ حضرت عیسی علیہ السلام ان حرام چیزونسی ہمیشہ پرہیز کرتے چلے آئے ہین پھر کیا وہ پاک نہی اونکے لیئے یہہ چیزین کیون پاک نہوگئین؟

دراصل یہ شیطانی وسوسہ ہی پھر نفس پرست لوگون نی اسکو اور بھی جلا دیدی ہی ورنہ حقائق الاشیاء کبھی نہیں بدلتیں۔

مسائل اضطرار

(۴) فمن اضطر اضطرار بی بسی اور لاچاری کو کہتے ہین۔ یہ ناچاری کئی طور سی ہوتی ہے۔ **اول** کوئی حلال چیز اسکے پاس (یا بسبب بیمقدوری کی یا بسبب نایاب ہوجانیکے جیسا کہ بیابانون اور ایام قحط اور سفر دریا مین ہوتا ہے) نہی اور یہ شخص بھوک کی ماری چل پھر نہ سکی **دوم** کسی مرض شدید مین گرفتار ہوجاوی اور سوای ان چیزونکو نہ پاوی یا طبیب متدین اوسکے لیئے خاص انہین چیزون مین سی کوئی چیز بتلاوی **سوم** کوئی ظالم ان چیزونکے کھانی پر مجبور کری اور کہے کہ اگر تو نہین کھاتا تو مین تجکو مار ڈالتا ہون یا تیری کسی عضو یا تہہ پاؤن کو کاٹ ڈالتا ہون یا تیری کسی عزیز بیٹی بہای وغیرہ کو مار ڈالتا ہون یا اوسکا ہاتہہ پاؤن کاٹ ڈالتا ہون اور اس شخص کو یقین کامل ہوجاوی کہ اگر میں نہ کھاونگا تو یہ شخص ایسا کریگا **پس** ان سب صورتون میں خدا تعالے اپنی مہربانی سی بندہ کو ان چیزونکی کھانے کی اجازت دیتا ہے سو ایسی صورت مین اوسکے لیئے مردار اور سور اور خون اور مذبوح لغیر اللہ بلکہ شراب مباح ہین بقدر رفع ضرورت مگر یہ شرط ہے کہ یہ شخص باغی اور عادی نہو یعنی اس کھانے مین نہ اسکو لذت مطلوب ہو نہ حد سی زیادہ تجاوز کری۔ ایسی وقت میں بھی یہ چیزین ناپاک اور گندہ ہین اور انکی حرمت بدستور ہی مگر اس شخص کیوجہ سی اجازت ہی کھانی والے پر کچھ گناہ نہین اور جو کچھ کھاتے مین اوس سی کسیقدر بے اعتدالے ہوجاوے تو خدا غفور رحیم ہے۔

**امام شافعی** کہتے ہین کہ غیر باغ ولا عاد سی مراد یہہ ہی کہ یہ شخص سرکش اور باغی نہو جب اوسکے لیئے یہہ چیزین حالت مخمصہ مین مباح ہین ورنہ نہین اسپر یہہ بات متفرع ہوی کہ جو شخص امام سے باغی ہو اوسکے لیئے امام شافعی کی نزدیک یہ اجازت

إِنَّ الَّذِينَ يَكْتُمُونَ مَا أَنزَلَ اللَّهُ مِنَ الْكِتَابِ وَيَشْتَرُونَ بِهِ ثَمَنًا قَلِيلًا ۙ أُولَٰئِكَ مَا

بیشک جو لوگ چھپاتے ہین خدا کی نازل کئے ہوئی کتاب اور لیتے ہین اس سے تھوڑی سے قیمت یہی لوگ ہین کہ اپنے

يَأْكُلُونَ فِي بُطُونِهِمْ إِلَّا النَّارَ وَلَا يُكَلِّمُهُمُ اللَّهُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ وَلَا يُزَكِّيهِمْ وَلَهُمْ

پیٹون مین محض آگ بھر رہے ہین اور نہ انسے اللہ قیامت کے روز کلام کریگا اور نہ اونکو بری کرے گا اور انکو

عَذَابٌ أَلِيمٌ ۝ أُولَٰئِكَ الَّذِينَ اشْتَرَوُا الضَّلَالَةَ بِالْهُدَىٰ وَالْعَذَابَ بِالْمَغْفِرَةِ ۚ فَمَا

عذاب الیم ہے یہ وہی لوگ ہین کہ جنہون نے گمراہی کو لیا ہدایت کے بدلہ مین اور عذاب کو بخشش کے بدلہ مین پس کیا

أَصْبَرَهُمْ عَلَى النَّارِ ۝ ذَٰلِكَ بِأَنَّ اللَّهَ نَزَّلَ الْكِتَابَ بِالْحَقِّ ۗ وَإِنَّ الَّذِينَ

بڑی برداشت ہے انکو آگ کی! یہ اسلئے کہ خدا نے اوتاری کتاب برحق اور جن لوگون نے

اخْتَلَفُوا فِي الْكِتَابِ لَفِي شِقَاقٍ بَعِيدٍ ۝

کہ کتاب مین اختلاف کیا البتہ وہ بڑے ضد مین ہین

نہوگی اور امام اعظم کے نزدیک ہوگی پس جو امام مسلمین یعنی شاہ اسلام سے بغاوت کرکے کہین جاوے یا قزاقی اور راہزنی کے لئے سفر کرے یا کسیکو ناحق قتل کرنے کے لئے سفر کرے یا چوری کیلئے جاوے اور اوسکو حالت مخمصہ پیش آوے تو اوسکے لئے یہہ رخصت نہین۔

باقی اولہ ہر ایک فریق کی اونکی کتابون مین مشرحا مذکور ہین بخوف تطویل ذکر کرنا مناسب نہین جانتا۔

## ترکیب

الذین موصول یکتمون الخ جملہ صلہ مجموعہ اسم ان اولئک مبتدا یاکلون الخ خبر مجموعہ خبر ان اولئک مبتدا الذین الموصول وصلہ خبر فما موضع رفع مین ہے اور یہہ کلام تعجب ہے جس سے خدا مسلمانونکو تعجب دلاتا ہے اصبر مین ضمیر عائد ہے طرف ما کی وہ فاعل ہے ذلک مبتدا بان اللہ الخ خبر والتقدیر ذلک لعذاب مستحق بانزال اللہ فی القرآن من استحقاق عقوبۃ الکافر فالبا رمتعلقہ بمحذوف۔

## تفسیر

مدینہ کے یہود جانورونکی حلت وحرمت اور انکے کہانے مین بڑی پرہیزگاری جتلایا کرتے اور مسلمانونسے سونہ آیا کرتے تھے حالانکہ خود ایسے حرام کے کہانے مین بڑے مشاق تھے کہ جو کسی حالت مخمصہ غیر ہا مین مباح ہی نہین وہ یہہ احکام الہی کو چھپاتے اور کچھہ روپیہ پیسہ لیکر سائل کے حسب مرضی فتوی دیتے تھے اسلئے خدا تعالی فرماتا ہے جو لوگ وہ احکام کہ جنکو ہمنے

لَيْسَ الْبِرَّ اَنْ تُوَلُّوْا وُجُوْهَكُمْ قِبَلَ الْمَشْرِقِ وَالْمَغْرِبِ وَلٰكِنَّ الْبِرَّ مَنْ اٰمَنَ

کچھہ نیکی یہہ نہین کہ اپنے مونہ کو مشرق ومغرب کی طرف کیا کرو ولیکن نیک وہ ہے کہ جو

بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ وَالْمَلٰٓئِكَةِ وَالْكِتٰبِ وَالنَّبِيّٖنَ ۚ وَاٰتَى الْمَالَ عَلٰى حُبِّهٖ ذَوِي

اللہ پر اور پچھلے دن پر اور فرشتون پر اور کتاب اور نبیون پر ایمان لایا اور دیا مال اوسکی محبت پر

الْقُرْبٰى وَالْيَتٰمٰى وَالْمَسٰكِيْنَ وَابْنَ السَّبِيْلِ ۙ وَالسَّآئِلِيْنَ وَفِي الرِّقَابِ ۚ وَاَقَامَ

قرابت دارون اور یتیمون اور مسکینون اور مسافرون اور سائلونکو اور غلامونکے ازاد کرانے مین اور پڑہی

الصَّلٰوةَ وَاٰتَى الزَّكٰوةَ ۚ وَالْمُوْفُوْنَ بِعَهْدِهِمْ اِذَا عٰهَدُوْا ۚ وَالصّٰبِرِيْنَ فِي الْبَاْسَآءِ

نماز اور دی زکوۃ اور وہ کہ جو اپنے عہد کو پورا کرتے ہین جبکہ عہد کرتے ہین اور صبر کرنے والے تنگدستی

وَالضَّرَّآءِ وَحِيْنَ الْبَاْسِ ۗ اُولٰٓئِكَ الَّذِيْنَ صَدَقُوْا ۗ

اور سختی کیوقت اور لڑائی کے وقت یہی وہ لوگ ہین کہ جنہون نے سچ کردکہایا

وَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُتَّقُوْنَ ۝

اور یہی پرہیزگار ہین

نازل کیا ہے چہپاتے ہین اور اس سے دنیا ہی حقیقت اور کچھہ قیمت لیکر کہاتے ہین یہ کہانا اونکو لئے جہنم کی آگ ہوجاویگا اور قیامت کے دن خداہر بانی کے ساتہ انسے نہ کلام کریگا اور نہ اونکو پاک اور بری کریگا اور اونکو لئے عذاب الیم ہوگا یہ لوگ وہ ہین کہ جنہون نے ہدایت فطرت کو کہوکے گمراہی کو خریدا اور مغفرت الہی جو بندونکے لئے ہے زائل کرکے عذاب مول لیا جب انہون نے عمداً اسقدر اسباب دوزخ کو اختیار کیا تو گویا عمداً دوزخ کو اختیار کیا جس سے معلوم ہوتا ہے کہ اونکو اس آتش جہنم کی برداشت ہے حالانکہ اوسکی کسیکو برداشت اور صبر نہین اسلئے خدا تعالی بطور تعجب کے فرماتا ہے کہ کیا اونکو برداشت ہے پہر فرماتا ہے کہ یہ باتین محض ڈرانیکے لئے نہین بلکہ دراصل یون ہی ہین کسلئے کہ ہمنے کتاب برحق بہیجدی اوسمین جو کچھہ ہے وہ ضرور ہوگا اور جو لوگ اوس کتاب مین اختلاف کرتے ہین اور کچھہ کچھہ عقل کے گھوڑے دوڑاتے ہین وہ مرضی الہی سے کوسون دور ہین اور ضد سے بہرپور ہین +۔

## فوائد

(۱) ہر چیز پیٹ ہی مین کہاتے ہین پہر یہان پیٹ کا ذکر کیا فائدہ دیتا ہے؟ **جواب** کبھی کہانا مجازی معنے مین بھی مستعمل ہوتا ہے جیسا کہ سردی کہانا گرمی کہانا اسلئے اس توہم کے دفع کیلئے فی بطونہم فرمایا (۲) قرآن مین یون بھی آیا کہ

سب سے سوال ہوگا فوربک لنسئلنہم اجمعین اور یہان کہا اونسے کلام ہوگا جواب وہان کلام سے مراد بطور تہدید کے اور یہان جو نفی کی تو کلام لطف کی۔ علم دین کا چھپانا اس آیت سے حرام ثابت ہوا۔

## ترکیب

البر منصوب ہے کسلئے کہ یہ خبر ہی لیس کی اور ان تولوا الخ جملہ چونکہ اس سے اعرف ہے (کسلئے کہ مضمر کیطرح وصف کیا نہین جاتا بخلاف البر کے) یہ اسم ہے لیس کا اور بعض نے البر کو مرفوع پڑہا ہی فاعل لیس کا مانکر۔ دلکن مشدد مشبہ بفعل البر۔ اسم فاعل من بر یبر ویجوز ان یکون مصدرا وصف بہ مثل عدل یہ اسم لکن من من الخ اسکی خبر علی حبہ فی موضع نصب علی الحال ای المال محبا ہ الضمیر یرجع الی اللہ ویمکن ان یرجع الی المال۔ والموفون معطوف ہے من من پر والتقدیر ولکن البر المومنون والموفون والصابرین منصوب علی المدح ہے معطوف ہے ماقبل پر۔

## تفسیر

پہلی آیات مین یہ ذکر تہا یا ایہا الناس کلوا من طیبات الی ولا تتبعوا خطوات الشیطان کہ خدا کی پاکیزہ چیزین کہاؤ اور شکر بجا لاؤ مگر شیطان کی پیروی نکرو کہ بعض چیزونکو از خود حرام ٹہراکر اونسے پرہیز کرنیکو باعث تقرب الہی سمجہو بلکہ یہ بیکار حرام خدا کی نافرمانی اور اوسکے احکام کا چھپانا ہے اب یہان اس خیال باطل کا رد کرتا ہی کہ جسطرح عوام نے بعض چیزونکو حرام ٹہراکر اونسے بچنے کو تقرب الہی تصور کیا ہے اور یہہ خیال غلط ہے اسیطرح بعض رسوم ملت و مذہب کو (کہ جو اصول ملت نہین بلکہ باہمی امتیاز یا اور کسی وجہہ سے وہ مقرر ہوئی ہین) اصول نیکی اور باعث نجات جاننا محض غلط ہی جیسا کہ ہندو لوگون نے گای کا گوشت اور غیر قوم کی پکا ہوا کہانا پانی ترک کیا اور اسکو دہرم بنایا اسیطرح گنگا مین نہانے ماتہا پر ٹیکا لگانے زنار وغیرہ ڈالنی رسمیات کو اصل دہرم سمجہکر نجات اور مکتی کا باعث سمجہا اسیطرح عیسائیون نے بپتسمہ اور عشاء ربانی کو مذہب عیسوی کا جزو اعظم سمجہا اور انہین سے کلیسیا، عرب اپنے عبادت گاہونکا مونہ مشرق کیطرف کرتے ہین یہ سمجہکر کہ بیت اللحم کہ جہان حضرت عیسی علیہ السلام پیدا ہوئی ہین بیت المقدس سے مشرق کیجانب ہے اور بعض یہود خصوصا عرب کے رہنوالے عموما مغرب کیطرف کوہ طور اور بیت المقدس کے خیال سے مونہ کرنیکو بڑی نیکی سمجہتے تھے اسیطرح ہر قوم و ملت کا حال ہے پس فرماتا ہے کہ جسطرح ان چیزونکا حرام کرنا کچہہ نیکی نہین اسیطرح اصول حسنات کو چہوڑکر مشرق یا مغرب کیطرف مونہ کرنا کوئی نیکی نہین یعنے محض ان فروعات کی پابندی کچہہ وقعت نہین رکہتی بلکہ نیکی یہ ہے کہ انسان اپنی قوت نظریہ اور قوت عملیہ کی تکمیل کرے تاکہ عالم قدس اور دار السرور کی قابل ہوجاوے قوت نظریہ کی تکمیل یہ ہے کہ انسان اپنے عقاید صحیح کرے یعنے اللہ تعالی پر مع صفات ایمان لاوے اور قیامت کے دن پر بہی اور فرشتونپر اور کتابون پر کہ خدا نے اپنے انبیاء پر بذریعہ الہام اپنا کلام نازل کیا ہے

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا كُتِبَ عَلَيْكُمُ الْقِصَاصُ فِي الْقَتْلَى الْحُرُّ بِالْحُرِّ وَالْعَبْدُ

اے ایمان والو مقرر ہوا تمپر قصاص لینا مقتولون مین آزاد بدلہ مین آزاد کے اور غلام

بِالْعَبْدِ وَالْأُنْثَىٰ بِالْأُنْثَىٰ ۚ فَمَنْ عُفِيَ لَهُ مِنْ أَخِيهِ شَيْءٌ فَاتِّبَاعٌ بِالْمَعْرُوفِ وَأَدَاءٌ

بدلہ مین غلام کے اور عورت بدلہ مین عورت کے پس جسپر قاتل کے لئے معاف کیا جاوے اوسکے بھائی کیطرف سے کچھ تو (معاف کرنیوالا) دستور پہنچاوے

إِلَيْهِ بِإِحْسَانٍ ۗ ذَٰلِكَ تَخْفِيفٌ مِنْ رَبِّكُمْ وَرَحْمَةٌ ۗ فَمَنِ اعْتَدَىٰ بَعْدَ

(قاتل کو) دینا چاہیے خون بہا وارث مقتول کو عمدگی سے یہ آسانی ہے تمہارے رب کیطرف سے اور رحمت پس جسنے اسکے بعد بھی زیادتی کی

ذَٰلِكَ فَلَهُ عَذَابٌ أَلِيمٌ ۝ وَلَكُمْ فِي الْقِصَاصِ حَيَاةٌ يَا أُولِي الْأَلْبَابِ لَعَلَّكُمْ تَتَّقُونَ ۝

تو اوسکو عذاب ہے دکھ دینیوالا اور تمہارے لئے قصاص مین زندگی ہے اے عقلمند و تاکہ تم بچو

اور انبیا پر بھی ایمان لاوے۔

اور قوت عملیہ کی تکمیل یہ ہے کہ مالی اور بدنی عبادت مین کوشش کرے اور باہم نبی نوع سے نہایت سلوک اور رحم دلی سے پیش آوے پس باوجود حب مال کے یا خالص محبت الہی سے نہ اور کسی غرض سے مال قرابتیون اور یتیمون اور مسکینون اور مسافرون اور سائلون کو دے اور غلامون کے آزاد کرانے مین صرف کرے اور بدنی عبادت یہ ہے کہ نماز پڑہے (اور اسکے ساتھ زکوۃ بھی دے) اور باہمی معاملات کی خوبی یہ ہے کہ جب کسی سے کوئی عہد کرے تو اوسکو وفا کرے (بشرطیکہ معصیت کا عہد نہو) اور تنگدستی مین صبر کرے اور سختی اور جنگ اعدا اللہ مین ثابت قدم رہے پس جو ایسا ہے وہ متقی ہے) کہ جسکے لئے فلاح دارین ہے۔ ماں باپ کی تعظیم اور ہمسایون کے ساتھ سلوک اور مخلوق کے ساتھ رحمدلی وغیرہ مکارم اخلاق بھی انہین مین داخل ہین درحصل یہ وہ نیکی ہے کہ جسکو تمام اہل عقل سلیم تسلیم کرتے ہین برخلاف امور مذکورہ بالا کے۔ آیت[1] مین عجب ترتیب طبعی ہے۔

## ترکیب

یا حرف ندا الذین منوا منادی کتب فعل مجہول القصاص مفعول ما لم یسم فاعلہ علیکم متعلق ہے کتب سے یہ جملہ مفسر اور الحر مبتدا بالحر جزای الحر ماخوذ بالحر الخ یہ اوسکے تفسیر پھر مجموعہ ہذا من موضع رفع مین ہے بسبب مبتدا رہونیکے اور جائز ہے کہ شرطیہ ہو اور فاتباع اوسکی خبر والتقدیر فعلیہ اتباع باحسان موضع نصب مین ہے بسبب ادا کے اور یہی حال ہے بالمعروف کا اور جائز ہے کہ حال ہو ہمارے ای فعلیہ اتباعہ عاد لا محسنا اور عامل ہر مین معنی استقرار ہین فمن اعتدی شرط فلہ عذاب الیم اسکی جزا۔

[1] اس آیت سے یہ سمجھنا (اختیار کرنا سمت قبلہ کا گو وہ کسی ہے خدا پرستی پر مبنی ہو خوف اور اندیشہ سے خالی نہین ہوتا آنحضرت صلعم کو بھی تردد تھا کہ کعبہ بت پرستون کا بنایا ہوا ہے پھر کیونکر اللہ تفسیر نیشاپور صفحہ ۰۰۸) مضمون چہ خوش گفتہ است سعدی در زلیخا کا پورا کردیا ہے کجا اس آیت کا مطلب کجا یہ بات کہ قبلہ کو دور کرنیکو صحابون نے فرمایا اور آنحضرت صلعم پر تردد کا لفظ اطلاق کرنا صریح غلط اور چھوٹ ہے۔ خدا تو قرآن مین کئی آیتون مین بڑی تاکید سے قبلہ کو معین فرماتا ہے اور پھر آنحضرت کو تردد ہو کہ نہ جسکی کسی روایت سے سند ہے نہ درایت سے مگر کیا ہی مولف کے دلمین الحاد اور تعصب جوش مارتا ہے قرآن کی آڑ مین اوسکو ظاہر کرتے ہین ۱۲ منہ۔

اور خود آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم مدینہ منورہ تشریف لیگئے اور مسلمانون کو اوامر فرائض اور عبادت الہی سے مشرکون نے روکدیا اسیوقت مین خدا تعالے نے مسلمانونکو جہاد و قتال کی اجازت دی

**مخالفین** اسلام محض تعصب و عناد سے جہاد کے بارہ مین اعتراض کرکے اسلام پر دھبا لگایا کرتے ہین (۱) یہہ کہ بردباری اور فروتنی اور باہمی محبت اور عفو کا مسئلہ جو اور کتب انبیا بالخصوص انجیل مین ہے (کہ جو تیرے ایک گال پر طمانچہ مارے تو اوسکیطرف دوسرا گال کردے اور جو تیرے لئے برا چاہے تو اوسکی بہلائی چاہ) قرآن اسلام اس سے خالی ہین بلکہ برخلاف اوسکے دشمنونسے انتقام لینے اور انسے عداوت رکھنے کی نہ صرف اجازت بلکہ تاکید ہے کہین وقتلوہم آیا ہے کہین واغلظ علیہم فرمایا ہے (۲) برخلاف تمام انبیا و سابقین کے لوگونکو بزور شمشیر اسلام مین لانیکی تاکید ہے اور جو اسلام نہ لاوے اوسکو بیرحمی سے قتل کرنا اور اوسکی جورو اور معصوم بچونکو لونڈی و غلام بنانا اور اسکے گھر بار کو لوٹنا عام دستور اہل اسلام کا ہے (۳) اس جہاد کے مسئلہ نے مسلمانون کو ہر ایک قسم کے ظلم و زیادتی کی غیر مذہب والونکے ساتھ اجازت دیدی یہانتک کہ جو مسلمان غیر مذہب شاہونکے ملک مین امن پاکر رہتے اور اونکی سایہ حفاظت مین پرورش پاتے ہین اونکی ساتھہ بدعہدی کرنا اور جس غیر مذہب والے پر قابو پاوے اوسکو مار ڈالنا اور بادشاہ کیساتھہ بغاوت کرنا بدخواہی کرنا اسلام مین باعث ثواب ہے حالانکہ یہہ وہ باتین ہین کہ جنکو نہ الہام قبول کرتا ہے نہ عقل تسلیم کرتی ہے بلکہ یہہ امور متمدن کے بھی صریح برخلاف ہین پھر ایسی باتون کے مروج کو کیونکر نبی کہا جاوے؟ اور اسلی اسوقت مین جسقدر روشن دماغ مسلمان ہین وہہ انتظام ملکت مین شریعت کو بنظر حقارت دیکھتے ہین اور جو اوس پرانے وحشیانہ قانون پر چلتے ہین کہ جسکو شریعت کہا جاتا ہے اونکے ملک برباد اور تنزل پذیر ہین +

**مخالفین** بالخصوص یورپ کے ملحد اور انکے مرید پادری لوگ اور انگریزی تعلیم یافتہ اور نیچری وغیرہم ان اعتراضات پر بڑے نازان ہین اور آج کل بیچارے ہندوستان کے مسلمانون کو گورنمنٹ انگریزی کے ہاتہ سے پامال کرانیکے لئے اس جہاد کے مسئلہ کو بڑا ذریعہ جانتے ہین اور دن بدن عداوت اور نفرت کو ترقی دے رہے ہین چنانچہ کوئی صاحب ڈاکٹر نیز صاحب ہین اونہون نے بھی بہت کچھہ دل کا غبار نکالا ہے اور اسلئے بیوقوف خوشامدی مسلمان اس مسئلہ کی توجیہات رکیکہ کرتے ہین مگر عقلمند اور منصف ماہر قران مجید کے نزدیک ان اعتراضون کی مکڑی کے جالے سے بھی کم وقعت ہے۔ اب ہین انکے تفصیلی جواب دیتا ہون ذرا انصاف فرمائیے (۱) واضح ہو کہ احکام علم اخلاق کی دو قسم ہین ایک وہ کہ جنکی پابندی ہر شخص کیلئے ضرور ہے ورنہ تمدن مین فتور ہے دوسرے وہ کہ جنکی پابندی کے مستحق خاص خاص لوگ بوجہ حصول مزید درجات ہین عام لوگونسے اونپر عمل نہین ہوسکتا مثلاً جو کوئی کسیکو قتل کرے یا چوری یا غصب سے کسیکا مال لیوے یا اور کسی قسم کی تعدی کرے پس اسکو معاف کردینا خاص لوگون کا کام ہے لیکن کوئی شریعت اور کوئی نبی اس حکم کو عام نہین کرسکتا کیونکہ اگر ایسا ہو تو دنیا مین ظلم و ستم کا دروازہ کہلجائے

کبھی ایسی بالو تپر عمل ہوا ہے؟ کوئی عیسائی کہہ سکتا ہے کہ فلان عہد مین اور فلان زمانہ مین اس قانون پر عیسائیون نے عموماً عمل کیا ہے بلکہ برخلاف اسکے وہ قتل وظلم انسے سرزد ہوا ہے کہ جسکا نظیر نہین +
ہندو اپنے مذہب کو بڑا ہی رحیم کہتے ہین آدمی تو کیا کسی جاندار کا قتل کرنا بھی روا نہین رکھتے پھر کوئی دہرماتما ہندو یہ نبلا سکتا ہے کہ اس قانون کا فائدہ اور اثر سوا اسکے کہ صرف زبانی جمع خرچ ہے اور بھی کچھ کسی زمانہ مین ہوا ہے؟ جن زمانون کو یہ ست جگ اور دواپر کہہ کے اونکے متبرک ہونے پر بڑی خوشی ظاہر کرتے ہین کیا اونمین انکے انہین بزرگونکی یہ ہاتھ سی کہ جنکے یہ قولہین سیکڑون آدمیون کی جانین کسی طمع یا شہوت یا حالت غضب مین تلف نہین ہوئین؟ کیا دیدمین اندر دیوتاکی سفاکی اور اوسکے لئے بلدان نکو نہین ہے پھر کیا مہابھارت کا قصہ ہر سال لوگونکو ہندو نہین سناتے کہ جس مین کرشن مہاراج بھی شریک تھے پھر تہانیسر کے میدان مین صرف ملک ودولت کے لئے نہ دینا کونا پاکی سے پاک کرنے کے لئے کسقدر دہرماتماون کے خون کی ندیان بہین +
اس سے بخوبی ثابت ہوا کہ ایسی عفو اور رحمدلی اور بردباری کی باتین جنمذہب مین ہین خاص لوگونکے لئے ہین نہ یہ کہ عموماً قوم کیلئے کیونکہ یہ قانون فطرت کے برخلاف ہے۔ پس اسیطرح **قرآن** مجید مین یہ باتین سب مذہب سے بڑکر اور علیٰ وجہ اتم ہین سورہ حم سجدہ مین فرماتا ہے
ولا یستوی الحسنۃ ولا السیئۃ ادفع بالتی ہی احسن فاذا الذی بینک وبینہٗ عداوۃ کانہ ولی حمیم ○ وما یلقہا الا الذین صبروا وما یلقہا الا ذو حظ عظیم ○ بھلائی اور برائی دونون برابر نہین تو برائی کے جواب مین بھلائی کر پھر جو تیرا دشمن ہے نہایت دوست ہوجاویگا یہ خصلت صابرین اور بڑے نصیبے والون کو نصیب ہوتی ہے۔ اب دیکھئے اسمین بالالحاظ مومن وکافر ہمقوم وغیر قوم وبلاقید یگانہ وبیگانہ کسقدر رحمدلی اور بردباری اور عفو کی تعلیم ہے کہ جو دوسرے گال پھیر دینے کی اندر نہین کیونکہ اسمین دشمن کیساتھ بجائے صبر کے نیک سلوک کی تعلیم ہے
ایک جگہ فرماتا ہے ان اللہ یامر بالعدل والاحسان الایۃ کہ خدا تمکو حکم دیتا ہے کہ تم عدل وانصاف کرو اور اسی پر بس نکرو بلکہ بلاقید مومن وکافر یگانہ وبیگانہ سب کیساتھ نیک سلوک کرو۔ پھر نیک سلوک مین کوئی قید نہین بلکہ عام رکھا ہے ایک جگہ فرمایا ولکن البر من اٰمن باللہ والیوم الاٰخر والملٰئکۃ والکتٰب والنبیین واٰتی المال علیٰ حبہ ذوی القربیٰ والیتٰمی والمساکین وابن السبیل والسائلین وفی الرقاب اس آیت مین بلاقید مومن وکافر اپنے بیگانون سب کیساتھ سلوک کرنیکا حکم ہے
ایک جگہ فرماتا ہے ولمن صبر وغفران ذلک لمن عزم الامور اور اسیطرح بیشمار آیات ہین۔ اور احادیث صحیحہ اس بارہ مین بکثرت ہین علاوہ اسکے جناب پیغمبر خدا علیہ الصلوٰۃ والسلام کی رحمدلی اور فروتنی اور بردباری اور مخالفونکی قدرت پاکر نیک سلوکی یہانتک کہ ایک دفعہ آپکے قتل کیلئے ایک شخص نے تلوار اوٹھائی آپکے معجزہ سے اوسکا ہاتھ بیحس ہوگیا اور پھر وہ تلوار آپنے ہاتھ مین لی اور اوسکو قتل نکیا معاف کردیا حضرت کی صاحبزادی حاملہ تہین کسیوایک حبشی نے مارا کہ جس سے نہایت زخمی ہوگئین اور حمل ساقط ہوا

پھر وہ شخص چند روز بعد حضور مین گرفتار ہوکر آیا آپنے معاف کردیا۔ ایک عرب نے آپکے گلے کے دوپٹے کو اس زور سے پکڑکر کھینچا کہ تمام شانہ چھل گیا اور اسپر نہایت سخت کلامی سے پیش آیا مگر اپنے بجز تبسم کے اور کچھ نکیا اور جو کچھ وہ مانگتا تھا اوسکو دیا۔ ایک روز ایک یہودی نے آپکو اپنے قرضہ کی بابت پکڑکر بٹھلالیا اور تمام دن نچھوڑا باوجودیکہ شوکت اسلام بڑی ترقی پرتھی مگر صحابہ کو منع کیا اور فرمایا کہ اسکا حق ہے جسپر وہ شخص دلمین قائل ہوکر مسلمان ہوگیا۔ ایک یہودی کا لڑکا خدمت شریف مین حاضر ہوا کرتا تھا جب وہ بیمار ہوگیا تو بنفس نفیس اوسکے گھر پر اوسکی عیادت کو تشریف لیگئے الغرض یہود کے مقابلہ مین اپنے بدخواہونکی ساتھ باوجود قدرت انتقام نیک سلوک کرنا اور گھر مین کوڑی پیسا نر کھنا اقارب اور غربا اور یکس یتیمون اور بیواؤن اور مسافرونکو دینا اونکی خدمت اپنے ہاتھہ پاؤن سے کرنا بازار سے سودا خریدلانا مسلم اہل تاریخ ہے نہین مکارم اخلاق کی تلوار نے تھوڑے سے دلون مین شرقاً غرباً اسلام پھلادیا پھر ان مکارم اخلاق کی قولاً اور فعلاً جو کچھہ تعلیم دیکر آنحضرت علیہ السلام نے اون سفاک اور خونخوار عربون کو سیرت ملکیہ کا نمونہ بنایا جسکی تمام اہل تاریخ گواہ ہین پھر اونکی تعلیم و تلقین کا اثر جو کچھہ اہل اسلام مین صدیون تک ہا ظاہر ہے خلاصہ جواب یہ کہ قرآن اور اسلام مین رحمدلی اور محبت اور عفو بکثرت ہے لیکن اوسکے موقع پر مگر اس رحمدلی کیساتھہ خدا تعالی نے اوس مقصود اصلی کی بھی رعایت رکھی جو باعث آبادی ملک اور سبب پاکی زمین ہے یعنے شریر لوگونکو سزا دینا اور آسمانی سلطنت کو بنا مین ظاہر کرکے اوسکے دبدبہ سے کفر و بت پرستی اور بد رسوم کا مٹانا پس یہہ اغلاظ اور قتل اور نفرت اور عداوت جو ہے تو اپنے موقع مین ہے۔ دیکھیے آج کل یورپ کی منتظم سلطنتین اپنی رحمدلی اور ہمدردی انسانی کا بڑا دم مارتے ہین مگر باوجود اسکے بردہ فروشی اور ڈکیتی وغیرہ رسوم کے مٹانے مین کسقدر حرب و قتال کو کام مین لاتے ہین اور مخالفونکی جہاز ڈبونے اونکی شہر و سپر گولے برسانے ہین جنمین اونکی عورتین اور معصوم بچے بھی ہوتے ہین کچھ کوتاہی نہین کرتے پھر کیا اونکے نزدیک اس فعل سے اونکی رحمدلی اور عفو اور ہمدردی انسانی مین کچھہ بٹا لگ سکتا ہے؟ یہی حال اسلام کی رحمدلی اور ہمدردی کا ہے صرف اتنا فرق ہے کہ ان گورنمنٹون کے نزدیک وہ فرشی وغیرہ چند باتین باعث فوج کشی ہین اور انمین وسعت ملک بڑا قوی جائز سبب ہے مگر اسلام نے علاوہ رسوم مذکور کے خداوندی حقوق پر بھی فوج کشی کرنا سبب جائز قرار دیا ہے بت پرستی یا اوسکے نام کی بیحرمتی بھی منجملہ اور قبائح کے ایک بڑا قبیح ہے جسکی قباحت توراۃ و انجیل کے ماننے والون کو ضرور ماننی پڑتی ہے (۲) اسلام مین کہین بزور شمشیر مسلمان کرنیکی تاکید نہین بلکہ علانیہ اشتہار لا اکراہ فی الدین قد تبین الرشد من الغی دیا گیا یعنی دین مین کسی پر کچھہ زبردستی نہین گمراہی اور ہدایت مین فرق ظاہر ہوگیا۔ اسلام کسی کو مجبور نہین کرتا کہ زبردستی مسلمان ہوجاؤ البتہ کفر اور بت پرستی کی شوکت توڑتا ہے اور ایسے ناپاک لوگونکو مقدس مقامات اور مطلع نور ملک عرب سے نکالنے پر ضرور مجبور کرتا ہے تاکہ آسمانی سلطنت کے پایہ تخت مین کسی باغی کا جھنڈا نہ کھڑا ہونے پاوے اگر اس کا نام بزور شمشیر مسلمان کرنا ہے تو عقل معترض کا قصور ہے۔ اب ہی یہ بات کہ اسلام نے

زناشراب خواری قمار بازی وغیرہ بدرسوم کو کیوں بزور مٹایا اور کیوں بت پرستی کو جرم قرار دیا تو یہ محض بیہودہ اعتراض ہے کیا اسوقت کے روشن دماغ جرائم کو بزور نہیں مٹاتے؟ اور بعد جنگ کے مخالفوں کے مال اسباب ضبط نہیں کرتے اونکو قید میں نہیں ڈالتے اسیطرح اسلام آسمانی باغیوں کیساتھہ کرتا ہے اور اونکو قید غلامی کی سزا دیتا ہے اگر اسپر اعتراض ہے تو پھر دیندار عیسائی انبیاء بنی اسرائیل پر بھی اعتراض کرین کہ جنہوں نے زن وبچہ بلکہ جانورون تک بھی مخالفون کا زندہ نہیں چھوڑا تورات اور کتاب یوشع وغیرہ کو ملاحظہ فرمائے پھر موسیٰ اور یوشع کو کیون نبی برحق کہتے ہو؟

(۳) اسلام نے غیر مذہب والونکی ساتھہ ظلم وزیادتی قتل وبدعہدی کی ہرگز اجازت نہیں دی ہے نہ جس بادشاہ کے امن میں آرام پاوین اور فرائض مذہبی کو بازآدی ادا کرین اوسکی ساتھہ بدعہدی اور بدخواہی کی رخصت دی ہے بلکہ عہد پورا کرنیکی نہایت تاکید ہے والموفون بعہدہم ابھی آیت سابقہ مین آچکا ہے اور متعدد مواضع مین آیا ہے اور احادیث مین بکثرت وارد ہے۔ ہرقل شاہ روم اور دیگر مخالفین اسلام شاہونکے ملک مین جب صحابہ تجارت یا اور کسی کام کو گئے اونہون نے کبھی ایسا نہین کیا اور جو یہہ اعتراض کرتا ہے وہ اسلام اور قرآن پر بہتان باندھتا ہے یا ناواقف ہے۔

اسلام صرف ان چند صورتون مین جہاد کی اجازت دیتا ہے اور حسب ضرورت تاکید بھی فرماتا ہے **اول** یہہ کہ مخالفین اسلام مسلمانون کے ملک ومعابد پر قبضہ کرنیکے ارادہ سے حملہ آور ہون اور مسلمانونپر چڑھائی کرین جیسا کہ احزاب کا واقعہ **دوسری** یہہ کہ کسی جگہہ مسلمان اور کافر قدیم سے ملے جلے رہتے ہیں اور پھر کفار اونکو اداء مراسم مذہبیہ سے منع کرین اور جلاوطنی پر مجبور کرین اور محض اسلام کیوجہ سے ظلم وتعدی کرنا شروع کرین جیسا کہ کفار قریش نے مکہ مین مسلمانون کیساتھہ کیا تھا اس صورت مین اگر وہانکے لوگونکو مقابلہ کی طاقت نہین تو اسلام کو مخفی نکرین اور مراسم اسلامیہ سے باز رہنا اختیار نکرین بلکہ وطن چھوڑ کر کسی دار اسلام مین چلے جاوین اور اسکو **ہجرت** کہتے ہین یہ ایسی حالت مین فرض ہے جیسا کہ صحابہ اور خود نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام نے کیا اس صورت مین باہر جاکر جمعیت بہم پہونچا کر ضرور مخالفین کو مغلوب کرین جسطرح کہ آنحضرت نے مدینہ سے آکر مکہ فتح کیا **تیسری** صورت یہہ ہے کہ مسلمان اپنی قوت وشوکت اور سامان حرب وقتال بہم پہونچا کر اپنے آس پاس کے بادشاہون اور قریب کے ملکون کو دین حق کی منادی کرین اور بت پرستی اور دیگر رسوم قبیحہ ترک کرنے اور امور فطرت کے اختیار کرنیکا حکم دیوین (کسلئے کہ دنیا مین خدا تعالیٰ کی راستی اور آسمانی سلطنت قائم کرنیکو جناب نبی علیہ السلام کو بھیجا ہے جیسا کہ کتب مقدسہ سے بھی ثابت ہے اور آپکے بعد الی یوم القیامہ آپکے جانشین اس کام پر مامور ہین) اگر وہ لوگ امر حق اختیار کرلیں اور فساد سے باز آدیں تو اونسے کچھہ نکہین ورنہ اونکو ماتحتی اسلام پر مجبور کرین اور اگر یہہ بھی نہ وہ مانین تو اخیر درجہ جسطرح آج کل مہذب گورنمنٹین دفع فساد کیلئے فوج کشی کرتی ہین شاہ اسلام لشکر کشی کرے جیسا کہ تبوک پر آنحضرت نے اور شام وایران وغیرہ بلاد پر صحابہ نے لشکر کشی کی مگر لڑکے عورتون بڈھون کو نہ مارے

اَلشَّهْرُ الْحَرَامُ بِالشَّهْرِ الْحَرَامِ وَالْحُرُمٰتُ قِصَاصٌ ۚ فَمَنِ اعْتَدٰى عَلَيْكُمْ فَاعْتَدُوْا

حرمت والا مہینا بدلے حرمت والے مہینے کے اور حرمتوں کا بدلہ ہوتا ہے پھر جو تم پر زیادتی کرے تو تم بھی

عَلَيْهِ بِمِثْلِ مَا اعْتَدٰى عَلَيْكُمْ ۚ وَاتَّقُوا اللّٰهَ وَاعْلَمُوْٓا اَنَّ اللّٰهَ مَعَ الْمُتَّقِيْنَ ۝

اوسپر اوسیقدر زیادتی کرو جسقدر کہ اوسنے تم پر کی - اور اللہ سے ڈرو اور جانلو کہ خدا پرہیزگاروں کا ساتھی ہے

وَاَنْفِقُوْا فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ وَلَا تُلْقُوْا بِاَيْدِيْكُمْ اِلَى التَّهْلُكَةِ ۛ وَاَحْسِنُوْا ۛ اِنَّ اللّٰهَ يُحِبُّ الْمُحْسِنِيْنَ ۝

اور اللہ کی راہ میں خرچ کرو - اور اپنے تئیں اپنے ہاتھوں سے ہلاکت میں نہ ڈالو - اور نیکی سے پیش آؤ خدا نیکی کرنے والوں سے محبت رکھتا ہے

کہتلیاں نہ اوجاڑے ؟ پس ان صورتوں میں جب کہ طرفین سے جنگ قایم ہوتی ہے تو فرمائے سوائے واغلظ علیہم اور واقتلوہم حیث وجدتموہم کے اور کیا ہوتا ہے ؟ جسقدر کفار پر سختی اور قتل میں سعی کرنے اور ثابت قدم رہنے کی تاکید ہے سو وہ خاص ان صورتوں میں ہے اور انہیں کیلئے قرآن میں جابجا تاکید ہے اور انہیں میں مارے جانیسے شہادت ملتی ہے اور انہیں کے اجر و ثواب قرآن مجید میں جابجا مذکور ہیں باقی اور سب صورتوں میں وہی رحمدلی اور عفو و درگذر عدل و انصاف - اب فرمائے کونسا اعتراض بجا ہے ؟ ۵۱

## ترکیب

الشہر الحرام مبتدا بالشہر الحرام سے مقابل بالشہر الحرام خبر - والحرمات جمع حرمۃ والحرمۃ مامنع من انتہاکہ والقصاص لمساوات

۵۱ اور جو انا الضعاف یہود و نصاریٰ اب یہی اعتراض سے باز نہ آوین اور ملحدانہ طور سے کہین کہ قرآن نے ریلجس لبرٹی اور کانشنس کا ستیاناس کر دیا اور مذہبی آزادی کو باقی نہ رکھا اور آسمانی حقوق کیلئے کیون تلوار اٹھائی اور کیون کافرونسے قہر و غضب ظاہر کیا گیا ؟ تو اس سے پیشتر وہ بائیبل اور اپنے دینی پیشواؤں پر بھی اعتراض جما دیں کہ جنہوں نے مذہبی جنگ قایم کی اور جنہون نے کفار سے عہد باندھنے کی بھی سخت ممانعت کر دی چنانچہ توراۃ سفر خروج کے ۲۲ باب ۲۰ میں ہے تو جادوگرنی کو جیتے مت دے جو کوئی چارپائے سے مباشرت کرے مارا جائے جو کوئی خدا کے سوا اور معبود کیلئے ذبا کرے مارا جاوے عذاب یہ ہے ۲۴ باب میں قوم عمالیق سے جنگ کی اور نسل بنسل دلنے جنگ کرنیکا حکم دیا پھر ۲۳ باب میں خدا کا کفار سے دشمنی رکھنا اور تمام کفار کی ہلاکت کا وعدہ کرنا اور اللہ معاندہ کرنیکی سخت ممانعت مذکور ہے پھر ۳۲ باب میں بسبب گوسالہ پرستی کی بھائی کو بھائی اور دوست کو دوست کے ہاتھ سے قتل کرنیکا حکم ہے اور تیس ہزار آدمیوں کا قتل ہونا بھی مندرج ہے پھر کتاب استثنا کے ۲ باب میں حسبون کے بادشاہ اموری سیحون سے جنگ کرنیکا حکم ہے پھر ۳ باب میں عوج کو اسکی تمام قوم سمیت قتل کرنا مذکور ہے جسمیں اونکی عورتیں اور معصوم بچے بھی بحکم خدا قتل کئے گئے اسطرح سیکڑون مقامات میں پھر کتاب یشوع کو دیکھئے کہ آسمین کافرونکی ہلاکت بزنا والکہا ہے اور زن و مرد جاندارون تک بنی نے تہ تیغ بیدریغ کیا ہے اب عیسائیونکے بزرگونکی طرف آئی قسطنطین اعظم نے عیسوی چوتھی صدی میں مذہبی قتل عام کیا - پھر ایرین چرچ نے مقلدین ربتہا نسین کو کس بیرحمی سے افریقہ میں قتل کیا اور روس چرچ نے جرمن و برطانیہ و فرانس میں اور الجی کے شمال میں اہلیس کے پہاڑون میں دریاسے رون خاص مذہب کیلئے بہائے اسٹریا میں تیس برس تک مذہبی جنگ رہی ملک فرانس میں پارلس نہم عیسائی نے تین لاکھ پراٹسٹنٹ کو بیرحمی سے قتل کیا بلکہ کوئن ہیرو اور کوئیس چیارہم نے کیا قتل عام مذہب کیلئے کیا اور ہنری ششم شاہ انگلستان نے کاتہولیک لوگونکو قتل کر کے مذہب پراٹسٹنٹ پھلایا پھر انگلستان میں ایک سو تیس برس تک پراٹسٹنون نے اپنا مذہب جاری کرنیکے لئے کیسے کیسے ظلم و ستم کئے پھر جان کالون نے شاہ سرویٹس کو ترغیب دی کہ جو اوسے مذہب کو نہ مانے قتل کیا جاوے - پھر اسپین میں مسلمانونپر اور یون نے کیا کچھ جور و ستم نکئے - ہندؤن میں دیدیون اور بودہ مذہب والون میں سالہا سال تک کیسے کیسے قتل عام ہوئے ؟ پس اگر مذہبی آزادی خدای حکم ہے تو یہ ان رحم دل لوگون نے کیون کیا ؟ اور اب گورنمنٹ برٹس کیون سب سے جزیہ (ٹیکس) لے رہی ہے ؟ حالانکہ اسلام نے ایسا نہین کیا نہ حکم دیا پھر اعتراض کرنا تعصب نہین تو اور کیا ہے ؟ ۱۲ منہ

وَاَتِمُّوا الْحَجَّ وَالْعُمْرَةَ لِلّٰهِ ط فَاِنْ اُحْصِرْتُمْ فَمَا اسْتَيْسَرَ مِنَ الْهَدْيِ ج وَلَا تَحْلِقُوْا

اور پورا کرو حج اور عمرہ اللہ کیلئے - پس اگر تم روکے جاؤ (رستہ میں) تو جو کچھ قربانی میسر آئے (ذبح کرو) اور نہ منڈواؤ

رُءُوْسَكُمْ حَتّٰى يَبْلُغَ الْهَدْيُ مَحِلَّهٗ ط فَمَنْ كَانَ مِنْكُمْ مَّرِيْضًا اَوْ بِهٖٓ اَذًى مِّنْ

اپنے سر جب تک کہ قربانی اپنی جگہ پر نہ پہنچے - پس جو تم میں سے کوئی بیمار ہو جاوے یا اوسکے سر میں

رَّاْسِهٖ فَفِدْيَةٌ مِّنْ صِيَامٍ اَوْ صَدَقَةٍ اَوْ نُسُكٍ ج فَاِذَآ اَمِنْتُمْ فَمَنْ تَمَتَّعَ بِالْعُمْرَةِ

کوئی تکلیدہ ہو سر کو منڈا دیوے تو اوسکے بدلہ میں روزہ یا صدقہ یا قربانی لازم ہے - پھر جب تم امن کی حالت میں ہو پس جو فائدہ لیوے عمرہ کو

اِلَى الْحَجِّ فَمَا اسْتَيْسَرَ مِنَ الْهَدْيِ ج فَمَنْ لَّمْ يَجِدْ فَصِيَامُ ثَلٰثَةِ اَيَّامٍ فِي الْحَجِّ وَسَبْعَةٍ اِذَا

حج سے ملانے میں تو جو میسر لازم ہے جو کچھ کہ قربانی سے اوسکو میسر آوے - اور جسکو نہ ملے تو وہ تین روزہ تو ایام حج میں رکھ لیوے اور سات جبکہ

فمن اعتدی شرط فاعتدوا الخ جواب مجمل میں بعض کہتے ہیں ب زائد ہے بعض کہتے ہیں بلکہ فعل سے متعلق ہے تہلکۃ تفعلۃ من الہلاک

## تفسیر

عرب میں قدیم سے دستور تھا کہ ذی القعدہ اور ذی الحجہ وغیرہا چند مہینوں کی نہایت تعظیم وحرمت کرتے تھے ان مہینوں میں باہمی قتال جدال کو بہت ناگوار جانکر ترک کرتے تھے اور اسلئے ان مہینوں کو اشہر حرم - یا الشہر الحرام کہتے تھے پس جبکہ مسلمانوں کو کفار سے لڑنیکی اجازت دی اور آنحضرت مع لشکر صحابہ ہجرت کے سال نویں سال ذی القعدہ میں بیت اللہ کے حج وغیرہ کیلئے چلے اور سال گذشتہ میں بمقام حدیبیہ کفار نے روک دیا تھا تو صحابہ کو جنگ کا یقین ہو گیا مگر شہر حرام کی وجہ سے دلمیں خیال پیدا ہوا اسلئے اس آیت کو خدا نے نازل فرما کر شبہ حل کر دیا کہ جسطرح اُنہوں نے شہر حرام میں اگلے سال تمکو روکدیا تھا اوسیطرح تم بھی اس سال شہر حرام میں انپر چڑھ جاؤ تو دونوں برابر ہو گئے (ابن عباس) یا یوں کہو کہ وہ شہر حرام کا اور حرمات لغیر تعظیم کی چیز دیتا (جیسا کہ مہینا حج کا اور شہر مکہ اور مسجد حرام لحاظ اور ادب کرنے اور تم سے نہ لڑیں تو تم بھی لحاظ و ادب کر کے اوسسے نہ لڑو خلاصہ یہ کہ ان دنوں میں اور ان مقامات میں تم پیش دستی نہ کرو وہاں اگر وہ ابتدا کریں تو تم بھی اُنپر اسقدر تعدی کرو لیکن حد سے زیادہ نکرو اللہ سے ڈرو اور اسکو خوب سمجھ رکھو کہ خدا پرہیزگاروں کا ساتھی ہے اگر تم پرہیزگاری کرو گے تو تمہارے ساتھ ہو گا تم فتح پاؤ گے - پھر جب دفع شر و فساد کیلئے جہاد کا حکم دیا تو اوسکے ساز و سامان کیلئے دینے کا بھی حکم دیا کہ اللہ کی راہ میں مال صرف کرو اور اگر ایسا نکرو گے تو تمہارے دشمن تمپر غالب آ جاوینگے اس صورتمیں گویا تم اپنے تئیں ہلاکت میں ڈالا سو ایسا نکرو - یا یہ معنی کہ خدا کی راہ میں صرف کرو نہ ایسا کہ بالکل محتاج ہو جاؤ اور ہلاکت میں پڑ جاؤ - یا یہ معنی کہ گو ہمنے جہاد کا حکم دیا ہے مگر بغیر ساز و سامان یوں ہی اپنے سے قوی تر لوگوں سے لڑ کر نہ مر جاؤ کیونکہ اس سے مقصود شرع جو دفع فساد ہے حاصل نہیں ہوتا ایک سور ما کیا کر سکتا ہے ؟ جہاد کے حکم کو احسان کیساتھ ختم کیا تاکہ یہ معلوم ہو کہ یہ قتال و جہاد اپنے موقع پر ہے اسسے یہ مراد نہیں کہ ہمہ وقت خونخوار بنے رہو بلکہ نیکی اور احسان کی عادت پیدا کرو -

رَجَعْتُمْ تِلْكَ عَشَرَةٌ كَامِلَةٌ ۗ ذٰلِكَ لِمَنْ لَّمْ يَكُنْ اَهْلُهٗ حَاضِرِي الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ ۗ وَاتَّقُوا اللّٰهَ

سفر سے پھرو - یہ پورے دس ہوئے یہ اوسکے لئے ہے کہ جسکے اہل وعیال مسجد حرام کے رہنے والے نہون - اور ڈرو اللہ سے

وَاعْلَمُوْٓا اَنَّ اللّٰهَ شَدِيْدُ الْعِقَابِ ۝ ع

اور جان لو کہ اللہ سخت عذاب کرنیوالا ہے

ع ۲۴

## ترکیب

اتموا امر انتم اسکا فاعل الحج والعمرہ مفعول للہ کا لام متعلق ہے اتموا سے فان احصرتم شرط فما موضع رفع مین ہے بسبب ابتدا ہونیکے اور خبر محذوف ہے اے فعلیکم یہہ تمام جملہ جواب شرط ہے - محلہ ظرف مکان اور زمان دونون ہوسکتا ہے فمن کان الخ شرط فعدۃ الخ جملہ جواب فاذا موضع نصب مین ہے فمن تمتع شرط موضع ابتدا مین فما استیسر جواب - پس فمن اور اسکا جواب جملہ شرطیہ جواب ہے اذا کا فمن شرط فصیام الخ جملہ جواب - باقی صاف ہے -

## تفسیر

اگلی آیت مین جہاد و قتال کا حکم جو نازل ہوا تہا تو اوسکے شان نزول میں آچکا ہے کہ یہ حکم جب نازل ہوا تہا کہ جب آنحضرت علیہ الصلوۃ والسلام حج وعمرہ کیلئے مکہ میں آنا چاہتے تھے کفار نے بمقام حدیبیہ اپکو روکدیا تہا پہر اگلے سال اپنے عمرہ ادا کیا پس چونکہ حج وعمرہ کا موقعہ تہا تو اوسکے مانع کو دفع کرنیکے بعد خدا تعالیٰ نے احکام حج وعمرہ کا بیان شروع فرمایا اسلئے کہ یہہ بھی ایک بڑی عمدہ عبادت ہے چنانچہ اسکے اسرار اور فوائد ہم آگے چلکر بیان کرتے ہین انشاء اللہ

حج وعمرہ کے بارہ مین یہہ سب سے اول آیت ہے اسجگہ اور پہر دیگر مقامات مین بھی اسکے احکام بیان ہوئے ہین چنانچہ اس سورۃ مین اسی مقام پر اور پہر آل عمران مین اِنَّ اَوَّلَ بَيْتٍ وُّضِعَ لِلنَّاسِ لَلَّذِيْ بِبَكَّةَ مُبٰرَكًا وَّهُدًى لِّلْعٰلَمِيْنَ فِيْهِ اٰيٰتٌۢ بَيِّنٰتٌ مَّقَامُ اِبْرٰهِيْمَ ۚ وَمَنْ دَخَلَهٗ كَانَ اٰمِنًا ۗ وَلِلّٰهِ عَلَى النَّاسِ حِجُّ الخ اس آیت مین حج کی فرضیت ہے پہر سورہ مائدہ کے اول مین فرماتا ہے اُحِلَّتْ لَكُمْ بَهِيْمَةُ الْاَنْعَامِ الآیہ کہ تمہارے لئے وہ مواشی حلال کئے گئے کہ جو حرام ہونیسے مستثنیٰ ہیں مگر حالت احرام مین شکار نکرو اور حذا کی نشانیون اور ہدی اور قلادہ پڑی ہوئی قربانیون کو اور حج کرنیوالونکو بیحرمت نکرو پہر سورہ مائدہ کے بارہوین رکوع میں یہہ فرماتا ہے - يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تَقْتُلُوا الصَّيْدَ وَاَنْتُمْ حُرُمٌ ۗ وَمَنْ قَتَلَهٗ مِنْكُمْ مُّتَعَمِّدًا فَجَزَآءٌ مِّثْلُ مَا قَتَلَ مِنَ النَّعَمِ يَحْكُمُ بِهٖ ذَوَا عَدْلٍ مِّنْكُمْ هَدْيًۢا بٰلِغَ الْكَعْبَةِ اَوْ كَفَّارَةٌ طَعَامُ مَسٰكِيْنَ اَوْ عَدْلُ ذٰلِكَ صِيَامًا لِّيَذُوْقَ وَبَالَ اَمْرِهٖ ۗ عَفَا اللّٰهُ عَمَّا سَلَفَ ۗ وَمَنْ عَادَ فَيَنْتَقِمُ اللّٰهُ مِنْهُ ۗ وَاللّٰهُ عَزِيْزٌ ذُو انْتِقَامٍ ۝

احکام حج

أُحِلَّ لَكُمْ صَيْدُ الْبَحْرِ وَطَعَامُهُ مَتَاعًا لَّكُمْ وَلِلسَّيَّارَةِ ۚ وَحُرِّمَ عَلَيْكُمْ صَيْدُ الْبَرِّ مَا دُمْتُمْ حُرُمًا ۗ وَاتَّقُوا اللَّهَ
الَّذِي إِلَيْهِ تُحْشَرُونَ ۝ جَعَلَ اللَّهُ الْكَعْبَةَ الْبَيْتَ الْحَرَامَ قِيَامًا لِّلنَّاسِ وَالشَّهْرَ الْحَرَامَ وَالْهَدْيَ وَالْقَلَائِدَ ذَٰلِكَ

اس آیت مین احرام کی حالت مین شکار کی ممانعت ہے اور جو کوئی شکار کرے تو اوسکے بالعوض اور جانور ویسا ہی کعبہ کو قربانی کیلئے بھیجے یا مساکین کو کھانا کھلا دے ورنہ روزہ رکھے - اور دریائی جانورونکے شکار کی اجازت دیتا ہے - اور یہہ بتلاتا ہے کہ کعبہ کو بیت الحرام ہمین نے بنایا ہے اور ہدی اور قلادہ پڑی ہوئین قربانیان جو کعبہ جاکر ذبح ہوتی ہین اور حرمت کا مہینا ہمارے ہی حکم سے مقرر ہوا ہے پھر سورۂ حج کے تیسرے رکوع مین حج اور قربانی اور خانہ کعبہ کی نسبت یہہ ارشاد ہوا ہے وَأَذِّنْ فِي النَّاسِ بِالْحَجِّ يَأْتُوكَ رِجَالًا وَعَلَىٰ كُلِّ
ضَامِرٍ يَأْتِينَ مِن كُلِّ فَجٍّ عَمِيقٍ ۝ لِّيَشْهَدُوا مَنَافِعَ لَهُمْ وَيَذْكُرُوا اسْمَ اللَّهِ فِي أَيَّامٍ مَّعْلُومَاتٍ عَلَىٰ مَا رَزَقَهُم
مِّن بَهِيمَةِ الْأَنْعَامِ ۖ فَكُلُوا مِنْهَا وَأَطْعِمُوا الْبَائِسَ الْفَقِيرَ ۝ ثُمَّ لْيَقْضُوا تَفَثَهُمْ وَلْيُوفُوا
نُذُورَهُمْ وَلْيَطَّوَّفُوا بِالْبَيْتِ الْعَتِيقِ ۝ ذَٰلِكَ وَمَن يُعَظِّمْ حُرُمَاتِ اللَّهِ فَهُوَ خَيْرٌ لَّهُ
عِندَ رَبِّهِ ۗ وَأُحِلَّتْ لَكُمُ الْأَنْعَامُ إِلَّا مَا يُتْلَىٰ عَلَيْكُمْ ۖ فَاجْتَنِبُوا الرِّجْسَ مِنَ الْأَوْثَانِ وَاجْتَنِبُوا قَوْلَ الزُّورِ
حُنَفَاءَ لِلَّهِ غَيْرَ مُشْرِكِينَ بِهِ ۚ وَمَن يُشْرِكْ بِاللَّهِ فَكَأَنَّمَا خَرَّ مِنَ السَّمَاءِ فَتَخْطَفُهُ الطَّيْرُ أَوْ تَهْوِي بِهِ الرِّيحُ فِي مَكَانٍ سَحِيقٍ ۝ ذَٰلِكَ
وَمَن يُعَظِّمْ شَعَائِرَ اللَّهِ فَإِنَّهَا مِن تَقْوَى الْقُلُوبِ ۝ لَكُمْ فِيهَا مَنَافِعُ إِلَىٰ أَجَلٍ مُّسَمًّى ثُمَّ مَحِلُّهَا
إِلَى الْبَيْتِ الْعَتِيقِ ۝ وَلِكُلِّ أُمَّةٍ جَعَلْنَا مَنسَكًا لِّيَذْكُرُوا اسْمَ اللَّهِ عَلَىٰ مَا رَزَقَهُم مِّن بَهِيمَةِ الْأَنْعَامِ ۗ فَإِلَٰهُكُمْ إِلَٰهٌ وَاحِدٌ فَلَهُ أَسْلِمُوا ۗ وَبَشِّرِ الْمُخْبِتِينَ ۝
الَّذِينَ إِذَا ذُكِرَ اللَّهُ وَجِلَتْ قُلُوبُهُمْ وَالصَّابِرِينَ عَلَىٰ مَا أَصَابَهُمْ وَالْمُقِيمِي الصَّلَاةِ وَمِمَّا رَزَقْنَاهُمْ يُنفِقُونَ ۝ وَالْبُدْنَ جَعَلْنَاهَا لَكُم مِّن شَعَائِرِ اللَّهِ لَكُمْ فِيهَا خَيْرٌ ۖ فَاذْكُرُوا
اسْمَ اللَّهِ عَلَيْهَا صَوَافَّ ۖ فَإِذَا وَجَبَتْ جُنُوبُهَا فَكُلُوا مِنْهَا وَأَطْعِمُوا الْقَانِعَ وَالْمُعْتَرَّ ۚ كَذَٰلِكَ سَخَّرْنَاهَا لَكُمْ لَعَلَّكُمْ تَشْكُرُونَ ۝ لَن يَنَالَ اللَّهَ لُحُومُهَا وَلَا دِمَاؤُهَا
وَلَٰكِن يَنَالُهُ التَّقْوَىٰ مِنكُمْ ۚ كَذَٰلِكَ سَخَّرَهَا لَكُمْ لِتُكَبِّرُوا اللَّهَ عَلَىٰ مَا هَدَاكُمْ ۗ وَبَشِّرِ الْمُحْسِنِينَ ۝

ان آیات مین خدا تعالی یہہ فرماتا ہے کہ مینے ابراہیم سے کہا تہا کہ تو لوگونمین خبر کردے حج کیلئے پھر تیرے پاس ہر جانب سے لوگ حاضر ہونگے (چنانچہ ابراہیم نے عرفات کی ایک پہاڑی پر چڑہکر آواز دی) تاکہ وہ آپنے منافع دنیا و آخرت دیکھین اور ایام تشریق تک خدا کیلئے تکبیر کہین کہ اونسی انکو جو چارپایون کا گوشت خود بہی کہاؤ اور بہوکے فقیر کو بہی دو پھر اس قربانی کے بعد (جو دسوین تاریخ منی مین ہوتی ہے) اپنا احرام کہولکر میل کچیل دور کرو اور اپنی نذرین پوری کرو (قربانی مانی ہو تو جانور قربانی کرو) اور کعبہ کا طواف کرو (اسکو طواف زیارت کہتے ہین) الخ ہمنے تمہارے لئے مواشی مین منافع رکہے ہین انسے ہر طرح کا کام لو پھر آخیر یہہ کہ اوسکو کعبہ قربانی کیلئے بہیجتے ہین الخ اور اونٹون مین ہمنے تمہارے لئے بہتری اور فوائد رکہے ہین وہ ہماری قدرت کا نمونہ ہین اوسکے پاؤن باندہکر تکبیر کہو پھر جب وہ زمین پر گر پڑے تو اسکو خود بہی کہاؤ اور محتاج بے سوال کو اور سوالی کو بہی دو الخ اور خدا کے پاس نہ اوسکا خون جاتا ہے نہ گوشت بلکہ صرف تمہارا تقوی ۔

اب مین آپکو سورہ بقرہ کی اس آیت کا کہ جس کی ہم تفسیر لکہہ رہے ہین بیشتر صاف صاف مطلب سمجہاتا ہون پھر

ابحاث شروع کرتا ہون اے مسلمانون خدا کیلئے حج وعمرہ پورا کرو۔ یعنی شروع کرکے ناتمام نہ چھوڑو اور اونکے شروط و ارکان مین بھی کچھہ کمی نکرو اور نیت بھی اوسیلئے کرو اور جو احرام باندہے بعد رستہ مین روکے جاؤ خواہ بسبب مرض کے یا بسبب دشمن کے جیسا کہ اوس زمانہ مین نبی صلعم کو بمقام حدیبہ قریش نے روکدیا تہا یا کوئی اور سبب پیش آوے جیسا کہ دریائی سفر مین جہاز والون کو پیش آتا ہے ان صورتون مین ایک قربانی خواہ بکری خواہ اونٹ جو میسر آوے کعبہ کو بہیجدے جب جانے کہ وہ وہان ذبح ہوگئی احرام کہولدے اور سر منڈادے پہر اوسکی قضا آیندہ کے برسون مین ادا کرے امام شافعی فرماتے ہین کہ قربانی کو ذبح دہین کرے کہ جہان وہ روکا گیا ہے اور احرام کہولدے کیونکہ محل کے معنے اونکے نزدیک یہی ہین ۲ اور جو بعد احرام کے کوئی مرض لاحق ہو یا سر مین جوئین اسطرح سے پڑجائین کہ بہت تکلیف ہو یا اور کوئی وجہ ایسی پیش آوے کہ جسمین سر منڈانے کی ضرورت پڑے تو سر منڈادے لیکن اسکے بدلہ مین قربانی کرے ۵۱ ورنہ مساکین کو کہانا کہلائے اور جو مقدور نہو تو روزہ رکہدے ۳ اور جو کوئی حج کو عمرہ کیساتھہ ملائے تو اوسکو جو قربانی میسر آوے ذبح کرنی چاہئی اور جسکو مقدور نہو تو وہ اسکے بدلہ مین دس روزہ رکہدے تین تو ایام حج مین دسوین تاریخ تک اور سات حج سے فارغ ہوکر امام شافعی فرماتے ہین کہ یہہ سات روزے اپنے گہر جاکر رکہے اذا رجعتم کے اونکے نزدیک یہی معنی ہین۔ یہہ یعنی حج کا عمرہ سے ملانا اوسکو درست ہے کہ جو مکہ یا میقات کے اندر کا رہنے والا نہو بلکہ باہر کا رہنے والا ہو کیلئے کہ اہل مکہ یا جو اوسکے آس پاس رہتے ہین پہر یہی جب چاہین عمرہ جداگانہ کرسکتے ہین ایام حج مین اوسکو ساتھہ ملانیکی کیا ضرورت؟ امام شافعی کہتے ہین ذلک یہہ یعنی یہہ قربانی یا اوسکے بدلہ مین روزہ رکہنے کا حکم اوسکے لئے ہے کہ جو اہل مکہ نہو یا اوسکے آس پاس کا نہو کیونکہ یہانکے لوگونپر تمتع مین نہ قربانی لازم ہے نہ روزہ۔ پس ذلک کا اشارہ اس کیطرف ہوا۔ یہہ آیت کا خلاصہ مطلب ہوا اسمین یہہ چار حکم تھے +

۵۱ گرچہ آیت مین روزہ اور طعام مساکین کی کچھہ تشریح نہین مگر حدیث کعب بن عجرہ مین کہ جسکو اہل صحاح ستہ نے روایت کیا ہے تصریح آگے ہے وہ یہہ کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کعب کے پاس سے گزرے اور وہ احرام باندہے ہوے ہانڈی نیچے آگ جلا رہا تہا اور اسکے سر مین سے جوئین گر رہین تھین آپنے فرمایا کیا تجکو یہ تکلیف دے رہین عرض کیا ہان فرمایا اچہا تو سر منڈادے اور تین روزہ رکہلے ورنہ تین صاع کا ایک فرق یعنے لوکرا چہوارہ تکا چہہ مسکینون کو دے ورنہ ایک بکری ذبح کردے۔ ان تینون مین اختیار ہے جو چاہے کرے ۱۲ منہ

## متعلقات

والتوالج والعمرۃ للہ **حج** لغت میں قصد کرنیکو کہتے ہیں اور حج بالکسر برس کو ثانیہ حج اور شرع میں افعال مخصوصہ کو کہتے ہیں جسمیں ارکان اور واجبات اور مستحبات ہیں جنکی تشریح ہم سب آیات حج کے بعد کرینگے۔

**عمرہ** صرف طواف کعبہ اور سعی بین الصفا والمروہ کا نام ہے یعنی حل سے احرام باندھکر طواف اور سعی کرنا پھر سر منڈا کر احرام کھولنا۔ اور عمرہ مین یہہ قید نہین کہ حج کے ایام میں ہو بلکہ تمام سال عمرہ جایز ہے البتہ عرفہ کے دن اور دسوین تاریخ اور ایام تشریق میں مکروہ ہے اتموا کے معنے یہ ہیں کہ جسنے حج و عمرہ شروع کیا ہو تو اسکو پورا کرنا چاہئے۔ امام شافعی فرماتے ہیں کہ ابتدا حج و عمرہ کرنا مراد ہے۔ دلائل فریقین اونکی کتابون میں مذکور ہیں۔ ثمرہ اختلاف یہہ ہوا کہ امام شافعی کے نزدیک حج و عمرہ دونو واجب ہیں حضرت امام اعظم کے نزدیک حج واجب ہے ولله علی الناس حج البیت الایہ سے اور عمرہ سنت ہے فان احصرتم فما استیسر من الہدی حصر کے معنے روکنے اور بند ہو جانیکے ہیں عام ہے کہ مرض کیوجہ سے رستہ میں حاجی احرام باندھنے کے بعد رک جائے جیسا کہ ابی عبیدہ اور ابن السکیت اور زجاج وغیرہم اہل لغت کہتے ہیں اور خواہ کسی دشمن نے روکدیا ہو امام شافعی کہتے ہین یہہ حکم خاص جب ہے کہ دشمن نے اوسکو روکا ہو کیونکہ احصار سے مراد یہاں یہی ہے الہدی جمع ہدیۃ کما تقول تمرۃ تمر لیکن اہل حجاز اسکو بغیر تشدید اور بنو تمیم بالتشدید پڑھتے ہین۔ ہدی میں اعلی اونٹ اور ادنی اور جہین بکری ہے حتی یبلغ الہدی محلہ محل ظرف زمان و مکان دونون کیلئے آتا ہے امام ابو حنیفہ فرماتے ہیں یہاں مراد مکان ہے یعنی حرم اور امام شافعی کہتے ہیں زمان خواہ حرم میں ذبح کی جاوی خواہ حل میں[۵۱]۔

پس آیت کا مطلب امام ابو حنیفہ کے نزدیک یہہ ہوا کہ جو کوئی احرام باندھنے کے بعد دشمن یا مرض سے رستہ میں رک جاوے اور حج کو نہ آسکے تو اوسکو لازم ہے کہ ایک قربانی (ہدی) مکہ کو روانے کردے جب جانے کہ وہ وہان پہونچ گئی اور ذبح ہو گئی تو سر منڈا کر احرام کھولدے۔ اسکی قضا پھر ادا کرے۔

امام شافعی فرماتے ہیں کہ جسکو دشمن کیوجہ سے یہہ حالت پیش آے تو جہان رک گیا ہی وہین قربانی ذبح کر کے احرام کھولدے اور آیندہ کو قضا پوری کرے۔ ہدی کو حرم میں بھیجنا کچھ ضرور نہیں۔ اور جو وقت پر ہدی میسر نہ آوی تو قیمت ہدی مساکین کو دینا کافی ہی جیسا کہ امام احمد وغیرہ فرماتے ہیں فمن کان منکم مریضا جمہور مفسرین کے نزدیک یہہ جدا جملہ ہے جس کا حکم محصر غیر محصر سب کو شامل ہی۔ اسیطرح بعد احرام کے جو کسیکو مرض کیوجہ سے خوشبو لگانے یا احرام کے برخلاف کپڑونکے پہننے کی ضرورت پڑے اوسکا بھی یہی حکم ہے کہ اسکے فدیہ میں قربانی کرے یا کھانا کھلاوے یا تین روزہ رکھے سر میں جوئیں یا مرض کیصورت میں سر منڈانے فدیہ دینے کی اجازت پر یہہ ہی قیاس کئے گئے ہین

---

[۵۱] مکہ کے آس پاس جگہ جسمین کوہ حرم کہتے ہین کہ وہان شکار کھیلنا درخت کاٹنا حرام ہے اور اوسکے علاوہ سب ملک کو حل کہتے ہین۔ اور کبھی حرم سے مراد خاص بیت اللہ کعبہ اور اسکے مکانات مراد ہوتے ہین یعنی مسجد الحرام ۱۲ منہ

فمن تمتع بالعمرۃ الی الحج **واضح** ہو کہ حج کی تین قسم ہیں **افراد** یعنی ایام حج میں مواقیت یا حل سے صرف حج کی نیت کرکے احرام باندھے اور مکہ میں پہونچکر پہلے طواف قدوم کرے یعنی سات بار کعبہ کے گرد پھرے اور فارغ ہوکر مقام ابراہیم کے متصل دو رکعت نماز پڑھکر صفا و مروہ کے درمیان سعی کرے اور پھر احرام نہ کھولے یہانتک کہ آٹھویں تاریخ ذی الحجہ کو بمقام منیٰ شب باش ہووے اور پھر نویں کے صبح کو بمقام عرفات جاوے اور شام تک وہاں رہے اور بعد غروب کے وہانسے چلکر مزدلفہ میں آرہے اور بڑے تڑکے آٹھ کر دسویں کے پھر منیٰ میں آوے اور تینوں جمروں میں سے پہلے اوس جمرہ کو کہ جو مکہ کیطرف ہے سات کنکریاں مار کر قربانی کرے اور سر منڈا کر احرام کھولدے اور عورتیں کسیقدر سر کی لٹ کترین اسکے بعد سوا جماع کے باتیں حلال ہوگئیں پھر اوسی روز یا اگلے روز یا تیسرے روز کعبہ کا جاکر طواف کرے اور اسکو طواف زیارت کہتے ہیں اب اسکو جماع بھی حلال ہوگیا اگر اوسی روز طواف زیارت کو گیا تہا تو لوٹ کر پھر منیٰ آوے اور اقل مرتبہ دو روز تک بعد زوال آفتاب تینوں جمروں کو سات سات کنکریاں مارے اور اب شروع اوس سے کرے کہ جو عرفات کیجانب ہے بس حج تمام ہوگیا۔

**قران** یہہ کہ حج و عمرہ دونوں کی نیت کرے اور مکہ میں اگر پیشتر عمرہ کرلے مگر احرام نہ کھولے اور پھر آٹھویں تاریخ سے حج کے افعال شروع کرے باقی سب باتیں وہی ہیں مگر اسپر نویں تاریخ قربانی واجب ہے اور اس قربانی کو دم قران کہتے ہیں اور جو مقدور نہو تو دس روزہ رکھے تین تو تین تک اور سات حج سے فارغ ہوکر۔

**تمتع** یہہ کہ حج و عمرہ دونوں کی نیت کرے اور پہلے عمرہ تمام کرکے احرام کھولدے پھر آٹھویں تاریخ کو کہ جسکو یوم الترویہ کہتے ہیں مسجد الحرام یا حرم کی عام جگہ سے احرام باندھکر حج کے تمام افعال ادا کرے اور اسکو بھی نویں تاریخ قربانی کرنی واجب ہے اور جو مقدور نہو تو دس روزے رکھے

فاذا امنتم فمن تمتع بالعمرۃ الی الحج اس آیت میں خدا تعالیٰ حج اور عمرہ دونوں کے ثواب حاصل کرنیوالوں کو قربانی اور روزہ کا حکم دیتا ہے یہہ قران اور تمتع دونوں کو شامل ہے اونٹ سے لیکر گائے بیل دنبہ بکرا بکری جو میسر آوے اللہ کے نام سے ذبح کردے بمقام منیٰ حاضری المسجد الحرام سے مراد امام مالک کے نزدیک خاص اہل مکہ ہیں اور امام شافعی کہتے ہیں کہ جو مسافت قصر نماز کے اندر ہیں وہ بھی مسجد الحرام کی حاضرین میں شمار ہیں اور امام ابوحنیفہ فرماتے ہیں نہیں بلکہ وہ لوگ کہ جو مواقیت کے اندر رہتے ہیں واللہ اعلم

تلک عشرۃ کاملۃ اسلئے فرمایا کہ کوئی سبعۃ ایام جمع سے یہہ نہ سمجھ لے کہ وہ جمع کے لئے نہیں بلکہ تخییر کیلئے جیسا کہ ثنیٰ و ثلث و رباع میں ہے کہ خواہ کوئی تین روز ایام حج میں روزے رکھے یا سات بعد حج کے رکھ لے پس جب تلک عشرۃ کاملہ کہا کہ یہہ پورے دس ہوئے تو یہہ احتمال جاتا رہا کسلئے کہ جب تک سات کو تین کیساتھ ملایا نہ جاوے گنتی میں دس پورے نہیں ہوتے۔ اسکے علاوہ اور بھی اسمیں حکمتیں ہیں اب ہم دوسری آیت کی تفسیر کرتے ہیں تاکہ پھر سب کے بعد مجموعہ حج کیصورت بیان کرکے اسرار بیان کریں۔

الْحَجُّ اَشْهُرٌ مَّعْلُوْمٰتٌ ۚ فَمَنْ فَرَضَ فِيْهِنَّ الْحَجَّ فَلَا رَفَثَ وَلَا فُسُوْقَ وَلَا جِدَالَ فِي الْحَجِّ ۗ

حج کے مہینے ہین معلوم پس جو کوئی انمین اپنے پر حج مقرر کرلے تو عورتونسے اختلاط کرے اور نہ بدکاری کرے اور نہ جنگ کرے حج مین

وَمَا تَفْعَلُوْا مِنْ خَيْرٍ يَّعْلَمْهُ اللّٰهُ ۗ وَتَزَوَّدُوْا فَاِنَّ خَيْرَ الزَّادِ التَّقْوٰى ۡ وَاتَّقُوْنِ

اور جو کچھ نیکی کروگے اوسکو خدا جانتا ہے۔ اور توشہ ساتھ لو پر بہتر توشہ تو پرہیزگاری ہے اور مجھی سے

يٰٓاُولِي الْاَلْبَابِ ۝ لَيْسَ عَلَيْكُمْ جُنَاحٌ اَنْ تَبْتَغُوْا فَضْلًا مِّنْ رَّبِّكُمْ ۗ فَاِذَآ اَفَضْتُمْ

ڈرو اے عقلمندو تمپر کچھ گناہ نہیں کہ (ایام حج مین) اپنے پروردگار کا فضل (یعنی روزی) تلاش کرو۔ پھر جب تم پھرو

مِّنْ عَرَفٰتٍ فَاذْكُرُوا اللّٰهَ عِنْدَ الْمَشْعَرِ الْحَرَامِ ۠ وَاذْكُرُوْهُ كَمَا هَدٰىكُمْ ۚ وَاِنْ كُنْتُمْ مِّنْ قَبْلِهٖ

عرفات سے تو ذکر کرو اللہ کا مشعر الحرام کے پاس اور اوسکو یاد کرو کہ اوسنے تمہین ہدایت دی اور اس سے پہلے تو تم

لَمِنَ الضَّآلِّيْنَ ۝ ثُمَّ اَفِيْضُوْا مِنْ حَيْثُ اَفَاضَ النَّاسُ وَاسْتَغْفِرُوا اللّٰهَ ۗ اِنَّ اللّٰهَ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ۝

گمراہون مین سے تھے پھر لوٹ کر آؤ جہانسے کہ اور لوگ لوٹ کر آیا کرتے ہیں اور خدا سے بخشش چاہو بیشک وہ غفور رحیم ہے

فَاِذَا قَضَيْتُمْ مَّنَاسِكَكُمْ فَاذْكُرُوا اللّٰهَ كَذِكْرِكُمْ اٰبَآءَكُمْ اَوْ اَشَدَّ ذِكْرًا ۗ فَمِنَ النَّاسِ مَنْ يَّقُوْلُ

پھر جب تم ارکان حج سے فارغ ہو چکو تو اللہ کو اسطرح سے یاد کرو کہ جسطرح اپنے باپ دادا کو یاد کرتے ہو یا اس سے بھی بڑھکر۔ پھر بعض لوگ تو یہ کہتے ہین

رَبَّنَآ اٰتِنَا فِي الدُّنْيَا وَمَا لَهٗ فِي الْاٰخِرَةِ مِنْ خَلَاقٍ ۝ وَمِنْهُمْ مَّنْ يَّقُوْلُ رَبَّنَآ اٰتِنَا فِي الدُّنْيَا حَسَنَةً

کہ اے ہمارے رب ہمکو تو دنیا ہی دیدے حالانکہ اونکے لئے آخرت میں کچھ حصہ نہیں اور بعض یہ کہتے ہیں کہ اے ہمارے رب ہمکو دنیا میں بھی بہتری دے

وَّفِي الْاٰخِرَةِ حَسَنَةً وَّقِنَا عَذَابَ النَّارِ ۝ اُولٰٓئِكَ لَهُمْ نَصِيْبٌ مِّمَّا كَسَبُوْا ۗ وَاللّٰهُ سَرِيْعُ الْحِسَابِ ۝

اور آخرت میں بھی نعمت عطا کر اور ہمکو آتش دوزخ کے عذاب سے بچانا انہین لوگون کو اونکی کمائی کا حصہ ملیگا ہے۔ اور اللہ جلد حساب لینے والا ہے

وَاذْكُرُوا اللّٰهَ فِيْٓ اَيَّامٍ مَّعْدُوْدٰتٍ ۗ فَمَنْ تَعَجَّلَ فِيْ يَوْمَيْنِ فَلَآ اِثْمَ عَلَيْهِ ۚ وَمَنْ تَاَخَّرَ فَلَآ اِثْمَ

اور یاد کرو اللہ کو (تکبیر کہو) گنتی کے دنونمین (ایام تشریق مین) پھر جو جلدی کی کوچ کرنمین دو دن اور تو اسپر کچھ گناہ نہیں اور جسنے تاخیر کی تو اسپر بھی کچھ گناہ نہین

عَلَيْهِ ۙ لِمَنِ اتَّقٰى ۗ وَاتَّقُوا اللّٰهَ وَاعْلَمُوْٓا اَنَّكُمْ اِلَيْهِ تُحْشَرُوْنَ ۝

یہ خدا سے ڈرنیوالیکے لئے ہے۔ اور اللہ سے ڈرو اور جان لو کہ تم سب اوسیکطرف جمع کئے جاؤگے۔

## ترکیب

الحج مبتدا اشہر معلومات خبر والتقدیر الحج حج اشہر او یمکن ان یقال اشہر الحج اشہر فمن فرض مبتدا متضمن شرط جواب فلا رفث الخ

والعائد محذوف اے فلا رفث ولا فسوق بعدہ وما تفعلوا الخ قد مر ترکیبہ فی ما نفخ من آیۃ الخ ان یبتغوا موضع نصب مین ہے علے تقدیر فی ان یبتغوا اور ممکن ہے کہ موضع رفع مین ہو جناح کی صفت ہو کر من ربکم متعلق ہے یبتغوا کے پس مفعول بہ ہوگا اور فضل کی صفت بھی ہو سکتا ہے فاذا شرطیہ فاذکروا اللہ الخ جملہ جواب عند المشعر الحرام ظرف ہے اذکروا کا کما ہداکم کاف موضع نصب مین ہے لعت ہے مصدر محذوف کی اور ممکن ہے کہ کاف بمعنے علی ہو تقدیرہ فاذکروا اللہ علی ہدایکم وان کنتم مین ان مخففہ ہے مثقلہ سے والتقدیر انہ کنتم من قبلہ ضالین او اسجگہہ تخییر یا اباحت کیلئے ہے اشد ذکرا مین گرچہ لوگون نے بہت قیل وقال کی ہے مگر صاف قول یہ ہے کہ اشد منصوب ہے حال ہونیکی وجہ سے اور یہ حال ذکر سے ہے اور ممکن ہے کہ اوسکی صفت ہو اور ذکرا تمیز ہے اشد کی یہان ایک اشکال ہے اور اوسکا جواب ہے جسکا ذکر باعث تکدر فہم سامع ہے +

## تفسیر

یعنی حج کے چند مہینے مقرر ہین شوال ذی القعدہ دس دن ذی الحجہ کے پس جو کوئی ان دنون مین حج کرنیکو احرام باندھے اسکے بعد نہ اپنی بیوی سے اختلاط کرے اور نہ اور کوئی بات فحش و شہوت کی کرے اور نہ کسی سے لڑائی تکرار کرے اور جو کچھہ نیکی ہو سکے نہایت کوشش کرکے عمل مین لاوے کیلئے کہ یہ ایام تقرب مین بلند اعلی کو ان ایام مین بندہ کیطرف نہایت التفات ہوتا ہے یعلمہ اللہ اسکیطرف اشارہ کر رہا ہے۔ اور حج مین جسطرح سفر ظاہری ہے اسیطرح یہانسے سفر آخرت اور وہان اسیطرح خضوع خدا کے پاس ہوگا اوس سفر کیلئے توشہ لو اور عمدہ توشہ پرہیزگاری ہے۔ اور ممکن ہے کہ اس سے یہہ مراد ہو کہ سفر حج کیلئے کچھہ زاد راہ لیکر چلا کرو اور اسقدر زاد راہ بہتر ہے کہ جس سے سوال سے بچو۔ چنانچہ اسکے شان نزول مین منقول ہے کہ یمن کے لوگ بغیر زاد راہ سفر حج کرتے تھے اور خرچ سائلہ لینا مکروہ جانتے تھے پھر لوگونسے سوال کرکے حاجیون کو دق کرتے تھے جیسا ہندوون مین دستور ہے کہ بعض قومین تیرتھہ بہیک مانگ کر کرنا ثواب جانتے ہین اسلئے اسکو خدا تعالی نے منع کیا کہ ایسا ان دونون مطلبونکے لئے واتقون یا اولی الالباب نہایت چسپان ہے توشہ آخرت مین بھی خدا کا خوف بڑی پونجی ہے اور سوال بندہ سے کرنا اور سپر توکل نکرنا یا توشہ راہ ناجائز کمائی کا لینا بھی محل خوف خدا ہے۔

عرب کی قومین ایام حج مین تجارت کو برا سمجھتی تھین حالانکہ یہہ کچھہ برا ہی نہین بلکہ ایسے مجامع مین کاروبار خرید و فروخت بند ہونا ایک طرح کی مسافران باخدا کیلئے تکلیف ہے اور نیز بقول شخصے دست بکار دل بیار اسلام کا شیوہ خاص ہے اسلئے فرمایا کہ اگر تم ان ایام مین روزی کہ جو فضل ربی ہے تلاش کرو یعنی تجارت کیلئے کچھہ لاؤ تو کچھہ مضائقہ نہین اور یہ توشہ سفر حج کا ایک عمدہ ذریعہ ہے اسلئے اسکو بھی اسکے ساتھہ بیان فرمادیا۔ محققین کہتے ہین کہ اس سے فضائل و مجاہد حاصل کرنیکی طرف اشارہ ہے کہ جو ایسی بابرکت مجمع کے حاصل ہو سکتے ہین اسمین کچھہ شک نہین کہ اہل اسلام کے باہمی میل و جول اور ترقی علوم و فنون اور برکات باطنیہ حاصل ہونیکا یہ عمدہ ذریعہ ہے

اسکے بعد پھر ترتیب صورت حج کو بیان فرماتا ہے کہ جب تم عرفات سے لوٹ کر مزدلفہ مین آکر شب کو رہو اور صبح کو منی جانے لگو تو مشعر الحرام کے پاس کہ جو اخیر مزدلفہ مین ایک مقدس پہاڑ ہے کہ جسکو قزح بھی کہتے ہین تکبیر و تہلیل کیساتھ خدا کو یاد کرو کیونکہ مقامات متبرکہ مین یاد الہی باعث نورانیت روح ہے (اور اسمین ایک سر روحانی ہے کہ جسکو ہم اکثر جگہ بیان کرآئے ہین صحیح مسلم مین ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اسجگہ کھڑے ہو کر بڑی دیر تک ذکر الٰہی اور دعا کی یہانتک کہ صبح ہوگئی اسکے بعد قریش کی اوس تحریف کو مٹاتا ہے کہ جو انھون نے ملت ابراہیمیہ مین کر رکھی تھی وہ یہہ کہ یہہ لوگ اور بعض دیگر قبائل کہ جنکو حمس کہتے تھے اس خیال سے کہ ہم تو کعبہ کے زیر سایہ رہتے ہین ہمکو عرفات جانا کیا ضرور ہے؟ مزدلفہ ہی تک آیا کرتے تھے اور پھر وہان سے لوٹ کر کعبہ کا طواف کیا کرتے تھے اسکو فرماتا ہے جہانسے اور لوگ لوٹ کر آتے ہین اعنی عرفات سے تم بھی وہین جاکر آیا کرو اور اپنے گناہونکی خدا سے معافی مانگو کیونکہ وہ غفور رحیم ہے اور یہہ تحریف ایک گناہ ہے۔

پھر اصل مطلب کو ذکر کرتا ہے کہ تم جب منی مین آکر اپنے تمام ارکان حج پورا کر چکو تو جسطرح کہ ایام جاہلیت مین تین روز تک منی مین عرب کی قومین بعد فراغ حج اپنے باپ دادا کے محامد اور بہادرون کے شعر پڑہتے اور فخر کیا کرتے تہے اور مجمعون مین بڑے زور و شور کے قصائد پڑہتے تھے جیسا کہ دہلی مین سوہنی مہیوال پر شعر خوانی ہوتی ہے) اسیطرح تم اے مسلمانون اپنے خدا کی یاد کرو بلکہ اوس سے بھی زیادہ کیونکہ تم اوسکی خاص جماعت ہو۔

اسکے بعد فرماتا ہے کہ ایسے مواضع مین بعض لوگ کوتاہ نظر خاص دنیا ہی کیلئے دعا کرتے ہین اور اسی کو مدنظر رکھتے ہین اور دار آخرت پر اونکا یقین نہین لیکن جن پاکباز دلونکے سامنے آخرت کھڑی ہے وہ جسطرح اپنے حوائج دنیا کیلئے دعا کرتے ہین اسیطرح اوس جہان کی خوبیان بھی اپنے پروردگار سے مانگتے ہین سو ایسے لوگونکی کوشش اور سعی کارگر ہوتی ہے اور انکو دونون جہان مین بھلائی کا حصہ پہنچتا ہے۔ پھر فرماتا ہے کہ منی مین جسنے دو ہی روز تک می جمار کی تو اسپر گناہ نہین اور جو تین روز تک ٹہرے تو اسپر متعلقات بھی کچھ گناہ نہین جیسا کہ ایام جاہلیت مین سمجھتے تھے

الحج اشہر معلومات اس آیت کے ظاہر معنے یہہ ہین کہ حج کیلئے چند مہینے معلوم ہین مگر اس سے یہہ خیال نکرنا چاہئے کہ ان مہینون مین جب چاہے حج کے تمام ارکان ادا کرلے خواہ شوال مین خواہ ذی القعدہ مین خواہ چوتھی یا پانچوین ذی الحجہ ہی کو فارغ ہوجاوے بلکہ یہہ مراد کہ جن مہینون مین کہ حج شروع کیا جاوے اور پھر وہ تمام کیا جاوے اوسکے لئے ایک موسم اور وقت مقرر ہے کہ اوس سے پہلے اور پیچھے کوی کام حج کا نکرنا چاہئے جیسا کہ ہمارے محاورہ مین بولتے ہین آنب چار مہینے ہین یعنے انکا موسم یہہ ہے کہ مورآنبے لیکر انتہا تک یہہ دن ہین مثلاً نہ یہہ کہ ان چار مہینون مین سے اول مہینے کے اول ہی روز آنب موجود ہوجاتے ہین۔ پس حج کا احرام باندہکر تب تک کہ اوسکو ختم

کیا جاوے اس کے لئے شوال ذی قعدہ ذی الحجہ کو دسرو زہین پس اول تاریخ شوال سے افعال حج شروع ہوتے ہین اور دسویں ذی الحجہ کو تمام ہو جاتے ہین -

اشہر معلومات باتفاق جمہور مفسرین شوال اور ذی لقعدہ تو پورے پورے داخل ہین مگر ذی الحجہ مین اختلاف ہے عروۃ بن زبیر کہتے ہین کہ سارا مہینا اشہر حج مین شمار ہے اور یہی امام مالک کا مذہب ہے انکے قول پر اگر کوئی طواف زیارت کو اخیر مہینے ذی الحجہ مین بھی کریگا تو درست ہوگا اور دلیل انکی یہہ ہے کہ لفظ اشہر جمع ہے اور عرب کی زبان مین جمع کیلئے کم سے کم تین ہونے چاہئین - ابن عباسؓ اور ابن عمرؓ اور نخعی اور شعبی اول عشرہ یعنے دسرو زلیتے ہین اور یہی مذہب امام ابو حنیفہؒ کا ہے کسلئے کہ تمام ارکان حج طواف زیارت وغیرہ آج ہی تمام ہو چکتے ہین اور عرب مین جز کو کل سے تعبیر کرتے ہین اس تقدیر پر دسرو زکو مہینا قرار دیکر لفظ جمع بولا گیا امام شافعی کہتے ہین نوون اور دسوین تاریخ کی رات نہ دسوان دن مراد ہے کسلئے کہ عرفات مین ٹہرنا جو بڑا رکن اعظم ہے اسی دن ہوتا ہے مگر ہنوز آیت کے معنے مین ایک اشکال باقی رہگیا وہ یہ کہ اس آیت سے تو مدت حج دو مہینے دسرو زمراد لئے گئے حالانکہ خدا تعالیٰ چاند ونکو فرماتا ہے قُلْ هِيَ مَوَاقِيتُ لِلنَّاسِ وَالْحَجِّ اور نیز صحابہ مین مشہور تھا کہ عمدہ حج وہ ہے کہ جسکے لئے گہر سے احرام باندہکر چلے اور بعض لوگونکے گہر چار یا چھ مہینے کی راہ ہوتے ہین - اسکا جواب یہہ ہے کہ ہی مواقیت للناس والحج کے معنے یہہ نہین کہ ہر چاند مین حج کے افعال درست ہین بلکہ یہہ کہ ہر چاند کو سلسلہ وار حساب حج مین دخل ہے اور صحابہ کا قول غالبًا اون عرب کی نسبت ہے کہ جنکے گہر دو مہینے کی راہ سے کم ہین امام ابو حنیفہ اور مالک و سفیان ثوری جو اشہر حج سے پیشتر احرام باندہنے کو ان وجوہات اشکال کو تسلیم کرکے جائز قرار دیتے ہین یہ جواب دیتے ہین کہ احرام تو صرف التزام حج ہے جیسا کہ نیت پس جسطرح نیت حج کی اشہر حج سے پیشتر کرنی درست ہے اسیطرح احرام کا بھی کچھہ مضائقہ نہین ہان جو امور مہتم بالشان حج کے ہین وہ اشہر حج ہی مین ادا ہونے چاہین - اور گو موسم حج یہی ہے مگر بعض باتین بفرط شوق قبل موسم ہوئین تو مضائقہ نہین دفیہ نظر - اب ہم پیشتر حج کے ارکان و ہیت بیانکر کے پہر اوسکے اسرار اور مخالفون کے طعن کا جواب ذکر کرتے ہین - حج مین یہہ باتین ہوتی ہین احرام میقات سے باندہنا پہر مکہ مین آکر طواف قدوم کرنا پہر سعی بین الصفا والمروہ پہر اسکے بعد آٹھوین تاریخ کو منی مین جانا پہر نوین کو عرفات مین ٹہرنا پہر شام کو وہانسے لوٹ کر شبکو مزدلفہ مین رہنا پہر صبح کو وہانسے اٹھکر دسوین کو منی مین واپس آکر رمی جمار یعنے منارہ کو کنکریان مارنا قربانی کرکے سر منڈانا یا بال کترواکر پہر خانہ کعبہ کا جاکر طواف کرنا کہ جسکو طواف زیارت کہتے ہین پہر وہانسے منی مین آکر دو روز یا تین روز تک رمی جمار کرنا -

ان چیزون مین سے بعض رکن ہین اور بعض واجبات اور باقی سنت ہین - احرام اور عرفات مین ٹہرنا (دعا کیلئے) اور طواف زیارت بالاتفاق رکن ہین کہ انکے فوت ہونیسے حج نہیں ہوتا اور سعی بین الصفا والمروہ اور حلق و قصر یعنی سر منڈانا یا کترانا اور رمی جمار اور مزدلفہ مین شب کو (دعا کیلئے) قیام کرنا اور ایام تشریق تک منی مین رہنا اور رمی جمار کرنا اور ان ارکان کی ترتیب کو ملحوظ رکہنا واجب ہے باقی چیزین سنت ہین یا کفارہ ہین

احرام اور طواف اور دیگر امور حج کی تشریح پھر ان کے کفارات کی تشریح کتب فقہ میں مذکور ہے +
کعبہ کے ہر طرف چند مقامات مقرر ہیں کہ جو ادھر سے اندر آوے تو کعبہ کی تعظیم کیلئے احرام باندھکر آوے خواہ نیت حج وعمرہ سے آوے خواہ تجارت یا کسی ضروری کام کیلئے آوے یہ صرف امام ابوحنیفہ کا قول ہے اس حدیث سے لایجاوز احد المیقات الا محرما رواہ ابن ابی شیبۃ والطبرانی اور امام شافعی وغیرہ علماء فرماتے ہیں کہ احرام خاص اسوقت باندھنا لازم ہے کہ جب حج وعمرہ کی نیت سے آنا چاہے ورنہ نہیں جسطرح کہ ان مقامات کے اندر کے رہنیوالوں کیلئے بالاتفاق اسصورت میں احرام کی کچھ ضرورت نہیں۔ ان مقامات کو میقات کہتے ہیں سو وہ اہل مدینہ کیلئے ذوالحلیفۃ اور اہل عراق کیلئے ذات عرق اور اہل شام کیلئے جحفۃ اور نجد کیطرف سے آنیوالوں کیلئے قرن سے اور یمن والوں کیلئے اور جو اس رستہ سے آویں جیسا کہ ہندوستان والے تو ان کے لئے یلملم ہے یہ مقامات تخمیناً دو دو منزل یا کچھ زیادہ یکہ ہیں احرام یہ ہے کہ جب ان مقامات کی حد پر پہونچے تو غسل یا صرف وضو کرکے دو کپڑے ایک تہبند اور دوسری چادر سلی پہنے اور دو رکعت نفل پڑھکر یہ کہے اللھم انی ارید الحج فیسرہ لی الخ اسکے بعد اسکے لبیک پکار کر پڑھے لبیک اللھم لبیک لبیک لاشریک لک لبیک ان الحمد والنعمۃ والملک لک لاشریک لک + اسکے بعد سے یہ شخص محرم ہوگیا اسکے لئے شکار کرنا اور لڑنا جھگڑنا عورتوں سے مخالطت کرنا منع ہوگیا احرام یہ احرام قرآن سے ثابت ہے فمن فرض فیھن الحج فلا رفث الایۃ ولا تقتلوا الصید وانتم حرم اور ان مقامات کو نبی صلعم نے بیان فرمایا ہے اور اسکی ہیئت اور سلا کپڑا نہ پہنا اور سر نہ ڈھانکنا پستی و بلندی پر تہلیل و تکبیر کہنا تلبید پکارنا سب باتیں احادیث صحیحہ سے ثابت ہیں گو انمیں سے کوئی کوئی بات ایام جاہلیت میں بھی باقی رہگئی ہو مگر آنحضرت علیہ السلام نے اس سنت ابراہیمی کو از سر نو زندہ کیا اور جو کچھ تحریفات ہوگئی تھیں سب کو دور کر دیا احرام میں سر منڈانے کی ممانعت بھی قرآن سے ثابت ہے ولا تحلقوا رؤسکم حتی یبلغ الھدی محلہ طواف بھی قرآن سے ثابت ہے ولیطوفوا بالبیت العتیق سات بار پھرنا اور حجر اسود کو بوسہ دینا اور اسکے بعد دو رکعت نماز پڑھنا سب احادیث صحیحہ سے ثابت ہے سعی بین الصفا والمروہ بھی قرآن مجید سے سمجھی جاتی ہے ان الصفا والمروۃ من شعائر اللہ فمن حج البیت او اعتمر فلا جناح علیہ ان یطوف بھما عرفات میں جانا اور وہاں سے لوٹ کر شب کو مزدلفہ میں رہنا اور مشعر الحرام کے پاس یاد الٰہی کرنا بھی قرآن سے ثابت ہے فاذا افضتم من عرفات فاذکروا اللہ عند المشعر الحرام منی میں رہنا بھی قرآن سے ثابت ہے واذکروا اللہ فی ایام معدودات فمن تعجل فی یومین فلا اثم علیہ ومن تاخر فلا اثم علیہ - رمی جمار آحادیث صحیحہ صریحہ سے ثابت ہے۔
حج میں جو قربانی کیجاتی ہے وہ تین طرح کی ہے ایک حج وعمرہ ملانے پر ہوتی ہے اسکا ذکر اس آیت میں ہے فمن تمتع بالعمرۃ الی الحج فما استیسر من الھدی یہ واجب ہے دوسری وہ کہ جب حج کو چلتے ہیں تو قربانی ساتھ لیجایا کرتے ہیں کہ وہاں جاکر ذبح کرینگے اس قسم کی قربانیوں کو ہدی اور قلائد کہتے ہیں۔ انکے گلے میں کچھ ڈالدیتے ہیں کہ رستہ میں کوئی لاتعرض نہ کرے یا کچھ خفیف خراش سا اوسکی کوہان پر کر دیتے ہیں مدینہ میں سے خرید کر بھی بہ نیت تقرب ذبح کرتے تھے اسکا ذکر بھی قرآن میں ہے والبدن جعلناھا لکم من شعائر اللہ لکم فیھا خیر فاذکروا اسم اللہ علیھا صوافّ فاذا وجبت جنوبھا فکلوا منھا الآیۃ تیسری قسم وہ کہ جو کفارات میں ذبح ہوتی ہیں جنکو دم جنایات کہتے ہیں انکا ذکر احادیث میں ہے

(۱) مفسر کا یہ کہنا (ص ۲۵۰ حج میں قربانی کوئی مذہبی اصل قرآن مجید سے نہیں پائی جاتی۔ خشک بیابان تھا اناج غلہ کم تھا اسلئے خوراک کیلئے لوگ جانور ساتھ لیجاتے تھے) قرآن مجید سے ناواقفیت پر دلیل صریح ہے ۱۲ اسد

**مخالفین** اسلام یہود اور عیسائی اور ہندو حج کے بارہ مین اعتراض کیا کرتے ہین کہ یہ عرب کے جاہلون کا میلہ ہی جو بغرض تجارت قائم ہوا تھا چنانچہ سید احمد خانصاحب بہادر بھی ص ۲۴۹ مین کہتے ہین کہ حضرت ابراہیم نے بغرض آبادی مکہ اور ترقی تجارت کیلئے لوگونکو حج کی ترغیب دی پس نبی علیہ السلام نے نہین بہ سمیات کو (کہ جو بعید از عقل ہین اور صرف جسمانی باتین ہین کہ ننگا سر کرکے ایک چوکہونٹ مکان کے گرد گھومو اور وحشیانہ وضع بناؤ تہبند باندہو پھر دو پہاڑیون کے درمیان دیوانون کیطرح پھرے پھرے کرو بفائدہ منی اور عرفات مین ہو پھر کسی منارون کو کنکریان مارو سر منڈاؤ ناحق جانورونکو ذبح کرکے جنگل کو سڑاؤ فرض واجب بنادیا ہی اسکا **جواب** بہت سہل ہے۔ اہلکتاب کہ جو تورات کو مانتے ہین اونکے لئے تو یہہ اعتراض کرنا شیشہ کے گھر مین بیٹھکر مخالف پر پتھر پھینکنا ہے کیونکہ بائیبل بالخصوص تورات سفر احبار مین متعدد مقامات پر بنی اسرائیل کیلئے خدا نے موسی کی معرفت وہ احکام فرض کئے ہین کہ جو بظاہر عقل مین نہین آتے بلکہ صریح فضول معلوم ہوتے ہین پھر جو انپر اعتراض کرے حج کے بارہ مین بھی مونھ کھولے دیکھئے کتاب خروج کے ۳۵ باب مین موسی نے لوگونکو حکم دیا کہ خداوند کیلئے سونا اور چاندی اور رنگ برنگ کی چیزین لاوین جس سے بطلی ایل اور اہلیاب جو بڑے کاریگر تھے خداوند کیلئے (۱۱) مسکن اور خیمہ اوسکا اور گہنا لوٹ اوسکا اور آنکڑے اوسکی اور تختے اوسکی اور بستون اوسکی اور پایہ اوسکے صندوق اور چوبین اوسکی اور سرپوش اوسکا اور پردہ اوسکا میز اور چوبین اوسکی اور سب برتن اوسکی اور نذر کی روٹی شمعدان اور اوسکی کیلئے اور اسکی سرانجام اور اوسکی چراغ اور جلانے کا تیل اور قربانگاہ بخور کیلئے اور چوبین اوسکی اور ملنے کا تیل اور بخور خوشبو مصالح کا اور پردہ مسکن کی دروازہ کا اور مذبح سوختنی قربانی کا اور اسکیلئے پیتل کا آتش دان اور چوبین اوسکی اور حوض اور کرسی اور پردہ صحن کے دروازہ کا اور میخین مسکن کی اور صحن کی میخین اور ڈوریان ان دونون کی اور خدمت کا لباس مقدس مین عبادت کیلئے اور مقدس لباس ہارون کاہن کیلئے اور لباس اُس کے بیٹون کا ہونیکے لئے بنایا اور پھر ہر ایک کے اندر جو جو قیدین لگین کہ ایسا رنگ ہو اور اتنا طول اور اتنا عرض اور ایسا خیمہ اور کروبیون کی تصویرین پیتل کی اور کاہن کا لباس ایسا اور ایسا اور چنانچہ ان تمام پر ان احکام کی ایسی سخت تاکید کہ جو کوئی ذرہ بھی سرتابی یا خلاف کرے تو بیچارا راماراجاوی۔ اب اگر حج کے ارکان کہ جنکی وجہ ہم ابھی بیان کرتے ہین فضول ہین تو یہہ بکھیڑا کیا معقول ہی؟ پھر اگر اس سے موسیٰ کی نبوت اور تورات کی کتاب الہی ہونے مین کچھہ فرق نہین آیا تو قرآن اور نبی آخر الزمان علیہ السلام کی نبوت مین کیون نکتہ چینیان ہوتی ہین؟ الطف یہہ کہ ارکان حج مین تو سراسر روحانیت ہی اور انمین مجھ عاصی پر انسے اعراض کرکے اُنپر مونھ مارنا عجب بات ہی۔ علاوہ اسکے اور جو کچھہ سوختنی قربانی اور اوسکا خون چھڑکنا اور تیل کا بکون بکانا وغیرہ احکام مندرج تورات ہین عجب حیرت انگیز ہین۔ طرفہ یہہ کہ عیسائیونکی ہان باوجودیکہ شریعت سے مطلقاً آزادی ہی مگر عشاء ربانی کہ جسمین خمیری روٹی اور مے کو گوشت تصور کرکے اور کیا کچھہ لڑنگ ٹنگ کی کہائی جاتی ہین اور پھر یہہ کہ حوض مین تمام گناہونسے پاک ہونیکا تصور کرکے غوطہ دلایا جاتا ہی کیا معقول چیز ہی اور پھر اسکو دین کا اصول قرار دینا کیا امر فضول ہی اسلیئے یورپ کے آزاد سید احمد خانصاحب کے ہم مذہب لوگون نے ان باتونپر قہقہہ اڑایا ہے پادریصاحبان بالتون کی کوئی معقول وجہ بیان فرمائین ورنہ غیر وجہ پر طعن کرنا تو کچھہ بڑی بات نہین۔ اور ویدکے رسنا اور اوشنا اور ستیہ

پوران تو پوجا پاٹ سے بہرے پڑے ہیں جنمیں عناصر اور آفتاب و ماہتاب اور اندر دیوتا اور دیگر لوگونکی پرستش کی طریقہ لکھیں ہیں اور بلدان اور یگ کا دستور کہ یون آگ جلاوین اور کرچی میں فلاں چیز کا عرق چواویں اور صبح و شام یوں کریں اور جنمیں سیکڑون باتین بیعقل سلیم انکے کتب مسلمہ میں موجود ہیں اور عام دستور گنگا جمنا کا اشنان اور ایک تھیلی میں پوجا کے آلات کہیں چھوٹی چھوٹی پالیاں اور صندل گھسنے کا پتھر اور تیون کو پانی پلانیکے چھوٹے چھوٹے پیتل اور تانبے کی چمچے اور بجانیکا سنکھ ہر مہاراج کی بغل میں بہان تھی کا پٹارا دیا ہوا ہوتا ہے آریہ جو آج کل نئے محقق نکلے ہیں اور اپنے پورچ مذہب کو عقل کے مطابق کرنا چاہتے ہیں اور جو نہیں مطابق ہوتا تو اسکا انکار کرتے ہیں یا معنی نا وبل کرتے ہیں وہ اپنی وید اور اسکی اپنشدوں اور شاستروں کی تو خبر لیں مگر بیچارے ناواقف ہیں کسیقدر انگریزی پڑھ لی چلو شوامی جی مہاراج کی نقر پر سنکر وید اور شاستروں کو عالم خیال میں کچھ اور ہی سمجھ بیٹھے ڈھٹائی کے زور سے مقدس اور پاک مذہب پر موئنہ آنے لگے۔

اب ہم ملحدونکے مقابلہ میں اسرار ارکان حج بیان کرتے ہیں اگر عقل سلیم کے تابع ہیں تو ضرور ہمارے قول کی تصدیق کرینگے ورنہ تعصب کا کچھ علاج نہیں

## اسرار حج

ہم اول بیان کر چکے ہیں کہ خانہ کعبہ اوس خدا پاک کی تجلی اور ظہور انوار کی جگہ ہے کہ جو جسم اور مکان سے پاک ہے نہ وہان کسی کی صورت ہے نہ کسی دیوی دیوتا کا استھان ہے بلکہ ایک چوکھونٹا اونچا سا مکان ہے گویا اوس بے نشان نے اپنے عاشقونکی لئے دنیا میں اپنا ایک نشان قایم کر دیا ہے اور اوسکو اپنے دیدار فیض آثار کی کہڑکی قرار دیا ہے اور اپنے جمال باکمال کا آئینہ بنایا ہے (اور بثبوت اسکا پہلے بدلائل ہو چکا ہے) اور بنیاد اس معبد کو یعنی المعہد حضرت ابراہیم علیہ السلام نے اوسکی عبادت خاص کیلئے اپنے ہاتھ سے تعمیر کیا ہے (جیسا کہ توریخ مخالفین سے بھی ثابت ہے) اور تمام روئی زمین پر اگرچہ اسی بابرکت نسل سے انبیا پہلے بہت سے ہوگئے ہیں اور ہر زمانہ کی خدا پرست قومیں انہیں کو سرور قرار تسلیم کرتی چلی آئی ہیں بالخصوص آخیر زمانہ میں جناب محمد علیہ السلام انہیں کی نسل سے ہیں جو تمام بنی آدم کی ہادی اوسکے رہنما ہو کر اس باخدا کی اصول مذہب کو از سر نو زندہ کرنیکو دنیا میں تشریف لائی۔ اور حضرت ابراہیم نے بمقام عرفات تمام خدا پرست لوگونکو خدا کا جلوہ دکھانیکے لئے آواز دیکر بلایا اور انکی واز کو خدا نے آیندہ آنیوالی روحون تک بھی پہونچا دیا۔

اسلئے تمام خدا پرستونپر فرض ہوا کہ عمر بھر میں بشرط استطاعت فرمان والا شان کو قبول کر کے دربار خاص میں آویں اور ایک مجمع خدا پرستوں کا ایک خاص دن میں کہ جسروز اوسنے تجلی باطنی اور برکت و مغفرت کا وعدہ کیا ہے اوس معبد میں حاضر ہو کر اپنی فرمانبرداری اور ملت ابراہیمیہ کی پابندی اظہار کریں اور حسب استعداد باطنی اوسکے جمال باکمال سے بہرہ یاب ہوویں اور اوس معشوق حقیقی کے انوار اور عجائب قدرت کا مشاہدہ کریں اور یہ بھی ہے کہ جسطرح دنیا میں بت پرستوں کے میلہ اور غیر اللہ کے مجمع اونکی عظمت شان کیلئے ہوتے ہیں جس سے اونکی عظمت و عزت لوگونکے دلوں میں ثبت ہوتی جاتی ہے اور انکی پرستش نذر و نیاز کا بازار گرم ہوتا ہے اسیطرح حکمت الہی میں (جبکہ خدا پرستی اور توحید عالم میں ظاہر کرنیکا منشا تھا) ضرور ہوا کہ خاص موحدین کا ایک مجمع عام اور روئے زمین کے لوگوں کا ازدحام خاص خدا کیلئے اور اوسکی تہلیل و تکبیر و تقدیس و تنزیہ ظاہر کرنیکے لئے ہوتا کہ لوگوں میں خدا پرستی کی عزت و عظمت اور خدا پرستوں کی شوکت دلپر منقش ہو جاوے اور ہر ایک خدا پرست دوسرے سے ملکر اکتساب خیر و برکات بھی کرے اور روئے زمین کے خدا پرستوں میں ایک میل جول

وَمِنَ النَّاسِ مَنْ يُّعْجِبُكَ قَوْلُهٗ فِي الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا وَيُشْهِدُ اللّٰهَ عَلٰى مَا فِيْ قَلْبِهٖ ۙ وَهُوَ اَلَدُّ الْخِصَامِ ۝

اور بعض ایسے بھی لوگ ہیں کہ جنکی بات تجھکو زندگانی دنیا میں بھلی معلوم ہوتی ہے اور وہ اپنی دلکی باتوں پر خدا کو گواہ کرتا رہتا ہے حالانکہ وہ لیچڑ جھگڑالو ہے

وَاِذَا تَوَلّٰى سَعٰى فِي الْاَرْضِ لِيُفْسِدَ فِيْهَا وَيُهْلِكَ الْحَرْثَ وَالنَّسْلَ ۭ وَاللّٰهُ لَا يُحِبُّ الْفَسَادَ ۝

اور جب قابو پاتا ہے تو کوشش کرتا ہے کہ زمین میں فساد مچائے اور کھیتی اور مویشی کو ہلاک کرے اور اللہ کو فساد پسند نہیں آتا

وَاِذَا قِيْلَ لَهُ اتَّقِ اللّٰهَ اَخَذَتْهُ الْعِزَّةُ بِالْاِثْمِ فَحَسْبُهٗ جَهَنَّمُ ۭ وَلَبِئْسَ الْمِهَادُ ۝ وَمِنَ النَّاسِ

اور جب اسکو کہا جاتا ہے کہ خدا سے ڈر تو تکبر اوسکو گناہ پر اُبھارتا ہے سو اوسکو جہنم کافی ہے اور البتہ وہ بری جگہ ہے اور بعض ایسے آدمی بھی ہیں

مَنْ يَّشْرِيْ نَفْسَهُ ابْتِغَاۗءَ مَرْضَاتِ اللّٰهِ ۭ وَاللّٰهُ رَءُوْفٌۢ بِالْعِبَادِ ۝

کہ جو اپنے آپ کو بیچتے ہیں خدا کی خوشنودی حاصل کرنیکے لئے - اور اللہ بندوں پر بڑا مہربان ہے +

اور اتحاد قلبی بھی قائم ہوجاوے اور اسکے ضمن میں علوم و فنون و تجارت و صنعت کے متعلق فوائد سے بھی فائدہ حاصل ہو اس آیت میں یہ طرز ارشاد ہے لیشهدوا منافع لهم اور یہ بھی ہے کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام چونکہ دنیا میں توحید پھیلانیوالے اور موحدین کے بزرگ مانے گئے ہیں پس اس فن کے استاد کی یادگاری پر کوئی مجمع اس فن کی ترقی کیلئے ضرور تھا بالخصوص اوسمقام پر کہ جہاں اوسکی بیوی اور معصوم بچہ کا ہاتھ سے بھی اس خدا پرستی کی بدولت خرق عادات کا ظہور ہوا ہے اور جہاں اوسکا پوتا اخیر نبی پیدا ہوا خصوصاً ان مقامات پر کہ جہاں حضرت آدم نے بھی سب سے پیشتر خدا کی یاد کی ہو اور جن پہاڑوں اور میدانوں میں اسکی قدرت کے عجائبات ظاہر ہوئے ہوں اور جسجگہ سے کہ اسلام کی روشنی نکلکر دنیا کے پرلے کناروں تک پھیلی ہو۔ اسلئے ان دونوں میں حضرت ابراہیم علیہ السلام کا لباس پھینکر کہ جو احرام ہے اور نیز یہ بات بھی ملحوظ تھی کہ تکلفات و تزئینات دور کرکے اوسکو دوبارہ میں فطرتی حالت اور عاشقانہ ہیئت بنا کے حاضر ہوں اور ایک فاصلہ معین سے اس گھر کا ادب ملحوظ رکھکر یہ ہیئت بنائیں اور اسیوقت سے اوسکی تہلیل و تکبیر و لبیک پکارین اور اوس گھر کا ادب اور اوس حالت کا لحاظ رکھیں شکار نکریں فحش اور لڑائی جھگڑا و لغو بازیں ہر جب خاص اوس مسجد کے پاس آویں تو اوسکی شوقمیں اوسکے گرد قربان[1] ہوویں کیونکہ اس سے دل پر ایک عجیب اثر پیدا ہوتا ہے پھر جسطرح کہ ہاجرہ دو پہاڑیوں میں دوڑتی پھری تھیں اُسحالت کو یاد کرنیکی لئے ایسا کریں اور پھر عرفات میں جس میدان میں کہ حضرت آدم پر خدا کی تجلی ہوئی تھی اور حضرت ابراہیم نے لوگوں کو وہانسے بلایا تھا جاکر دن بھر خدا کی تکبیر و تہلیل کریں پھر منیٰ میں آکر جہانتک حضرت ابراہیم نے خدا کیلئے اپنے پیارے فرزند اسمعیل علیہ السلام کو ذبح کرنا چاہا تھا قربانی کریں اور جسطرح تین بار شیطان نے مزاحم ہوکر انہیں بہکانا چاہا تھا اور انہوں نے اوسکو کنکریاں ماریں تھیں اسطرح اُن مقامات پر جو منار بنے ہیں کنکریاں ماریں جس سے نفس پر تین بار خاک ڈالنا اشارہ ہے پھر وہانسے آکر اوس مقدس مسجد میں وہی نماز عاشقاں یعنی طواف الوداع کریں بس حج تمام ہوگیا۔ فرمائیے اس میں کونسی بات خلاف عقل ہے۔ یہ تمام سفر علاوہ فوائد سیر بلاد اور حصول تجارت کے یاد الٰہی اور ترک منہیات اور دیگر بیشمار فوائد سے بھرا ہوا ہے اختصار کیلئے اسیقدر پر بس کرتا ہوں

## ترکیب

من یعجبک میں من نکرہ موصوفہ ہے فی الحیوۃ الدنیا متعلق ہے قول سے والتقدیر فی امور الدنیا اور ممکن ہے کہ یعجبک کی ساتھ متعلق ہو

[1] یہ کہنا قولہ ۲۵ جو لوگ یہ سمجھتے ہیں کہ اس پہاڑ کو بوڑی چھوٹے گھر میں ایک الٰہی متعدی برکت ہے کہ جہاں سات دفعہ اوسکے گرد پھرے بعد بیشت میں چلے گئے +

ویشہد اللہ جملہ حال ہے ضمیر یعجبک سے الخصام جمع خصم ہے اور ممکن ہو کہ مصدر ہو یعنی اسم فاعل اور افعل اسجگہ مفاضلہ کیلئے ہو تعدد وہو شدید الخصومۃ لیفد لام متعلق سعی سے ہے اخذت فعل ہ مفعول العزۃ فاعل بالاثم میں ب سببیہ ہے ای اخذتہ العزۃ بسبب الاثم فحسبہ مبتدا جہنم اوسکی خبر اور ممکن ہے کہ جہنم حسب کا فاعل ہو۔ باقی صاف ہے۔

## تفسیر

اول آیت میں ذکر تھا کہ بعض ایسے بھی ہیں کہ جو حج کے ایام اور ایسے مواضع میں صرف دنیا خدا سے مانگتے ہیں کسلئے کہ آخرت اور اسکی نعمتوں کا اونکو یقین ہی نہیں اور بعض ایسے ہیں کہ جو دنیا و آخرت دونوں کا سوال کرتے ہیں اب یہاں ان دونوں گروہوں کی تشریح فرماتا ہے کہ وہ جو دنیا ہی مانگتے ہیں وہ لوگ ہیں کہ جو بڑے شیریں کلام خوش گو بڑی باتیں بناتے ہیں بات بات پر خدا کی قسم کہاتے ہیں اور باطن اونکا خراب ہے جب قابو پاویں تو فساد مچاویں اور جو کوئی منع کرے تو غرور و تکبر میں آکر اور بھی گناہ میں اڑجاویں سو انکیلئے جہنم کافی ہے اور جو دنیا و آخرت مانگتے ہیں وہ لوگ ہیں کہ جنھوں نے اپنی جان کو خدا کی خوشنودی کیلئے فروخت کردیا ہے سو اپر خدا بھی مہربانی کرتا ہے

**بعض** مفسرین قرآن کے ایسے عام الفاظ سے اشخاص خاص مراد لیا کرتے ہیں اور پھر اونکا حال بیان کرنیکو شان نزول کہتے ہیں۔ اسمیں کوئی شبہ نہیں کہ قرآن کی عبارت مربوط ہے اوسمیں قصداً ربط سے ٹکڑے کرنا بیضرورت ہے مگر اسمیں بھی کوئی تعجب نہیں کہ ان عبارات کا مصداق اوس وقت میں پایا گیا ہو چنانچہ ومن الناس من یعجبک کی تفسیر میں چند اقوال منقول ہیں از انجملہ یہ کہ اس سے مراد **اخنس** بن شریق منافق ہے کہ جو آنحضرت علیہ السلام کے پاس آکر بڑی باتیں بناتا تھا کہ واللہ میں سچا مسلمان خدا ترس آپکی بڑی محبت رکھنے والا ہوں اور ایکروز جو آپکے پاس سے گیا تو باہر جاکر غریب بیداروں کی کھیتی جلادی اور مویشی تکبر میں آکر ہلاک کردی اور من یشری نفسہ سے مراد صہیب بن سنان اور عمار بن یاسر اور بلال اور خباب بن ارت اور ابو فدو غیرہم مہاجرین ہیں ان لوگوں کو مشرکین نے قید کرلیا تھا اور انسے کفر اور بے دینی اختیار کرانا چاہتے تھے کہ ہم تمکو اگر تم اسلام سے نہ پھروگے تو قتل کردینگے اور عذاب دیکر ماریںگے لیکن ان حضرت نے نہ مانا سب مصیبتیں سہیں جو کچھ اپنے پاس تھا دیا مار کھائی فاقہ کھینچے مگر اسلام پر قائم رہے اور اونکے ہاتھ سے خلاصی پاکر مدینہ میں آئے پس انکی حق میں خدا فرماتا ہے کہ ان لوگوں نے اپنی جان کو رضا الٰہی کیلئے فروخت کردیا ہے

---

یہہ لوگ خام خیالی ہے الخ اس چوکیدار کے گھر کے گرد پھرنے سے کیا ہوتا ہے اوسکے گرد تو اونٹ اور گدھے بھی پھرتے ہیں تو وہ کبھی حاجی نہیں ہوجاتے ہیں) صریح رندانہ پن ہے اور نیز قرآن و حدیث بلکہ حقیقت حج سے ناواقفیت کی دلیل ہے بیچارے اپنی خوسے لاچار ہیں جہل اور ابتدا عمر کا الحاد اور بے دینی اور دنیا پرستی نخوت و غرور دل میں بھرا ہوا ہے وہ بے ساختہ مونہ سے نکل پڑتا ہے۔ سیکڑوں رندوں کو ہمنے دیکھا ہے وہ خدا اور رسول اور پیغمبروں سے تمسخر کرتے ہیں اور زبان میں لگام نہیں رکھتے بعد مردن حقیقت معلوم ہوجاویگی نعوذ باللہ ۱۲ منہ

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا ادْخُلُوا فِي السِّلْمِ كَافَّةً ۖ وَلَا تَتَّبِعُوا خُطُوَاتِ الشَّيْطَانِ ۚ إِنَّهُ لَكُمْ عَدُوٌّ مُبِينٌ ۝

اے ایمان والو آجاؤ فرمانبرداری میں پورے پورے - اور شیطان کے قدم بقدم نہ چلو کیونکہ وہ تو تمہارا صریح دشمن ہے

فَإِنْ زَلَلْتُمْ مِنْ بَعْدِ مَا جَاءَتْكُمُ الْبَيِّنَاتُ فَاعْلَمُوا أَنَّ اللَّهَ عَزِيزٌ حَكِيمٌ ۝ هَلْ يَنْظُرُونَ

پھر اگر تم پھسل جاؤ بعد اسکے کہ تمہارے پاس کھلی نشانیاں آچکیں تو جان رکھو کہ اللہ زبردست حکمت والا ہے کیا وہ یہی دیکھ رہے

إِلَّا أَنْ يَأْتِيَهُمُ اللَّهُ فِي ظُلَلٍ مِنَ الْغَمَامِ وَالْمَلَائِكَةُ وَقُضِيَ الْأَمْرُ ۚ وَإِلَى اللَّهِ تُرْجَعُ الْأُمُورُ ۝

ہیں کہ اونکے پاس اللہ اور فرشتے بادلوں کے سایوں میں آویں اور کام تمام ہوجاوے - اور اللہ ہی کیطرف چلی جارہی ہیں سب تدبیریں

سَلْ بَنِي إِسْرَائِيلَ كَمْ آتَيْنَاهُمْ مِنْ آيَةٍ بَيِّنَةٍ ۗ وَمَنْ يُبَدِّلْ نِعْمَةَ اللَّهِ مِنْ بَعْدِ مَا جَاءَتْهُ فَإِنَّ اللَّهَ شَدِيدُ الْعِقَابِ ۝

بنی اسرائیل سے پوچھ دیکھو کہ ہمنے اونکو کسقدر کھلی کھلی معجزات دئی ہیں - اور جو کوئی خدا کی نعمت بدلتا ہے بعد اسکے کہ وہ اوسکے پاس آوے تو بلاشک اللہ سخت عذاب کرنیوالا ہے

## ترکیب

کافۃ من الکف کانہم کفوا ان یخرج منہم احد باجتماعہم - حال ہے فاعل ادخلوا یا السلم سے ای فی السلم من جمیع وجوہہ فان لم تلتم شرط فاعلموا الخ جملہ جواب فی ظلل جمع ظلۃ یہہ ظرف ہے اور ممکن ہے کہ حال ہو من الغمام صفت ہے ظلل کی - سل فعل امر اسکا فاعل نبی اسرائیل مفعول اول کم استفہامیہ اتینا فعل با فاعل ہم مفعول اول اور کم من ایۃ بینۃ اسکی تمیز مجموعہ مفعول ثانی یہ پورا جملہ مفعول ثانی ہوا سل کا محلاً یہہ جملہ منصوب ہے - اور یہہ سوال بطور تہدید کے ہے - یہہ خطاب صرف آنحضرت کو نہیں بلکہ ہر مخاطب کو

## تفسیر

اگلی آیت میں ذکر تھا کہ بعض لوگ ایسے ہیں کہ جنکا ظاہر حال اچھا معلوم ہوتا ہے مگر در پردہ بری ہیں اب اس آیت میں خدا تعالیٰ خطاب تو مومنوں سے کر رہا ہے مگر سبکو سنا رہا ہے کہ یہہ دورنگی کچھ نہیں ہماری اطاعت میں پوری پوری آؤ ظاہر اور باطنا خدا کی فرمانبرداری اختیار کرو یہہ نہیں کہ جسکو دل نہ چاہا مانا ورنہ نہیں کیونکہ یہ شیطان کی پیروی ہے تم اوس دشمن کی پیروی نکرو اسکے بعد امر حق پر ثابت رہنے کی تاکید فرماتا ہے کہ ہماری آیات عقلیہ و معجزات بنویہ اور دیگر آثار قدرت کو دیکھنے اور غور کرنیکے بعد بھی اگر تم پھسل گئے تو تمہارا کچھ نقصان نکروگے ہم تمکو تمہارے افعال کی سزا دیسکتے ہیں زبردست ہیں اور اگر عذاب میں دیر ہو تو دلیر مت ہو اسمیں کوئی حکمت ہوتی ہے کیونکہ ہم حکیم ہیں پھر فرماتا ہے کہ اے کفار و اے مشرکین و اے سخت دل یہود و نصاریٰ باوجودیکہ تم سب کچھ آیات دیکھ چکے ہو اور پھر ہمارے طرف رجوع کرنے میں حیلہ و بہانہ کرتے ہو سو اب دیکھا باقی ہے مگر یہ کہ خدا اور اوسکے فرشتے تمہارے اعتقاد کے موافق تمہارے روبرو آویں تب تم مانو (جیسا کہ کوہ طور پر موسیٰ کے عہد میں بادلوں میں ہوکر آئے اور فرشتے اور شعلہ دکھائی دئے اور خدا کا جلوہ دکھائی دیا) سو تم اسی بات کے منتظر ہو؟ ہم قادر مطلق ہیں بنی اسرائیل کے علماء سے پوچھو کہ ہمنے کیا کچھ نشانیاں نہ دکھائیں مگر انہوں نے اونکے بعد اس نعمت الٰہی کی ناشکری کی ہے جسپر ہمنے انکو ہلاک کیا اور جو ہماری نعمتوں کی قدردانی نہیں کرتا ہم اسکو سخت عذاب دیتے ہیں

زُيِّنَ لِلَّذِينَ كَفَرُوا الْحَيٰوةُ الدُّنْيَا وَيَسْخَرُونَ مِنَ الَّذِينَ اٰمَنُوا وَالَّذِينَ اتَّقَوْا ۘ

زینت دی گئی کافروں کے لئے دنیا کی زندگی اور وہ ٹھٹھا کرتے ہیں ایمان والوں سے اور جو متقی ہیں

وَهُمْ فَوْقَهُمْ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ ۗ وَاللّٰهُ يَرْزُقُ مَنْ يَّشَآءُ بِغَيْرِ حِسَابٍ ۝ كَانَ النَّاسُ اُمَّةً وَّاحِدَةً ۟

قیامت کے دن اونچے بالا ہونگے اور اللہ جسکو چاہتا ہے بیحساب دیتا ہے سب لوگ ایک گروہ کے تھے

فَبَعَثَ اللّٰهُ النَّبِيّٖنَ مُبَشِّرِيْنَ وَمُنْذِرِيْنَ ۪ وَاَنْزَلَ مَعَهُمُ الْكِتٰبَ بِالْحَقِّ لِيَحْكُمَ بَيْنَ النَّاسِ

(بعدہ اختلاف ہوا) تو خدا نے نبی بھیجے جو خوشخبری دیتے اور ڈر سناتے اور اونکی ساتھ کتاب برحق نازل کی تاکہ فیصلہ کرے لوگوں کا

فِيْمَا اخْتَلَفُوْا فِيْهِ ۭ وَمَا اخْتَلَفَ فِيْهِ اِلَّا الَّذِيْنَ اُوْتُوْهُ مِنْۢ بَعْدِ مَا جَآءَتْهُمُ الْبَيِّنٰتُ بَغْيًۢا بَيْنَهُمْ ۚ

اختلافی باتوں میں اور اس (دین حق) میں اختلاف انہیں نے کیا ہے کہ جنکو وہ کتاب دی گئی ہے بعد اسکے کہ اونکے پاس نشانیاں آچکی ہیں آپس

فَهَدَى اللّٰهُ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لِمَا اخْتَلَفُوْا فِيْهِ مِنَ الْحَقِّ بِاِذْنِهٖ ۭ وَاللّٰهُ يَهْدِيْ مَنْ يَّشَآءُ اِلٰى صِرَاطٍ مُّسْتَقِيْمٍ

کی سرکشی سے۔ پھر اللہ نے ہدایت کردی ایمان والونکو وہ حق بات کہ جسمیں اختلاف تھا اپنی مرضی سے اور اللہ جسکو چاہتا ہے ہدایت کرتا ہے سیدھا رستہ

## ترکیب

زین فعل مجہول للذین کفروا متعلق ہے زین کا الحیوۃ الدنیا صفت و موصوف مفعول اول فاعل اور زین کہا زینت نہ کہا اسلئے کہ زین اور الحیوۃ الخ میں فعل اگیا دوم یہ مونث حقیقی نہیں ہے۔ ویسخرون معطوف ہے زین پر والذین اتقوا مبتدا فوقہم خبر یوم القیامۃ ظرف۔ مبشرین و منذرین حال ہے النبین سے وانزل موضح حالیں ہے کتاب سے بالحق بھی اور مشتملا علی الحق لیحکم ای الکتاب اور لام متعلق ہے انزل سے فیہ ای الحق او تولہ ای الکتاب من بعد الخ جملہ متعلق ہے اختلف سے بغیا مفعول لہ ہے اختلف کا من الحق حال ہے ضمیر فیہ یا ما سے باذنہ حال ہے الذین امنوا سے ای ماذونا لہم

## تفسیر

پہلی آیت میں اشارہ تھا کہ کفار دلائل معجزات پر بھی ایمان نہیں لاتے بلکہ عیاناً اور فرشتونکو دیکھنا چاہتے ہیں پھر اوسکے بعد اسکے سبب کیطرف اشارہ تھا کہ یہ ساری باتیں دنیا اور دیگر لعنار کے نشے کیوجہ سے ہیں انہوں نے نعمتونکو بدلا شکر کیجگہ کفر کیا اب یہاں دنیا اور اسکی نعمتونکی بڑی وقعتی اہل ایمان کی سامنے دکھاتا ہے کہ دنیا اور اسکی نعمتیں بے ثبات ہیں انپر کافر ہی ریجھتے ہیں اور انہیں کیلئے زیبا ہے کیلئے خدا فراموش سامان دی ہے کہ جنکا عالم آخرت پر یقین نہیں اور دنیا ہی کو مدنظر رکھتے ہیں اسلئے وہ ایمان والونپر کہ وہ عالم آخرت کی وجہ سے دنیا پوری پوری حاصل نہیں کرتے اور یاد الٰہی میں رہتے ہیں انکو بیوقوف اور مفلس سمجھکر قہقہے مارتے ہیں حالانکہ یہ اہل اللہ قیامت کے روز النبی بالاتر ہونگے اور اس فراغ دستی پر انکا غرور بیجا ہے خدا اپنی حکمت سے جسکو چاہتا ہے بیشمار رزق و روزی عطا کرتا ہے اسمیں کافر و مومن ہونیکو کچھ دخل نہیں ہے دنیا کی افزودگی سے یہ سمجھنا کہ ہم خدا کی نزدیک پسندیدہ اور محبوب ہیں محض غلط ہے اور یہ کفر جب پیدا کیوجہ سے نسانکی لئے ایک عارضی بات ہے کیونکہ سب لوگ بدء الخلقۃ میں فطرتی طور پر خدا کی وجود اور اسکی لاشریک ہونیکی قائل ہوتے ہیں

اَمْ حَسِبْتُمْ اَنْ تَدْخُلُوا الْجَنَّةَ وَلَمَّا يَاْتِكُمْ مَّثَلُ الَّذِيْنَ خَلَوْا مِنْ قَبْلِكُمْ ۭ مَسَّتْهُمُ الْبَاْسَاۗءُ وَ

کیا تمنے سمجھ لیا ہی کہ (یونہی) جنت میں چلے جاوگے اور ابھی تو تمہاری وہ سی حالت نہیں پہونچی کہ جو تمسے پہلوں کی تھی انپر سختی

الضَّرَّاۗءُ وَزُلْزِلُوْا حَتّٰى يَقُوْلَ الرَّسُوْلُ وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا مَعَهٗ مَتٰى نَصْرُ اللّٰهِ ۭ اَلَآ اِنَّ نَصْرَ اللّٰهِ قَرِيْبٌ ۝

اور مصیبت آپڑی تھی اور زلزلہ میں ڈالدی گئی تھے یہانتک کہ بول اٹھا رسول اور اسکے ساتھ ایمان والے کہ کب آئیگی خدا کی مدد۔ دیکھو اللہ کی مدد نزدیک ہے

اور ہمیشہ ہی یوں ہی ہوتا آیا مگر جب اسکی روح پر جسمانی غبار کی تاریکی محیط ہوجاتی ہی تو وہ کفر و شرک وغیرہ بدینی کرنے لگتا ہی کل مولود یولد علی الفطرۃ ثم ابواہ یہودانہ و ینصرانہ و یمجسانہ الحدیث اور جب دنیا اسپر مستولی ہوجاتی ہی پھر اسکی اصلاح کیلئے خدا انبیاء اور کتابیں نازل کرکے اس عارضی بات کو دور کردیتا ہی حاصل یہ ہی کہ خدا کی مانسے تمام خلق کو ایک ہی راہ کا حکم ہے چنانچہ سب اسی راہ پر تھے پھر جب لوگون نے اس میں اختلاف کئے تو خدا نے انبیاء اور کتابونکو بھیجنا شروع کیا پھر انبیاء اور کتاب کے ماننے والون نے پیچھے سے اوسمیں اختلاف کیا اور افراط و تفریط کو دخل دیا باہمی ضد و کد اور اغراض فاسدہ سے باوجودیکہ دلایل عقلیہ سے اور نیز امر حق ظاہر ہوچکا تھا لیکن خدا نے ایمان والونکو اس افراط و تفریط سے بچاکر پچھلے نبی کی معرفت اصل رستہ دکھایا۔ پس کفار یہہ سمجھکر خوش نہوں کہ ہمارا طریق قدیم ہی اور پیغامبرونکی باتیں باہم مختلف ہیں

## ترکیب

اَمْ بمنزلہ بل اور ہمزہ استفہام یعنی منقطعہ حسبتم فعل با فاعل ان تدخلوا الجنۃ سارا جملہ قائمقام دو مفعولونکے ولما الخ جملہ مستانفہ ہی شرح احوال کیلئے اور ممکن ہی کہ قد مضمر ہو کر حال قرار دیا جاوے الرسول فاعل یقول والذین اٰمنوا اسپر معطوف معہ متعلق ہی یقول کے اور ممکن ہی کہ اٰمنوا سے ہو متی نصر اللہ جملہ معترضہ

## تفسیر

پہلی آیت میں اہسبات کا ذکر تھا کہ دنیا اور اسکی زینت کفار کو دیگئی اور وہ مسلمانونسے ہنسی اور مسخری کرتے ہیں یہاں مسلمانونکو صبر اور توکل اور ثبات قدمی کی ترغیب دیتا ہی تاکہ اسلام میں جسقدر مصیبتیں اور تکالیف اور تنگدستی اور ناامیدی اور دنیا کی ناکامی اور دشمنونسے ہر قسم کی تکلیفیں پیش آویں انپر ثبات قدم رہیں کیونکہ امر حق اور طلب حق اور استحقاق دار آخرت بغیر برداشت کرنے شدائد کے نصیب نہیں ہوتا اور بالخصوص صحابہ کو ہمت بندھاتا ہی جبکہ گھر بار چھوڑکر مدینہ میں آرہے اور انپر طرح طرح کی مشکلیں پیش آئیں خصوصاً جنگ احد میں کہ جسکی نسبت فرماتا ہی وبلغت القلوب الحناجر کہ اہی مسلمانوں صرف ایمان لاتا ہی بس نہیں کرتا بلکہ تمکو ہر قسم کی مصیبتونکی برداشت کرنا چاہئے اور تمسے پہلے انبیاء اور انکی مطیع ایماندار کیا کچھ مصیبتیں اٹھاچکے ہیں آرے پیچھے گئے ہیں جلتی آگ میں ڈالے گئے ہیں انکے گھر بار لوٹ لئے گئے ہیں مگر تب بھی وہ دین حق پر ثابت قدم رہے ہیں بلکہ انپر یہانتک مصیبت پڑی ہی کہ رسول اور مومنوں کو باوجودیکہ مدد غیبی کے آنیکا یقین کامل تھا مگر بیقرار ہوکر پکار اٹھے کہ الٰہی وہ کب آئیگی جسپر غیب سے اونکو مژدہ دیا گیا کہ مدد الٰہی عنقریب آتی ہے۔

انسان کا مقتضی طبعی ہی کہ وہ نہایت سختی کیوقت بیقرار ہوجاتا ہی اور باوجودیکہ اوسکو یقین ہوتا ہی کہ مشکل کشائی ہوگی مگر پھر بھی ایک قسم کی مایوسی طاری ہوجاتی ہے کما قال تعالیٰ حتی اذا استیئس الرسل وظنوا انھم قد کذبوا جاءھم نصرنا الایہ مگر اس سے سمجھنا کہ رسول کو وعدہ الٰہی میں شک ہوگیا غلطی ہی کیونکہ اگر یہہ ہوتا تو مدد الٰہی کا وقت استفسار نکرتے بلکہ یون کہتے آیا مدد آویگی یا نہیں

يَسْئَلُونَكَ مَاذَا يُنْفِقُونَ ۖ قُلْ مَآ أَنْفَقْتُمْ مِنْ خَيْرٍ فَلِلْوَالِدَيْنِ وَالْأَقْرَبِينَ وَالْيَتَامَىٰ وَالْمَسَاكِينِ

تجھ سے پوچھتے ہین کہ کسطرح (اپنا مال اللہ کی راہ میں) خرچ کریں تو کہدے کہ جو کچھ فائدہ کی چیز خرچ کرو تو ماں باپ اور قرابت داروں اور یتیموں اور فقیروں

وَابْنِ السَّبِيلِ ۗ وَمَا تَفْعَلُوا مِنْ خَيْرٍ فَإِنَّ اللَّهَ بِهِ عَلِيمٌ ۝

اور مسافروں کو دو۔ اور جو کچھ نیکی کرو گے سو وہ اللہ کو معلوم ہے

## ترکیب

یسئلون فعل بافاعل کہ مفعول ینفقون فعل بافاعل ماذا اسکا مفعول اور ممکن ہے کہ ما استفہام کیلئے ہو بمعنی ای شئی اور ذا بمعنی الذی اور ینفقون اسکا صلہ اور عائد محذوف پس ما مبتدا اور ذا مع صلہ کے اسکی خبر ہو یہ تمام جملہ مفعول ثانی ہوگا یسئلون کا قیل تفسیرہ۔ ماشرطیہ انفقتم الخ شرط فللوالدین الخ جواب شرط یہ تمام جملہ مجلا منصوب ہے قل کا مفعول ہو کر اور ممکن ہے کہ ما بمعنے الذی ہو اور مبتدا قرار دیا جاوے اور من خیر حال ہو محذوف کی فللوالدین خبر

## تفسیر

جبکہ خدا تعالی مومنوں کو دنیا کی بے ثباتی بتا چکا اور دار آخرت کیلئے صبر اور استقلال کی تاکید فرما چکا کہ اسکے لئے جان و مال بھی دریغ نکرنا چاہیے پھر اسکے بعد چند احکام بیان فرماتا ہے اس آیت سے لیکر اَلَمْ تَرَ اِلَى الَّذِيْنَ خَرَجُوْا مِنْ دِيَارِهِمْ تک کیلئے کہ قرآن مجید کی عادت ہے کہ وہ توحید کی ساتھ پند و نصائح اور احکام ملا کر بیان فرماتا ہے تاکہ مخاطب کے دل پر ملال نہ آوے اور ایک کو دوسرے سے تقویت ہو جاوے۔ لیکن ان احکام میں بھی باہم ایک عجیب ربط ہے۔

پہلا حکم اس آیت میں ہے۔ ابن عباس فرماتے ہیں اسکا شان نزول یہ ہے کہ عمرو بن جموح کہ جو اُحد کی لڑائی میں مقتول ہوا ایک نہایت عمر رسیدہ اور بڑا مالدار شخص تھا اوسنے آکر آنحضرت علیہ السلام سے پوچھا کہ یا حضرت ہم اپنا مال کسکو دیدیں؟ تب یہ آیت نازل ہوئی کہ سب سے اول ماں باپ کا حق ہے پھر اور اقارب پھر یتیم اور فقیر اور مسافر کو دیدینا اور اونکی ساتھ سلوک کرنا چاہیے ماذا ینفقون کے معنی بعض علما یہ کہتے ہیں کہ کونسا مال خرچ کریں یہ سوال تھا خدا پاک نے اسکا جواب بھی ضمناً من خیر کیساتھ دیدیا کہ فائدہ کی چیز ہو خواہ کپڑا ہو خواہ اناج ہو خواہ نقد ہو اور اسکے ساتھ مال کے مصارف (یعنی وہ لوگ کہ جنکو دینا چاہئے اور جنکا پوچھنا سائل کو ضروری تھا) بیان کردیے اور آخر میں عموماً ہر کسی کیساتھ بھلائی کرنیکی ایک جملہ وما تفعلوا من خیر فان اللہ بہ علیم ایسا کہدیا کہ جو کچھ شامل ہے

بعض علما کہتے ہیں کہ اس آیت کا حکم آیت میراث سے کہ جو آگے آتی ہے منسوخ ہو گیا یعنی یہ حکم والدین اور اقارب کے دینیکا جب تک تھا جب تک اونکے حصے اور میراث قائم نہوئی تھی۔

جمہور محققین فرماتے ہیں یہ قول غلط ہے کیلئے کہ یہ حکم اپنی زندگی میں بطور خیرات کر دینیکی ہے اسکو میراث سے کیا علاقہ؟ اور نیز جسطرح مسافروں اور یتیموں کو تبرعاً اب دینیکا حکم ہے اسیطرح اپنی زندگی میں ماں باپ اور اقارب کیساتھ ہر ایک قسم کا سلوک کرنیکا حکم ہنوز باقی ہے

الحکم الاول

كُتِبَ عَلَيْكُمُ الْقِتَالُ وَهُوَ كُرْهٌ لَّكُمْ ۚ وَعَسٰٓى اَنْ تَكْرَهُوْا شَيْـًٔا وَّهُوَ خَيْرٌ لَّكُمْ ۚ وَعَسٰٓى اَنْ

حکم ہوا تمکو لڑائی کا اور وہ بری لگتی ہے تمکو اور شاید کہ کسی چیز کو تم برا جانتے ہو اور وہی بہتر ہو تمہارے لئے اور شاید

تُحِبُّوْا شَيْـًٔا وَّهُوَ شَرٌّ لَّكُمْ ۗ وَاللّٰهُ يَعْلَمُ وَاَنْتُمْ لَا تَعْلَمُوْنَ ۝ يَسْـَٔلُوْنَكَ عَنِ

کسی چیز کو تم پسند کرتے ہو اور وہی بری ہو تمہارے لئے - اور اللہ ہی جانتا ہے اور تم نہیں جانتے تجھ سے پوچھتے ہیں

الشَّهْرِ الْحَرَامِ قِتَالٍ فِيْهِ ۭ قُلْ قِتَالٌ فِيْهِ كَبِيْرٌ ۭ وَصَدٌّ عَنْ سَبِيْلِ اللّٰهِ وَكُفْرٌۢ بِهٖ وَالْمَسْجِدِ الْحَرَامِ ۤ وَاِخْرَاجُ

شہر حرام میں لڑنیکا حال - تو کہدے اُسمیں لڑائی کرنا بڑا گناہ ہے اور خدا کی راہ سے روکدینا اور اُسکا انکار کرنا اور مسجد حرام سے باز رکھنا اور وہاں کے لوگوں کا

اَهْلِهٖ مِنْهُ اَكْبَرُ عِنْدَ اللّٰهِ ۚ وَالْفِتْنَةُ اَكْبَرُ مِنَ الْقَتْلِ ۗ وَلَا يَزَالُوْنَ يُقَاتِلُوْنَكُمْ حَتّٰى يَرُدُّوْكُمْ عَنْ دِيْنِكُمْ اِنِ

وہاں سے نکالدینا تو خدا کے نزدیک اوس سے بھی بڑا گناہ ہے - اور فتنہ انھانا قتل سے بھی بڑھکر ہے - اور وہ تو تمسے ہمیشہ لڑا ہی کرینگے جب تک کہ تمکو تمھارے دین سے برگشتہ نہ کرلیں اگر وہ

اسْتَطَاعُوْا ۭ وَمَنْ يَّرْتَدِدْ مِنْكُمْ عَنْ دِيْنِهٖ فَيَمُتْ وَهُوَ كَافِرٌ فَاُولٰۗىِٕكَ حَبِطَتْ اَعْمَالُهُمْ فِي الدُّنْيَا وَالْاٰخِرَةِ ۚ

قابو پاویں - اور جو کوئی تم میں سے اپنے دین سے برگشتہ ہوکر مرا تو اوں کے اعمال ضائع ہوے دنیا اور آخرت میں

وَاُولٰۗىِٕكَ اَصْحٰبُ النَّارِ ۚ هُمْ فِيْهَا خٰلِدُوْنَ ۝ اِنَّ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَالَّذِيْنَ هَاجَرُوْا وَجٰهَدُوْا فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ ۙ اُولٰۗىِٕكَ

اور یہی دوزخی ہیں اور یہ اُسمیں ہمیشہ رہینگے - البتہ جو لوگ ایمان لائے اور ہجرت کر گئے اور اللہ کی راہ میں لڑے وہی ہیں

يَرْجُوْنَ رَحْمَتَ اللّٰهِ ۭ وَاللّٰهُ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ۝

امیدوار رحمت الہی کی - اور اللہ غفور و رحیم ہے

## ترکیب

کتب فعل مجہول القتال ذوی الحال وہو کرہ لکم جملہ حال مجموعہ مفعول مالم یسم فاعلہ عسی فعل ان تکرہوا جملہ بتاویل مصدر اسکا فاعل وہو خیر لکم صفت شیا اور ممکن ہے کہ حال ہو قتال فیہ بدل ہو الشہر سے بدل الاشتمال لان القتال یقع فیہ اور فیہ قتال کے متعلق ہے اور جایز ہے کہ اسکی صفت ہو قتال فیہ مبتدا کبیر خبر صد مبتدا عن سبیل اللہ اسکی متعلق یا صفت وکفر بہ صد پر معطوف والمسجد الحرام مجرور معطوف ہے سبیل اللہ پر داخول ہے عن کا ای صد عن المسجد الحرام واخراج اہلہ منہ معطوف ہی صد پر ان تینونکی خبر اکبر عند اللہ ان استطاعوا شرط ولا یزالون وال برجملہ ومن یرتدد شرط منکم موضع حالیں سے من ہی وفیت معطوف ہے یرتدد پر فاولئک خبر

## تفسیر

آنحضرت علیہ السلام کو مکہ میں صرف صبر و برداشت کا حکم تھا پھر جب کفار کے ظلم سے مدینہ میں تشریف لائے تو اجازت ہوئی کہ جو تمسے لڑے اور ہر ظلم کرے تو تم اس سے بدلہ لو پھر اسپر بھی مخالفین چور و ظلم سے باز نہ آئے اور ایمان والونکو ہر جگہ پر ستانا شروع کیا تو موجب انہیں بشارات کتب مقدسہ کے اس فتنہ و فساد اور شر و ایذا کے دفع کرنیکو عموماً جنگ کی اجازت دی بلکہ حکم دیا کہ تمپر یہ فرض ہو گیا - اور چونکہ بلا تخواہ محض حکم الہی سے اپنی جانکو ہاتھ پر رکھنا اور اپنے بیگانہ کا کچھ لحاظ نہ رکھنا یہ انسانکی طبیعت کو ناگوار اور شاق معلوم ہوتا ہے اسلئے فرمایا کہ اسکی مصلحتیں تم نہیں جانتے خدا ہی جانتا ہے تم بعض باتوں کو شاق اور مکروہ جانتے ہو مگر اسکے

يَسْئَلُوْنَكَ عَنِ الْخَمْرِ وَالْمَيْسِرِ ۭ قُلْ فِيْهِمَآ اِثْمٌ كَبِيْرٌ وَّمَنَافِعُ لِلنَّاسِ وَاِثْمُهُمَآ اَكْبَرُ مِنْ نَّفْعِهِمَا ۭ

تجھ سے پوچھتے ہیں شراب اور جوے کا حکم تو کہدے انمیں بڑا گناہ ہے اور فایدے بھی ہیں لوگوں کے لئے۔ اور ان کا گناہ انکے فایدہ سے بڑھ کر ہے

وَيَسْئَلُوْنَكَ مَاذَا يُنْفِقُوْنَ ۬ قُلِ الْعَفْوَ ۭ كَذٰلِكَ يُبَيِّنُ اللّٰهُ لَكُمُ الْاٰيٰتِ لَعَلَّكُمْ تَتَفَكَّرُوْنَ ۙ فِي الدُّنْيَا وَالْاٰخِرَةِ ۭ

اور تجھ سے سوال کرتے ہیں کہ کیا دیویں (خدا کی راہ میں) کہدے حاجت سے زیادہ (دو) اسطرح سے بتلاتا ہے اللہ تمکو احکام تاکہ تم غور کرو دنیا اور آخرت میں

نتائج اچھے ہوتے ہیں ۔ اسمیں کوئی شبہ نہیں کہ کج طبع شریر لوگونکو کتنا ہی وعظ و پند کرو کتنی ہی خرق عادات و معجزات دکھاؤ مگر وہ کبھی فساد اور فتنہ سے باز نہیں آتے جب تک کہ سیاست سے کام نہ لیا جاوے۔ دنیاوی سلطنتونکی بھی یہی سیاست باعث رونق ہے ہر چند آدمیکو گھر میں بیٹھا رہنا عورتونسے مخالطت کرنا ہر قسم کا عیش کرنا سفر اور جنگ کی مصیبتونسے بچنا بھلا معلوم ہوتا ہے مگر اسکے نتائج بربادی ملک و دولت و دشمنوں کا غالب آکر مقہور کرنا دین و ملت کو خراب کرنا وغیرہ پیدا ہوتے ہیں اور اسطرح جفاکشی اور مخالفونکی مصائب پر برداشت کرنیکی بھی نتائج بہت عمدہ تجربہ میں آتے ہیں انکے بعد ہر ہر ایک قسم کی راحت و عزت نصیب ہوتی ہے آج کل جو اہل اسلام کا تنزل اور یوروپ کی لوگونکا عروج دنیاوی ہے تو اسیوجہ سے ہے ۔ باقی علم و ہنر سب اقبال کے تابع ہیں ۔ صحابہ کی نظیر فتوحات کا یہی سبب تھا

**عرب** کا قدیم دستور تھا کہ وہ رجب اور ذیقعدہ اور ذی الحجہ اور محرم میں باہم جنگ و جدال نکرتے تھے اور اس میں کوئی کسی پر چڑھائی نکرتا تھا بلکہ اسکو سخت معیوب جانتے تھے حضرت ابراہیم علیہ السلام کے عہد سے یہ دستور چلا آتا تھا اسلئے لوگوں نے آنحضرت سے پوچھا کہ کیا ان مہینوں میں بھی قتال و جہاد جایز ہے؟ جواب آیا کہ ہر چند ان مہینوں میں لڑائی سخت اور بری بات ہے مگر ان مہینوں میں لوگونکو خدا کی راہ سے روکنا جیسا کہ کفار کرتے ہیں اور خدا سے انکار کرنا اور مسجد الحرام سے روکنا اور وہانکے باشندونکو ناحق نکالدینا جیسا کہ آنحضرت اور صحابہ کو نکالدیا تھا اس سے بھی بڑھکر گناہ ہے اور انکا فتنہ کہ وہ ہر جگہ ایمان والونکو ستاتے پھرتے ہیں قتل سے بھی بڑھکر ہے پس جب انھوں نے ان مہینونکی رعایت نکی تو تم پر بدلہ لینے میں کیا گناہ ہے؟

**ابن عباس** سے روایت ہے کہ آنحضرت علیہ السلام نے جنگ بدر سے دو مہینے پہلے **عبداللہ** بن جحش کو چند آدمیونکے ساتھ بمقام بطن نخل کہ جو طائف کے قریب ہے کفار قریش کے قافلہ پر حملہ کرنیکے لئے بھیجا سو انہوں نے جاکر انکو گرفتار کرلیا لیکن اُسروز جمادی الثانی کی تیسویں تاریخ تھی مگر انھیں یہ چاند ہوگیا تھا صحابہ کو معلوم نہ تھا اسپر کفار نے آنحضرت اور صحابہ کو طعنہ دینا شروع کیا کہ یہ لوگ شہر حرام میں بھی لڑنے میں نکا جواب بھی اس آیت میں پایا گیا (کبیر)

**بعض** علما کہتے ہیں کہ شہر حرام کا حکم اس آیت واقتلوہم حیث ثقفتموہم سے منسوخ ہوگیا اسلام نے ہر زمانہ میں دفع فساد کیلئے کفار سے جنگ کی اجازت دیدی **بعض** کہتے ہیں ابتدا نکرے اور جو کفار چڑھکر آویں تو مدافعت ضرور ہے۔ کسلئے کہ ظلم ہر مہینے میں ممنوع ہے اور بدلہ لینا ہر وقت درست ہے خواہ شہر حرام میں خواہ مسجد الحرام کے پاس ۔ یہ دوسرا سوال اور **دوسرا حکم** تھا

## ترکیب

یسئلون فعل با فاعل کہ مفعول عن الخمر والمیسر متعلق فعل سے اثم کبیر مبتدا فیہما خبر و منافع للناس معطوف ہے اثم پر اے فیہما منافع للناس العفو منصوب ہے بفعل مضمر تقدیرہ انفقوا العفو کذلک موضع نصب میں ہے نعت ہے مصدر محذوف کی ای بیانا مثل ہذا التبیین

## تفسیر

وَيَسْـَٔلُونَكَ عَنِ الْيَتٰمٰى ۭ قُلْ اِصْلَاحٌ لَّهُمْ خَيْرٌ ۭ وَاِنْ تُخَالِطُوْهُمْ فَاِخْوَانُكُمْ ۭ وَاللّٰهُ يَعْلَمُ

اور پوچھتے ہیں تجھسے یتیموں کا حکم کہدے اونکی اصلاح کرنی بہتر ہے - اور اگر شامل رکھو انکو (تو بہتر ہے) وہ تمھارے بھائی ہیں - اور اللہ جانتا ہے

الْمُفْسِدَ مِنَ الْمُصْلِحِ ۭ وَلَوْ شَاۗءَ اللّٰهُ لَاَعْنَتَكُمْ ۭ اِنَّ اللّٰهَ عَزِيْزٌ حَكِيْمٌ ۝ وَلَا تَنْكِحُوا الْمُشْرِكٰتِ

خراب کرنیوالے اور بھلا چاہنے والیکو - اور اگر اللہ چاہتا تو تمپر دشواری کر دیتا - اللہ غالب تدبیر والا ہے اور نکاح نکرو مشرک عورتوں سے

حَتّٰى يُؤْمِنَّ ۭ وَلَاَمَةٌ مُّؤْمِنَةٌ خَيْرٌ مِّنْ مُّشْرِكَةٍ وَّلَوْ اَعْجَبَتْكُمْ ۚ وَلَا تُنْكِحُوا الْمُشْرِكِيْنَ حَتّٰى يُؤْمِنُوْا ۭ وَلَعَبْدٌ

جب تک کہ وہ ایمان نہ لاویں - ایمان والی لونڈی ہی بہتر ہے مشرک عورت سے گرچہ وہ تمکو اچھی لگتی ہو - اور مشرک مردوں کو نکاح میں (مسلمان عورتیں) نہ دو جب تک کہ وہ ایمان نہ لاویں

مُّؤْمِنٌ خَيْرٌ مِّنْ مُّشْرِكٍ وَّلَوْ اَعْجَبَكُمْ ۭ اُولٰۗىِٕكَ يَدْعُوْنَ اِلَى النَّارِ ۚ وَاللّٰهُ يَدْعُوْٓا اِلَى الْجَنَّةِ وَالْمَغْفِرَةِ بِاِذْنِهٖ ۚ وَيُبَيِّنُ اٰيٰتِهٖ

مومن بہتر ہے مشرک سے گرچہ وہ تمکو بھلا ہی معلوم ہو - یہ لوگ لیجاتے ہیں دوزخ کیطرف اور اللہ لیجاتا ہے جنت اور بخشش کیطرف اپنی خوشی سے اور بتلاتا ہے اپنے حکم

لِلنَّاسِ لَعَلَّهُمْ يَتَذَكَّرُوْنَ ۝

لوگونکو تاکہ وہ یاد رکھیں

عرب میں شراب نوشی کا قدیم دستور تھا جس چیز کو شریعت نے منع کیا تھا صحابہ اسکو اپنے قدیم دستور کے موافق استعمال میں لاتے تھے پس مکہ میں اسکا استعمال ہوتا رہا جب آنحضرت مدینہ میں تشریف لائے تو بتدریج شراب اور قمار کو حرام کر دیا بلکہ ایک مدت تک شراب کے برتنوں کا بھی استعمال منع رہا - **الخمر** یعنے شراب اسکی ماہیت میں علماء کا اختلاف ہے امام **شافعیؒ** کہتے ہیں جو چیز نشا پیدا کرے وہ خمر ہے مسکر اور خمر دونوں لفظ ایک ہی معنی پر دلالت کرتے ہیں امام **ابو حنیفہؒ** فرماتے ہیں زبان عرب میں خمر اوس شراب کو کہتے ہیں کہ جو انگور سے بنتی تھی یعنی انگور کا شیرہ جب گاڑھا ہو جاوے اور اسمیں جھاگ اٹھنے لگیں - دلائل دونوں کے اونکی کتابوں میں مندرج ہیں - اس اختلاف کا یہ ثمرہ ہوگا کہ امام شافعی کے نزدیک ہر ایک مسکر کو حرام قطعی کہا جاویگا اور اُسکے تھوڑے اور بہت کا استعمال کرنا ممنوع ہوگا - امام اعظم کے نزدیک وہ خاص شراب تو قطعی حرام ہوگی اور اسکا ایک قطرہ بھی اور دیگر مسکرات کو جو حرام کہا جاویگا تو اُسپر قیاس کر کے اور ان مسکرات کا اس حد میں استعمال منع ہوگا کہ جسقدر سے نشا پیدا ہوا **المیسر** یعنی قمار یا جوا یہ یسر کا مصدر ہے جیسا کہ موعد اور مرجع اور اسکا ماخذ یسر ہے یعنی جوے میں چونکہ آسانی سے مال حاصل ہوتا ہے اسلئے اسکو میسر کہتے ہیں (کبیر) بعض کہتے ہیں حصہ مقرر کرنیکے معنے اسمیں ملحوظ ہیں - ایام جاہلیت میں دستور تھا کسی جانور کو بالاشتراک لیکر ذبح کرتے اور اُسکا گوشت یوں تقسیم کرتے تھے - دس تیر لے رکھے تھے اور انکے نام مقرر کر رکھے تھے انکو لام اور قلام بھی کہتے ہیں مثلاً نافس منیح سفیح وغد فذ توام رقیب حلس - ہر ایک کے متفاوت حصہ لگے ہوئے تھے بعض میں خالی لکھا ہوا ہوتا تھا سبکو جمع کر کے ایک تھیلی میں بند کر دیتے اور ہاتھ ڈالکر نکالتے جسکے نام سے جو نکل آوے جو جیت جاتا تو وہ گوشت فقیروں کو دیتا اور بڑا خوش ہوتا تھا - شراب اور جوے کا نفع تو یہی ہے کہ مفت مال ہاتھ آتا ہے اور بدن فربہ ہوتا ہے مگر نقصان منافع سے جو بہت بڑھا ہوا ہے اور باہمی عداوت زیادہ تر ہے اسلئے انکو منع کیا - اور پھر مال خرچ کرنیکا لوگوں نے سوال کیا کہ کسقدر دیں فرمایا حاجت سے جو زیادہ ہو وہ - اس سے صدقہ نافلہ مراد ہے

## ترکیب

وَيَسْـَٔلُونَكَ عَنِ الْمَحِيضِ ۖ قُلْ هُوَ أَذًى ۙ فَاعْتَزِلُوا النِّسَاءَ فِي الْمَحِيضِ ۙ وَلَا تَقْرَبُوهُنَّ حَتَّىٰ يَطْهُرْنَ ۖ

اور پوچھتے ہیں تجھ سے حیض کا حکم - کہدے وہ نجاست ہے پس الگ رہو حیض میں عورتوں سے اور نہ جاؤ جب تک کہ وہ پاک ہو لیں

فَإِذَا تَطَهَّرْنَ فَأْتُوهُنَّ مِنْ حَيْثُ أَمَرَكُمُ اللَّهُ ۚ إِنَّ اللَّهَ يُحِبُّ التَّوَّابِينَ وَيُحِبُّ الْمُتَطَهِّرِينَ ۝ نِسَاؤُكُمْ

پھر جب پاک ہو جاویں تو ان پاس جاؤ جسجگہ سے کہ خدا نے تمکو حکم دیا ہے - ضرور خدا پسند رکھتا ہے توبہ کرنیوالوں کو اور پسند کرتا ہے ستھرائی والونکو - تمھاری بیویاں

حَرْثٌ لَّكُمْ فَأْتُوا حَرْثَكُمْ أَنَّىٰ شِئْتُمْ ۖ وَقَدِّمُوا لِأَنفُسِكُمْ ۚ وَاتَّقُوا اللَّهَ وَاعْلَمُوا أَنَّكُم مُّلَاقُوهُ ۗ وَبَشِّرِ الْمُؤْمِنِينَ ۝

تمھاری کھیتی ہیں سو جاؤ اپنی کھیتی میں جہانسے چاہو - اور اگے کی تدبیر کرو اپنے لئے - اور اللہ سے ڈرتے رہو اور جان رکھو کہ تمکو اُس سے ملنا ہے - اور خوشخبری سنا ایمانداروں کو

اصلاح مبتدا لہم اسکی صفت خیر خبر دان تخالطوہم شرط فہم اخوانکم جزا و لو شرط شاء فعل اللہ فاعل معنول لاعنتکم محذوف لاعنتکم جواب شرط - و لو بمعنی ان

## تفسیر

جب خدا نے یتیموں کے حق میں یہہ آیت نازل فرمائی وَلَا تَقْرَبُوا مَالَ الْيَتِيمِ إِلَّا بِالَّتِي هِيَ أَحْسَنُ تو لوگوں نے احتیاطاً یتیموں کا کھانا پانی گھر میں الگ کرنا شروع کیا اور اُنکے مال کو تجارت وغیرہ منافع میں بھی لگانیسے دست کشی کی یہانتک کہ جو کھانا یتیم کا بچ رہتا تو وہ سڑ بس کر خراب جاتا اسلیئے یتیموں کا خرچ تمہارے ذمہ یتیموں کی پرورش کرنیوالونکو بھی دقت ہتی اسلئے یہ آیت نازل فرمای اور چند کلمات جامعہ کہکر تمام باتیں ختم کردیں - فرمایا یتیموں کی اصلاح خواہ مال کی معاملہ میں خواہ اُنکی تعلیم و تربیت کے معاملہ میں بہتر ہے اُنکے لئے بھی اور دنیا و اخرت میں تمھارے لئے بھی - پھر فرمایا اگر انکو ملا لو خواہ اُنکا کھانا پینا خواہ تجارت میں مال خواہ اونسے نکاح بیاہ کرکے تو وہ تمھارے بھائی واجب الرحم ہیں - اسکے بعد ظاہراً و باطناً خدا ترسی اور دلی نیک نیتی کیطرف اشارہ کیا کہ خدا کو بھلائی چاہنے والا اور برائی کرنیوالا معلوم ہے پھر لغت جتلاتا ہے کہ اگر ہم چاہتے تو سخت احکام کی مشقت میں تمکو ڈالدیتے مگر نہ ڈالا اور آسانی ملحوظ رکھی یتیموں کی پرورش اور اصلاح اور خدا ترسی زیادہ گھر کی بیویوں سے متعلق ہے کیونکہ مرد اپنی کاروبار میں اندر باہر آتا جاتا رہتا ہے اور نیز خبریات امور پر اسکی نظر بھی زیادہ ہوتی ہے اسلئے خانہ داری کی اصلاح بھی ضرور ہوئی پس فرمایا کہ مشرک عورتوں سے نکاح نکرو کیونکہ انمیں دیانت نہیں پھر خدا ترسی اور حقوق پر نظر کیجا؟ اور نیز تمہاری معاش و معاد میں بھی خلل پڑیگا زن و شو کا ایک نازک معاملہ ہے جو باہمی محبت پر مبنی ہے اگر اختلاف مذہب کیوجہ سے محبت نہوئی تو روز کی جھگڑی پیدا ہوئی اور جو محبت ہوئی تو اسکی وجہ سے شرک و کفر پر چشم پوشی کرنی پڑی جس سے دین برباد ہوا - اور اسیطرح سے مسلمان عورتوں کو مشرک مردوں سے نکاح کی ممانعت کردی - اور فرمایا کہ مشرک سے غلام بہتر ہے اور مشرک سے لونڈی افضل ہے نکاح سے یہاں مراد عقد ہے - مگر اس لفظ کے معنے میں اختلاف ہے امام اعظم کہتے ہیں اسکے اصلی معنی وطی کے ہیں اور مجازاً عقد پر اطلاق ہوتا ہے امام شافعی اسکے برعکس ہیں المشرکات سے مراد سوائے اہلکتاب کے اور بت پرست عورتیں ہیں یا جو خدا کی ذات و صفات میں کسی اور کو حصہ اسمجھتے ہیں اور اہلکتاب کی عورتوں سے نکاح بحکم آیت سورہ مائدہ المحصنات من الذین اوتوا الکتاب حلال ہے مگر المشرکین سے بالاجماع اہلکتاب وغیرہ سب کافر مراد ہیں پس مسلمان عورت کا کسی کافر سے نکاح درست نہیں اس آیت سے پہلے مسلمانوں اور کافروں میں قدیم دستور برادری کے موافق بیاہ شادی کا دستور تھا اسکے بعد ممانعت ہو گئی -

## ترکیب

المحیض موضع الحیض و یحتمل ان یکون نفس الحیض و التقدیر یسئلونک عن الوطی فی زمن المحیض من حیث امرکم من اسجگہ ابتداء غایۃ کیلئے ہے

اور ممکن ہے کہ بمعنے فی ہو۔ پس لیسئلون فعل ہم خبر فاعل کے مفعول عن المحیض فعل کے متعلق ہو کر جملہ خبریہ ہوا ہو جملہ ابتداء آدمی خبر جملہ مقولہ ہو قل کا فاعتزلوا امر حاضر معروف انتم اسکا فاعل النساء مفعول فی المحیض متعلق ہے فعل سے جملہ انشائیہ معطوف علیہ ولا تقربوا الخ اسپر معطوف فاذا حرف شرط تطہرن مخفف اور مثقل دونوں طرح پر ہے اسکی اصل تیطہرن تھا تا کو ساکن کر کے ط سے بدلا اور دوسری طا میں ادغام کر دیا یہ جملہ شرط فاتوہن جواب شرط من حیث متعلق ہے فاتوہن سے نساءکم مبتدا حرث لکم خبر انی شئتم اے کیف شئتم باقی صاف ہے

## تفسیر

**یسالونک عن المحیض** حکم حیض کا ہے۔ عرب کی قومیں آنحضرت سے پیشتر مختلف لوگوں کی تقلید کیا کرتے تھے۔ یہود میں دستور تھا کہ وہ حیض والی عورت کو بیت سے مکان میں رکھتے تھے نہ اُسکے ہاتھ کا پکا کھاتے تھے نہ کسی چیز کو اُسکا ہاتھ لگنے دیتے تھے برخلاف اسکے عیسائیوں میں کوئی بھی شدت نہ تھی نہ مجامعت سے عذر کرتے تھے مدینہ میں ہر ایک قوم کے لوگ آنحضرت علیہ السلام کے پاس مجتمع تھے وہ اپنی اپنی عادت کے موافق کرتے تھے اسلئے اس مسئلہ میں لوگوں کو خلجان پیدا ہوا تو آنحضرت سے سوال کیا اسپر یہ آیت نازل ہوئی۔ فرمایا حیض میں خون ناپاک آتا ہے اسلئے عورتوں کے پاس نجاؤ یعنے اُنسے جماع نکرو جب وہ پاک ہو جاویں تو اونسے صحبت کرو کیونکہ وہ تمہارے لئے ہیں۔

اسکی ساتھ یہ بھی بتلا دیا کہ لذتوں ہی میں مستغرق نہ ہو کچھ آگے کی بھی فکر کرو کیونکہ تمکو خدا سے ملنا ہے سو تقویٰ اور پرہیزگاری کرو خدا سے برابر ڈرتے رہو۔

**حیض** کے معنے لغوی سیلان کے ہیں اور حوض میں چونکہ پانی اِدھر اُدھر سے بھکر آتا ہے اسلئے اُسکو حوض کہتے ہیں اور بھی ایک دوسری جگہ کلام عرب میں آیا کرتا ہے لفظ محیض مصدر بھی ہے اور اس سے ظرف بھی مراد ہو سکتا ہے یعنے حیض کی جگہ۔ حیض عورتوں کی رحم سے ہر مہینے میں خون فاسد برآمد ہونیکو کہتے ہیں اسکی رنگت سیاہی مائل ہوتی ہے اور بدبودار اور گاڑھا ہوتا ہے۔ خدا تعالیٰ نے حیض میں عورتوں کے پاس نجانیکی علت ناپاکی بیان کی ہے سو یہ اوس خون میں نہیں پائی جاتی کہ جو بیماری سے عورتوں کو آیا کرتا ہے جسکو استحاضہ کہتے ہیں اسلئے اُسمیں جماع منع نہیں ہے۔

قرآن میں حیض کی کوئی مدت بیان نہیں کی کہ کب سے کب تک رہتا ہے عرف عام پر چھوڑ دیا لیکن علماء نے احادیث اور اقوال صحابہ اور دیگر دلائل اور قرائن سے مدت مقرر کی ہے سو وہ امام ابو حنیفہؒ کے نزدیک کم از کم تین دن اور زیادہ سے زیادہ دس روز ہیں امام شافعی کے نزدیک کم از کم ایک دن زیادہ پندرہ روز ہیں۔ امام مالک کہتے ہیں کوئی حد مقرر نہیں۔ قرآن مجید میں حیض کے ایام میں صرف جماع کی ممانعت ہے باقی اور احکام کہ حیض میں نماز نہ پڑھے روزہ نہ رکھے مسجد میں نجاوے قرآن مجید کو نہ چھوئے طواف نکرے اور نیز نفاس کے احکام اور اُسکی مدت اور یہ کہ نماز کی قضا لازم نہیں روزہ کی ہے اجتلوشی ہیں۔

تطہرن کو جو تشدید سے پڑھا جاوے تو اُسکے معنے نہاوے ہو کر پاک ہونا اور جو بغیر تشدید پڑھا جاوے تو صرف حیض سے پاک ہونا۔ اسپر امام ابو حنیفہؒ نے یہ حکم دیا کہ اگر دس روز سے پہلے حیض منقطع ہوا ہے تو جب تک وہ غسل نکر لیا اتنا عرصہ نہ گزر جاوے کہ جسمیں غسل کر سکے اور نماز سے صحبت نکرے اور جو بعد دس روز کے خون بند ہوا ہے تو اسیوقت جائز ہے امام شافعی اور اوزاعی اور مالک اور ثوری فرماتے ہیں کہ ہر حالت میں بغیر غسل کے صحبت درست نہیں بلحاظ قرارت تشدید اسکے بعد خدا نے عورت کے پاس جانیکی اجازت دی اور عورت کو کھیتی کیساتھ تشبیہ دیا کہ جسطرح زمین میں تخم ڈالتے ہیں اور اُسمیں کوئی چیز اوگتی ہے اُسیطرح عورت کا رحم بمنزلہ زمین کے اور منی بمنزلہ تخم کے ہے اور اولاد درخت ہے نہایت عجیب طرز سے اشارہ کر دیا کہ بچانیکی راہ سے جماع نکرو اور اسلئے من حیث امر کہا بعد کہا اور یحب التوابین اور یحب المتطہرین کہا یعنی شیعہ کہتے ہیں درست ہے کیونکہ عام جائز ہے

وَلَا تَجْعَلُوا اللّٰهَ عُرْضَةً لِّاَيْمَانِكُمْ اَنْ تَبَرُّوْا وَتَتَّقُوْا وَتُصْلِحُوْا بَيْنَ النَّاسِ ۭ وَاللّٰهُ سَمِيْعٌ عَلِيْمٌ

اور اللہ کو اپنی قسموں میں آڑ نہ بناؤ (کہ اللہ کو نام کی قسم کا بہانہ کرکے) نیکی اور پرہیزگاری اور لوگوں میں اصلاح نکرو - اور اللہ خوب سنتا جانتا ہے

لَا يُؤَاخِذُكُمُ اللّٰهُ بِاللَّغْوِ فِيْٓ اَيْمَانِكُمْ وَلٰكِنْ يُّؤَاخِذُكُمْ بِمَا كَسَبَتْ قُلُوْبُكُمْ ۭ وَاللّٰهُ غَفُوْرٌ حَلِيْمٌ

اللہ تمکو نہیں پکڑتا تمہاری قسموں میں بیہودہ گوئی پر لیکن تمسے مواخذہ کریگا اُن قسموں پر کہ جو تمہارے دل سے سرزد ہوئی ہیں (یعنی انکرنے کی صورت میں) اور اللہ بخشنے والا بردبار ہے

لِلَّذِيْنَ يُؤْلُوْنَ مِنْ نِّسَاۗىِٕهِمْ تَرَبُّصُ اَرْبَعَةِ اَشْهُرٍ ۚ فَاِنْ فَاۗءُوْ فَاِنَّ اللّٰهَ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ وَاِنْ عَزَمُوا الطَّلَاقَ

جو لوگ کہ قسم کہا بیٹھتے ہیں اپنی بیوی کے پاس جانیسے اونکے لئے چار مہینے کی مہلت ہے پس اگر انہوں نے پھر رجوع کرلیا تو اللہ بخشنے والا مہربان ہے - اور اگر طلاق کا ارادہ کرلیا ہے

فَاِنَّ اللّٰهَ سَمِيْعٌ عَلِيْمٌ

تو بیشک خدا خوب سنتا جانتا ہے

## ترکیب

ان تبروا موضع نصب میں ہے اے لمخافۃ ان تبروا اور اہل کوفہ کہتے ہیں لئلا تبروا تقدیر ہے فی ایمانکم متعلق ہے باللغو سے اور جائز ہے کہ حال ہو اوس سے تقدیرہ باللغو کائنا فی ایمانکم بما کسبت ما مصدریہ ہے للذین صلہ و موصول ثابت کے متعلق ہو کر خبر ہے تربص الخ کی فان فاؤا ای رجعوا شرط فان اللہ الخ جواب وقس علیہ

## تفسیر

لوگوں میں یہہ بات مشہور تہی کہ جب کسی بات پر خدا کی قسم کہائی جائی خواہ وہ اچھی ہو یا بری یا کسی چیز کے ترک پر خواہ اچھی ہو خواہ بری تو ضرور اوسپر قائم رہنا چاہئے چنانچہ صدیق اکبرؓ ایکبار قسم کہا بیٹھے تہے کہ میں اپنے اپہانجی مسطح کو اب کچھ نہ دیا کرونگا اسنے عائشہؓ پر بہتان باندہا اور اسیطرح اور لوگ بہی قسم کہا بیٹھتے ہیں کہ میں اپنے باپ سے یا ماں سے نہ ملونگا یا فلان شخص میں صلاح نکراؤنگا اس بات سے خدا تعالےٰ نے منع فرمایا کہ میرے نام کو کیوں آڑ بناتے ہو؟ اسکے ساتہ سمیع فرمایا یعنی اگر قسم کہاؤ گے تو وہ سنتا ہے اور جو اسکے نام کی عزت کرکے ترک کروگے تو وہ علیم یعنی جانتا ہے اسکے بعد قسم کا مسئلہ بیان فرمایا کہ اسے لغو قسموں پر کچہ مواخذہ نہ ہوگا

عُرضۃ بروزن فُعلۃ بمعنی المفعول کا لقبضۃ والغرفۃ پس اوس چیز کا اسم ہے کہ جو روکنے والی ہو دوسری چیز کو جسکو ہندی میں آڑ اور اڑنا کہتے ہیں

ایمان یمین کی جمع ہے جسکے معنے قوت اور مضبوطی کے ہیں اور عرف شرع میں اوس قسم کو کہتے ہیں کہ جو اللہ کے نام سے یا اوسکی کسی صفت سے کہائی جائے جیسا کہ واللہ باللہ تاللہ عربی میں اور اللہ کی قسم یا بخدا اردو میں اور اسیکو حلف کہتے ہیں - چونکہ خدا کے نام سے قسم میں قوت اور تاکید ہوجاتی ہے اسلئے اسکو یمین کہتے ہیں یمین تین طرح پر ہوتی ہیں ایک یمین غموس یہہ وہ کہ جو کسی گزری ہوئی بات پر عمداً جہوٹی قسم کہائی جیسا کہ واللہ فلان شخص آیا تھا اور جانتا ہے کہ وہ نہیں آیا اسمیں بڑا گناہ ہے اسپر حکم ولکن یواخذکم بما کسبت قلوبکم آخرت کا مواخذہ ہے دنیا میں اسکا علاج توبہ و استغفار ہے یہی قول امام ابوحنیفہ کا ہے مگر امام شافعی کہتے ہیں کہ یہہ بما کسبت قلوبکم میں داخل ہے اور پہر سورہ مائدہ میں اسکو بما عقدتم الایمان سے تعبیر کیا ہے اور وہاں اسکا مواخذہ کی تشریح سے کہ کفارہ دینا ہوگا دوسری منعقدہ وہ یہہ کہ آیندہ کسی کام کے کرنے یا نکرنے پر خدا کی قسم کہائے کہ واللہ میں فلاں کام کرونگا یا خدا کی قسم اسکے گہر نہ جاؤنگا

پس جو کسی گناہ کی بات پر قسم کہا بیٹھے کہ واللہ مین نماز نہ پڑہون گا یا فلان شخص سے کلام نکرونگا یا للہ نہ دونگا یا اپنے باپ سے کلام نکرونگا تو اوسپر لازم ہے کہ اپنی قسم کو توڑ دے اور کفارہ دیدے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے من حلف علی یمین فرای غیرہا خیرا منہا فلیات بالذی ہو خیر ثم لیکفر عن یمینہ رواہ البخاری کہ جو کسی بات پر قسم کہا بیٹھے اور اسکے برخلاف کرنیمین بہتری جانے تو اوس کام کو کرلے اور اپنی قسم کا کفارہ دیدے اور اس آیت مین بھی اسی قسم کا ذکر ہے کہ تم خدا کے نام کو نیکی سے باز رہنے مین آڑ نہ بناؤ۔ اور جو ایسی بات پر قسم نہین تو اسکو پورا کرنا چاہئے اور اگر خلاف کریگا پھر عام ہے کہ اچھی بات پر قسم کہی یا بری بات پر تو اسکو بالاتفاق کفارہ دینا ہوگا جسکا اشارہ یوخذکم بما کسبت قلوبکم مین ہے اور تشریح سورہ مائدہ مین ہے ولکن یواخذکم بما عقدتم الایمان فکفارتہ اطعام عشرۃ مسکین من اوسط ما تطعمون اہلیکم او کسوتہم او تحریر رقبۃ فمن لم یجد فصیام ثلثۃ ایام الایہ کہ خدا تمسے اُن قسمون پر کہ جنکو تمنے منعقد کیا ہے مواخذہ کرتا ہے سو اوسکا کفارہ دس مسکینون کو اوسط درجہ کا کھانا کھلاوے[۵۱] یا کپڑا پہنا دے[۵۲] یا غلام آزاد کرے اور اگر مقدور نہو تو تین روزہ رکھے[۵۳]۔

تیسری یمین لغو ہے اسکی تفسیر مین ائمہ کا اختلاف ہے ابن عباس اور حسن بصری اور مجاہد اور نخعی اور زہری اور سلیمان بن یسار اور قتادہ اور سدی اور مکحول اور امام ابو حنیفہ کہتے ہین یمین لغو یہ ہے کہ کسی گذشتہ بات پر یہہ جانکر کہ یہہ یون ہے قسم کہا ہو اور درصل وہ یون نہو جیسا کہ کوئی کہے واللہ پرسون بارش ہوئی تہی اور اسکو گمان غالب ہے کہ ہوئی تہی اور درصل یہہ غلطی پر تہا یا کہے کہ واللہ یہہ فلان چیز ہے اور درصل اسکا خیال غلط ہے چونکہ اسنے عمداً جہوٹہ نہین بولا ہے یہہ معاف ہے جیسا کہ اس آیت مین فرمایا ہے لا یواخذکم اللہ باللغو فی ایمانکم اور عائشہ صدیقہ اور شعبی اور عکرمہ اور امام شافعی کہتے ہین یہہ یمین لغو نہین کیونکہ اسمین قصد پایا گیا اسپر کفارہ لازم ہوگا بلکہ لغو یہہ ہے کہ جو بلا قصد یون ہی بات پر واللہ باللہ کا لفظ استعمال کیا جاوے چونکہ اسمین قصد نہین یہہ لغویت معاف ہے خدا دلکو دیکھتا ہے۔

عرب مین یہہ بھی دستور تہا کہ بیوی سے خفا ہوکر قسم کہا بیٹھتے تہے کہ اب مین تیرے پاس نہ آونگا سو وہ قسم کی مارے نہ اوسکے پاس آتے نہ طلاق دیتے اسمین عورت کو بڑی دقت پیش آتی تہی۔ اس قسم کی قسم کو شرع مین ایلاء کہتے ہین۔ خدا تعالے نے ایلا کیلئے مدت چار مہینے کی مقرر کردی پس اگر چہ چار مہینے کے اندر اندر پھر ملاپ ہو گیا تو صرف اس قسم کا کفارہ دینا ہوگا۔ مگر بعض علما کہتے ہین کفارہ بھی دینا نہ پڑے گا کیلئے کہ اللہ غفور رحیم فرماتا ہے مگر یہہ قول ٹھیک نہین کیونکہ ہر قسم مین جو اللہ کے نام سے کہائی جاتی ہے پر یعنے پورا نکرنے پر کفارہ لازم ہوتا ہے اور یہہ بھی ایک قسم ہے دوم غفور رحیم باعتبار عذاب آخرت کے ہے۔ اور جو چار مہینے گزر گئے اور باہم ملاپ نہوا تو ایک طلاق بائن پڑجاویگی۔ امام شافعی فرماتے ہین خود بخود طلاق مدت گزرنے پر نہوگی بلکہ عورت کو مجاز ہوگا کہ حاکم کیطرف رجوع کرے اور حاکم یا ملاپ کرادے یا طلاق دلادے۔ محققین کا اسبات پر اتفاق ہے کہ ایلا رجب پایا جاویگا کہ جب شوہر چار مہینے یا زیادہ مدت لگا کر قسم کہا دیگا یا مطلق کہے گا یا ہمیشہ کا لفظ بولے گا مگر چار مہینے سے کم کی مدت پر قسم کہانے مین ایلا نہوگا۔

ایلاء کا مسئلہ

---

[۵۱] دو دفعت ورنہ ہر مسکین کو نصف صاع گیہون دے اور ایک صاع چہارے اور جو وغیرہ کا دے اور صاع کا وزن تخمیناً ساڑہے چار سیر ہے۔ [۵۲] کپڑا اتنا کم کو ادنی مرتبہ اسقدر پہنا دے کہ جس سے نماز ادا کرسکے اور زیادہ کا اختیار ہے۔ [۵۳] روزہ امام اعظم کے نزدیک پے در پے رکھے اور ائمہ کے نزدیک یہہ قید نہین ۱۲ منہ

وَالْمُطَلَّقٰتُ يَتَرَبَّصْنَ بِاَنْفُسِهِنَّ ثَلٰثَةَ قُرُوْٓءٍ ۭ وَلَا يَحِلُّ لَهُنَّ اَنْ يَّكْتُمْنَ مَا خَلَقَ اللّٰهُ فِيْٓ اَرْحَامِهِنَّ

اور جن عورتوں کو طلاق دیگئی ہو وہ رکھے رہیں اپنے نفس کو تین حیض تک - اور انکو حلال نہیں کہ چھپاویں اوسچیز کو جو پیدا کی اللہ نے اوں کے رحم میں

اِنْ كُنَّ يُؤْمِنَّ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ ۭ وَبُعُوْلَتُهُنَّ اَحَقُّ بِرَدِّهِنَّ فِيْ ذٰلِكَ اِنْ اَرَادُوْٓا اِصْلَاحًا ۭ

اگر وہ ایمان رکھتی ہیں اللہ اور اخیر دن پر - اور اُنکے خاوند زیادہ پہنچتا ہے کہ انکو پھیر رکھ لیں اس عرصہ میں اگر چاہیں صلح کرنا

وَلَهُنَّ مِثْلُ الَّذِيْ عَلَيْهِنَّ بِالْمَعْرُوْفِ ۠ وَلِلرِّجَالِ عَلَيْهِنَّ دَرَجَةٌ ۭ وَاللّٰهُ عَزِيْزٌ حَكِيْمٌ ۝

اور ان عورتوں کا بھی ایسا ہی حق مردوں پر جیسا کہ مردوں کا انپر ہے دستور کے موافق - اور مردوں کو عورتوں پر فضیلت ہے - اور اللہ زبردست حکمت والا ہے

## ترکیب

والمطلقات مبتدا تیربص خبر معنی امر ہے - ثلثۃ قروء ظرف ہے تیربص کا لایحل فعل لہن اسکے متعلق ان یکتمن جملہ تاویل مصدر فاعل ان کن شرط جملہ لایحل دال برجزا وبعولتہن مبتدا احق الخ خبر بردہن متعلق ہے احق کے فی ذلک ای وقت التربص

## تفسیر

یہ گیارہواں حکم ہے - ایلا میں چونکہ طلاق کا ذکر آچکا تہا تو اب عدۃ بیان کرنا مناسب ہوا - ایام جاہلیت میں عدۃ کو بارہ میں بڑا جھیلا تہا کبھی ایسا بھی ہوتا تھا کہ کوئی شخص طلاق دیکر برس چھ مہینے کے بعد بھی پھر اُس عورت پر دعویدار ہو جاتا تہا اسلئے اُس سے اور شخص نکاح نہ کرتا تہا نہ وہ خود اُسکی نان ونفقہ کی خبر گیری کرتا تہا اسمیں عورت پر بڑا ظلم ہوتا تھا اسلئے خدا تعالیٰ نے طلاق کی عدت بیان کی اور اُس عدت میں مرد کو پھر اُس عورت سے رجوع کرنیکی جائز دی بشرط اصلاح اور عورتوں کو بھی تاکید کردی کہ عدت میں کمی زیادتی کرنیکی غرض سے یا اول خاوند سے ناراض ہوکر اپنا حمل یا حیض نہ چھپائیں کسلئے کہ اسمیں بڑی خرابی ہے اور ایک کی اولاد دوسرے کے پاس جاتی اور نسب میں فرق پڑتا ہے - اور یہ بھی جتلادیا کہ عورت ومرد کے ایک دوسرے پر حقوق مساوی ہیں البتہ مردوں کو عورتوں پر فضیلت اور سبقت ہے

## تحقیقات

(۱) مطلقہ عرف شرع میں اُس عورت کو کہتے ہیں کہ جو کسی کے نکاح میں ہو اور پھر اُسکو طلاق دی گئی ہو - اگر یہ عورت ایسی ہے کہ صرف نکاح ہوا ہے مگر اس سے صحبت کا اتفاق نہیں ہوا تو اسکے لئے عدت نہیں قال تعالیٰ اِذَا نَكَحْتُمُ الْمُؤْمِنٰتِ ثُمَّ طَلَّقْتُمُوْهُنَّ مِنْ قَبْلِ اَنْ تَمَسُّوْهُنَّ فَمَا لَكُمْ عَلَيْهِنَّ مِنْ عِدَّةٍ تَعْتَدُّوْنَهَا الایۃ اور اگر اُس سے صحبت ہو چکی ہے تو وہ یا حامل ہے یا غیر حامل اگر اُسکو حمل ہے تو اُسکی عدت وضع حمل ہے یعنے جب تک حمل ہے عدت باقی ہے اور شخص اس سے نکاح نہیں کرسکتا وَاُولَاتُ الْاَحْمَالِ اَجَلُهُنَّ اَنْ يَّضَعْنَ حَمْلَهُنَّ الایۃ اور جو حمل نہیں اور صغر سنی یا کبر سنی کیوجہ سے اُسکو حیض نہیں آتا ہے تو اُسکی عدت صرف تین مہینے ہیں وَالّٰٓـِٔيْ يَئِسْنَ مِنَ الْمَحِيْضِ مِنْ نِّسَاۗىِٕكُمْ اِنِ ارْتَبْتُمْ فَعِدَّتُهُنَّ ثَلٰثَةُ اَشْهُرٍ الایۃ اور جو اُسکو حیض بھی آتا ہے لیکن وہ لونڈی ہے تو اسکی عدت دو حیض ہیں احادیث صحیحہ وآثار قویہ سے اور جو لونڈی نہیں تو اُسکی عدت اس آیت میں ہے یعنی تین حیض یا تین طہر (۲) قرو قرء کی جمع ہے جسکے معنے حیض اور طہر دونوں ہیں امام ابوحنیفہ حیض لیتے ہیں امام شافعی طہر

اَلطَّلَاقُ مَرَّتٰنِ ۪ فَاِمْسَاكٌۢ بِمَعْرُوْفٍ اَوْ تَسْرِيْحٌۢ بِاِحْسَانٍ ؕ وَلَا يَحِلُّ لَكُمْ اَنْ تَاْخُذُوْا مِمَّآ

طلاق رجعی دو بار تک ہے پھر تو یا اچھی طرح گھر میں رکھے یا اچھی طرح چھوڑ دے اور تمکو یہ جایز نہیں کہ واپس لو اوسمیں سے

اٰتَيْتُمُوْهُنَّ شَيْـًٔا اِلَّآ اَنْ يَّخَافَآ اَلَّا يُقِيْمَا حُدُوْدَ اللّٰهِ ؕ فَاِنْ خِفْتُمْ اَلَّا يُقِيْمَا حُدُوْدَ اللّٰهِ فَلَا جُنَاحَ عَلَيْهِمَا

جو انکو دے چکے ہو کچھ بھی مگر جب کہ دونوں کو ڈر ہو کہ ہم احکام الہی پر قایم نہ رہ سکیں گے سو اگر تمکو (اے حکام) یہ خوف ہو کہ وہ دونوں خدا کی حکم پر قائم نہ رہینگے تو پھر یہ بات میں کچھ گناہ نہیں

فِيْمَا افْتَدَتْ بِهٖ ؕ تِلْكَ حُدُوْدُ اللّٰهِ فَلَا تَعْتَدُوْهَا ۚ وَمَنْ يَّتَعَدَّ حُدُوْدَ اللّٰهِ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الظّٰلِمُوْنَ

کہ عورت مرد کو کچھ واپس دیکر پیچھا چھوڑا لے۔ یہ خدا کے باندھی ہوی حدیں ہیں سو انسے نہ بڑھو اور جو خدا کی حدوں سے آگے بڑھتے ہیں سو وہی ظالم ہیں

## ترکیب

الطلاق اے عدد الطلاق (الذی یجوز معہ الرجعۃ) مبتدا مرتان خبر امساک موصوف بمعروف صفت معطوفان مبتدا علیکم اسکی خبر محذوف او تسریح معطوف ہے امساک پر لایحل فعل ان تاخذوا تاویل مفرد فاعل تاخذ وفعل با فاعل شیئا مفعول مما اوسکی صفت مقدم من تبعیض کیلئے اور ما بمعنی الذی ایتموھن صلہ فعل من مفعول اول ایاہ مفعول ثانی محذوف لان یخافا ان اور فعل دونوں موضع نصب میں حال ہونیکی وجہ سے والتقدیر الا خائفین الا الخوف یا موضع نصب میں بدل کما

## تفسیر

پہلی آیت میں رجوع کرنیکا ذکر تھا اس آیت میں اُسکو کہدیا کہ کب تک خاوند کو رجوع پہنچتا ہے فرمایا دو طلاق تک پھر تیسری طلاق کے بعد بالکل علاقہ منقطع ہوجاتا ہے۔ اور یہ بھی ہے کہ جاہلیت میں مرد عورت کو طلاق دیکر پھر رجوع کرلیتا تھا پھر طلاق دیکر پھر رجوع کرلیتا تھا اسکے بعد ہزار بار تک طلاق دیتا اور رجوع کرتا تھا اسمیں عورت کو بڑی دقت پیش آتی تھی چنانچہ ایک عورت نے آکر حضرت عائشہ صدیقہ سے یہی شکایت کی تب یہ آیت نازل ہوئی فرمایا کہ دو طلاق تک رجوع کرنیکا اختیار ہے پھر اسکے بعد یا تو رجوع کرلے اور حسن معاشرت سے میاں بیوی بنکر رہیں ورنہ اچھی طرح سے چھوڑ دے یعنی پھر رجوع نکرے یا ایک اور طلاق دیدے اور پیچھا چھڑا لے نہ اُسکے عیوب بیان کرتا پھرے نہ جو کچھ مہر اور زیور وغیرہ اسکو بخشدیا ہے واپس لیوے مگر ایک صورت میں اور وہ خلع ہے یعنے جب یہ معلوم ہو کہ اب میاں بیوی کی ہرگز موافقت نہ ہوگی اور بیوی اپنے کو اوسکے نکاح میں رکھنا نہیں چاہتی تو بیوی مرد کو کچھ مہر وغیرہ واپس دیدے یا اور کچھ کم زیادہ دیکر پیچھا چھوڑا لے تو کچھ مضایقہ نہیں کیونکہ انکی باہم ساتھ رہنے میں روز مرہ کی نوکا مخاصمتی اور خدا نہ کردہ اس کی نافرمانی

## فوائد

(۱) مدینہ میں ایک عورت جمیلہ بنت عبداللہ بن ابی شکایہ تھی اور اُسکا خاوند ثابت بن قیس بن شماس بدشکل تھا جسقدر یہ اُسکو چاہتا تھا اوسیقدر اُس عورت کو اس سے نفرت تھی اسلئے ہر روز باہم بدمزگی اور رنجش رہتی تھی آخر الامر جمیلہ نے آنحضرت علیہ السلام سے عرض کیا کہ یا حضرت یہ دل اُس سے اچٹ گیا ہے اور خوف ہے کہ حقوق شوہر میں کمی کرنیسے مجھی مواخذہ ہو اسلئے آپ مجھکو اُس سے جدا کردیجئے آپنے بہت کچھ فہمایش کی مگر جب دیکھا کہ انکا باہم اتفاق مشکل ہے ثابت سے کہا کہ تو کیا چاہتا ہے اُسنے عرض کیا کہ بہتر مگر میں نے اسکو باغ دیا ہے یہ اُسکو واپس کردے جمیلہ نے کہا باغ کی ساتھ کچھ اور بھی لیکر مجھے چھوڑ دے حضرت نے فرمایا نہیں بلکہ صرف باغ

لیکر چھوڑ دے سوا دسنے باغ واپس کرکے اُسکو چھوڑ دیا یہ اول خلع ہے جو اسلام میں واقع ہوا سنن ابی داؤد سے ثابت ہے کہ اُسکا نام حضرت سہل نے
(۲) ظاہر آیت سے معلوم ہوتا ہے کہ خلع جب درست ہے کہ جو مرد و عورت کو خوف ہو کہ ہمسے حقوق زوجیت ادا نہو سکیں گے چنانچہ زہری
اور نخعی اور داؤد ظاہری کا یہی مذہب ہے۔ مگر جمہور مجتہدین حالت خوف اور غیر خوف دونوں میں درست کہتے ہیں بدلیل قولہ تعالیٰ فَاِنْ طِبْنَ
لَكُمْ عَنْ شَيْءٍ مِّنْهُ نَفْسًا فَكُلُوْهُ هَنِيْٓـًٔا مَّرِيْٓـًٔا کہ جو کچھ اپنی خوشی سے مہر میں سے وہ عورتیں تمکو دیدیں تو تمکو درست ہے پس جب بلا معاوضہ دینا
درست تھا تو خلع کیصورت میں کہ اُسکے بدلہ میں آزادی حاصل ہوتی ہے بدرجہ اولیٰ جائز ہے اور الا ان یخافا میں استثنا متصل
نہیں بلکہ منقطع جیسا کہ اس آیت میں وَمَا كَانَ لِمُؤْمِنٍ اَنْ يَّقْتُلَ مُؤْمِنًا اِلَّا خَطَـًٔا ای لکن ان کان خطاء فدیۃ ف خوف ف
اگر عورت کی جانب سے ہو کہ وہ سرکشی اور نافرمانی کرتی ہے تو اس صورت میں بالاتفاق مال لیکر چھوڑ دینا درست ہے
اور اگر صرف خاوند کیطرف سے کہ وہ عورت کو مارتا کوٹتا ہے اور تنگ کرکے اسکو اسبات پر مجبور کرتا ہے کہ وہ اس سے طلاق لے اور
اور مہر اور جو کچھ لیا ہے واپس دے سو یہ بالاتفاق حرام ہے جیسا کہ سورہ نساء میں فرماتا ہے وَلَا تَعْضُلُوْهُنَّ لِتَذْهَبُوْا
بِبَعْضِ مَآ اٰتَيْتُمُوْهُنَّ اور اگر دونو جانب سے خوف ہے تو بھی عند اللہ مرد کو یہ مال لینا درست نہیں لیکن بظاہر عدالت شریعت دلوا دے
اور اگر دونو جانب سے نہیں تو یہ وہی صورت اختلافی ہے کہ جسمیں زہری وغیرہ ایک طرف اور اکثر مجتہدین ایک طرف ہیں +
(۳) فامساک بمعروف او تسریح باحسان کے صاف معنے یہ ہیں کہ یہ دو طلاق کے بعد رجوع کرلے یا رجوع نکرے اور رجوع نکرنا ہی
چھوڑ دینا ہے یعنی تسریح باحسان بعض کہتے ہیں تسریح سے مراد تیسری طلاق ہے کہ پہر بالکل ہی جھگڑا پاک ہو جاوے اور پہر اگلی آیت فَاِنْ طَلَّقَهَا میں اسکا بیان ہے
(۴) الطلاق مرتان کہا اثنان نہ کہا اسمیں اسطرف اشارہ ہے کہ ہر چند طلاق بحالت مجبوری شریعت نے جائز رکھی ہے مگر جہانتک ممکن ہو گھر کو
نہ بگاڑے اور ایکبا تین یا دو طلاق نہ دے بلکہ بتفریق دے کیونکہ شاید غصہ یا اور کوئی رنجش دور ہو جاوے اور پہر ملاپ ہو جاوے اور جو ایکبار تعلق قطع کردیگا
موقع ہاتھ سے جاتا رہیگا اسلئے آنحضرت علیہ السلام نے بھی ایکبار کیا بلکہ ایک طہر میں تین طلاق دینے سے منع کیا ہے + داود + اور ابن حزم وغیرہ ظاہری
بھی سمجھ گئے کہ اگر دو یا تین طلاق ایکبار دیگا تو ایک ہی واقع ہوگی کیونکہ اسنے آپنی منع کیا ہوا ممنوع کا وجود شرعاً معتبر نہیں مگر ائمہ اربعہ اور جمہور اہل سنت
وجماعت کہتے ہیں منع ہونا اور بات ہے اور جو منع کام کو کرے تو پہر اُسکے وجود میں کیا انکار ہے زنا ہر چند شرعاً ممنوع ہے سو وہ بھی ممنوع ہے پہر اگر کوئی
زنا کریگا تو کیا زنا کا وجود نہ مانا جاویگا اوسپر حد نہ ماری جاویگی؟ یہ درست کہ تین یا دو طلاق ایکبار نہ دے اور جو کسینے دیں تو ضرور واقع
ہو جاوینگی اور اسپر بہت سی احادیث صحیحہ واقوال صحابہ وتابعین وظاہر آیت فان طلقها دلالت کرتے ہیں اور نظر صحیح بھی اسکو درست کہتی ہے
(۵) خلع یعنے مال لیکر طلاق دینا کیا ہے۔ ؟ حضرت علیؓ وعثمانؓ وابن مسعود وحسن بصری وشعبی ونخعی وعطاء وابن سیب وشریح ومجاہد
وطاؤس وزہری وسفیان ثوری وامام ابوحنیفہ اور ایک قول امام شافعی کا یہی ہے کہ یہ طلاق بائن ہے اور اسکو طلاق علیحدگی کہیں گے اسمیں
پوری عدت لازم ہوگی مگر ابن عباس اور طاؤس اور عکرمہ اور امام شافعی کا دوسرا قول یہ ہے کہ خلع فسخ ہے یعنی نکاح کو توڑ دینا
اسمیں ایک حیض تک عورت کو روکنا لازم ہے تاکہ حمل کا حال معلوم ہو جاوے پہر نکاح کرنیکا اختیار ہے +

فَإِنْ طَلَّقَهَا فَلَا تَحِلُّ لَهُ مِنْ بَعْدُ حَتَّىٰ تَنْكِحَ زَوْجًا غَيْرَهُ ۗ فَإِنْ طَلَّقَهَا فَلَا جُنَاحَ عَلَيْهِمَا أَنْ يَتَرَاجَعَا

پھر اگر اُسنے اُسکو (تیسری) طلاق ہی دیدی تو اب وہ عورت اُسکو حلال نہوگی جب تک کسی اور سے نکاح نکریگی پھر اگر وہ دوسرا خاوند اسکو طلاق دیدے تو پہلے خاوند اور عورت پر باہم ملاپ کرنیمیں کچھ گناہ نہیں

إِنْ ظَنَّا أَنْ يُقِيمَا حُدُودَ اللَّهِ ۗ وَتِلْكَ حُدُودُ اللَّهِ يُبَيِّنُهَا لِقَوْمٍ يَعْلَمُونَ ۝ وَإِذَا طَلَّقْتُمُ النِّسَاءَ

اگر وہ یہ جانیں کہ ہم حقوق زوجیت ادا کرینگے - اور یہ خدا کے احکام ہیں انکو بیان کرتا ہے سمجھنے والوں کے لئے - اور جب تم عورتوں کو طلاق دیدو

فَبَلَغْنَ أَجَلَهُنَّ فَأَمْسِكُوهُنَّ بِمَعْرُوفٍ أَوْ سَرِّحُوهُنَّ بِمَعْرُوفٍ ۖ وَلَا تُمْسِكُوهُنَّ ضِرَارًا لِّتَعْتَدُوا ۚ

اور وہ اپنی عدت پوری کرنیکو ہوں تو اُنکو یا دستور کے موافق رکھ لو یا اچھی طرح سے چھوڑ دو اور اُنکو ضرر پہونچانیکے لئے نرکھو کہ انپر زیادتی کرو

وَمَنْ يَفْعَلْ ذَٰلِكَ فَقَدْ ظَلَمَ نَفْسَهُ ۚ وَلَا تَتَّخِذُوا آيَاتِ اللَّهِ هُزُوًا ۚ وَاذْكُرُوا نِعْمَتَ اللَّهِ عَلَيْكُمْ وَمَا

اور جسنے ایسا کیا تو اسنے اپنی جانپر ظلم کیا اور خدا کے احکام سے مسخرہ پن نکرنا اور یاد کرو اللہ کی نعمتونکو جو تمپر ہیں اور وہ جو

ع الثلثة أَنْزَلَ عَلَيْكُمْ مِنَ الْكِتَابِ وَالْحِكْمَةِ يَعِظُكُمْ بِهِ ۚ وَاتَّقُوا اللَّهَ وَاعْلَمُوا أَنَّ اللَّهَ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيمٌ ۝ وَإِذَا طَلَّقْتُمُ

نازل کی تمپر کتاب اور حکمت کہ جس سے سمجھاتا ہے تمکو اور اللہ سے ڈرو اور جانو کہ اللہ ہر چیز سے واقف ہے اور جب تم طلاق دیدو

النِّسَاءَ فَبَلَغْنَ أَجَلَهُنَّ فَلَا تَعْضُلُوهُنَّ أَنْ يَنْكِحْنَ أَزْوَاجَهُنَّ إِذَا تَرَاضَوْا بَيْنَهُمْ بِالْمَعْرُوفِ ۗ ذَٰلِكَ يُوعَظُ بِهِ

عورتونکو اور وہ اپنی عدت تمام کرچکیں تو اب اونکو نہ روکو انکے خاوندونسے نکاح کرنیسے جبکہ وہ باہم دستور کے موافق راضی ہوجاویں - تم میں سے یہ نصیحت اسکو ملتی ہے

مَنْ كَانَ مِنْكُمْ يُؤْمِنُ بِاللَّهِ وَالْيَوْمِ الْآخِرِ ۗ ذَٰلِكُمْ أَزْكَىٰ لَكُمْ وَأَطْهَرُ ۚ وَاللَّهُ يَعْلَمُ وَأَنْتُمْ لَا تَعْلَمُونَ ۝

کہ جو اللہ پر اور قیامت کے دن پر ایمان رکھتا ہے - یہ ستھری بات ہے تمہارے لئے اور پاکیزہ - اور اللہ ہی جانتا ہے تم نہیں جانتے

## ترکیب

فان طلقها شرط فلا تحل فعل ضمیر ہی راجع عورت کیطرف فاعل لا متعلق لا یحل من بعد متعلق فعل مذکور حتی غایۃ لا تحل تنکح فعل ضمیر ہی + فاعل زوجا مفعول موصوف غیرہ صفت یہ تمام جملہ جواب شرط فان طلقہا ای الزوج الثانی جملہ شرط فلا جناح علیہما ای المرۃ والزوج الاول ان یتراجعا فی محذوف جملہ جواب شرط ان شرطیہ ظنا فعل الزوجان فاعل ان یقیما الخ جملہ مفعول پہ سب شرط اور فلا جناح دال برجزا ملک مبتدا احد دو اللہ خبر موصوف یبینہا الخ جملہ صفت واذا طلقتم النسا شرط فامسکوہن الخ جواب ضرارا مفعول لہ تمسکوہن و ما معطوفہ ہے نعمت اللہ پر ان تنکحن ای من ان تنکحن باقی صاف ہے

## تفسیر

اس آیت میں طلاق کے متعلق پانچوان حکم بیان فرماتا ہے وہ یہ کہ اگر اوسنے تیسری طلاق بھی دیدی تو اب جو رجوع کرنیکا حق خاوند کو باقی رہا تھا کل اُسکو اختیار سے باہر عورت ہوگئی اب جو یہ شخص اوس عورت سے ملاپ کرنا چاہے تو اسکو یہ عورت اسوقت حلال ہوگی کہ جب وہ شخص سے نکاح کریگی (اور وہ اس سے صحبت کریگا جیسا کہ صحیحین میں حدیث زنِ رفاعہ سے ثابت ہے[۵۷]) پھر وہ شخص اُسکو طلاق دیدے سو اب گراں کو گمان ہو کہ ہم باہم سلوک و محبت سے گزران کرینگے اور حقوق زوجیت پورے قایم رکھینگے تو ان کا

[۵۷] بخاری اور مسلم نے روایت کیا ہے آنحضرتؐ کے پاس رفاعہ کی بیوی نے آکر عرض کیا کہ یا حضرت مجھکو رفاعہ نے طلاق دی ہی پھر میں عبدالرحمن بن زبیر سے نکاح کر لیا مگر یہ سست نکلا آپنے فرمایا تو چاہتی ہے کہ پھر رفاعہ کے پاس جاوے اوسنے عرض کیا کہ ہاں آپنے فرمایا یہ نہیں ہوگا جب تک کہ تیرا مزہ اسکا اور تو اوسکا مزہ سے واقف نہو لے یعنے باہم جماع نہوئے ۱۲ منہ

رجوع کرنا یعنے بعد عدت کے پھر نکاح کرنا درست ہے + مگر یہ شخص جس سے کہ حلالہ کیلئے نکاح ہوا ہے شرط کرے کیونکہ حضرت نے ایسی صورت میں دونوں پر لعنت کی ہے بلکہ اس شخص کو اختیار رہے چاہئے طلاق نہ دیوے + اس میں سر یہ ہے کہ خاوند اول تین طلاق دینے کی پوری سزا پاکر پھر کبھی ایسی بے جا حرکت کا قصد نہ کرے **واضح** ہو کہ طلاق دینے کے بعد عورت کے تین حال ہیں (۱) یہ کہ مرد اُس سے جماع کرلے یعنے عدت کے اندر ملاپ کرے سو اسکو فامساک بمعروف میں بیان فرمایا (۲) یہ کہ رجوع نکرے یہانتک کہ عدت تمام ہوجاوے اور بالکل جدائی ہوجاوے اسکو تسریح باحسان میں ظاہر فرمایا (۳) یہ کہ تیسری طلاق دیکر بالکل انقطاع کردے جیسا کہ اس آیت میں فرمایا فان طلقہا الخ الطلاق مرتان کے بعد فان طلقہا متصل ہے اور ان دونوں آیتوں کے بیچ میں ولا یحل لکم الخ آیت خلع بطور جملہ معترضہ آگئی ہے +

جمہور مجتہدین و ائمہ محدثین کا اس بات پر اتفاق ہے کہ تیسری طلاق کے بعد بغیر اسکے کہ اس عورت سے اور شخص نکاح کرکے صحبت کرے اور پھر طلاق دے اور عدت گزرے اول شوہر کو یہ عورت حلال نہیں ہوتی اسکے بعد خدا تعالیٰ فرماتا ہے واذا طلقتم النساء سو لیکر واعلموا ان اللہ بکل شیء علیم تک عدت کے ایام میں رجوع کرنے کی کیفیت اور اسکے احکام کو (کہ یا بالکل ترک تعلق کردے یا رجوع کرلے اور ضرر دینے کی نیت سے رجوع نکرو اور ان باتوں میں کوتاہی کرکے احکام الٰہی سے تجاوز نکرو) بیان فرمایا جسطرح کہ الطلاق مرتان الخ میں کیفیت طلاق بیان کی تھی + اور یہاں جو فبلغن اجلہن فرمایا ہے اسکے معنے قریب کے ہیں جیسا کہ شہر کے قریب پہونچے ہیں تو کہدیتے ہیں قد بلغنا + پھر واذا طلقتم النساء فبلغن اجلہن فلا تعضلوہن تک عدت کے بعد کا حکم بیان فرماتا ہے کہ عدت کے بعد اون عورتوں کو نکاح سے نہ روکو اور جو وہ اپنے پہلے خاوندوں سے رضامند ہوجاویں تو منع نکرو + اسکے شان نزول میں یوں منقول ہے **معقل** بن یسار کی بہن کو اُسکے خاوند **جمیل** بن عبداللہ بن عاصم نے طلاق دی اور عدت کے بعد پھر پشیمان ہوکر اوس سے نکاح کی درخواست کی عورت نے منظور کرلیا مگر معقل بن یسار نے خفا ہوکر روکدیا اسپر یہ آیت نازل ہوئی تب معقل نے کہا میں خدا کے حکم پر راضی ہوں رواہ الحاکم - اسمیں کوئی شک نہیں کہ جب عورت ایک مدت ایکدوسرے کے پاس رہکر معاشرت کرچکی ہو اور کسی سبب سے باہم طلاق کی نوبت پہنچے مگر پھر باہم ایک تعلق باقی رہنے کے لئے خاوند دونکی سمجھ نکاح کرنیکا ارشاد ہوا اور اسکی حکمت کو شاید تم نہ جانتے ہو کے لفظ میں بیان فرمایا پھر واللہ یعلم وانتم لا تعلمون میں اور بھی توضیح کردی

## مخالفین اسلام

طلاق کے بارہ میں بھی معترض کیا کرتے ہیں کہ شریعت نے ایسے مکروہ مسئلہ کو جائز کیونکر کہا کہ جو باہمی محبت اور تمدن کے برخلاف ہے یعنے طلاق اسکا جواب یہ ہے کہ ہمیں کونسی شے ہے کہ طلاق مکروہ چیز ہے اور اسلئے نبی صلعم نے فرمایا کہ یہ خدا کے نزدیک نہایت ناپسند ہے اور جو عورت بغیر کسی علاج ضرورت کے طلاق لیگی اوسپر جنت کی بو بھی حرام ہوگی مگر اسمیں بھی کوئی شبہ نہیں کہ میاں بیوی کو تمام عمر ملکر گزارنی چاہئے اور یہ بھی ظاہر ہے کہ خود خصلت کا موافق ہونا ضروری بات ہے علاوہ اسکے سیکڑوں ایسی سخت ضرورتیں پیش ہوجاتی ہیں کہ جنکا علاج بجز طلاق کے اور کچھ نہیں اسلئے اس شریعت نے نہ یہ کیطرح افراط کو دخل دیا کہ خواہ مخواہ بھی ذرا سی بات پر طلاق دینکی اجازت دی بلکہ اول تو فرمایا کہ عورتونکی کج خلقی پر صبر کیا کرو انکے ساتھ نہایت سلوک و احسان کیساتھ پیش آیا کرو عورتوں کو سمجھایا کہ تمہیں مرد ونکی اطاعت اور حفظ ناموس اور خیر خواہی ضرور ہے اسکے بعد اشد ضرورت کیلئے طلاق کی اجازت دی مگر اُسکی ساتھ یہ باتیں ملحوظ رکھیں تاکہ پھر ملاپ ہوجاوے اول یہ کہ طہر میں طلاق دی شاید حیض کیوقت کسی بات پر نفرت آگئی ہو دوم یہ کہ تین طلاق نہ دی شاید پھر ملاپ ہوجاوے اور غصہ فرو ہوکر سمجھ آجاوے سو ایک عدت کے بعد ہی ملاپ کا راستہ کھلا اور جیسا اُنکی طرح تمہارے کو کام فرمایا کہ عورت کیا ہوئی بلا ہوگئی کچھ ہی کرو جدا نہ ہو سکی جسکا نتیجہ ہم انگلینڈ میں یہ دیکھتے ہیں کہ عمر بھر کی زندگی تلخ ہوجاتی ہے ایک دوسرے کی موت کا جویاں

وَالْوَالِدٰتُ يُرْضِعْنَ اَوْلَادَهُنَّ حَوْلَيْنِ كَامِلَيْنِ لِمَنْ اَرَادَ اَنْ يُّتِمَّ الرَّضَاعَةَ ۭ وَعَلَى الْمَوْلُوْدِ لَهٗ

اور مائیں اپنے بچوں کو پورے دو برس دودھ پلاویں یہ اسکے لئے ہے کہ جو دودھ پلانیکی مدت پوری کرنی چاہئے - اور جس کا بچہ ہے اُس (یعنے باپ) پر

رِزْقُهُنَّ وَكِسْوَتُهُنَّ بِالْمَعْرُوْفِ ۭ لَا تُكَلَّفُ نَفْسٌ اِلَّا وُسْعَهَا ۚ لَا تُضَاۗرَّ وَالِدَةٌۢ بِوَلَدِهَا وَلَا

دودھ پلانیوالیوں کا کھانا اور کپڑا دستور کے موافق - کسیکو تکلیف نہیں دیجاتی مگر اوسکی گنجایش کے موافق - نہ تو ماں کو اُسکے بچہ سے ضرر دیا جاوے اور نہ

مَوْلُوْدٌ لَّهٗ بِوَلَدِهٖ ۚ وَعَلَى الْوَارِثِ مِثْلُ ذٰلِكَ ۚ فَاِنْ اَرَادَا فِصَالًا عَنْ تَرَاضٍ مِّنْهُمَا وَتَشَاوُرٍ فَلَا جُنَاحَ

باپ کو اسکی اولاد کیوجہ سے - اور وارث پر بھی اسیقدر ہے - پھر اگر دونوں اپنی رضامندی اور مشورہ سے دودھ بڑھانا چاہیں تو اُنپر کچھ گناہ

عَلَيْهِمَا ۭ وَاِنْ اَرَدْتُّمْ اَنْ تَسْتَرْضِعُوْٓا اَوْلَادَكُمْ فَلَا جُنَاحَ عَلَيْكُمْ اِذَا سَلَّمْتُمْ مَّآ اٰتَيْتُمْ بِالْمَعْرُوْفِ ۭ

نہیں ہے - اور اگر کسی اور سے دودھ پلوانا چاہو اپنی اولاد کو تو تمپر کچھ گناہ نہیں جبکہ تمنے حوالہ کر دیا ہے جو دینا کیا ہے اچھی طرح سے

وَاتَّقُوا اللّٰهَ وَاعْلَمُوْٓا اَنَّ اللّٰهَ بِمَا تَعْمَلُوْنَ بَصِيْرٌ ۝

اور اللہ سے ڈرو اور جان لو کہ تمہارے کام کو خدا دیکھ رہا ہے

## ترکیب

والوالدت مبتدا یرضعن الخ خبر اولادہن مفعول یرضعن حولین موصوف کاملین صفت یہ ظرف - لمن ارادالخ ثابت کے متعلق ہو کر خبر ہی مبتدا محذوف کی

اسے ذلک لمن ارادہ - رزقہن معطوف علیہ وکسوتہن معطوف دونوں ذی الحال بالمعروف حال اور عامل اسمیں معنی استقرار ہیں یہ متعلق علی المولود لہ

مفعول یہ صلہ خبر ہیں یہ جملہ معطوف ہے اول جملہ اسمیہ پر - لاتکلف فعل مجہول نفس مفعول مالم یسم فاعلہ الا وسعہا مفعول ثانی لاتضار فعل مجہول

اصل میں لاتضار رصیغہ نہی اور ر کو متحرک التقار ساکنین کیوجہ سے کیا اور فتح مجانست الف کیوجہ سے دیا اور بعض نے ر کو مرفوع بھی پڑہا ہی

والدۃ مفعول مالم یسم فاعلہ بولدہا ای لسبب ولدہا ولا مولود لہ معطوف ہے والدۃ پر اسے لایضار مولود لہ بولدہ باقی صاف ہے

## تفسیر

یہہ دسواں حکم رضاعت کا ہے - طلاق کے بعد میان بیوی میں ایک قسم کی دشمنی اور نفرت پیدا ہو جایا کرتی ہی اور ایسی حالت میں بالخصوص جبکہ عورت کو کسی اور سے

نکاح کرنا مدنظر ہوتا ہی تو خواہ مخواہ بچہ سے ہی اتفاق ہوتی ہی اور اس کو دودھ پلانیمیں ہی تکرار کرتی ہی خصوصاً اسلئے بھی کہ پہلے شوہر کو بچہ کی پرورش میں زیادہ

اور کبھی مرد یہہ چاہتا ہی کہ اسسے اپنا بچہ چھین کر کسی اور سے دودھ پلوائی اور اپنی پیاری کو اوسکو فراق سے تڑپائی اسلئے اسکے بعد اس امر میں بھی بچہ پر رحم کہا کر فیصلہ کر دیا

کہ بچہ کی مائیں کامل دو برس تک اپنے بچہ کو دودھ پلائیں اور ان کا باپ اسکے معاوضہ میں دستور کے موافق اونکو روٹی کپڑا یا نقد تنخواہ دے حسب مقدور

نہ ماں کو کسی نوع کی بچہ کیوجہ سے تکلیف دیجائی کہ اسسے بچہ چھین لیا جاوی یا دستور سے کم اوسکو نان و نفقہ دیا جاوی اور نہ باپ کو تکلیف دیجائی کہ اُسکے مقدور سے

زیادہ داوس سے طلب کیا جاوی اور بچہ کو اوسکے پاس پہنچا کر چلی جاوی - اور جو باپ نہو تو اسکے بعد اسکے ذی رحم وارثوں پر بھی نان و نفقہ لازم ہے +

اور جو باہمی مشاورہ کر کے اور مصلحت سمجھکر دو برس سے پیشتر دودہ بڑہانا چاہیں تو کچھ مضائقہ نہیں - اور جو کسی مصلحت سے یہ منظور ہو کہ اور عورت سے بچہ کو دودہ پلوائیں تو اسمیں بھی کچھ جرم نہیں مگر جو کچھ تنخواہ مقرر ہو جاوے تو اُس کو دیدینا چاہئے +

## فوائد

(۱) بظاہر یہہ حکم طلاق دی ہوئی عورت کیلئے ہے کہ اسقدر مدت دودہ پلائے اور اُسکو روٹی کپڑا دیا جاوے الخ مگر حکم عام ہے گہر کی بیوی کو بھی یہی حکم ہے اور اگر دودہ پلانے کیوجہ سے اسکو کچھ دیا جاوے تو یہہ اُس حق زوجیت کو مانع نہیں +

(۲) حولین کاملین یعنی پوری دو برس کی مدت تک دودہ پلانا کوئی ضروری بات نہیں بلکہ اگر ضرورت پیش آوے تو اس سے پہلی ہی فطام ہو سکتا ہے یعنے دودہ بڑہ سکتا ہے جسکو فصال کیسا تھ تعبیر کیا ہے اور دو برس کی مدت اسلئے مقرر ہوئی ہے کہ اگر اس سے پہلے باہم مشاورہ کے بغیر مرد یا عورت دودہ بڑہائی تو نہ بڑہا سکے اور یہہ بھی ہے کہ جو احکام رضاعت کے متعلق ہیں کہ دودہ سے بہائی بہن ہو جاتے ہیں وہ اسی مدت کے اندر معتبر ہے اسکے باہر نہیں بظاہر آیت سے امام شافعی اور علقمہ اور شعبی اور ظہری نے دو برس رضاعت کی مدت قرار دی اور یہی رائے حضرت علی اور ابن مسعود اور ابن عباس رضوان اللہ علیہم کی ہے اور صاحبین کا بھی یہی قول ہے امام ابو حنیفہ کہتے ہیں ڈہائی برس کی مدت ہے اُنکی دلیل یہ آیت ہے وَحَمْلُهُ وَفِصَالُهُ ثَلٰثُوْنَ شَهْرًا کہ حمل اور فصال کی مدت ڈہائی برس ہے اور اس آیت میں جو دو برس کامل مذکور ہیں تو صرف اجرت رضاعت کیلئے - اور ائمہ اس آیت کا جواب دیتے ہیں کہ اسمیں ہر ایک مستقل مدت نہیں بیان کی بلکہ دونوں کی مجموعی مدت جس سے حمل کی ادنی مدت چھ مہینے اور رضاعت کی دو برس لیگئی اور احادیث اور آثار صحابہ و قیاس کی تائید کرتے ہیں

(۳) عورت پر بچہ کا دودہ پلانا عموماً واجب نہیں بلکہ مستحب ہے اور یہ رضعن سے بھی یہی مراد ہے اور اسلئے دوسری جگہ اسکی تصریح آگئی ہے فَاِنْ اَرْضَعْنَ لَكُمْ فَاٰتُوْهُنَّ اُجُوْرَهُنَّ یعنے اگر وہ تمہاری اولاد کو دودہ پلائیں تم اُنکی اجرت انکو دو وَاِنْ تَعَاسَرْتُمْ فَسَتُرْضِعُ لَهٗۤ اُخْرٰى اور جو تنگدستی ہو تو اور سے دودہ پلوالو - مگر بچہ کے حق میں بہتر یہی ہے کہ وہ اپنی ماں کا دودہ پیوے کیلئے کہ جو شفقت اُسکو ہوگی وہ اور کو کب ہو سکتی ہے اور نیز اسکا دودہ زیادہ تر اُسکو موافق پڑتا ہے اور اسلئے ماں کو بچہ پر رحم دلانیکے لئے اولادہن فرمایا کہ اپنے بچونکو دودہ پلائیں اور باپ کو شفقت دلانیکو مولود لہ کہا - اور جب بچہ سوا ماں کے اور کا دودہ نہیں پیتا یا والد کو اُسے دودہ پلوانیکی بالکل طاقت نہیں تب ماں کو ہی پلانا واجب ہے

(۴) اذا سلمتم ما اتیتم پلائی کی اجرت اوسیوقت سپرد کرنی واجب نہیں بلکہ جو قرار داد ہو جاوے اور جسطرح طے ہو جاوے لیکن اوسیوقت دینی سے دل خوش ہو جاتا ہے اسلئے یہہ لفظ آیا +

سب کے بعد خدا نے ان حقوق کی رعایت رکھنے کیلئے ایک ایسا کلمہ ذکر کیا کہ جس سے ہر ایماندار کے دل پر ایک چوٹ سی لگتی ہے وہ یہ کہ اول فرمایا واتقوا اللہ اوسکے بعد یہ فرمایا واعلموا ان اللہ بما تعملون بصیر +

حقیقت میں ان باہمی حقوق کی رعایت بغیر خدا ترسی کی ممکن نہیں عدالت دنیاوی اور احکام کہاں تک بندوبست کر سکتے ہیں اور اسلئے جب تک دنیا میں خدا ترسی اور انبیاء اور انکے جانشینوں کی ذریعہ سے تنفیذ احکام ہوتی رہی اچھی ہوئی مگر جب صرف قانون حکومت رہگیا تو معاشی و جسمانی

وَالَّذِيْنَ يُتَوَفَّوْنَ مِنْكُمْ وَيَذَرُوْنَ اَزْوَاجًا يَّتَرَبَّصْنَ بِاَنْفُسِهِنَّ اَرْبَعَةَ اَشْهُرٍ وَّعَشْرًا ۚ فَاِذَا بَلَغْنَ

اور جو تم میں سے مرجاویں اور بیویں چھوڑیں تو اُن بیونکو چار مہینے دس روز اپنے نفس کو روکنا چاہئے (یعنے عدت کرنا چاہئے) پھر جب وہ اپنی

اَجَلَهُنَّ فَلَا جُنَاحَ عَلَيْكُمْ فِيْمَا فَعَلْنَ فِيْٓ اَنْفُسِهِنَّ بِالْمَعْرُوْفِ ۭ وَاللّٰهُ بِمَا تَعْمَلُوْنَ خَبِيْرٌ ۝ وَلَا جُنَاحَ

عدت پوری کرچکیں تو تمپر اس کام میں کہ جو وہ اپنے لئے دستور کیموافق کریں کچھ برائی نہیں۔ اور اللہ جو کچھ تم کر رہے ہو اس سے خبردار ہے اور نہ تمپر سبانیدیکھ

عَلَيْكُمْ فِيْمَا عَرَّضْتُمْ بِهٖ مِنْ خِطْبَةِ النِّسَاۗءِ اَوْ اَكْنَنْتُمْ فِيْٓ اَنْفُسِكُمْ ۭ عَلِمَ اللّٰهُ اَنَّكُمْ سَتَذْكُرُوْنَهُنَّ

گناہ ہے کہ تم اُن عورتونسے اشارتاً نکاح کا پیغام بھیجو یا اسکو دلمیں پوشیدہ رکھو۔ خدا جانتا ہے کہ تمکو اون عورتوں کا خیال پیدا ہوگا

وَلٰكِنْ لَّا تُوَاعِدُوْهُنَّ سِرًّا اِلَّآ اَنْ تَقُوْلُوْا قَوْلًا مَّعْرُوْفًا ۬ وَلَا تَعْزِمُوْا عُقْدَةَ النِّكَاحِ حَتّٰى يَبْلُغَ الْكِتٰبُ

ولیکن اونسے خفیہ وعدہ نکرو بجز اسکے کہ کوئی نیک بات کہو اور نہ قصد کرو عقد نکاح کا جب تک کہ عدت

اَجَلَهٗ ۭ وَاعْلَمُوْٓا اَنَّ اللّٰهَ يَعْلَمُ مَا فِيْٓ اَنْفُسِكُمْ فَاحْذَرُوْهُ ۚ وَاعْلَمُوْٓا اَنَّ اللّٰهَ غَفُوْرٌ حَلِيْمٌ ۝

پوری نہوئے اور جان لو کہ خدا جانتا ہے تمہارے دل کی بات سو اوس سے ڈرتے رہو اور جان لو کہ اللہ بخشنے والا بردبار ہے

## ترکیب

والذین الخ مبتدا خبر لفظ بعد ہم خبر۔ من خطبۃ النساء یہ جار مجرور موضع حال میں ہے بہ سے سرا مفعول بہ ہے کیونکہ یہ بمعنی نکاح ہے ای لا تواعدن نکاحا اور ممکن ہے کہ مفعول مطلق ہو ای مواعدۃ سرا و قیل تقدیرہ فی سر سویہ نظر ہے الا ان تقولوا استثنا منقطع ہے مدلول نہی ہے ای لا تواعدن مواعدۃ ما الا مواعدۃ معروفۃ

## تفسیر

چونکہ پہلی آیتوں میں عدت طلاق اور رضاعت کے مسائل مذکور تھے اسلئے اس مسئلہ کو جسقدر باقی تھا پورا کردیا یعنے عدت وفات کا ہی حکم بیان کردیا یہ ان حکموں سے ہے جو نسخ ہوگئے فرماتا ہے جو لوگ بیوین چھوڑ مریں تو اُنکی بیونکو چار مہینے دس روز تک کنا چاہئے نکاح نہ کرنا جو چیزیں نکاح کی اسباب ہیں اُنکو عمل میں لاویں زینت سرما کاجل اور نہ بغیر ضرورت اوس گھر سے باہر جاویں یہ سب باتیں تبرض سے سمجھی جاتی ہیں اور خود نبی علیہ السلام نے تشریح کردی ہے۔ اگر بیوہ کو حمل ہے تو اسصورت میں حمل جنجانے سے عدت جیسا کہ اس آیت میں ہے واولات الاحمال اجلھن ان یضعن حملھن۔ اور عدت کے بعد جو کچھ وہ دستور کیموافق کریں خواہ نکاح ثانی کریں یا زینت تو اُنکو منع نہ کرو اور نہ تم پر کچھ گناہ ہے عورتونکو نکاح اور اُسکے دواعی سے روکا تو مردونکو بھی منع کیا کہ تم نہ اونکو صراحتاً نکاح کا پیغام دو اور نہ عدت کے تمام ہونیسے پیشتر نکاح کرنیکا تہیا کرو اور نہ خفیۃً نکاح کا اونسے وعدہ کرو (کیونکہ ان سب باتونسے عورت کے دلمیں ہیجان پیدا ہوتا ہے) البتہ اسکا مضائقہ نہیں کہ اشارتاً اونپر اپنا ارادہ ظاہر کردو کہ میں تجھسے رغبت رکھتا ہوں یا میرا ارادہ نکاح کرنیکا ہے وغیرذلک مگر جو کچھ کہے نیک بات کہے خفیہ آشنائی اور لگاوٹ اور فحش باتیں نکرے یا دلمیں اُسے نکاح کرنیکی خواہش رکھے اسمیں بھی کچھ گناہ نہیں کیونکہ یہ انسانکا مقتضی طبیعت ہے ان سب باتونکے بعد فرمایا کہ وہ تمہارے دلونکی باتیں جانتا ہے اوسسے ڈرو۔ خطبۃ۔ بالکسر منگنی اور پیغام نکاح کو کہتے ہیں اور بالضم خطبہ پڑھنا یعنی کوئی ترغیب و ترہیب کا مضمون بیان کرنا جیسا کہ جمعہ اور عیدین اور دیگر اوقات میں ہوتا ہے اگلے ایک آیت ہے کہ جسمیں عدت وفات برس روز کی ہے اوس کا حکم اس آیت سے منسوخ ہوگیا۔ عدت عظمت نکاح اول کیلئے اور نیز حمل اور نسب کی تمیز کیلئے مقصود ہے

لَا جُنَاحَ عَلَيْكُمْ إِنْ طَلَّقْتُمُ النِّسَاءَ مَا لَمْ تَمَسُّوهُنَّ أَوْ تَفْرِضُوا لَهُنَّ فَرِيضَةً ۖ وَمَتِّعُوهُنَّ عَلَى الْمُوسِعِ

تمہارے ذمہ میں کچھ گناہ نہیں کہ تم عورتوں کو طلاق دیدو ہاتھ لگانے سے پہلے یا اونکے لئے مہر معین کرنے سے پہلے اور ان طلاق دی ہوئی عورتوں کو خرچ دو مقدور والے پر

قَدَرُهُ وَعَلَى الْمُقْتِرِ قَدَرُهُ ۚ مَتَاعًا بِالْمَعْرُوفِ ۖ حَقًّا عَلَى الْمُحْسِنِينَ ۝ وَإِنْ طَلَّقْتُمُوهُنَّ مِنْ قَبْلِ أَنْ

اور سکے موافق اور تنگدست پر اسکے موافق خرچ دینا حسب دستور لازم ہے نیک بختوں پر۔ اور اگر تمنے اونکو ہاتھ لگانے سے پہلے طلاق دی اور

تَمَسُّوهُنَّ وَقَدْ فَرَضْتُمْ لَهُنَّ فَرِيضَةً فَنِصْفُ مَا فَرَضْتُمْ إِلَّا أَنْ يَعْفُونَ أَوْ يَعْفُوَ الَّذِي بِيَدِهِ

اور اُنکے لئے مہر مقرر کر چکے ہو تو نصف ادا مہر معین دینا لازم ہے مگر اُس صورت میں کہ وہ عورتیں معاف کر دیں یا وہ معاف کر دے کہ جسکے اختیار میں

عُقْدَةُ النِّكَاحِ ۚ وَأَنْ تَعْفُوا أَقْرَبُ لِلتَّقْوَىٰ ۚ وَلَا تَنْسَوُا الْفَضْلَ بَيْنَكُمْ ۚ إِنَّ اللَّهَ بِمَا تَعْمَلُونَ بَصِيرٌ ۝

نکاح باندھنا تھا۔ اور تمہارا معاف کرنا تقویٰ سے زیادہ نزدیک ہے۔ اور نہ بھلا دو آپس کے احسان کو۔ تحقیق اللہ تمہارے کام دیکھ رہا ہے

## ترکیب

مالم تمسوہن ما مصدریہ اور زبان اسکی ساتھ محذوف ہے تقدیرہ فی زمن ترک مسہن اور بعض کہتے ہیں ما شرطیہ ہے ای ان لم تمسوہن فریضۃ فعیلۃ بمعنی مفعولۃ مفعول بہ ہے ومتعوہن معطوف ہے محذوف پر تقدیرہ فطلقوہن ومتعوہن علی الموسع خبر ہے مبتدا محذوف کی متعوہن علی الموسع پھر یہ جملہ موضع حال میں ہے فاعل سے اور ممکن ہے کہ مستانفہ ہو متاعا اسم مصدر ہے اور مصدر تمتع ہے حقا مفعول مطلق اے حق ذلک حقا وقد فرضتم موضع حال میں ہے الا ان یعفون ان اور فعل موضع نصب میں ہے والتقدیر فعلیکم نصف ما فرضتم الا فی حال العفو

## تفسیر

یہ تیسرا حکم ہے واضح ہو کہ جن عورتوں کو طلاق دیجاتی ہے اونکی چار قسم ہیں **قسم اول** یہ کہ اون کا مہر ہی معین ہوا اور یہ انسے خلوت کر کے طلاق دی گئی ہو اونکا حکم پہلی آیتوں میں بیان ہو چکا کہ اونکو پورا مہر دینا چاہئے اور تنگ کر کے اونسے کچھ واپس لینا نہ چاہئے اور انکی عدت تین حیض ہے **قسم دوم** وہ کہ اونکی نہ مہر معین ہوا اور نہ اونسے خلوت ہوئی ہو بلکہ صرف نکاح کر کے طلاق دیدی ہو اون کا حکم اس آیت میں ہے لاجناح ہی لیکر حقا علی المحسنین تک بیان ہوا یہ کہ اونکے لئے مہر نہیں بلکہ اُسکو دستور کیموافق متعہ یعنی خرچ دینا چاہئے **قسم سوئم** وہ عورتیں ہیں کہ جنکا مہر تو معین ہو مگر خلوت نہیں ہوئی ہو اور طلاق دی گئی ہو اونکا حکم اس آیت میں ہے وان طلقتموہن من قبل ان تمسوہن الایہ وہ یہ کہ انکو آدھا مہر ملے۔ ان دونوں قسموں میں عورت پر عدت لازم نہیں آتی جیسا کہ سورہ احزاب میں فرماتا ہے اذا نکحتم المومنات ثم طلقتموہن من قبل ان تمسوہن فما لکم علیہن من عدۃ تعتدونہا فمتعوہن **چوتھی قسم** یہ کہ عورت سے نکاح کر کے صحبت بھی کی ہو لیکن اُس کا مہر معین نہ کیا ہو پر اُسکو طلاق دیدے تو اس کا حکم اس آیت میں ہے فما استمتعتم بہ منہن فاتوہن اجورہن کہ انکو مہر مثل دینا چاہئے یعنے جو مہر کہ اس عورت کے کنبہ کی عورتوں کا مہر ہے وہ ملیگا +

فی حکم الطلاق

متعہ اور متاع لغت میں ہر اس چیز کو کہتے ہیں کہ جس سے تھوڑی دیر فائدہ حاصل ہو اور اسلئے دینا کو متاع کہتے ہیں اس سے مراد یہاں خرچ ہے جسکی تعداد کچھ نہیں اور فی مرتبہ عورت کے کپڑے اور زیادہ مقدار نصف مہر ہے واجب ہے الذی بیدہ عقدۃ النکاح سے مراد حضرت علی اور سعید بن المسیب بیت سے تابعین اور امام ابو حنیفہ کے نزدیک عورت کا میان ہے کہ اسکی یا تہ میں نکاح ہے پس اگر معاف کر دیا یعنے دیدیا اور پورا ہو سکتا اور امام شافعی اور حسن اور مجاہد اور علقمہ کہتے ہیں اس سے مراد ہے وہ شخص کہ جسکے ہاتھ میں عورت کا نکاح ہے یعنے باپ یا دادا کی اجازت سے کہ نکاح کرا دیا ہے تمہارے بیٹے یا عورت معاف کر دی یا دادا کی اجازت سے معاف کر دی نصف ساقط ہی

حَافِظُوا عَلَى الصَّلَوَاتِ وَالصَّلٰوةِ الْوُسْطٰى وَقُوْمُوْا لِلّٰهِ قٰنِتِيْنَ ۝ فَاِنْ خِفْتُمْ فَرِجَالًا اَوْ

محافظت کرو نمازوں کی اور بیچ والی نماز کی اور کھڑے ہوا کرو اللہ کے آگے ادب سے - پھر اگر تمکو ڈر ہو تو پیادہ پڑھ لو یا

رُكْبَانًا ۚ فَاِذَآ اَمِنْتُمْ فَاذْكُرُوا اللّٰهَ كَمَا عَلَّمَكُمْ مَّا لَمْ تَكُوْنُوْا تَعْلَمُوْنَ ۝ وَالَّذِيْنَ

سوار ہو کر - پھر جب تم امن پاؤ تو اللہ کو یاد کرو جسطرح کہ اس نے تمکو بتلائی وہ باتیں کہ جو تم جانتے نہ تھے اور جو

يُتَوَفَّوْنَ مِنْكُمْ وَيَذَرُوْنَ اَزْوَاجًا ۙ وَّصِيَّةً لِّاَزْوَاجِهِمْ مَّتَاعًا اِلَى الْحَوْلِ غَيْرَ اِخْرَاجٍ ۚ فَاِنْ

تم میں سے مر جاویں اور بیویں چھوڑیں تو وصیت کریں اپنی بیویوں کیلئے خرچ دینا ایک برس تک بغیر نکالدینے کے پھر اگر

خَرَجْنَ فَلَا جُنَاحَ عَلَيْكُمْ فِيْ مَا فَعَلْنَ فِيْٓ اَنْفُسِهِنَّ مِنْ مَّعْرُوْفٍ ۭ وَاللّٰهُ عَزِيْزٌ حَكِيْمٌ ۝ وَلِلْمُطَلَّقٰتِ

وہ خود نکل جاویں تو تمپر اوس بات میں کہ جو وہ اپنے لئے دستور کے موافق کریں کچھ گناہ نہیں - اور اللہ زبردست ہے حکمت والا - اور طلاق دی ہوئی عورتوں

مَتَاعٌۢ بِالْمَعْرُوْفِ ۭ حَقًّا عَلَى الْمُتَّقِيْنَ ۝ كَذٰلِكَ يُبَيِّنُ اللّٰهُ لَكُمْ اٰيٰتِهٖ لَعَلَّكُمْ تَعْقِلُوْنَ ۝

خرچ دینا دستور کے موافق لازم ہے پرہیزگاروں کو - اسیطرح بیان کر دیتا ہے تمہارے لئے اللہ اپنے احکام تاکہ تم سمجھو

## ترکیب

رجالا حال ہے محذوف سے تقدیرہ فصلوا رجالا جمع راجل کما علمکم کاف موضع نصب میں ہے اسے ذکرا مثل ما علمکم والذین یتوفون مبتدا خبر محذوف اسے یوصون متاعا مصدا سلئے کہ یوصون بمعنی یمتعون ای یمتعون متاعا غیر اخراج حال ہے وللمطلقات خبر متاع مبتدا حقا مفعول مطلق

## تفسیر

پہلی آیت میں اللہ تعالیٰ نے تقوی اور احسان کا ذکر کیا تھا اور یہ بھی فرمایا تھا کہ آپس کی بزرگی کا لحاظ رکھو اس موقع پر خدا تعالیٰ کی بزرگی ملحوظ رکھنے والی چیز اور پرہیزگاری اور تقوی کے بنیاد اور جس کہ خدا سے تقرب حاصل ہو کر باہمی معاملات میں خدا ترسی پیدا ہو اوسکا ذکر اور اوسکی محافظت کا حکم دینا بھی مناسب ہوا یعنی نماز کا پس فرماتا ہے کہ نمازوں کی محافظت کرو یعنی نہایت خشوع و خضوع اور حضور قلب سے ادا کرو بالخصوص بیچ کی نماز کی محافظت کرو اور خدا کی روبرو ادب سے کھڑے ہو کر و نماز میں ہم اشارہ اور کلام مکروہ اس آیت سے پہلے انکا سب طرح مسلمان بھی نماز میں اشارہ یا بات کرلیتے تھے اسکے بعد ممانعت ہو گئی (وہ جو بعض احادیث میں ہے کہ نماز میں صحابہ یا خود حضرت نے کوئی اشارہ کیا یا بات کی یا چلے سو یہ سب اس آیت سے پہلے کی باتیں ہیں) - پھر فرماتا ہے کہ اگر تمکو دشمن کے مقابلہ میں خوف ہو کہ اگر ہم نماز پڑھیں تو وہ ہم پر حملہ کر دے یعنے عین مقابلہ اور جنگ کے وقت تو تم سوار یا پیدل جس حال میں ہو بلا لحاظ رکوع و سجود و قبلہ و بلا لحاظ جہت کعبہ کسیطرف منہ کیوں نہ ہو نماز نہ چھوڑو پھر جب امن ہو تو جسطرح تمکو خدا نے نماز کی تعلیم کی اسطرح پڑھو امام ابو حنیفہ فرماتے ہیں کہ ایسے وقت میں نماز کی تاخیر کرے پھر دو رکعت وقت میں ادا کرے جیسا کہ صحابہ رضی اللہ عنہم جنگ احزاب میں کیا تھا **الصلوۃ الوسطی** کی تعین میں مختلف اقوال ہیں بعض فجر بعض ظہر بعض عصر کہتے ہیں مگر احادیث قویہ سے عصر کی نماز معلوم ہوتی ہے جیسا کہ صحیحین میں آیا ہے کہ مشرکوں نے حضور کو صلوۃ وسطی سے روکدیا تھا اونکی قبر آگ سے بھر دے اور یہ واقعہ جنگ خندق میں عصر کا ہے صلوۃ خوف کہ جسکا ذکر سورہ نساء میں ہے واذا کنت فیہم الایہ وہ اس فرجالا اور رکبانا سے غیر ہے اسکے بعد پھر احکام عدت اور طلاق کو ذکر فرماتا ہے - والذین یتوفون منکم سے جمہور مفسرین نے یہ کہا ہے کہ ابتداء اسلام میں بیوہ عورت کی عدت ایک برس تک تھی اور جسکے لئے میراث بھی نہ تھی تو خداوند کو حکم تھا کہ مرض الموت میں ہر شخص اپنی بیوی کے لئے خرچ اور مکان کی وصیت کرے پھر یہ حکم اوس آیت سے جو پہلے آئی ہے اربعۃ عشر وعشرا

اَلَمْ تَرَ اِلَى الَّذِيْنَ خَرَجُوْا مِنْ دِيَارِهِمْ وَهُمْ اُلُوْفٌ حَذَرَ الْمَوْتِ فَقَالَ لَهُمُ اللّٰهُ مُوْتُوْا ثُمَّ

کیا تو نے ان لوگوں کو نہیں دیکھا کہ جو نکل گئے اپنے گھروں سے موت سے ڈر کر حالانکہ وہ ہزاروں تھے - تب کہا ان کو خدا نے مر جاؤ پھر

اَحْيَاهُمْ ۭ اِنَّ اللّٰهَ لَذُوْ فَضْلٍ عَلَى النَّاسِ وَلٰكِنَّ اَكْثَرَ النَّاسِ لَا يَشْكُرُوْنَ ۝

انکو زندہ کر دیا بلاشک خدا تو لوگوں پر بڑا فضل کرتا ہے لیکن بہت سے لوگ شکر نہیں کرتے ؛

منسوخ ہو گیا اس حکم میں جو منسوخ ہو گیا دو باتیں تھیں ایک خرچ سال بھر کا دوسرے مکان سال بھر رہنے کیلئے - اب آیت میراث نے جبکہ بیوہ کا حق آٹھواں یا چوتھا حصہ مقرر کر دیا خرچ بھی جاتا رہا اور اسیطرح مکان دینا بھی امام ابو حنیفہ کے نزدیک ضرور رہا امام شافعی کے نزدیک مکان دینا چاہئے ابی مسلم اصفہانی اور مجاہد وغیرہما کہتے ہیں یہ آیت منسوخ نہیں ہے بلکہ اس آیت کے معنی ابی مسلم یہ کرتے ہیں کہ جو شخص مرض الموت میں اپنی بیوی کیلئے بس بھر کے خرچ اور مکان میں رہنے کی وصیت کر مرے اور عورت برس سے پہلے نکلکر (بشرطیکہ چار مہینے دس دن کی عدت پوری کر چکی ہو) برخلاف وصیت شوہر دستور کے موافق نکاح کرلے تو اوسپر کچھ گناہ نہیں یعنی یہ وصیت لازم نہیں جیسا کہ زمانہ جاہلیت میں لازم تھی ؛ یہ توجیہ نہایت درست ہے

## ترکیب

الم بمعنی الم تقریری کیلئے ترا اصل میں تری مثل ترعی کے تھا مگر عرب مستقبل میں ہمزہ حذف کر دیتے ہیں جب ہمزہ حذف ہوئی تو الف مقابلہ ایکے ساکن رہگیا جو جزم کیوقت حذف ہو گیا ضمیر انت اسکا فاعل الی الذین متعلق ہے فعل سے - وہم الوف جملہ حال ہے فاعل خرجوا سے حذر الموت مفعول لہ خرجوا سے

## تفسیر

پیشتر خدا تعالی نے جہاد کا حکم دیا تھا اور یہ ظاہر ہے کہ مخالفوں سے خدا تعالی کی جماعت بنکر جہاد کرنا باہمی اتفاق پر مبنی ہے اور زیادہ تر اتفاق میں خلل ڈالنے والی باتیں جو زور مرد پیش آتی ہیں میاں بیوی کا جھگڑا اور میراث وصیت کے متعلق امور ہیں اسلئے بیچ میں چند احکام ان جھگڑوں کے دفع کرنیوالے ذکر فرما کر پھر جہاد کی ترغیب دیتا ہے اور اس سے پیشتر بنی اسرائیل کے ایک واقعہ عبرت خیز کو یاد دلاتا ہے وہ یہ کہ ایک نبی کے عہد میں مخالفوں سے ڈر کر سیکڑوں ہزاروں بنی اسرائیل ملک چھوڑ کر بھاگ نکلے اور نبی کے برخلاف ہو گئے جنگ میں ثابت قدم نہ رہے آخر اوپر دشمن غالب آئے جس سے وہ سب مارے گئے پھر نبی کی دعا سے زندہ ہوئے جس سے یہ معلوم کراتا ہے کہ موت کا وقت مقرر ہے کوئی حیلہ کر وہ ٹلتی نہیں پھر نامردی اور بزدلی کرنا عبث ہے دوم بزدلی اور بھی جانکو ہلاکت میں ڈالتی ہے آدمی جانتا ہے کہ میں بزدلی سے بچ جاؤنگا مگر اس سے دشمن کو اور بھی قتل کرنیمیں جرأت ہوتی ہے سوم اس سے خدا تعالی کی قدرت کاملہ کا اظہار مقصود ہے کہ وہ قادر مردہ کو زندہ کر سکتا ہے حشر اجساد بھی انکے نزدیک کوئی بات نہیں پھر جب مر کر وہاں جانا اور خبر اوسکا پانا ہی تو کیوں خدا قادر پر توکل کر کے مخالفوں سے جنگ نہیں کرتے اسی ظاہر پر کیوں سہارا کرتے

۵۱ مطلقہ کیلئے عدت میں خواہ طلاق بائن ہو خواہ رجعی نفقہ اور مکان ملنا چاہئے جیسا کہ اس آیت سے ہر مطلقہ کو متاع بالمعروف اگر مطلقہ حامل ہو تو وضع حمل تک اور حمل نہیں تو تین حیض تک امام شافعی کہتے ہیں طلاق بائن میں نفقہ نہیں بدلیل حدیث فاطمہ بنت قیس قالت طلقنی زوجی ثلثا فلم یفرض لی رسول اللہ صلعم نفقۃ ولا سکنی (اخرجہ الجماعۃ الا البخاری) مگر یہ استدلال صحیح نہیں کیلئے کہ اس حدیث کو خود حضرت عمر نے رد کر دیا کہ ایک عورت کے کہنے سے ہم کیونکر کتاب اللہ اور سنت نبی کو چھوڑ دیں کیا معلوم سچی ہے یا جھوٹی بھول گئی ہے یاد رہے کہنی ہے (رواہ ابو داود و مسلم والترمذی والنسائی وغیرہم) ۵۲ حضرت علی رضہ اور ابن عباس اور عائشہ اور مزنی وغیرہم کا بھی یہی قول ہے ۱۲ منہ ۵۳ حضرت عمر اور عثمان اور ابن مسعود اور امام اعظم اور امام مالک اور سفیان ثوری اور امام احمد کا بھی یہی قول ہے ۱۲ منہ

## متعلقات

(۱) قرآن مجید سے یہ نہیں معلوم ہوتا کہ یہ واقعہ کس زمانہ میں اور کس نبی کے عہد میں گزرا ہے؟ اور گھر سے موت سے ڈر کر دشمن کیوجہ سے نکلے تھے یا وبا کیوجہ سے۔ علماء مفسرین کے اسمیں مختلف اقوال ہیں مگر صحیح اور قابل اعتماد یہ ہے کہ یہ واقعہ حضرت حزقیل علیہ السلام کے عہد میں بنی اسرائیل پر گزرا ہے اور حضرت ابن عباسؓ کا بھی یہی قول ہے اور کتاب حزقیل کی سینتیسویں فصل سے بھی ثابت ہوتا ہے تفصیل اسکی یہ ہے کہ حضرت داؤد علیہ السلام سے پہلے بنی اسرائیل پر فلسطین کے لوگ غالب آگئے تھے اور کچھ عجب نہیں کہ ایسے موقع میں کسی نبی نے انکو جنگ کرنے پر آمادہ کیا ہو اور وہ ڈر کر گھر بار چھوڑ کر بھاگ نکلے پھر قتل کئے گئے جسکو فقال لہم اللہ موتوا سے تعبیر کیا ہے اور پھر وہ حضرت حزقیل علیہ السلام کی دعا سے زندہ ہوگئے جسکو کہ ثم احیاہم سے تعبیر کیا ہے اور اس بات کا ذکر کتاب حزقیل کے فصل مذکور میں صاف صاف مذکور ہے چنانچہ اسکے بعض فقرات یہ ہیں اور اس وادی میں جو ہڈیوں سے بھری تھی مجھے اوتار دیا اور مجھے اوسکے آس پاس جو گرد پھرا یا اور دے وادی کے میدان میں بہت تھیں (دہم الوف) اور نہایت سوکھی تھیں اور اسنے مجھسے کہا اے ابن آدم کیا یہ ہڈیاں جی سکتی ہیں؟ میں نے جواب میں کہا کہ اے خداوند یہوواہ تو ہی جانتا ہے پھر اسنے مجھسے کہا کہ تو ان ہڈیوں کی اوپر نبوت کر اور انسے کہہ اے سوکھی ہڈیو تم خداوند کا کلام سنو خداوند یہوواہ ان ہڈیوں کو یوں فرماتا ہے کہ دیکھو میں تمہارے اندر روح داخل کرونگا اور تم جیوگی الخ سو میں حکم کے موجب نبوت کی اور جب میں نبوت کرتا تھا تو ایک شور ہوا الخ اور ان مقتولوں پر پھونک جی اٹھیں سو میں حکم کے موجب نبوت کی اور انمیں روح آئی اور وے جی اٹھے اور اپنے پاؤں پر کھڑے ہوئے ایک نہایت بڑا لشکر

(۲) مخالفین اسمقام پر دو اعتراض کیا کرتے ہیں ایک یہ کہ الم تر الی الذین خرجوا من دیارہم استفہام تقریری ہے جس سے یہ سمجھا جاتا ہے کہ آنحضرت علیہ السلام نے ان لوگوں کو دیکھا ہے حالانکہ یہ غلط کیونکہ اولاً تو آنحضرت میں سیکڑوں برس کا زمانہ فاصل ہے اسکا جواب یہ ہے کہ تری کے صیغہ جیسا کی ملاقات میں تو اسسے اکثر رویت قلبی مراد لیا کرتے ہیں یعنی علم سو آپ کو اس واقعہ کا علم یقینی تھا دوسرا جواب یہ ہے کہ یہ واقعہ یہود میں آنحضرت کے عہد تک ایسا مشہور تھا کہ گویا انکھوں کے سامنے تھا اور فصیح بلیغ ایسے واقعات کو بمنزلہ محسوسات کے قرار دیکر کلام کیا کرتے ہیں سو آنحضرت کیا بلکہ اوس زمانہ کے سب لوگ اس واقعہ کو اور ان لوگوں کو دیکھ رہے تھے اور اسلیئے عبرت کیلئے اس واقعہ کا بیان کرنا مناسب حال ہوا۔

**دوسرا اعتراض** یہ کہ مردہ کا زندہ کردینا ناممکن بات ہے یہ باتیں بعید از قیاس ہیں الہامی کتابوں میں ایسی باتوں کا ہونا تعجب کی بات ہے اسکا جواب بہت سے مقامات میں ہم دے آئے ہیں اور دہریوں اور ملحدوں کو ساکت کرآئے ہیں کہ یہ چیز یں محال عقلی نہیں اور جو دعوے کرے تو دلیل پیش کرے اور جب ممکن ہیں تو وقوع میں بطور خرق عادت کیا تعجب ہے؟ بالخصوص مخبر صادق نے خبر دی تو پھر کیا تردد ہے؟ رہا خلاف عادت ہونا سو اسکو ہم بھی تسلیم کرتے ہیں اور اسی لیئے معتزلہ اور انکے بھائی نیچریہ یہ جواب دیتے ہیں کہ موت سے نامردی اور بزدلی مراد ہے اور احیاء کے لفظ سے انکے دلمیں قوت آنا اور لڑنے پر آمادہ ہونا مراد ہے چونکہ مدیانیوں کے ہاتھ سے بنی اسرائیل نے سخت شکست پائی تھی اور اپنا گھر بار چھوڑ پہاڑوں اور جنگلوں میں بھاگ گئے تھے آخر خدا نے انکو جنگ پر آمادہ کیا اور اس ذلت سے رہائی دی پس خدا مسلمانوں کو بتلاتا ہے کہ جو لوگ لڑائی میں موت کے ڈر سے بھاگتے ہیں وہ ایسی بدتر حالت میں پہونچ گئے تھے جو موت کی برابر تھی پھر اللہ نے انکو ہمت و جرأت سے زندہ کیا اسیطرح مسلمانوں کو بھی موت کے ڈر سے بزدلی اور نامردی جو موت کے برابر ہے نکرنی چاہئے اور قصہ حزقیل فرضی اور غلط ہے ہمارے مفسرین نے غلطی سے یہ قصہ لکھدیا ہے صفحہ ۲۷ قول ۲ تو عیسائیوں کی خوشامد سے یہ دعوی کہ بائبل میں تحریف ہی نہیں ہوئی ہے اور یہ کہنا کہ حزقیل نبی کا قصہ فرضی اور غلط ہے البتہ سخت بیجا ہے۔ اور اس کا غلط کہنا اور صحیح قائم نہ کرنا

وَقَاتِلُوا فِي سَبِيلِ اللَّهِ وَاعْلَمُوا أَنَّ اللَّهَ سَمِيعٌ عَلِيمٌ ۝ مَنْ ذَا الَّذِي يُقْرِضُ اللَّهَ قَرْضًا حَسَنًا

اور لڑو اللہ کی راہ مین اور جان لوکہ اللہ سنتا جانتا ہے - کوئی ہے کہ جو اللہ کو قرض حسنہ دیوے

فَيُضَاعِفَهُ لَهُ أَضْعَافًا كَثِيرَةً وَاللَّهُ يَقْبِضُ وَيَبْسُطُ وَإِلَيْهِ تُرْجَعُونَ ۝

تاکہ پھر اوسکو خدا دوگنا کوسکے بہت بڑھا کر دیوے - اور خدا ہے تنگی اور فراخی کرتا ہے اور تم اوسی کیطرف پھیرے چلے جارہے ہو

## ترکیب

وقاتلوا معطوف ہے محذوف پر فاطیعوا وقاتلوا - من استفہامیہ موضع رفع مین ہے بسبب مبتدا ہونیکے اور ذا اسکی خبر ہے اور الذی اوسکی نعت یا بدل ہے یقرض جملہ الذی کا صلہ قرضا مفعول مطلق حسنا یہ اسم مصدر ہے اور مصدر اقراض ہے فیضاعفہ معطوف ہے یقرض پر یا جملہ مستانفہ ہے اضعافا جمع ضعف اور ضعف عین سے مصدر نہین کیونکہ مصدر اضعاف ہے یا مضاعفہ اس تقدیر پر یہ یضاعفہ کی تاکید حال ہوسکتا ہے اور مفعول ثانی بھی ہوسکتا ہے

## تفسیر

یہہ وہ حکم ہے کہ جس کی تاکید کیلئے پہلے بنی اسرائیل کا قصہ بیان ہوچکا ہے - فرماتا ہے اے مسلمانو اللہ کی راہ میں جہاد کرو اور یہہ جان لو کہ اللہ تمہاری باتین سنتا ہے جو کہ تم ثبات قدمی اور ترغیب کیلئے کرتے ہو اور تمہارے دلی مقاصد اور نیتون کو جانتا ہے کہ تم کس نیت سے جہاد کرتے ہو ؟

چونکہ بنی نوع پر تلوار اٹھانا ایک سخت بات ہے یہ بجز چند مواضع کے عقلاً اور نقلاً ممنوع ہے منجملہ اونکے دنیا میں راستی اور تہذیب اور دینداری پھیلانے اور سرکشونکی شرارت اور فساد مٹانیکے لئے درست بلکہ واجب ہے سو ایسے کام میں خلوص اور نیک نیتی اور اعلاء کلمۃ اللہ مدنظر ہونا چاہیئے اسلئے آنحضرت علیہ السلام نے فرمایا ہے کہ جو اپنی جوانمردی دکھانے اور نام پیدا کرنیکے لئے جہاد کرتے ہیں وہ مجاہد نہیں مجاہد وہ ہے کہ جو خاص اعلاء کلمۃ اللہ کیلئے لڑتا ہے اسلئے خدا تعالیٰ نے اس حکم کیساتھہ سمیع علیم فرمایا تاکہ یہہ باتیں ملحوظ رہیں +

اور یہہ ظاہر ہے کہ دشمنونسے لڑائی اور انپر چڑھائی بے ساز و سامان کے عادتاً مشکل ہے اوسکیلئے روپیہ پیسا بھی ضرور ہے اسلئے اپنے بندونکو خدا کی راہ مین مال صرف کرنیکی کسقدر طور سے ترغیب دی کہ جو بیان سے باہر ہے کہ کوئی ہے کہ جو اللہ کو قرض دے تاکہ اوسکے بالعوض دنیا و آخرت مین خدا اوسکا دوگنا نہ کرنا بلکہ بیشمار عنایت فرماوے اللہ تعالیٰ قرض مانگنے سے پاک ہے اوسکو کوئی حاجت اور ضرورت نہین نیز اوسکی قبضہ مین آسمان و زمین کے خزانے ہین اور جو کچھہ بندونکے پاس ہے اوسیکا ہے مگر اللہ کی راہ مین صرف کرنے کو قرض سے تعبیر کیا اس بات کے جتلانے کو کہ جسطرح قرض ادا کرنا ضرور ہے اسیطرح ہم اسکا بدلہ ضرور دینگے گویا اس کا ذمہ ضامن ہوتا ہے بلکہ اپنی طرف اپنی رحمت سے لیتا ہے تاکہ بندہ کو پورا پورا اطمینان ہوجاوے - اور نیز اسکی ساتھہ یہہ بھی اطمینان کردیا کہ تنگدستی فراغ دستی سب ہمارے قبضہ مین ہے جو ہمارے راہ مین صرف نہیں کرتا وہ اسبات پر گھمنڈ نکرے کہ میری دولت باقی رہیگی خدا اوپر اسون معینین بھیجکر تنگدست کرسکتا ہے منجملہ اونکے یہہ بلا نازل ہوگی کہ لشکر غنیم اگر تمام ملک و دولت چھین لینگے اور جو صرف کرتا ہے وہ تنگدستی سے نہ ڈرے دنیا مین غنائم اور فتوحات ملک انکے حصہ مین آوینگی آخرت مین کہ سامنے کھڑے ہے جسکو الیہ ترجعون سے تعبیر کیا بیشمار نعمتین ملینگی جیسا کہ صحابہ کو ملیں - جہاد بدن اور روح کی عبادت ہے اوسکے ساتھہ من ذا الذی الخ سے مالی عبادت بھی شامل کردی

الَمْ تَرَ اِلَى الْمَلَاِ مِنْۢ بَنِيْٓ اِسْرَآءِيْلَ مِنْۢ بَعْدِ مُوْسٰى ۘ اِذْ قَالُوْا لِنَبِيٍّ لَّهُمُ ابْعَثْ لَنَا مَلِكًا نُّقَاتِلْ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ ؕ

کیا تو نے بنی اسرائیل کے اوس گروہ کو نہیں دیکھا کہ جو موسی کے بعد تھا - (سموئیل علیہ السلام کی ہے) جبکہ اونہوں نے اپنے نبی سے کہا کہ ہمارے لئے کوئی بادشاہ مقرر کر دیجئے کہ ہم خدا کی راہ میں

قَالَ هَلْ عَسَيْتُمْ اِنْ كُتِبَ عَلَيْكُمُ الْقِتَالُ اَلَّا تُقَاتِلُوْا ؕ قَالُوْا وَمَا لَنَآ اَلَّا نُقَاتِلَ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ وَقَدْ اُخْرِجْنَا مِنْ دِيَارِنَا

نبی نے کہا شاید جب تمکو لڑائی کا حکم ہو تو تم نہ لڑو - بولے ہمکو کیا ہوا کہ ہم اللہ کی راہ میں نہ لڑیں گے حالانکہ ہم اپنے وطن سے

وَاَبْنَآئِنَا ؕ فَلَمَّا كُتِبَ عَلَيْهِمُ الْقِتَالُ تَوَلَّوْا اِلَّا قَلِيْلًا مِّنْهُمْ ؕ وَاللّٰهُ عَلِيْمٌۢ بِالظّٰلِمِيْنَ ۝ وَقَالَ لَهُمْ نَبِيُّهُمْ اِنَّ اللّٰهَ قَدْ بَعَثَ لَكُمْ

اور بال بچوں سے دور کئے گئے ہیں - پھر جب انکو لڑائی کا حکم ہوا تو سوائے چند آدمیوں کے سب پھر گئے - اور اللہ جانتا ہے ظالموں کو - اور انکو انکے نبی نے کہا کہ اللہ نے تمہارے لئے

طَالُوْتَ مَلِكًا ؕ قَالُوْٓا اَنّٰى يَكُوْنُ لَهُ الْمُلْكُ عَلَيْنَا وَنَحْنُ اَحَقُّ بِالْمُلْكِ مِنْهُ وَلَمْ يُؤْتَ سَعَةً مِّنَ الْمَالِ ؕ قَالَ اِنَّ اللّٰهَ

طالوت کو بادشاہ مقرر کیا ہے - انہوں نے کہا اسکو ہم پر کیونکر بادشاہی ہو سکتی ہے حالانکہ ہم اُس سے بادشاہی کے زیادہ مستحق ہیں اور اسکو تو کچھ مال کی فراخی بھی نہیں گئی ہے - نبی نے کہا بیشک اللہ نے

اصْطَفٰىهُ عَلَيْكُمْ وَزَادَهٗ بَسْطَةً فِي الْعِلْمِ وَالْجِسْمِ ؕ وَاللّٰهُ يُؤْتِيْ مُلْكَهٗ مَنْ يَّشَآءُ ؕ وَاللّٰهُ وَاسِعٌ عَلِيْمٌ ۝

اوسکو تم پر برگزیدہ کیا ہے اور اسکو عقل اور بدن میں زیادتی دی ہے - اور اللہ دیتا ہے اپنا ملک جسکو چاہتا ہے - اور اللہ وسعت دینے والا جاننے والا ہے

## ترکیب

من بنی اسرائیل من محذوف سے متعلق ہے کسلئے کہ یہ حال ہے اے کائنات من بنی اسرائیل من بعد متعلق ہے ثابت کے اور بدل ہے من بعد سے کسلئے کہ دونوں زمانہ ہیں نقاتل جمہور اسکو جزم سے پڑھتے ہیں جواب امر قرار دیکر عسیتم فعل الا تقاتلوا اسکی خبر ان کتب الخ شرط جملہ معترضہ درمیان آگیا استفہام کیلئے محل رفع میں ہے مبتدا ہونیکی وجہ سے لنا اوسکی خبر اور ورابط ما قبل کیلئے آیا ہے وقد اخرجنا جملہ موضع حال میں اور عامل اسمیں تقاتل ہے ونبینا سا معطوف ہے دیارنا پر تقدیر یہ ہے من بیننا

## تفسیر

ان آیات میں خدا تعالی بنی اسرائیل کا دوسرا قصہ سناتا ہے کہ جو ملک شام میں حضرت عیسی علیہ السلام سے تخمیناً گیارہ سو برس پہلے گزرا ہے اس قصہ میں خدا تعالی مسلمانوں کو جہاد میں ثابت قدمی اور استقلال اور مصائب پر برداشت کرنیکی رغبت دلاتا ہے اور خالص ایمانداروں کو توکل پیدا کرنا اور غیبی امداد کرنا سناتا ہے اس قصہ میں چھ باتیں بیان ہوئی ہیں (۱) بنی اسرائیل کا اپنے نبی سے بادشاہ مقرر کرنیکی درخواست کرنا اور پیر سموئیل علیہ السلام کا بنی اسرائیل پر سائول کو جسکو طالوت[۵۱] کہتے ہیں بادشاہ مقرر کرنا (۲) بعض لوگوں کا طالوت کے افلاس اور ظاہری حال سے انکار کرنا کہ یہ بادشاہی کا مستحق نہیں اور پھر نبی علیہ السلام کا اوسکی بادشاہی کی علامت صندوق شہادت کا کہ جسکو تابوت سکینہ کہتے ہیں فرشتوں کے ہاتھ خود بخود واپس آنا معین کرنا (۳) طالوت کا لشکر عظیم لیکر فلسطینوں کے مقابلہ میں نکلنا اور آگے چلکر ان میں سے دریا شور پر بہادروں اور غیر بہادروں کا امتحان کرنا کہ جو اس کا پانی نہ پیئے وہ میرے ساتھ آئے اور جو سوائے چلو کے کوئی دشمن کی بدولت نہیں کر سکا میرے ساتھ نہ آئے پھر پیاس کے غلبہ میں بجز تخمیناً کئی سو آدمیوں کے لاکھوں بنی اسرائیل کا پانی پینا (۴) طالوت کے لشکر کا جالوت کے مقابلہ میں جا کر خدا سے دعا کرنا

[۵۱] سعۃ کی اصل وسعۃ بفتح واو ہے اور حق اسکا کسرہ ہے لیکن چونکہ مستقبل میں حذف کیا گیا مصدر میں بھی حذف ہوا اور مستقبل میں اصل کسرہ وسع کہتے ہیں لیکن حرف حلق کی رعایت سے فتحہ دیا گیا ورنہ وعد یعد عدۃ کے طور پر کسرہ ہوتا - ۱۲ منہ [۵۲] طالوت اوسکا لقب تھا ۱۲ منہ

وَقَالَ لَهُمْ نَبِيُّهُمْ إِنَّ آيَةَ مُلْكِهِ أَنْ يَأْتِيَكُمُ التَّابُوتُ فِيهِ سَكِينَةٌ مِنْ رَبِّكُمْ وَبَقِيَّةٌ مِمَّا تَرَكَ

اور اونکو اونکے نبی نے کہا طالوت کی بادشاہی کی نشانی یہ ہے کہ تمہارے پاس وہ صندوق آجاویگا کہ جسمیں تمہارے رب کیطرف سے تسکین اور کچھ بچی ہوئی چیزیں ہیں کہ

ع ۳۲ آلُ مُوسَىٰ وَآلُ هَارُونَ تَحْمِلُهُ الْمَلَائِكَةُ ۚ إِنَّ فِي ذَٰلِكَ لَآيَةً لَكُمْ إِنْ كُنْتُمْ مُؤْمِنِينَ ۝ فَلَمَّا فَصَلَ طَالُوتُ

جسکو موسی اور ہارون چھوڑ گئے ہیں اٹھا لاوینگے اسکو فرشتے۔ بیشک اسمیں تمہارے واسطے پوری نشانی ہے اگر تم یقین رکھتے ہو۔ پھر جب باہر نکلا طالوت

بِالْجُنُودِ قَالَ إِنَّ اللَّهَ مُبْتَلِيكُمْ بِنَهَرٍ ۖ فَمَنْ شَرِبَ مِنْهُ فَلَيْسَ مِنِّي وَمَنْ لَمْ يَطْعَمْهُ فَإِنَّهُ مِنِّي إِلَّا مَنِ اغْتَرَفَ

لشکر لیکر تو کہنے لگا کہ اللہ تمہارے آزمایش کیا چاہتا ہے ایک نہر سے۔ پھر جسنے اُس نہر کا پانی پی لیا تو وہ میرا نہیں اور جو کوئی اسکو نہ چکھے تو وہ میرا ہے مگر ایماندار جنسے اپنا ہاتھ سے چلو

غُرْفَةً بِيَدِهِ ۚ فَشَرِبُوا مِنْهُ إِلَّا قَلِيلًا مِنْهُمْ ۗ فَلَمَّا جَاوَزَهُ هُوَ وَالَّذِينَ آمَنُوا مَعَهُ ۙ قَالُوا لَا طَاقَةَ لَنَا الْيَوْمَ بِجَالُوتَ

پی لیا (تو کچھ مضائقہ نہیں) سو انمیں سے سوائے چند لوگوں کے سب نے پی لیا۔ اسکے بعد خود طالوت اور جو لوگ ایمان دار تھے اُسکی ساتھ نہر سے پار ہوئے تو بولے کہ ہمکو آج جالوت

وَجُنُودِهِ ۝ قَالَ الَّذِينَ يَظُنُّونَ أَنَّهُمْ مُلَاقُو اللَّهِ كَمْ مِنْ فِئَةٍ قَلِيلَةٍ غَلَبَتْ فِئَةً كَثِيرَةً بِإِذْنِ اللَّهِ ۗ وَاللَّهُ

اور اسکی لشکر سے مقابلہ کی طاقت نہیں۔ لیکن جنکو یقین تھا کہ ضرور ہمکو اللہ سے ملنا ہے انہوں نے کہا کہ بہت ہوا ہے کہ تھوڑیسے لوگ بڑی جماعت پر غالب آگئے ہیں اللہ کے حکم سے اور اللہ تو

مَعَ الصَّابِرِينَ ۝ وَلَمَّا بَرَزُوا لِجَالُوتَ وَجُنُودِهِ قَالُوا رَبَّنَا أَفْرِغْ عَلَيْنَا صَبْرًا وَثَبِّتْ أَقْدَامَنَا وَانْصُرْنَا عَلَى

صبر کرنیوالوں کے ساتھ ہے۔ اور جب مقابلہ میں آئے جالوت اور اسکی لشکر کے تو دعا کرنے لگے کہ اے رب ہمکو استقلال عطا کر اور ہمارے پاؤں جما دے اور فتح دے ہمکو

الْقَوْمِ الْكَافِرِينَ ۝ فَهَزَمُوهُمْ بِإِذْنِ اللَّهِ ۙ وَقَتَلَ دَاوُودُ جَالُوتَ وَآتَاهُ اللَّهُ الْمُلْكَ وَالْحِكْمَةَ وَعَلَّمَهُ مِمَّا يَشَاءُ ۗ

کافر قوم پر۔ پھر شکست دی انکو اللہ کے حکم سے اور داود نے جالوت کو مار ڈالا اور اللہ نے داؤد کو بادشاہی اور حکمت عطا کی اور جو کچھ وہ چاہتا تھا اسکو سکھایا

وَلَوْلَا دَفْعُ اللَّهِ النَّاسَ بَعْضَهُمْ بِبَعْضٍ لَفَسَدَتِ الْأَرْضُ وَلَٰكِنَّ اللَّهَ ذُو فَضْلٍ عَلَى الْعَالَمِينَ ۝

اور اگر دفع نکرواتا کرے اللہ لوگونکو بعض کو بعض سے تو ملک خراب ہو جایا کرے لیکن اللہ فضل کرتا ہے جہانپر

## ترکیب

اں یاتیکم خبر ان التابوت اصل وزن اسکا فاعول ہے فیہ سکینۃ جملہ موضع حال میں ہے اور اسیطرح تحملہ الملائکۃ من ربکم صفت ہے سکینۃ کی وبقیہ اصل اسکی بقیۃ ہے لام کلمہ ی ہے الا من اغترف استثنا ہے جنس سے اور ممکن ہے کہ اول من سے ہو اور یہ محل نصب میں ہے غرفۃ عین کے فتح اور ضمہ دونوں سے جایز ہے یہ مصدر ہے۔ اور بعض کہتے ہیں بالفتح کے معنے ایکبار چلو بھرنا اور بالضم کے معنے چلو۔ الا قلیلا منصوب ہے کیونکہ استثنا ہے موجب سے لا کا اسم طاقۃ اسکا عین کلمہ واو ہے لانہ من الطوق وہو القدرۃ لنا اسکی خبر الیوم اور جالوت میں عامل معنی استقرار ہے۔ کم من فیۃ۔ کم ابجگہ خبریہ ہے اور مرفوع محل رفع ہے لبیب مبتدا ہونیکے اور غلبت اسکی خبر اور من زائدہ ہے باذن اللہ موضع حال میں ہے۔ والتقدیر باذن اللہ لم ولولا دفع اللہ الناس دفع مصدر مبنی للفاعل مضاف ہے فاعل کیطرف اور الناس مفعول اول بعضھم بدل ہے الناس سے بدل بعض بعض مفعول ثانی ہے اسکیطرف فعل بواسطہ حرف جر متعدی ہوا ہے

## تفسیر

(۵) لشکر طالوت کا لشکر جالوت پر فتح پانا اور حضرت داؤد علیہ السلام کے ہاتھ جالوت فلسطینی کا قتل ہونا (۶) حضرت داؤد کو بادشاہی اور علم وحکمت عطا کرنا + یہ باتیں توراۃ کی اول کتاب سموئل میں نہایت مشرحاً مذکور ہیں لیکن مجملاً بیان اونکا یہ ہے۔ حضرت سموئل علیہ السلام سے پہلے بنی اسرئیل میں کوئی بادشاہ نہوتا تھا بلکہ کاہن یعنی امام یا اوسکے نائب جو پیغمبر ہوتے تھے اونکو طور پر فیصلہ کیا کرتے تھے اور انبیاء علیہم السلام جو وقتاً فوقتاً ان میں پیدا ہوتے تھے اونکی حکم کی تعمیل شریعت موسیٰ اور توراۃ کے موافق ہوا کرتی تھی بنی اسرائیل آس پاس کی مشرک قوموں کیطرح جب بت پرستی اور زناکاری کرنی شروع کرتے تھے تو انپر قہر خدا نازل ہوتا تھا جس سے وہ ان قوموں سے شکست کھا کر انکی رعیت ہوجاتے تھے اور طرح طرح کی ذلت و پریشانی اٹھاتے تھے پھر جب توبہ کرتے تو خدا انپر اپنا فضل کرتا تھا چنانچہ جب عبدون سردار اسرائیلی تین سو بھرسال خضرت موسیٰ کے بعد مرگیا تو بنی اسرئیل پھر بت پرستی اور بے دینی اختیار کی جس سے اوسپر پھر اہل فلسطین[۵۱] کہ لوگ غالب آگئے اور چالیس برس تک اونکی حکومت رہی پھر شمسون کے عہد میں خلاصی پائی شمسون بیس برس تک سلطنت کرتا رہا اخیر اوسپر پھر اہل فلسطین غالب آگئے اور اُس کو پکڑ کر لیگئے اور بنی اسرائیل کا بڑا ابتر حال ہوگیا پھر تخمیناً چار سو بیالیس برس بعد حضرت موسیٰ کے بنی اسرائیل میں ایک شخص عیلی نام کاہن ہوا اسکے عہد میں کوہستان افرئیم میں ایلقانہ ایک شخص ہر سال سیلا میں قربانی اور سجدہ کرآتا تھا اسکی دو بیویں تھیں ایک کا نام فینہ دوسری کا نام حنہ مگر حنہ کے اولاد نہوتی تھی اسلئے وہ غمگین رہتی تھی ایکبار اُسنے جب وہ ہیکل مین قربانی کرنے آئی تھی تو دل کر خدا سے دعا مانگی کہ تو مجھکو فرزند عطا کر تو میں اسکو تیرے لئے نذر گزرانونگی سو خدا نے اوسکی مراد دی اُسکے پیٹ سے ایک لڑکا پیدا ہوا اوسکا نام سموئیل رکھا جسکے معنی عبرانی مین خدا سے مانگا ہوا یا الله دیا ہوتے ہیں +

جب سموئیل کا دودھ بڑھ چکا تو اوسکی ماں اور باپ اوسکو اپنے شہر رامہ سے سیلا میں خداوند کے گھر لائے اور وہ لڑکا بہت ہی چھوٹا تھا تب انہوں نے ایک جوان بیل کو ذبح کیا اور لڑکے کو عیلی پاس لائے اور وہ عیلی کاہن کے آگے خداوند کی خدمت کرتا رہا۔ عیلی کے بیٹے بدچلن تھے جس سے عموماً بنی اسرائیل ناراض تھے اور سموائل خداوند اور آدمیونکے آگے مقبول ہوتا چلا۔ اس عرصہ میں سموئیل نے عیلی کے بیٹونکی بابت رات کو خواب دیکھا کہ جسمین خدا نے عیلی کے خاندان برباد کرنیکی خبر سموئیل کو دی صبح کو یہ خبر عیلی اور بنی اسرائیل نے سنی اور سموئیل کی تمام بنی اسرائیل مین نبوت اور بزرگی تسلیم ہونے لگی پھر بنی اسرئیل فلسطینیوں سے لڑنے نکلے اور ابن عزر کے پاس خیمہ لگائے اور فلسطیوں نے افیق میں اپنا خیمہ قایم کئے اور باہم صفیں بندی ہوکر مقابلہ شروع ہوا تو بنی اسرائیل نے شکست کھائی اور قریب چار ہزار آدمی کے مارے گئے۔ پھر لشکر گاہ میں بنی اسرائیل نے اگر یہ تجویز کی کہ آدھم خدا کے عہد کا صندوق سیلا سے اپنے پاس لاوین کہ اوسکی برکت سے فتحیاب ہونگے اور جب وہ صندوق لشکر گاہ میں آپہونچا اور اسکی ساتھ عیلی کے دونون بیٹے فینحاس اور حفنی بھی آئے تو بنی اسرئیل نے اس زور سے للکارا کہ زمین لرز گئی جب فلسطینیوں کو حال معلوم ہوا تو آپسمین عہد کیا کہ مردانگی اور مضبوطی سے جنگ کرینگی۔ سو فلسطی لڑے اور بنی اسرائیل نے شکست کھائی اور تیس ہزار بنی اسرئیل مارے گئے اور خداوند کا صندوق کو بھی لوٹ کر لیگئے اور عیلی کے دونون بیٹے بھی مارے گئے۔ تب بنی بنیامین میں کا ایک شخص کپڑے پھاڑے سر پر خاک اڑاتا ہوا وسیر و

[۵۱] فلسطین ملک شام کا وہ ٹکڑا ہے کہ جو مغرب و جنوب کیطرف بحر روم سے ملا ہوا ہے جیسا کہ ہمنے نقشہ میں دکھایا ہے یہانکے لوگ مشرک اور بت پرست تھے یہ لوگ ہمیشہ بنی اسرائیل سے جنگ و جدال کیا کرتے تھے کبھی غالب ہوجاتے تھے آخر حضرت داؤد اور سلیمان علیہما السلام کے عہد میں بالکل مغلوب ہوگئے

سیلا میں پہونچا اور عیلی کرسی پر بیٹھا ہوا انتظار کر رہا تھا اور اسکا دل صندوق شہادت کیلئے کانپ رہا تھا اور جیوں ہی اس شخص نے شہر میں پہونچکر خبر دی تو سارا شہر چلایا اور عیلی نے جو شور کی آواز سنی تو کہا یہ شور کیا ہے؟ سو اس شخص نے عیلی سے سب ماجرا کہا اور جیوں ہی اوسنے یہ خبر سنی کرسی پر سے پچھاڑ کہا کر گر گیا اور اسکی گردن ٹوٹ گئی اور وہ مر گیا کہ وہ بوڑھا تھا اور چالیس برس بنی اسرائیل کا قاضی رہا (اول کتاب سموئیل باب ۴)

یہ وہ واقعہ ہے کہ جسمیں تابوت سکینہ بنی اسرائیل کے ہاتھ سے جاتا رہا اور فلسطی لوگ اسکو اپنے ملک میں لیگئے۔ اسوقت بنی اسرائیل میں سموئیل علیہ السلام بزرگ تھے جنکی نصیحت سے بنی اسرائیل نے بت پرستی اور دیگر فعل ترک کی اور اس حادثہ کے تخمیناً بائیس برس بعد بمقام مصفاہ سموئیل نے بنی اسرائیل کو جمع کر کے فلسطینوں کے مقابلہ پر آمادہ کیا آخر الامر بنی اسرائیل نے فتح پائی اور عقرون سے لیکر جات تک جسقدر بستیاں اونکے قبضہ میں آگئی تھیں پھر بنی اسرائیل کے قبضہ میں آگئیں (باب ۷) پھر جب سموئیل بوڑھے ہو گئے تو لوگوں نے رامہ میں جمع ہو کر سموئیل سے کہا دیکھ تو بوڑھا ہوا اور تیرے بیٹے یوایل اور ابیاہ تیری راہ پر نہیں چلتے بلکہ نفع کی پیروی کرتے اور رشوت لیتے اور عدالت میں طرفداری کرتے ہیں اب تو کسیکو ہمارا بادشاہ مقرر کر جو ہم پر حکومت کیا کری اور ہمارے آگے آگے چلے اور ہمارے لڑائی کرے (۸ باب) تب سموئیل نے مصفاہ میں خداوند کے حضور لوگوں کو بلایا اور کہا خداوند اسرائیل کا خدا ایسا فرماتا ہے کہ میں اسرائیل کو مصر سے نکال لایا اب تمنے بادشاہ کی درخواست کی سو ایک ایک فرقہ کر کے ہزار ہزار سب کے سب خداوند کے آگے حاضر ہو اور جب سب حاضر ہوئے تو قرع بنیامین کے فرقے کے نام پر پڑا پھر ان میں سے مطری کے گھرانے کا نام نکلا اور قیس کے بیٹے ساول کا نام نکلا جو بہت خوبرو جوان تھا اور بنی اسرائیل میں اس سے خوبصورت کوئی شخص نہ تھا یہ ساری قوم میں کاندھے سے لیکر اوپر تک ہر ایک سے اونچا تھا اور شہر جبعہ کا رہنوالا تھا مگر بنی بلعال نے اوسکی تحقیر کی کہ یہ کسطرح ہمکو بچائیگا سموئیل نے کہا کہ سلطنت کی علامت یہ ہے کہ تمہارے پاس صندوق شہادت آجاویگا پس ساول کی بادشاہت قایم ہو گئی اور سموئیل کی صلاح سے فلسطینوں سے لڑائیاں ہوتی رہیں اور فلسطی روز بروز دبتے چلے گئے اور وہ صندوق جو لوٹ کر لیگئے تھے جہاں اوسکو رکھا ہے اونپر بیماری وغیرہ سخت بلائیں نازل ہوئیں اور یہ بھی سمجھ گئے کہ بنی اسرائیل کی لڑائی ہمسے جب تک کہ یہ صندوق ہمارے ہاں رہیگا موقوف نہ ہوگی اسلئے انہوں نے اسکو ایک گاڑی میں رکھا اور اسکے ساتھ ایک صندوق میں کچھ سونے کی تصویریں بھی بند کر کے رکھدیں اور اس گاڑی کو بیت شمس کیطرف کہ جو بنی اسرائیل کا شہر اونکی حد سے ملتا تھا چھوڑ دیا اس گاڑی کو فرشتے ہانک کر بیت شمس میں ایک شخص یشوع کے کھیت میں لے آئے اس لوگوں نے بڑی خوشی کی اور صندوق کو گاڑی سے اوتارا اور پھر قریت یعاریم کے لوگوں کو کہلا بھیجا وہ آکر اسکو اپنے ہاں لیگئے۔ اسکے واپس آنے سے بنی اسرائیل میں نہایت خوشی پیدا ہوئی۔

اس عرصہ میں کئی باتوں میں ساؤل یعنی طالوت نے سموئیل علیہ السلام کی نافرمانی کی جس سے وہ ناخوش ہوئے جسپر خدا نے سموئیل کو کہا تو کب تک ساؤل کی بابت غم کھاتا رہیگا تو بیت لحم میں جا اور یسی کے بیٹوں کو بلا ان میں سے جسکو میں بتلاؤں اوسی کو کر چنانچہ سموئیل وہاں گئے اور یسی کے بیٹوں کو بلایا کسیکو بھی پسند نکیا پھر پوچھا کہ تیرے یہی لڑکے ہیں اوسنے کہا سب سے چھوٹا ایک اور ہے وہ بھیڑ بکریاں چراتا ہے سموئیل نے کہا اوسے بلا بھیج سو اوسنے بلایا وہ سرخ رنگ اور خوش چشم اور دیکھنے میں اچھا تھا تب سموئیل نے تیل لیکر داؤد پر ملا اور پھر سموئیل رامہ میں چلے گئے اسکے بعد پھر فلسطینوں نے جنگ کے ارادہ سے اپنی فوجیں جمع کیں اور یہوداہ کے شہر شوکہ میں فراہم ہوئے اور شوکہ اور عزیقہ کے درمیان افسدیم میں خیمہ زن ہوئے

اُنکے مقابلہ مین طالوت نے بنی اسرائیل کو جمع کرکے آیلہ کی قریب خیمہ لگائے (یہہ وہ لڑائی ہے کہ جو قران مجید کی ان آیات مین بیان ہوئی ہے) ان دونون لشکرونکے درمیان دریاے شورق واقع تہا فلسطی اوسکے جنوبی طرف مین تہے اور بنی اسرائیل شمالی طرف مین ؛

چونکہ متواتر فتوحات سے بنی اسرائیل کا حوصلہ بڑہ گیا تہا اسلئے بنی اسرائیل کی عام وخاص بہادر غیر بہادر سب نکل کہڑی ہوئی تہا اور تجربہ کارونکی نزدیک عام بہتیرے بہادر لڑائی مین اکثر شکست کا باعث ہوجایا کرتی ہے اس خیال سے طالوت نے دریا پر پہونچکر جبکہ لشکر مین گرمی اور تشنگی تہی انتخاب کرنا چاہا اور ان بیشتر مدیانیونکے مقابلہ مین جدعون اسطرح کا انتخاب کرچکا تہا حکم دیا کہ جو اس کا پانی پی لے میرے ساتہہ نہ اوے مگر چلو بہر کے زبان تر کرلینے کا کچہ مضائقہ نہین سو اکثر عام بہتیرے مین سے انہین دل چلون اور بہادرون نے نہ پیا کہ جو اپنے جوش اور حمیت سے جنگ مین شریک ہوئے تہے ورنہ سب نے پی لیا - پہر جب ان بہادرون کا فلسطیونسے سامنا ہوا تو انمین سے ایک شخص جالوت نام جو بڑا قدآور تہا اوپیتل کی زرہ پہنے ہوے اور سر پر پیتل کا بڑا بہاری خود دہرے ہوئی تہا سب سے پہلے صف سے نکلکر اپنا مقابل مانگنے لگا بنی اسرائیل مین سے کسیکی جرت اوسکے مقابلہ کیلئے نہوئی داود سی بادشاہ نے بڑے انعام واکرام کا وعدہ کیا تو داؤد علیہ السلام اوسکے مقابلہ کو چلے اور اپنا لٹہہ ہاتہہ مین لیا اور پانچ پتہر چکنے چکنے اپنے واسطے چن لئے اور جہولے مین ڈالے اور فلاخن لیکے اوسکیطرف قدم بڑہائے جالوت نے داود کو حقیر جانکر کہا کیا مین کتا ہون جو تو لٹہہ لیکر مجہپر آیا ہے؟ داؤد نے کہا تو تلوار ڈہال برچہا لیکے میرے پاس آیا ہے مین رب الافواج کے نام سے تیری طرف آیا ہون جالوت نے حملہ کیا داود نے پہرتی کرکے ایک پتہر فلاخن مین دہرکر جالوت کو مارا تہا پر ایسا مارا کہ وہ موہنہ کے بل مین پر گڑپڑا اور اوسکی تلوار سی اوسکا سر کاٹ لیا یہہ حال دیکہکر فلسطی بہاگ نکلے اور ہزارون مارگئے تب داؤد علیہ السلام اوسکا سر لیکر یروشلم مین آئے جسے بنی اسرائیل مین انکی دہوم ہوگئی اور طالوت نے اپنی چہوٹی بیٹی میکل کا داود سے بیاہ کردیا مگر دلمین رشک اور حسد پیدا ہوگیا داؤد کے قتل کی بہت سی تدبیر کیگر کوئی پیش نہ چلی آخر الامر طالوت اور اوسکے بیٹے ایک عرصہ کے بعد فلسطیونکی لڑائین مارگئے اور بنی اسرائیل کی تمام سلطنت داؤد علیہ السلام کو ملی (کتاب اول سموئیل عیسای مورخ ان آیات پر دو اعتراض کیا کرتے ہین (۱) یہ کہ تابوت سکینہ طالوت کو بادشاہ مقرر ہونیسے پہلے گیا تہا جبکہ کتاب سموئیل سے ثابت ہے اسکا جواب یہہ ہے کہ کتاب سموئیل مین خود لتعارض ہے اسکے ۵ باب ۲۹ ورس مین ہے اپنے خدا (وہ انسان نہین ہے کہ جہٹلائے) پہر اسی باب کے ۳۵ ورس مین ہے اور خداوند بہی پچتایا اُسنے ساؤل کو بنی اسرائیل کا بادشاہ کیا ؛ پہر اسی کتاب کے ۱۶ باب ۱ ورس ۱۲ مین ہے کہ داود کو ساول نے اپنے پاس بلایا اور وہ آیا اور اسنے پیار کیا اور اپنا سلح بردار کیا جس سے معلوم ہوا کہ ساول داود اور انکے باپ سے خوب واقف تہا پہر ۱۷ باب ۱۳ ورس سے ۳۹ تک یہ ثابت ہے کہ ساول داود سے واقف نتہا ؛ ہوا جسے خود عیسای مورخ کہتے ہین کہ قصہ الٹ پلٹ ہوگیا بلکہ بعض اس بات کو الحاقی کہتے ہین علاوہ اسکے یہہ بہی تحقیق نہین کہ یہ کتاب کس کی تصنیف ہے کوئی خود سموئیل کی کہتا ہے کوئی ناتن نبی کی کوئی یرمیاہ کی پہر جب اسکے لکہنے والے مختلف لوگ ہون تو الٹ پلٹ ہونا کچہہ تعجب کی بات نہین - جس سے یہہ یقین ہوسکتا ہے کہ جسطرح قرآن مین بیان ہے وہی صحیح ہے - دوسرا اعتراض یہہ کرتے ہین کہ کتاب سموئل مین لشکر کا پانی سے آزمایا جانا نہین پایا جاتا اور نہ بوقت مقابلہ دعا کرنا اسکا جواب یہہ ہے کہ کتاب سموئل مین نہونیسے یہہ لازم نہیں آتا کہ یہ باتین واقع نہین ہوئین کوئی عیسای کہہ سکتا ہے کہ تمام باتین کتاب سموئیل مین مندرج ہوگئی ہین تابوت سکینہ کہ جسکو خداوند کا صندوق کہتے ہین اسمین کچہہ تہا اور وہ تو حین کہ جو موسی کو کوہ طور پر ملین تہین اور ہارون ہوے کہ بعض کہڑی اور عصی کہا ہوا تہا

تِلْكَ اٰيٰتُ اللّٰهِ نَتْلُوْهَا عَلَيْكَ بِالْحَقِّ ؕ وَاِنَّكَ لَمِنَ الْمُرْسَلِيْنَ ۝ تِلْكَ الرُّسُلُ

یہ اللہ کی آیتیں ہیں ہم انہیں تجکو پڑھ سناتے ہیں ٹھیک ٹھیک - اور بلا شک تو اے محمد رسولوں میں سے ہے - یہ سب رسول

فَضَّلْنَا بَعْضَهُمْ عَلٰى بَعْضٍ ۘ مِنْهُمْ مَّنْ كَلَّمَ اللّٰهُ وَرَفَعَ بَعْضَهُمْ دَرَجٰتٍ ؕ وَاٰتَيْنَا عِيْسَى ابْنَ مَرْيَمَ

بڑائی دی ہے ہمنے ادمین ایک کو ایک پر - ان میں بعض ایسے ہین کہ جنسے خدا نے کلام کیا اور کسیکے درجہ بڑہائے - اور ہمین نے عیسی مریم کے بیٹے کو

الْبَيِّنٰتِ وَاَيَّدْنٰهُ بِرُوْحِ الْقُدُسِ ؕ وَلَوْ شَآءَ اللّٰهُ مَا اقْتَتَلَ الَّذِيْنَ مِنْۢ بَعْدِهِمْ مِّنْۢ بَعْدِ

نشانیان دی ہیں اور اسکی ہمنے روح القدس سے مدد کی - اور اگر خدا چاہتا تو نہ لڑ مرتے اونکے بعد کے لوگ بعد اسکے کہ

ع ۳۳ مَا جَآءَتْهُمُ الْبَيِّنٰتُ وَلٰكِنِ اخْتَلَفُوْا فَمِنْهُمْ مَّنْ اٰمَنَ وَمِنْهُمْ مَّنْ كَفَرَ ؕ وَلَوْ شَآءَ اللّٰهُ مَا اقْتَتَلُوْا وَلٰكِنَّ اللّٰهَ يَفْعَلُ مَا يُرِيْدُ ۝

اونکے پاس آچکے کھلے کھلے حکم ولیکن ان میں پھوٹ پڑ گئی پھر کوئی تو انمین سے یقین لایا اور کوئی منکر بن گیا - اور اگر خدا چاہتا تو وہ نہ لڑ مرتے - ولیکن اللہ جو چاہتا ہے کرتا ہے

## ترکیب

تلک ایات اللہ مبتدا نتلوہا علیک خبر اور نتلو حال ہے تلک مبتدا الرسل خبر اور ممکن ہے تلک الرسل مبتدا فضلنا خبر ہو - من کلم اللہ بدل ہے محل فضلنا سے درجات حال ہے بعضہم سے اور ممکن ہے کہ فی مقدر ہو من بعدہم سے من بعد الخ بدل ہے من بعدہم سے مع اعادہ حرف جر - ولکن استدراک ہے مضمون ماقبل سے +

## تفسیر

اس سے پہلے خدا تعالی نے طالوت وجالوت اور انکی باہم مقابلہ اور ایمانداروں کی استقلال کا ذکر کرکے جہاد کی مشروع ہونیکی وجہ بیان فرمائی تھی کہ اس سے خدا مفسدوں کے شر کو دفع کرتا ہے اگر یہ نہو تو مفسد لوگ ملک کو ویران کروین اور یہ انبیاء اولعزم کا قدیم معمول ہے ہر آپ پر اعتراض بیجا ہے کہ نبیوں کا کام لڑائی نہیں بلکہ آپ ہی نہیں رسول ہمیں سے ہیں جو ایسا کام کر رہے ہیں اور اسلئے تالوت وجالوت کا قصہ بیان کیا گیا اب یہاں یہ بات بتلاتا ہے کہ شر کو دفع کرنیوالی انبیاء علیہم السلام ہیں جو درجات میں مختلف ہیں جیسا کہ بنی اسرائیل میں اول سے لیکر دہ سے علیہ السلام ہیں جنکی طرف منہم من کلم اللہ کیساتھ اشارہ کیا اور اخیر نبی اسرائیل میں بڑے اولعزم حضرت عیسے علیہ السلام ہیں جنکے فضائل ہم نے البینات وایدناہ بروح القدس کیساتھ بیان ہوے اور انکے درمیان حضرت سموئیل اور داود والیاس اور خیاہ اور یسیاہ اور دانیال غیرہم علیہم السلام موسی کی شریعت کے اصلاح کرنیوالے گزرے ہیں - اور اے محمد آپ بھی رسول برحق ہیں - اسباتکی ثبات کیطرف تلک ایات اللہ الخ میں اشارہ کیا یعنے باوجودیکہ آپ نبی امی ہیں نہ تورات کو دیکھا نہ انجیل کو پھر بنی اسرائیل کے صحیح صحیح اور جزئیات احوال کا اسطرح بیان کرنا (کہ جو مطابق واقع ہوں حالانکہ بائبل کے علماء بھی اسطرح سے بیان نہیں کرسکتے خود بائبل میں تعارض اور غلطیاں ہیں) تیرا کام نہیں بلکہ ہم تجھکو یہ باتیں ٹھیک ٹھیک جبرئیل کی معرفت سناتے ہیں اسمیں آنحضرت کو تسلی بھی دی گئی کہ پہلے زمانوں میں موسی اور انکے متبعین کو بنی اسرائیل کے سرکشوں نے ستایا اور پھر حضرت عیسی کا معجزہ دیکھکر انکار کیا اگر آپکا انکار اور آپکے حکم کی نافرمانی کرتے ہیں تو کچھ نئی اور تعجب کی بات نہیں رسالت کا مقصود یہ ہے اسکے بعد مفسدوں اور سرکشوں کی طرف اشارہ فرمایا ہے ولو شاء اللہ الآیہ کہ یہ اونکا راہ حق میں اختلاف اور قتال کہ کوئی ایمان لایا کوئی کافر ہوگیا سب تقدیر الہی کیوجہ سے ہے اسمیں ان نادانوں کے اعتراض کا یہی جواب ہے جو کہتے ہیں خدا کیوں لوگوں کو عذاب نہیں دیتا اور کیوں انبیاء بھیجکر ہدایت پر مجبور کرتا ہے؟ کہ جو کچھ ہوتا ہے ہماری تقدیر سے ہوتا ہے لیکن ہم ہر حالمیں کام جبت کرتے ہیں کوئی اسباب ہدایت دکھاتی ہیں واللہ یفعل ما یرید روح القدس بعض کہتے ہیں اس سے جبرئیل علیہ السلام مراد ہیں بعض کہتے ہیں روح کہ جو حضرت عیسی اور حواریون پر نازل ہوتی ہے جسکی وجہ سے معجزات اور کرامات کہاتی ہیں اور یہی اولی ہے

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا أَنفِقُوا مِمَّا رَزَقْنَاكُم مِّن قَبْلِ أَن يَأْتِيَ يَوْمٌ لَّا بَيْعٌ فِيهِ وَلَا خُلَّةٌ وَلَا شَفَاعَةٌ وَالْكَافِرُونَ

اے ایمان والو کچھ دیا کرو ہمارے دیے میں سے اُس دن کے آنے سے پہلے کہ جسمیں نہ کوئی سودا ہوگا نہ دوستی کام آئیگی نہ سفارش - اور کافر ہی

هُمُ الظَّالِمُونَ ۝ اللَّهُ لَا إِلَٰهَ إِلَّا هُوَ الْحَيُّ الْقَيُّومُ ۚ لَا تَأْخُذُهُ سِنَةٌ وَلَا نَوْمٌ ۚ لَّهُ مَا فِي السَّمَاوَاتِ وَمَا فِي الْأَرْضِ ۗ مَن

ظالم ہین - اللہ - اسکے سوا کوئی معبود نہیں وہ ہمیشہ زندہ اور قایم ہے - نہ اوسکو اونگھہ آتی ہے نہ نیند - اوسیکا ہو جو کچھہ کہ آسمانون میں ہے اور جو کچھہ کہ زمین میں ہے کون

ذَا الَّذِي يَشْفَعُ عِندَهُ إِلَّا بِإِذْنِهِ ۚ يَعْلَمُ مَا بَيْنَ أَيْدِيهِمْ وَمَا خَلْفَهُمْ ۖ وَلَا يُحِيطُونَ بِشَيْءٍ مِّنْ عِلْمِهِ إِلَّا بِمَا

سفارش کرسکتا ہے اوسکے پاس اوسکی اجازت بغیر - وہ جانتا ہے اونکے آگے کی بات اور اونکے پیچھے کی بات کوئی نہیں آحاطہ کرسکتا ہے اوسکے علم کا کچھہ بھی مگر

شَاءَ ۚ وَسِعَ كُرْسِيُّهُ السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضَ ۖ وَلَا يَئُودُهُ حِفْظُهُمَا ۚ وَهُوَ الْعَلِيُّ الْعَظِيمُ ۝

جسقدر کہ وہ چاہے - گھیر رکھا ہے اوسکی بادشاہی نے آسمانون اور زمین کو - اور وہ تھکتا نہین ہے اونکی نگاہبانی سے - اور وہ اعلی ہے اور بڑا

ف کوئی یہ شبہ نکرے کہ یہان تو خدا تعالی کلم اللہ فرماتا ہے کہ خدا کی کلام رسولونسے کیا اور سورہ شوری مین یہہ فرمایا وَمَا كَانَ لِبَشَرٍ أَن يُكَلِّمَهُ اللَّهُ إِلَّا وَحْيًا أَوْ مِن وَرَاءِ حِجَابٍ أَوْ يُرْسِلَ رَسُولًا الایہ کہ خدا کسی بشر سے کلام نہین کرتا مگر بذریعہ وحی کے یا حجاب سے یا فرشتہ کے ذریعہ سے پس تعارض پایا گیا) اسکی کہ یہان حی کلام فرماتا ہے اسسے مراد اوسیطرح کا کلام کرنا ہے کہ جو سورہ شوری مین بیان ہوا یعنی بذریعہ وحی بے حجاب یا فرشتہ کے ذریعہ سے کسیکے کہ دو بدو بالمشافہ جیسا کہ انسان باہم کلام کرتے ہین اسی سطرح اس سے کوئی سنکر نہیں مرتا

## ترکیب

الفقوا کا مفعول شیا محذوف ہے مما مین ما بمعنی الذی اور عائد محذوف ہے ای رزقناکموہ لا بیع فیہ جملہ صفت یوم ولا خلہ ولا شفاعۃ معطوف ہے بیع پر اللہ مبتدا لا الہ الا ہو جملہ خبر الحی القیوم خبر ثانی - لا تاخذہ الخ جملہ مستانفہ اور ممکن ہے کہ خبر ہو حی کی السنۃ تحمل ہین وسنۃ مثل وعد یعد عدۃ - باقی صاف ہے

## تفسیر

پہلے خدا تعالی نے جہاد کا حکم دیا تھا اور قاتلوا فی سبیل اللہ فرمایا تھا پھر جسطرح اوسکی تائید اور فواید ظاہر کرنیکے کیلئے طالوت کا قصہ سنایا تاکہ ترقی دارین پر ہم جاوی اسکے بعد اللہ کی راہ میں صرف کرنیکی تاکید کی تھی کہ من ذا الذی یقرض اللہ قرضا حسنا اسطرح اس حکم کی تائید کیلئے پھر یہ آیت انفقوا الایہ نازل فرمائی کیونکہ جان و مال کا صرف کرنا نفس پر گران گزرتا ہے اور یہ بات تبلادی کہ آج جو کچھہ نیکی کرنی ہے سو کرلو کل یعنی روز حشر نہ کوئی عمل مول ملسکتا ہے نہ وہان کسیکی دوستی کام آسکتی ہے نہ سفارش پھر جو کچھہ کافرونپر عذاب اور سختی ہوگی وہ اُنہین کی بات ہوگی کہ انہون نے دنیا مین سعادت حاصل نکی سو یہ ظلم انکی نفسونپر ہے نہ کسیطرف سے اسکے بعد خدا تعالی اپنی صفات کے متعلق مسائل بیان فرماتا ہے کیونکہ قرآن مجید کی عادت ہے کہ وہ علم توحید اور علم احکام اور علم قصص کو اسخوبی سے ملا کر بیان کرتا ہے کہ جو بیانسے باہر ہے ہر ایک قصہ یا واقعہ کو ایسی موقع پر لاکر بیان کرتا ہے کہ جس سے اوسکی توحید و صفات کاملہ کا ثبوت ہوتا ہے یا احکام پر نفس کو رغبت ہوتی ہے اور یہ نہایت عمدہ طریق بیان ہے تاکہ طبیعت سامع کو ملال نہو اور جب وہ ایک بیانسے دوسرے کیطرف متوجہ ہوتا ہے تو گویا ایک باغ کی سیر کرکے دوسرے کی سیر کرتا ہے جس سے دل پر فرحت پیدا ہوتی ہے اسلئے اوسنے یہ آیت اللہ لا الہ الا ہو کہ جسکو آیت الکرسی کہتے ہین نازل فرمائی - اس آیت کے مضامین کی خوبی بیانسے باہر ہے تمام کتب الہامیہ مین سقدر مطالب اوسکی ذات و صفات کے متعلق نہین ہین جسقدر اس آیت مین ہین اسلئے احادیث صحیحہ مین اسکے فضائل بیشمار آئے ہین جنکی بیان کی یہان گنجایش نہین جو چاہے مشکوۃ المصابیح وغیرہ کتابون مین دیکھہ لے

## متعلقات

(۱) اللہ لا الہ الا ہو منصب نبوت کا یہ پہلا کام ہے کہ اوسکی ذات کا ثبوت کرکے جسقدر بیوقوفونے اسکے ساتھہ شریک بنا رکھے ہین اونکی نفی کرے

اوسکی صفات کاملہ کا ثبوت کرے اور جو کچھ قوت متوہمہ نے مخلوقات و محسوسات پر قیاس کر کے اوسمیں بیچون و بیگون ہونیکو ثابت کر رکھی ہے اونکو مٹادی اسلئے سب سے مقدم لفظ اللہ کو ذکر کیا کہ جو ایسی ذات کا نام ہے کہ جسمیں تمام خوبیاں ہوں اور وہ کسیکا کسی بات میں محتاج نہو اور پھر بسبب نقصانکی تالیسی پاک ہو جسکو عاقل سمجھدار کو خیال کر کے تمام کائنات کیطرف دیکھیگا تو سبکو حادث اور فانی اور مستعار الوجود جانکر ضرور یقین کریگا کہ اس عالم حسی کے پردہ میں ضرور کوئی ایسا شخص ہے کہ جسکی طرف سب کے وجودات کے سلسلہ منتہی ہوتے ہیں اور جسکی ہاتھ میں سب کی ڈوریاں ہیں یا جس کے نور کی سب شعاعیں ہیں - اسکے بعد لا الہ الا ہو سے اوسکی واحدانیت ثابت کی اور عالم وجود میں اوسکے وجود کو اگی سبکو پست کر دیا - اسکے بعد الحی القیوم کہکر اوسکی حیات حقیقی اور اسکا واجب الوجود ہونا ثابت کر دیا - القیوم بروزن فیعول من قام یقوم ہیجب واو ری جمع ہوئی اور اول ساکن تہا تو دکوئی کر کے ی میں ادغام کر دیا مجاہد کہتے ہیں اسکے معنے ہر چیز پر قایم کے ہیں یعنی ہر شخص کو رزق و روزی وغیرہ امور کی تدبیر کرنیوالا ضحاک کہتے ہیں دائم الوجود - قوی یہ ہے کہ اسکے معنے واجب الوجود کے ہیں سو یہ لفظ تمام صفات کمالیہ کا سرچشمہ ہے اور تمام عیوب و نقائص سے پاک ہونیکا منبع - اسکے بعد ہر کسی صفت کی تشریح اجمال کی تفصیل ہے اسکے بعد لا تاخذہ سنۃ ولا نوم سے یہ بات ثابت کر دی کہ وہ جمیع خصائص ممکنات سے بری ہے ہر چیز ایسا ہی تو لہ ما فی السموات والارض کہ تمام آسمان و زمین اوسکے ہیں اوسکے آگے اور کون ہے کہ جو ہمسری کا دعوی کرے یا اپنی وجاہت اور دھمکی سے کسیکی سفارش کر سکے من ذالذی یشفع عندہ الا باذنہ جب تمام ممکنات اوسکی معلول اور وہ سبکی علت ہے تو ہر چیز کا علم اوسکو حاضر ہے یعلم ما بین ایدیہم وما خلفہم بخلاف اور ممکنات کے کہ اونکو دوسری ممکنات سے یہ علاقہ نہیں پھر کون ہے کہ جن چیزونکا وہ جانتا ہے وہ بھی جانے ولا یحیطون بشیء من علمہ ہاں جسقدر چیزیں اوسنے اپنے بندونکو خواہ بذریعہ حواس خواہ بذریعہ الہام وحی بتلائی ہیں اوسیقدر بندے جان سکتے ہیں الا بما شاء +

(۲) وسع کرسیہ کرسی کے لغوی معنی ایک چیز کا دوسرے سے ملنا (والکرس الوال الدواب والعبارہا تیبد بعضہا فوق بعض منہ الکراسۃ لترکب بعض اور اقہا علی بعض + تفسیر کبیر) اور کرسی کو بھی اسلئے کرسی کہتے ہیں کہ اوسکی لکڑیاں باہم ملی ہوئی ہوتی ہیں + علما محققین کہتے ہیں وہ کرسی اور تخت پر بیٹھنے سے پاک ہے یہ الفاظ بطور استعارات اوسکی ذات مقدسہ کیلئے قرآن میں مستعمل ہوئے ہیں اسکے معنے سلطنت اور قدرت کے ہیں کہ جو ہر چیز کی ایجاد کیلئے اصل ہے والعرب یسمون اصل کل شیء الکرسی اس تقدیر پر آیت کے یہہ معنی ہیں کہ اوسکی قدرت آسمانوں اور زمین کو گھیرے ہوئی ہے کوئی چیز اوسکے باہر نہیں - اور یہ قرین قیاس ہے کیونکہ خدا تعالی بندونسے اونکی عادات و عرف کے موافق کلام کرتا ہے سو جسطرح بندی بادشاہ کیلئے تخت اور کرسی تصور کرتے ہیں اسیطرح یہ الفاظ اوسنے اپنی ذات پاک کیلئے بولے مگر اس سے ظاہری معنے مراد نہیں مگر اہل حدیث یہہ کہتے ہیں کہ ان الفاظ کے جو معنے ہیں اوسکی ذات کیلئے ثابت ہیں مگر ہم اوسکی حقیقت و کیفیت نہیں جانتے - اور ظاہر یہ اور انکے مقلد نہایت غلو کر کے اوسکی لئے عرش پر بیٹھنا اور دیگر خواص جسمانیہ صرف خبر احاد اور ظاہر الفاظ کو زور پر ثابت کرتے ہیں اور یہ نہیں جانتے کہ قرآن میں جسطرح حقیقت کا استعمال ہوا ہے اوسیطرح مجاز اور کنایہ اور استعارہ اور تشبیہ بھی بکثرت ہے (۳) من ذالذی یشفع عندہ الا باذنہ اس سے معتزلہ نے شفاعت کا انکار کیا ہے مگر یہ رائے اونکی غلط ہے اس سے تو شفاعت کا ثبوت ہوتا ہے غایتہ الامر یہ ہے کہ شفاعت اوسکے اذن پر موقوف ہے سو اپنے پیارے حبیب کو اذن دیدیا اور پھر قیامت کو اوسکو تازہ کریگا اسلئے آنحضرت علیہ السلام شافع المذنبین تمام بنی آدم حضرت کو دامن تلے پناہ لینگے گے آپ یا مانداروں کو پناہ دینگے

لَآ اِكْرَاهَ فِي الدِّيْنِ ۙ قَدْ تَّبَيَّنَ الرُّشْدُ مِنَ الْغَيِّ ۚ فَمَنْ يَّكْفُرْ بِالطَّاغُوْتِ وَيُؤْمِنْ بِاللّٰهِ فَقَدِ اسْتَمْسَكَ بِالْعُرْوَةِ

کچھ زبردستی نہیں دین میں (کیونکہ) کھل چکی ہدایت اور گمراہی - اب جو کوئی منکر ہو بتوں کا اور ایمان لایا اللہ پر تو اسنے پکڑ لیا مضبوط ذریعہ

الْوُثْقٰى لَا انْفِصَامَ لَهَا ۗ وَاللّٰهُ سَمِيْعٌ عَلِيْمٌ ۝ اَللّٰهُ وَلِيُّ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا ۙ يُخْرِجُهُمْ مِّنَ الظُّلُمٰتِ اِلَى النُّوْرِ ۭ وَالَّذِيْنَ

جو ٹوٹنے والا نہیں - اور اللہ سننے والا جاننے والا ہے - اللہ دوست ہی ایمان والوں کا اونکو نکال کر لا رہا ہے اندھیروں سے روشنی کیطرف - اور جو

كَفَرُوْٓا اَوْلِيٰٓـُٔهُمُ الطَّاغُوْتُ ۙ يُخْرِجُوْنَهُمْ مِّنَ النُّوْرِ اِلَى الظُّلُمٰتِ ۭ اُولٰۗىِٕكَ اَصْحٰبُ النَّارِ ۚ هُمْ فِيْهَا خٰلِدُوْنَ ۝

کافر ہیں اونکے دوست ہیں شیاطین نکال کر لا رہے ہیں اونکو روشنی سے اندھیروں میں - یہی ہیں دوزخی یہی اوسمیں ہمیشہ رہینگے

## ترکیب

اکراہ اسم لافی الدین خبر تبین ای تمیز فعل الرشد فاعل من الغی موضع نصب میں مفعول ہو کر تمام جملہ علت ہے لااکراہ کی فمن یکفر الخ شرط طاغوت اسکی اصل طیغوت ہے کیونکہ یہ طغت تطغی سے مصدر ہے مثل ملکوت اور رہبوت کے یہ مذکر مونث دونوں طرح مستعمل ہوتا ہے - فقد استمسک الخ جزا الوثقی مونث ہے اوثق کا مثل اوسط و اوسطی لانفصام لہا جملہ حال ہے ضمیر وثقی سے یا عروہ سے - اللہ مبتدا ولی الذین الخ خبر یخرجہم جملہ حال ہے اللہ سے وقس علیہ امثالہ

## تفسیر

گرچہ پہلی آیات میں خدا تعالیٰ جہاد کی علت فرما چکا تھا ولولا دفع اللہ الناس الایہ اور معترضوں کو جواب شافی دے چکا تھا مگر وہ جواب شاتا تھا اسلئے اوسکی تشریح اور تفسیر کردی کہ جہاد سے یہ غرض نہیں کہ کسیکو زبردستی سے مسلمان کیا جاوے اور بزور شمشیر اسلام قبول کرایا جاوے جیسا کہ مخالفین اسلام کج فہمی سے یہ تصور کر کے اسلام پر اعتراض کیا کرتے ہیں اور یہ اسلئے کہ خدا نے اپنی برحق کی معرفت وہ معجزات و آیات بینات ظاہر کئے کہ جن سے حق و باطل میں راتدن کیطرح امتیاز ہو گیا پھر اب جو کوئی غیر اللہ کی عبادت و شان الوہیت کا انکار کر کے خدائی واحد پر ایمان لاتا ہے تو وہ ایک ایسی قوی وسیلہ کو پکڑتا ہے کہ جو کبھی نہیں ٹوٹیگا اور اللہ خلوص دل اور زبانی باتیں سب کو سنتا اور جانتا ہے ٭

ایمان ایسی عمدہ چیز ہے کہ جسکی وجہ سے اللہ بندہ سے محبت کرتا ہے اور اسکو کفر و ظلمت اور رسوم کی اندھیریوں سے نکالکر نور میں داخل کرتا ہے اور جو اوسپر ایمان نہیں لاتے اونکے محب اور مددگار شیاطین ہیں کہ جو انکو نور فطرت سے نکالکر کفر و اخلاق رذیلہ اور شہوات و حب جاہ و مال کی ان اندھیریوں میں ڈالتے ہیں جو موتکے بعد جہنم کیصورت میں ظاہر ہونگی اور جسطرح ان اندھیریوں سے انکو عمر بھر رستگاری نہ ہوئی وہاں بھی نہوگی اسلئے وہ ہمیشہ جہنم میں رہینگے ٭

پس جہاد سے یہ غرض نہیں جو مخالفین سمجھتے ہیں بلکہ دنیا سے شر و فساد کا دفع کرنا اور قبیحات کا مٹانا اور دنیا کو ناپاک کرنیوالوں کی شوکت کا ٹوٹنا سو عین مقتضی رسالت اور نتیجہ سلطنت آسمانی ہے جسکے ظہور کی حضرت یحیی اور حضرت عیسی اور حضرت موسی علیہم السلام خبر دیتے آئے ہیں اسپر اعتراض کرنا عقل سلیم پر تہمت لگانا ہے ٭

طاغوت سے مراد سرکش ہیں جنکا مصداق بعض نے شیاطین جن و انس قرار دیا ہے یعنی انکے گروہ اور سرگردہ جو کفریات کی تعلیم کرتے تھے بعض نے بت مراد لیے - کذا فی الدر المنثور

عروہ اسکی جمع عرا آتی ہے اسکی معنی دستہ وغیرہ کے ہوتے ہیں جیسا کہ لوٹے اور پیالہ وغیرہ کے لگا ہوا ہوتا ہے - یہ ایک طرح کا استعارہ ہے کہ جو امر معقول کو محسوسات کے پیرایہ میں بیان کیا کرتے ہیں - جو شخص دین الہی قبول کرتا ہے گویا ایک نہایت مضبوط دستہ غیبی کو پکڑتا ہے

اَلَمْ تَرَ اِلَى الَّذِیْ حَآجَّ اِبْرٰهٖمَ فِیْ رَبِّهٖۤ اَنْ اٰتٰىهُ اللّٰهُ الْمُلْكَ اِذْ قَالَ اِبْرٰهٖمُ رَبِّیَ الَّذِیْ یُحْیٖ وَ یُمِیْتُ

کیا تو نے اوسکو نہیں دیکھا (یعنے اوسکا حال معلوم نہیں کیا) کہ جھگڑا ابراہیم سے محبت کی اور سکو رب کے معاملہ میں اسوجہ سے کہ خدا نے اسکو بادشاہی دی تھی جبکہ ابراہیم نے کہا کہ میرا رب تو وہ ہے جو

قَالَ اَنَا اُحْیٖ وَ اُمِیْتُ ؕ قَالَ اِبْرٰهٖمُ فَاِنَّ اللّٰهَ یَاْتِیْ بِالشَّمْسِ مِنَ الْمَشْرِقِ فَاْتِ بِهَا مِنَ الْمَغْرِبِ فَبُهِتَ الَّذِیْ كَفَرَ ؕ

(دنیا کہا میں بھی جلاتا اور مارتا ہوں۔ ابراہیم نے کہا بلاشک اللہ تو آفتاب کو مشرق سے نکالا کرتا ہے سو تو اسکو مغرب کیطرف سے نکال تب حیران رہگیا وہ کافر

وَ اللّٰهُ لَا یَهْدِی الْقَوْمَ الظّٰلِمِیْنَ ۝

اور خدا ہدایت نہیں کرتا ظالم لوگوں کو

## ترکیب

ان اٰتاہ اللہ یہ جملہ موضع نصب میں ہی بسبویہ کی نزدیک اور خلیل کی نزدیک موضع جر میں ہی تقدیرہ لان اٰتاہ اللہ من الشر قمن المغرب فعل سے متعلق ہے

## تفسیر

جبکہ خدا تعالیٰ نے اپنی ذات وصفات کا ذکر آیت الکرسی میں کیا اور علم التوحید کی بحث شروع فرمائی تو اسکے بعد تیسرا قصہ اسکے مناسب اور موئد ذکر کیا جنکو فی الجملہ جہاد اور قتال فی سبیل اللہ سے بھی ایک لطیف مناسبت ہے اول قصہ ان آیات میں حضرت ابراہیم اور نمرود کا ہی جو خدا تعالیٰ کے وجود کی اثبات کیلئے برہان قاطع ہے +

(۲) او کالذی مرعلی قریۃ سے شروع ہوتا ہی (۳) واذ قال ابراہیم کیف تحی الموتی سے شروع ہوتا ہی یہ دونوں قصہ اثبات حشر کیلئے ذکر ہوئی ہیں تاکہ مبدء ومعاد کا کامل یقین ہوجائے

حضرت ابراہیم علیہ السلام شہر بابل کی قریب پیدا ہوئے ہیں جب وہاں انکی خدا پرستی کا شہرہ ہوا اور بت پرستی کی مذمت لوگوں میں مشہور ہوئی تو وہاں کے بادشاہ نمرود بن کوش نے کہ جو جبار اور سخت بیدین اور ملحد تھا حضرت ابراہیم کو بلا کر پوچھا کہ رب کون ہے اور کہاں ہی اگر ہی تو مجھکو کہنا چاہیے میں ہر ایک چیز اپنے اسباب کے پیدا ہونیسے پیدا ہوجاتی ہے پھر آپ ہی فنا ہوجاتی ہی (یہ سب باتیں اسکی بادشاہی اور دولت کے نشہ سے تھیں جیسا کہ آج کل یورپ کے ملحد باتیں بنایا کرتے ہیں) حضرت ابراہیم نے خدا تعالیٰ کے موجود ہونے پر یہ دلیل بیان کی کہ ہم دنیا میں ایک ایسا فعل پاتی ہیں کہ جو کسی کے قبضۂ قدرت میں نہیں جس سے معلوم ہوا کہ اس فعل کا فاعل کوئی اور قوی قادر ہے جو اپنی لطافت کیوجہ سے محسوس نہیں ہوتا اور وہ فعل مارنا اور جلانا ہی جسطرح کوئی شخص کسی تخت یا صندوق کو دیکھکر کاریگر کے وجود کا یقین کرلیتا ہے اسیطرح ہم بھی اس فعل کے فاعل کے وجود کا یقین کرتی ہیں اسکے جواب میں نمرود نے کہا کہ یہ کونسی بڑی بات ہے میں بھی ایسا کرسکتا ہوں چنانچہ اسنے دو قیدیوں کو بلا کر ایک کو قتل کردیا اور ایک کو چھوڑ دیا اور کہا کہ دیکھ میں نے ایک کو مار ڈالا اور ایک کو زندہ رکھا حضرت ابراہیم نے جواب دیا کہ گو دنیا میں ایسا ہوتا ہے کہ بادشاہ کسی کو قتل کردیتا ہے اور کسی کو چھوڑ دیتا ہے مگر یہ فعل مارنا اور جلانا نہیں ہے کیونکہ یہ فعل بلا توسط اسباب کے نہیں ہوتا ہے اور اگر یہ فعل بلا توسط اسباب کے ہو تو پھر اسکا قاتل نہیں ہوسکتا ہے اور اگر اسباب کے ذریعہ سے ہی تو میں بھی بذریعہ اسباب مار سکتا جلا سکتا ہوں ہم جماع کرتے ہیں اس نطفہ کے سبب سے آدمی بن جاتا ہی زہر کھلانی تلوار مارنیسے مرجاتا ہے

انا احی وامیت اسکیطرف اشارہ ہی حضرت ابراہیم نے جواب دیا کہ گو دنیا میں اوسکا کاروبار عادتاً اسباب پر مبنی ہیں مگر وہ اسباب کی قبضہ میں ہیں منجملہ اسباب عالم کی گردش افلاک اور آفتاب کا دائرہ خاص پر طلوع وغروب کرنا ہے اچھا آپ دونوں کو ہی تصرف کردیجئے آفتاب کو مغرب کیطرف سے نکال کردکھائیے یہ سنکر وہ حیران اور بیہوش ہوگیا مگر ایسے بے انصاف راہ پر نہیں آتے سو خدا کی تقدیر سے راہ پر نہ آیا اور حضرت ابراہیم کو آگ میں ڈلوایا جس سے خدا نے ابراہیم کو سلامت رکھا اور پھر ابراہیم وہاں سے ہجرت کرکے ملک شام میں آئے + سبحان اللہ کیا عمدہ دلیل حضرت ابراہیم نے بیان فرمائی ہے

یاوری اور اوسکے مقلد اعتراض کرتے ہیں کہ یہ قصہ تورات میں نہیں اسلئے غلط ہے اونسے کوئی پوچھے کہ کیا تورات کے دس بارہ ورق میں حضرت ابراہیم کے تمام وقایع عمریہ مندرج ہیں بلکہ ہزاروں باتیں نہیں پھر کیا وہ سب غلط ہیں اور خدا کا بیان فرمانا اونکی صداقت کیلئے کیا کافی نہیں ؟

أَوْ كَالَّذِي مَرَّ عَلَىٰ قَرْيَةٍ وَهِيَ خَاوِيَةٌ عَلَىٰ عُرُوشِهَا قَالَ أَنَّىٰ يُحْيِي هَٰذِهِ اللَّهُ بَعْدَ مَوْتِهَا ۖ فَأَمَاتَهُ اللَّهُ

یا (نہ دیکھا تو نے) وہ شخص جو گزرا ایک شہر پر جو اجڑا پڑا تھا کہا اسکو اللہ کیونکر آباد کریگا اوسکی ویرانی کے بعد۔ تب سو برس تک اس شخص کو اللہ نے

مِائَةَ عَامٍ ثُمَّ بَعَثَهُ ۖ قَالَ كَمْ لَبِثْتَ ۖ قَالَ لَبِثْتُ يَوْمًا أَوْ بَعْضَ يَوْمٍ ۖ قَالَ بَل لَّبِثْتَ مِائَةَ عَامٍ فَانظُرْ إِلَىٰ طَعَامِكَ

مرا ہوا رکھا پھر اسکو اٹھایا۔ پوچھا تو کتنی دیر تک پڑا رہا۔ کہا میں ایک دن یا ایک دن سے کچھ کم پڑا رہا (خدا نے) کہا بلکہ تو سو برس پڑا رہا اب دیکھ اپنے کھانے

وَشَرَابِكَ لَمْ يَتَسَنَّهْ ۖ وَانظُرْ إِلَىٰ حِمَارِكَ وَلِنَجْعَلَكَ آيَةً لِّلنَّاسِ ۖ وَانظُرْ إِلَى الْعِظَامِ كَيْفَ نُنشِزُهَا

اور پانی کو کہ ابھی بگڑا نہیں۔ اور اپنے گدھے کو بھی دیکھ (کہ بالکل گل گیا) اور ہم تجھکو لوگوں کی قدرت کا نمونہ بنایا چاہتے ہیں اور تو گدھے کی ہڈیوں کو دیکھ کہ کسطرح سے ہم انکو حرکت دیتے ہیں

ثُمَّ نَكْسُوهَا لَحْمًا ۚ فَلَمَّا تَبَيَّنَ لَهُ قَالَ أَعْلَمُ أَنَّ اللَّهَ عَلَىٰ كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ

پھر کپڑا اوڑھاتے ہیں گوشت پہناتے ہیں۔ پھر جب اوسکو معلوم ہوا تو کہا کہ میں خوب جانتا ہوں خدا ہر چیز پر قادر ہے ؛

## ترکیب

او تفصیل کیلئے کاف زائد ہے جیسا کہ مثلہ میں بعض کہتے ہیں اسکا موضع نصب ہے والتقدیر ارایت مثل الذی۔ وہی خاویہ جملہ موضع جر میں ہے صفت قریہ کی۔ علی عروشہا متعلق ہے خاویہ سے۔ انی بمعنی کیف یا بمعنی متی موضع نصب میں ہے یحی سے مائۃ عام ظرف ہے اماتہ کا کیونکہ اسکے معنی لبثہ کے ہیں کم لبثت ظرف لبثت کا لم یتسنہ اسمیں ہا زائد ہے وقف میں اصل فعل مسنون جیسا کہ حمار مسنون آیا ہے چونکہ تین نون جمع ہوگئے تو اخیر کو سے بدلا ہے تی کو الف سے او الف جزم کیوجہ سے حذف ہوگیا بعض ہا کو اصلی کہتے ہیں۔ ولنجعلک محذوف پر معطوف ہے تقدیرہ ارنیاک ولنجعلک بعض کہتے ہیں واو زائد ہے

## تفسیر

یہ دوسرا قصہ ہے جو حضرت عیسی علیہ السلام سے تخمیناً چھ سو برس پیشتر ملک شام میں بمقام ایلیا گزرا ہے تفصیل اسکی یہ ہے کہ پہلے حملہ میں بابل کے بادشاہ بخت نصر نے ہزار ہا بنی اسرائیل کو قتل کیا اور شہر یروسلم کو جلا کر برباد کر دیا بیت المقدس کو ڈھا کر اور جلا کر خاک سیاہ کر دیا اور ستر ہزار کو گرفتار کر کے ساتھ لیگیا اور ستر برس تک بنی اسرائیل وہاں اوسکی قید میں رہے مگر حضرت یرمیا علیہ السلام یہیں رہتے تھے یکبارگی وہ اس شہر کے پاس سے گزرے اوسکی حالت اور ملک کی قوم کی بربادی دیکھکر دل بھر آیا حسرت کیطور سے کہنے لگے کہ اب اس شہر کو خدا کیونکر آباد کریگا؟ خدا نے انکو اپنی قدرت کاملہ کا تماشہ دکھایا وہ یہ کہ حضرت یرمیا نے اپنی سواری کا گدھا زیتون کے درخت سے باندھ دیا اور انگور کی شیرہ کا برتن اور روٹیوں کا تھیلا درخت سے لٹکا کر سو رہے خدا نے اونکی روح قبض کر لی یہانتک کہ سو برس کا عرصہ انپر گزر گیا گدھے کی ہڈیاں بھی خشک ہوگئیں اس عرصہ میں بخت نصر مر گیا اور ایران کے بادشاہوں کا دور دورا ہو گیا اور خشتاسپ نبی اسرائیل کو حکم دیا کہ اپنے ملک میں واپس جاویں اور بیت المقدس اور شہر کو آباد کریں سو تخمیناً بیالیس ہزار بنی اسرائیل کہ جنمیں حضرت عزیر علیہ السلام بھی تھے ملک شام میں آئے اور بیت المقدس اور شہر کو از سر نو تعمیر کرنا شروع کیا پھر کیخسرو بادشاہ کو بہکا دیا اور لوگ بھی بالغ آئی آخر دارا شاہ کے عہد میں بنی اسرائیل کی واپسی کے بیس برس بعد یروسلم اور بیت المقدس پھر از سر نو تعمیر ہوا جیسا کہ دوم کتاب تاریخ اور کتاب عزرا اور کتاب نحمیا سے ثابت ہے اس عرصہ میں خدا نے حضرت یرمیا کو زندہ کیا اور انسی بطور الہام پوچھا کہ تم کتنی دیر تک پڑے رہے چونکہ صبح کو سوئے تھے عصر کے وقت زندہ ہوئے یہ کہا کہ ایک دن یا کم پڑا رہا ہوں انہی جواب آیا کہ تو سو برس تک پڑا رہا ہے گدھے کو دیکھ دیکھا تو اوسکی ہڈیاں سفید پڑی چمک رہی تھیں اور کہا زمینی کو دیکھا تو ویسا ہی تھا پھر خدا نے اونکی روبرو گدھے کو زندہ کیا اور شہر اور سب شہر اور بیت المقدس کو آباد دیکھکر کہا مجھے یقین ہے کہ خدا ہر چیز پر قادر ہے مردے کو بھی زندہ کر سکتا ہے سو حشر اور بعد مرنے تمام خلق کو زندہ کر کے حساب لینا بھی اسکی قدرت میں ہے

وَاِذْ قَالَ اِبْرٰهٖمُ رَبِّ اَرِنِیْ كَیْفَ تُحْیِ الْمَوْتٰی ؕ قَالَ اَوَلَمْ تُؤْمِنْ ؕ قَالَ بَلٰی وَلٰكِنْ لِّیَطْمَىِٕنَّ قَلْبِیْ ؕ قَالَ

اور جبکہ ابراہیم نے کہا اے رب مجھکو دکھا کہ تو کسطرح سے مردوں کو زندہ کریگا۔ خدا نے فرمایا کیا تو یقین نہیں کرتا۔ کہا کیوں نہیں لیکن (میں چاہتا ہوں) کہ میرا دل اطمینان ہوجاوے خدا نے کہا

فَخُذْ اَرْبَعَةً مِّنَ الطَّیْرِ فَصُرْهُنَّ اِلَیْكَ ثُمَّ اجْعَلْ عَلٰی كُلِّ جَبَلٍ مِّنْهُنَّ جُزْءًا ثُمَّ ادْعُهُنَّ یَاْتِیْنَكَ سَعْیًا ؕ

تو چار پرند جانور لے پھر ان کو اپنی سانھ ہلا پھر ان میں سے ایک ایک ٹکڑا ہر پہاڑ پر رکھدے پھر انکو بلا تو وہ تیرے پاس دوڑتے ہوئے آئینگے

وَاعْلَمْ اَنَّ اللّٰهَ عَزِیْزٌ حَكِیْمٌ ۝ ع ۳۵

اور جان لے کہ بیشک خدا زبردست حکمت والا ہے

## ترکیب

اذ کا عامل محذوف ہے تقدیرہ اذکر پس یہ مفعول بہ ہے نہ مفعول فیہ قال فعل ابراہیم فاعل ربّ ارنی الخ جملہ مقولہ کیف تحی الموتی جملہ مفعول ہے ارنی کا اسکی کیفیت احیاء الموتی لیطمئن کا لام محذوف سے متعلق ہے تقدیرہ ولکن لیطمئن بن یطمئن صفتہ ہے اربعۃ کی منہن حال ہے جزءا سے سعیا مصدر موضع حال میں اور مفعول مطلق ہوسکتا ہے

## تفسیر

یہ تیسرا واقعہ ہے جو حضرت ابراہیم علیہ السلام پر ملک بابل سے ہجرت کرکے ملک شام میں آنیکے بعد گزرا۔ حضرت ابراہیم کو ہر چند خدا کے فرمانے کے وجہ سے یقین تھا کہ آدمی گو مرکر اور اسکے اجزا مخلوط ہوجاتے ہیں ہوا میں ہوا اور خاک میں خاک اور پانی میں پانی اگ میں آگ ملجاتی ہے مگر خدا اوسکو زندہ کریگا اور اسکے اجزا کو جمع کریگا لیکن بمقتضائے بشریت یہ بات گونہ عجب معلوم ہوتی تھی اسلئے خدا سے سوال کیا کہ مجھکو دکھا تو کسطرح سے مردوں کو زندہ کریگا خدا نے فرمایا کیا تجھکو یقین نہیں عرض کیا یقین تو ہے لیکن اطمینان قلبی کیلئے سوال کرتا ہوں کہ اس امر کا مشاہدہ بھی کرلوں تاکہ عین الیقین کا مرتبہ حاصل ہوجاوے خدا نے فرمایا تو چار پرند جانور لیکر چند روز انکو اپنے پاس رکھ پھر سب کا قیمہ کرکے تھوڑا تھوڑا پہاڑ کے مختلف ٹیلوں پر رکھدے اور پھر ہر ایک کو بلا تیرے پاس ہر ایک جانور دوڑکر چلا آویگا چنانچہ حضرت ابراہیم نے مور اور کبوتر اور مرغ اور کوا لیا اور اسیطرح کیا پھر جسکو پکارا اور اوسکے اجزا مجتمع ہوکر زندہ ہوا اور ابراہیم کے پاس دوڑتا ہوا چلا آیا۔ اس امر کے مشاہدہ سے حضرت ابراہیم علیہ السلام کا یقین کامل ہوگیا۔

گرچہ ان چار پرندوں کے لینے کی وجہ اور انکے نام کسی صحیح حدیث سے معلوم نہیں ہوتے مگر علما کے اقوال سے یہ نام جو اوپر گزرے ثابت ہوتے ہیں اور چار پرندوں کے لینے اور انکے ملانے کی وجہ یہ معلوم ہوتی ہے کہ پیشتر انسان کے جسم کیلئے چار عنصر آگ پانی ہوا مٹی جزو غالب ہیں اور دنیا میں یہ چار ون پرند کہ جو ہر ایک دوڑکر اپنے خیر اصلی کیطرف اوڑ جانا چاہتا ہے) آپسمیں ملے رہتے ہیں اور ایکدوسرے سے جدا ہوجاوینگے اور قیامت کو اوس قادر مطلق کے حکم سے پھر ملینگے ہر ایک دوڑتا چلا آویگا اس امر کے مشاہدہ کیلئے ان کا نمونہ اور انکے مناسب چار پرند جانور مختلف الطبائع لینے کو کہا اور انکو ملانے کو فرمایا تاکہ پہچان رہے اور یہ شبہ نہو کہ یہ اور جانور ہیں۔

## متعلقات

ف اول قصہ میں جو یہ کہا کہ حضرت ابراہیم نے ادب ملحوظ رکھا اور انی یحی یذہ اللہ بعد موتہا کہا تو خدا نے قرآن میں انکا نام نہ لیا اور خود نہیں پسند کیا اور برخلاف اسکے حضرت ابراہیم نے پہلے رب ارنی کہا اور کیفیت احیاء موتی پوچھی اونکا ذکر آیا۔ ف اور بعض مفسرنے ان دونوں قصوں کا انکار کیا ہے اور اپنی عادت قدیمہ کیموافق مفسرین پر اعتراض بھی وہ کرکے ایک لغو توجیہ کی ہے کہ الذی سے مراد کنعانی مرعی قریہ یعنی خواب میں یہ واقعہ گزرا ہے اور اسیطرح ابراہیم کا واقعہ بھی خواب کا ہے چونکہ بجز تقلید ملحدین اور کوئی دلیل عقلی یا نقلی اس شخص نے اپنے دعوی پر قائم نہیں کی اور توجیہ کو کوئی نحوی یا اہل زبان تسلیم نہیں کرتا اور نیز اونکے کلام میں باہم تعارض ہے اسلئے میں انکو لفظ لفظ پر رسوا کرنا بوجہ تنگی وقت مناسب نہیں جانتا۔ اور عیسائیوں کا یہ اعتراض کہ مردہ دنیا میں زندہ نہیں ہوتے بائبل کے برخلاف ہے دیکھو کتاب حزقیل میں سکڑوں مردوں کا زندہ

مَثَلُ الَّذِيْنَ يُنْفِقُوْنَ اَمْوَالَهُمْ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ كَمَثَلِ حَبَّةٍ اَنْۢبَتَتْ سَبْعَ سَنَابِلَ فِيْ كُلِّ سُنْۢبُلَةٍ مِّائَةُ حَبَّةٍ ؕ

مثال اونکی جو اپنے مال خدا کی راہ میں خرچ کرتے ہیں - اوس دانہ کی مثال ہے کہ جو سات بالیں نکالے اور ہر بال میں سو دانہ ہوں

وَاللّٰهُ يُضٰعِفُ لِمَنْ يَّشَآءُ ؕ وَاللّٰهُ وَاسِعٌ عَلِيْمٌ ۝ اَلَّذِيْنَ يُنْفِقُوْنَ اَمْوَالَهُمْ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ ثُمَّ لَا يُتْبِعُوْنَ مَآ اَنْفَقُوْا

اور اللہ جسکے لئے چاہتا ہے دوچند کردیتا ہے - اور اللہ وسعت والا خبردار ہے - جو کہ اپنے مال اللہ کی راہ میں خرچ کرتے ہیں پھر خرچ کرکے نہ

مَنًّا وَّلَآ اَذًى ۙ لَّهُمْ اَجْرُهُمْ عِنْدَ رَبِّهِمْ ۚ وَلَا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَلَا هُمْ يَحْزَنُوْنَ ۝ قَوْلٌ مَّعْرُوْفٌ وَّمَغْفِرَةٌ خَيْرٌ

احسان جتاتے ہیں اور نہ ستاتے ہیں انہیں کیلئے اونکا بدلہ ہے اونکے پروردگار کے پاس - اور نہ اونپر کچھ خوف ہے اور نہ وہ غمگین ہونگے - اچھی بات کہنا اور درگزر کرنا بہتر ہے اس

مِّنْ صَدَقَةٍ يَّتْبَعُهَآ اَذًى ؕ وَاللّٰهُ غَنِيٌّ حَلِيْمٌ ۝

خیرات سے کہ جسکے پیچھے رنج دیوے - اور اللہ بے پرواہ تحمل والا ہے

## ترکیب

مثل الذین الخ جملہ مبتدا اے مثل انفاق الذین الخ کمثل حبۃ الخ خبر - انبتت سبع الخ جملہ موضع جر میں صفت ہے حبۃ کی مائۃ حبۃ مبتدا فی کل سنبلۃ خبر مبتدا جملہ صفت ہے سنابل کی الذین ینفقون صلہ و موصول مبتدا لھم اجرھم الخ خبر قول معروف موصوف و صفت مبتدا خیر الخ خبر مبتدا اذی جملہ صفت ہے صدقۃ کی

## تفسیر

جبکہ خدا تعالیٰ اپنی قدرت کاملہ اور عالم آخرت کا ثبوت قطعی کرچکا تو اب عالم آخرت کیلئے ساز و سامان کی ترغیب دیتا ہے کہ وہاں کیلئے کچھ دیا کرو وہ ضائع نہیں جاتا وہ خدای قادر کہ جو مردہ کو زندہ کرتا ہے اور جسکے اوصاف مذکور ہوئے اس خیرات کے اجر کو عالم مثالی میں قائم کرتا ہے جسطرح کوئی یہاں ایک دانہ زمین میں ڈالے اور اس سے گیہوں یا باجرہ وغیرہ کا کوئی پیڑ اوگے اور اوسمیں سات خوشہ پیدا ہوویں اور ہر خوشہ میں سو دانہ ہوں تو ایک دانہ کے سات سو دانہ زمین میں مخفی کرنے سے حاصل ہوتے ہیں بشرطیکہ اُسکو پانی دیا جاوے اور آفات سے محفوظ رکھا جاوے اسیطرح جو کوئی خدا کی راہ میں صرف کرتا ہے تو اُسکو عالم مثالی کی زمین میں مخفی کرتا ہے اگا وہاں ایسا درخت اوگتا ہے اور ایسے ثمرات پیدا ہوتے ہیں بشرطیکہ ایمان اور خلوص کا پانی دیا جاوے اور احسان جتلانے اور سائل کو ایذا دینے کی بلا سے بچایا جاوے ورنہ سائل کو زبان سے نیک بات کہنی اور اوسکے الحاح پر درگزر کرنا یا عموماً ہر شخص سے نیک بات کہنی اور درگزر کرنا ایسی خیرات سے بہتر ہے

ف۱ یہ مثال ایک ذہنی الوجود چیز کیساتھ ہے اُسکے لئے یہ کچھ ضرور نہیں کہ خارج میں کوئی ایسا پیڑ ہی پایا جاوے کہ جسکے سات خوشہ ہوں اور ہر خوشہ میں سو دانہ ہوں ف۲ لاخوف علیہم سے عام مراد ہے نہ دنیا میں ایسی لوگوں کو افلاس کا خوف و غم ہوگا نہ آخرت میں ف۳ مال التہا نکو بہت عزیز ہے اوسکے صرف کرنیوالے کیلئے واسع علیم فرمایا کہ ہم وسعت اور فراخی عطا کرتے ہیں اور خلوص دل سے آگاہ ہیں - اور موذی ریاکاروں کے لئے غنی حلیم فرمایا کہ ہمکو کچھ پرواہ نہیں اور سزا دینے میں جلدی نہیں کرتے ؛

ہوا مذکور ہے اور یہ کتاب تاریخ کے تئیں یوں باب ۱۲ درس میں ہے کہ الیسع نبی کی قبر میں لوگوں نے ایک مردہ کو ڈالدیا اور جب وہ شخص الیسع کی ہڈیوں سے لگا تو وہ جی اٹھا اور پاؤں پر کھڑا ہوا انتہے اور اصل ایسی باتیں ملحد بنایا کرتے ہیں جو کہ سوا محسوسات کے معقولات کے منکر ہیں خدا تعالیٰ اور اسکی قدرت اور اسکے افعال خوارق عادت سے منکر ہیں اونکی نظر ہمارے عالم کی بلندی جو محسوسات سے تجاوز کرکے معقولات تک نہیں پہونچتی اور یہ کہنا کہ یہ قصے توراۃ میں کیوں نہیں یا الٹ پلٹ کردیا انھے نقل کئے گئے ہیں خیال خام ہے اس کا جواب ہم دے چکے ہیں ۱۲ منہ

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا تُبْطِلُوا صَدَقَاتِكُم بِالْمَنِّ وَالْأَذَىٰ كَالَّذِي يُنفِقُ مَالَهُ رِئَاءَ النَّاسِ وَلَا يُؤْمِنُ بِاللَّهِ

اے ایمان والو نہ برباد کرو اپنی خیرات احسان جتا کر اور ایذا دیکر مانند اوس شخص کے کہ جو اپنا مال لوگونکے دکھانیکو خرچ کرتا ہے اور نہ وہ اللہ پر ایمان رکھتا ہے

وَالْيَوْمِ الْآخِرِ ۖ فَمَثَلُهُ كَمَثَلِ صَفْوَانٍ عَلَيْهِ تُرَابٌ فَأَصَابَهُ وَابِلٌ فَتَرَكَهُ صَلْدًا ۖ لَّا يَقْدِرُونَ عَلَىٰ شَيْءٍ مِّمَّا كَسَبُوا ۗ

اور نہ قیامت کے دن پر سو اوسکی مثال ایک ایسے چکنے پتھر کی ہے کہ جسپر کچھ مٹی پڑی ہو پھر اوسپر زور کا مینہ پڑجائے اور صاف کر جائے۔ وہ اپنی کسی چیز پر جو کمائی ہے قدرت نہیں رکھتے

وَاللَّهُ لَا يَهْدِي الْقَوْمَ الْكَافِرِينَ ۝ وَمَثَلُ الَّذِينَ يُنفِقُونَ أَمْوَالَهُمُ ابْتِغَاءَ مَرْضَاتِ اللَّهِ وَتَثْبِيتًا مِّنْ

اور اللہ رستہ نہیں دکھاتا منکر لوگونکو۔ اور ان لوگونکی مثال جو اپنے مال اللہ کی رضامندی حاصل کرنے کے لئے اور اپنے دلی اعتقاد سے خرچ کرتے ہیں

أَنفُسِهِمْ كَمَثَلِ جَنَّةٍ بِرَبْوَةٍ أَصَابَهَا وَابِلٌ فَآتَتْ أُكُلَهَا ضِعْفَيْنِ فَإِن لَّمْ يُصِبْهَا وَابِلٌ فَطَلٌّ ۗ وَاللَّهُ بِمَا تَعْمَلُونَ بَصِيرٌ ۝

ایک ایسے باغ کی مثال ہے جو نرم زمین پر ہو زور کی بارش اوسپر جسے پہونچے دوگنا پھل لاوے۔ اور اگر اوسپر زور کا مینہ نہ برسے تو شبنم ہی کافی ہو جاوے۔ اور اللہ تمہارے کام دیکھتا ہے

## ترکیب

کالذی کاف موضع نصب میں ہے نعت ہے مصدر محذوف کی تقدیرہ ابطالا کابطال الذی ینفق رئاء الناس مفعول لہ ہے ینفق کا ریا کی پہلی ہمزہ نفس کلمہ ہے کہ یہ رای سے ہے اور آخیر بدل ہے ی سے صفوان جنس ہے وقیل جمع صفوانۃ علیہ تراب جملہ موضع جر میں صفت ہے صفوان کی ابتغاء مفعول لہ ہے ینفقون کا اور تثبیتا اسپر معطوف ہے اور یہ مصدر ہے فعل متعدی کا ای یثبتون اعمالھم باخلاص النیۃ اور ممکن ہے کہ بمعنی ثبت ہو ربوہ بضم الراء وفتحہا بمعنی یا ہو لی ہو کرم زمین صابہا وابل جملہ صفت ہے جنۃ کی وابل وبل سے مشتق ہے بقال ابل فہو مبول اکل سکون کاف اور ضمہ ہے دونوں طرح جایز ہے یہ جمع ہے واحد ہکا اکلۃ ہے بمعنی ماکول ضعفین حال ہے آمضاعفا فطل خبر ہے مبتدا محذوف کی اسکی معنی اوس کے ہیں اور خبر بھی محذوف کہہ سکتے ہیں ؛

## تفسیر

پہلی آیت میں خیرات دیکر احسان جتلانے اور فقیر کے بدزبانی یا طعن تشنیع سے ایذا دینے سے منع فرمایا تھا یہاں اوسکے اجر ضائع ہونیمیں منافقونسے مثال دیتا ہے کہ جو اللہ اور قیامت پر ایمان نہیں رکھتے نہ انکو اجر آخرت کا یقین ہے بلکہ محض نامداری کیلئے مال خرچ کرتے ہیں سو تم ایسا نکرو انکو کچھ اجر نہیں اسیطرح تمکو بھی نہیگا کیلئے کہ عالم مثالی میں جسطرح شجر خیرات کو احسان جتلانا اور ایذا دینا برباد کرتا ہے اسیطرح ایمان نہ لانا اور ریاکاری کرنا برباد کرتا ہے۔ پھر ان منافقون کے حال ظاہر کرنیکے لئے مثال دیتا ہے کہ ایمان اور خلوص نیت بمنزلہ ربوہ یعنی نرم اور بلند ہونوالی زمین کی ہے جو اپنے پیڑوں اور درختوں اور جڑی بوٹیونکی وجہ سے بلند معلوم ہوتی ہے یعنی عمدہ زمین اور کفر اور ریاکاری بمنزلہ سخت پتھر کے ہے کہ جسپر کوئی چیز نہیں اوگتی اور اوسپر کسیقدر مٹی پڑی ہو پھر جو منکر اور ریاکار خیرات کرتے ہیں تو گویا اوس پتھر پر کسیقدر مٹی دیکھکر کچھ بو جاتے ہیں اور جب اوسپر سخت بارش پڑجاتی ہے تو سب کو بہا دیتی ہے کچھ بھی انکے قبضہ میں نہیں رہتا اسیطرح جب موت اور مرور دہر کا مینہ پڑیگا انکو آخرت میں کچھ نہ دیگا دنیا کی چند روزہ نامداری جو غنا تھی لوڑ جاویگی اور جو مومن مخلصین خدا کی خوشنودی اور خلوص دل سے حسنات وخیرات کرتے ہیں تو اوس عمدہ زمین (عالم مثالی میں) باغ لگاتے ہیں جسپر زور کا مینہ برستا ہے تو دوگنا پھل آتا ہے اور چونکہ زمین عمدہ ہے اگر زور کا مینہ نہیں برستا تو کسیقدر تر شبنم ہی کافی ہو جاتا ہے یعنی موت کے بعد تو بیشمار اجر حاصل ہوگا اور دنیا میں بھی کاہل پھل اسکو ملیگا ف ان دونوں مثالوں میں جو کچھ باریکیاں ہیں انکو میں اس مختصر بیان میں نہیں کر سکتا مفرد اور مرکب کے لحاظ سے ہر پہلو میں اعجاز ہے جسکو اہل فہم سمجھ سکتے ہیں

أيود أحدكم أن تكون له جنة من نخيل وأعناب تجري من تحتها الأنهار له فيها من كل الثمرات ۱

کیا تم میں سے کوئی یہ چاہتا ہے کہ اوسکے لئے کوئی کھجوروں اور انگوروں کا ایسا باغ ہو کہ جسمیں نہریں بہتی ہوں اسمیں اوسکے لئے ہر قسم کے میوہ ہوں

وأصابه الكبر وله ذرية ضعفاء فأصابها إعصار فيه نار فاحترقت كذلك يبين الله لكم الآيات

اور اوسپر بڑھاپا آگیا ہو اور اسکے بال بچے ننھے ننھے ہوں پھر اوس باغ پر ایسا لو کا جھونکا چل جاوے کہ جسمیں آگ ہو جس سے وہ جل جاوے؟ - یوں سمجھتا ہے تمکو اللہ آیتیں

لعلكم تتفكرون ۝ يا أيها الذين آمنوا أنفقوا من طيبات ما كسبتم ومما أخرجنا لكم من الأرض ولا ع ۳۶

تاکہ تم غور کرو - اے ایمان والو خرچ کرو اپنی کمائی میں سے پاک چیزیں اور ان چیزوں میں سے بھی کہ جو ہمنے تمہارے لئے زمین سے نکالیں اور

تيمموا الخبيث منه تنفقون ولستم بآخذيه إلا أن تغمضوا فيه واعلموا أن الله غني حميد ۝

نیت نہ کرو خراب چیز پر کہ اوسمیں سے ایسی چیز دینے لگو کہ جسکو تم خود بھی بغیر چشم پوشی کے نہیں لیتے - اور جان لو کہ اللہ بے پرواہ ہے خوبیوں والا

## ترکیب

من نخيل صفت جنة جیسا کہ تجری اور لہ فیہا الخ واصابہ الکبر جملہ بحذف قد حال ہے احدکم سے ولہ ذریۃ حال ہے اصابہ کی ضمیر سے ولا تیمموا الخ لا تقصدوا فعل الخبیث مفعول منہ جار مجرور متعلق تنفقون سے اور تقدیم تخصیص کے لئے پس یہ جملہ اعنی تنفقون منہ حال ہے الخبیث سے ولستم ماخذیہ الخ جملہ حال ہے فاعل تنفقون سے

## تفسیر

یہہ ایک اور مثال اوس شخص کیلئے بیان کی گئی کہ جو خیرات وصدقہ خلوص نیت سے نہیں دیتا یا دیکر احسان جتلاتا اور سائل کو طعن و عار کی باتوں سے ایذا دیتا ہے وہ یہ کہ کسی کے پاس ایک ایسا عمدہ باغ ہو کہ جسمیں اکثر کھجور اور انگور ہوں اور اسمیں نہریں بہی ہوں یعنی آب رواں اور علاوہ اوسکے اوسمیں ہر قسم کا میوہ ہو - اور مالک باغ کا بڈہا ہو کہ علاوہ اُس عمدہ باغ کی آمدنی کے اور کوئی وجہ معاش نہ رکھتا ہو نہ اور فنون کسب معاش پر قادر ہو بڑہاپے کی وجہ سے اور اسپر طرہ یہ کہ ایسی بیکسی کی حالت میں اوسکے ضعیف ننھے ننھے بال بچے بہی ہوں کہ جنکا خرچ اور پرورش سب اسیکے ذمہ ہو پھر اس حالت میں اوس باغ پر کوئی آفت آسمانی ایسی پڑجاوے کہ جو اُسکو جلا کر نیست و نابود کردے پھر دیکھئے کہ اوس شخص پر کسقدر صدمہ اور کیا بیکسی اور حیرت اور حسرت طاری ہوتی ہے اسیطرح انسان کا صدقہ و خیرات عالم غیب میں نہایت عمدہ باغ کی صورت میں کہ جسکے صفات مذکور ہوئے ظہور کرتا ہے اور عالم آخرت میں انسان بڈہے کیطرح حسنات اور اعمال صالحہ کرنیسے معذور و مجبور ہوتا ہے اور اُسکو اپنی اسی کمائی اور انہیں اعمال صالحہ کیطرف لوٹنے کی نظر ہوتی ہے اور اسکا احسان جتلانا اور ایذا دینا اور خلوص نیت نہونا بمنزلہ بگولے کی ہے کہ جسمیں لو اور آگ ہے کہ جو اسکے اوس تر و تازہ باغ کو خاک سیاہ کر دیتی ہے + پس فرماتا ہے کہ آیا کوئی تم میں سے ایسا چاہتا ہے کہ ایسا باغ ایسی حالت میں تباہ ہو جاوے؟ یعنی کوئی نہیں چاہتا پھر تم کیوں اپنے اوس تر و تازہ باغ کو تباہ کرتے ہو؟ اسکے بعد یہ بتلاتا ہے کہ کیسی چیزیں خیرات وصدقہ میں دینی چاہئیں؟ آیا ایسے اتری ہوئی کہ جنکو باہم بہی کوئی بجز کراہت اور ناخوشی کے نہیں لیتا یا عمدہ اور مرغوب چیزیں پس فرماتا ہے کہ اپنی کمائی میں سے عمدہ چیزیں دو اور نیز طیبات ما کسبتم میں یہ بہی اشارہ ہے کہ جو چیز تمنے حلال اور جائز طور سے حاصل کی ہے اوسکو دو اسیکو خدا قبول کرتا ہے حرام اور ناجائز کمائی کی خیرات اوسکے ہاں قبول نہیں ہوتی - اور جو چیزیں کہ اناج میوے وغیرہ زمین سے پیدا ہوتے ہیں ان میں سے بھی اوجن چیزوں کو تم خرچ کرتے ہو ان میں سے ان بری چیزوں کے تو قصد بہی نکرنا کہ جنکو تم بہی خوشی سے نہیں لیتے کسلئے کہ خدا بے پروا ہے بری نذر نہیں قبول نہیں فرماتا تغمضوا اغماض آنکھ بند کرنا اور اسکی اصل غموض یعنی چہپانا ہے اور اسلئے کلام خفی کو غامض کہتے ہیں مگر یہاں مراد مسامحت ہے کیونکہ آدمی جب کوئی ناپسند چیز دیکھتا ہے تو آنکھ بند کر لیتا ہے

الشَّيْطٰنُ يَعِدُكُمُ الْفَقْرَ وَيَأْمُرُكُمْ بِالْفَحْشَآءِ ۚ وَاللّٰهُ يَعِدُكُمْ مَّغْفِرَةً مِّنْهُ وَفَضْلًا ۗ وَاللّٰهُ وَاسِعٌ عَلِيْمٌ ۝

شیطان تو تمکو محتاجی سے ڈراتا ہے اور بری باتوں کا حکم دیتا ہے اور اللہ تمسے وعدہ کرتا ہے اپنی بخشش اور فراخی کا اور اللہ وسعت دینے والا خبردار ہے

يُؤْتِي الْحِكْمَةَ مَنْ يَّشَآءُ ۚ وَمَنْ يُّؤْتَ الْحِكْمَةَ فَقَدْ اُوْتِيَ خَيْرًا كَثِيْرًا ۗ وَمَا يَذَّكَّرُ اِلَّآ اُولُوا الْاَلْبَابِ ۝ وَمَآ

حکمت عطا کرتا ہے جسکو چاہتا ہے اور جسکو حکمت عطا ہوئی تو بیشک اسکو بہت سی بھلائی ملی - اور وہی سمجھتے ہیں جنکو عقل ہے۔ اور جو

اَنْفَقْتُمْ مِّنْ نَّفَقَةٍ اَوْ نَذَرْتُمْ مِّنْ نَّذْرٍ فَاِنَّ اللّٰهَ يَعْلَمُهٗ ۗ وَمَا لِلظّٰلِمِيْنَ مِنْ اَنْصَارٍ ۝ اِنْ تُبْدُوا الصَّدَقٰتِ

کچھ تمنے خیرات دی یا کوئی نذر مانی تو بیشک اسکو اللہ جانتا ہے اور بے انصافوں کا کوئی مددگار نہیں ہے - اگر تم خیرات ظاہر کرو

فَنِعِمَّا هِيَ ۚ وَاِنْ تُخْفُوْهَا وَتُؤْتُوْهَا الْفُقَرَآءَ فَهُوَ خَيْرٌ لَّكُمْ ۚ وَيُكَفِّرُ عَنْكُمْ مِّنْ سَيِّاٰتِكُمْ ۗ وَاللّٰهُ بِمَا تَعْمَلُوْنَ خَبِيْرٌ ۝

تو یہ بھی اچھا ہے اور اگر اسکو چھپا کر فقیروں کو دو تو یہ تمہارے لئے بہت بہتر ہے اور دور کریگا تمسے تمہارے کچھ گناہ اور اللہ تمہارے کام سے واقف ہے۔

## ترکیب

الشیطان مبتدا یعدکم الخ جملہ خبر واللہ مبتدا یعدکم خبر منہ صفت ہے مغفرۃ کی جو مفعول ثانی ہے یعد کا یوتی الحکمۃ جملہ صفت ہے علیم کی - وما انفقتم الخ شرط فان اللہ الخ جواب - ان تبدوا شرط فنعما ہی جواب ف جواب کیلئے نعما اصل میں نعم ما تھا باہم ادغام کردیا ہی مبتدا موخر نعم فعل ما نکرہ بمعنی شی اسکا فاعل مجموعہ خبر - اور یون بھی ہے کہ ہی مخصوص بالمدح خبر مبتدا محذوف کی ہو تقدیر الکلام نعم الشی شیا ہی ہ

## تفسیر

جبکہ خدا تعالی خیرات کے فضائل اور اسکے ثواب رائل کرنیوالی چیزوں سے فارغ ہوا اور اچھی اور عمدہ چیزوں کے دینے کا حکم دیا تو اسکے بعد سو شیطانی کو بیان فرماتا ہے کہ جو بیشتر اللہ کی راہ میں دینے سے روکتا ہے وہ یہ کہ دلمیں انسانکے شیطانی خیال آیا کرتا ہے کہ اگر تو اس عمدہ کپڑے کو دیگا تو خود کیا پہنے گا روپیہ پیسا دیگا تو محتاج ہوجاویگا الشیطان یعدکم الفقر بلکہ اس سے بھی بڑھکر بخل اور کنڑپن بتاتا اور کنجوسی سکھاتا ہے و یامرکم بالفحشا عرب بخل کو فحش اور بخیل کو فاحش کہتے ہیں - اسکے بعد الہامات رحمانی ذکر کرتا ہے کہ گو وہ یہہ خوف دلاتا ہے مگر خدا کیطرف سے اسکے مقابلہ میں دو باتوں کا وعدہ ہوتا ہے سب سے مقدم اور ہمیشہ رہنی کیچیز آخرت ہے وہانکے لئے مغفرت خاص جو لفظ منہ سے سمجھی جاتی ہے اور دنیا کیلئے فراغ دستی اور کشایش و فضل بلاشک غربا اور مساکین کے دینے سے دنیا میں رزق کی ترقی ہوتی ہے بارہا آزمایا ہے فضل سے مراد یہ بھی ہے کہ انسان جب یتیموں اور محتاجوں اور اپنوں اور بیگانوں کو دیتا ہے تو اسکی روح سے حب دنیا اور لذات و شہوات کے حجاب دور ہوجاتے ہیں جو نجلی انوار الہی کو مانع تھے پس اسکو یہ فضیلت روحانیہ حاصل ہوتی ہے جسکا پرتو دنیا میں ہر کہ دمہ کی آنکھوں میں اسکی فضیلت اور بزرگی پیدا ہوجاتی ہے - سو یہ وعدہ الہی بھی سچا ہے - اسلئے واسع علیم ذکر کرکے یوتی الحکمۃ الخ فرمایا اور اشارہ کردیا کہ ان نکتوں کو خاص عقلمند ہی سمجھتے ہیں حکمت کے معنی علم و ادراک لنفس الامری اور فعل عدل و صواب دونوں ہیں اور دونوں یہاں مراد ہیں اسکے بعد فرماتا ہے کہ خدائے علام الغیوب ہر بات جانتا ہے حقوق تلف کرکے ظلم کرنیوالوں کا کوئی مددگار نہیں کہ انکو عذاب الہی سے چھڑا لے اگر تم ریاکاری سے بچنے کیلئے چھپا کر دو تو وہ بھی بہتر ہے اوپر مخفی نہ رہیگا وہ اسکا اجر دیگا اور جو خلوص نیت سے یہ سمجھکر کہ اور لوگوں کو بھی رغبت ہو ظاہر کرکے دو تو وہ بھی عمدہ ہے تمہارے گناہوں کا کفارہ ہے یعنی اس سے خدا گناہ معاف کریگا پر خلوص نیت پر آمادہ رہنے کیلئے واللہ بما تعملون خبیر فرمایا

لَيْسَ عَلَيْكَ هُدٰىهُمْ وَلٰكِنَّ اللّٰهَ يَهْدِيْ مَنْ يَّشَآءُ ۭ وَمَا تُنْفِقُوْا مِنْ خَيْرٍ فَلِاَنْفُسِكُمْ ۭ وَمَا تُنْفِقُوْنَ

(اے محمد) تیرا ذمہ نہیں اونکو راہ پر لانا ولیکن اللہ جسکو چاہتا ہے راہ پر لاتا ہے - اور جو کچھ خرچ کروگے اچھی چیز تو اپنے لئے اور تم تو

اِلَّا ابْتِغَاۗءَ وَجْهِ اللّٰهِ ۭ وَمَا تُنْفِقُوْا مِنْ خَيْرٍ يُّوَفَّ اِلَيْكُمْ وَاَنْتُمْ لَا تُظْلَمُوْنَ ۝ لِلْفُقَرَاۗءِ الَّذِيْنَ اُحْصِرُوْا فِيْ

صرف اللہ کی رضامندی حاصل کرنیکے لئے خرچ کرتے ہو - اور جو کچھ خیرات دوگے تو پوری پوری تمکو ملیگی (یعنی اوسکا ثواب) اور تمپر ظلم نہ ہیگا - اون مفلسوں کو دینا چاہئے جو خدا کی راہ میں

سَبِيْلِ اللّٰهِ لَا يَسْتَطِيْعُوْنَ ضَرْبًا فِي الْاَرْضِ ۡ يَحْسَبُهُمُ الْجَاهِلُ اَغْنِيَاۗءَ مِنَ التَّعَفُّفِ ۚ تَعْرِفُهُمْ بِسِيْمٰهُمْ

گھیرے ہوئے ہیں نہ کہیں جا سکتے ہیں - ناواقف تو سوال نہ کرنیکی وجہ سے اونکو دولتمند جانتا ہے - تو پہچانتا ہے اونکو اونکے چہرہ سے

لَا يَسْـَٔلُوْنَ النَّاسَ اِلْحَافًا ۭ وَمَا تُنْفِقُوْا مِنْ خَيْرٍ فَاِنَّ اللّٰهَ بِهٖ عَلِيْمٌ ۝ اَلَّذِيْنَ يُنْفِقُوْنَ اَمْوَالَهُمْ بِالَّيْلِ وَالنَّهَارِ ربع ۳۷

وہ لوگونسے سوال کرتے ہیں لپٹ کر - اور جو کچھ کام کی چیز خرچ کروگے اوسکو اللہ جانتا ہے - جو لوگ خرچ کرتے ہیں اپنے مال راتدن

سِرًّا وَّعَلَانِيَةً فَلَهُمْ اَجْرُهُمْ عِنْدَ رَبِّهِمْ ۚ وَلَا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَلَا هُمْ يَحْزَنُوْنَ ۝

پوشیدہ اور ظاہر تو انکے لئے ان کا اجر ہے اونکے رب کے پاس - نہ اُنپر کچھ خوف ہوگا اور نہ وہ غم کھاوینگے ؛

ترکیب

للفقراء خبر ہے مبتدا محذوف کی ای الصدقات المذکورۃ للفقراء پھر فقراء کے حصروا الخ لایستطیعون ضربا یحسبھم الجاھل اغنیاء تعرفھم بسیماھم لایسئلون الناس الخ پانچ وصف بیان فرمائے اول بطور صفت اور باقی بطور حال وفیہ ردلایۃ المغال الذین موصول وصلہ مبتدا فلھم اجرھم جملہ خبر اور فا اسلئے آئی کہ مبتدا میں بوی شرطیہ ہے

تفسیر

یہ خیرات کی بابت چوتھا حکم ہے جسطرح پہلی آیتوں میں خیرات میں دینے کے قابل چیزونکا بیان تھا اسمیں اُن لوگوں کا بیان ہے کہ جنکو خیرات دینی چاہئے صحابہ یا خود آنحضرت علیہ السلام مشرکین اور بت پرستوں کو دینے میں کوتاہی کیا کرتے تھے اُنکی بت پرستی سے نفرت کرکے اسپر حکم آیا کہ تو ہر ایک محتاج کو دے خواہ مومن ہو خواہ کافر بد کا ہدایت پر لانا تیرا ذمہ نہیں کہ تو اونکو ایسی باتو پر مجبور کرکے مسلمان کرے ایسے ایمان کی خدا کو کچھ پروا نہیں ایمان اور ہدایت اوسکے قبضہ میں ہے جسکو چاہتا ہے نصیب کرتا ہے تم شوق سے دو تم کو اُنکی بت پرستی سے کیا تم تو خاص اللہ کی رضامندی کے لئے دیتے ہو اب جو کچھ تم دوگے پاؤگے اونکو کیا دیتے ہو اپنے لئے جمع کرتے ہو یہ سب خدا تمکو واپس دیگا کچھ رکھ نہ لیگا ؛

اسکے بعد جو لوگ خیرات کیلئے زیادہ مستحق ہیں اُنکو بیان کرتا ہے کہ ان صدقات کے زیادہ مستحق وہ فقراء ہیں کہ جن میں یہ پانچ باتیں پائی جاتی ہیں (۱) یہ کہ وہ خدا کی راہ میں روک دئے گئے ہوں آنحضرت سے تعلیم پاتے اور شب و روز یاد الہی میں مصروف رہتے ہیں جیسا کہ کئی سو صحابی اسلئے گھر بار چھوڑ کر دولت دیدار پر حاضر رہتے تھے جنکو فیض نے آنحضرت کے بعد تمام علم کو منور کیا سوا انکا دنیا علاوہ عام ثواب کے تائید و تقویت اسلام بھی ہے اسلئے ہر زمانہ میں طلبا و علما و خادمان دین کی خدمت ضروری سمجھی گئی (۲) یہ کہ وہ ان حاجات سے پاشکستہ ہو کر بیٹھ گئے ہیں کہیں تجارت یا سوال کیلئے نہیں جا سکتے (۳) اس فقر و فاقہ پر بھی ہمکشادہ پیشانی اور خرمی سے گذارتے ہیں کہ ناواقف اونکو اس بے اعتنائی اور بے سوالی کی غنی سمجھتا ہے (۴) جب سے اونکے چہروں پر انوار تقدس ایسے چمکتے ہیں کہ ہر ایک صاحب بصیرت پہچان لیتا ہے کہ یہ نشان خدا اور محبوبان کبریا ہیں (۵) انمیں صفت توکل غالب ہے عام سائلوں کیطرح سے دربدر بھیک نہ مانگتے اور رستوں میں لوگونسے لپٹتے نہیں (جیسا کہ آج کل جرس ہنگ پیگدای کرنا ولایت اور کمال فقر احمقوں میں سمجھا جاتا ہے) اسکے بعد زیادہ خیرات دینے کی ترغیب دیتا ہے کہ جو اپنا مال راتدن خدا کی راہ میں خرچ کرتے ہیں اونکو اس مال کے خرچ کرنیسے دریغ ہوگا نہ اونکو کچھ خوف آخرت ہوگا

اَلَّذِیْنَ یَاْکُلُوْنَ الرِّبٰوا لَا یَقُوْمُوْنَ اِلَّا کَمَا یَقُوْمُ الَّذِیْ یَتَخَبَّطُهُ الشَّیْطٰنُ مِنَ الْمَسِّ ؕ ذٰلِكَ بِاَنَّهُمْ قَالُوْٓا اِنَّمَا الْبَیْعُ

جو لوگ سود کھاتے ہیں نہیں کھڑے ہونگے (قیامت کو) مگر جسطرح کہ کھڑا ہوتا وہ شخص جسکو خبطی کر دیا ہو جن نے لپٹ کر۔ یہ اسلئے کہ انہوں نے کہا سوداگری بھی تو

مِثْلُ الرِّبٰوا ۘ وَاَحَلَّ اللّٰهُ الْبَیْعَ وَحَرَّمَ الرِّبٰوا ؕ فَمَنْ جَآءَهٗ مَوْعِظَةٌ مِّنْ رَّبِّهٖ فَانْتَهٰى فَلَهٗ مَا سَلَفَ ؕ

وقف لازم

تو سود ہی لینے کی مانند ہے۔ اور اللہ نے تو بیع کو حلال کر دیا اور سود کو حرام۔ پس جسکے پاس اوسکے رب کیطرف سے نصیحت آجاوے سو وہ باز رہے تب اوسکا ہے جو ہو چکا

وَاَمْرُهٗٓ اِلَى اللّٰهِ ؕ وَمَنْ عَادَ فَاُولٰٓئِكَ اَصْحٰبُ النَّارِ ۚ هُمْ فِیْهَا خٰلِدُوْنَ ۝ یَمْحَقُ اللّٰهُ الرِّبٰوا وَیُرْبِی

اور اوس کا کام اللہ کے حوالہ ہے۔ اور جسنے پھر وہی کیا تو وہ لوگ دوزخی ہیں وہ ہمیشہ اوسمیں رہینگے خدا سود کو مٹاتا اور خیرات کو

الصَّدَقٰتِ ؕ وَاللّٰهُ لَا یُحِبُّ كُلَّ كَفَّارٍ اَثِیْمٍ ۝ اِنَّ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ وَاَقَامُوا الصَّلٰوةَ

بڑھاتا ہے۔ اور اللہ کو نہیں بھاتا کوئی ناشکر گناہگار جو لوگ ایمان لائے اور اچھے کام کئے اور نماز پڑھتے رہے

وَاٰتَوُا الزَّكٰوةَ لَهُمْ اَجْرُهُمْ عِنْدَ رَبِّهِمْ ۚ وَلَا خَوْفٌ عَلَیْهِمْ وَلَا هُمْ یَحْزَنُوْنَ ۝

اور زکوۃ دیتے رہے ہیں اون کا اجر اونکے رب کے پاس ہے اور نہ خوف کرینگے اور نہ اونکو کوئی رنج ہوگا ؛

## ترکیب

الذین یاکلون الخ مبتدا لا یقومون الخ جملہ خبر کما کاف موضع نصب میں ہے صفت ہے مصدر محذوف کی تقدیرہ الا قیاما مثل قیام الذی الخ ذلک مبتدا بانہم الخ خبر

من المس متعلق ہے یتخبطہ سے فمن جاء شرط فلہ ما سلف جواب و امرہ معطوف جواب پر و من عاد شرط فاولئک جواب الذین امنوا اسم ان لہم اجرہم خبر

## تفسیر

صدقہ و خیرات کے بعد سود کی برائی بیان کرنا اور اسکو حرام کر دینا گویا صدقہ و خیرات کے بیان کو پورا کر دینا ہے کسلئے کہ جسطرح صدقہ و خیرات میں رحمدلی اور مسکینوں اور غریبوں کی دستگیری ہے اسیطرح سود میں سخت دلی اور حاجتمند و نیز سخت گیری ہے یہ اوسکی پوری ضد ہے

ہم پہلے الفاظ آیت کی تفسیر پھر مسئلہ ربوا کی تشریح اور اسکے حرام ہونیکی وجہ بیان کرتے ہیں۔

فرماتا ہے جو لوگ کہ سود کھاتے ہیں وہ قیامت میں اس فعل بد کی سزا میں عذاب الہی کی دہشت سے بدحواس ہونگے جیسا کہ کوئی خبل آسیب سے بدحواس ہو جاتا ہے (چونکہ دنیا میں محتاجوں کو انکی سخت گیری سے دہشت اور حیرانی ہوتی تھی انکا یہ فعل اس عالم میں ویسا ہی آسیب بنکر سوار ہوگا) اور یہ اسلئے ہوگا کہ ان سود خوروں نے یہ بات بنائی ہے کہ سود میں اور بیع میں کیا فرق ہے جسطرح ایک روپیہ کی چیز کو دس روپیہ میں بیچنا درست ہے اسیطرح بوقت حاجت کسیکو دس روپیہ دیکر پندرہ لینا اپنے روپیہ کا نفع حاصل کرنا ہے کہ جس سے اتنی مدت میں ہم نفع حاصل کرتے اسکا جواب دیتا ہے یہ تمہارا قیاس غلط ہے کیونکہ بیع میں ایک چیز معاوضہ میں دی جاتی ہے اور سود میں اصل روپیہ لیکر اوسپر زیادتی کو نسی چیز کا معاوضہ ٹھہری یہ بات کہ اس سے ہم نفع حاصل کرتے تو یہ یقینی بات نہیں اس تقریر کیطرف اجمالا احل اللہ البیع و حرم الربوا میں اشارہ کر دیا۔ اسکے بعد فرمایا ہے کہ اسکی ممانعت سے پہلے جو کچھ کسینے لیلیا خیر وہ اوسکا ہو گیا دنیا میں اسپر کچھ مطالبہ نہیں ہے خدا چاہے تو معاف کرے چاہے حساب لے و امرہ الی اللہ لیکن باوجود حکم ممانعت آنیکے پھر جو کوئی سود لیگا اور خدا کے حکم کو حقیر جانیگا تو جہنمی ہوگا ہمیشہ اوسمیں رہیگا سود خوراں نہوں کہ ہم نفع حاصل کر رہے ہیں بلکہ نقصان کر رہے ہیں کیونکہ خدا کے نزدیک روپیہ بیکار و بیہودہ ہے اوس عالم میں اس سے کچھ نفع نہوگا کیونکہ اوس عالم میں خدا اسکو مٹا

گو بظاہر زیادتی معلوم ہو مگر باطن میں بربادی ہے برخلاف صدقہ وخیرات کے کہ ظاہر میں مال گھٹتا ہے لیکن باطن میں بڑھتا ہے اسلئے احادیث صحیحہ میں آیا ہے کہ کوئی خلوص نیت سے خدا کی راہ میں کوئی ہتھڑی سی چیز بھی دیتا ہے تو خدا اوسکو عالم باطن میں بڑھاتا اور زیادہ کرتا ہے یہاں تک بعد مرنے کے تھوڑی سی چیز اوسکو پہاڑ کی برابر ہمیں معلوم ہوگی ویربی الصدقات چونکہ سود خور چند مدت کی مہلت کا معاوضہ لیتا ہے اور یہ خدا کی نعمت دولت کی ناشکری ہے سو اوسکو کوئی ناشکر گنہگار نہیں پہاتا بلکہ وہ نفرت کرتا ہے جسکی نفرت کا پرتو اس عالم میں یہ ہوتا ہے کہ سود خور کو ہر شخص بنظر حقارت دیکھتا ہے سخی کی ہر شخص عزت کرتا ہے ؛

اس وعید کے بعد ایماندارونکو کہ جو خیرات وزکوۃ دیتے ہیں خوشخبری سناتا ہے کہ یہ اونکا مال برباد نہیں جاتا بلکہ اوسکے پاس جمع ہوتا ہے اوس عالم میں سب کا اجر ملیگا نہ اونکو کوئی رنج وغم ہوگا عالم قدس میں شاداں رہینگے کیونکہ انہوں نے میرے محتاج بیکسوں کے دل خوش کئے تھے لاخوف علیھم الایہ یحزنون ؛

ربوا (یعنی سود یا بیاج) لغت میں زیادتی کا نام ہے کہتے ہیں ربی الشی یربو ومنہ قولہ تعالے اہتزت وربت اگر اوات اور اسلئے یہ لفظ واو کی ساتھ لکھا جاتا ہے ربوا کی دو قسم ہیں ربا النسیئہ ربا الفضل اول قسم کا ربوا ایام جاہلیت میں جاری تھا اور وہ یہ تھا کہ کوئی شخص کسیکو کسی میعاد پر قرض دیا کرتا تھا اور اوسپر کچھ ماہواری مقرر کرلیتا تھا پھر جب میعاد پر وہ روپیہ مدیون سے ادا نہوتا تھا تو قرضخواہ اصل میں کچھ اور بڑھا کر مہلت دیتا تھا اور کبھی سود کو اصل میں جمع کرکے پھر اوسپر سود لگایا کرتا تھا جیسا کہ آج کل مہاجن ہندوستان میں کرتے ہیں اور سود خوارونکا عموماً دستور ہے قسم دوم یہ ہے کہ گیہوں یا جو وغیرہ کسی چیز کو اوسکی جنس سے ڈیوڑھے یا دوگنے پر فروخت کیا جاوے حضرت عبداللہ بن عباس کی اول میں یہ رائے تھی کہ اول قسم کا ربوا حرام ہے اور قسم ثانی درست ہے مگر پھر انہوں نے اس مذہب سے رجوع کیا۔ لیکن جمہور ائمہ دونوں قسم کے سود کو حرام کہتے ہیں اول کی حرمت قرآن کی اہنیہ آیات سے ثابت ہے اور قسم دوم کا حرام ہونا احادیث صحیحہ سے ثابت ہے منجملہ اونکے ایک حدیث صحیح یہ ہے کہ جسکو عمر بن الخطاب اور عبادہ بن ثابت اور ابو سعید خدری رضی اللہ عنہم سے اصحاب الصحاح نے روایت کیا قال النبی صلی اللہ علیہ وسلم الذہب بالذہب الفضۃ بالفضۃ والبر بالبر والشعیر بالشعیر والتمر بالتمر والملح بالملح مثلاً بمثل سواء بسواء یداً بید فاذا اختلفت ہذہ الاصناف فبیعوا کیف شئتم اذا کان یداً بید رواہ مسلم

اس حدیث میں جناب نبی صلعم نے ان چھ چیزوں میں برابر اور دست بدست فروخت کرنیکا حکم دیا اور وہ چھ چیزیہ ہیں سونا چاندی گیہوں جو چھوارے نمک پس جیسے سونیکو سونیسے اور چاندیکو چاندیسے اور گیہوں کو گیہوں سے اور جو کو جو سے اور چھواروں کو چھواروں سے اور نمک کو نمک سے فروخت کریں تو کمی زیادتی نہ کریں اور اوسیوقت دیویں تو اسیوقت دیویں اگر سیر دیکر دو سیر لیگا یا دوسرے وقت سیر بھر ہی لیگا تو یہ ربوا ہوگا۔ پھر علما ظاہر یہ کہتے ہیں کہ صرف انہیں چھ چیزوں میں ربوا ہے باقی اور چیزیں اونمیں نہیں خواہ سیر بھر باجرہ جوار دیکر دو سیر لو خواہ اوسیوقت خواہ پھر مگر جمہور مجتہدین بالخصوص آئمہ اربعہ یہ کہتے ہیں کہ علاوہ انکے اور چیزوں میں بھی انہیں پر قیاس کرکے حکم جاری ہوگا مگر جب کسی چیز کو کسی چیز پر قیاس کرتے ہیں تو دونوں میں ایک وصف مشترک ضرور دیکھا جاتا ہے جسکو علم اصول فقہ میں علت کہتے ہیں پھر اس علت میں ائمہ کا اختلاف ہے امام ابو حنیفہ کے نزدیک قدر مع جنس ہے یعنی تلنی اور ناپنے میں آتی ہوں تو مال ربا کو قدر کہتے ہیں پس اگر وہ چیز بھی تل کر بکتی ہے اور دوسری بھی جیسا کہ چاندی سونا پھر اگر دونوں ایک جنس ہیں تو بیشی میں کمی زیادتی بھی منع ہوگی اور ادھار بیچنا بھی اور اگر صرف قدر میں شریک ہیں اور جنس غیر جنس جیسا کہ گیہوں اور جو کہ دونوں ماپ کر بیچتے ہیں مگر جنس الگ الگ ہے تو بیشی لینا دینا تو درست ہوگا مثلاً سیر گیہوں دیکر دو سیر جو لیے مگر ادھار کرنا درست نہوگا اور اسیطرح جنس ایک ہو مگر قدر میں شریک نہوں جیسا کہ پشاور کی ایک لنگی کو دو کی ساتھ فروخت کرے تو وہاں بھی فضل جائز ہے نسیئہ حرام

فا
احکام ربوا

خلاصہ یہ کہ اگر قدر وجنس دونوں متحد ہونگے تو فضل اور نسیئہ دونوں حرام ہونگے اور ایک بات میں اتحاد ہوگا تو صرف نسیئہ یعنی ادھار بیچنا حرام ہوگا فضل یعنی زیادہ لینا درست ہوگا اور جو دونوں میں اتحاد نہیں تو فضل ونسیئہ دونوں درست ہونگے جیسا کہ روپیہ سے غلہ خریدنا بیچنا۔ اب رہی یہ بات کہ امام صاحب نے ان دونوں چیزوں کو علت کیوں قرار دیا؟ اسکے اول کتب حنفیہ میں مذکور ہیں جو چاہے وہاں دیکھ لے *

**دوسرا قول** امام شافعی کا ہے وہ یہ کہ چاروں چیزوں میں علت ربوا کے حرام ہونیکے لئے طعم ہے یعنی کھانے میں آنا اور چاندی سونے میں تقدیر یعنی وزن اور دوسرا وصف کا تحد جنس

**تیسرا قول** امام مالک کا ہے وہ یہ کہ علت قوت ہے یعنی غذا ہونا یا جو اسکے اصلاح کرے جیسا کہ نمک **چوتھا قول** عبدالملک بن ماجشون کا ہے یعنی قابل نفع ہونا

انہیں باتوں پر نظر کرکے علماء نے فرمایا ہے کہ آیت ربوا مجمل ہے اور حضرت عمر نے بھی کہا کہ آنحضرت دنیا سے تشریف لیگئے اور ربوا کے مسائل مشورہ سے حل نہیں کئے مگر اس مجمل کی تفسیر جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے خوب کر دی ہے پس اب جو کوئی ملحد منش تیرہویں صدی میں خواہ مخواہ پانچوان سوار بنکر اس آیت کی تخصیص کرے کہ صرف غیر سودی سود لینا حرام ہے اور وہ تمدن سے درست ہے اور گورنمنٹ پر میسری نوٹ کی آمدنی بھی درست ہے اور رفاہ عام کے سرمایہ کا سود لینا بھی درست ہے جیسا کہ علیگڈھ کا مدرسہ سود لیتا ہے اور ریل وغیرہ امور تمدن میں بھی سود کیلئے روپیہ دینا درست ہے وہ اوسکا کیا اعتبار ہے؟ پھر سپریلی کے علماء پر بہتان باندھنا کہ انہوں نے ایسا فتوی دیا تھا صریح غلط ہے اور یہ کہنا کہ یہ مسئلہ تجارت اور ترقی ملک کے حق میں سد راہ ہے سخت بیوقوفی اور ابلہ فریبی ہے۔ حق یہ ہے کہ سود کی تمام قسمیں حرام ہیں اور اسپر چار وعید نازل ہیں اول تخبط اور اسکے بعد حرم الربوا دوم ومن عاد فاولئک اصحاب النار ہم فیہا خلدون کہ سود کو جائز کرنے والے ہمیشہ جہنم میں رہینگے سوم یمحق اللہ الربوا چہارم فاذنوا بحرب من اللہ ورسولہ کہ سود خوار نکو اللہ اور رسول سے لڑائی کرنے پر مطلع کردو۔ اسیطرح آحادیث صحیحہ میں سکے لینے والے اور دینے والے اور کاتب اور شاہد سب پر لعنت آئی ہے اور سر اسکا یہ ہے (۱) ہر فعل کی انسان کی روح پر ایک تاثیر ہوتی ہے اور جب اوس فعل کی مداومت کرتا ہے تو یہ قوت راسخہ اور ملکہ اسکی روح رنگ کیطرح پیوست ہوجاتا ہے۔ اور تجربہ سے یہ ثابت ہوچکا ہے کہ سود خوری سے دلپر سختی اور روپیہ کی محبت اور بزدلی اسدرجہ کی طاری ہوتی ہے کہ جسکا کچھ بیان نہیں عام ہے کہ یہ سود کسی سے لیا جاوے اور یہ تینوں وصف نہایت درجہ کے خراب ہیں۔ دیکھئے بنی جہاجن کیسے سخت دل ہوتے ہیں کیسا ہی غریب ومفلس کیوں نہ ہو اوسکی خانہ بربادی کرکے اپنا بھلا کرنے میں دریغ نہیں کرتے اور بزدلی انکی مشہور ہے اور اسلئے اپنا تاریخوں کے ورق الٹ جائے کبھی کسی سود خور قوم کو آپ پاوینگے کہ اولوالعزمی کی ہو یا وہ فاتح ملک ہوئی ہو بلکہ بیشتر ناجائز روپیہ جمع کیا ہوا لیروں کے ہاتھ لگا کرتا ہے یہ تاثیر دنیا میں ظاہر ہوتی ہے اور عالم باطن میں اسکے یہ اخلاق رذیلہ ہمیشہ اسکی روح کو صدمہ پہونچاتے ہیں جیسا کہ اسنے لوگونکے دلونپر صدمہ پہونچایا (۲) سود خوری سے ملک کی ترقی اور علوم وفنون اور کارخانوں اور تجارت کیطرف (کہ جو قوم اور ملک وسلطنت کی رونق کا باعث ہیں) توجہ نہیں رہتی اور کاہلی اور بدنیتی آجاتی ہے آپ سود خواروں کے ملک کو کبھی سرسبز نہیں دیکھینگے بلکہ صرف انہیں چند مردار خوارون کو (۳) صلہ رحمی اور ہمدردی انسانی اور مروت کا دروازہ اس سے بند ہوجاتا ہے اعاذنا اللہ منہ

* امام ابوحنیفہ کے نزدیک پہلوں وغیرہ ان چیزوں میں کہ جو وزن اور پیمانہ سے نہیں فروخت ہوتیں بڑھوتری ربوا کا حکم نہیں رکھتی۔ اسیطرح امام شافعی کے نزدیک جو چیزیں بیاد رہیں سوا چاندی سونیکے دی جاتی ہیں جیسا کہ لوہا تانبا پیتل اور کپڑا وغیرہ انکی بڑھوتری میں ربوا نہیں اور امام ابوحنیفہ کے نزدیک ہے امام مالک کے نزدیک سوا چاندی سونیکے اور جسقدر چیزیں کہانے میں نہیں آتیں نہ ذخیرہ ہوسکتیں جیسا کہ سبز ترکاری اور تانبا لوہا وغیرہ ان میں بھی ربوا نہیں اور اس مسئلہ کی تفریعات کتب فقہ میں نہایت تشریح کیساتھ مذکور ہیں ۱۲ منہ

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا اتَّقُوا اللَّهَ وَذَرُوا مَا بَقِيَ مِنَ الرِّبَا إِن كُنتُم مُّؤْمِنِينَ ۝ فَإِن لَّمْ تَفْعَلُوا

اے ایمان والو اللہ سے ڈرو اور جو کچھ سود لینا باقی رہا ہے اسکو چھوڑ دو اگر تم (سچے) مومن ہو پھر اگر تم نہیں مانتے

فَأْذَنُوا بِحَرْبٍ مِّنَ اللَّهِ وَرَسُولِهِ ۖ وَإِن تُبْتُمْ فَلَكُمْ رُءُوسُ أَمْوَالِكُمْ ۖ لَا تَظْلِمُونَ وَلَا تُظْلَمُونَ ۝

تو تمکو اشتہار جنگ دیا جاتا ہے اللہ اور رسول کیطرف سے اور جو تم توبہ کرتے ہو تو تمہارے لئے تمہارا اصل مال پہنچتا ہے۔ نہ تم کسی پر ظلم کرو نہ تم پر ظلم کیا جائے

وَإِن كَانَ ذُو عُسْرَةٍ فَنَظِرَةٌ إِلَىٰ مَيْسَرَةٍ ۚ وَأَن تَصَدَّقُوا خَيْرٌ لَّكُمْ إِن كُنتُمْ تَعْلَمُونَ ۝ وَاتَّقُوا

اور اگر قرضدار تنگ دست ہے تو مہلت دینی چاہئے آسودگی تک۔ اور بخشدینا تو تمہارے لئے بہت ہی بہتر ہے اگر تم جانتے ہو۔ اور ڈرتے رہو

يَوْمًا تُرْجَعُونَ فِيهِ إِلَى اللَّهِ ۖ ثُمَّ تُوَفَّىٰ كُلُّ نَفْسٍ مَّا كَسَبَتْ وَهُمْ لَا يُظْلَمُونَ ۝ ع ۳۸

اوس دن سے کہ جسمیں تم خدا کیطرف اوٹے چلے جاؤگے پھر پورا دیا جاویگا ہر شخص کو جو کچھ اسنے کمایا اور اُنپر ظلم نہ ہوگا

ترکیب

ان کنتم مومنین شرط جملہ مقدم دل برجزا فان لم تفعلوا شرط واتوا الخ جواب وان شرطیہ کان تامہ ذو عسرۃ اسکا اسم فنظرۃ خبر ہے مبتدا محذوف کی اے فالحکم نظرۃ الخ یہ تمام جملہ جواب شرط واتقوا فعل ایتم فاعل یوما مفعول بہ ترجعون الخ جملہ اسکی صفت

تفسیر

پہلے فرمایا تھا سود سے باز آؤ جو کچھ ممانعت سے پیشتر لے چکے ہو وہ تمہارا ہے اور اسپر خیال پیدا ہوتا تھا کہ ممانعت سے پہلے کا جو سود قرضدار کے ذمہ پر چڑھا ہوا ہے وہ بھی ہمارا ہے اوسکو لینا چاہئے اس خیال کو خدا تعالیٰ نے رد کیا کہ جو کچھ سود قرضداروں کے ذمہ پر باقی رہگیا ہے اسکو چھوڑ دو اگر سچا ایمان رکھتے ہو اور جو تم باز نہیں آتے تو تمکو خدا اور اُسکے رسول کیطرف سے لڑائی کا اشتہار دیا جاتا ہے کسلئے کہ باوجود ممانعت شدید اور تاکید مزید کے پھر سود لینا اور غریبوں کا دل دکھانا خدا اور اوسکے رسول سے جنگ کرنا ہے ہاں اگر تم اس فعل بد سے توبہ کرتے ہو تو تمہارا اصل مال تمہارا ہے نہ سود لیکر تم کسی پر ظلم کرو نہ اصل مال میں کمی کرکے تم پر ظلم کیا جاوے جبکہ سود کی سخت ممانعت ہوگئی اور ذمہ پر چڑھا ہوا سود لینا بھی حرام ہوا تو قرضخواہ کا قرضدار کو تنگ کرکے جلدی وصول کرنا ایک طبعی بات ہے کسلئے کہ جو امید نفع کی تھی جسکی وجہ سے وہ مہلت دے رہا تھا وہ تو منقطع ہوگئی مگر جو قرضدار تنگدست ہے اوسکے لئے اسمیں بڑی دقت ہے وہ کہاں سے لاکر اوسکو دیوے اور قرضخواہ ہے کہ تقاضوں کے مارے اوسکو پیسے ڈالنا ہے آبروری کر رہا ہے فیدیو دلوانے کی فکر کر رہا ہے اسلئے خدا تعالیٰ نے ان بیکسوں کے حال زار پر رحم کرکے اسکی ساتھ ہی یہ حکم دیا کہ اگر قرضدار تنگدست ہے (یعنی ہر گرمی کے کپڑوں اور دو ایک دن کے کھانے اور خرچ عیال کے علاوہ نہ کوئی جایداد رکھتا ہے کہ اُسکو فروخت کرکے قرض ادا کرے نہ نقد مال ہے کہ دیکر پیچھا چھڑائے) تو اُسکو مہلت دینی چاہئے یہانتک کہ اسکو قرض ادا کرنیکا مقدور حاصل ہوجاوے اتنے عرصہ میں اسکو تنگ کرنا یا قید کرانا حرام ہے۔ اسلام میں سراسر رحمدلی ہے اصل ربوا الفضل کو بھی اسی لئے حرام کیا تھا کہ اگر مثلاً کسی بیچارے غریب کو بے گیہوں دیکر اچھے گیہوں کی ضرورت پڑے تو اس تفاوت قلیل پر نظر نہ کیجائے برابر سرابر دیدی جاوے اسیطرح ربوا النسیہ کو حرام کیا باہم احسان اور صلہ رحمی کیطور پر دوسرے بھائی کی حاجت قرض دیکر روا کر دینا چاہئے

پھر فرماتا ہے اگر تم بالکل معاف کردو تو یہ تمہارے لئے بہتر ہے کیونکہ یہ خزانہ الٰہی میں جمع ہوکر تمہیں آخرت میں نفع دیگا۔ اسکے بعد اس صلہ رحمی اور رحمدلی اور اُس سخت گیری کے لئے ایک کوڑا سا غافلوں کی پشت پر مار دیا کہ اوسدن سے ڈرو کہ جسمیں تم پھر خدا کے پاس واپس جاؤگے اور ہر شخص اپنے اعمال کا نتیجہ پائیگا

پھر اس بیان کو نبی صلعم نے جسقدر احادیث میں شرح کرکے عرب کے سنگدلوں کو موم کیا اور تمام عالم میں روشنی پھیلائی بیان سے باہر ہے نبوت اسکو کہتے ہیں اعجاز اسکا نام ہے

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اِذَا تَدَايَنْتُمْ بِدَيْنٍ اِلٰٓى اَجَلٍ مُّسَمًّى فَاكْتُبُوْهُ ۭ وَلْيَكْتُبْ بَّيْنَكُمْ كَاتِبٌۢ بِالْعَدْلِ ۠ ص

اے ایمان والو جب تم لین دین کرو ادھار پر کسی میعاد معین تک تو اسکو لکھ لیا کرو اور چاہیے کہ تم میں سے کوئی کاتب پورا پورا لکھے

وَلَا يَاْبَ كَاتِبٌ اَنْ يَّكْتُبَ كَمَا عَلَّمَهُ اللّٰهُ ۭ فَلْيَكْتُبْ ۚ وَلْيُمْلِلِ الَّذِيْ عَلَيْهِ الْحَقُّ وَلْيَتَّقِ اللّٰهَ رَبَّهٗ وَلَا

اور لکھنے والا جیسا کہ اوسکو خدا نے بتایا ہے لکھنے سے انکار نکرے۔ پس لکھدینا چاہئے (اور (مضمون) وہ شخص لکھوائے کہ جسپر قرضہ ہے اور اللہ سے ڈرے جو اسکا پروردگار ہے اور

يَبْخَسْ مِنْهُ شَيْـــًٔا ۭ فَاِنْ كَانَ الَّذِيْ عَلَيْهِ الْحَقُّ سَفِيْهًا اَوْ ضَعِيْفًا اَوْ لَا يَسْتَطِيْعُ اَنْ يُّمِلَّ هُوَ فَلْيُمْلِلْ وَلِيُّهٗ

اوسمیں سے کچھ بھی کم نکرے۔ پھر جسپر قرض ہے اگر وہ بیوقوف یا لڑکا ہے یا وہ خود لکھوا نہیں سکتا تو اوسکا سرپرست پورے طور سے

بِالْعَدْلِ ۭ وَاسْتَشْهِدُوْا شَهِيْدَيْنِ مِنْ رِّجَالِكُمْ ۚ فَاِنْ لَّمْ يَكُوْنَا رَجُلَيْنِ فَرَجُلٌ وَّامْرَاَتٰنِ مِمَّنْ تَرْضَوْنَ مِنَ الشُّهَدَاۗءِ

لکھوا دے۔ اور اپنے لوگوں میں سے دو مرد گواہ کرلو اور اگر دو مرد نہ ملیں تو ایک مرد اور دو عورتیں کہ جنکو تم پسند رکھتے ہو گواہوں میں۔ کافی ہیں

اَنْ تَضِلَّ اِحْدٰىهُمَا فَتُذَكِّرَ اِحْدٰىهُمَا الْاُخْرٰى ۭ وَلَا يَاْبَ الشُّهَدَاۗءُ اِذَا مَا دُعُوْا ۭ وَلَا تَسْـَٔـمُوْٓا اَنْ تَكْتُبُوْهُ

کیونکہ اگر ان میں سے ایک بہول گی تو دوسری یاد دلا دیگی۔ اور انکار نکرنا چاہئے گواہوں کو جبکہ وہ طلب کئے جاویں۔ اور اسکے لکھنے سے کاہلی نہ کرو

صَغِيْرًا اَوْ كَبِيْرًا اِلٰٓى اَجَلِهٖ ۭ ذٰلِكُمْ اَقْسَطُ عِنْدَ اللّٰهِ وَاَقْوَمُ لِلشَّهَادَةِ وَاَدْنٰٓى اَلَّا تَرْتَابُوْٓا اِلَّآ اَنْ تَكُوْنَ

چھوٹا معاملہ ہو یا بڑا ہو اوسکے وعدہ تک۔ اسمیں خوب انصاف ہے اللہ کے نزدیک اور قوی رہتی ہے گواہی اور قریب تر ہے کہ تم کو شبہ نہ پڑے۔ مگر جبکہ وہ معاملہ

تِجَارَةً حَاضِرَةً تُدِيْرُوْنَهَا بَيْنَكُمْ فَلَيْسَ عَلَيْكُمْ جُنَاحٌ اَلَّا تَكْتُبُوْهَا ۭ وَاَشْهِدُوْٓا اِذَا تَبَايَعْتُمْ ۠ وَلَا يُضَاۗرَّ

دست بدست تجارت ہو کہ جسکو باہم لیتے دیتے ہو تب اوسکے نہ لکھنے میں تم پر کچھ مضائقہ نہیں۔ اور شاہد کرلو جبکہ باہم سودا کرو اور نہ کاتب کو

كَاتِبٌ وَّلَا شَهِيْدٌ ۭ وَاِنْ تَفْعَلُوْا فَاِنَّهٗ فُسُوْقٌۢ بِكُمْ ۭ وَاتَّقُوا اللّٰهَ ۭ وَيُعَلِّمُكُمُ اللّٰهُ ۭ وَاللّٰهُ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيْمٌ ۝

ضرر دیا جاوے نہ گواہ کو۔ اور جو کرو گے تو یہ تمہارے گناہ کی بات ہے۔ اور اللہ سے ڈرو۔ اور خدا تمکو سکھاتا ہے۔ اور اللہ ہر چیز جانتا ہے

وَاِنْ كُنْتُمْ عَلٰي سَفَرٍ وَّلَمْ تَجِدُوْا كَاتِبًا فَرِهٰنٌ مَّقْبُوْضَةٌ ۭ فَاِنْ اَمِنَ بَعْضُكُمْ بَعْضًا فَلْيُؤَدِّ الَّذِي اؤْتُمِنَ اَمَانَتَهٗ

اور اگر تم سفر میں ہو اور تمکو کوئی لکھنے والا نہ ملے تو قرضخواہ کے ہاتھ میں کوئی چیز گرو کردو۔ اور جو تم میں سے کوئی کسکو امانت پر کرے جسکے پاس امانت دھری گئی ہے اوسکو امانت ادا کردینی لازم ہے

وَلْيَتَّقِ اللّٰهَ رَبَّهٗ ۭ وَلَا تَكْتُمُوا الشَّهَادَةَ ۭ وَمَنْ يَّكْتُمْهَا فَاِنَّهٗٓ اٰثِمٌ قَلْبُهٗ ۭ وَاللّٰهُ بِمَا تَعْمَلُوْنَ عَلِيْمٌ ۝ ع ۳۹

اور اللہ سے ڈرنا چاہیے جو اوسکا پروردگار ہے۔ اور تم گواہی کو نہ چھپاؤ۔ اور جو اوسکو چھپاتا ہے تو اوسکا دل گناہگار ہے۔ اور اللہ تمہارے کام سے واقف ہے

## ترکیب

یا حرف ندا ایہا الذین الخ صلہ و موصول منادی اذا کلمہ شرط تداینتم بدین الی اجل متعلق ہے فعل سے یہ جملہ شرط فاکتبوہ جواب بالعدل متعلق ہے ولیکتب سے

کما علمہ اللہ کاف موضع نصب میں ہے صفت ہے مصدر محذوف کی۔ ولیملل اسکی ماضی عامل ہے من رجالکم صفت ہے شہیدین کی ممن ترضون موضع رفع میں ہے

صفت ہے رجل وامرتان کی من الشہدا ربدل ہے من سے جو من میں ہے ان تضل ان مصدریہ ناصبہ فعل ہم اور یہ مفعول لہ ہے تقدیرہ لان تضل فتذکر منصوب ہے

معطوف ہے تضل پر احدہما فاعل الاخری مفعول ان تکتبوہ تا دیل مصدر مفعول ہے لاتسئموا کا صغیرا او کبیرا دونوں حال ہیں تکتبوہ کی سے

عند اللہ ظرف ہے اقسط کا اور للشہادۃ میں لام تقویت کا ہے جو عامل سے معمول پر آیا ہے ادنیٰ الا ترتابوا موضع نصب میں ہے بتقدیر لئلا ترتابوا تجارۃ موصوف حاضرۃ صفت مجموعہ خبر تکون ہم ضمیر ہے جو المعاملۃ کیطرف پھرتی ہے تدیرونہا بینکم ای تقبضونہا جملہ صفت ثانیہ ہے تجارۃ کی ربان موصوف مقبوضۃ صفت خبر ہر مبتدا محذوف کی ای الواقعۃ ربان

## تفسیر

پہلی آیتوں میں صدقہ وخیرات کا حکم دیا اوسکے بعد سود کو منع کیا جس سے بظاہر مال میں کمی ہوتی ہے اسکے بعد اس کی تلافی اور ترقی کی تدبیر ان آیات میں بیان کی لکھنے والے کا حکم دیا یہ اسلئے کہ مال سے انسان بہت سے نیک کام کرسکتا ہے اور سوال اور ذلت سے بچتا ہے بفراغت دل عبادت کرسکتا ہے اور اسلئے بیجا صرف کرکے مال برباد کرنے سے بڑی تاکید سے منع فرمایا ولا تسرفوا۔ یا یوں کہو جبکہ خدا نے سود سے منع کیا تو اسکے بدلہ میں ایک اور جائز آمدنی یعنی بیع السلم کو جائز کیا کیونکہ بعض مفسرین نے اذا تداینتم بدین الی اجل مسمی سے بیع السلم مراد لی ہے جیسا کہ ابھی بیان ہوتا ہے

فرماتا ہے اے مسلمانوں جب تم باہم کچھ قرض کسی میعاد پر لو تو اوسکو لکھ لیا کرو اور کوئی لکھنے والا حق حق لکھے کی نہ یاد تی نکرے اور قرض لینے والا خود بتاتا جائے اور جو وہ کم سنی یا بیوقوفی وغیرہ وجہ سے خود نہیں لکھ سکتا یا مضمون سمجھ نہیں سکتا تو اوسکے ولی وارث بتائیں اور لکھوائیں اور پھر دو شخصوں کو کہ جو معتبر ہوں گواہ بنائے اور جو دو مرد نہوں تو ایک مرد اور دو عورتیں گواہی میں کافی ہیں تاکہ ایک بھولی تو دوسری یاد دلائے اور جب وقت پڑے تو گواہوں کو لازم ہے کہ پوری گواہی دیں اوسکو ہرگز نہ چھپاویں ہاں اگر نقد بنقد تجارت ہو تو اسکا لکھنا کچھ ضرور نہیں اور جو باہم بیع کرو تو کسیکو اسپر گواہ بنالو۔ اور جو سفر کیوجہ سے لکھنے والا نہ ملے تو کوئی چیز رہن کردینی چاہئے اور جو کوئی کسیکو امانت سپرد کرے تو اُسکو لازم ہے کہ پھر اوسکی امانت واپس کردے خدا سے ڈرے +

یہ آیت کا خلاصہ مطلب ہے اب ہم اسمیں جسقدر احکام ہیں اونکی تفصیل کرتے ہیں اور اسمیں قول مفسرین بھی نقل کرتے ہیں تاکہ آیت کی مطالب پر بخوبی آگاہی ہوجائے

(۱) اذا تداینتم بدین الی اجل مسمی قال کتبوہ حضرت ابن عباس فرماتے ہیں جبکہ نبی صلعم مدینہ منورہ تشریف لائے تو لوگ پھل اور کھجوروں کی دو برس تین برس کے وعدہ پر بیع کیا کرتے تھے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو کوئی بیع سلم کرے تو وزن اور وقت اور پیمانہ معین کرلیا کرے پھر خدا تعالےٰ نے اوپر اسی آیت میں اس بیع کی حفاظت کردی کہ ان بابتوں کو لکھ لیا کرو پس ابن عباس کے نزدیک اس آیت میں تداینتم بدین سے بیع سلم مراد ہے اور اوسکے لکھنے سے یہ مراد ہے کہ وزن اور پیمانہ اور وقت لکھ لیا جاوے جمہور مفسرین کہتے ہیں کہ یہ چار طور سے ہوسکتی ہے اول نقد بنقد بیع کرنا یعنی ابھی دام دینا اور ابھی چیز لینا جسکو تجارۃ حاضرۃ سے تعبیر کیا ہے سو وہ اسجگہ مراد نہیں کیونکہ وہاں دین نہیں اور تداین تفاعل سے دین سے اور تداینتم تبایعتم بدین دوم ادھار کو ادھار فروخت کرنا کہ ہم تمکو برسوں اتنے روپیہ دینگے تم ہمکو اسقدر چیز دینا سو یہ بیع باطل ہے یہ بھی اس آیت میں داخل نہیں تیسری کسی چیز کو ادھار سے فروخت کرنا یعنی بیع العین بالدین جیسا کہ کوئی کہے ہمنے یہ شے اتنے روپیہ سے خریدی مگر روپیہ دو مہینے میں دونگا چوتھی بیع الدین بالعین یعنی روپیہ تو اسیوقت دیدیا جاوے اور مال کیلئے کوئی مہلت مقرر ہوجاوے مثلاً کوئی کہے کہ ہمنے تمسے سو من گیہون اس نرخ سے خریدے اور فلان مہینے میں ہم تمسے لینگے اسکو بیع السلم[۵۷] اور بیع السلف کہتے ہیں اس آیت میں تیسری اور چوتھی قسم منع اور پہلی دوسری بعض کہتے ہیں اس سے قرض دینا مراد ہے کہ اگر کوئی کسیکو قرض دے تو اسکو لکھ لے لیکن اسمیں ضعف ہے کیونکہ لغت میں قرض اور چیز ہے دین اور چیز ہے قرض میں مدت مقرر کرنا درست نہیں دین میں ہے +

[۵۷] بیع السلم جمہور ائمہ کے نزدیک جائز ہے جسکو ہمارے عرف میں بدنی کہتے ہیں مگر اسمیں چند شرطیں ہیں مال جو لیا جاویگا اوسکی ناپ تول مقرر ہوجانی چاہئے اور یہ کہ کیا جاویگا اور کہاں لیا جاویگا وغیرہ ذالک تاکہ کوئی جھگڑا پیدا نہو خواہ وقت مقرر پر وہ چیز ارزاں ہو خواہ گراں بائع کو دینی پڑیگی اور اوسکا نفع مشتری کو درست ہوگا ۱۲ منہ

اور قرض ہے کہ روپیہ پیسا کپڑا وغیرہ کسیکو دیدے۔ اور دین یہ ہے کہ آپ کسی اسباب کو کسی مہلت پر فروخت کرادے کسی قیمت جو مشتری کے ذمہ پر ہوگی وہ دین کہلائیگی پس رہن دین کا ذکر نہ کرکے قرض

(۲) فاکتبوہ جمہور محققین کیلئے یہ امر وجوب کیلئے نہیں بلکہ اباحت کیلئے یعنے لکھنا ہی معاملہ کا فرض و واجب نہیں بلکہ بہتر ہے تاکہ باہم نزاع اور کسی شرط پر جھگڑا نہو۔

(۳) ولیکتب بینکم کاتب بالعدل کاتب پر بھی اسکا لکھنا بقول جمہور فرض و واجب نہیں کما قال تعالی ولا یضار کاتب ولا شہید بلکہ اسلئے متاخرین نے کاتب کیلئے اجرت کتابت لیکر لکھنا جائز قرار دیا ہے اور مستحب یہ ہے کہ کاتب بلا اجرت اس شکریہ میں کہ خدا نے اوسکو لکھنا سکھایا ثواب جانکر لکھے جیسا کہ اہل اسلام کے اور سب کار اجر آخرت پر ہوتے ہیں والیہ یشیر بقولہ ولایاب کاتب ان یکتب کما علمہ اللہ (۴) ولیملل الذی علیہ الحق املال اور املار دونوں لغت میں بمعنے لغت میں املانے اور پڑھکر سنانے کے معنے میں قال تعالی فہی تملی علیہ بکرۃ واصیلا یعنی جسپر فرض ہے اور اسنے ذمہ پر لیلیا ہے کہ میں فلاں مہینے میں اس شی کو کہ جسپر بیع واقع ہوئی دونگا وہ اقرار کرے اور لکھوائے اور کچھ کم زیادہ نکرے اور جو شخص لکھوا نہیں سکتا یا خود لکھ نہیں سکتا تو اسکا ولی انصاف سے یہ کام کرے ؛

(۵) واستشہدوا شہیدین من رجالکم گواہ بنانا بھی امر استحبابی ہے من رجالکم اور ممن ترضون من الشہداء سے شہادت کے متعلق چند مسائل مستفاد ہوتے ہیں

احکام شہادت

اول یہ کہ سوا شہادت زنا کے ہر امر کی شہادت کیلئے دو آدمی کافی ہیں لان قال شہیدین اور زنا کہ معاملہ میں جانب خصوص کی گواہی معتبر ہے کما قال اللہ تعالی والاتی یاتین الفاحشۃ من نسائکم فاستشہدوا علیہن اربعۃ منکم وقال ثم لم یاتوا باربعۃ شہداء کیونکہ یہاں ستار عفار کو پردہ پوشی منظور ہے۔ پھر سوا زنا کے اگرچہ حدود و قصاص کا معاملہ ہو اسمیں صرف دو مرد ہوں عورتیں نہوں کیونکہ ابن ابی شیبہ نے مصنف میں زہری سے روایت کی ہے مضت السنۃ من بعدہ ان لا شہادۃ للنساء فی الحدود کہ حضرت کے عہد سے ابوبکر و عمر رض کے عہد تک حدود (و قصاص) میں عورتوں کی گواہی قبول نکی جاتی تھی۔ اسکے سوا اور معاملات میں خواہ مالی ہوں خواہ غیر مالی دو مردوں کی گواہی اور جو دو مرد نہوں تو ایک مرد اور دو عورتوں کی کافی ہیں دو عورتیں ایک مرد کے قائمقام کی گئی ہیں کیونکہ انکی مزاج میں وہ دخل ہے جس سے نسیان پیدا ہوتا ہے دو میں اگر ایک بھولے گی تو دوسری یاد دلائیگی۔ امام شافعی کہتے ہیں کہ ایک مرد اور دو عورتوں کی گواہی مالی معاملات میں قبول ہوگی اور غیر مالی میں مرد کا ہونا ضروری ہے (دوم) ممن ترضون سے یہ بات ثابت ہوئی کہ ہر شخص گواہی کے قابل نہیں بلکہ عمدہ آدمی ہو اسکی تفسیر بالتفصیل علماء نے احادیث و قیاس سے یوں کی ہے کہ گواہ میں دس شرطیں ہونی چاہئیں اول حر ہو یعنی کسیکا غلام نہو دوم بالغ ہو کم سن لڑکا نہو سوم مسلمان ہو جیسا کہ من رجالکم سے سمجھا جاتا ہے کافر نہو البتہ کافر مستامن کی گواہی سفر کافر مستامن پر درست ہوسکتی ہے نہ مسلمانوں پر واضح ہو کہ یہ شرطیں ان باتوں کی گواہی میں معتبر ہیں جو دین سے متعلق ہیں اور معاملات میں تو صرف ہر اہل عقل تمیز کا قول معتبر ہوگا خواہ حر ہو خواہ غلام خواہ مسلمان ہو خواہ کافر جوان ہو یا عقل تمیز والا لڑکا کسلئے کہ معاملات کثیر الوقوع ہیں ان میں قیدیں معتبر ہوں تو حرج ہوگا چنانچہ ہدایہ کی کتاب الکراہیۃ میں لکھا ہے یقبل فی المعاملات قول الفاسق ولا یقبل فی الدیانات الا قول العدل وجہ الفرق ان المعاملات یکثر وجودہا فیابی الناس فلم شرطنا شرط زائد یودی الی الحرج فیقبل قول الواحد فیہا عدلا کان او فاسقا کافرا کان او مسلما عبدا کان او حرا ذکرا کان او انثی دفعا للحرج ؛ معاملات کی مثال شراء اور اذن تجارت اور وکیل بنانا وغیرہ اور دیانات کی مثال نجاست آب کی خبر دینا اور حرمت کے متعلق خبر دینا اور تعمیم بھی ہے کہ جہاں اسکی شہادت سے کیکی ملک میں زوال نہیں آتا اور جو ملک میں زوال آنیکا معاملہ ہو تو اسمیں دو مردوں کی یا ایک مرد دو عورتوں کی گواہی ضرور ہے

واما اذا تضمن زواله فلا یقبل کما اذا اخبر رجل او امرأۃ عدل للزوجین بانہما ارتضعا من امرأۃ واحدۃ لا یقبل علی ابد فیہما من شہادۃ رجلین او رجل وامرأتین عنایہ چہارم عدل ہو فاسق نہو جسنے کسی کی گواہی دیتا ہو اور سکو خوب جانتا ہو تو شم اسکی گواہی سے اسکا کوئی نفع نہو تو شم اس سے کوئی مضرت دفع نہو تو شم غلط اور نسیان میں مشہور نہو نہم بے مروت لالچی نہو دہم جسپر گواہی دے رہا اسمیں اور اسمیں کوئی عداوت نہو۔ حقیقت میں یہ باتیں جب تک ملحوظ رہینگی یہ جعلسازی جو آج کل مروج ہے نہوگی

آج کل انگریزی عدالتوں میں ایک تو پردیسی مالک پڑے رہتے ہیں دوسرے حکام جو نہ کیلئے حال سے واقف صورت سے آشنا اوپر سے ہر کرش ناکس کی گواہی کا اعتبار کرنا غضب ڈھا رہا ہے جہاں دو بدمعاشوں کو دو دو چار چار آنہ دے کر متفق اللفظ ہو کر گواہی دیدینا نہایت پرلے درجہ کی بناہ ہو گیا واہ رے اسلام تیری بھی عجب برکتیں ہیں جب سے تو نے مونہہ پھیرا تیرے ساتھ ہی خیر و برکات حیا و شرم مروت و محبت نے بھی ہند و ستان سے مونہہ پھیر لیا۔ کتاب اللہ کے برخلاف جسقدر قوانین یورپ سے بنکر ہند و ستانیوں کیلئے آئے اوسیقدر انمیں خلل بیان پہلیں تھوڑے عرصہ سے پیشتر تک بھی ہزاروں امین ایسے تھے کہ بغیر اشٹام اور رجسٹری لاکھوں روپیہ اوکے تفویض کیا جاتا تھا وہ ہمیشہ واپس دیدیتے تھے اب بھی کوئی ایسا ہے؟ بالخصوص نئی تہذیب والوں میں بھی کوئی دکھائی دیتا ہے دیوالہ نکالنا اور سالیسنٹ حاصل کرنا مہذبوں کا عام شیوہ ہو گیا افسوس ہے اب کون ہے کہے یوں سودا گلی میں اوسکی ہا آنجمد کو بے چیں ہم دل کہوں کر کے روئے ؛

(سوم) ولا یاب الشہداء اذا ما دعوا ولا تکتموا الشہادۃ سے گواہ ہونیپر فرض واجب ہو گیا کہ جب اونکو عدالت میں طلب کیا جاوے تو ایمانداری سے بھی شہادت دیویں اوس میں سے ہرگز کوئی بات مخفی نکریں نہ ادل بدل کر کہیں خواہ اپنے باپ پر گواہی ہو خواہ بھائی پر خواہ اپنا ہی نقصان کیوں نہ ہوتا ہو آج کل عدالتوں سے گواہوں کو حسب حیثیت خرچ خوراک کے نام سے کسیقدر روپیہ ملتا ہے پر وہ مدعا علیہ سے ڈگری ہونیکی صورت میں وصول کیا جاتا ہے اسکا شرعاً لینا کیسا ہے؟ متقدمین کے نزدیک جیسا کہ آذان اور امامت پر لینا درست نہیں اسیطرح شہادت ادا کرنا بھی ایک فرض منصبی ہے اسپر بھی کچھ لینا درست نہیں مگر جب متاخرین نے وجوہات مروجہ پر نظر کر کے اجارت پر فتوی دیا تو اسمیں کوئی شک نہیں کہ یہ ضرورت اوس سے بھی بڑھکر ہے گواہوں کا ایکطرح سے حرج ہوتا ہے اپنے کاروبار روکے جاتے ہیں پھر کئی کئی روز لگ جاتے ہیں مزدوری کرایہ کرنی پڑتی ہے اگر اسکو کچھ حرجانہ نہ دیا جاوے تو ضرر ہوتا ہے اور پھر ہر کوئی پہلوتہی کریگا بلکہ سرے سے گواہی ہو گا اسلئے فقیر کہتا اگر دیا جاوے اور یہ شخص آسودہ حال نہیں ہے تو لینے میں کچھ مضایقہ نہیں اور اسلئے ولا یضار کاتب ولا شہید خدا تعالے نے فرمایا ہے واللہ اعلم

(چہارم) وان کنتم علی سفر ولم تجدوا کاتبا فرہان مقبوضۃ جمہور محققین کہتے ہیں کہ یہ قید اگر تم سفر میں ہو اور کوئی کاتب ملے تب کوئی چیز رہن کرو ایک مرکتیر الوقوع کے بیان کیلئے ہے کیونکہ سفر میں اکثر ایسا ہوتا ہے مگر اس سے یہ غرض نہیں کہ وطن میں باوجود کاتب ہونیکے رہن نکرو بلکہ خود آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مدینہ میں ایک یہودی کے پاس اپنی زرہ کو کسیقدر جو لیکر رہن کیا تھا جیسا کہ احادیث صحیحہ سے معلوم ہوتا ہے ؛

(پنجم) فان امن بعضکم بعضا الایۃ چونکہ کبھی اسطرح سے بھی بیع ہوتی ہے کہ نہ مشتری سے نقد روپیہ لیا جاتا ہے نہ معتبر اور امین سمجھکر تمسک لکھوایا جاتا ہے نہ کوئی شئی زرثمن کی عوض میں رہن کیجاتی ہے گویا اس مشتری کو امین تصور کیا جاتا ہے پس اس کو حکم کرتا ہے کہ اگر کوئی کیسکو ایسا سمجھے تو اسکو لازم ہے کہ اسپر جو کچھ آتا ہے خدا سے ڈر کر اوسکو حسب وعدہ دیدے انکار نکرے۔ اور نیز اسمیں یہ بھی اشارہ ہے کہ جو چیز کسیکے پاس رہن کی گئی ہے وہ مرتہن کے پاس رہن رکھنے والیکی امانت ہے اوسکو واپس دیدے جبکہ قرضہ ادا کر دے۔ اس سے بہت سے مسائل رہن کی نسبت ثابت ہوتے ہیں منجملہ اونکے یہ کہ اس چیز پر جو کچھ صرف ہو اسکے مالک کے حساب میں لگے اور جو کچھ اسکی آمدنی ہو وہ بھی مالک کی ہے اس کا لینا سود ہے منجملہ اونکے یہ کہ اگر یہ امانت کسی آسمانی یا زمینی حادثہ سے تلف ہو جاوے تو امانت ہے اسکا معاوضہ نہیں اور نیز یہ بھی ثابت کر دیا کہ یوں بھی کوئی کیسکو امانت سپرد کرے تو اوسکو واپس دینا لازم ہے۔ یہی حفظ مال کا ایک عمدہ ذریعہ ہے اور حفظ مال کیلئے یہ آیات بیان ہو رہی ہیں۔ ان آیات میں جسقدر احکام شمار نا مذکور ہیں اور پھر جو کچھ الفاظ میں اسرار رکھے گئے ہیں اور بلاغت مرعی ہے وہ ایک بحر ذخار ہے جسکے بیان کیلئے بلکہ فہم کیلئے

ف

(۱۲ منہ)

لِلّٰهِ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَمَا فِي الْاَرْضِ ۭ وَاِنْ تُبْدُوْا مَا فِيْٓ اَنْفُسِكُمْ اَوْ تُخْفُوْهُ يُحَاسِبْكُمْ بِهِ اللّٰهُ ۭ فَيَغْفِرُ

اللہ ہی کا ہے جو کچھ کہ آسمان اور زمین میں ہے اور خواہ تم ظاہر کرو اپنے دل کی بات خواہ اوسکو چھپاؤ اللہ اوسکا تم سے حساب لیگا - پھر جسکو چاہے

لِمَنْ يَّشَاۗءُ وَيُعَذِّبُ مَنْ يَّشَاۗءُ ۭ وَاللّٰهُ عَلٰي كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ ۝ اٰمَنَ الرَّسُوْلُ بِمَآ اُنْزِلَ اِلَيْهِ مِنْ رَّبِّهٖ

معاف کرے اور جسکو چاہے عذاب دے - اور اللہ ہر چیز پر قادر ہے یقین لایا رسول اوس چیز پر کہ جو اوسکے اوپر اُتری ہے اوسکے رب کیطرف

وَالْمُؤْمِنُوْنَ ۭ كُلٌّ اٰمَنَ بِاللّٰهِ وَمَلٰۗىِٕكَتِهٖ وَكُتُبِهٖ وَرُسُلِهٖ ۣ لَا نُفَرِّقُ بَيْنَ اَحَدٍ مِّنْ رُّسُلِهٖ ۣ وَقَالُوْا سَمِعْنَا

اور مسلمان بھی - سب ایمان لائے اللہ پر اور اوسکے سب فرشتوں اور اوسکی سب کتابوں اور اوسکے سب رسولوں پر - کہ ہم اوسکے کسی رسول کا انکار نہیں کرتے اور کہتے ہیں ہم نے سنا

وَاَطَعْنَا ۭ غُفْرَانَكَ رَبَّنَا وَاِلَيْكَ الْمَصِيْرُ ۝ لَا يُكَلِّفُ اللّٰهُ نَفْسًا اِلَّا وُسْعَهَا ۭ لَهَا مَا كَسَبَتْ وَعَلَيْهَا مَا اكْتَسَبَتْ ۭ

اور قبول کیا (اور دعا کرتے ہیں) اے ہمارے رب تیری بخشش چاہتے ہیں اور تیری ہی طرف پھر جانا ہے اللہ کسیکو طاقت سے باہر حکم نہیں دیتا ہے جسنے نیکی کمائی تو اپنے لئے اور برائی کی تو اپنے اوپر

رَبَّنَا لَا تُؤَاخِذْنَآ اِنْ نَّسِيْنَآ اَوْ اَخْطَاْنَا ۚ رَبَّنَا وَلَا تَحْمِلْ عَلَيْنَآ اِصْرًا كَمَا حَمَلْتَهٗ عَلَي الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِنَا ۚ

اے ہمارے رب نہ پکڑ ہمکو اگر ہمسے بھول یا چوک ہوجاوے اے رب اور مت رکھ ہمپر بوجھ بھاری جیسا کہ تو نے ہمسے اگلے لوگوں پر رکھا یا تھا

ع ۴ رَبَّنَا وَلَا تُحَمِّلْنَا مَا لَا طَاقَةَ لَنَا بِهٖ ۚ وَاعْفُ عَنَّا ۠ وَاغْفِرْ لَنَا ۠ وَارْحَمْنَا ۠ اَنْتَ مَوْلٰىنَا فَانْصُرْنَا عَلَي الْقَوْمِ الْكٰفِرِيْنَ ۝

اے رب اور نہ اٹھوائیو ہمسے جسکی ہمکو طاقت نہیں - اور درگزر کر ہمسے اور بخش ہمکو اور مہربانی کر ہمپر تو ہی ہمارا مولی ہے اور فتح دے ہمکو کافروں کی قوم پر

## ترکیب

مافی السموات الخ مبتدا اللہ خبر وان تبدوا شرط یحاسبکم جزا فیغفر مرفوع جملہ مستانفہ ہوکر اور جو مجزوم پڑھا جاوے تو یہ یحاسب پر معطوف ہے والمومنون معطوف ہے الرسول پر کل مبتدا امن باللہ الخ خبر - بعض کہتے ہیں المومنون مبتدا اور یہ جملہ اعنی مبتدا و خبر اوسکی خبر - غفرانک اے نسئل غفرانک

## تفسیر

پہلے رکوع میں فرمایا تھا کہ گواہی نہ چھپاؤ اور جو چھپائیگا تو اوسکا دل گناہگار ہوگا اور نیز یہ بھی فرمایا تھا کہ کسیکو مضرت نہ پہنچاؤ اور یہ بھی کہ امانت کو گواہ سپرد کوئی گواہ نہو واپس دو اور ایسا ہوتا ہے کہ بعض ظاہر میں لوگ گواہی دیتے ہیں مگر اوسمیں ایسی گول گول باتیں کہجاتے ہیں کہ جس سے مضرت ہوتی ہے یا کوئی حیلہ کرکے اور شرع اور قانون کو آڑ بنا کے مضرت پہنچا جاتے ہیں یا بدنیتی سے کوئی ایسا کام کرتے ہیں کہ جو بظاہر اچھا ہے مگر در پردہ اوسمیں خیانت ہے جسپر حکام ظاہری کچھ مواخذہ نہیں کرسکتے ان سب باتوں کے لئے جب تک خوف خدا نہو اور یہ بات دل نشین نہو جاوے کہ وہ ظاہر و باطن سب کچھ جانتا ہے ہر خطرہ قلبی بھی اوسکے سامنے موجود ہے وہ بدنیتی اور باطن کے فریبوں اور حیلوں پر عذاب دیگا وہ ہر چیز پر قادر ہے) اور کوئی علاج نہیں اسلئے یہ آیت للہ مافی السموات الخ نازل فرمائی تاکہ خدا کا علام الغیوب اور قادر مطلق ہونا دل پر نقش ہوجاوے صفات کمالیہ میں سب سے بڑھکر علم و قدرت ہیں للہ مافی السموات ومافی الارض میں تو اپنی قدرت کاملہ کو ظاہر کردیا اور ان تبدوا مافی انفسکم الایہ سے کمال علم کو تعبیر کیا کہ اوسکو ہر بات معلوم ہے اس سے فرمانبردار وں کو پوری تسلی ثواب اور جزا و خیر ملنے کیلئے ہوتی ہے اور سرکشوں اور نافرمانوں کو پوری پوری تہدید اور تنبیہ ہے اور اسلیے سورہ بقرہ میں نماز اور زکوٰۃ اور روزہ اور حج اور قصاص اور جہاد اور نکاح اور طلاق اور مہر اور ایلاء اور خلع اور رضاعت اور بیع اور ربوا اور رہن وغیرہ احکام متعلقہ بحقوق العباد اور حقوق اللہ کو بیان کرکے آیت پر ختم کردیا واضح ہو کہ انسانکے افعال دو قسم ہیں ایک وہ کہ جو خاص قلب سے متعلق ہیں جیسا کہ محبت الٰہی اور حمد الٰہی اور اللہ اور اوسکے رسولوں پر ایمان اور فرشتوں پر

ایمان لانا اور خدا کو حاضر و ناظر جانکر اوس سے ڈرنا اور معبود حقیقی اور مولی حقیقی سمجھکر محبت کرنا۔ یا کینہ اور حسد اور بغض اور نفاق دلمیں رکھنا اور اوسکی ذات و صفات اور قیامت اور فرشتون اور کتابون اور رسولون کا انکار کرنا۔ ان سب کو اعتقادیات اور نظریات کہتے ہیں اور جو کہ ظہور ہاتھ پاؤن زبان وغیرہ اعضاء سے متعلق ہے جیسا کہ نماز و زکوۃ و صدقہ و خیرات وغیرہا یا زنا چوری اور جھوٹھ بولنا گالی دینا وغیرہ انکو **عملیات** کہتے ہین اور یہ باتیں امور ظاہرہ میں شمار ہوتی ہیں قسم اول میں بھی نیک و بد باتیں ہیں اور قسم دوم میں بھی قسم دوم کو ان تبدوا ما فی انفسکم سے تعبیر کرکے اور قسم اول کو او تخفوہ سے تعبیر کرکے ہر ایک میں سے اچھی باتون کیلئے فیغفر لمن یشاء فرمایا اور بری باتون کی سزا یعذب من یشاء سے دلکے خیالات و خطرات نیک و بد سو وہ انسان کے دلپر بے اختیار نیک قوت ملکیہ کی کھڑکی سے اور بد قوت بہیمہ کی کھڑکی سے گرتے ہیں اگر بد خیالات پر جمے گا اور قصد مصمم کریگا تو بیشک قسم اول میں داخل ہونگے اگر نیک خیالات پر جما ہے تو گو اونکا ظہور نہوا اوسکو ثواب ملیگا اسلئے فرمایا نیۃ المؤمن خیر من عملہ اور جو برے خیالات پر جمی گا گو اونکا ظہور نہوا نیر عذاب پاویگا خواہ دنیا میں خسارت مال اولاد بیماری اور رنج و غم سے یا آخرت میں جہنم سے احادیث صحیحہ و آثار قویہ سے ہمارا یہی مذہب ہے اور جبکہ فیغفر لمن یشاء و یعذب من یشاء فرمایا اور ان تبدوا ما فی انفسکم او تخفوہ میں اعتقادیات اور عملیات موجبات مغفرت اور عذاب کو اشارتاً بیان کیا پھر جو جو باتیں مغفرت کا باعث ہیں اونکا صراحۃً بیان کرنا مناسب ہوا کہ یہ باتیں ہیں جنسے انسانکی بخشش ہوتی ہے اسلئے اسکے بعد من الرسول بما انزل الیہ الآیۃ ذکر ہوئی اور یہین یہی بات ظاہر ہوگئی کہ اول سورہ میں جو ہدی للمتقین الآیہ آیا اور متقین کا حال بیان فرمایا اوس سے یہی لوگ مراد ہیں تاکہ ابتدا کلام اور انتہا کلام میں وہ ربط ہوجاوے جو کہ دعوی اور دلیل کے نتیجہ میں ہوتا ہے یہ کمال بلاغت ہے انہیں وجہ سے قرآن مجید معجزہ ہے اور نیز یہ بات بھی بتلا دی کہ وصف تقوی امت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو حاصل ہوگیا۔

یہ بات ہم مقدمہ کتاب میں ظاہر کرچکے ہیں کہ خدا اور بندون میں سائطہ ہیں پاکیزہ بندون یعنی رسولون میں اور اللہ میں واسطہ فرشتہ ہے کہ تجزیادہ کہتا ہے اور ہیرا ڈومنی نہیں رسول میں اور جو چیز ان سائط کے ذریعہ سے بندونکے پاس خدا کیطرف سے آتی ہے وہ اوسکے احکام اور کتاب ہے اور ملائکہ پر عالم ملکوت ظاہر ہے انکو بجز یقین کرنیکے چارہ نہیں ہان انسانونسے بچشم ظاہر مخفی ہے اسلئے ان کا ایمان لانا زیادہ تر ضروری ہے اور پیغمبر انکی ہادی اور مرشد رسول کو اوس عالم پر یقین ہونا ضرور ہے تاکہ اوسکی صداقت اور ایمان کا پرتو امت کے دلونپر پڑے اور اسلئے جناب نبی علیہ السلام کو شب معراج و مختلف اوقات میں اوس عالم کا مشاہدہ کرادیا اور سب کچھ دکھادیا جسکا اثر یہ ہوا کہ جنسی آنحضرت علیہ السلام کا فیض پایا دنیا دافیہا اوسکی آنکھون میں گرد ہوگئی اور دنیا کے کناروں تک سچائی اور ایمان کی روشنی پھیلی اسلئے فرمایا امن الرسول بما انزل الیہ من ربہ اسکے بعد والمومنون ذکر کیا اور پھر سبکو جمع کرکے کل امن باللہ وملائکتہ وکتبہ ورسلہ میں علی ترتیب کر فرمایا اور مومنون کیطرف یہ بھی ظاہر کردیا کہ لا نفرق بین احد من رسلہ کہ ہمکو اوسکے کسی رسول کا بھی انکار نہیں ہے حقیقت میں خدا کی فرمانبرداری یہی معنی رکھتی ہے کہ اوسکی کسی برگزیدہ یا رسول کا انکار نہ کیا جاوے سو یہ بات بھی خاص اہل اسلام اور انمیں سے اہل سنت کو حاصل ہے یہود حضرت عیسی علیہ السلام کا انکار کرتے ہیں عیسائی انہیں الجھ رہے ہیں کہ جنسے یہود حضرت عیسی کی شان پر استدلال کرتے ہیں جناب محمد علیہ السلام کا انکار کرکے ذہین کہ جنکا انکار کرنا نہ تورات سے ثابت ہے نہ انجیل سے نہ وہ ان حضرات انبیاء کے برخلاف ہیں بلکہ اونکی مداح علاوہ اسکے صدہا معجزات ایسے بڑے معجزہ عرب جیسی جاہل اور وحشی قوم کی خدا پرستی اور شائستگی بھی آنکھونسے دیکھ چکے ہیں اور اونکی بشارت بھی کتب مقدسہ میں موجود ہیں برخلاف اہل اسلام کے کہ وہ کسی کا بھی انکار نہیں کرتے انبیاء بنی اسرائیل کے علاوہ ایران و ہندوستان وغیرہ بلاد کے انبیاء کا نام چونکہ قرآن میں نہیں آیا اسلئے وہ بالتعین اونکی نبوت کے قائل نہیں ہان زرتشت کو اور مجوس کو بشرطیکہ بت پرستی اور زنا کاری وغیرہ فواحش سے اونکی روایتیں اونکو نجات دین بزرگ اور نیک جانتے ہیں اور اجمالاً اونکی بزرگی تسلیم کرتے ہیں اسمیں خواہ زرتشت صاحب ہون خواہ راجہ رام چندر صاحب ہون خواہ سری کرشن کہنیا ہون خواہ برہما اور بشن اور مہادیو جی ہون۔ اور اوسمیں بھی کچھ تعجب نہیں کہ یہ لوگ اس ملک میں خدا نے ہادی

پیچھے ہوں اور انہوں نے توحید اور خدا پرستی کی تعلیم کی ہو مگر پیچھے افراط و تفریط سے اونکے طریقہ اور شریعت میں تغیر عظیم واقع ہوا ہو اور وہ آسمانی نور لاکھوں من افراط و تفریط کے گرد و غبار میں چھپ گیا ہو جیسا کہ دین عیسوی کی حواریوں کے تھوڑے ہی دنوں بعد کچھ اور ہی شکل ہو گئی پھر اس سے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی شان میں کیا بٹا لگ سکتا ہے؟ اور اسلئے کسی ملت و مذہب قدیم کو اگر عقل سلیم کے کدال پہاوڑے سے آپ کھودینگے تو بیشک اوسمیں کچھ کچھ ذرات مذہب حقانی کے بھی دبے ہوئے دکھائی دینگے اسلئے خدا تعالیٰ نے پچھلے زمانہ میں ایک ایسا نبی قائم کیا کہ جسکے دین میں اُن تمام اصول و شرائع آسمانی کو جمع کر دیا اور جسنے تمام منہ گوئی گھشو نکو زدہ کر دیا اب انکا انکار گویا سب کا انکار ہے۔ سبحان اللہ مذہب اسلام بھی کیا مذہب خاصان خدا ہے۔ انہیں آسمانی برکتوں کو دیکھکر صدہا بلکہ لاکھوں ہنود اور مجوس اور یہود اور مشرکین اہل انصاف اس مذہب کو قبول کرتے آئے ہیں اور اسلئے تخمیناً چالیس برس میں مذہب فرانس سے لیکر ہندوستان تک آفتاب کی روشنی کیطرح پھیل گیا

اسکے بعد اہل ایمان کی سیرت اور رویہ کو بیان کرتا ہے وقالوا سمعنا واطعنا غفرانک ربنا والیک المصیر یہ آپ ابھی جان چکے ہیں کہ انسان کا کمال اوسکی قوت نظریہ اور عملیہ کی تکمیل پر منحصر ہے قوت نظریہ کی تکمیل عقادیات کو درست کرنا اور اوسکے رسولوں پر اور قیامت اور فرشتوں پر ایمان لانا ہے سو اسکیطرف کل آمن بالله وملائکتہ الخ میں اشارہ ہوا اور قوت عملیہ کی تکمیل اوسکی اطاعت کرنا اور اسکے احکام پر کان دھرنا ہے سو اسکو اس آیت قالوا سمعنا الخ میں واضح کیا۔ اور یہ بھی ہے کہ انسان کے تین حال ہیں اول وہ جو گزر گیا گذشتہ اور پہلی باتوں کا علم کو علم المبدء کہتے ہیں اور دوسرا حال موجودہ اوسکے علم کو علم الحاضر کہتے ہیں کہ اس عالم میں انسان کو کیا کرنا چاہئے تیسرا حال آئندہ کہ مرنیکے بعد اسپر کیا گزریگا اور کیا پیش آویگا اسکو علم المعاد کہتے ہیں اور چونکہ کتاب الٰہی ہے سو میں ان تینوں علموں کی طرف ضرور اشارہ ہوتا ہے اور انہیں کی تعلیم کیلئے انبیاء دنیا میں آئے اور کتابیں لائے ہیں چنانچہ اخیر سورہ بقرہ میں یہی تینوں مذکور ہیں آمن الرسول سے لیکر لانفرق بین احد من رسلہ تک علم المبدء کیطرف اشارہ ہے کہ اول ذات باری ہے اور پھر ملائکہ مخلوقات میں مظہر اول ہیں پھر آسمان و زمین جن و انس اونکی ہدایت کیلئے کتابیں اور رسول آئے اور علم الوسط کیطرف وقالوا سمعنا واطعنا میں اشارہ ہے کہ اس حیات دنیا میں انسانکو اوسکی فرمانبرداری اور اطاعت نجات کا وسیلہ اور فلاح کا ذریعہ ہے غفرانک ربنا والیک المصیر میں علم المعاد کیطرف اشارہ ہے کہ مرکر عالم قدس میں جانا اور خدا کے پاس حاضر ہونا ہے جہاں سوا مغفرت کے اور کوئی قوی توشہ نہیں۔

لا یکلف اللہ نفسا الا وسعہا الخ یہ تتمہ ہے کلام مومنین اور رسول کا اور قالوا کا مقولہ ہے یعنی مومنوں نے جبکہ کہا سمعنا واطعنا تو اسکی ساتھ خدا کی مدح میں یہی کہا کہ ہم کیونکر اوسکی اطاعت نخرین حالانکہ وہ کیسکو طاقت سے زیادہ کوئی حکم ہی نہیں دیتا۔ بعض مفسرین کہتے ہیں یہ جملہ خدا کیطرف سے اس بیان میں بطور جملہ معترضہ کے بیان ہوا ہے کہ وہ جو تیری اطاعت کرتے ہیں میں بھی ایسا نہیں ہوں کہ جو کسیکو کوئی حکم طاقت سے زیادہ دوں اور طاعت میں میرا کوئی فایدہ نہیں نافرمانی میں نقصان نہیں بلکہ بندوں کا ہی نفع اور نقصان ہے ربنا لا تؤاخذنا ان نسینا او اخطانا یہ ایماندار دنیکیطرف سے دعا ہے کہ الٰہی ہر چند ہم تیری طاعت میں سرگرم ہیں مگر جو کچھ مقتضائے بشریت سے بھول چوک ہو جاوے معاف کیجیو یہ اسلئے ذکر کیا کہ عابدوں کو اپنی عبادت پر بروسہ نہ ہو جاوے۔

ربنا ولا تحمل علینا اصرا الخ یہ دعا کی دوسری قسم ہے اصر سخت میں سختی اور بوجھ کو کہتے ہیں اس سے مراد احکام کی سختی اور بھاری پن ہے یعنے ہم پر وہ سخت احکام فرض نہ کیجیو جو تو نے اگلی امتوں پر فرض کئے تھے جیسا کہ بنی اسرائیل پر تھی جو کتاب احبار وغیرہ تورات کے حصوں میں تک موجود ہیں یہ مطلب کہ ہم پر دنیا میں سخت تکلیفیں اور غیر قوموں کی غلامی کا بوجھ نہ ڈالیو جیسا کہ بنی اسرائیل پر پڑا ولا تحملنا ما لا طاقۃ لنا بہ حمل اور تحمیل میں فرق ہے حمل آپ لے دینا یا اٹھانا تحمیل اٹھوانا۔ یہ تیسری قسم دعا کی ہے کہ ہمپر کوئی ایسی آفت نہ بھیجیو جسے ہم کو وہ باتیں برداشت کرنی پڑیں جو ہماری طاقت سے باہر ہوں واعف عنا عذاب اعمال سیئہ سے درگزر کر واغفر لنا پردہ پوشی بھی کر بلکہ اس سے بڑھکر وارحمنا اپنی کرم سے نعمت دنیا و آخرت نصیب کر وانصرنا علی القوم الکافرین اور ہمکو دشمنان دین پر فتحیاب بھی رکھیو۔ یہ چوتھی قسم دعا کی تھی حقیقت میں غیر ملت کی حکومت میں رہنا دنیا میں سخت رسوائی ہے اور اسلام کی آزادی میں فرق تا مخالفوں پر فتحیابی ایک عجیب

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

اللہ کے نام سے جو بڑا مہربان نہایت رحم والا ہے

الٓمّٓ ۝ اللّٰهُ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ الْحَيُّ الْقَيُّوْمُ ۝ نَزَّلَ عَلَيْكَ الْكِتٰبَ بِالْحَقِّ مُصَدِّقًا لِّمَا بَيْنَ يَدَيْهِ وَاَنْزَلَ التَّوْرٰىةَ

اللہ کے سوا اور کوئی معبود نہیں جو زندہ ہے عالم کا کارساز۔ اوسنے اتاری تجھپر کتاب برحق جو تصدیق کرتی ہے اپنے سے اگلی کتابوں کی اور اس سے پہلے

وَالْاِنْجِيْلَ ۝ مِنْ قَبْلُ هُدًى لِّلنَّاسِ وَاَنْزَلَ الْفُرْقَانَ ۝ اِنَّ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا بِاٰيٰتِ اللّٰهِ لَهُمْ

تورات اور انجیل نازل کرچکا ہے لوگونکی ہدایت کے واسطے۔ اور نازل کیا فرقان۔ جو لوگ اللہ کی آیتوں کے منکر ہیں اون کے لئے

عَذَابٌ شَدِيْدٌ ۝ وَاللّٰهُ عَزِيْزٌ ذُو انْتِقَامٍ ۝

سخت عذاب ہے۔ اور اللہ زبردست ہے بدلا لینے والا ہے

## ترکیب

الم کی ترکیب بیان ہوچکی اللہ مبتدا لا الہ الا ہو جملہ اوسکی خبر الحی القیوم موصوف وصفت خبر ثانی نزل علیک الخ جملہ یا خبر ثالث ہے یا مستانفہ ہے بالحق حال ہے مفعول سے یا فاعل سے اسے نزلہ محقا فی تنزیلہ اومتلبسا بالحق مصدقا حال ہے کتاب سے لما بین یدیہ جملہ مفعول ہے مصدقا کا اور لام الہ ہے تقویۃ عمل کے لئے ہدی للناس حیز نصب میں ہے مفعول لہ ہونیکی وجہ سے۔

## تفسیر

یہ سورہ مدینہ ہے اسمیں دوسو آیتیں اور بیس رکوع ہیں چونکہ آل عمران کا اسمیں ذکر ہے اسلئے اسکا نام **آل عمران** ہوا۔ اسکے شان نزول مین محمد بن اسحاق نے یون روایت کیا ہے اور دیگر روایات سے بھی یہی ثابت ہوتا ہے گو وہ روایات بقاعدہ محدثین فرادی فرادی کم درجہ کی ہین وہ یہ کہ جب نبی صلی اللہ مدینہ منورہ میں تشریف لائے اور دین حق کی روشنی کے چمکارے اطراف وجوانب مین پہنچے اور مدینہ کے آس پاس کے یہود حجت حق سے تمام ہٹ گئے تو **نجران**[1] کے عیسائیون کی ایک جماعت مناظرہ کیلئے آئی جسمین تخمیناً ساٹھ آدمی تھے انمیں انکا سردار **عبد المسیح** اور اوسکا وزیر ومشیر **ایہم** اور اوسکا بڑا پادری کہ جسکو وہ حبر اور اسقف کہتے تھے **ابو حارثہ** بن علقمہ قبیلہ بنی بکر بن وائل کا بھی موجود تھا اس پادری کی روم کے بادشاہ کے علم وفضل کیوجہ سے بڑی تعظیم وتوقیر کرتے تھے اور اسکو انعام واکرام جاگیر بھی دے رکھی تھی اور کلیسیا عرب کا سردار بھی کر رکھا تھا۔

جب یہ مدینہ کیطرف روانہ ہوئے رستہ مین ابو حارثہ کے خچر نے خبیر دہ سوار تھا ٹھوکر کھائی تو اوسکے بھائی کرز نے کہا جہان کیلئے جاتے ہین وہ بڑا کمبخت ہے ابو حارثہ نے کہا تو کمبخت ہے اوسنے کہا بھائی صاحب یہ کیون اوسنے کہا واللہ وہ شخص کہ جسکے پاس ہم جاتے ہین وہ نبی ہے کہ جسکا حضرت مسیح اور یوحنا کو عہد ہوا تھا انتظار تھا اور جسکی خبر موسیٰ نے تورات میں دی ہے اور حضرت مسیح ہی مصلوبی کیوقت بشارت دیگئے ہین کرز نے کہا جب آپ یہ جانتے ہیں تو پھر کیون اسکے دین کو قبول نہین کرلیتے ابو حارثہ نے کہا بھائی اگر میں ایسا کروں تو جو کچھ بادشاہون نے ہمکو دے رکھا ہے سب چھین لیں عزت جاتی رہے دنیا بھی رکھنی ضرور ہے یہ لوگ اولہیت مسیح کے قائل تھے اور انکو خدا کا بیٹا کہتے تھے اور تثلیث کے بھی قائل تھے غرجب یہ مدینہ آئی تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے مناظرہ شروع ہوا

[1] نجران مدینہ سے شمال اور مغرب کیطرف چند منزل کے فاصلہ پر ایک شہر عیسائیون کا تھا۔ ذرا انمین جتنے اقوال عیسائیون کے منقول ہیں پیشتر انہین لوگون کے ہین اور انہین کے عقائد فاسدہ پر الزامات وارد کئے گئے ہین آج کل پراٹسٹنٹ عیسائیون کا یہ کہنا کہ فلان بات کے ہم قائل نہیں فضول گفتگو ہے یہ عیسائی اونکے فرد یک محمد شمار ہوتے ہین اب بھی رومن کیتھلک جو شام اور اطراف بغداد مین رہتے ہین ان عیسائیون کی کچھ اصل نہین سمجھنے پھر کیسے کے تعلیم یافتہ کس زور وشور سے کیا کرتے ہین علامہ

آنحضرت نے بڑے قوی دلائل سے حضرت مسیح کا بندہ ہونا ثابت کیا کہ خدا اسبات سے پاک ہے کہ وہ کسی عورت کے رحم مین نو مہینے خون حیض کہا کر پرورش پاوے اور پھر باہر آکر اور بندونکی طرح پیسے کہاوے اور بقول نصارے صلیب پر کھینچا جاوے تڑپ تڑپ کے جان دے اور بیٹا باپ کا مماثل اور مشابہ ہوتا ہے اور خدا تعالی سے کوئی چیز مماثل اور مشابہ نہین - میدان وجود مین اسکے سوا کوئی معبود نہین کا مساوی ہوتا جب وہ لاجواب ہوئے تو اپنے فریبا اچھا اگر اب بھی تمہارے دلمین کچھ کہنا ہے تو آؤ ہم تم اپنی اولاد کو لیکر باہر نکلیں اور خدا سے دعا کریں کہ جو جھوٹے پر لعنت خدا نازل ہو انہوں نے عرض کیا کہ اسکا مشورہ کرکے جواب دینگے آپسمین گفتگو کرنے لگے کہ ارے یہی شخص بلاشک خدا کا سچا رسول ہے اگر ہم اسکے مقابلہ مین یون مباہلہ کرینگے تو ہم پر خدا کا غضب ٹوٹ پڑیگا اپنے گھر چلے چلو - اس اثنا مین یہہ سورۃ نازل ہونے لگی -

سو وہ واپس نجران میں آئے - اس سورہ مین بیشتر نصاریٰ کے عقائد باطلہ کا رد ہے اور نہایت عمدہ دلائل سے اونکی تسکین کی گئی ہے الم اسکی تشریح سورہ بقرہ میں ہو چکی اللہ لا الہ الا ہو الحی القیوم اُن عیسائیوں کے مقابلہ میں اون کے تینوں عقیدوں کے بطلان کیلئے یہ ایک چھوٹا سا جملہ بیشمار دلائل اور براہین کا مجموعہ ہے اونکے تین عقیدہ یہہ تھے اول تثلیث کہ خدا[1] اور عیسی[2] اور روح القدس[3] تینون ملکر ایک خدا بعض حضرت مریم کو تیسرا اقنوم قرار دیتے تھے دوم حضرت عیسی خدا ہے انسان کی شکل مین خدا نے ظہور کیا تھا سوم حضرت عیسی خدا کا بیٹا ہے - آج کل کے عیسائی ہی بجز چند فرقونکے یہی عقیدہ بد رکھتے ہیں -

اس آیت میں ان تینوں عقیدونکو باطل کر دیا الا اللہ الا ہو اوسکے سوا کوئی معبود نہیں پس تثلیث کا اور عیسی کی خدائی کا رد ہے کیونکہ جب ایک ذات پاک کا حصہ خدائی ہے پھر تین یا دو اسمین کیونکر شریک ہو سکتے ہین ہر سے عقیدہ اول کا بطلان ہو گیا اور نیز جب عیسی بھی خدا ہوا تو دونوں کو ایک کہو گے یا دو اگر ایک کہو گے تو پھر باپ کون اور بیٹا کون ایک ہی شی باپ بھی ہو اور بیٹا بھی ہو محال ہے کیلئے کہ باپ بیٹا انسانی طور سے بھی ہو غایۃ الامر اور کچھ نہین علت و معلول تو کہو گے اور علت کو معلول سے تقدم ذاتی ہے اور ایک شی اپنی نفس سے مقدم نہ ذاتاً ہو سکتی ہے نہ زماناً اور وجود دو کہو گے تو دو خدا تسلیم کرنے پڑینگے پھر بات کہ خدا ایک ہے اوسکے سوا کوئی نہین غلط ٹھہریگی حالانکہ یہ مسلم ہے اس سے دوسرا اور تیسرا عقیدہ رد ہو گیا رہی یہ بات کہ وہ ایک ہے اسکی کیا دلیل ہے ؟ اوسکی دلیل یہ ہی الحی القیوم حی کے معنی زندہ کے ہین جسکو وجود حقیقی اور وجود ذاتی بھی کہتے ہیں اور یہہ ظاہر ہے کہ مجموعہ عالم آسمان و زمین حجر و شجر جن اور فرشتہ سب کے سب حادث ہین خواہ حدوث ذاتی یا زمانی جیسا کہ رب العلمین کی تفسیر مین بیان ہوا اور ہر حادث یعنی جو نیست کے بعد ہست ہوتا ہے اوسکا وجود یعنی ہستی ذاتی نہین اگر ذاتی ہوتی تو نیست کیون ہوتا بلکہ اوسکو قیوم سے یہ وجود یا حیات مستعار اوسکو نصیب ہوئی ہے اور موجود حقیقی ہونا خدا کیلئے ضروری بات ہے پس جب کوئی اور حی نہین تو خدا ہی بس وہی ایک خدا ہے اگر تمہاری چشم حق مین پردہ ہے اور تمکو اور یہی کوچی دکھائی دیتا ہے اور حیات مستعار کو حیات اصلی سمجھتے ہو تو وہ القیوم ہے یعنی سب کا کارساز اور سب سے بے پروا اور واجب الوجود یہہ بات یہی خدا کے لئے ضرور ہے اب تم دیکھو اور یہی کوئی قیوم ہے ؟ نہین بلکہ جو کچھ عالم مین موجود ہے سبکا سلسلۂ وجود اوسکی طرف منتہی ہوتا ہے جسطرح دنیا مین جسقدر آفتاب کی شعاعین ہین اور جہان کہین دھوپ پائی جاتی ہے سبکا سلسلہ احتیاج آفتاب کیطرف منتہی ہوتا ہے پھر جسکی کوئی قیوم ہی نہین تو خدا بھی نہین - ان دونون لفظون مین حضرت عیسی کی الوہیت اور ابنیت کا زیادہ بطلان ہے یعنی اگر وہ خدا تھے تو پھر کیونکر مر گئے بقول نصاریٰ - اور بیٹے تھے تو باپ کیطرح وہ بھی قیوم ہوتے بلکہ اونکو کیا کہا جنہین لاحق نہین کہاتے پیتے سوتے جاگتے بوقت معصولی فراغت کرتے

جب خدا تعالیٰ اوسکے عقائد مذکورہ کو باطل کر چکا اور توحید خوب ثابت ہو گئی تو آپ حضرت علیہ السلام کی نبوت اور قرآن مجید کا کتاب الٰہی ہونا ثابت کرتا ہے

نزل علیک الکتاب بالحق مصدقا لما بین یدیہ یہاں کتاب یعنی قرآن مجید کی نسبت فرمایا ہمنے اسکو تجھ پر اے نبی نازل کیا ہے یہ کتاب برحق ہے اور اگلی کتابوں کی تصدیق کرتی ہے یہ دو گواہ کتاب الٰہی ہونیکے لئے خدا نے بیان فرمائے جیسا کہ پہلے مطالب کیلئے دو گواہ الٰہی القیوم بیان کئے تھے۔ اسمین کوئی شبہ نہیں کہ ایک شخص ایسے ملک کے باشندہ سے کہ جسمین علوم و فنون کا مطلق چرچہ نہو اور خاص اوس شخص نے کبھی کچھ لکھا پڑھا نہ کسی اہل علم یہودی یا نصرانی یا مجوسی کی صحبت پائی ہو نہ جہان کی سیر کی ہو بلکہ چالیس برس عمر کا وہ حصہ کہ جسمین اکثر اسباب علوم کیا جاتا ہے ایک یکسانی ملک دوخشک پہاڑونمیں گزارا ہو پھر اوسپر دنیا کی تنگدستی اور عزیز و اقارب کے روز مرہ کے جور و ظلم اور بھی مزید ہون پھر اوسسے ایک ایسی کتاب ظاہر ہو کہ جسمین یہہ دو وصف ہون بلاشکہ وہ کتاب آسمانی اور وہ شخص نبی ہے۔ وصف اول برحق ہونا اوسکی یہ صورت ہے کہ قرآن مجید کے مطالب عالیہ الٰہیات (اور ذات و صفات مبدء و معاد انکی سعادت و شقاوت قصص گذشتہ اخبار آیندہ قوانین ملت دستور اہل ملک در سیاست میراث بیع و شراء حلت و حرمت طہارت و نجاست علم اخلاق رحمدلی راستبازی بردباری خدا ترسی دنیا سے دل برداشتگی وغیرہ وغیرہ امور ضروریہ) سے متعلق کس عمدہ اور پاکیزہ عبارت مین مبالغہ شاعرانہ اور تخیلات جاہلانہ سے خالی ایسے ہین کہ جنمیں سے کوئی بات بھی عقل سلیم کے برخلاف نہیں۔

دوسرا وصف تصدیق کرنا کتب الٰہیہ کا سو یہہ بھی ایک بڑی بھاری بات ہے قرآن مین اور کتب سابقہ توراۃ و انجیل و زبور کے مضامین مذکورہ بالا مین سرمو تفاوت نہیں اور جو امور جزئیات شرعیات مین اختلاف ہے سو یہہ اختلاف نہیں کیونکہ انبیاء ہر زمانہ میں لوگوں کے مناسب احکام میں کمی زیادتی کیا کرتے ہیں یہہ بات بغیر اسکے کہ سب کا مبدء الہام ربانی واحد مانا جاوے ممکن نہیں بالخصوص اوس شخص کیلئے کہ جسنے وہ کتابین نگاہ سے نہیں دیکھین چہ جائیکہ اونکو بار کیا ہو چونکہ یہہ توراۃ کہ جسکو یہود و نصاریٰ توراۃ موسیٰ کہتے ہین وہ اصلی توراۃ نہین بلکہ بعد مین لوگونکا مجموعہ مرتب کیا ہوا جیسا کہ مقدمہ کتاب میں ثابت ہوا اور نہ باقی کتب انبیاء وہ اصلی کتابین ہین اور نہ یہہ چاروں انجیلیں حضرت مسیح علیہ السلام کی انجیل ہین یعنی انکا مبدء الہام ربانی ایک نہیں پھر دیکھئے انمیں باہم اسقدر اختلاف ہے کہ جسکا ٹھکانا نہین توراۃ کو کتاب اسلاطین سے مقابلہ کیجئے اور پھر خود اوسکے بیانات کو دیکھئے کہین کچھ ہے کہین کچھ ہے اور متی نے جو انجیل مین نسبنامہ لکھا ہے اوسمین اور عہد عتیق مین کتنا تفاوت ہے؟ علاوہ اسکے چاروں انجیلون اور پولوس کے خطوں کو باہم مقابلہ کرینگے تو اختلاف اور تعارض کیوجہ سے عقل پریشان ہو جاویگی۔ اسباب کا عہد عتیق اور عہد جدید کے واقف بخوبی اقرار کرتے ہیں اور چونکہ یہاں گنجائش نہیں ورنہ مین نمونہ کیطور کچھہ لکھکر بھی بتاتا مگر مقدمہ مین بتا چکا ہون اور اعجاز عیسوی مین بہت کچھ ہے۔

پس جب اس قرآنمین یہ دو وصف ہین تو اسکے کتاب الٰہی ہونے مین کیا شبہ ہے اور جب یہ کتاب الٰہی ہے تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نبی برحق ہین

وانزل التوراۃ والانجیل من قبل الایہ یہ دوسری دلیل ہے اسی دعوی کیلئے یعنی یہ بات تو تم بھی مانتے ہو کہ اس سے پیشتر خدا نے توراۃ و انجیل نازل کی تھی اب بتلاؤ اونکے کتاب الٰہی ہونیکی کیا دلیل ہے؟ اگر کہو اونکے ظاہر گرنیوالوں سے معجزات صادر ہوئے اسلئے لوگ اونکی تصدیق کرتے ہین تو ہم کہتے ہین وانزل الفرقان کہنے حق و باطل مین فرق کرنیوالا بھی معجزات اس نبی کو دئے ہین اگر یہی بس نہین اور محض ہٹ پر ہی ہو تو ان الذین کفروا بآیات اللہ منکرونکو عذاب شدید ہے خدا جلد بدلا لیگا

إِنَّ اللّٰهَ لَا يَخْفٰى عَلَيْهِ شَيْءٌ فِي الْأَرْضِ وَلَا فِي السَّمَآءِ هُوَ الَّذِي يُصَوِّرُكُمْ فِي الْأَرْحَامِ كَيْفَ يَشَآءُ

اللہ سے کوئی چیز پوشیدہ نہیں نہ زمین میں نہ آسمان میں - وہی تمہاری صورت بناتا ہے ماں کی پیٹ میں جس طرح چاہتا ہے

لَآ إِلٰهَ إِلَّا هُوَ الْعَزِيزُ الْحَكِيمُ هُوَ الَّذِي أَنْزَلَ عَلَيْكَ الْكِتٰبَ مِنْهُ آيٰتٌ مُّحْكَمٰتٌ هُنَّ أُمُّ الْكِتٰبِ وَأُخَرُ

اوسکے سوا کوئی معبود نہیں زبردست ہے حکمت والا - وہی ہے جسنے تجپر ایسی کتاب نازل کی کہ جسمیں کچھ آیتیں کھلی کھلی ہیں کہ جو جڑ ہیں کتاب کی اور دوسری

مُتَشٰبِهٰتٌ ۖ فَأَمَّا الَّذِينَ فِي قُلُوبِهِمْ زَيْغٌ فَيَتَّبِعُونَ مَا تَشَابَهَ مِنْهُ ابْتِغَآءَ الْفِتْنَةِ وَابْتِغَآءَ

پیچیدہ - پھر جنکی دلوں میں کجی ہے وہ تو اوس میں سے پیچیدہ کو لیتے ہیں گمراہ ہونے کے لئے اور تاویل

تَأْوِيلِهِ ۗ وَمَا يَعْلَمُ تَأْوِيلَهُ إِلَّا اللّٰهُ ۘ وَالرّٰسِخُونَ فِي الْعِلْمِ يَقُولُونَ ءَامَنَّا بِهِ كُلٌّ مِّنْ عِنْدِ رَبِّنَا ۗ وَمَا يَذَّكَّرُ إِلَّآ أُولُوا الْأَلْبَابِ

کرنیکے لئے اور حالانکہ اوسکی تاویل خدا کے سوا اور کوئی نہیں جانتا - اور جو علم میں ثابت قدم ہیں وہ کہتے ہیں ہم اُسپر ایمان لائے سب کچھ ہمارے رب کی طرف سے ہے - اور عقلمند ہی سمجھا کرتے ہیں

## ترکیب

ھو مبتدا الذی الخ خبر فی الارحام متعلق ہے یصور سے کیف ظرف ہے یشاء کا یہہ کل جملہ موضع حال میں ہے فاعل یشاء سے تقدیرہ یصورکم علی مشیتہ ای مریدا منہ ایات محکمات جملہ موضع نصب میں ہے کیونکہ حال ہے کتاب سے اس جملہ میں آیات محکمات صفت و موصوف مبتدا اور منہ خبر ہیں مبتدا ام الکتاب خبر لفظ ام گرچہ مفرد ہے لیکن بمعنی جنس دیتا ہے اسلئے جمع کی خبر ہوگیا و اخر جمع ہے اخری کی جو مونث ہے آخر افعل تفضیل کا معطوف ہے آیات پر متشابہات اسکی صفت ہے تا بمعنی الذی تشابہ جملہ مجموعہ مفعول ہے یتبعون کا ابتغاء مفعول لہ یتبعون کا مضاف الفتنہ مضاف الیہ اور اسیطرح ابتغاء تاویلہ والراسخون فی العلم مبتدا یقولون الخ خبر اور بعض کہتے ہیں والراسخون معطوف ہے لفظ اللہ پر اور یقولون حال ہے ؛

## تفسیر

پہلے خدا تعالیٰ نے الوہیت مسیح کے باطل کرنے کو اپنے وصف میں الحی القیوم فرمایا تھا اور حی قیوم وہ ہے کہ جو اپنی مخلوق کی حاجات پوری کرنی اور اُنکی ضرورتوں کا خبرگیران رہکر تدبیر و تصرف کرے اور یہہ بات دو وصف چاہتی ہے ایک یہہ کہ اوسکو ہر ایک بات معلوم ہو انجام آغاز پر نظر ہو بے سوال کی بھی حاجت جانتا ہو دوسرے یہہ کہ ہر چیز پر قادر بھی ہو جو چاہتا ہو کر سکتا ہو اسلئے وصف اول کی اثبات کیلئے ان اللہ لا یخفی علیہ شئی فی الارض ولا فی السماء فرمایا کہ اوسکو ہر چیز معلوم ہے کوئی چیز اوس سے پوشیدہ نہیں - دوسرے وصف کے ثابت کرنیکو ہو الذی یصورکم فی الارحام کیف یشاء فرمایا کہ اوسکا تصرف اشرف المخلوقات انسان پر بھی ماں کے پیٹ اور اندھیری کوٹھری میں کس نظم و نسق کیساتھ ہے کہ عقل حیران ہے جسکی کسیقدر کیفیت کتب طبیہ سے معلوم ہوتی ہے - اور لطف یہہ ہے کہ اول وصف ان اللہ الخ بھی گویا ایک دعویٰ تھا اوسکے ثبوت کیلئے ہو الذی یصورکم دلیل قاطع ہے کیونکہ جو ارحام میں ایسی تفرقات کرتا ہے اوسپر کوئی چیز کیسے مخفی رہ سکتی ہے یا یوں کہو پہلی آیات میں نصاریٰ کے عقائد فاسدہ تثلیث اور الوہیت مسیح کا رد تھا اور یہہ شبہ عیسائی لوگ ان خیالات باطلہ پر حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے علم قدرت سے استدلال کیا کرتے ہیں علم سے یوں کہ حضرت عیسیٰ غیب کی باتیں بتاتے تھے اور جو کوئی گھر میں کچھ کہا کر آتا تھا اوسکو بھی ظاہر کر دیتے تھے اس سے معلوم ہوا کہ وہ خدا ہے کہ خدا ہی کو انسان کی صورتوں ظاہر ہوا تھا یا خدا کی بیٹے ہے کہ جو باپ کیطرح علم مغیبات رکھتے تھے قدرت سے اسطرح پر کہ حضرت عیسیٰ مردوں کو زندہ کرتے تھے کوڑھیوں اور اندھوں کو

تندرستی دیتے ہیں ہوا کو ڈانٹتے اور دیو جنوں کو نکالتے تھے یہہ بہاری کام انسان کے نہیں اس سے بھی معلوم ہوا کہ وہ خدا یا اوسکے بیٹے تھے گرچہ پہلی آیتوں میں الحی القیوم فرماکر ان شبہات کو رد کردیا تھا لیکن یہاں تتمہ کیطور پر اور بھی ان شبہات کا دلائل قطعیہ سے رد کردیا۔

پہلے شبہ کا جواب ان اللہ لایخفی الخ میں دیا کہ خدا کی شان علام الغیوب ہوتا ہے سو یہہ بات سوا ذات باری اور کسیکو حاصل نہیں اور جو کسی نبی یا فرشتہ کو کوئی بات معلوم ہو تو وہ بھی اوسکی طرف کا فیضان ہے اور جو عیسی خدا ہوتے تو ضرور انپر بھی کوئی بات مخفی نہ ہوتی حالانکہ اوسنے بہت سی باتیں مخفی تھیں چنانچہ انجیل لوقا کے چوبیسویں باب میں لکھا ہے کہ یسوع روح قدس سے بھرا ہوا یردن سے پھرا اور روح کی رہنمائی سے بیابان میں گیا جب غیر کی رہنمائی ہوئی تو علام الغیوب کہاں رہا؟ علاوہ اسکے اوسی کتاب کے آٹھویں باب میں ہے کہ ایک عورت نے کہ جسکا بارہ برس سے خون جاری تھا پیچھے سے آکے یسوع کی پوشاک چھو لی جس سے اوسکا خون بند ہوگیا مگر مسیح کو وہ نہ معلوم ہوئی لوگوں سے پوچھا آخر اوس عورت نے اظہار کیا۔ اور یہہ بہت سے مقامات سے بھی ثابت ہوتا ہے۔ دوسرے شبہ کا جواب ہوالذی یصورکم فی الارحام کیف یشاء میں دیا کہ خدا قادر مطلق ہے حضرت عیسیٰ کو یہہ بات کب حاصل تھی وہ خدا سے دعا مانگتے تھے چنانچہ اسی انجیل کے چوبیسویں باب ۳۶ ورس میں ہے کہ وہ (مسیح) پہاڑ پر دعا مانگنے گیا اور خدا سے دعا مانگنے میں رات کاٹی اسکے علاوہ بقول نصاریٰ جب اونکو سولی دینے یہود لے چلے اور سولی پر چڑھا دیا تو انہوں نے خدا سے فریاد کرنی شروع کی کہ مجھے کہاں چھوڑ دیا اور بڑی سختی سے چیخ چیخ کر جان دی جیسا کہ انجیل متی کے ۲۷ باب میں مذکور ہے۔

اور نیز ہوالذی یصورکم الخ میں طرف بھی اشارہ ہے کہ اگر عیسی خدا ہوتے تو وہ عورت کے رحم میں اگر آدمی کی شکل کیوں قبول کرتے خدا تو اور دنکی شکلیں بنانا ہے اسکے بعد پھر کلمہ توحید کا اعادہ کرتا ہے لا الہ الا ہو العزیز الحکیم اسمیں بھی لفظ عزیز سے قدرت کاملہ کیطرف اور حکیم سے علم حقیقی کیطرف اشارہ ہے جب نصاریٰ کو دلائل عقلیہ سے عاجز کردیا جاتا ہے تو وہ اس مسئلہ میں یون کہنے لگتے ہیں کہ چونکہ کتب سماویہ میں اونکو خدا کا بیٹا کہا گیا ہے تو خدائی کے الفاظ بھی اونکی نسبت بولے گئے ہیں اور قرآن میں بھی اونکو روح اللہ و کلمۃ اللہ کہا ہے تو ہم اس بات کو عقل و ادراک کی احاطہ سے باہر جانکر صرف کلام الٰہی کا اتباع کرکے خدا اور اوسکا بیٹا کہتے ہیں چنانچہ آنحضرت علیہ السلام سے بھی عیسائیوں نے یہی تقریر کی تھی اور اب بھی عاجز آکر یہی کہا کرتے ہیں اسکا جواب خدا تعالیٰ نے ان جملوں میں دیا ہو الذی انزل علیک الکتاب منہ آیات محکمات و اخر متشابہات الایہ کہ خدا کے کلام میں وہ آیات (کہ جنپر احکام شریعت اور امور اخلاقیہ و تذکیر آخرت کا مدار ہوتا ہے جنکو ام الکتاب یعنی اوسکی بنیاد کہتے ہیں صریح اور کھلی کھلی ہوتی ہیں اور کہیں کسی رمز اور مصلحت سے ایسے جملے بھی ہوتے ہیں کہ جنکے کئی معنی اوپیچدہ مطلب ہوتا ہے اور اوس کلام کا دوسرا پہلو بھی اکثر پہلو کا ہمسر ہوتا ہے پس جن میں کہ یہہ الفاظ ہیں وہ بھی اسی قسم کے ہیں چنانچہ ابن کا لفظ حقیقی بیٹے پر بھی بولا جاتا ہے اور پیارے نوکر اور غلام اور بندہ کو بھی کہدیتے ہیں اور اسکے برعکس لفظ خداوند ذات باری پر اور بادشاہ اور ذی رتبہ لوگوں پر بھی اطلاق ہوتا ہے پس جو کجرو گمراہ لوگ ہوتے ہیں وہ اونکی تاویل اپنی خواہش کے موافق کرکے ایک مطلب گھڑ لیتے ہیں جیسا کہ عیسائی اور جو اہل علم اور باخدا ہیں وہ ان ظاہر الفساد معنی کو ترک کرکے اوس کلام کی اصلی مراد کو خدا کے سپرد کردیتے ہیں کہ اسکو تو ہی جانتا ہے۔ اور یہہ بات کتب سابقہ ہی پر منحصر نہیں بلکہ قرآن میں جو اے نبی تجھپر نازل ہوا ہے اسمیں بھی یہی بات ہے پھر ان عقائد فاسدہ کو ان متشابہات سے ثابت کرنا اور وہ معنی لینا کہ جو دیگر آیات کے برخلاف ہیں صریح گمراہی ہے

یا یون کہو قیوم کی لئے دو باتین ضرور ہین اول مصالح جسمانیہ کا پورا کرنا شکل وصورت بنانا اسکو ہوالذی یصورکم مین بیان کیا دوم مصالح روحانیہ یعنی علم والہام سے بہرہ ور کرنا اسکو ہوالذی انزل الخ مین بیان کیا

## (ف)

**محکم اور متشابہ** کے معنی لغت مین مضبوط اور ملتے جلتے کہین عرب محکم مضبوط بنیاد کو کہتے ہین اور جو دو چیزین آپسمین ملتی جلتی ہون اُنکو متشابہ کہتے ہین اور اسلیئے قرآن کو کتابا متشابہا فرمایا کہ حسن وخوبی مین باہم ہر ایک آیت دوسری سی برابر ہے - ان معنی کے لحاظ سے تمام قرآن پر متشابہہ کا اطلاق ہوسکتا ہے اور محکم کے معنی لغوی چونکہ مضبوط اور حق ہونیکے ہین اس لحاظ سے تمام قرآن کو محکم بھی کہہ سکتے ہین جیساکہ فرماتا ہے الرکتاب احکمت ایاتہ یہ دونون لغوی معنی باہم کچھہ منافات نہین رکھتے مگر بعض نا سمجھ پادری اس نکتہ کو نہ سمجھے انہون نے ان مین تعارض ثابت کرکے قرآن پر اعتراض کیا ہے البتہ اس آیت مین محکم اور متشابہ کے معنے مین منافات ہے جو محکم ہے متشابہ نہین اور جو متشابہ ہے اوسکو محکم نہین کہہ سکتے اور وہ معنی یہہ ہین محکم ممنوع کو کہتے ہین کہ اوسمین ایک احتمال کے سوا دوسرا احتمال منع کیا گیا ہے اوسکا گزر نہین اور اسلیئے حاکم کو حاکم کہتے ہین کہ وہ ظالم کو منع کرتا ہے اور حکمت چونکہ لایعنی باتون سے روکتی ہے اسلیئے اوسکو حکمت کہتے ہین اور متشابہ وہ کلام کہ جسمین چند احتمالات مساوی ہون اور اس معنی سے جو محکم ہے وہ متشابہ نہین علماء اصول نے کلام کی یون تقسیم کی کہ جو کلام کسی معنی کیلئے موضوع ہوا گر اوسمین دوسرا احتمال نہین تو اوسکو **نص** کہتے ہین اور جو ہو تو پر اگر وہ دونون احتمال برابر ہین تو اسکو **مشترک** کہتے ہین اور بالتعین ہر احتمال کیلئے **مجمل** اور جو ایک احتمال قوی ہو اور دوسرا ضعیف احتمال قوی کے لحاظ سے اسکو **ظاہر** کہتے ہین اور ضعیف کے لحاظ سے **ماوّل** - ان مین سے نص اور ظاہر پر لفظ محکم بولا جاوے گا اور مجمل اور ماوّل کو متشابہ کہینگے - بعض محققین کہتے ہین کہ تقسیم یون ہونی چاہئے جو کلام کہ کسی معنی پر ظاہر دلالت کرتا ہے اور اوس مین دوسرے احتمال کی گنجایش ہی ہے پس اگر یعنی نفس الفاظ سے سمجھے جاتے ہین تو اسکو **ظاہر** کہینگے اور جو سیاق ہی اسکے لئے ہے تو اسکو **نص** کہینگے اور کبھی عموماً ہر آیت و حدیث کو نص کہدیتے ہین اور جسمین دوسرے احتمال کی گنجایش نہین اگر احتمال نسخ ہے تو اوسکو **مفسر** کہتے ہین اور اگر یہہ بھی احتمال نہین تو اوسکو **محکم** کہتے ہین - اور جو ظاہراً دلالت نہین کرتا اور اسمین پوشیدگی ہے اگر وہ پوشیدگی کسی عارضی وجہ سے ہے تو اسکو **خفی** کہتے ہین اور اگر نفس الفاظ مین ہے پھر اگر وہ قرائن کی مدد سے دور ہوسکتی ہے تو اسکو **مشکل** کہتے ہین اور جو قرائن سے دور نہین ہوتی مگر متکلم سے انکشاف کی امید ہے تو اسکو **مجمل** کہتے ہین اور اگر امید بھی نہین تو اسکو **متشابہ** کہتے ہین جو اس آیت مین مراد لیا گیا ہے -

لایعلم تاویلہ الا اللہ ابن عباس اور عائشہ اور حسن اور مالک بن انس اور کسائی اور فراء اور امام ابوحنیفہ وغیرہم علماء یہہ کہتے ہین کہ الا اللہ پر کلام تمام ہوگیا اور یہان وقف لازم ہے اور والراسخون جدا کلام ہے وعطف کیلئے نہین بلکہ ابتداء کلام کیلئے - اس تقدیر پر یہ معنی ہونگے کہ متشابہات سے جو کچھہ مراد ہے اوسکو بجز خدا کے اور کوئی نہین جانتا اور یہی ٹھیک ہے کیلئے کہ اسرار غیب کو عقل جب تک جسم کیساتھہ مقید ہے اوسکی تاریکی کیوجہ سے نہین دریافت کرسکتی - اور مجاہد اور ربیع بن انس اور اکثر متکلمین اور جمہور معتزلہ یہہ کہتے ہین کہ والراسخون فی العلم پر کلام تمام ہوتا ہے وقف نہین - اس تقدیر پر یہہ معنی ہونگے کہ علماء ربانی بھی متشابہات کو جانتے ہین کیونکہ بندون سے جب کلام کیا گیا ہے تو ایسا نہین ہوسکتا کہ اوسکو کوئی بھی نہ سمجھے ورنہ اوسکے نازل کرنے سے کیا فائدہ تھا واللہ علم عند اللہ تعالی

رَبَّنَا لَا تُزِغْ قُلُوْبَنَا بَعْدَ اِذْ هَدَيْتَنَا وَهَبْ لَنَا مِنْ لَّدُنْكَ رَحْمَةً ۚ اِنَّكَ اَنْتَ الْوَهَّابُ

اے ہمارے رب ہمارے دلونکو نہ پھیر جبکہ تو ہمکو ہدایت کر چکا اور عطا کر ہمارے لئے اپنے ہان سے رحمت - بیشک تو ہی دینے والا

رَبَّنَآ اِنَّكَ جَامِعُ النَّاسِ لِيَوْمٍ لَّا رَيْبَ فِيْهِ ۭ اِنَّ اللّٰهَ لَا يُخْلِفُ الْمِيْعَادَ ۝ اِنَّ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا ع

اے ہمارے رب تو ہی سب لوگونکو اوسدن جمع کریگا کہ جس مین کچھ شک نہین - خدا کبھی وعدہ خلاف نہین کرتا - منکرون کو

لَنْ تُغْنِيَ عَنْهُمْ اَمْوَالُهُمْ وَلَآ اَوْلَادُهُمْ مِّنَ اللّٰهِ شَيْـــًٔا ۭ وَاُولٰۗىِٕكَ هُمْ وَقُوْدُ النَّارِ ۙ كَدَاْبِ

ان کا مال اور اولاد خدا سے کچھ بھی نہ بچاویگا - اور وہی لوگ دوزخ کا ایندھن ہین - ان کا حال فرعون والون کا سا

اٰلِ فِرْعَوْنَ ۙ وَالَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ ۭ كَذَّبُوْا بِاٰيٰتِنَا ۚ فَاَخَذَهُمُ اللّٰهُ بِذُنُوْبِهِمْ ۭ وَاللّٰهُ شَدِيْدُ الْعِقَابِ ۝

اور انسے پہلون کا سا ہے - کہ انہون نے ہماری آیتین جھٹلائین جسپر اونکو اللہ نے اونکے گناہونکی وجہ سے پکڑ لیا اور اللہ سخت عذاب دینوالا ہے

## ترکیب

بعد ظرف ہے لاتزغ کا من لدنک صفت ہے رحمۃ کی یا حال - لیوم لام بمعنی فی اسے فی یوم لاریب فیہ جملہ موضع جر مین ہے صفت ہے یوم کی الذین موصول وصلہ اسم ان لن تغنی الخ اسکی خبر من اللہ موضع نصب مین ہے تقدیرہ من عذاب اللہ لا یدفع اموالہم ولا اولادہم عذاب اللہ شیئا مفعول بہ ہے لن تغنی کا اور حال بھی ہوسکتا ہے کداب کاف موضع نصب مین ہے نعت مصدر محذوف کی اسے کفروا کفرا کعادۃ ال فرعون اور ممکن ہے کہ خبر ہو مبتدا محذوف کی اسے واہم کداب آل فرعون

## تفسیر

یہہ بھی راسخین فی العلم کا مقولہ ہے یعنی وہ متشابہات کو علم الٰہی کے حوالہ کرکے اور اسپر ایمان لاکر یہہ دعا بھی کرتے ہین کہ اے رب تو نے ہمکو ہدایت دی اور فہم سلیم عطا کیا ہے اب ایسا ہو کہ ہمارے دل کجی کیطرف میلان کرجاوین کیونکہ استقامت تیری ہی ہاتھہ مین ہے (جیسا کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے بنی آدم کا دل خدا کی دو انگلیون مین ہین جدہر چاہتا ہے پھیر دیتا ہی) داعیہ خیر اور داعیہ شر قلب مین اوسیکیطرف سے پیدا ہوتا ہے اور دلی استقامت کے بعد ہمکو اپنی رحمت خالصہ بھی عطا کر ف رحمت کی چند قسم ہین اول یہہ کہ دلمین نور ایمان و توحید حاصل ہو دوم یہہ کہ اعضا پر اطاعت اور خدمت کے انوار ظاہر ہون سوم یہہ کہ دنیا مین رزق اور اسباب معاش سہل ہوجاوین اور تندرستی اور امن عافیت حاصل ہو چہارم یہہ کہ شدت موت اور اسکے بعد قبر اور حشر مین سرخروئی ہو پنجم یہہ کہ عالم سرور مین اوسکا دیدار اور نعماء بیشمار حاصل ہووین - لفظ رحمت ان سبکو شامل ہے

اسکے بعد کافرون کا حال ذکر کرتا ہے کہ وہ جو دنیا مین اولاد و مال کیلئے خدا سے غافل ہین یہ آخرت مین کچھ کام نہ آویگا وہ دوزخ مین جلینگے جسطرح فرعون کے لوگ اور اسنے پہلے منکر لوگ اولاد و مال مین مستغرق ہوکر خدا کو بھول گئے اور اسکی آیات کو جھٹلانے لگے ہر چند انبیاء نے اونکو سمجھایا لیکن نہ مانا آخر الامر خدا نے اونپر اونکی بدکاری کیوجہ سے عذاب نازل کیا - داب عادت اور خصلت کو کہتے ہین - وقود بالفتح ایندھن اور بالضم آگ جلانا -

قُلْ لِّلَّذِيْنَ كَفَرُوْا سَتُغْلَبُوْنَ وَتُحْشَرُوْنَ اِلٰى جَهَنَّمَ ۭ وَبِئْسَ الْمِهَادُ ۝ قَدْ كَانَ لَكُمْ اٰيَةٌ

کہدے منکرونکو کہ تم ابہی مغلوب ہوجاؤگی اور جہنم کیطرف ہانکے جاؤگے اور وہ بری جگہہ ہے ضرور تمہارے لئے ایک بڑی نشانی قدرت تہی

فِيْ فِئَتَيْنِ الْتَقَتَا ۭ فِئَةٌ تُقَاتِلُ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ وَاُخْرٰى كَافِرَةٌ يَّرَوْنَهُمْ مِّثْلَيْهِمْ رَاْيَ الْعَيْنِ ۭ

دو لشکروں مین کہ جو باہم مقابل ہوے تہے۔ ایک لشکر تو خدا کی راہ مین لڑ رہا تہا اور دوسرا کافر تہا دیکہتے تہے اونکو اپنے سے دوگنا کہلم کہلا

وَاللّٰهُ يُؤَيِّدُ بِنَصْرِهٖ مَنْ يَّشَاۗءُ ۭ اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَعِبْرَةً لِّاُولِي الْاَبْصَارِ ۝

اور اللہ مدد کردیتا ہے اپنی فتح سے جسکو چاہتا ہے۔ بیشک اس مین ایک عبرت ہے آنکہہ والون کو۔

## ترکیب

آیۃ اسم کان لکم خبر فی فئتین موصوف التقتا صفت مجموعہ صفت ہے آیۃ کی اور ممکن ہے فی فئتین خبر ہو اور لکم کان سے متعلق ہو فئۃ موصوف تقاتل فی سبیل اللہ صفت مجموعہ خبر ہے مبتدا محذوف کی اے احدہما فئۃ الخ واخری لغت ہے مبتدا محذوف کی اسے وفئۃ اخری کافرۃ خبر یرونہم اسکا فاعل المسلون وقیل الکفار مثلیہم اسے مثل مسلمین مفعول ثانی رای العین مفعول مطلق یہ جملہ محل نصب مین ہے کیونکر صفت ہے فئتین کی۔

## تفسیر

جب مکہ سے ہجرت کرکے نبی صلی اللہ علیہ وسلم مدینہ مین تشریف لائے تو کفار مکہ جب بہی اہل اسلام کو امن وامان نہ دیتے تہے اسلئے خدا تعالیٰ نے جہاد کا حکم دیا ہجرت سے اگلے سال رمضان کے مہینے مین آنحضرت کو یہ خبر لگی کہ ابوسفیان ایک قافلہ شام سے مکہ کو لاتا ہی جسمین تجارت کا مال ہی آنحضرت نے لوگونکو آمادہ کیا اگرچہ لوگونکی یہہ خوشی تہی کہ قافلہ کو لوٹ لیجئے کیونکہ اسمین نفع اور آسانی تہی مگر خدا کو یہہ منظور تہا کہ کفر کی شوکت توڑے اسلئے یہہ بات پیش آئی کہ ابوسفیان کو بہی کہین یہہ خبر ملگئی وہ قافلہ کو دوسرے رستہ سے مکہ مین لایا اور کہلا بہیجا کہ جلد مری مدد کو پہونچو ورنہ محمد علیہ السلام اور انکے اصحاب مرے تعاقب مین آرہے ہین آنحضرت اوسکے تعاقب مین مکہ سے کئی منزل کے قریب تک آپہونچے اور ایک میدان مین کہ جسکو بدر کہتے ہین پانی دیکہکر ڈیرا کردیا حضرت کی ساتہہ تین سو تیرہ آدمی تہے جو محض بے سامان تہے جنمین صرف دو سوار تہے اور چند زرہ پوش تہے اور اسی کی پاس تلوارین تہین باقی لٹہہ پتہرلئے ہوئے تہے اونکے مقابلہ مین مکہ کے لوگ نکلے **ابوجہل** اور ابوسفیان اور عتبہ اور عباس وغیرہ بڑے بڑے سردار تہے انکی تعداد ہزار کے قریب تہی انکے پاس ساز وسامان بہی خوب تہا سوار بہی بہت تہے انہون نے بہی اسی میدان مین ایک طرف ڈیرا کردیا اور پہر باہم صفت بندی ہوکر مقابلہ شروع ہوا خدا نے اوسروز مسلمانون کی مدد کیلئے آسمان سے فرشتہ بہی نازل کئے جو سوارون کی صورت مین تہے اسلئے خدا نے کفار کی آنکہون مین مسلمانون کی دو چند بہیڑ دکہائی جس سے کفار کے دلمین رعب آگیا اور اہل اسلام کو ہاتہ سے شکست فاش کہائی ابوجہل وغیرہ بڑے بڑے کفر کے سردار مارے گئے ستر گرفتار کئے گئے کچہہ بہاگ گئے اسکے بعد جب آنحضرت مدینہ مین تشریف لائے

اور یہود کو اسلام قبول کرنیکا پیغام دیا تو کہنے لگے کہ آپ چند عرب کی ناواقف لوگوں پر فتح پاکر غرہ نہ کیجئے وہ فنون جنگ سے ناواقف تھے ہم سے لڑوگے تو معلوم ہوگا - اسکے جواب میں خدا تعالیٰ فرماتا ہے یہ وہ نبی ہے کہ جسکی خبر موسیٰ نے دی اور جسکو خداوند کا پہلوان کہا گیا ہے اور جسکے داہنے ہاتھ میں آتشی شریعت ہے جو اسکے مقابلہ میں آویگا مغلوب ہوگا اور جہنم میں ڈالا جاویگا دنیا اور آخرت دونوں جگہ کی رسوائیاں اُسکو نصیب ہونگی چنانچہ اس پیشین گوئی کے موافق ظہور میں آیا اور بنی قینقاع بنی نضیر بنی قریظہ کے معنی دنیا ہے ویسا ہی ہوا کہ بہت جلد روئے زمین پر اسلام کی ہیبت پھیلگئی چند بے سروسامان عرب کے ہاتھ سے قیصر و کسریٰ کی قدیم سلطنتیں جو دنیا کو گھیرے ہوئے تھیں اور اسوقت انکے ہمسر دنیا میں کوئی سلطنت نہ تھی ڈھیر ہوگئیں بنیقاع بنی نضیر اور دیگر مشرکین عرب کے بھی سب زور بگڑ گئے - اگر یہ اوس وعدہ کا ایفا نہ تھا تو اور کیا بات تھی عہد آدم سے لیکر اب تک کہیں ایسا ہوا ہے پھر اگر قرآن کلام الٰہی نہیں تو اوسمیں جمہور کفار کے مغلوب ہونیکی پیشین گوئی اس زور و شور سے کیونکر ہوگئی اور ایسی بڑی پیشین گوئی کہ اوسوقت محال معلوم ہوتی تھی اسکے بعد کافروں کو اپنی قدرت کاملہ کا نشان دیکر بتلاتا ہے کہ ابھی جو بدر کی لڑائی میں باہم دو فوجوں کا مقابلہ ہوا تھا جنمیں سے ایک فوج یعنی اسلامی بلا غرض دنیاوی محض تہذیب اور توحید پھیلانیکے لئے لڑتی تھی اور دوسری کافر تمہارے لئے اسمیں کتنی بڑی عبرت اور قدرت کاملہ کی نشانی ہے -

اول تو اسوجہ سے کہ اہل اسلام سے کفار سہ چند تھے اور اونکے پاس سامان جنگ بھی بخوبی تھا اور فریقین میں ایک ہی قوم اور ایک ہی ملک کے لوگ تھے پھر انکا ایسا فتح پانا کہ ستر کو قتل کیا اور ستر کو گرفتار کرکے مدینہ میں لائے خارق عادت اور معجزہ ہے جو اوس بشارت انبیاء کا ظہور ہے کہ جسکا بیان مواضع متعددہ میں ہوا - اب تم آیندہ فتوحات کو بھی اوسی پیشین گوئی کا ظہور سمجھ لو -

دوم اس واقعہ کی قبل از وقوع پیشین گوئی کی گئی تھی جیسا کہ قرآن میں ہے واذ یعدکم اللہ احدی الطائفتین انہا لکم کہ خدا تمسے وعدہ کرتا ہے دو باتوں میں سے ایک ضرور تمکو نصیب ہوگی یا فتح یا قافلہ کا ہاتھ آنا - اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی اس جنگ سے پہلے تفصیلاً خبر دیدی تھی اور ہاتھ رکھ رکھکر بتلادیا تھا کہ کل فلاں جگہ اوس کافر کی لاش پڑی ہوگی اور فلاں کی اسجگہ پس جس جگہہ کا پتا بتلایا تھا اوسی جگہ اوس کافر کی لاش پڑی ہوئی تھی ایک بال کا بھی فرق نہ تھا (رواہ مسلم) پھر یہہ بات بغیر الہام ربانی کے کوئی بتلا سکتا ہے اور کسطرح سے جگہ اور نام معین کرسکتا ہے؟

سوم اس معرکہ میں آسمان سے ملائکہ آئے جیسا کہ قرآن مجید میں سورہ انفال وغیرہا میں اس واقعہ کی تشریح ہے اور لوگوں نے دیکھا اور بعض نے صرف آواز سنی یہ بات بھی خارق عادت ہے جس سے مدد آسمانی اور سلطنت آسمانی کی پوری تصدیق ہوتی ہے -

چہارم یرونہم مثلیہم رای العین گرچہ یہاں چند احتمالات ہیں اور ہر احتمال کیطرف بعض لوگ گئے لیکن دو احتمال قوی ہیں اول یہ کہ یرون کا فاعل کافروں کو بھی ہے اور ہم کی ضمیر اہل اسلام کیطرف پھرتی ہے اور مثلیہم کی ضمیر مسلمانوں کیطرف پھرائی جاوے کہ وہ مسلمانوں کو انکی مقدار سے دوچند دیکھتے تھے دوم یہ کہ یہ ضمیر کفار کیطرف رجوع کرے یعنی وہ کفار مسلمانوں کو اپنے سے دوچند دیکھتے تھے سو یہ بات بھی خارق عادت ہے خدای قادر نے اونکی نظر میں اہل اسلام کو دوچند کرکے دکھلایا تیسرا احتمال یہ ہے کہ یرون کا فاعل اہل اسلام ہوں اور مثلیہم کی ضمیر میں بھی دونوں احتمال ہوں مگر اخیر احتمال کہ اسصورت میں ضمیر کفار کیطرف پھرے بھی صحیح ہے

زُيِّنَ لِلنَّاسِ حُبُّ الشَّهَوٰتِ مِنَ النِّسَآءِ وَالْبَنِيْنَ وَالْقَنَاطِيْرِ الْمُقَنْطَرَةِ مِنَ الذَّهَبِ وَالْفِضَّةِ وَالْخَيْلِ الْمُسَوَّمَةِ

پہلی معلوم ہوتی ہے انسان کو مزہ دار چیزونکی محبت عورتون کی اور اولاد کی اور سونے چاندی کی چنے ہوئے ڈھیرونکی اور کوتل گھوڑونکی

وَالْاَنْعَامِ وَالْحَرْثِ ط ذٰلِكَ مَتَاعُ الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا ج وَاللّٰهُ عِنْدَهٗ حُسْنُ الْمَاٰبِ ۝ قُلْ اَؤُنَبِّئُكُمْ بِخَيْرٍ مِّنْ ذٰلِكُمْ

اور چار پایون اور کھیتی کی - یہ سب زندگی دنیا کا سامان ہے اور خدا کے ہان بہت عمدہ رہنے کیجگہ ہے اے محمد تو کہدے کہ آؤ مین تمکو اس سے بہتر بتلاؤن

لِلَّذِيْنَ اتَّقَوْا عِنْدَ رَبِّهِمْ جَنّٰتٌ تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ خٰلِدِيْنَ فِيْهَا وَاَزْوَاجٌ مُّطَهَّرَةٌ وَّرِضْوَانٌ مِّنَ اللّٰهِ ط

وہ یہ کہ پرہیزگارونکے لئے اونکے رب کے ہان باغ ہین کہ جنکے نیچے نہرین بہ رہی ہین وہ ان مین ہمیشہ رہینگے اور اونکے لئے پاکیزہ بیبین ہین اور اونکے لئے خدا کی مہربانی ہے

وَاللّٰهُ بَصِيْرٌۢ بِالْعِبَادِ ۝ الَّذِيْنَ يَقُوْلُوْنَ رَبَّنَآ اِنَّنَآ اٰمَنَّا فَاغْفِرْ لَنَا ذُنُوْبَنَا وَقِنَا عَذَابَ النَّارِ ۝ الصّٰبِرِيْنَ وَالصّٰدِقِيْنَ

اور اللہ دیکھ رہا ہے بندون کو یہہ وہ لوگ ہین کہ جو کہا کرتے ہین اے ہمارے رب ہم ایمان لائے سو ہمارے گناہ معاف کردے اور ہمکو عذاب دوزخ سے بچائیو - وہ جو صبر کرنیوالے ہین اور سچ بولنیوالے ہین

وَالْقٰنِتِيْنَ وَالْمُنْفِقِيْنَ وَالْمُسْتَغْفِرِيْنَ بِالْاَسْحَارِ ۝

اور بندگی مین لگے رہنیوالے اور خرچ کرنیوالے اور صبح کیوقتون مین استغفار کیا کرتے ہین -

## ترکیب

زین فعل مجہول للناس اسکی ساتھہ متعلق حب الشہوات مفعول مالم یسم فاعلہ من النساء الخ اوسکا بیان ذلک مبتدا متاع الحیوۃ الدنیا خبر واللہ مبتدا عندہ جملہ الخ خبر قل فعل انت اسکا فاعل انبئکم جملہ مقولہ بخیر موضع نصب مین ہی انبئکم سے من ذلکم موضع نصب مین ہی بسبب خیر کی تقدیر ہو یا فضل ذلک جنت موصوف تجری الخ صفت مجموعہ مبتدا للذین اتقوا خبر خالدین فیہا حال ہے اتقوا سے وازواج معطوف ہے خبات پر الذین یقولون موضع جر مین صفت ہے للذین کی الصابرین الخ موضع جر مین صفت ہے للذین کی

## تفسیر

پہلے فرمایا تہا ان فی ذلک لعبرۃ لاولی الابصار کہ ان عجائبات قدرت مین اہل بصیرت کو عبرت کا مقام ہی جس سے عاقل کی نزدیک دنیا اور اسکی تزیینات ایک ناچیز اور فانی معلوم ہوتی ہین اور عالم باقی کی آگہی خواب سا معلوم ہوتا ہی مگر اس چشم حقیقت بین پر لذات دنیا اور اوسکے سامان کی محبت کے پردے پڑی ہوئی ہین جس سے وہ عالم آخرت پر دنیا کو ترجیح دے رہا ہے اور چند روزہ عیش کیلئے کفر و الحاد مین آکر آخرت اور عالم باقی کی خوبیون سے بے خبر ہے اس مضمون کو خدا تعالی نے ان آیات مین کس خوبی کیساتھہ بیان فرمایا ہے کہ جسکا بیان نہین -

فرماتا ہی انسان کی آنکھون مین مزہ اور شہوت کی چیزون کی خواہش کرنا عورتون پر مرنا اولاد کی کثرت پر نظر کرنا روپیون اور اشرفیون کے توڑے اور کوتل گھوڑے اور گائی بھینس وغیرہ مواشی پر بہری بہری کھیتی اور عمدہ باغون پر دل لگانا بھلا معلوم ہوتا ہی - اور یہ بات بوجہ قوی ہونیکے ہر انسان کی ایک جبلی بات ہی کسلئے کہ لذت روحانیہ تو خاص خاص لوگون کو خاص خاص وقتون مین نصیب ہوتی ہی اور لذت جسمانیہ کیطرف ہر وقت ہر شخص متوجہ رہتا ہی لہذا دنیا کی ہر چیز پر انسان تعلق کرتا

اور انکی رغبت کا دم بھرتا ہے سات چیزون مین اول **عورت** اس سے جسقدر مرد کو لذت اور انس ہو وہ کس چیز سے ہے؟ اسکی محبت انسان کو ہلاکت تک پہنچا دیتی ہے مرد مین اور اس مین ایک جذب مقناطیسی رکھا ہوا ہے اسلیئے اللہ تعالیٰ خبر دیتا ہے خلق لکم من انفسکم ازواجا لتسکنوا الیہا وجعل بینکم مودۃ ورحمۃ اسکے بعد **بیٹا** ہے جسکو انسان اپنا نائب اور قائم مقام سمجھکر جو بات اپنے لئے چاہتا ہے اوس سے بڑھکر اوسکو لڑچاہتا ہے اور نیز اسکا ہر وقت مین قوت بازو اور معین ومددگار رہتا ہے۔ اس سے بھی انسان کو بڑا فخر اور نہایت خوشی ہوتی ہے اسکے بعد **مال** و دولت روپیہ اشرفی بالخصوص توڑی جنچی ہوئی یہ بھی ایک عجب چیز ہے جسے حاجات کا ذریعہ خیال کیا گیا ہے اسکا عشق اور سر دردہی انسانکو اندھا کر دیتا ہے خدا و رسول سے بغاوت پر آمادہ کرا دیتا ہے خدائی دعوی کرانے لگتا ہے پھر **گوتل** گھوڑی پھر گائے بیل اونٹ وغیرہ مواشی پھر باغ کھیتی ان چیزون کے بعد خدا تعالیٰ یہہ بات جتلاتا ہے کہ یہہ چیزین صرف زندگی دنیا کا سامان ہے مگر خدا کے پاس اس سے زیادہ اور عمدہ لذائذ روحانیہ جسمانیہ موجود ہین آدمی جب ان کی پیٹ مین ہوتا ہے تو اوسکو عمدہ عالم سمجھتا ہے یہانتک کہ جب بڑھاپا آتا ہے تو درد کو غل مچاتا ہے پھر جب آنکھ کھلتی ہے تو اس عالم حسی پر غش ہو جاتا ہے سدا یہین رہنا پسند کرتا ہے یہین کی ان چیزون پر مر جاتا ہے آخر جب دوسرا عالم باقی مین جاتا ہے تو اس عالم کو دہانکی نعماء اور وسعت کے مقابلہ مین ایسا تنگ و تاریک و پر الم سمجھتا ہے کہ جسطرح دنیا مین ماں کی پیٹ کو اور وہانکی زندگی کو اور واپس جانیکو ناپسند کرتا ہے اسیطرح اس عالم مین واپس آنیکو ناپسند کریگا علاوہ اسکے یہان کی ہر عیش و ہر چیز فانی وہانکی باقی اور جاودانی یہان ہر عیش تلخی پر مبنی ہے اور پھر ہر راحت کے بعد تلخی ہے جب تک کہ پیاس اور دھوپ کا رنج نہ اٹھاوے سایہ اور سرد پانی کا کبھی مزہ نہ آوے اوس عالم باقی مین یہہ باتین نہین اسلیئے خدا نے مجملا واللہ عندہ حسن المآب کا لفظ کہکر اوس عالم کا شوق دلا دیا

اسکے بعد اور یہی کلام کو بلند کیا اور نبی سے فرمایا کہ لوگونسے کہہ کہو تو مین تمکو دنیا کی ان چیزون سے عمدہ چیزین بتلاؤن؟ پھر آپ ہی فرمایا کہ پرہیزگارونکے لئے اوس عالم مین (عند ربہم) باغ ہین کہ جنمین نہرین بہتی ہین (جہان تمام مجلس خوشبودار رنگ برنگ کے پھول پھل اور طائران خوش الحان اور نہایت تکلف کے مکانات) اور نہین بیوین کہ جو صورت و سیرت کی تمام برائیون سے مبرا حسن و خوبی مین یکتا۔ اسپر دوام اور بقا۔ یہانتک تو جنت جسمانیہ کیطرف اشارہ ہے و رضوان من اللہ یعنی جلال کبریائی کا انوار کا بندہ کی روح پر تجلی کرنا اور بندہ کا اوسکی معرفت مین مستغرق رہنا آنحضرت علیہ السلام نے صحابہ کو اوس عالم کو دکھایا جس سے اونکی نظرون مین دنیا اور اسکے تزئینات گرد ہو گئے تھے یہہ کیا کم معجزہ ہے؟ آنحضرت سے پہلے کبھی کسی نبی نے اپنی امت کو یہ معجزہ نہین دکھایا اس عالم کی مدح مین اوسکے مستحق لوگونکا بھی عجب لطف کیساتھ ذکر کر دیا للذین اتقوا یعنے پرہیزگارونکے لئے ایک عام لفظ ہے پھر اسکے بعد اسکی اور بھی تشریح کی کہ وہ لوگ ہین جنمین یہہ وصف پائے جاتے ہین (۱) یقولون ربنا الخ کہ وہ خدا سے دعا کرتے رہتے ہین کہ اے رب ہم تجھپر ایمان لائے ہین تو ہمارے گناہ معاف کر اور عذاب النار سے بچائیو (۲) صبر کرنیوالے۔ صبر کہتے ہین محنت کا نفس پر برداشت کرنا خواہ عبادات قائم کرنے مین خواہ نفس کو اوسکی خواہشون سے روکنے مین (۳) صادقین سچ بولنیوالے اور ہر بات کو سچ کر دکھلانے والے (۴) خدا کی عبادت کرنیوالے (۵) منفقین یعنی خدا کی راہ مین خرچ کرنیوالے خواہ بذریعہ صدقہ نافلہ خواہ بذریعہ زکوۃ خواہ اپنون کو دیوے خواہ بیگانون کو (۶) سحر کے وقت خدا سے استغفار کرنے والے۔ اس وقت مین چونکہ شب کی ظلمت دور ہو کر نور پھیلتا ہے ہر رات کا مردہ زندہ ہوتا ہے یہ وقت جود عام اور فیض تام کا وقت ہے اور کچھ عجب نہین کہ عالم کبیر کی صبح کا پرتو اس عالم کی صبح پر ہو دوم یہ خواب غفلت کا وقت ہے ایسے وقت مین اوسطرف متوجہ ہو کر استغفار کرنا اور اوس مبدء فیاض سے اپنی مغفرت کا سوال کرنا بلاشک عالم سرمدی مین پہنچنے کا عمدہ ذریعہ ہے اور اسلیئے صحابہ اور صالحین امت بلکہ اگلے انبیاء اور انکی تربیت یافتہ اسوقت عبادت و استغفار کرتے تھے اور اسلیئے اسوقت سونا نہ چاہیئے جو پڑا رہنا نحوست لعنت بربادی کا باعث ہے

شَهِدَ اللّٰهُ اَنَّهٗ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ وَالْمَلٰٓئِكَةُ وَاُولُوا الْعِلْمِ قَآئِمًۢا بِالْقِسْطِ ؕ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ الْعَزِيْزُ الْحَكِيْمُ

گواہی دی اللہ نے اور فرشتوں اور اہل علم نے انصاف پر قائم ہو کر اسبات کی کہ اوسکو سوائے اور کوئی معبود نہیں کیسکی بندگی نہیں مگر اوسکی جو زبردست ہے حکمت والا

اِنَّ الدِّيْنَ عِنْدَ اللّٰهِ الْاِسْلَامُ ۗ وَمَا اخْتَلَفَ الَّذِيْنَ اُوْتُوا الْكِتٰبَ اِلَّا مِنْۢ بَعْدِ مَا جَآءَهُمُ الْعِلْمُ

بیشک دین خدا کے نزدیک اسلام ہی ہے - اور مخالفت نہیں کی اہل کتاب نے مگر جان بوجھ کر

بَغْيًۢا بَيْنَهُمْ ؕ وَمَنْ يَّكْفُرْ بِاٰيٰتِ اللّٰهِ فَاِنَّ اللّٰهَ سَرِيْعُ الْحِسَابِ ۝

آپسکی ضد کے مارے - اور جو کوئی انکار کیا کرتا ہے اللہ کی آیتوں کا تو اللہ بہت جلد حساب لینا ہے -

## ترکیب

شہد فعل اللہ فاعل آنہ بانہ یہ جملہ بیان شہادت - والملائکۃ و اولوا العلم معطوف ہی لفظ اللہ پر قائما بالقسط حال ہی فاعل شہد سے -

الدین اسم ان الاسلام خبر عند اللہ ظرف عامل اسمیں الدین ہی ومن مبتدا و یکفر خبر - اور ممکن ہی کہ من شرطیہ یکفر الخ شرط فان اللہ جزا -

## تفسیر

پہلے فرمایا تھا کہ دنیا اور اسکے نعمار فانی ہین اور دار آخرت اور وہانکی نعمتین باقی ہین اور وہ نعمتین اونکے لیئے ہین کہ جو کہتے ہین ربنا اننا امنا الخ یعنی جنکی قوت نظریہ ایمان کامل توحید اور اسکے صفات پر یقین ہی اور قوت عملیہ بھی کامل ہی جیسا کہ الصابرین الخ مین اشارہ ہی اب یہان اسبات کو ظاہر فرماتا ہی کہ خدا تعالی اور اسکی توحید پر ایمان لانا جو نجات کا مدار ہی کوئی خلاف واقع اور بے اصل بات نہین کہ جس سے عقل رکے جیسا کہ بے عقل لوگ جو صرف محسوسات ہی کا وجود مانکر اور چیزونکے وجود کا انکار کرتے ہین بلکہ یہ بات بہت واضح اور کھلی ہی خدا نے خود آسمان و زمین اور انکے اندر کی کائنات کو اپنے وجود اور توحید کیلئے شاہد بنا رکھا ہے جسطرح کوئی نقش پا پاؤن رکھنے والیکے وجود پر بغیر اسکے کہ ہمنے اسکو آنکھ سے دیکھا ہو آواز بلند گواہی دے رہا ہی اسیطرح ہر چیز مخلوق الہی بزبان حال اوسکے وجود اور وحدت کو بیان کر رہی ہی ؎ ففی کل شیء لہ شاہد + یدل علی انہ واحد + شہد اللہ الخ کی یہی معنی ہین اوسکے علاوہ زبان قال سے بھی مخبر صادق گواہی دے رہے ہین ملائکہ انبیا سے کہتے ہین وہ علما سے فرماتے ہین وہ عامہ خلائق کو سناتے ہین - والملائکۃ و اولوا العلم اس سے بڑھکر یہ ہی کہ جب عقل نور الہام کی روشنی سے آنکھ اٹھا کر عالم ہستی مین دیکھتی ہی تو اس مخلوقات کو اوسکا مظہر اور ظل جانکر سوائے اوسکے اور کوئی نظر نہین پڑتا ہے ؎ بجز ذات غیر خدا در دو جہان چیزے نیست + لا الہ الا ہو مگر بسبب لطافت کے وہ عزیز حکیم جس بصر سے محسوس نہین ہو سکتا - اور جبکہ یہ عقائد اور یہ اعمال صالحہ وہ ہین کہ جنکا تسلیم کرنا عقل سلیم کے نزدیک ضرور ٹھہرا تو یہی مذہب حقانی اور مقبول عند اللہ ہوا اور یہ مذہب اسلام ہی کا نام ہی - تمام انبیا اور ہر نبی آدم کا فطرتی مذہب یہی ہی محمد صلی اللہ علیہ وسلم اسکے مجدد ہین نہ موجد اور اب جو یہود اور نصاری اور دیگر مذہب مختلفہ پیدا ہو گئے تو یہ سب لائل حقہ سے اعراض کر کے محض ضد اور نفسانیت سے پیدا ہوئے ہین - اب مذہب اسلام کا عجب لطف ہی ہر حق ہونا ثابت کر کے اہل کتاب سے مناظرہ شروع فرماتا ہے اور انکے عقائد فاسدہ اور اعمال کاسدہ پر اوندھے من ایلک تک الزام دیتا ہی - اسلام کی لغوی معنی فرمانبرداری اور شرع مین ایمان اور اسلام سے ایک معنی مراد ہین - ہان کبھی لغوی معنی کے لحاظ سے مدلولون مین فرق ہوتا ہی جیسا کہ یہان قیل لم تومنوا الخ قولوا اسلمنا

فَإِنْ حَاجُّوكَ فَقُلْ أَسْلَمْتُ وَجْهِيَ لِلَّهِ وَمَنِ اتَّبَعَنِ ۗ وَقُل لِّلَّذِينَ أُوتُوا الْكِتَابَ وَالْأُمِّيِّينَ

پھر اگر تجھ سے وہ جھگڑیں تو کہدے میں اور میرے ماننے والوں نے تو اپنا سر اللہ کے آگے جھکا دیا ہے - اور تو اہل کتاب اور ان پڑھوں سے پوچھ

ءَأَسْلَمْتُمْ ۚ فَإِنْ أَسْلَمُوا فَقَدِ اهْتَدَوا ۖ وَإِن تَوَلَّوْا فَإِنَّمَا عَلَيْكَ الْبَلَاغُ ۗ وَاللَّهُ بَصِيرٌ بِالْعِبَادِ ع

کہ کیا تم نے بھی سر جھکا دیا ہے پس اگر انہوں نے بھی سر جھکا دیا تو انہوں نے ہدایت پائی - اور اگر وہ پھر گئے تو (ای نبی) تجھ پر صرف خبر پہنچا دینا ہے - اور اللہ بندوں کو خوب دیکھ رہا ہے

إِنَّ الَّذِينَ يَكْفُرُونَ بِآيَاتِ اللَّهِ وَيَقْتُلُونَ النَّبِيِّينَ بِغَيْرِ حَقٍّ وَيَقْتُلُونَ الَّذِينَ يَأْمُرُونَ بِالْقِسْطِ مِنَ النَّاسِ

بیشک جو لوگ انکار کرتے ہیں اللہ کی آیتوں کا اور نبیوں کو ناحق قتل کرتے ہیں اور جو کوئی لوگوں میں سے انصاف کی بات کہتا ہے اوسکو بھی قتل کرتے ہیں

فَبَشِّرْهُم بِعَذَابٍ أَلِيمٍ ۝ أُولَٰئِكَ الَّذِينَ حَبِطَتْ أَعْمَالُهُمْ فِي الدُّنْيَا وَالْآخِرَةِ وَمَا لَهُم مِّن نَّاصِرِينَ ۝

تو اونکو عذاب الیم کا مژدہ سنا دیجئے - یہی لوگ ہیں کہ جنکی کمائی دنیا اور آخرت میں اکارت گئی اور نہ انکا کوئی مددگار ہے

## ترکیب

ومن اتبعن من موضع رفع میں ہے عطف ہے اسلمت کی ت پر و متبعن کی ی حذف ہوئی ہے رؤس الایات کی مشابہت سے - اور قائم یہی کیجاتی ہے کیونکہ اصل ہے الذین موصول وصلہ مع معطوفات اسم ان فبشرہم اسکی خبر - اور ف اسلئے داخل ہوئی الذین کا صلہ فعل تھا تاکہ معلوم ہو یہ بشارت جزا کفر ہے اور ان اسکی نافیہ

## تفسیر

جبکہ بدلیل قوی یہہ ثابت کر دیا گیا کہ دین برحق عند اللہ اسلام ہے اور جو کچھ اختلافات لوگوں نے پیدا کئے ہیں وہ ضد اور تعصب سے ہیں اور یہ دیکھا کہ ناانصاف پھر بھی حجت کئے چلے جاتے ہیں تو اب انکی تمام بیہودہ گفتگو اور کل شکوک شبہات کا ایک عجیب لطف کیسا تھہ جواب اپنے نبی کو تعلیم فرماتا ہے کہ جسکے آگے منصف مزاج کو سوائے تسلیم کے اور کچھ بن نہیں آتا - وہ یہ کہ دنیا میں دو قسم کے اہل مذہب ہیں ایک وہ کہ جو کتاب الہامی اور کسی نبی کی اتباع کا ادعا کرتے ہیں جیسا کہ یہود اور عیسائی وغیرہم دوم وہ کہ جو ایسے نہیں جنکو ان پڑھ اور بے علم کہا جاتا ہے جیسا کہ مشرکین عرب ان سے کہدے کہ حقانی اور آسمانی مذہب خدا تعالی کی حقیقی فرمانبرداری ہے کہ جسکو تم بھی مانتے ہو سو میں اور میرے متبع لوگوں نے تو فرمانبرداری کی بلکہ اوسکے آگے گردن جھکا دی خواہ اعتقادیات لو خواہ عملیات سب میں تسلیم ہے - خدا کو وحدہ لاشریک اور جمیع صفات عمدہ سے متصف اور ہر بری صفت سے پاک جاننا اور قیامت پر ایمان لانا اور اسکی تمام انبیاء کو بلا تفریق برحق سمجھنا ہمارا عقیدہ ہے پنجگانہ نماز میں بجا لانا ظاہری و باطنی حاصل کرنا اپنی روح اور جسم کو اسکے سپرد کرنا کہ جسکو نماز کہتے ہیں اپنے مال میں سے علاوہ اور خیرات کے ایک حصہ معین دینا مخلوق الہی پر رحم کرنا بلا وجہ کسی کو ایذا سے باز رہنا اور اسکی عزت و توحید پھیلانے میں اپنی جان عزیز کو بھی قربان کر دینا شہوات کو لوث ناہمارا شیوہ خاص ہے کارباعشق است و بارباعشق است حاصل روزگار باعشق است یہ باتیں تمام تر بالعقل کا عطر اور عقل سلیم کا مسلم مسئلہ ہے پس اگر تم بھی ایسا کرتے ہو تو تمنے بھی ہدایت پائی اور یہی اسلام ہے اور جو نہیں تو اب تمہارا ہی گمراہ ہونے میں کیا کلام ہے پس نبی کا ذمہ خبر دینا ہے اسکی جزا عالم آخرت میں ہم دینگے - اسکے بعد یہود و نصاری کی وہ خصائل کہ جو ان میں پائی جاتے ہیں مجملاً بیان کر کے عذاب سے ڈراتا ہے - وہ خصائل رذیلہ یہ ہیں عقاید میں آیات الہی کا انکار کرنا اعمال میں انبیاء کو اور دیگر کلمۃ الخیر کہنے والوں کو ناحق قتل کرنا - اوسپر نجات کا امیدوار رہنا عجب ہے

اَلَمْ تَرَ اِلَى الَّذِيْنَ اُوْتُوْا نَصِيْبًا مِّنَ الْكِتٰبِ يُدْعَوْنَ اِلٰى كِتٰبِ اللّٰهِ لِيَحْكُمَ بَيْنَهُمْ ثُمَّ يَتَوَلّٰى فَرِيْقٌ مِّنْهُمْ

کیا تونے وہ لوگ نہین دیکھے کہ جنکو علم کتاب کا ایک حصہ دیا گیا ہے انکو کتاب الہی کیطرف اسلئے بلایا جاتا ہے کہ اونمین باہم فیصلہ کرے پھر انمین سے ایک فریق مولہیر پھر جاتا

وَهُمْ مُّعْرِضُوْنَ ۝ ذٰلِكَ بِاَنَّهُمْ قَالُوْا لَنْ تَمَسَّنَا النَّارُ اِلَّآ اَيَّامًا مَّعْدُوْدٰتٍ ۖ وَّغَرَّهُمْ فِيْ دِيْنِهِمْ

اور وہ معرض ہوتے ہین ۔ یہ اسلئے کہ وہ کہہ چکے ہین کہ ہمکو ہرگز آگ دوزخ کی نہ لگے گی مگر گنتے کے چند روز تک ۔ اور انکو مغرور کر دیا ہے

مَا كَانُوْا يَفْتَرُوْنَ ۝ فَكَيْفَ اِذَا جَمَعْنٰهُمْ لِيَوْمٍ لَّا رَيْبَ فِيْهِ ۖ وَوُفِّيَتْ كُلُّ نَفْسٍ مَّا كَسَبَتْ وَهُمْ لَا يُظْلَمُوْنَ

اونکے مذہبی ڈھکوسلون نے ۔ پھر کیا ہوگا کہ جب ہم اونکو اسدن جمع کرینگے کہ جسمین کوئی شبہ نہین اور ہر شخص کو اوسکی کمائی پوری دیجائیگی اور کسی پر ظلم نہوگا

## ترکیب

یدعون موضع حال مین ہی الذین سے اور ہم معرضون جملہ موضع رفع مین ہی صفت ہی فریق کی یا حال ہی ضمیر مجرور سے ۔ ذلک مبتدا باہم جز فکیف موضع نصب مین ہی اور عامل اسمین محذوف ہے تقدیرہ کیف تصنعون لاریب فیہ جملہ صفت ہے یوم کی و وفیت اسپر معطوف والعائد محذوف

## تفسیر

پچھلی آیات مین جبکہ خدا تعالی اسلام کی برحق ہونیپر دلائل قائم کرچکا اور اہل کتاب کو ہر طرحسے سمجھایا اور انکی تاریکی جہالت دور نہوئی تو یہان ایک واقعہ گذشتہ کو یاد دلاکر یہ بات ظاہر فرماتا ہی کہ اے نبی کوئی تیری معجزات و آیات و اسلام کا قصور نہ سمجھے بلکہ انکی طبیعتون کا قصور ہے کہ جو لوزانیت کیطرف آنا نہین چاہتین اور حق سے بھاگتی ہین اور وہ واقعہ جیسا کہ کتب حدیث مین مذکور ہی یہ ہی کہ یہود مین ایک مرد و عورت شریف اور دولتمند نے زنا کیا اور انکو علماء نے بلحاظ دولتمندی اصلی حکم جاری کرنیمین حیلہ بہانہ کیا اور باہم جھگڑا ہوا تو وہ لوگ فیصلہ کیلئے آنحضرت علیہ السلام کیخدمت شریف مین حاضر ہوے اور عبداللہ بن صوریا یہودی عالم بھی آیا تو آنحضرت نے فرمایا حکم الہی انکی کتاب اللہ یعنی قرآن مین یہ ہے کہ انکو پتھر دونسے مارا جاوی (جسکو رجم کہتے ہین) اور یہی حکم تورات مین بھی ہی عبداللہ نے کہا نہین اپنے فرمایا اچھا تورات لاؤ جب لائے اور اس مقام کو نکالا تو عبداللہ نے اوسجگہ ہاتھ رکھکر چھپانا چاہا مگر عبداللہ بن سلام نے ہاتھ اٹھاکر وہ آیت پڑھ دی تب آنحضرت نے رجم کا حکم دیا جسپر یہود اور انکو خوشامدی علماء آنحضرت سے اور بھی ناراض ہوگئے اور اکڑ کر اٹھ کھڑے ہوئے ۔ اسپر خدا تعالی فرماتا ہی کہ جب انکا اوس کتاب کی نسبت کہ جسکو یہہ برحق سمجھتے ہین یہ حال ہی تو پھر کیا ٹھکانا ہی؟ اور اس بے دینی اور بیباکی کا سبب یہ ہی کہ اونکے پیر مرشدون نے چند ڈھکوسلے انکے دلمین بٹھا دیے ہین کہ بجز چند روز کے ہمکو عذاب نہوگا جسپر یہہ مغرور ہین ۔ فرماتا ہی کہ قیامت کے روز کہ جسمین کوئی شبہ نہین جب ہم اونکو جمع کرینگے اور ہر شخص کو اعمال کی پوری جزا و سزا ملیگی تو پھر انکو ان خیالات خام کی حقیقت معلوم ہوجاویگی ۔

درصل اب بھی سیکڑون فرقہ مذہبی ڈھکوسلون پر نازان ہین ہندون کی پشتون در ہزارون ایسے مسئلہ بنا رکھے ہین جیسا کہ عیسائیون نے یہ بات بنا رکھی کہ مسیح کفارہ ہین ف یدعون الی کتاب اللہ عبداللہ بن عباس کے نزدیک کتاب اللہ سے مراد قرآن مجید ہی اور یہی ٹھیک بھی ہے کیلئے کہ جب انپر حجت قائم ہوچکی تب کتاب اللہ کیطرف بالخصوص اوس فیصلہ کیلئے بلانا کہ جسکو وہ بھی تسلیم کرتے ہین بہت ٹھیک تھا ۔ اور یہہ بھی ممکن ہے کہ عموماً تورات و اناجیل و دیگر صحف ہون کیونکہ اپنے زعم مین وہ سب کو کتاب اللہ کہا کرتے تھے پھر جب اونکی بشارات کیطرف کہ جو آنحضرت کی شان مین تھین اور کچھ اب بھی ہدایت کیجاتی تھی تو ہرگز نہین مانتے تھے ۔

قُلِ اللّٰهُمَّ مٰلِكَ الْمُلْكِ تُؤْتِي الْمُلْكَ مَنْ تَشَآءُ وَتَنْزِعُ الْمُلْكَ مِمَّنْ تَشَآءُ وَتُعِزُّ مَنْ تَشَآءُ وَتُذِلُّ مَنْ تَشَآءُ ط

تو کہہ اے اللہ ملک کے مالک تو جسکو چاہتا ہے بادشاہی دیتا ہے اور چھین لیتا ہے ملک جس سے چاہتا ہے۔ اور جسکو چاہتا ہے عزت دیتا ہے اور ذلت دیتا ہے جسکو چاہتا ہے

بِيَدِكَ الْخَيْرُ ط اِنَّكَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ ۝ تُوْلِجُ الَّيْلَ فِي النَّهَارِ وَتُوْلِجُ النَّهَارَ فِي الَّيْلِ وَتُخْرِجُ

تیرے ہی ہاتھ میں بہتری ہے۔ تو ہر چیز پر قادر ہے۔ داخل کر دیتا ہے رات کو دن میں اور داخل کر دیتا ہے دن کو رات میں۔ تو نکالتا ہے

الْحَيَّ مِنَ الْمَيِّتِ وَتُخْرِجُ الْمَيِّتَ مِنَ الْحَيِّ وَتَرْزُقُ مَنْ تَشَآءُ بِغَيْرِ حِسَابٍ ۝ لَا يَتَّخِذِ الْمُؤْمِنُوْنَ

زندہ سے مردہ اور پیدا کرتا ہے مردہ سے زندہ۔ اور جسکو چاہتا ہے بے حساب روزی دیتا ہے۔ ایمان والے

الْكٰفِرِيْنَ اَوْلِيَآءَ مِنْ دُوْنِ الْمُؤْمِنِيْنَ ۚ وَمَنْ يَّفْعَلْ ذٰلِكَ فَلَيْسَ مِنَ اللّٰهِ فِيْ شَيْءٍ اِلَّآ اَنْ تَتَّقُوْا مِنْهُمْ تُقٰىةً

کافروں کو دوست نہیں بنایا کرتے مومنوں کو چھوڑ کر۔ اور جو ایسا کرتا ہے تو وہ اللہ کیطرف سے کسی میں نہیں۔ لیکن اسوقت کہ انکے شر سے ڈرتے ہو

وَيُحَذِّرُكُمُ اللّٰهُ نَفْسَهٗ ط وَاِلَى اللّٰهِ الْمَصِيْرُ ۝

اور اللہ تمکو ڈراتا ہے اپنے آپ سے۔ اور خدا ہی کے پاس پھر جانا ہے۔

## ترکیب

اللھم میم مشددہ قائم مقام یا کے ہے مالک الملک ندا ثانی ہے اے یا مالک الملک تو تی الملک اور اسکے بعد جو اسپر معطوف ہیں خبر ہیں مبتدا محذوف کی اے انت۔ بیدک الخیر جملہ مستانفہ ہے بعض کہتے ہیں اسکا حکم پہلے جملوں کا سا ہے بغیر حساب صفت ہے مصدر محذوف کی اے رزقا غیر قلیل لا یتخذ نفی ہے بمعنی نہی من دون اللہ موضع نصب میں ہے صفت ہے اولیاء کی لیس کا اسم ضمیر ہے فی شئی خبر۔ من اللہ حال ہے فی شئی سے اے لیس فی شئی ولایۃ اللہ حاصلۃ

## تفسیر

حضرت کے زمانہ کے یہود و نصاریٰ کا ایک یہی شبہ تھا کہ یہ نبی اپنے آپ کو وہ نبی برحق بتاتا ہے کہ جسکی توراۃ میں حضرت موسیٰ نے خبر دی ہے اور انجیل میں حضرت عیسیٰ نے فارقلیط کے نام سے بشارت دی اور دیگر انبیاء نے بشارتیں دی ہیں حالانکہ وہ شخص وہ ہوگا کہ جسکو نہایت شوکت اور زور حاصل ہوگا اور دنیا کی بادشاہتیں اوسکے پاؤں پر ڈالی جاوینگی اور محمد کے پاس کوئی بھی سامان نہیں نہ اس بات کا انکو لئے میسر آنا ممکن ہے سو یہ وہ نبی کیونکر ہو سکتا ہے؟ چنانچہ جنگ احزاب میں خندق کھودتے وقت جب آنحضرت پر ایک تجلی ہوئی اور روم فارس کا محل نظر پڑے اور آپ نے فرمایا کہ یہ سب ملک میری امت کو ملینگے یہ سنکر منافق اور یہود ہنسے تھے کہ فاقہ تو گزر رہا ہے خبریں ایسی دے رہے ہیں۔ اسلئے خدا تعالیٰ نے پہلی آیتوں میں اونکے اسباب سرکشی کو ذکر کرکے ان آیات میں آنحضرت سے اوس زور و شوکت کا اشارہ کر دیا اور فرما دیا اے نبی تو انسے یہ کہدے کہ تمام بادشاہتیں خدا کے قبضہ قدرت میں ہیں جس سے چاہتا ہے بادشاہت چھین لیتا ہے جسکو چاہتا ہے دیتا ہے جسکو چاہتا ہے عزت دیتا ہے جسکو چاہتا ہے ذلت دیتا ہے کوئی کسی ظاہری سامان اور علو خاندان پر نازاں نہ ہو وہ دم بھر میں سب سامان سب ٹھاٹ بگاڑ دیتا ہے اور دم بھر میں بنا دیتا ہے کیونکہ وہ ہر چیز پر قادر ہے (یعنی اے نبی ہے آنحضرت کو یہ وعدہ یہ سب کچھ دینگے چنانچہ چند سال میں نبی میں کی بادشاہتیں حضرت کے خلفاء کے قدموں تلے دلادیں) اور اسے دیکھ اوسکی قدرت کا مشاہدہ کرتا ہو تو علو تامہ نظر کر کہ کیسے کر آفتاب کی سلطنت جہیں کر رات کو دیدیتا ہے اور رات کی آفتاب کو۔ اسکی دو صورتیں ہیں (۱) یہ کہ رات کو چھوٹا کرتا ہے اور جسقدر رات کم ہوئی تو وہ دن میں داخل ہو گئی اسوجہ سے کہہ سکتے ہیں کہ رات کو دن میں داخل کر دیا اور کبھی اسکے برعکس دن کو بڑا اور رات کو چھوٹا کرتا ہے جسکی وجہ سے کہہ سکتے ہیں کہ رات کو دن میں داخل کر دیا (۲) یہ تقریر ہو سکتی ہے کہ دن کے بعد رات ہوتی ہے تو جسطرح تمام عالم پر روشنی پھیلی ہوئی تھی اسیطرح جہاں اندھیری پھیل گئی پھر آفتاب نکلتا ہے تو دنیا کو روشن کر دیتا ہے

قُلْ اِنْ تُخْفُوْا مَا فِیْ صُدُوْرِکُمْ اَوْ تُبْدُوْهُ یَعْلَمْهُ اللّٰهُ وَیَعْلَمُ مَا فِی السَّمٰوٰتِ وَمَا فِی الْاَرْضِ وَاللّٰهُ عَلٰی کُلِّ شَیْءٍ قَدِیْرٌ

تو کہدے اگر تم اپنے دل کی بات چھپاؤ گے یا اوسکو ظاہر کروگے اللہ اوسکو جان ہی لیگا۔ اور وہ جانتا ہی جو کچھ کہ آسمانون اور زمین مین ہی۔ اور وہ ہر چیز پر قادر ہے

یَوْمَ تَجِدُ کُلُّ نَفْسٍ مَّا عَمِلَتْ مِنْ خَیْرٍ مُّحْضَرًا ۚ وَمَا عَمِلَتْ مِنْ سُوْٓءٍ ۚ تَوَدُّ لَوْ اَنَّ بَیْنَهَا وَبَیْنَهٗٓ اَمَدًا بَعِیْدًا ۗ

معانقہ

اوسدن جسنے جو کچھ نیکی کمائی ہے موجود پاویگا۔ اور جو کچھ بدی کی ہے آرزو کریگا کہ کاش اس مین اور مجھ مین دور کا فاصلہ ہوجاوے

وَیُحَذِّرُکُمُ اللّٰهُ نَفْسَهٗ ۗ وَاللّٰهُ رَءُوْفٌ بِالْعِبَادِ ۝

ع

اور اللہ تمکو خوف دلاتا ہے اپنا۔ اور اللہ بندونپر بڑا ہی مہربان ہے

اندھیری دور ہوجاتی ہے اسپر کہہ سکتے ہین کہ خذارات بدن دنکو اور دن مین رات کو داخل کرتا ہے۔ اس سے بھی بڑھکر اوسکی یہ قدرت تم ہر روز دیکھتے ہو کہ وہ مردہ مین سے زندہ چیز پیدا کرتا ہے حیوانات خصوصاً انسان کا نطفہ ایک مردہ چیز ہی بسیطہ درخت کا تخم بھی ایک بے جان ہی پر دیکھئے اوس سے بچہ اور درخت خوشبودار اور پھولون کا درخت پیدا کردیتا ہی اور پھر اسکے برعکس کردیتا ہے کہ بچہ مین سے جو ان ہوکر وہی نطفہ اور درخت مین سے وہی تخم (جان برآمد کرتا ہی یا یون کہو مری ہوئی ماں کے پیٹ سے زندہ بچہ باہر لاتا ہے۔ یا یون کہو مردہ شخصون سے جنکو نہ علم ہے نہ فضل ہے یا مردہ خاندانون اور ملکونسے زندہ لوگ پیدا کردیتا ہی کہ جو تمام قوم و ملک کی حیات جاودانی کا باعث ہوجاتے ہین جیسا کہ عرب بالخصوص خاندان قریش خصوصاً بنی ہاشم سے کیسے زندہ لوگ پیدا کئے کہ جنہون نے ملک عرب بلکہ روی مین کو دوبارہ زندگی بخشی اور زندہ خاندانونسے مردہ پیدا کرتا ہے جیسا کہ یہود کے پچھلے لوگ یا قیصر وکسری کے متاخرین۔ وہ جسکو چاہتا ہے بیحساب عطا کرتا ہے اور جبکہ یہ بات خدا نے ظاہر فرمادی کہ یہہ سب باتین ہمارے قبضۂ قدرت مین ہین اور دنیا کی ظاہری طمطراق بے اصل بے حقیقت ہے تو اب مسلمانون کو یہ تعلیم فرماتا ہے کہ اہل اسلام کو ترک کرکے خدا کے دشمنون کفار سے اونکی شوکت ظاہری پر نظر کرکے دوستی اور محبت نکرنا چاہئے اور جو ایسا کریگا تو وہ خدا کی طرفدارون اور دوستون مین کچھ بھی شمار نہوگا البتہ اگر کچھ خوف جان و مال ہو تو ظاہرداری کا کچھ مضائقہ نہین۔

**واضح** کہ کفار سے ایمان دارونکی محبت کے تین طریق ہین (۱) یہہ کہ اونکے ملت و مذہب کیوجہ سے خوش ہوکر اونسے محبت رکھے سو یہہ حرام قطعی ہے بلکہ جو ایسا کریگا کافر قطعی ہوگا (۲) یہہ کہ اونکی ملت و مذہب کو برا جانتا ہے مگر معاملات دنیا مین خوش سلوکی اور رحمدلی سے پیش آتا ہے سو یہہ ہرگز ممنوع نہین (۳) ان دونون کے درمیانی حالت وہ یہہ کہ کفار کے ملت و مذہب کو تو برا جانتا ہے مگر بمقابلہ اہل اسلام قرابت یا محبت یا کسی دنیاوی نوکری غیرہ کی غرض سے اونکی مدد کرتا ہے یہ کفر نہین لیکن سخت گناہ ہی انجام اسکا کفر ہوجاتا ہے قرآن کی اس آیت مین اور دیگر آیات لاتتخذوا عدوی وعدوکم اولیاء و لاتتخذوا الیہود والنصاری اولیاء مین اسی سے منع کیا ہے چنانچہ اسکے **شان نزول** مین حاطب بن ابی بلتعہ صحابی کا قصہ کتب حدیث مین مذکور ہے کہ اونہون نے بعضرت کے ارادہ کا حال کفار مکہ کو لکھ بھیجا تھا جسپر اونکی خبر پرسی ہوئی الا ان تتقوا منہم تقۃ سے یہہ مراد ہے کہ اگر کفار سے مضرت کا سخت اندیشہ ہو تو ایسی صورت مین ظاہرداری کا کچھ مضائقہ نہین بشرطیکہ دین مین کچھ فتنہ آوے اسکو تقیہ کہتے ہین

یہہ بات کہ کفار سے دلی دوستی نکرو آسمانی قانون کا قدیم مسئلہ ہے تورات مین بھی جیسا کہ پہلے گزرا اسسے بھی بڑھکر ہو اور عقل سلیم بھی یہی فتوی دیتی ہے

## ترکیب

ان تخفوا شرط اللہ جزا اور اسکا ترتب باعتبار علم تفصیلی کی ہے۔ یوم ظرف منصوب اسکا ناصب مین مختلف اقوال ہین ابن ابنا ہی کہتے ہین المصیر سے متعلق ہے بعض کہتے ہین اذکر محذوف

قُلْ اِنْ كُنْتُمْ تُحِبُّوْنَ اللّٰهَ فَاتَّبِعُوْنِيْ يُحْبِبْكُمُ اللّٰهُ وَيَغْفِرْ لَكُمْ ذُنُوْبَكُمْ ۭ وَاللّٰهُ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ قُلْ

تو کہدے اگر تم اللہ کی محبت رکھتے ہو تو میری پیروی کرو تاکہ خدا بھی تمسے محبت کرے اور تمہارے گناہ معاف کردے۔ اور اللہ تو بخشنیوالا مہربان ہے۔ تو کہہ

اَطِيْعُوا اللّٰهَ وَالرَّسُوْلَ ۚ فَاِنْ تَوَلَّوْا فَاِنَّ اللّٰهَ لَا يُحِبُّ الْكٰفِرِيْنَ ۝ اِنَّ اللّٰهَ اصْطَفٰٓى اٰدَمَ

اللہ اور رسول کی فرمانبرداری کرو۔ پھر اگر وہ نہ مانیں تو خدا کو بھی منکر ونسے کچھ محبت نہیں بیشک اللہ نے برگزیدہ کرلیا آدم

وَنُوْحًا وَّاٰلَ اِبْرٰهِيْمَ وَاٰلَ عِمْرٰنَ عَلَى الْعٰلَمِيْنَ ۝ ذُرِّيَّةًۢ بَعْضُهَا مِنْۢ بَعْضٍ ۭ وَاللّٰهُ سَمِيْعٌ عَلِيْمٌ

اور نوح کو اور ابراہیم اور عمران کے خاندان کو دنیا پر جو اولاد تھے ایک دوسرے کی۔ اور اللہ سنتا جانتا ہے

بعض کہتے ہیں تو دو ما عملت ما بمعنی الذی اور عملت اوسکا صلہ اور یہ معطوف ہے تا اول پر تو دلوالخ یہہ جملہ ممکن ہے کہ تود کی صفت ہو

تقدیرہ وما عملت من سوء الذی تود ان بینہا وبینہ امدا بعیدا (کبیر) اور ممکن ہے کہ حال ہو۔ امدا اسم ہے ان کا

## تفسیر

جبکہ مومنون کو کفار سے محبت کرنیکی ممانعت کردی اور بشرط ضرورت ظاہرداری کی اجازت دی تو ان ایات مین اسبات پر تنبیہ کردی کہ دیکھو دلکا حال خدا سے

مخفی نہین او سپر زمین و آسمان کا حال منکشف ہے پھر اگر کفر کی محبت کو دلمین جگہہ دوگے تو وہ تمکو سزا دیگا وہ ہر چیز اور ہر قسم کی سزا پر قادر ہے۔

پھر روز حساب کا ذکر کرکے اپنے قہر اور شامت اعمال کے نتیجہ سے ڈراتا ہے۔ اوسکے بعد اپنی رحمت اور مغفرت سے مومنونکو دل شاد فرماتا ہے

مختصر ابہان سے وہ جو کچھہ ہم مقدمہ کتاب مین بیان کرائے ہین کہ ان لوگونکے اعمال عالم آخرت مین متشکل ہوکر پیش آوینگے جو ظاہر ہوگیا پھر اور توجیہات فضول ہین

## ترکیب

ان کنتم تحبون اللہ شرط فاتبعونی جواب شرط یحببکم اور یغفر لکم مجزوم ہین اتبعوا امر کے جواب مین اگر وتریۃ منصوب ہے یا اسوجہہ کہ یہ بدل ہے تود ما عملت سے

اور ممکن ہے کہ ان آسماء سے حال بھی ہو اور عامل اسمین اصطفی ہو بعضہا مبتدا من بعد خبر یہ جملہ موضع نصب مین ہے کیونکہ صفت ہے ذریۃ کی

## تفسیر

پہلی آیات مین اہل کتاب و مشرکین عرب کو بطور حجت قطعیہ ملزم کردیا اور حق انپر منکشف ہوگیا اور انکو اپنے خیالی معبودون تیہر کی بابت خود حضرت مسیح کی پوچھ گچھ کا

سوا اسکے اور کوئی حیلہ نرہا کہ ہم انکو خاص خدا کیلئے اور اسکی محبت سے پوجتے ہین چنانچہ تمام غیر خدا کی پوجنیوالی لوگ اب بھی یہی حیلہ کیا کرتے ہین اسکا جواب اللہ تعالے

ان آیات مین یہ دیتا ہے کہ اگر تمکو حقیقۃً ہماری محبت ہے تو تم میرے قاصد یعنی رسول کا کہنا مانو وہ تمکو میری مرضی کی باتین بتا دیگا پھر ہمکو بھی تمہاری محبت گی اور

اوسکے صلہ مین ہم تمہارے گناہ معاف کردینگے (محبت الہی کا یہ اثر ہے) پھر اگر تم میری اور میرے رسول کی اطاعت نہین کرتے تو تمکو مجھسے ہرگز محبت نہین (جسطرح یحکم کہنا تمہا

اسیطرح یہان لایحبکم نہ کہا بلکہ لایحب الکافرین فرمایا تاکہ یہ معلوم ہو کہ اُس غفور رحیم کو بالذات اپنی مخلوق سے محبت ہے مگر کفر اور ناسپاسی کیوجہ سے وہ محبت نہین ہوتی

اسکے بعد خدا سے محبت اور اسکی اطاعت کرنیوالون کا ذکر کرکے یہ بات بتلاتا ہے کہ جن لوگونکو آج تم پوجتے اور انکو ہزرگ اور شریک الوہیت کرتے ہو وہ ہماری اطاعت اور محبت کیوجہ سے

اسدرجۂ بلند کو پہونچے ہین۔ آدم اور نوح اور ابراہیم اور اسکا خاندان اور عمران والد موسی و ہارون کا خاندان جو باہم ایک دوسرے کی اولاد تھے نوح آدم کی اور ابراہیم

نوح کی اور خاندان ابراہیم خود ابراہیم کی اور خاندان عمران خود عمران کی اور عمران حضرت ابراہیم کی ذریت سے تھے یہی لوگ ہین جو دنیا پر شرف رکھتے ہین انمین سے محمد صلے اللہ علیہ وسلم بھی آگئے

إِذْ قَالَتِ امْرَأَتُ عِمْرَانَ رَبِّ إِنِّي نَذَرْتُ لَكَ مَا فِي بَطْنِي مُحَرَّرًا فَتَقَبَّلْ مِنِّي إِنَّكَ أَنْتَ السَّمِيعُ الْعَلِيمُ ۝

جبکہ عمران کی بیوی نے یہ کہا کہ اے میرے رب میںنے تیری لئے نذر کردیا جو کچھ میرے پیٹ مین ہے آزاد کرکے سو تو مجھ سے قبول کرلے تو ہی تو سنتا جانتا ہے

فَلَمَّا وَضَعَتْهَا قَالَتْ رَبِّ إِنِّي وَضَعْتُهَا أُنْثَىٰ وَاللَّهُ أَعْلَمُ بِمَا وَضَعَتْ وَلَيْسَ الذَّكَرُ كَالْأُنْثَىٰ ۖ وَإِنِّي

پھر جب وہ جن چکی تو بولی اے رب میرے میںنے تو لڑکی جنی ہے + اور اللہ ہی خوب جانتا ہے جو کچھ اسے جنا + اور لڑکا تو لڑکی جیسا نہین ہوتا - اور میںنے اسکا

سَمَّيْتُهَا مَرْيَمَ وَإِنِّي أُعِيذُهَا بِكَ وَذُرِّيَّتَهَا مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيمِ ۝ فَتَقَبَّلَهَا رَبُّهَا بِقَبُولٍ حَسَنٍ

نام مریم رکھا اور مین اسکو اور اسکی اولاد کو تیری پناہ مین دیتی ہون شیطان مردود سے - پھر تو اسکو قبول کرلیا اوسکے رب نے اچھی طرح سے

وَأَنْبَتَهَا نَبَاتًا حَسَنًا وَكَفَّلَهَا زَكَرِيَّا ۖ كُلَّمَا دَخَلَ عَلَيْهَا زَكَرِيَّا الْمِحْرَابَ وَجَدَ عِنْدَهَا رِزْقًا ۖ قَالَ يَا مَرْيَمُ

اور پرورش کی اوسکی خوب اور اسکا خبرگیران کردیا زکریا کو - جب زکریا اوسکے پاس مسجد مین آتا تو اوسکے پاس کچھ کھانا پاتا پوچھا اے مریم

أَنَّىٰ لَكِ هَٰذَا ۖ قَالَتْ هُوَ مِنْ عِنْدِ اللَّهِ ۖ إِنَّ اللَّهَ يَرْزُقُ مَنْ يَشَاءُ بِغَيْرِ حِسَابٍ ۝

یہہ تیرے پاس کہانسے آتا ہے - مریم نے کہا یہہ خدا کے ہانسے آتا ہے - اللہ جسکو چاہتا ہے بیحساب روزی دیتا ہے

## ترکیب

إذ اسکا عامل اذکر ہے محرراً حال ہے ما جو بمعنی الذی ہے انثی حال ہے وضعتہا کی تا سے یا بدل - بنات بمعنی ابناتا مفعول مطلق ہے فعل محذوف کفل کا فاعل اللہ تا مفعول اول زکریا مفعول ثانی کلما کلمہ شرط دخل علیہا اسکے متعلق زکریا فاعل المحراب مفعول دخل وحقہ ان تعدی بفی او الی لکنہ اتسع فیہ فاوصل بنفسہ الی المفعول یہ جملہ شرط - وجد کا فاعل زکریا عندہا ظرف رزقا مفعول تمام جملہ جواب شرط قال یا مریم جملہ مستانفہ

## تفسیر

چونکہ ابھی خدا کی محبت اور اسکی طاعت کا ذکر تھا اسلئے مناسب ہوا کہ خدا کے محبون اور حقیقی مطیعون کے واقعات ترغیب کے لئے اجمالی طور پر بیان کئے جاوین جسسے روح کو اُسکا شوق اور ان پاکبازون رستبازونکی اتباع کا ولولہ شوق دلمین جوش مارے سب سے اول قصہ آل عمران کا عبرت انگیز حضرت مریم اور انکے فرزند ارجمند حضرت عیسی علیہ السلام کا ہی پھر اسکے ضمن مین حضرت زکریاہ کی دعا اور التجا پر رحم فرماکر اونکی مان فرزند سعادتمند حضرت یحیی علیہ السلام کے تولد کا ہی جنکو یوحنا بھی کہتے ہین - ان آیات مین خدا تعالی مریم کی والدہ کا نذر کرنا اور پھر بجائے لڑکے کے مریم کا پیدا ہونا اور انکا حضرت زکریا کے زیر حفاظت محراب یعنی مسجد کے حجرہ مین پرورش پانا جسکو اہل کتاب ہیکل کہتے ہین اور پھر بطور خرق عادت مریم کے پاس بے موسم کے میوے دیکھکر حضرت زکریا کا متعجب ہوکر پوچھنا اور مریم کا جواب دینا بیان فرماتا ہے

گرچہ اناجیل اربعہ کے مصنفون اور حواریون کے خطوط مسلمہ نصاری مین عمران اور اسکے باپ مریم کی مان کا نام مع التفصیل مذکور نہین مگر مورخین اسلام نے اپنی تحقیقات سے یون لکھا ہے یہ عمران وہ عمران نہین کہ جو موسی اور ہارون کا والد تھا بلکہ یہہ ماثان کے بیٹے ہین جو حضرت ہارون کی اولاد سے ہین حضرت زکریا بن اذن کے عہد مین تھے یہ حضرت عیسی علیہ السلام کے نانا ہین - بنی اسرائیل مین دستور تھا کہ وہ اپنے لڑکے کو خدا کی نذر مانا کرتے تھے جب اُسکا دودھ بڑھ جاتا تھا

هُنَالِكَ دَعَا زَكَرِيَّا رَبَّهُ ۚ قَالَ رَبِّ هَبْ لِي مِنْ لَدُنْكَ ذُرِّيَّةً طَيِّبَةً ۚ إِنَّكَ سَمِيعُ الدُّعَاءِ ۝

اسوقت تو زکریا نے بھی اپنے رب سے دعا کی کہ اے میرے رب عطا کر مجھکو اپنے ہاں سے پاک اولاد - بیشک تو دعا کا سننے والا ہے

فَنَادَتْهُ الْمَلَائِكَةُ وَهُوَ قَائِمٌ يُصَلِّي فِي الْمِحْرَابِ أَنَّ اللَّهَ يُبَشِّرُكَ بِيَحْيَىٰ مُصَدِّقًا بِكَلِمَةٍ مِنَ اللَّهِ وَسَيِّدًا

سو اسکو فرشتہ نے آواز دی جبکہ وہ محراب مین کھڑا نماز پڑھ رہا تہا یہ کہ اللہ تجھکو خوشخبری دیتا ہے یحیی کی تصدیق کریگا خدا کے ایک کلمہ کی اور سردار ہوگا

وَحَصُورًا وَنَبِيًّا مِنَ الصَّالِحِينَ ۝ قَالَ رَبِّ أَنَّىٰ يَكُونُ لِي غُلَامٌ وَقَدْ بَلَغَنِيَ الْكِبَرُ وَامْرَأَتِي عَاقِرٌ ۖ

اور معصوم اور نبی ہوگا پاکباز لوگون مین سے زکریا نے کہا اے رب کہانسے مرے لڑکا ہوگا اور مجھپر تو بڑہاپا آگیا اور میری بیوی بانجھ ہے

قَالَ كَذَٰلِكَ اللَّهُ يَفْعَلُ مَا يَشَاءُ ۝ قَالَ رَبِّ اجْعَل لِّي آيَةً ۚ قَالَ آيَتُكَ أَلَّا تُكَلِّمَ النَّاسَ ثَلَاثَةَ أَيَّامٍ

فرشتہ نے کہا اسیطرح سے اللہ جو چاہتا ہے کر دیتا ہے زکریا نے کہا اے رب میرے لئے کوئی نشانی معین کر دیجئے - کہا تیرے لئے نشانی ہے کہ تو تین دن تک لوگون سے بجز اشارہ کے بات

إِلَّا رَمْزًا ۗ وَاذْكُر رَّبَّكَ كَثِيرًا وَسَبِّحْ بِالْعَشِيِّ وَالْإِبْكَارِ ۝

نہ کر سکیگا - اور اپنے رب کو بہت یاد کر اور شام و صبح تسبیح کیا کر -

ع ۶

## ترکیب

ہنالک دراصل ظرف مکان کیلئے ہے مگر یہان ظرف زمان مراد ہے لگ سے اسمین بعد ہوگیا یہ دعا سے متعلق ہے من لدنک ہب لی سے متعلق ہے پس من ابتدا غایت ہبہ کیلئے ہے نادت فعل الملئکۃ فاعل ہ ضمیر مفعول ہی الحال وہو قائم جملہ حال یصلی ضمیر قائم سے حال ہو ان الہ جملہ بیان ندا ہے مصدقا اور سیدا اور حصورا اور نبیا یحی سے حال ہیں لی خبر یکون غلام اسم وانی بمعنی کیف اتیک مبتدا ان لا تکلم الخ جملہ خبر عشی مفرد ہے بعض کہتے ہین عشیہ کی جمع اور ابکار بروزن فعال مصدر ہے اور وقت الابکار

## تفسیر

اوسکو ہیکل یعنی اوس مسجد مین کہ جسکو حضرت سلیمان نے شہر یروشلم مین بنایا تہا جسکو اہل سلام بیت المقدس کہتے ہین یا یعنی ایام کے پاس لا کر چھوڑ جاتے تہے اور وہ وہان مسجد کی خدمت کیا کرتا تہا جیسا کہ سموئیل کو نذر مانا تہا - عمران جب مرگئے تو اونکی بیوی حنہ حمل سے تہین اسنے خلوص نیت سے بدستور بنی اسرائیل یہہ نذر مانی کہ الہی جو کچھ میرے پیٹ مین ہے مینے سب کا موں سے محرر یعنی آزاد کر کے تیرے لئے نذر مانا ہے سو جب جنی تو لڑکی پیدا ہوئی اور لڑکی ہیکل کی خدمت کیلئے صلاحیت نہین رکہی ہی یہ سمجھکر نہایت حسرت سے جناب باری مین عرض کیا کہ الہی مینے لڑکی جنی اور لڑکی لڑکی کی برابر نہین ہوتی مطلب یہ تیری نذر کے قابل چیز نہین ہوئی اب مین کیا کرون؟ چونکہ وہان تو خلوص اور محبت پر نظر ہی وہان لڑکی اور لڑکی کچھ پیرو انہین اسلئے خدا تعالی نے بطور جملہ معترضہ کے یہہ فرمایا کہ اللہ ہی خوب جانتا ہے جو کچھ اسنے جنا یعنی وہ لڑکی لڑکون سے بہی بہتر ہی اور اسلئے ایک جگہ کانت من القانتین فرمایا ہی اور اس تقدیر پر ولیس الذکر کالانثی خدا کیطرف کا جملہ ہوکر یہ معنی قرار دیئے جاوین کہ اس لڑکی کی برابر کوئی لڑکا نہین ہوسکتا ممکن ہے جنہون نے اوسکا نام مریم رکہا اور جب اوسکا دودہ بڑہ چکا تو بدستور بنی اسرائیل اوسکو ہیکل مین کاہنون کے پاس بہیجدیا انمین حضرت زکریا بہی تہے جو رشتہ مین مریم کے خالو ہوتے تہے مریم کی خالہ الیشاع جسکو الیصابات کہتے ہین زکریاہ کی بیوی تہی کاہنون مین باہم گفتگو ہوئی کہ اس لڑکی کی کون پرورش کرے؟ زکریا نے فرمایا مین مستحق ہون اسکی خالہ اسکے حال کی خوب نگران ہیگی اور دونون نے نہ مانا آخر قلم ڈالنے یعنی چھینکے ڈالنے کی قرعہ کیطور پر نوبت پہونچی

اور قرعہ مین یہی زکریا کا نام نکلا تب زکریا کو مریم سپرد ہوگئین اور انہون نے اونکے لئے ایک جداگانہ جگہ ہیکل کے متعلق تجویز کردی مریم کو خدا نذرمین خوشی کر قبول کرلیا تہا اور خدا غیب سے اوسکی خورش کا سامان مہیا کیا کرتا تہا - اس عرصہ مین مریم جوان ہوگئین خدا کی قدرت حضرت زکریا کو جو اس بڑہاپے تک کوئی اولاد نہ تہی ہرچند دعا کیا کرتے تہے کہ رب لا تذرنی فردا وانت خیر الوارثین ان ایام مین کئی بار مریم کے پاس جب اونکے حجرہ مین گئے تو بے موسم کے پہل اور میوے دیہری پائی جس سے متعجب ہوکر پوچہا کہ یہ تیرے پاس کہانسے آئی؟ مریم نے کہا خدا کے پاس سے وہ جسکو چاہتا ہی بغیر حساب روزی دیتا ہی یہ حال دیکہکر زکریا کو تمنا ہوا اور دلمین خیال گزرا کہ خدا تعالی مجہکو بہی بے موسم میوہ پہل دیسکتا ہے خدا سے نہایت عاجزی کیساتہ اولاد کی دعا کی وہ کل مین کٹے ہوئے عبادت مین مصروف تہے اور یہی اونکی تمنا رہتی کہ فرشتہ نے اونپر ظاہر ہوکر یہ بشارت دی کہ دیکہ خدا نے تیری دعا قبول کی وہ تجہکو ایک ایسا فرزند دیا چاہتا ہے جسکا نام تیری خاندان مین کوئی نہین وہ بنی اسرائیل کا سردار ہوگا اور اسقوم کی خراب حالت کی اصلاح کریگا اور حصور ہوگا یعنی خدا کیطرف نفسانی خواہشون اور گناہون سے روکا جاویگا اوسکو ان چیزونکی طرف ازخود رغبت نہوگی اور نبی ہوگا اور پاکبازلوگون مین سے ہوگا اور وہ کلمۃ اللہ یعنی حضرت مسیح کی تصدیق کریگا - یہ مژدہ سنکر زکریا نے کہا الہی مین بوڑہا ہوگیا اور میری بیوی بانجہ ہی وہ کیونکر ہوگا؟ فرشتہ نے کہا خدا یونہی کردیتا ہی اوسپر کوئی بات مشکل نہین بغیر اسباب ظاہر یہی وہ اپنے افعال ظاہر کردیا کرتا ہی زکریا نے عرض کیا کہ مجہکو کوئی علامت یا نشانی دینی چاہیے جس سے مجہکو یہہ معلوم ہو فرشتہ نے کہا تیرے لئے یہ علامت ہے کہ تو تین روز تک بغیر اشارہ کے کسی سے کلام نکرسکیگا - گویا یہ ایک روزہ تہا بنی اسرائیل مین عبادت کی عبادت علامت کی علامت - اسکے بعد زکریا اپنی بیوی کے پاس گئے وہ حاملہ ہوگئین یہہ وہ **دوسرا قصہ** ہے جو مریم کے قصہ مین ضمناً مذکور ہوا پہر اگلی آیات مین مریم کے قصہ کو تمام فرماتا ہے وہ یہہ کہ حضرت یحیی پیٹ ہی مین تہے کہ حضرت مریم علیہا السلام کو جبکہ وہ اپنے حجرہ مین غسل حیض سے فارغ ہوکر بیٹہین آدمی کی شکل مین جبریل دکہائی دیئے اور کہا خدا تجہکو ایک معزز فرزند کی بشارت دیتا ہی مریم نے کہا نہ مین کسی مرد کی پاس گئی نہ مین بدکار ہون پہر لڑکا کیونکر ہوگا؟ جبریل نے کہا خدا یونہی کردیتا ہے پہر جبریل نے قریب آکر اونکے گریبان مین پہونکدیا جسسے وہ حاملہ ہوگئین اور کچہہ عجب نہین کہ ایسی حالتمین جبرئیل نے مریم سے اپنے چچازاد بہائی یوسف نجار سے بیت المقدس سے ناصرہ کو چلی گئی ہون اور پہر اسم نویسی کو ہیرودیس کے عہد مین بیت اللحم مین آئی ہون اور بیت اللحم مین کسی گوشہ مین کہ جہان کوئی کہجور کا درخت تہا حضرت عیسی پیدا ہوئے ہون اور اسلئے حضرت زکریا پر یہود نے تہمت لگاکر (کہ مریم سے انہون نے مباشرت کی ہی اور یہ حمل انکا ہی) قتل کیا تہا جیسا کہ کتب تاریخ سے ثابت ہے اہل کتا یوسف کو مریم کا شوہر کہتے ہین کچہہ عجب نہین کہ حمل ظاہر ہونیکے بعد یا ولادت کے بعد اسنے شادی کی ہوئی ہو یا یہ بات صرف جاہلونکے طعن دور کرنیکو اسوقت مشہور کردی ہو قرآن مین اسکا کچہہ ذکر نہین واللہ اعلم عند اللہ الغرض جب حضرت عیسی پیدا ہوئے اور انکی برکت سے خشک کہجور مین چہوارے نمودار ہوئے تو یہود گروہ گروہ مریم کو ملامت کرنے آتی ہی کہ تیری ماں اور باپ ایسی پاکدامن تہی تو نے یہ کیا کیا؟ حضرت مریم نے کہا اسی لڑکی سے پوچہو لوگون نے کہا شیرخوار لڑکا کیونکر بات کرسکتا ہی اسمین خود حضرت عیسی بول پڑے کہ مین خدا کا برگزیدہ نبی ہون اور میری ماں پاکدامن ہے اس سے سبکو تعجب ہوگیا پہر اور بہی معجزات لڑکپن مین لوگون نے دیکہے اسکے بعد حاکم وقت کی خوف سے کہ مبادا ان کو مار ڈالے یوسف مریم اور حضرت عیسی کو ملک مصر مین لیگیا اور وہین حضرت عیسی ہوشیار ہوئے جوان ہوئے (جب ہیرودیس بادشاہ یہود کی موت کی خبر سنی تو ملک شام مین آئے اور یہر حضرت یحیی زکریا کے بیٹے جو اسکے کئی مہینے پہلے پیدا ہوچکے تہے جوان ہوگئے تہے لوگونکو تعلیم دیتے اور حضرت عیسی کی تصدیق کرتے تہے آخر بادشاہ

---

لہ جیسا کہ گاریکے پرندجانور بناکر اونمین پہونک مارنا اور پہر اونکا زندہ ہوکر اڑجانا ۱۲ منہ

وَاِذْ قَالَتِ الْمَلٰٓئِكَةُ يٰمَرْيَمُ اِنَّ اللّٰهَ اصْطَفٰىكِ وَطَهَّرَكِ وَاصْطَفٰىكِ عَلٰى نِسَآءِ الْعٰلَمِيْنَ ۝ يٰمَرْيَمُ

اور جبکہ فرشتون نے کہا اے مریم تجھکو خدا نے برگزیدہ کرلیا اور پاک کردیا اور تجھکو دنیا کی عورتون پر فضیلت دی ہے اے مریم

اقْنُتِيْ لِرَبِّكِ وَاسْجُدِيْ وَارْكَعِيْ مَعَ الرّٰكِعِيْنَ ۝ ذٰلِكَ مِنْ اَنْۢبَآءِ الْغَيْبِ نُوْحِيْهِ اِلَيْكَ ۭ وَمَا كُنْتَ

عبادت کیا کر اپنے رب کی اور سجدہ کیا کر اور نمازیون کیساتھ نماز ادا کیا کر۔ یہ غیب کی خبرین ہین ہم انکو تیری طرف اے پیغمبر الہام کرتے ہین۔ اور تو کچھ اونکے

لَدَيْهِمْ اِذْ يُلْقُوْنَ اَقْلَامَهُمْ اَيُّهُمْ يَكْفُلُ مَرْيَمَ ۠ وَمَا كُنْتَ لَدَيْهِمْ اِذْ يَخْتَصِمُوْنَ ۝ اِذْ قَالَتِ الْمَلٰٓئِكَةُ يٰمَرْيَمُ

پاس نہ تھا جبکہ وہ قرعہ ڈال رہے تھے کہ ہم مین سے کون مریم کی پرورش کرے۔ اور تو وہان نہ تھا جبکہ وہ باہم جھگڑ رہے تھے جبکہ فرشتہ نے کہا کہ اے مریم بیشک تجھکو

اِنَّ اللّٰهَ يُبَشِّرُكِ بِكَلِمَةٍ مِّنْهُ اسْمُهُ الْمَسِيْحُ عِيْسَى ابْنُ مَرْيَمَ وَجِيْهًا فِي الدُّنْيَا وَالْاٰخِرَةِ وَمِنَ الْمُقَرَّبِيْنَ ۝

بشارت دیتا ہے اپنے کلمہ کی جسکا نام مسیح عیسی ہے مریم کا بیٹا آبرودار ہوگا دنیا مین اور آخرت مین اور خدا کے مقرب لوگون مین سے ہوگا۔ اور لوگون سے

وَيُكَلِّمُ النَّاسَ فِي الْمَهْدِ وَكَهْلًا وَّمِنَ الصّٰلِحِيْنَ ۝ قَالَتْ رَبِّ اَنّٰى يَكُوْنُ لِيْ وَلَدٌ وَّلَمْ يَمْسَسْنِيْ بَشَرٌ ۭ قَالَ كَذٰلِكِ

باتین کریگا جبکہ ان کی گود مین ہوگا اور پوری عمر مین اور وہ نیک لوگون مین سے ہوگا۔ مریم نے کہا اے پروردگار کہ میرے لڑکا ہوگا اور مجھکو تو کسی بشر نے ہاتھ ہی نہین لگایا۔ کہا ایسا ہی

اللّٰهُ يَخْلُقُ مَا يَشَاۗءُ ۭ اِذَا قَضٰٓى اَمْرًا فَاِنَّمَا يَقُوْلُ لَهٗ كُنْ فَيَكُوْنُ ۝ وَيُعَلِّمُهُ الْكِتٰبَ وَالْحِكْمَةَ وَالتَّوْرٰىةَ

اللہ پیدا کردیا کرتا ہے جو چاہتا ہے۔ جب وہ کوئی بات چاہتا ہے تو صرف یہہ کہدیتا ہے کہ ہوجا سو وہ ہوجاتی ہے اور اللہ اوسکو کتاب اور حکمت اور توراۃ

وَالْاِنْجِيْلَ ۝ وَرَسُوْلًا اِلٰى بَنِيْٓ اِسْرَاۗءِيْلَ ۙ اَنِّىْ قَدْ جِئْتُكُمْ بِاٰيَةٍ مِّنْ رَّبِّكُمْ ۙ اَنِّىْٓ اَخْلُقُ لَكُمْ مِّنَ الطِّيْنِ كَهَيْــَٔةِ الطَّيْرِ

اور انجیل سکھائیگا۔ اور وہ رسول ہوکر کہیگا بنی اسرائیل کو کہ مین تمہارے پاس تمہارے رب کی طرف سے نشانی لایا ہون یہ کہ مین تمہارے لئے گارے سے پرندون کی تصویرین بناکر

فَاَنْفُخُ فِيْهِ فَيَكُوْنُ طَيْرًۢا بِاِذْنِ اللّٰهِ ۚ وَاُبْرِئُ الْاَكْمَهَ وَالْاَبْرَصَ وَاُحْيِ الْمَوْتٰى بِاِذْنِ اللّٰهِ ۚ وَاُنَبِّئُكُمْ بِمَا تَاْكُلُوْنَ وَمَا تَدَّخِرُوْنَ

اونمین پھونکتا ہون وہ خدا کے حکم سے پرندہ ہوجاتی ہین اور مین بھلا کردیتا ہون مادرزاد اندھے کو اور کوڑھی کو۔ اور خدا کے حکم سے زندہ کرتا ہون مردون کو۔ اور بتلاتا ہون جو کچھ تم اپنے گھرون مین کھا تے اور رکھ آتے ہو

## ترکیب

ذٰلِكَ مبتدا مِنْ اَنْۢبَآءِ الْغَيْبِ خبر نُوْحِيْهِ الیک خبر ثانی۔ اِذْ یلقون اذ ظرف ہی کان کا اور ممکن ہی کہ استقرار کا ظرف ہو کہ جس سی لدیہم متعلق ہی اَقْلَامَهُمْ جمع قلم بمعنی مقلوم ایہم مبتدا یکفل مریم خبر جملہ موضع نصب مین ہی ای یقترعون ایہم عامل سمیٹ ہی جو یلقون سی سمجھا جاتا ہی اذ یختصمون کا حال اذ یلقون کا ساہی اذ قالت بدل ہی اذ سابق سی منہ صفت ہے کلمۃ کی اسمہ مبتدا المسیح خبر عیسی بدل یا عطف بیان ہی اوس سے۔ ابن مریم خبر ہی مبتدا محذوف کی ای ہو وجیہا اور من المقربین اور یکلم احوال مقدرہ ہین معنی کلمہ سی یا یکون سی فی المہد حال ہی ضمیر یکلم سی رسولا کو اگر صفت مانا جاوی تو یہ بھی حال ہی پہلی نبی اس سے متعلق

## تفسیر

وقت نے حضرت یحیی کو قتل کردیا۔ اسکے بعد حضرت عیسی علیہ السلام ملک یہود کے جلیل اور یروشلم وغیرہ شہرون مین وعظ فرماتے معجزات دکھاتے رہے لیکن یہود کو ہر روز انکے عداوت بڑھتی گئی باوجودیکہ حضرت عیسی نے توراۃ کی تصدیق کی اور شریعت موسوی کی بجز چند ترمیم کی کیونکہ موسی اور عیسی مین سیکڑون

فِي بُيُوتِكُمْ ۚ إِنَّ فِي ذَٰلِكَ لَآيَةً لَّكُمْ إِن كُنتُم مُّؤْمِنِينَ ۝ وَمُصَدِّقًا لِّمَا بَيْنَ يَدَيَّ مِنَ التَّوْرَاةِ وَلِأُحِلَّ لَكُم بَعْضَ الَّذِي

بے شک اسمیں تمہارے لئے نشانی ہے۔ اگر تم کو ایمان ہے۔ اور تصدیق کرتا ہوں توراۃ کی جو مرے آگے ہے اور حلال کرتا ہوں میں تمہارے لئے بعض وہ

حُرِّمَ عَلَيْكُمْ ۚ وَجِئْتُكُم بِآيَةٍ مِّن رَّبِّكُمْ ۖ فَاتَّقُوا اللَّهَ وَأَطِيعُونِ ۝ إِنَّ اللَّهَ رَبِّي وَرَبُّكُمْ فَاعْبُدُوهُ ۗ هَٰذَا صِرَاطٌ مُّسْتَقِيمٌ

چیزیں جو تم پر حرام کی گئی تھیں اور میں تمہارے پاس تمہارے خدا کیطرف سے نشانی لایا ہوں سو تم اللہ سے ڈرو اور میرا کہنا مانو بیشک اللہ میرا اور تمہارا رب ہے سو تم اوسکی عبادت کرو یہی سیدھا رستہ ہے

فَلَمَّا أَحَسَّ عِيسَىٰ مِنْهُمُ الْكُفْرَ قَالَ مَنْ أَنصَارِي إِلَى اللَّهِ ۖ قَالَ الْحَوَارِيُّونَ نَحْنُ أَنصَارُ اللَّهِ ۖ آمَنَّا بِاللَّهِ ۖ وَاشْهَدْ بِأَنَّا

پھر جبکہ عیسیٰ نے یہودیوں میں انکار پایا تو کہا کہ کون ہے جو خدا کیلئے میری مدد کرے۔ حواریوں نے کہا ہم ہیں خدا کی راہ میں مدد کرنیوالے۔ ہم خدا پر ایمان لائے اور گواہ رہ کہ ہم

ثلثع مُسْلِمُونَ ۝ رَبَّنَا آمَنَّا بِمَا أَنزَلْتَ وَاتَّبَعْنَا الرَّسُولَ فَاكْتُبْنَا مَعَ الشَّاهِدِينَ ۝ وَمَكَرُوا وَمَكَرَ اللَّهُ ۖ وَاللَّهُ خَيْرُ الْمَاكِرِينَ

اطاعت اختیار کرلی اے رب ہم ایمان لائے اوسپر کہ جو تو نے نازل کیا اور تابع ہوگئے ہم رسول کے سو ہمکو گواہوں میں لکھ لے۔ اور فریب کیا یہودیوں نے اور خدا نے اوسکے فریب کا داؤ سب سے بہتر ہے

## ترکیب

مصدقا حال ہے معطوف ہے باتیۃ پر اسے جئتکم باتیۃ و مصدقا من التورات بیان ہوا بین یدی کا ولاحل معطوف ہے محذوف پر اے لاخفف عنکم

فلما کلمہ شرط احس کا فاعل عیسی الکفر مفعول منہم متعلق احس یا کفر کا حال قال من جواب انصاری انصار نصیر کی جمع ہے جیسا کہ شریف و اشراف

الحواریون اسکا مفرد حواری ہے جو حور سے مشتق ہے جسکے معنی روشنی اور سفیدی یا رجوع کے ہیں چونکہ ایسے لوگ خدا کی طرف رجوع کرتے ہیں اور انکے دل روشن ہوتے ہیں اسلئے حواری کہلاتے ہیں۔

## تفسیر

برس کا فاصلہ ہے زمانہ کے مقتضیات کا ضرور اثر ظاہر ہوا جو ترمیم کی حاجت پڑی چنانچہ انہوں نے وہ جو سبت کے روز بیحد قیدیں تھیں کہ یوں نکرو یوں کرو یا اور ایسی ہی مسائل تھے ان میں بحکم الٰہی تخفیف کردی اور ان ممنوع اور حرام باتوں کو درست کردیا جسکی پوری تفصیل کتاب احبار اور اناجیل اربعہ کو ملاحظہ سے ہوتی ہے اور معجزات بھی دکھائے اور بہت کچھ یہود کی بداقبالیوں اور ناشائستگیوں کی اصلاح کرنی چاہی مگر اوس قوم کا حس مٹتی جاتا رہا تھا یوں تو مسیحا کئی مردہ زندہ کئے مگر یہود کا اقبال مردہ نہ ہوسکا آخر جب انکی سرکشی دیکھی تو فرمایا کون ہے خدا کی جماعت میں آتا ہے؟ بارہ شخص کہ جنکو حواری (یعنی خدا کیطرف رجوع کرنیوالے یا روشن دل) کہتے ہیں اور انکے یہ نام ہیں حضرت کے صدق دلسے مرید اور شاگرد خاص ہوگئے **شمعون** جسکو پطرس بھی کہتے ہیں **اندریاس** شمعون کا بھائی **یعقوب** بن زبدی **یوحنا** انکا بھائی **فیلبوس** - **برتھولما** - **توما** - **متی** **یعقوب** بن حلفا **لبی** جسکو تھدی بھی کہتے ہیں **شمعون** کنانی **یہودا** اسکریوتی اب ایک دیندار لوگوں کی جماعت قائم ہوگئی آخرکار یہود نے حضرت عیسیٰ کی حکام سے شکایتیں کرکے پلاطوس حاکم کو انکے قتل پر آمادہ کیا اور جاسوس دوڑ گئے حضرت کو ایک جگہ سے گرفتار کرکے لائے اور طرح طرح کی اذیتیں دینی شروع کیں اور بہت کچھ کروڑ داؤ انکے قتل کیلئے کیا مگر خدا کا داؤ سب پر غالب ہے اوسنے یہ کیا کہ انہیں میں سے ایک کو حضرت مسیح کی صورت میں کردیا اور مسیح علیہ السلام کو ملائکہ آسمان پر لیگئے یہود نے مسیح سمجھکر اوس شخص کو سولی دیا اور بڑی اذیت سے مارا +

اب ہم یہان چند ابحاث کرتے ہین تاکہ ان آیات کا مطلب ناظرین کے بخوبی سمجھ مین آجاوے اور پھر آیندہ سورہ مریم وغیرہا مین اعادہ کی کچھ حاجت نہو وباللہ التوفیق

(بحث اول) مفردات الفاظ کی تشریح مین۔ المحراب اونچی اور عمدہ جگہ۔ اصمعی کہتے ہین بالاخانہ۔ بعض کہتے ہین مراد اسجگہ مسجد ہے اسلئے کہ یہہ بسبب عبادت کے شیطان سے لڑای کی جگہ ہی جو حرب سے مشتق ہے۔ حصور احصر سے مشتق ہی جسکے معنی بند ہونے اور رکنے کے ہین کہتے ہین حصر الرجل عقل بطنہ یہ فعول بمعنی مفعول ہے یعنی شہوات سے روکا گیا جسکو محفوظ اور معصوم کہنا چاہئے۔ عاقر عقر سے مشتق ہی جسکے معنی منقطع ہونیکے ہین یعنی اولاد سے منقطع ہوگئی جسکو بانجھ کہتے ہین۔ رمز کے معنی حرکت کے ہین چونکہ دریا مین موج ہوتا ہی اسلئے اوسکو عرب رامور کہتے ہین یہان مراد شہارہ ہی جو ہاتھ پاؤن یا آنکھ بھوں کی حرکت سے ہوتا ہی۔ العشی دن کے پچھلے حصہ سے غروب تک کا وقت والابکار برعکس اور اول چیز اور اسلئے باکورہ پہلون کو کہتے ہین اور نئی ناکتخدا عورت کو بکر کہتے ہین اس سے مراد طلوع آفتاب سے دوپہر تک کا وقت بعض نے ابکار بالفتح پڑہا ہے سو یہ اشجار کیطرح جمع ہوگا انبار نبار کی جمع ہی جسکے معنی خبر ہین۔ انصار اور حواری کے معنی ہم بیان کرچکے ہین۔

(بحث دوسری) اس مقام پر عیسائی نکتہ چین قرآن مجید پر یہ اعتراض کیا کرتے ہین کہ حضرت مسیح اور مریم کے اور اسیطرح یوحنا یعنی یحیی کے قصہ مین چند غلطیان قرآن مین بیان ہوئین جو تاریخی واقعات سے علاقہ رکھتی ہین (۱) یہ کہ مریم کی ماں کا نذر ماننا اور پھر مریم کو ہیکل مین بھیجدینا اور وہان کا ہنون مین باہم اونکی پرورش کی بابت گفتگو ہونا اور زکریا کا نام قرعہ نکلنا اور زکریا کا مریم کو بے موسم کے پھل کہاتے دیکھکر اپنے لڑکا ہونیکی دعا کرنا انجیل سے ثابت نہین اسلئے یہہ باتین غلط ہین (۲) قرآن مین لکھا ہے کہ زکریا تین روز تک بغیر اشارہ کے کسی سے کلام نکرینگے حالانکہ انجیل لوقا کے اول باب ۲۲ درس سے یہہ معلوم ہوتا ہی کہ زکریا کو یون فرشتہ نے کہا کہ تو جب تک یہ باتین واقع نہو لینگی گونگا ہوجاویگا کسی سے بول نہ سکیگا۔ اور اسی باب کے ۶۴ درس سے یہ معلوم ہوتا ہی کہ جب یحیی پیدا ہوئے اور آٹھوین دن ختنہ ہوا اور اونکا یحیی نام رکھا گیا تب اونکی زبان کہلی جسکی مدت تخمیناً دس مہینے ہوتی ہین قرآن نے باوجود دعوی الہام اور تصدیق انجیل کتنی غلطی کی (۳) کہ مسیح کا گہوارہ مین سے کلام کرنا اور پھر پرندونکا معجزہ کہ مٹی کی چڑیا بنا کر اوسمین پھونک مارنا اور انکا زندہ ہوکر اوڑ جانا کہین سے ثابت نہین قرآن نے اسکو کہانسے لیا۔ ان اعتراضات کا جواب یہ ہے۔ اول سوال کا جواب یون ہی۔ اگر یہ تاریخی باتین انجیل اربعہ کے مصنفونے اپنی مختصر تاریخون مین نہ لکھین تو اسسے کوئی یہ نہین کہہ سکتا کہ یہ امور غلط ہین کیونکہ زکریا کا فرشتہ سے بشارت پانا اور یحیی نام رکھنا وغیرہ باتین صرف لوقا نے لکھی ہین اور دون نے نہین پھر کیا ہوجسسے یہ غلط ہوسکتی ہین؟ اسیطرح مسیح کے پیدا ہونیکے دنون مجوسیون کو ایک ستارہ دکہائی دینا اور اسکا اونکے آگے آگے چلنا سوائی متی کے اور کسینے نہین لکھا۔ اسیطرح ان چارون موٴلفون کا باہم سیکڑون باتون مین تفاوت پایا جاتا ہی۔ یہی تیسرے اعتراض کا بھی جواب ہے اور تائید اسکی یہ ہی کہ یوحنا اپنی انجیل کے سب سے آخیر مین یہ لکھتا ہی کہ اور بھی بہت سے کام ہین جو یسوع نے کئے اگر وہ جدا جدا لکھے جاتے تو مین گمان کرتا ہون کہ کتابین جو لکھی جاتین دنیا مین نہ سماتین۔ پھر کیا مسیح نے بھی چند باتین اور بھی چند کام کئے ہین جو اناجیل اربعہ مین مین بلکہ نہیں لکھی گئی ہین۔ علاوہ اسکے یہودی مورخ اور دیگر اناجیل سے بھی ان باتون کا پتا لگتا ہی اور ان اناجیل کے زیادہ معتبر ہونیکی وجہ سے یہہ لازم نہین آتا کہ وہ سب تاریخی واقعات غلط ہون۔ دوسرے اعتراض کا جواب یہ ہی کہ لوقا نے زکریا کو دیکھا نہ یحیی کو نہ حضرت عیسی کو یہہ مورخ سنی ہوئی باتین لکھتا ہے جسپر گمان ہوسکتا ہے کہ یا راوی نے غلطی کی یا خود لوقا سے سہو ہوگیا یا نسخہ مین اور غلبونکی طرح یہہ بھی واقع ہوئی اور جو تطبیق کرو تو یون کہو عدد سے زبان عرب مین انحصار مراد نہین ہوتا ہمارے عرف مین کہتے ہین دو دنکی زندگی مین آدمی کیا کرتا ہے مراد تھوڑی زندگی اسیطرح تین روز سے یہہ قلیل مدت مراد ہے کہ جو تخمیناً دس مہینے مورخ نے بیان کئے۔ اور قرآن انجیل لوقا کی تصدیق کا مدعی نہین

إِذْ قَالَ اللّٰهُ يٰعِيسٰى إِنِّي مُتَوَفِّيكَ وَرَافِعُكَ إِلَيَّ وَمُطَهِّرُكَ مِنَ الَّذِينَ كَفَرُوا وَجَاعِلُ الَّذِينَ اتَّبَعُوكَ

جبکہ اللہ نے کہا اے عیسی میں تجھکو لیتا ہون اور اپنی طرف اٹھائے لیتا ہون اور تجھکو کافرونکی باتونسے پاک کئے دیتا ہون اور میں تیرے ماننے والون کو

فَوْقَ الَّذِينَ كَفَرُوا إِلٰى يَوْمِ الْقِيٰمَةِ ثُمَّ إِلَيَّ مَرْجِعُكُمْ فَأَحْكُمُ بَيْنَكُمْ فِيمَا كُنْتُمْ فِيهِ تَخْتَلِفُونَ ۝

منکرونسے اونچا رکھونگا قیامت تک - پھر تمکو میری ہی طرف پھر کر آنا ہے سو میں تم میں فیصلہ کردونگا جس چیز میں کہ تم جھگڑتے ہو - سو جسنے کفر کیا ہے

فَأَمَّا الَّذِينَ كَفَرُوا فَأُعَذِّبُهُمْ عَذَابًا شَدِيدًا فِي الدُّنْيَا وَالْآخِرَةِ وَمَا لَهُمْ مِنْ نّٰصِرِينَ ۝ وَأَمَّا الَّذِينَ آمَنُوا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ فَيُوَفِّيهِمْ أُجُورَهُمْ

میں اونکو دنیا اور آخرت میں سخت عذاب دونگا اور انکا کوئی بھی مددگار نہوگا - اور جو ایمان لائے اور انہون نے نیک کام کئے اللہ انکا اجراون کو

وَاللّٰهُ لَا يُحِبُّ الظّٰلِمِينَ ۝ ذٰلِكَ نَتْلُوهُ عَلَيْكَ مِنَ الْآيٰتِ وَالذِّكْرِ الْحَكِيمِ ۝

پورا پورا دیگا - اور خدا کو ناانصاف پسند نہین آتے - یہہ آیتین ہین کہ جنکو ہم تجھے پڑھ سناتے ہین اور حکمت کا تذکرہ بھی

**تیسری بحث** الخ پڑھکر دہریے اور انکے مقلد نیچریان آیات کے صاف اور سیدھے مطلب کو اوسی قاعدہ فاسدہ پر (کہ خرق عادت محال ہی) عجیب تاویلین کرکے اوالٹ پلٹ کرتے ہین چنانچہ نیچریہ مفسر نے اسمقام پر حضرت مریم کو غیب سے روزی پہنچنے کا اور حضرت عیسی علیہ السلام کے بے باپ کے پیدا ہونیکا انکار کیا اور یہ تاویل کی ہی کہ یہ حضرت یوسف نجار سے پیدا ہوئی تھی فرشتہ بات تھی کہ رخصت کرکے لیجانے سے پہلے یوسف مریم سے ہمبستر ہوگئے تھے چونکہ یہہ بات یہود مین مہم تھی جو دونکو شرم و حجاب کا موجب ہوا اور زکریا اور بی بی مریم نے جو فرشتونکی باتین کین وہ انکا خیال مجسم خواب تھا اور چونکہ اس مذہب کے یونانیون مین رواج دینا منظور تھا اور انمین ایسی باتین ہمیشہ باعث بزرگی سمجھی جایا کرتی تھین چنانچہ حکیم فلاطون کا حمل بھی بے باپ کے اون مین مشہور تھا اس غرض سے عیسائی معلمون نے یہ بات مشہور کردی اور اسی مشہور بات کو مفسر نے قرآن کی تفاسیر مین لکھدیا اور اسیطرح لڑکپن مسیح کا کلام کرنا اور مٹی کی چڑیا بنا کر انمین پھونک مار کر زندہ کردینا اور مردہ کو زندہ کردینا جسے دل مردہ کو زندہ کرنا مراد ہی اور چشم باطن کے اندہے کو ہدایت دینا اور بیماری مرض قلب کو شفا دینا اندہے اور کوڑہی کو اچھا کرنیسے مراد ہی اور ایسے محاورات حضرت عیسی کی تقریرون مین بیشتر پائے جاتے ہین - یہ اونکی تمام تقریر کا خلاصہ ہے چونکہ اس لغو گفتگو کا مدار وہی تین چار فاسد عقیدے ہین کہ جنکا ابطال ہم مقدمہ مین کرچکے ہین اسلئے اس رد و بدل پر قلم اٹھانا فضول سمجھتے ہین - افسوس ہی صد افسوس ہی ہر اس نام مسلمان کہلانے کی قرآن مجید کی فضول تاویلین کرکے اپنا مضحکہ اڑواتے ہین اور تاریخی واقعات کو غلط کہکر محققون مین حقیر بنتے ہین پھر انکو ایسے اسلام ہی کا انکار کردینا تھا اس زمانہ مین اسلام سے کیا باقی رہتا ہے

**چوتھی بحث** ذٰلِكَ مِنْ أَنْبَاءِ الْغَيْبِ الخ یہ ایک ان واقعات کا سطور پر مخالفونکو بتانا آنحضرت علیہ السلام کیلئے بڑا معجزہ ہی نہ اپنے تورات پڑہی تھی نہ انجیل کوئی کتاب اور عمر کا اکثر حصہ مکہ مین گزرا کہ جہان کوئی بھی فی علم تھا اہل کتاب کا تو کیا ذکر پھر مدینہ مین آکر باوجود مخالفت یہود و نصاری کے یہہ کیونکر ممکن تھا کہ آنحضرت انسے کچھہ پڑھ سیکھ جاتے اور اگر ایسا ہوتا تو انصار اور دیگر اہل اسلام کی رو برو یہ دعوی کسطرح سے کرتے کہ یہ غیب کی خبرین بطور الہام کہتا ہون! باوجود اسکے یہان واقعات خبریہ کو صحیح صحیح بیان کرنا بالخصوص اہل کتاب کے علماء کے سامنے اسطرح سے کہ جنکو کوئی پڑہا ہوا یہان نہ سمجھ سکے اگر اعجاز نہین تو اور کیا ہی؟ اگرچہ بعض باتین بعض کی خرق عادت نہین مگر دوسرے کی خرق عادت سمجھی جاتی ہین کلام کرنا جوان تندرست کی نسبت کچھہ ہی تعجب کی بات نہین البتہ شیر خوار لڑکے کا کلام کرنا تعجب سے اسیطرح کسی شتر سوار کا اوسکے دیکھنے والے یا تاریخ کی کتابین پڑھنے والے کو تعجب نہین اور کسیلئے ہے

ترکیب

اذ کا یا دہی عامل ہے اعنی اذکر یا وقع ذلک متوفیک اور رافعک اور جاعل الخ سب خبرین اتی کی فاما الذین کفروا مبتدا فاعذبہم جملہ ذلک مبتدا اتلوہ جز

## تفسیر

یہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے قصہ کا تتمہ ہے۔ یہود کو حضرت عیسیٰ سے گرچہ وعظ و نصیحت کی وجہ سے عداوت تھی مگر جبکہ آپنی سبت وغیرہ احکام مین تغیر کیا تو یہود کو الزام لگانیکا ذریعہ ہاتھ آیا۔ ملک شام مین اسوقت یہود کی سلطنت نہ تھی بلکہ رومیون کی سلطنت تھی اور قیصر روم کیطرف سے وہان ایک حاکم رہتا تھا جسکو ہیرودیس کہا کرتے تھے۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام حواریون کو ساتھ لئے ملک شام کے شہرونمین معجزے دکھاتے اور وعظ فرماتے پھرتے شہرمین سیکڑون مرد و عورت حضرت کے دین مین آتے تھے اسپر اور بھی یہود کو حسد اور رشک ہوتا تھا جبکہ یہود کی دشمنی حد سے بڑھ گئی اور وہ حضرت کے قتل کا موقعہ تلاش کرنے لگے تو حضرت عیسیٰ دن کو شہر یروسلم مین آکر ہیکل یعنی بیت المقدس مین وعظ فرمایا کرتے تھے شام کو زیتون کے پہاڑ مین کسی درخت کے تلے بیٹھکر دعا و عبادت الٰہی مین رات تمام کرتے تھے اس عرصہ مین یہود کی عید فطیر جس کو عید فسح کہتے ہین قریب آئی اور سردار کاہن اور فقیہ اس فکر مین تھے کہ انکو مار ڈالیں عیسیٰ کے حواریون مین سے ایک شخص یہودا نامی نے جاکر انسے کچھ روپیہ لیکر خبر کردی پھر تو یہودیونکی ایک جماعت ہتیار باندھکر اوسی پہاڑ پر پہونچی ادہر حضرت عیسیٰ خدا سے گریہ وزاری کرکے یہ کہہ رہے تھے کہ اے خداوند اگر تیری مرضی ہو تو یہ پیالہ مجھسے دور کردے اور اپنے حواریون کو ارادہ کرکے کہا تھا کہ پاس صرف دو تلوارین ہین حضرت عیسیٰ کو یہ حال معلوم ہوگیا تھا الغرض شبانہ ہی حضرت مسیح کو گرفتار کرکے انکو منہ پر طمانچے مارتے اور ٹھٹھا کرتے ہوئے شہر مین لائے صبح کو تمام یہود جمع ہوئے اور انسے پوچھا اگر تو وہ مسیح ہے تو ہم سے کہدے (جسطرح اہل اسلام امام مہدی کے منتظر ہین سیطرح یہود ہین ایک شخص مسیح کا منتظر تھا بلکہ اب بھی ہے کہ وہ آکر پہاڑ شاہت دیگا) اپنے فرمایا اگر مین کہون بھی تو تم کب یقین کروگے آخر الامر سب لوگ اوٹھکر پلاطوس حاکم پاس لیگئے کہ یہ لوگ قیصر کے محصول دینے سے منع کرتا اور اپنے آپکو مسیح بادشاہ کہتا ہے حضرت نے انکار کیا اوسنے کہا میرے نزدیک اسکا کوئی جرم مستوجب قتل نہین ہے پلاطوس نے حضرت عیسیٰ کو اسی حالت مین ہیرودیس کے پاس بھیجدیا اوسنے پھر اسکی پاس حضرت نے انکار کیا اوسنے کہا میرے نزدیک اسکا کوئی جرم مستوجب قتل نہین ہے پلاطوس نے حضرت عیسیٰ کو اسی حالت مین ہیرودیس کے پاس بھیجدیا اوسنے پھر اسکی پاس بھیجا اور چھوڑنا چاہا تو یہودنے غل مچایا کہ ایسا نکر تب اوسنے کہا تمہارے کہنے سے مین اسکو سولی دیتا ہون مگر اسکا گناہ تم پر اور تمہاری اولاد پر ہے یہودنے کہا منظور حضرت کے حواری اور دوست سب بھاگ گئے اسوقت حضرت پر ایک عجب حالت طاری ہوئی جسمین خدا نے حضرت مسیح سے خطاب کرکے یہ جملہ فرمایا جو ان آیات مین ہین کہ اے عیسیٰ کچھ غم نکر مین تجھکو قبض کرکے آسمان کیطرف اٹھا لیتا ہون اور جو کچھ یہ لوگ تجھپر بہتان لگاتے ہین کہ تو نے خدائی کا دعوی کیا اور خدا کا بیٹا بنا (انجیل لوقا باب ۲۲ و رس ۶۹) اوسسے مین بنی آخیری معرفت تجھکو پاک کردونگا جیسا کہ انجیل برناباس سے ثابت ہے اور اب یہ مخالفین کی جماعت تجھکو غالب کہائی دیتی ہے مین انکو قیامت تک تیری مانند والونکے ماتحت کردونگا۔ یہ دنیا کی سزا ہے اور آخرت مین تو ہر شخص ہماری طرف رجوع کرتا ہے ہم نیکون کو پورا بدلہ نیک دینگے اور بدونکو سخت عذاب دینگے۔

آخر کار خدا نے ایک شخص مفسد شمعون قرنی کو حضرت عیسیٰ کی صورت مین کردیا لوگون نے اوسیکو عیسیٰ سمجھکر اوسپر صلیب لیجاکر اوسکو شہر کے باہر سولی دیا اور حضرت عیسیٰ کو ملائکہ آسمان پر اٹھا لیگئے۔ عیسائی کہتے ہین بلکہ خود حضرت مسیح کو صلیب کھینچا اور انہون نے چیخ چیخ کر جان دی اور پھر ایک شخص یوسف نامی پلاطوس سے حضرت کی لاش مانگ لیگیا اور اسنے ایک قبر مین دفنایا اور اوسپر پتھر کی چٹان دھردی یہ جمعہ کی شام کا واقعہ تھا اتوار کو حضرت مسیح زندہ ہوکر لوگونکو کہائی دی

اور آسمان پر چڑھگئے اور پھر آنیکا وعدہ کرگئے - اس واقعہ کیوقت انکی عمر ۳۳ برس کی تھی - احادیث صحیحہ سے بھی قرب قیامت مین عیسی علیہ السلام کا آنا ثابت ہوتا ہی - اس مسئلہ کی ہم ابھی تحقیق کرتے ہین کہ حق کسکی جانب ہے اور یہ تحقیق ان چند **ابحاث** کے ضمن مین آتی ہے -

(۱) اذ قال اللہ یعیسی انی متوفیک الخ توفی کے معنی لغت مین کسی چیز کا پورا پورا لینا اور چونکہ مردہ اپنی حیات کا پورا حصہ پالیتا ہی اسلئے اوسکو بھی متوفی کہتے ہین اور انہین اعتبارات سے اسکے معنی قبض کرنیکے بھی آتے ہین پس کبھی متوفی بمعنی مستوفی بھی آتا ہی - اگر یہان اسکے مراد موت لی جاوی تو پھر اس آیت مین اور اس آیت مین (وما قتلوہ وما صلبوہ ولکن شبہ لہم کہ انہون نے عیسی کو قتل کیا نہ سولی دیا بلکہ اونپر اشتباہ پڑگیا) بظاہر اختلاف سا معلوم ہوتا ہی چنانچہ بعض مفسرون نے یہ اعتراض بھی کیا ہی (ہدایت المسلمین صـ۳۵۵) اسکا **جواب** بہت سہل ہی (۱) یون کہ یہان متوفی بمعنی مستوفی ہی جسکے معنی یہ ہوئی کہ مین تیری اجل کو اور اکرونگا کہ تجھکو انکے قتل سے بچا کر آسمان پر چڑھا لونگا پھر تو اپنے وقت معہود پر مریگا (بیضاوی) اب دونون آیتون مین کچھ بھی اختلاف نہین (۲) یون کہ اسکے معنی قبض کے ہین جسکے آیت کے یہ معنی ہوئے کہ مین تجھکو زمین سے اپنے قبضہ مین لیکر آسمان پر پہنچا دیتا ہون (بیضاوی) اب بھی کچھ اختلاف باقی نہ رہا (۳) وفات سے مراد قوی بہیمیہ اور آثار جسمانیہ سے ہلکا کردینا ہی جو آسمان کیطرف عروج کو مانع ہین خلاصہ یہ کہ مین تیرے آثار جسمانیہ کو پست کرکے تیری روحانیت کو غلبہ دیکر تجھکو آسمان پر چڑھا دیتا ہون (۴) وجہ کہتے ہین کہ تین ساعت وفات رہی محمد بن اسحاق کہتے ہین تین ساعت تک وفات ہی پھر خدا نے انکو زندہ کرکے آسمان کیطرف اٹھا لیا جیسا کہ عیسائی کہتے ہین کہ تین روز وفات پھوکر سولی دینے سے واقع ہوئی تھی جیسا کہ اللہ فرماتا ہی وما قتلوہ وما صلبوہ بلکہ آثار جسمانیہ ہلکا کرنیکے لئے خدا نے وفات دی تھی اور یہودنے جسکو قتل کیا اور سولی دیا وہ شمعون قرینی یا کوئی اور شخص اونکا شبیہ تھا جس سے انکو اشتباہ واقع ہوا (تفسیر کبیر) اس تقدیر پر بھی دونون آیتون مین کچھ تعارض باقی نہ رہا - خلاصہ یہ کہ آیت وما قتلوہ مین جو نفی ہی تو یہود کو قتل کرنیکی نفی ہی نہ کہ وفات کی - اب رہی یہ بحث کہ آیا درصل یہودنے مسیح کو ہمشکل کو سولی دیا اور مسیح کو نہین دیا جیسا کہ آیت وما قتلوہ الخ سے پایا جاتا ہی سو اسکی تحقیق یون ہے کہ گو دوسری صدی بلکہ پہلی ہی صدی سے عیسائیون مین بالخصوص پولوس کے مریدون مین یہ بات مشہور ہوگئی تھی کہ یہودا خصر عیسی کو سولی دیا اور وہ تیسرے روز زندہ ہوکر لوگونکو دکھائی دیکر آسمان پر چڑھ گیا اور اسی قضیہ پر اپنا کفارہ جو اصول مذہب ہے مبنی ہی مگر تاریخی واقعات پر بنظر انصاف غور کرنیسے یہ بات معلوم ہوتی ہی کہ جس وقت حضرت عیسی کو سولی دینے لیچلے ہین اوسوقت اونکے حواری اور دیگر مرید لوگ اس خوف سے کہ مبادا ہم نہ پکڑے جاوین سب تتر بتر ہوگئے تھے کوئی بھی ساتھ نہ تھا جیسا کہ لارڈ ولیم میور کی تاریخ کلیسا سے بھی مستفاد ہوتا ہے پھر جب حواریون نے یا اور مریدون نے سنا ہوگا تو خاص انہین یہودیا پلاطوس کے نوکرون سے سنا ہوگا کہ جنکی آنکھون پر خدا تعالے نے پردہ ڈالدیا تھا اور جب کہیل تماشون مین یہان تک اور بازیگر ہزارون آدمیونکی آنکھون پر پردہ ڈالکر کہین سے کہین کا سانپ اور رکھین کبوتر بنا دیتے ہین اور کہین سبز درخت لگا دیتے ہین وغیرذلک من العجائبات تو خدا تعالے کی قدرت اور انبیاء کے اعجاز کا دائرہ تو اس سے کہین وسیع ہے پھر جو کوئی ان تماشہ دیکھنے والونسے سنکر کچھ کہے تو اسکو ہم جھوٹا نہین کہہ سکتے - اسکے علاوہ ہمکو صحیح طور پر یہ بھی معلوم نہین کہ ان لوگونکا اس مرین کیا بیان تھا ؟ نہ کوئی یہودی تاریخ اسکی خبر دیتی ہی اور نہ کوئی حواری اپنا مشاہدہ بیان کرتا ہی اناجیل اربعہ سے یہ تو فقط اور مرقس لوقا اور پولوس کے شاگرد ہین جو اس واقعہ مین شریک بھی نہ تھے سو یہ ظاہر ہی کہ وہ سنی سنائی باتین کہتے ہین یوحنا اور متی سے تو وہان نہ تھے صرف چند عورتین دور سے دیکھتی تھین اور کچھ عجب نہین کہ یہودیون کو وہان شک پڑا ہو کہ یہ فلان شخص ہین اور فلان کہان ہی ؟ مگر اونکا یہ شبہ درتردد ہم تک کیونکر منقول ہوتا برخلاف اسکے عیسائیون مین سے دو گواہ قوی شہادت دے رہے ہین **اول** برنباس حواری کی انجیل ہے جو آنحضرت کے زمانہ سے صدہا سال پیشتر عیسائیون مین مشہور و معروف تھی جسکی عبارت یہ ہے - تب فرشتون نے باکرہ سے کہا کیونکر یہودا عیسی کی شکل مین مبدل ہوگیا الخ

تب عیسی نے جواب دیا ای برنباس میری بات یقین کر کہ ہر ایک گناہ کی خدا سزا دیتا ہی چونکہ میری ماں اور میرے ایماندار شاگرد مجھے زمینی محبت کے اختلاط کے سبب پیار کرتے ہین خدا صادق انہین اس محبت پر سزا دینے پر راضی ہوا تاکہ بعد زوال دوزخ کی شغلون مین عذاب نہ پاوین اور مین گرچہ دنیا مین بے عیب زندگی بسر کرتا رہا تاہم چونکہ لوگ مجھے خدا اور خدا کا بیٹا کہتے ہین خدا نے عدالت کے دن مجھے شیاطین کے ٹھٹھولے سے محفوظ رکھنے کیلئے چاہا کہ مین اس دنیا مین یہوداہ (جسنے گرفتار کروایا تھا) کی موت سے ندامت اٹھاؤن اور سب لوگونکو یقین ہوا تھا کہ حقیقتہً مین صلیب دیا گیا پس یہہ علامت محمد کے آنے تک رہیگی جو دنیا مین آکر سب کو خدا کی شریعت پر ایمان لاتے ہین غلطی سے بچائیگا + انتہے (جونس)

اس عبارت مین صاف اقرار ہے کہ حضرت عیسی سولی نہین دیئے گئے بلکہ اور شخص چنانچہ اس غلطی سے عالم کو حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے آگاہ کردیا **عیسائی** اس گواہ پر یہہ جرح کرتے ہین (۱) انجیل برنباس ہمارے نزدیک الہامی کتاب نہین بلکہ ایسی جیسے کہ محمدیون مین حدیث کی کتابین (۲) یہ عبارت کسی محمدی نے یا کسی ملحد نے محمدیونسی پہلی ملادی ہی (۳) مسیح کا مصلوب ہونا الہامی کتابون مین چشم دیدہ گواہونکی معرفت قلمبند ہوا ہر اسکے برخلاف کیونکر تسلیم کیا جاوے (۴) یوسیفس یہودی مورخ جو اسی زمانہ مین ہوا وہ ہی یہی کہہ رہا ہی **جواب** انجیل برنباس کو الہامی کہنا جو واری تھا اور بچارے لوقا کی تاریخ کو الہامی کہنا اگر تقلید قوم نہین ہے تو اور کیا وجہ ہے اسکا ثبوت پیش ہو ۲ نا کہ بمنزلہ کتب حدیث ہے تو پھر کیا اونسے استدلال نہین کرتے ؟۔

اگر کسی محمدی نے یہ عبارت اوسمین ملادی تو بڑی تعجب کی بات ہے کہ ایک شخص نے اس کتاب مین ہر کتب خانہ مین جاکر الحاق کردیا ورنہ کوئی اصل نسخہ دکھلاؤ کہ جسمین یہہ عبارت نہو اور ملحد ہی کہانکا کرامتی تھا کہ جسنے آنحضرت سے پہلے آپکا نام لکھدیا اور پھر روزنامچے کے نسخہ پر دستخط بھی

إِنَّ مَثَلَ عِيسَىٰ عِندَ اللَّهِ كَمَثَلِ آدَمَ ۖ خَلَقَهُ مِن تُرَابٍ ثُمَّ قَالَ لَهُ كُن فَيَكُونُ ۝ الْحَقُّ مِن رَّبِّكَ
بیشک خدا کے نزدیک عیسی کی مثال آدم کی مثال ہے۔ جسکو مٹی سے بنا کر کہا ہو جا سو وہ ہو گیا - سچی بات تیرے رب کیطرف سے ہے
فَلَا تَكُن مِّنَ الْمُمْتَرِينَ ۝ فَمَنْ حَاجَّكَ فِيهِ مِن بَعْدِ مَا جَاءَكَ مِنَ الْعِلْمِ فَقُلْ تَعَالَوْا
پھر تو شک مین نہ - پھر جو تجھسے کوئی اسمین تجھکو علم ہو جانیکے بعد بھی جھگڑا کرے تو کہدے آؤ ہم بلائین
نَدْعُ أَبْنَاءَنَا وَأَبْنَاءَكُمْ وَنِسَاءَنَا وَنِسَاءَكُمْ وَأَنفُسَنَا وَأَنفُسَكُمْ ثُمَّ نَبْتَهِلْ فَنَجْعَل لَّعْنَتَ اللَّهِ عَلَى الْكَاذِبِينَ
اپنے بیٹے اور تم اپنے بیٹے اور ہم اپنی عورتین تم اپنی عورتین اور خود ہم اور خود تم پھر ہم ملکر دعا کرین اور لعنت اللہ کی ڈالین جھوٹوں پر
إِنَّ هَٰذَا لَهُوَ الْقَصَصُ الْحَقُّ ۚ وَمَا مِنْ إِلَٰهٍ إِلَّا اللَّهُ ۚ وَإِنَّ اللَّهَ لَهُوَ الْعَزِيزُ الْحَكِيمُ ۝ فَإِن تَوَلَّوْا فَإِنَّ اللَّهَ عَلِيمٌ بِالْمُفْسِدِينَ
بیشک یہی بیان صحیح ہے - اور کوئی معبود نہین خدا کے سوا - اور بیشک اللہ ہی ہے زبردست حکمت والا - پھر اگر نہ مانین تو اللہ خوب جانتا ہے مفسدونکو

یہود پر چڑھ آیا اور شہر یروشلم کو ڈھا کر تباہ کر دیا اور بیت المقدس کو بھی مسمار کر دیا اور لاکھون بنی اسرائیل کو قتل کر دیا اور ہزارونکو پکڑ کر لیگیا اور غلام بنایا جو کچھ عیسی علیہ السلام نے خبر دی تھی کہ یہہ کچھہ پیش آویگا وہی پیش آیا اوس دن سے اور بھی آج تک یہود کی عزت و شوکت خاک مین ملگئی پھر اوسدن سے لیکر آج تک وہی حال ہے لیکن انکی حکومت اور سلطنت نہین ؛

## ترکیب

مثل عیسی ای صفۃ عیسی اسم ان کمثل آدم خبر خلقہ جملہ تفسیر ہے مثل کی - فیہ کی ضمیر عیسی یا اونکے قصہ کیطرف راجع ہے من شرطیہ ہے ماضی بمعنی مستقبل

## تفسیر

نجران کے عیسائیونکا قافلہ آنحضرت علیہ السلام کیخدمت مین حاضر ہوا تھا جسکے بعد حضرت عیسی کا قصہ نازل ہونا شروع ہوا اور انکے شبہات کا جواب دیا گیا عیسائی حضرت عیسی کو خدا اور خدا کا بیٹا کہتے تھے اور اسپر علاوہ معجزات مذکورہ کے اونکی ایک یہی دلیل تھی کہ وہ بغیر باپ کے پیدا ہوئے مین پھر اگر خدا بانہین ہے تو اور کون ہے؟ اس آیت مین جواب دیا کہ آدم بھی تو بغیر باپ کے بلکہ بے ماں کے خدا نے مٹی سے پیدا کر دی تھے پھر انکو تم خدا کا بیٹا نہین کہتے حالانکہ جو عورت کے رحم مین مادہ منویہ بنا کر اوسپر نفخ فائض کرنا بہ نسبت اسکی اسقدر مستبعد نہین - یہانتک نصاری کے تینون عقائد فاسدہ کا رد برہین قطعیہ سے کر دیا اسکے بعد فرمایا کہ اگر اپنی لکیر کا فقیر ہو کر کوئی نہ مانے اور بیفایدہ مجتین پیش کرے کہ عیسی مین دو جہت تھین عبدیت اور الوہیت اور انکا کہنا نا بینا قتل ہو جانا جہت عبودیت سے تھا اول تو یہ جہت ہی غلط ہے کیونکہ یہ دونو ضدین اور ضدین جمع نہین ہوتین دوم اگر تمکو اپنی بات پر یقین کامل ہے تو آؤ مباہلہ کرین یعنی اپنی اولاد اور اپنی عورتون اور تمکی لوگونکو لیکر کہ جنکی مرنیسے انسانکو سخت رنج ہوتا ہے قسم کھائین اور کہین کہ جو ہم مین سے جھوٹا ہو اوسپر خدا کی مار پڑے وہ اور اسکے یہ لوگ مر جائین - جب آنحضرت نے نصاری نجران سے یہ کہا اور حسن و حسین و فاطمہ و علی کو ساتھ لیکر چلے جیسا کہ ابو نعیم نے دلائل النبوۃ مین روایت کیا ہے تو باہم نجرانیون نے گفتگو کر کے یہ کہا کہ بلاشک یہ نبی وہ ہے اگر تم مباہلہ کرو گے ہلاک ہو جاؤ گے سو جزیہ دینا قبول کر کے چلے گئے ؛ یہانسے حسن حسین فاطمہ کی فضیلت بھی ثابت ہوئی مگر لفظ انفسنا سے علی کو خود پیغمبر علیہ السلام کا مثل قرار دیکر جمیع انبیاء اور مخلوق پر فضیلت ثابت کرنا جیسا کہ شیعہ کرتے ہین جنایی بات ہے اسکے بعد دعوی کو ثابت کرتا ہے کہ عیسی کا سچا حال وہی ہے جو بیان ہوا وہ خدا نہ تھے خدا تو لا بدی ہے جو زبردست ہے یہود سے پکڑا نہ جا سکتا تھا عیسی کا بغیر باپ کے پیدا کرنا اسکی حکمت وہی جانتا ہے پھر اگر وہ اب بھی نہ مانین تو سنا دے کہ خدا مفسدونسے واقف ہے جہنم کی سزا دیگا ؛ کیا مناسب الفاظ صفات ہین سبحان اللہ

قُلْ يٰٓاَهْلَ الْكِتٰبِ تَعَالَوْا اِلٰى كَلِمَةٍ سَوَآءٍ بَيْنَنَا وَبَيْنَكُمْ اَلَّا نَعْبُدَ اِلَّا اللّٰهَ وَلَا نُشْرِكَ

تو کہہ اے اہل کتاب آؤ ایک ایسی بات کیطرف کہ جو مسلم ہو ہم مین اور تم مین وہ یہہ کہ نہ ہم سوائے اللہ کے کسیکی عبادت کرین نہ کسیکو

بِهٖ شَيْـًٔا وَّلَا يَتَّخِذَ بَعْضُنَا بَعْضًا اَرْبَابًا مِّنْ دُوْنِ اللّٰهِ ؕ فَاِنْ تَوَلَّوْا فَقُوْلُوا اشْهَدُوْا بِاَنَّا مُسْلِمُوْنَ ۝

اوسکا شریک ٹہراوین اور نہ ہم مین سے کوئی کسیکو خدا کے سوا مالک بنائے - پہر اگر وہ نہ مانین تو کہدو شاہد رہو کہ ہم مسلمان ہین

يٰٓاَهْلَ الْكِتٰبِ لِمَ تُحَآجُّوْنَ فِيْٓ اِبْرٰهِيْمَ وَمَآ اُنْزِلَتِ التَّوْرٰىةُ وَالْاِنْجِيْلُ اِلَّا مِنْۢ بَعْدِهٖ ؕ اَفَلَا تَعْقِلُوْنَ ۝

اے اہل کتاب تم کیلئے ابراہیم کے معاملہ مین جہگڑتے ہو اور توریت و انجیل تو اُسکے بعد ہی نازل ہوئی ہین پہر کیا تم نہین سمجہتے

هٰٓاَنْتُمْ هٰٓؤُلَآءِ حَاجَجْتُمْ فِيْمَا لَكُمْ بِهٖ عِلْمٌ فَلِمَ تُحَآجُّوْنَ فِيْمَا لَيْسَ لَكُمْ بِهٖ عِلْمٌ ؕ وَاللّٰهُ يَعْلَمُ وَاَنْتُمْ لَا تَعْلَمُوْنَ ۝

دیکہو جسمین تمکو کچہہ علم تہا اوسمین تم ہی ہو جو جہگڑ چکے ہو پہر جسکا تمکو علم ہی نہین اوسمین کیلئے جہگڑتے ہو - اور اللہ جانتا ہے اور تم نہین جانتے

مَا كَانَ اِبْرٰهِيْمُ يَهُوْدِيًّا وَّلَا نَصْرَانِيًّا وَّلٰكِنْ كَانَ حَنِيْفًا مُّسْلِمًا ؕ وَمَا كَانَ مِنَ الْمُشْرِكِيْنَ ۝

ابراہیم نہ یہودی تہا نہ نصرانی تہا بلکہ وہ ایک طرفہ فرمانبردار تہا اور نہ وہ مشرک تہا -

## ترکیب

ان لا نعبد جملہ موضع جر من سے بدل ہو کلمہ سے یا تنبیہ کیلئے اتم مبتدا ہو لا اسکی خبر حاجتم جملہ مستانفہ جملہ اولی کا بین - فیما ما بمعنی الذی علم مبتدا لکم خبر

## تفسیر

جبکہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ہر طرح سے قائل کر دیا تو اسکے بعد مخالف کی مسلم باتونپر اسطرح سے گفتگو شروع ہوئی کہ جس کا منصف مزاج کے نزدیک تسلیم کرا دینا کچہہ بھی نہین وہ یہ کہ نصاریٰ یہی اپنا تو مانتے ہین کہ عبادت خالص اللہ ہی کی کرنی چاہئے اور اسکا کیسکو شریک نکرنا چاہئے توحید پر قایم رہنا چاہئے اور اسکے سوا کسکو بمنزلہ رب کے نہ بنانا چاہئے کہ جو وہ حق و ناحق کہے خواہ مخواہ مانا جاوے - یہ تین باتین ہین ہر فرمایا کہدی اگر تم ہی اسپر قایم ہو تو ہم مین تم مین اتحاد ہو گیا کیونکہ یہی تین باتین اصول اسلام ہین اور جو نہین مانتے تو تمہارے فرمانبردار الٰہی ہونے پر تم ہی شہادت دو اور سیکا نام اسلام ہے جو تمہاری شہادت سے بہی حق ثابت ہوا یہ تین باتین اسلئے ذکر فرمائین کہ نصاریٰ کا ان تینون کے برخلاف عمل اور عقیدہ تہا کیلئے کہ وہ تثلیث کے قائل ہین کہ باپ اور بیٹا اور روح القدس ملکر ایک خدا ہے پس جب انہون نے عیسیٰ کو خدا اور خدا ہی کا حصہ دار بنایا تو پہلی اور دوسری بات کا خلاف پایا گیا - اور آنحضرت سے پہلے سے لیکر پیچہے تک عیسائیون مین یہ بات مانا جاتا تہا یعنی ایک شخص ملک روم مین تا مسیح مانا جاتا تہا جو وہ کہتا تہا وہی کرتے تہے اسکی تعمیل حکم گو وہ خدا کے برخلاف ہی کیون نہو ہر حال مین ضرور کرتے تہے جسسے تیسری بات کا خلاف پایا گیا (برخلاف اہل اسلام کے وہ اپنے ائمہ مجتہدین کی اسطرح پیروی نہین کرتے اسلئے تقلید ائمہ کا اسپر فیصلہ نہو سکتا) اور نہ ہین یہ پرستی یہی زہد تہی روس کا تہا لک عیسائی قبرون اور صلیب کو بہی سجدہ کرتے تہے - سبحان اللہ کس خوبی کے ساتہہ الزام دیا ہے -

یہود و نصاریٰ سب حضرت ابراہیم کو مانتے ہین پہر ہر ایک شخص اپنے مذہب کے برحق ہونیکی یہ کہدیتا تہا کہ ابراہیم کا یہی طریق تہا یہود اپنا سا نصاریٰ اپنا سا بیان کرتے تہے یہی مسلمانونسے کہتے تہے خدا نے جواب دیا کہ تم انکی شریعت سے واقف نہین پہر کیلئے جہگڑتے ہو شریعت موسوی اور توریت اور اسیطرح انجیل اون کے بعد نازل ہوئی ہے پہر وہ یہودی یا نصرانی کیونکر ہو سکتے تہے بلکہ ان کا طریق یہی تہا کہ جسکے زندہ کرنے کو قرآن نازل ہوا نہ وہ تثلیث کے قائل تہے نہ سبت کے نہ وہ تمہاری طرح مشرک تہے اسمین عرب کی طرف بہی اشارہ ہے

اِنَّ اَوْلَى النَّاسِ بِاِبْرٰهِيْمَ لَلَّذِيْنَ اتَّبَعُوْهُ وَهٰذَا النَّبِيُّ وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا ۗ وَاللّٰهُ وَلِيُّ الْمُؤْمِنِيْنَ ۝

بیشک سب سے زیادہ ابراہیم کیساتھ تقرب اون لوگونکو ہیا جو اوسکی متبع تھے اور اس نبی کو اور ایمان والون کو یہی ہے۔ اور اللہ ہی کارساز ایماندارونکا

وَدَّتْ طَّآئِفَةٌ مِّنْ اَهْلِ الْكِتٰبِ لَوْ يُضِلُّوْنَكُمْ ۭ وَمَا يُضِلُّوْنَ اِلَّآ اَنْفُسَهُمْ وَمَا يَشْعُرُوْنَ ۝ يٰٓاَهْلَ الْكِتٰبِ

اہل کتاب کی ایک گروہ کی یہہ آرزو ہی کہ کسیطرح تمکو گمراہ کردے۔ اور وہ تو اپنے آپ ہی کو گمراہی مین ڈال رہے ہین اور جانتے نہین۔ اے اہل کتاب

لِمَ تَكْفُرُوْنَ بِاٰيٰتِ اللّٰهِ وَاَنْتُمْ تَشْهَدُوْنَ ۝ يٰٓاَهْلَ الْكِتٰبِ لِمَ تَلْبِسُوْنَ الْحَقَّ بِالْبَاطِلِ وَتَكْتُمُوْنَ الْحَقَّ وَاَنْتُمْ تَعْلَمُوْنَ ۝

کیونکر منکر ہوتے ہو آیات الہی سے درحالیکہ تم دیدہ دانستہ۔ اے اہل کتاب کیلئے حق بات مین جھوٹی بات ملاتے اور کیون جانکر حق بات چھپاتے ہو

وَقَالَتْ طَّآئِفَةٌ مِّنْ اَهْلِ الْكِتٰبِ اٰمِنُوْا بِالَّذِيْٓ اُنْزِلَ عَلَى الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَجْهَ النَّهَارِ وَاكْفُرُوْٓا اٰخِرَهٗ لَعَلَّهُمْ يَرْجِعُوْنَ ۝

اور اہل کتاب مین سے ایک گروہ نے کہا کہ ان لوگونپر جو مسلمانون پر نازل ہوا دن چڑھے اور آخر دنمین انکار کرہیٹھو تاکہ وہ بھی پھر جاوین

وَلَا تُؤْمِنُوْٓا اِلَّا لِمَنْ تَبِعَ دِيْنَكُمْ ۭ قُلْ اِنَّ الْهُدٰى هُدَى اللّٰهِ ۙ اَنْ يُّؤْتٰٓى اَحَدٌ مِّثْلَ مَآ اُوْتِيْتُمْ اَوْ يُحَاۗجُّوْكُمْ

اور (کہتے ہین) یقین نکرو مگر اوسیکا جو چلے تمہارے دین پر۔ تو کہدے ہدایت تو وہی ہی جو اللہ کیطرف سے ہی (اے اہلکتاب اسلئے یہ باتین کرتے ہو) کہ کسیکو ملا جیسا کہ تمکو ملا یا اسلئے کہ کوئی

عِنْدَ رَبِّكُمْ ۭ قُلْ اِنَّ الْفَضْلَ بِيَدِ اللّٰهِ ۚ يُؤْتِيْهِ مَنْ يَّشَاۗءُ ۭ وَاللّٰهُ وَاسِعٌ عَلِيْمٌ ۝ يَّخْتَصُّ بِرَحْمَتِهٖ مَنْ يَّشَاۗءُ ۭ وَاللّٰهُ ذُو الْفَضْلِ الْعَظِيْمِ ۝

ہوجاوے تمہارے رب کے آگے تو کہدے بزرگی خدا کے ہاتھ ہی جسکو چاہے دیوے۔ اور اللہ فراخ دست واقف ہی خاص کرتا ہی اپنی مہربانی جسپر چاہتا ہی۔ اور اللہ بڑا فضل والا ہے

## ترکیب

اولی اسم تفضیل ہی ولی کی بمعنی قریب کا یہہ ان ابراہیم متعلق ہی اولی سے للذین مع معطوف خبر ان لو یضلون مین لو مصدریہ ہی بمعنی ان۔ الا المتبع مستثنا ہی ما قبل سے ای لا تقروا الا لمن۔ پس لام زائد نہین ہی ممکن ہی کہ زائد ہو اور محمول علی المعنی ہو ای لجحدوا کل احد الا من ان یوتی مین تین جملے ہین (۱) یہ ضمیر ہو تقدیر ولا تومنوا بان یوتی احد الخ (۲) نصب ب جر کو حذف مانکر ان صورتمین یہ تتمہ کلام ہو ہو کسی غیر سے یہ نہ کہو ہماری کتاب اور شریعت مانند اوسی کر بھی ہو (او یحاجوکم کا عطف ان یوتی پر ہوگا اور اد بمعنی ق) ایسا ہو کہ مسلمان تمکو عند اللہ الزام دین اس تقدیر پر ایمان بمعنی اقرار ہی قل ان الہدی الخ جملہ معترضہ ہوگا خدا کیطرف سے جیسا کہ کفر کی بات نقل کرتے وقت لغو ذبالله کہدیتے ہین (۳) یہ خدا کیطرف سے جملہ ہو جو بمعنی مفعول لہ ہو یعنی ای یہود تم اس حسد سے یا بتین کرتے ہو کہ تمہاری طرح اوروں کو کتاب ملی اس خوف سے کہ مسلمان تمکو الزام دینگے سو یہ تمہارا خیال لغو ہی ہدایت و فضل اللہ کے ہاتھ ہین ہے وہ مختار ہے جسکو چاہے دے اسمین کسیکا کیا اجارہ ہے

## تفسیر

پہلے ذکر تھا کہ ہر فریق ابراہیم کو اپنی طرف کھینچتا ہے اب فرماتا ہی کہ ابراہیم کا واسطہ نسل اور اولاد ہونیسے نہین بلکہ جو اسکا متبع ہو جیسا کہ اوسکی امت اور پیرو نبی محمد صلعم اور اوسکی امت جو اصول ملت ابراہیمہ کی پیرو ہین۔ اسکے بعد اہل کتاب یہود و نصاری کی مکر و فریب ذکر فرماکر ایماندارونکو ہوشیار کرتا ہی تاکہ اونکی دامین نہ آجاوین کیونکہ وہ دسیسے چاہتے ہین کہ دین اسلام سے برگشتہ کرکے اپنی طرف پھیرلین منجملہ اونکے مکر و فریب کے یہان چند مکر ذکر کرتا ہی (۱) یہ کہ وہ حضرت کے معجزات کو سحر کہتے تھے اور اون بشارت کو جو کتب سابقہ مین ہین باوجود شہادت دینیکے تاویلین کرکے انکار کرتے تھے اسکو لم تکفرون الخ مین ظاہر کیا (۲) جان بوجھکر احکام الہی مین تحریف کرنی اور اسلام سے اوسکو دوسری طور پر کچھ ملا کر دکھاتے تھے تاکہ ایک دوسرے مین تصدیق اور مطابقت نہو جس سے لوگونکو شبہ پیدا ہو لم تلبسون الحق (۳) یہہ کہ چند لوگونسے کہا جاؤ تم اول دن مین مسلمان ہو جانا پھر شام کو انکار کرنا دینا تاکہ لوگونکو معلوم ہو کہ کوئی ایسی بات اسلام مین دیکھی جو یہ اسے پھر گئے جس سے مسلمان بھی پھر جاوین (۴) یہ کہ کوئی کچھ بھی کہے اپنے دین کے سوا کسیکو نہ ماننا کیونکہ ہماری مثل امم کون ہے جسکو کتاب ملی ہو سکو جواب مین خدا فرماتا ہے وہ سکا فضل ہے جسپر چاہے دیوے

وَمِنْ اَهْلِ الْكِتٰبِ مَنْ اِنْ تَاْمَنْهُ بِقِنْطَارٍ يُّؤَدِّهٖٓ اِلَيْكَ ۚ وَمِنْهُمْ مَّنْ اِنْ تَاْمَنْهُ بِدِيْنَارٍ لَّا يُؤَدِّهٖٓ

اہل کتاب مین بعض ایسے ہین کہ اگر تو انکے پاس خزانہ بھی امانت رکھے تو تجھکو واپس دیدیوین - اور بعض انمین ایسی ہین کہ اگر تو انکے پاس ایک دینار سپرد کرے تو وہ تجھکو

اِلَيْكَ اِلَّا مَا دُمْتَ عَلَيْهِ قَآئِمًا ۭ ذٰلِكَ بِاَنَّهُمْ قَالُوْا لَيْسَ عَلَيْنَا فِي الْاُمِّيّٖنَ سَبِيْلٌ ۚ وَيَقُوْلُوْنَ

بغیر اسکے کہ اسکے سر پر کھڑا رہے کبھی واپس نہ دیوے - یہہ اسلئے کہ انہون نے کہہ رکھا ہے جاہلون کے معاملہ مین ہمپر کوئی گناہ نہین - اور وہ جان بوجھ کر

عَلَى اللّٰهِ الْكَذِبَ وَهُمْ يَعْلَمُوْنَ ۝ بَلٰى مَنْ اَوْفٰى بِعَهْدِهٖ وَاتَّقٰى فَاِنَّ اللّٰهَ يُحِبُّ الْمُتَّقِيْنَ ۝ اِنَّ الَّذِيْنَ يَشْتَرُوْنَ

خدا پر جھوٹی باتین بنا یا کرتے ہین - ہان جو کوئی اپنے عہد کو پورا کرتا اور خدا سے ڈرتا ہے تو بیشک خدا پرہیزگارون سے محبت کرتا ہے - جو لوگ خدا کے عہد

بِعَهْدِ اللّٰهِ وَاَيْمَانِهِمْ ثَمَنًا قَلِيْلًا اُولٰٓئِكَ لَا خَلَاقَ لَهُمْ فِي الْاٰخِرَةِ وَلَا يُكَلِّمُهُمُ اللّٰهُ وَلَا يَنْظُرُ اِلَيْهِمْ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ

اور اپنی قسمون سے کسیقدر مال حاصل کرتے ہین اونکی لئے آخرت مین حصہ نہین اور نہ انسے اللہ کلام کریگا نہ قیامت مین اونکی طرف نظر (رحمت) کریگا

وَلَا يُزَكِّيْهِمْ وَلَهُمْ عَذَابٌ اَلِيْمٌ ۝ وَاِنَّ مِنْهُمْ لَفَرِيْقًا يَّلْوٗنَ اَلْسِنَتَهُمْ بِالْكِتٰبِ لِتَحْسَبُوْهُ مِنَ الْكِتٰبِ وَمَا هُوَ

اور نہ انکو پاک کریگا - اور انکو عذاب الیم ہوگا - اور ان مین ایک فریق ایسا ہی ہے کہ جو کتاب کو زبان مروڑ کر پڑھتا ہے تاکہ تم سمجھو کہ کتاب ہی کتاب مین نہین

مِنَ الْكِتٰبِ ۚ وَيَقُوْلُوْنَ هُوَ مِنْ عِنْدِ اللّٰهِ وَمَا هُوَ مِنْ عِنْدِ اللّٰهِ ۚ وَيَقُوْلُوْنَ عَلَى اللّٰهِ الْكَذِبَ وَهُمْ يَعْلَمُوْنَ

اور کہتے ہین کہ وہ خدا کیطرف سے ہے اور وہ ہرگز خدا کیطرف سے نہین - اور جان کر اللہ پر جھوٹی باتین بناتے ہین

## ترکیب

من ان تامنہ مبتدا من اہل الکتاب خبر اور شرط او جواب کا مجموعہ صفت ہے مبتدا کی کیونکہ وہ نکرہ ہے بقنطار ب بمعنی فی یا علی ہے الا مادمت موقتہ ہے مین سے کیونکہ ظرف ہے اے الا مدۃ قیامک دائما اور حال بھی ہو سکتا ہے سبیل اسم لیس فی الامیین خبر یقولون صفت ہے فریقا کی جو ہم ہے ان کا اور منہم اوسکی خبر ہے

## تفسیر

یہ بات کہ انسان کتاب الہی اور احکام دینیہ مین خیانت نکرے حق مین باطل نہ ملاوے کامل دیانداری اور پوری دیانت پر موقوف ہے اور جسکو دنیاوی باتون مین بات نہ ہیر پھر ہر قوم کا دین اور کتاب کی حفاظت اور تحریف نکرنی مین کیا اعتبار ہے؟ اگرچہ یہود مین خدا ترس لوگ بھی تھے جیسا کہ عبداللہ بن سلام اگر انکے پاس کوئی بیشمار خزانہ بھی سپرد کرے تو کبھی خیانت نکریگا اسلئے

ان لوگون نے تورات اور بشارتون مین کہ جن سے آنحضرت کی نبوت کا ثبوت تھا خیانت نکی کہ اسلام قبول کیا لیکن بیشتر تو ایسے ہیں کہ اگر ایک دینار یعنی اشرفی سپرد کیجائے تو کبھی نہین پھیرینگے دنیا دنیا ہی ہے اور دنیا مین کیا اعتبار ہو سکتا ہے؟ چونکہ یہود کا ستارہ اقبال غروب ہو چکا تھا اکثر دنیا ایسی خیانتین حضرت عیسی کے عہد سے پہلی ہی سے پیدا ہو چکین تھین چنانچہ پرچہ پیشرآتا تھا مگر وہ خواب کو سچ

پیدا رہتے ہین بلکہ اپنی اوسی ذلیل حالت بدمعاشیون مین مست ہیں (جیسا کہ آج کل ہندوستانکی مسلمانونکی حالت ہی ہے) منجملہ بدمعاشیونکی ایک بات تھی کہ وہ کہتے تھے ہم ملکتا ہیں اور باقی تمام

دنیا جاہل ہے نبی اسرائیل کو اوسنے خیانت کرنمین کچھ گناہ نہیں اور سیطرح دیدہ دانستہ بہت سے جھوٹی باتین بنا رکھی تھین جیسا کہ ہمنے ہندو نکی بیکانیر کی مثال مین بیان کی ہے جو یہ بنا رکھی ہے کہ یہ غلط

بلکہ جو کوئی خواہ بنی اسرائیل ہو یا نہو ہر متدین سید پیر زادہ ہو یا نہو خدا اسی سے ڈر کر اوسکا عہد شریعت کو پورا کریگا خدا اوس سے محبت کریگا اور جو کسیقدر دنیاوی لالچ مین آکر اوسکی برعکس کریگا وہ قیامت مین

عذاب الیم پاویگا اسیکطرف خدا عنایت کی نظر ہی نکریگا نہ دنیا مین اونکی ترقی اور بہبودگی ہوگی - از انجملہ ایک بدمعاشی یہ تھی کہ لوگونکو بہکانیکی لئے زبان مروڑ کر کتاب پڑھتے اور اسمین اپنی

طرف سے ملا کر کہدیتے کہ یہ خدا کیطرف سے حکم ہے حالانکہ وہ اسیکطرف سے نہوتا تھا اور ایسی ہی جھوٹی باتین علمین لایا کرتے ہین (جیسا کہ آج کل معاش فقیرونکی بابا سیدا اور بزرگونکی املا و نکہ کرتمرین بھی جمع ہوتا

مَا كَانَ لِبَشَرٍ اَنْ يُّؤْتِيَهُ اللّٰهُ الْكِتٰبَ وَالْحُكْمَ وَالنُّبُوَّةَ ثُمَّ يَقُوْلَ لِلنَّاسِ كُوْنُوْا عِبَادًا لِّيْ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ

کسی بشر کا یہ کام نہیں کہ اللہ اوس کو کتاب اور حکم اور نبوت دیوی پھر وہ لوگونسے یہہ کہدے کہ تم خدا کو چھوڑ کر میرے بندے ہوجاؤ

وَلٰكِنْ كُوْنُوْا رَبّٰنِيّٖنَ بِمَا كُنْتُمْ تَعْلَمُوْنَ الْكِتٰبَ وَبِمَا كُنْتُمْ تَدْرُسُوْنَ ۝ وَلَا يَاْمُرَكُمْ اَنْ تَتَّخِذُوا الْمَلٰٓئِكَةَ

بلکہ وہہ یہی کیگا کہ تم ربانی یعنی لوگوںکے رہنما ہوجاؤ کتاب کی تعلیم اور اسکی تلاوت کرکے۔ اور نہ وہ یہہ کیگا کہ تم فرشتون کو

وَالنَّبِيّٖنَ اَرْبَابًا ۭ اَيَاْمُرُكُمْ بِالْكُفْرِ بَعْدَ اِذْ اَنْتُمْ مُّسْلِمُوْنَ ۝ وَاِذْ اَخَذَ اللّٰهُ مِيْثَاقَ النَّبِيّٖنَ لَمَآ اٰتَيْتُكُمْ مِّنْ

اور نبیونکو خدا بنالو۔ کیا وہ تمکو کفر سکھلاویگا اسلام لانے کے بعد۔ اور جبکہ اللہ نے (لوگونسے) نبیون کی بابت قرار لیا کہ جو کچھہ میں تمکو

كِتٰبٍ وَّحِكْمَةٍ ثُمَّ جَاۗءَكُمْ رَسُوْلٌ مُّصَدِّقٌ لِّمَا مَعَكُمْ لَتُؤْمِنُنَّ بِهٖ وَلَتَنْصُرُنَّهٗ ۭ قَالَ ءَاَقْرَرْتُمْ وَاَخَذْتُمْ عَلٰي ذٰلِكُمْ

کتاب اور حکمت دون پھر تمہارے پاس کوئی رسول آوے جو تصدیق کرے اوس چیز کی جو تمہارے پاس ہے تو تم ضرور اُسپر ایمان لانا اور اسکی مدد کرنا۔ پھر اللہ نے پوچھا آیا تمنے اقرار کرلیا اور اوسپر

اِصْرِيْ ۭ قَالُوْٓا اَقْرَرْنَا ۭ قَالَ فَاشْهَدُوْا وَاَنَا مَعَكُمْ مِّنَ الشّٰهِدِيْنَ ۝ فَمَنْ تَوَلّٰى بَعْدَ ذٰلِكَ فَاُولٰۗىِٕكَ هُمُ الْفٰسِقُوْنَ

میرا عہد قبول کرلیا۔ لوگون نے کہا ہمنے اقرار کیا۔ اللہ نے کہا باہم ایک دوسرے کا گواہ رہے اور میں بھی تمہارے ساتھ گواہ ہون۔ پھر جو اسکے بعد پھرجاوے سو وہی فاسق ہے

## ترکیب

بما کنتم صفۃ ربانیین کی اور یعلمون ہی کے سبب سے ہوا کیونکہ ہذا السبب تب یہ کان ہی سے متعلق ہوگا اور ما مصدریہ ای بتعلیمکم الکتاب لما یتکم اگر بکسر لام پڑہا جاوے تو یہہ لام یا اخذ سے متعلق ہوگا ای اخذ لہذا المعنی کم منعناکم محذوف ہوگا ای لرعایۃ ما یتکم یا میثاق ہی سے متعلق ہوگا ای یوثقنا علیہم لذلک اور ما یا موصولہ یا موصوفہ ہوگا اور عائد محذوف اس سے من کتاب حال ہوگا اور جو لام کو بالفتح پڑہا جاوے تب ما بمعنی الذی جو مبتدا ہوگا اور لام تاکید قسم کیلئے ہوگا اور خبر یا من کتب و حکمۃ ہوگی اور تؤمنن بہ اور یا تا کو شرطیہ اور لام قسم کیلئے اور تؤمنن اسکی شرط اور لام جواب قسم میں واقع ہوا۔ اور بعض نے لما یا بالتشدید پڑہا ہے جو ظرف زمان ہے۔

## تفسیر

جب کہ عیسائی الوہیت مسیح اور تثلیث وغیرہ عقائد فاسدہ میں ہر طرح ملزم قرار دیگئے اور کوئی حجت اُنکے پاس باقی نہ رہی تو عاجز ہوکر کہنے لگے کہ یہہ باتیں گو دلائل عقلیہ سے ثابت نہیں مگر نقل سے ثابت ہیں حضرت عیسی اسلام فی الجملہ خدا کا بیٹا کہا ہی اور وہ کلمات ذکر کئے ہیں جنسے اونکا خدا ہونا ثابت ہوتا ہی اور روح القدس کا بھی شریک الوہیت ہونا پایا جاتا ہی ہم اونکے فرمانیسے ان باتونپر یقین رکھتے ہیں اسکی جواب میں خدا تعالے فرماتا ہے کہ یہہ تو تم بھی خود جانتے ہو کہ وہ بشر تھے (اور اگر بشر نہ تھے تو خدا یا بحیثیت خدائی مصلوب ہونے اور گناہ کو سر پر اٹھا کر جہنم میں تین روز رہنے کے کیا معنی؟ جیسا کہ عیسائیون کا عقیدہ ہے اور یہہ بدیہی بات ہے کہ جس بشر کو خدا کتاب و حکم یعنی اوسکا فہم و ادراک صحیح عطا کرے اور نور نبوت سے وہ منور ہوکر تمام کثافت جسمانیت جہل و دیگر اخلاق ذمیمہ سے پاک ہوجاوے پھر وہ کبھی کسیکو ایسی بیہودہ تعلیم نہیں کرسکتا کہ مجھکو خدا سمجھو یا روح القدس یا اور نبی یا فرشتہ کو خدا بنالو بلکہ وہ خدا پرستی کی ہدایت کریگا کہ جو کتاب اللہ کے پڑہنے سے حاصل ہوتی ہے۔

جب اسسے بھی عاجز ہوگئے تو کہنے لگے کہ کیا اب ہم ای محمد تمکو خدا کا برگزیدہ نبی مانیں اگر ایسا ہے تو خدا نے تمکو کیوں حضرت عیسی کی معرفت بہات کا ذمہ دار نہیں کیا؟ اسکے جواب میں فرماتا ہے کہ ای نبی کہدو میرے نبیونکی بابت روز ازل میں بدلائل عقل کے محکمہ میں اقرار لیا ہے کہ جب تمہارے پاس کوئی رسول تمہاری اصول ہی کی تصدیق کرنیوالا آوے تو اوسپر ایمان لانا اوسکی مدد کرنا اور اقرار کردار و گفتار میں بھی گواہ ہون۔ پھر اگر جو نہ مانے تو وہ محض نافرمان ہے۔ بالخصوص عیسے ہی آنحضرت کی خبر دیگئے ہیں

أَفَغَيْرَ دِينِ اللَّهِ يَبْغُونَ وَلَهُ أَسْلَمَ مَنْ فِي السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضِ طَوْعًا وَكَرْهًا وَإِلَيْهِ يُرْجَعُونَ ۝

کیا اللہ کے دین کے سوا کوئی اور دین ڈھونڈتے ہیں؟ اور اسکے حکم میں تو ہے جو کچھ کہ آسمانوں اور زمین میں ہے چار و ناچار اور اسکی طرف پھیرے جا رہے ہیں

قُلْ آمَنَّا بِاللَّهِ وَمَا أُنْزِلَ عَلَيْنَا وَمَا أُنْزِلَ عَلَىٰ إِبْرَاهِيمَ وَإِسْمَاعِيلَ وَإِسْحَاقَ وَيَعْقُوبَ وَالْأَسْبَاطِ وَمَا

تو کہدے ہم تو ایمان لے آئے اللہ پر اور جو کچھ ہم پر نازل ہوا اور جو کچھ ابراہیم اور اسمعیل اور اسحاق اور یعقوب اور اسکی اولاد پر نازل ہوا اور جو کچھ

أُوتِيَ مُوسَىٰ وَعِيسَىٰ وَالنَّبِيُّونَ مِنْ رَبِّهِمْ لَا نُفَرِّقُ بَيْنَ أَحَدٍ مِنْهُمْ وَنَحْنُ لَهُ مُسْلِمُونَ ۝ وَمَنْ يَبْتَغِ

کہ موسیٰ اور عیسیٰ اور دیگر انبیاء کو اونکے رب کیطرف سے ملا (سب پر) ہم ان میں کچھ بھی فرق نہیں کرتے اور ہمنے اوسکے آگے سر جھکا دیا ہے - اور جو کوئی

غَيْرَ الْإِسْلَامِ دِينًا فَلَنْ يُقْبَلَ مِنْهُ وَهُوَ فِي الْآخِرَةِ مِنَ الْخَاسِرِينَ ۝

سوائے اسلام کے اور دین اختیار کریگا سو وہ ہرگز قبول نہوگا - اور وہ شخص آخرت میں خسارہ میں رہیگا +

## ترکیب

غیر منصوب ہے ینبغون کیوجہ سے ومن یبتغ ابتغاء سے مشتق ہے جسکے معنی تلاش کرنا یہ شرط غیر الاسلام منصوب ہے صفت ہوکر دینا کی جو مقدم ہونیسے حال ہوگیا دینا ہوا الجواب

## تفسیر

پہلی آیتوں میں تھا کہ جو نبی تمہارے دین کا تصدیق کرنیوالا آوے تو تمپر ضرور ہے کہ اوسپر ایمان لاؤ - اوسپر یہود و نصاریٰ یہ اعتراض کرتے تھے کہ یہہ مسلم لیکن یہ نبی ہمارے دین اور کتاب کا مصدق نہیں کیونکہ الوہیت مسیح اور تثلیث ہمارے دین کا اصل الاصول ہے سو یہہ اوسکا رد کرتے ہیں پھر ہم کیونکر انپر ایمان لاوین (چنانچہ اب بھی پادری یہی اعتراض کیا کرتے ہیں) اسکا خدا نے جواب دیا کہ یہہ باتیں تمہارے دین کا اصول نہیں بلکہ یہہ افراط و تفریط انبیاء علیہم السلام کے بعد تمہارے دین میں پیدا ہوئی ہیں جنکے دور کرنیکے لئے اس خیر نبی کی ضرورت ہوئی ورنہ انبیاء سے باوجود مرتبہ شہود کے یہہ ممکن نہیں کہ وہ ایسی خلاف فطرت باتیں کہیں اور کسی اور کو شریک خدا ٹھہرائیں کیونکہ وہ مقام شہود میں دیکھ رہے ہیں کہ آسمان و زمین ہر چیز ملائکہ و بنی آدم اہل ایمان از خود اور جبر و اکراہ کفار جبراً اوسکے آگے سرنگوں ہیں - ہر انسان زبان حال سے یہہ کہہ رہا ہے کہ دراصل الٰہ حق وہی ہے جو مجھکو مجبورانہ میدان وجود میں کھینچے لا رہا ہے بے اختیار جوانی پر بڑھاپا مرض و تندرستی آتی ہے اسیطرح چمن میں ہر غنچہ چٹکے چٹکے یہی کہہ رہا ہے وقس علی ہذا اسیطرح ہر چیز عالم ہستی سے اوسکیطرف چلی جا رہی ہے چاند ستارے اوسپر قربان ہوتے پھر رہے ہیں بلکہ سب انبیاء علیہم السلام کا ایک ہی طریق ہے گو حسب وقت جزئیات میں تفاوت ہے اسلئے اولسے یہہ کہدے کہ ہم اللہ پر ایمان لائے ابراہیم اور اسمعیل اور اسحق اور یعقوب اور انکی نسل کے انبیاء خصوصاً موسیٰ اور عیسیٰ پر جو کچھ نازل ہوا اور ہم پر جو کچھ نازل ہوا سب پر ایمان لائے ہیں اب اور ہمارے مصدق ہونے میں کیا کلام ہے سب انبیاء کا مبدا فیض ایک ہے سب کا ماننا ضرور ہے اور اسیکا نام مذہب اسلام ہے پھر جو کوئی اس دین کے برخلاف ہے تو وہ تمام سلسلۂ انبیاء کے برخلاف ہے جو ہرگز مقبول بارگاہ نہوگا گو دنیا میں وہ اُس غلط مذہب پر اعتقاد کرکے اوسمیں ہزار کوشش کرے مگر آخرت میں کامیاب نہوگا بجائے نفع کے خسارہ اُٹھاویگا +

كَيْفَ يَهْدِي اللّٰهُ قَوْمًا كَفَرُوا بَعْدَ إِيمَانِهِمْ وَشَهِدُوا أَنَّ الرَّسُولَ حَقٌّ وَجَاءَهُمُ الْبَيِّنَاتُ ط

اللہ ایسی قوم کو کیونکر ہدایت کرے جو ایمان لاکر منکر ہوگئی اور رسول کے برحق ہونیکی گواہی دی چکی اور انکے پاس نشانیان بھی آچکی

وَاللّٰهُ لَا يَهْدِي الْقَوْمَ الظّٰلِمِينَ ○ أُولٰئِكَ جَزَاؤُهُمْ أَنَّ عَلَيْهِمْ لَعْنَةَ اللّٰهِ وَالْمَلٰئِكَةِ وَالنَّاسِ أَجْمَعِينَ

اور اللہ بے انصاف لوگونکو ہدایت نہین کرتا ایسے لوگونکی یہی سزا ہے کہ انپر خدا کی اور فرشتون اور سب لوگونکی ایسی لعنت ہے

خٰلِدِينَ فِيهَا لَا يُخَفَّفُ عَنْهُمُ الْعَذَابُ وَلَا هُمْ يُنْظَرُونَ ۝ إِلَّا الَّذِينَ تَابُوا مِنْ بَعْدِ ذٰلِكَ وَأَصْلَحُوا

کہ جسمین وہ ہمیشہ رہینگے نہ اونکے عذاب مین کمی ہوگی نہ اونکو مہلت ملیگی - مگر جنھون نے کہ اسکے بعد توبہ کرلی اور سدھر گئے

فَإِنَّ اللّٰهَ غَفُورٌ رَحِيمٌ ۝ إِنَّ الَّذِينَ كَفَرُوا بَعْدَ إِيمَانِهِمْ ثُمَّ ازْدَادُوا كُفْرًا لَنْ تُقْبَلَ تَوْبَتُهُمْ وَأُولٰئِكَ

تو بیشک اللہ غفور رحیم ہے - البتہ جو ایمان لاکر کافر ہوگئے پھر بڑھگئے کفر مین تو ہرگز اونکی توبہ قبول نہوگی اور یہی

هُمُ الضَّالُّونَ ۝ إِنَّ الَّذِينَ كَفَرُوا وَمَاتُوا وَهُمْ كُفَّارٌ فَلَنْ يُقْبَلَ مِنْ أَحَدِهِمْ مِلْءُ الْأَرْضِ ذَهَبًا وَلَوِ افْتَدٰى بِهِ ط أُولٰئِكَ لَهُمْ

گمراہ ہین - بیشک جو کافر ہوئی اور کفر مین ہی مرگئے تو ایسی کسی سے ہرگز زمین بھر کر بھی سونا قبول نہوگا گو وہ تاوان ہی کیون نہ دے نہین یونگونکو

عَذَابٌ أَلِيمٌ وَمَا لَهُمْ مِنْ نّٰصِرِينَ ○

عذاب الیم ہے اور انکا کوئی بھی مددگار نہین

## ترکیب

کیف حال ہے اور عامل اسمین ہدی ہے شہدوا حال ہے ضمیر کفروا سے اولئک مبتدا جزاءہم مبتدا ان اور اسکا اسم وخبر مجموعہ خبر پھر یہ تمام جملہ مبتدا اول کی خبر ہوا خلدین حال ہے ضمیر علیہم سے اور عامل اسمین جار یا اوسکا متعلق ہے - ذہبا تمیز ہے ملء سے اور اسکی ضمیر اسیطرف پھرتی ہے

## تفسیر

جبکہ خدا تعالی منکرونکے لئے ہر قسم کے بیان شافی ذکر فرما چکا اور پھر بھی وہ ہدایت پر نہ آئے تو جسطرح طبیب علاج کرکے جب صحت نہین دیکھتا تو کہتا ہے تمکو کسطرح تندرستی ہو تم تو ایسی ایسی بدپرہیزی کرتے اور کرچکے ہو اسیطرح خدا تعالی فرماتا ہے کہ ایسے تیرہ باطن اور سیاہ قلب لوگونکو کیونکر ہدایت ہو کہ جو قبل ظہور نبی علیہ السلام کے اونکی کتب سابقہ مین بشارتین دیکھکر انپر ایمان رکھتے ہے اور اس رسول کے برحق ہونیکی گواہیان دیا کرتے (جیسا کہ سورہ بقرہ مین ہمنے بیان کیا ہے) باوجود اسکے حضرت کے بیشمار معجزات ہے دیکھہ چکے ہین لیکن عناد سے اب منکر ہوگئی سو ایسے ازلی بدبختونکو ہدایت نہین ہوتی انکی سزا دنیا مین خدا کی اور فرشتون اور سب خداشناس لوگونکی پھٹکار اور آخرت مین عذاب الیم ہے کافرونکی تین قسم ہین ایک وہ جو صدق دل سے توبہ کرلیتے ہین اونکے حق مین الا الذین تابو الخ فرمایا کہ خدا اونکو معاف کرتا ہے دوم وہ جو صدق دل سے توبہ نہین کرتے اور باوجود اسکے ہمیشہ پیغمبر کا مقابلہ کرکے کفر مین زیادہ بڑھتے جاتے ہین جیسا کہ یہود مدینہ اونکے لئے لن تقبل توبتہم فرمایا کہ اونکی ہرگز توبہ قبول نہوگی یعنے اسکی اونکو توفیق ہی نہوگی تاکہ توبہ قبول ہو تیسرے وہ جو سرے سے توبہ ہی نہین کرتے اور حالت کفر مین مرتے ہین اونکی نسبت تین باتین فرمائین (۱) اگر وہ بالفرض زمین بھر کر سونا ہی تاوان مین دین تو ہرگز آخرت مین قبول نہوگا (۲) انکو عذاب الیم ہوگا (۳) کوئی انکا مددگار اور سفارشی بھی نہوگا اس مرض روحانی کا یہی نتیجہ بد ہے

لَنْ تَنَالُوا الْبِرَّ حَتّٰى تُنْفِقُوْا مِمَّا تُحِبُّوْنَ ۚ وَمَا تُنْفِقُوْا مِنْ شَيْءٍ فَاِنَّ اللّٰهَ بِهٖ عَلِيْمٌ ۝

ہرگز نیکی نہ ملیگی جب تک کہ تم کچھ اپنی دل پسند چیزمین سے خرچ نکروگے - اور جو کچھ تم خرچ کرتے ہو اوسکو خدا خوب جانتا ہے

كُلُّ الطَّعَامِ كَانَ حِلًّا لِّبَنِيْٓ اِسْرَآءِيْلَ اِلَّا مَا حَرَّمَ اِسْرَآءِيْلُ عَلٰى نَفْسِهٖ مِنْ قَبْلِ اَنْ تُنَزَّلَ التَّوْرٰىةُ ۭ قُلْ فَاْتُوْا

ہر قسم کا کھانا بنی اسرائیل کو حلال تہا مگر وہ جو کہ خود اسرائیل (یعقوب) نے توراۃ نازل ہونیسے آگے اپنے اوپر حرام کر لیا تہا - تو کہہ توراۃ لاکر

بِالتَّوْرٰىةِ فَاتْلُوْهَآ اِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِيْنَ ۝ فَمَنِ افْتَرٰى عَلَي اللّٰهِ الْكَذِبَ مِنْۢ بَعْدِ ذٰلِكَ فَاُولٰۗىِٕكَ هُمُ الظّٰلِمُوْنَ ۝

اوسکو پڑہو اگر سچے ہو - پہر جو کوئی اسکے بعد بہی خدا پر جہوٹہ باندہے تو وہی بے انصاف ہے

## ترکیب

مما ما بمعنی الذی یا نکرہ موصوفہ ہے اور مصدریہ نہین ہوسکتا - منہ کی ضمیر ما یا شی کیطرف رجوع کرتی ہے - الا حرم موضع نصب مین ہے کیونکہ یہہ استثنا خبر کان سے ہے من قبل متعلق ہے حرم سے من بعد ذلک متعلق ہے افتری سے الطعام بمعنی المطعوم والمراد کلہا اور حل مصدر ہے اسمین جمع اور واحد مذکر مونث سب یکسان ہین ؛

## تفسیر

اگلی آیت مین ذکر تہا کہ قیامت مین کفار اگر زمین بہر کر بہی سونا دینگے تو ہرگز قبول نہوگا اس مناسبت سے یہان اللہ کی راہ مین صرف کرنیکا ذکر آگیا کہ تم کو تب یعنی نیکی اور جزا کامل اور ابرار لوگونکا مرتبہ جب ملیگا جب تم اپنی دلپسند چیز کو صرف کروگے یہہ ایک ایسے پاکیزہ الفاظ مین مطلب ادا کیا ہے کہ جنمین ہزارون اسرار کیطرف اشارہ ہے مثلاً اول انسانکی محبوب چیز اوسکی جان ہے اوسکا صرف کرنا یہ کہ روح کو اسکے مشاہدہ جمال مین ہمہ تن محو اور فنا کردے پہر اسکا بروصال حقیقی ہے یا اوسکو اللہ کے دین اور اشاعت خیر مین صرف کرکے شہید ہوجاوے پہر اسکی حب جاہ اور رنگا رنگ کی طبعی اور بہیمی بیجا خواہشین ہین انکا صرف کرنا انکو چہوڑ دینا ہے اور بعد اسکے اسکا مال اور اسکے عمدہ عمدہ علوم اور فائدبخش کام مین انکو بہی اوسکی راہ مین صرف کرنا یعنی اسطرح خدا کے بندون سے انتقام لینا بہی بڑی مرغوب چیز ہے اسکو بہی صرف کرے تاکہ مجلس ابرار اور عالم قدس مین رتبہ پاوے - جب یہہ آیت نازل ہوئی تو ابوطلحہ صحابی نے حضرت سے عرض کیا کہ یا حضرت فقط اس مرغوب مال صرف ایک باغ بیرحاء نامی ہے آپکو خدا کی راہ مین جیسا مناسب جانین صرف کردین (بخاری) اُسوقت عرب کی قوم نے سب سے اول اس مسئلہ پر عمل کرکے دنیا اور دین کی سلطنت حاصل کی تہی - اور اسلیئے خدا پرست لوگ ہمیشہ لذیذ اور قوی بہیمہ کو جوش مین لانیوالی چیزون کو صرف اور انکا کہانا ترک کردیتے تہے جیسا کہ اسرائیل یعنی حضرت یعقوب علیہ السلام نے اونٹ کا گوشت اور بعض چیزین جو شرعاً اور ملت ابراہیمہ مین حلال تہین اپنی اوپر حرام کرلین تہین اور یہہ معاملہ توراۃ سے پہلے کا ہے چنانچہ اونکی تقلید سے بنی اسرائیل مین بہی اونکی حرمت چلی آتی تہی جسپر مدینہ کے یہود آنحضرت پر اعتراض کرنے لگے کہ آپ ملت ابراہیمہ کے مدعی ہوکر یہہ چیزین کیون کہاتے ہین ؟ خدا تعالی نے اسکے ضمن مین اونکا جواب دیا کہ اونٹ کا گوشت اور یہہ بعض چیزین ہرگز ابراہیم پر حرام نہین تم جو توراۃ کا حوالہ دیتے ہو تو اچہا توراۃ لاکر اوسمین دکہاؤ کہ یہ چیزین خدا نے ابراہیم پر حرام کی تہین ف کل الطعام سے وہ کل طعام مراد ہین کہ جنمین بحث تہی جیسا کہ اونٹ کا گوشت - اس سے ہر قسم کا کہانا مراد لیکر قرآن پر یہہ اعتراض کرنا (کہ ہر قسم کے کہانے کب بنی اسرائیل کو حلال تہے) لغو بات ہے ف فاتوا بالتوراۃ اونکے ادعا کے موافق فرمایا ہے اس سے یہہ ثابت نہین ہوتا کہ آنحضرت کے عہد مین موسی کی اصلی توراۃ بلا تغیر موجود تہی ؛

قُلْ صَدَقَ اللّٰهُ فَاتَّبِعُوْا مِلَّةَ اِبْرٰهِيْمَ حَنِيْفًا ۭ وَمَا كَانَ مِنَ الْمُشْرِكِيْنَ ۝ اِنَّ اَوَّلَ بَيْتٍ وُّضِعَ لِلنَّاسِ

تو کہدے خدا نے سچ کہدیا اب تو تابع ہوجاؤ ملت ابراہیم کے جو ایک طرف کا تھا اور وہ مشرک نتھا بیشک سب سے اول گھر جو لوگونکے لئے (عبادت گاہ) بنایا گیا

لَلَّذِيْ بِبَكَّةَ مُبٰرَكًا وَّهُدًى لِّلْعٰلَمِيْنَ ۝ فِيْهِ اٰيٰتٌۢ بَيِّنٰتٌ مَّقَامُ اِبْرٰهِيْمَ ۚ وَمَنْ دَخَلَهٗ كَانَ

وہ گھر ہے جو مکہ میں ہے مبارک اور جہان کیلئے رہنما ہے - اسمیں نشانیاں ظاہر ہیں منجملہ اونکے مقام ابراہیم ہے - اور جو کوئی اسمیں جاتا ہے

اٰمِنًا ۭ وَلِلّٰهِ عَلَي النَّاسِ حِجُّ الْبَيْتِ مَنِ اسْتَطَاعَ اِلَيْهِ سَبِيْلًا ۭ وَمَنْ كَفَرَ فَاِنَّ اللّٰهَ غَنِيٌّ عَنِ الْعٰلَمِيْنَ ۝

امن پاتا ہے - اور لوگونپر اللہ کیلئے اوس گھر کا حج کرنا فرض ہے اوسپر جو کہ وہان پہنچنے کی طاقت رکھے - اور جو کوئی نافرمانی کرے تو اللہ کو مخلوقات میں سے کسیکی کچھ پروا نہیں

## ترکیب

حنیفا حال ہے ابراہیم سے اور ممکن ہے کہ ملت سے بھی ہو کیونکہ ملت بمعنی دین ہے پھر حال ذوالحال دونوں مفرد ہیں - وضع موضع جر میں صفت بیت کی اور للذی بیکۃ خبر ہے ان کی بکہ مکہ ہے م اور ب کا بدلہ ہوجاتا ہے جیسا کہ لازب اور لازم بعض کہتے ہیں مکہ شہر اور بکہ مسجد الحرام مبارکا اور ہدی دونوں ضمیر وضع سے حال ہیں - ایت بینات مبتدا فیہ خبر مقام ابراہیم مبتدا اور خبر محذوف اسے منہا حج البیت بالفتح والکسر بعض کہتے ہیں بالکسر اسم مصدر ہے مبتدا علی الناس خبر للہ متعلق علی سے متعلق ہے من استطاع الناس سے بدل بعض ہے

## تفسیر

یہ تتمہ ہے پہلی گفتگو کا کہ اللہ نے سچی بات کہدی اب اسی پر فیصلہ ہے کہ جو دین ابراہیم کا ہے اوسکو اختیار کرو اور یہ ظاہر ہے کہ اوسمیں دو وصف تھے ایک یہ کہ وہ حنیف تھا یعنے ادہر ادہر بہٹکتا نہ تھا ایکطرف کا ہو رہا تھا سب کو ترک کرکے اللہ کی ذات پر تکیہ لگا رکھا تھا حنیف ایسا عام وصف ہے کہ جسکی شاخیں خلت توکل رضا قناعت صبر دنیا سے نفرت کرکے عالم آخرت کیطرف رغبت رکھنا سچ بولنا وغیرہ وغیرہ خصایل حمیدہ ہیں اور دوسرا وصف یہ تھا کہ وہ مشرک نتھا نہ شرک جلی (کہ کسیکو خدا کے سوا الوہیت میں شریک کرے) اوسکا شیوہ تھا نہ شرک خفی یہانتک کہ اپنے جمیع کاروبار اور تمام عالم کا سلسلہ احتیاج اوسکے ہاتھ میں جانتا تھا - اب غور کرو کہ ان اصل اصول دونوں میں سے ای اہل کتاب کونسی ہات ابراہیم کی تمہارے پاس ہے اے یہود کیا ختنہ کرنا اور سبت کا ماننا اور بعض چیزونکی حلت و حرمت جو حسب مصلحت موسی کے عہد میں ہوئی اصل اصول ملت ابراہیمہ ہے؟ اور اے عیسایئو کیا عشائی ربانی اور بپٹسمہ اور مسیح کو خدا اور خدا کا بیٹا جاننا اور اس اعتماد پر کہ وہ ہمارے گناہ اٹھا لیگا خداوند تعالی کی تمام شریعت کو لغو سمجھنا بلکہ بقول پولوس شریعت پر عمل کرنیوالیکو لعنتی خیال کرنا اصول ملت ابراہیم میں؟ نہیں ہرگز نہیں یہ تو تمہارے مشایخ کی قلعی چڑہائی ہوئی اور نفس اور وہم کی ملونی ہے انہیں ضرور تو تکیلئے تو سب سے آخیر ایک نبی عربی کے بھیجنے کی ضرورت پڑی جسکی خبر تمہاری توراۃ زبور وغیرہ کتب سابقہ میں پائی جاتی ہے بالخصوص یسعیاہ نبی کی کتاب کے ۴۲ یا لیسوین یا میں تصریح ہے) ان دونوں لفظونسے یہود اور عیسایئون اور مشرکین عرب کو کس لطف کے ساتھ ملت ابراہیمہ سے مخالف ہونے پر الزام دیا ہے

**ایک پادری** صاحب نے ایک کتاب عدم ضرورت قرآن لکھی ہے اسمیں جابجا یہ بات ثابت کرکے (کہ قرآن کی فلاں فلاں بات تورات سے ماخوذ ہے فلاں یہودیونکی تاریخ سے فلاں طالمود سے فلاں جگدہ فلاں مشتا سے فلاں مشرکین عرب سے فلاں عیسایئونکی معتبر اور غیر معتبر اناجیل سے) خیالی تپہنچے ہیں کہ پھر قرآن نازل ہونیکی کیا ضرورت تھی منجملہ اعتراضات کے ایک اعتراض ملت ابراہیمہ کی پابندی پر کیا ہے قولہ تحقیق کے بعد معلوم ہوتا ہے کہ اس دین (ابراہیمی) کا خیال پیشتر ہی تھا اور دین سے محمد ہی اس تعلیم کے مشاہدہ

۵۲ یہود کی مذہب اور تاریخ کی کتابونکے نام میں ۱۲ منہ

کرانے پر آمادہ ہوا محمد سے پیشتر حنیفہ کرکے ایک گروہ تہا وہ اپنی تئین ابراہیمی صابئین کہتے تہے اور شروع مین محمد نے اپنے تئین ان مین سے ایک ظاہر کیا تھا انکا طریق یہودی عیسویت کی صورت رکہنا تہا وے ایک خدا کو مانتے تہے انکے پاس توریت اور انجیل اور ابراہیم اور موسی کی روایتین تہین اور یہہ روایتین یہودیونکی کتب مدراش مین پائی جاتی تہین جو پریون اور فرشتونکے قصہ تہے - اس فرقہ مین کئی مشہور آدمی تہے اونمین سے ایک عمایہ مشہور شاعر تہا جو محمد کی ہجو کیا کرتا تھا اور چار شخص محمد کے رشتہ دار تہے اور ورقہ بہی انمین تہا اور زید بہی کہ مین بت پرستی اور دختر کشی کی ممانعت اور توحید کی تعلیم دیا کرتا تھا اور محمد بہی اُسکا شاگرد ہوچکا تہا پہر چونکہ طالمود مین ابراہیم پر لفظ مسلم بولا گیا ہے جسکے معنی راستباز کے ہین وہی محمد نے بہی قران مین بولا اور پہر جگہ یعنی طالمود کے تاریخی حصہ مین جو کچہہ مذہب ابراہیم کی تشریح ہے کہ وہ ایک خدا کو مانتا تہا اور رحمدل تھا اور خدا سے محبت رکہتا تھا اور نمرود نے اونکو آگ مین ڈالا لیکن وہ صحیح سلامت نکل آئی وغیرہ باتین تحریر ہین وہی محمد نے سیکہہ قرآن لکہدیا اور دعوے کیا کہ مجہکو الہام ہوا ہے انتہے ملخصاً

**جواب** پادریصاحب طرح راستبازی اور انصاف سے بے بہرہ ہین اسیطرح تاریخ عرب سے بہی بے بہرہ ہین اول تو ورقہ اور زید ہرگز صابئی نہ تہے بلکہ موحدین مین سے تہے اور صابی ستارہ پرست ہین دوم صابیون کا کوئی فرقہ توراۃ اور انجیل اور انکی روایتون کو نہین مانتا نہ اونکا طریق یہودیت اور عیسویت کیسا تہا اور ورقہ خاص من کیونہلکہ مذہب کا عیسائی تہا جو آخیر مین حضرت نبی صلعم پر صدق دلسے ایمان لایا اور زید لڑکپن مین ہی نہ تعلیم و تعلم پایا نہین گیا وہ ایک موحد شخص تہا جو آپ سے کہین پہلے مرگیا پہر شاگردی کا الزام لگانا محض رجوع بیفروغ ہے

اب رہی یہہ بات کہ طالمود مین یہودیونکی دیگر کتابون مین حضرت ابراہیم کے قصون کا قرآن کے مطابق پایا جانا سو یہہ منافی الہام نہین کیونکہ الہامی ہونکو یہہ ضرور ہے کہ وہ تمام تاریخی کتابونکے برخلاف ہو پہر اگر یہی ہے تو اناجیل اربعہ مین سے جو سب سے اول ہو اسکے علاوہ سب غلط اور غیر الہامی ہین کیونکہ وہ تاریخی کتابونکے حوالے سے لکہی گئین اسیطرح بائبل کی کتاب تاریخ اور کتاب شموئیل کو غلط کہنا پڑیگا علاوہ اسکے حضرت کے پاس طالمود اور مدارش وغیرہ کتابون کا جاننے والا کون تہا اور وہ کتابین اتنی مشہور ہی نہین جب کہ ان تہین اور اگر کوئی یہودی تہا تو اسپر کیا عیب تہا جو اپنے تئین گرد پیرا ایمان لایا تہا - اگر آپ سے پہلے کسینے ملت ابراہیمی کا دعوے کیا تو آپکے نبی مصلح دین ہونے مین کیا فرق آیا کیا حضرت عیسی سے پہلے دین موسوی کے مدعی اور مصلح نہین گزرے ہین بلکہ خود حضرت یحیی علیہ السلام اونکے استاد موجود تہے جنسے انہون نے تعلیم پائی اور پہر وہی لفظ بولے جو ہمیشہ بولتے آئی ہین پہر کہئے حضرت عیسے اور انکے حواریون اور انکی کتابونکی کیا ضرورت تہی پادریصاحب آپ جو کچہہ ملحدون نے حضرت عیسی علیہ السلام کے حق مین کہا ہے وہی آنحضرت پر بدگمانی کرتے ہین اون یہودی حضرت عیسی کی نسبت یہی باتین بناتے ہین

اب ہم تفسیر کلام الہی کیطرف رجوع کرتے ہین - یہود کا جسطرح اونٹ کے گوشت اور دودہ کہانے پینے کی بابت آنحضرت پر اعتراض تہا اسیطرح وہ کعبہ کی بابت اعتراض کیا کرتے تہے کہ آپنے تمام انبیاء کا قبلہ اور سب سے قدیم بیت المقدس ترک کرکے جاہلون کا کعبہ اختیار کیا ہے چونکہ ابراہیم علیہ السلام کی ملت کا ذکر بہی کیا تہا اسلئے کعبہ کا بہی کیا کہ اے یہود جو گہر دنیا مین خدا کی عبادت اور رہنمائی اور برکت کے لئے بنائے گئے ہین سب سے اول وہ گہر ہے جو مکہ مین ہے یعنے کعبہ جسکو خاص آدم نے پہر اونکے بعد ابراہیم نے بنایا ہے اور بیت المقدس کو سلیمان نے جو انکی ذریت مین اور انسے سیکڑون برس بعد ہوئی ہین - اسکے علاوہ اسمین ہزارون برکتین اور خدا کی نشانیان ابتک موجود ہین سوا روحانی برکت کے یہان ظاہری برکات بہت سے ہین منجملہ اونکے ایک وہ پتہر ہے کہ جسپر چڑہکر ابراہیم نے کعبہ بنایا ہے اور سمعون نکے پاؤن کا پورا نشان ہے اور یہہ کہ جو وہان بصدق دل جاتا ہے دنیا اور آخرت کی بلاؤنسے نجات اور امن پاتا ہے اسلئے آج تک کسی بادشاہ قاہر کی یہہ مجال نہین ہوئی کہ وہ کعبہ پر چڑہکر آیا اور اسکو گرایا ہو اور لوگونکو قتل کیا ہو اور جو کوئی آیا جیسا کہ ابرہہ شاہ حبش تو اسکو خدا نے ابابیل سے غارت کردیا برخلاف بیت المقدس کے کہ خود اسکو بارہا بخت نصر و غیرہ بادشاہون نے ڈہایا اور وہان کے زن و مرد کو قتل کیا اسلئے جو کوئی زاد راہ رکہتا ہو اور سپر وہان عمر بہر مین ایکبار جانا ضرور ہوا یعنے فرض ہے اور جو کوئی اسکے دربار مین حاضر ہونے سے سرتابی کرے تو اس کو کچہہ کسیکے پروا بہی نہین ہے

قُلْ يَا أَهْلَ الْكِتَابِ لِمَ تَكْفُرُونَ بِآيَاتِ اللَّهِ وَاللَّهُ شَهِيدٌ عَلَىٰ مَا تَعْمَلُونَ قُلْ يَا أَهْلَ الْكِتَابِ لِمَ تَصُدُّونَ

کہہ اے اہل کتاب کیلئے اللہ کی آیتوں کا انکار کرتے ہو اور اللہ کے روبرو ہے جو کچھ تم کر رہے ہو۔ کہہ اے اہلکتاب کیون ایمان لانیوالون کو

عَنْ سَبِيلِ اللَّهِ مَنْ آمَنَ تَبْغُونَهَا عِوَجًا وَأَنْتُمْ شُهَدَاءُ وَمَا اللَّهُ بِغَافِلٍ عَمَّا تَعْمَلُونَ يَا أَيُّهَا الَّذِينَ

خدا کی راہ سے روکتے ہو درحالیکہ تمہین عیب لگانا چاہتے ہو خبردار ہو کر۔ اور خدا تمہارے کام سے ہرگز غافل نہین۔ اے ایمان

آمَنُوا إِنْ تُطِيعُوا فَرِيقًا مِنَ الَّذِينَ أُوتُوا الْكِتَابَ يَرُدُّوكُمْ بَعْدَ إِيمَانِكُمْ كَافِرِينَ وَكَيْفَ تَكْفُرُونَ

والو اگر تم اہلکتاب مین سے کسی گروہ کا کہا مانوگے تو وہ تمکو ایمان لانیکے بعد پھیر کر کافر ہی کر دینگے۔ اور تم کیونکر کافر ہوجاوگے

وَأَنْتُمْ تُتْلَىٰ عَلَيْكُمْ آيَاتُ اللَّهِ وَفِيكُمْ رَسُولُهُ وَمَنْ يَعْتَصِمْ بِاللَّهِ فَقَدْ هُدِيَ إِلَىٰ صِرَاطٍ مُسْتَقِيمٍ

حالانکہ تمکو خدا کی آیتین پڑھکر سنائی جاتی ہین اور تم مین اوسکا رسول بھی ہے۔ اور جو کوئی مضبوط پکڑتا ہے اللہ کو تو بیشک اوسکو سیدھا رستہ دکھایا گیا

## ترکیب

لم تکفرون سے متعلق ہے اسیطرح لم تصدون سے عن سبیل اللہ تصدون سے متعلق ہے من امن تصدون کا مفعول بتغونہا کی ضمیر سبیل کیطرف راجع ہے کیونکہ یہ مذکر اور مونث ہے۔ عوجا حال ہے

## تفسیر

جبکہ اہلکتاب کے اعتراضون کا جواب دے چکا تو اب انکو فرماتا ہے کہ تم خدا کی آیات معجزات اور بشارات کا کہ جو اب تک پہلی کتابون مین پائی جاتی ہین کیون انکار کرتے ہو اور ایسے لغو شبہات سے اور بشارات مین تاویل کرکے کیلئے ایماندارونکو خدا کی راہ سے روکتے ہو اور کیون ان مین عیب لگاتے ہو؟ اللہ تمہاری اس حیلہ بازی اور مکاری سے غافل نہین تمکو ضرور سزا دیگا

جب یہود مدینہ ہر طرح سے عاجز آگئے اور مسلمان انکے دہوکے مین نہ آئے تو ایک اور ترکیب نکالی وہ یہہ کہ مدینہ مین حضرت کے تشریف لانیسے پہلے بنی اوس اور بنی خزرج دو قبیلون مین ایکسو بیس برس سے باہم عداوت چلی آتی تھی باہم لڑائیان اور سخت خونریزیان ہوا کرتی تھین حضرت کی برکت سے انمین ملاپ اور محبت ہوگئی اور اخوت اسلامی قائم ہوگئی

بعض یہودیون نے ایکروز انکی مجلس مین جاکر جاہلیت کی لڑائی کا ذکر چھیڑکر پرانے زہرالود وقائع یاد دلادئے اور ہر ایک قوم کے دلمین پہر وہ حرارت جوش مارنے لگی قریب تھا کہ پھر باہم تلوار چلے اتنے مین حضرت کو خبر ہوئی آپنے اونکو سمجھایا اور پھر ہر ایک کو گلے ملایا اسپر یہہ آیت نازل ہوئی کہ اے مسلمانو اگر تم ان اہلکتاب مین سے اگر کسیکا کہنا مانوگے یا انکے اعتراضات یہودہ کی طرف متوجہ ہوگے تو تمکو وہ پھر کافر بنا دینگے اور تعجب ہے کہ تم باوجود آیات الہی سننے کے اور رسول کی صحبت پانیکے کفر اختیار کروگے سو تمکو لازم ہے کہ یقین کامل دل مین اور عقیدت خاص پیدا کرکے رحمت الہی کا دامن ہاتھ مین مضبوط تھام لو تاکہ سیدھے رستہ چلے جاؤ۔

ایک رگ سے کسینے پوچھا کہ قوی ایمان کسکا ہے کہا غریب بڑھیا کا کہ جنکو بلا دلیل خدا کی ذات پر ایمان کامل ہے سو ایسے لوگ کبھی اگر مگر مین نہین آتے نہ شیطان کے وسوسہ توہمات مین مبتلا ہوتے ہین انکی شمشیر یقین تمام شبہات و شکوک شیاطین کے ٹکڑے ٹکڑے کر ڈالتی ہے حقیقت مین خوب ایمان ہے

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا اتَّقُوا اللَّهَ حَقَّ تُقَاتِهِ وَلَا تَمُوتُنَّ إِلَّا وَأَنتُم مُّسْلِمُونَ ۝ وَاعْتَصِمُوا بِحَبْلِ اللَّهِ جَمِيعًا

اے ایمان والو اللہ سے ڈرو جہانتک کہ اوس سے ڈرنیکا حق ہے اور نہ مرنا مگر فرمانبردار ہوکر اور چمٹ جاؤ خدا کی رسی سے

وَلَا تَفَرَّقُوا وَاذْكُرُوا نِعْمَتَ اللَّهِ عَلَيْكُمْ إِذْ كُنتُمْ أَعْدَاءً فَأَلَّفَ بَيْنَ قُلُوبِكُمْ فَأَصْبَحْتُم بِنِعْمَتِهِ

ملکر اور الگ الگ نہوجاؤ اور خدا کا احسان یاد کرو جو تم پر ہے (وہ یہہ کہ) جب تم مین باہم دشمنی تہی تو اوسنے تمہارے دلون مین محبت پیدا کردی جس سے اوسکے فضل سے

إِخْوَانًا وَكُنتُمْ عَلَىٰ شَفَا حُفْرَةٍ مِّنَ النَّارِ فَأَنقَذَكُم مِّنْهَا ۗ كَذَٰلِكَ يُبَيِّنُ اللَّهُ لَكُمْ آيَاتِهِ لَعَلَّكُمْ تَهْتَدُونَ

تم بہائی ہوگئے اور تم آگ کے گڑہے کے کنارے پر تھے کہ اوسنے تمکو اوس سے بچالیا - اللہ اسطرح بیان کیا کرتا ہے تمسے اپنی آیتین تاکہ تم ہدایت پاؤ

وَلْتَكُن مِّنكُمْ أُمَّةٌ يَدْعُونَ إِلَى الْخَيْرِ وَيَأْمُرُونَ بِالْمَعْرُوفِ وَيَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنكَرِ ۚ وَأُولَٰئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُونَ ۝

اور تم مین سے ایک ایسی جماعت قایم ہونی چاہئے کہ جو لوگونکو نیکی کیطرف بلایا اور نیک باتین بتایا کرے اور بری باتونسے منع کیا کرے اور وہی فلاح پانیوالے ہین

## ترکیب

اخوانا خبر ہے اصبحتم کی اور یہہ جمع اخ کی ہے کنتم کا اسم ضمیر علی شفا الخ خبر شفا بالفتح اسکے معنی کنارہ کے ہین اسکا تثنیہ شفوان آتا ہے وکنتم کان تامہ منکم اسکے متعلق امۃ اسم یدعون الخ اوسکی صفت

## تفسیر

اسجگہہ اتفاق اور باہمی محبت کی تاکید کرتا ہے اور اس نااتفاقی کے زمانہ کیطرف اشارہ کرتا ہے جو جہنم کا گڑہا تہا اور جسکے کنارہ پر لوگ پہونچ گئے تہے قریب تہا کہ گر کر ہلاک ہون لیکن خدا نے اوس سے نجات دی نبی علیہ السلام کی برکت سے آپسمین ایسی محبت کرادی کہ بہائی بہائی ہوگئے پہر اس کے نتیجہ و برکات دنیا اور دین مین بیشمار ظہور مین آئے کسریٰ اور قیصر کی سلطنت بلکہ دنیا کی تمام سرسبز سلطنتین اُن ہوگئے ننگے عرب کے اونٹ بکری چرانے والونکی ہاتہہ مین دیدی اور دین مین بہی تمام نبی آدم کے ہادی اور رہنما بنگئے اس نعمت کیطرف اشارہ کرکے حکم دیتا ہے کہ اسکو یاد کرو کہ تمہاری کیا حالت تہی کیا ہوگئی ؟ یہ اتفاق بلکہ تمام عرب بلکہ روے زمین کے نیک لوگونکا اتفاق اسلئے قائم ہوا کہ نبی علیہ السلام کی برکت سے اونپر تجلی ذاتی ہوئی سبکا مقصود اور مشرب و صال معبود حقیقی متحد ہوگیا اور جب تک سبکو کوئی ایک غرض مجتمع نہین کرتی اتفاق نہین ہوتا سو یہ خاص کا بڑا معجزہ ہے کہ تمام درندونکو بہائی بنادیا - پہر آیندہ اس سلسلۂ برکت کے جاری رکہنے کیلئے تمام امت کو بطور فرض کفایہ حکم عام دیتا ہے کہ تم مین سے ایک گروہ ایسا ہی رہنا چاہئے کہ جو لوگونکو نیک باتونکی تعلیم کیا کرین بری باتونسے جو باعث تفرق ہین منع کیا کرین اچہی باتونکا حکم دیا کرین یہ خاص لوگون کا گروہ ہے جو نبی علیہ السلام کے نائب ہین جیسا کہ عیسیٰ کے حواریون نے بڑی محنتین اٹہاکر دور دراز تک دین پہیلایا تہا اس سے بڑکر صحابہ نے کیا اس گروہ مین جو آنا چاہے تو اپنی تمام دنیاوی مرادونکو اور سب آرامون کو اللہ کی نذر کردے اور بیشمار مصائب سر پر اٹہانی قبول کرے تاکہ فلاح پاوے اس آیت مین چند حکم ہوئے ہین (۱) یہہ کہ جہانتک اوس سے ڈرنیکا حق ہے ڈرو اول سیڑی یہی ہے محققین کے نزدیک حق ڈرنیکا یہہ ہے کہ اوسکی ذات مین اپنی ذات کو اور صفات مین صفات کو ہلاک کردے (۲) یہہ کہ مرتے وقت تک اسلام پر قایم رہنا (۳) سب ملکر خدا کی رسی کو پکڑلو رسی سے مفسرین نے مختلف معنی مراد لئے ہین کسینے عہد الٰہی کسینے قران کسینے دین اسلام اور فقیر کہتا ہے غرض جامع ایک ایسی رسی ہے کہ جو سب کو جمع کرکے جکڑ لیتی ہے اور وہ یہان الوصال الی المحبوب الحقیقی ہے (۴) یہہ کہ اختلاف نکرنا اختلاف سے تائید ربی دور ہوجاتی ہے (۵) تم مین ہمیشہ ایک گروہ ایسا قایم رہے - ان حکمون مین جو کچہہ باہم ارتباط ہے یا نہیں ہے

وَلَا تَكُونُوا كَالَّذِينَ تَفَرَّقُوا وَاخْتَلَفُوا مِنْ بَعْدِ مَا جَاءَهُمُ الْبَيِّنَاتُ ۚ وَأُولَٰئِكَ لَهُمْ عَذَابٌ عَظِيمٌ ۝ يَوْمَ

اور تم ان جیسے نہو جایو کہ متفرق اور مختلف ہو گئے تھے بعد اسکے کہ اونکے پاس آیتین آچکی تھین اور انہین کو عذاب عظیم ہی ہے

تَبْيَضُّ وُجُوهٌ وَتَسْوَدُّ وُجُوهٌ ۚ فَأَمَّا الَّذِينَ اسْوَدَّتْ وُجُوهُهُمْ أَكَفَرْتُمْ بَعْدَ إِيمَانِكُمْ فَذُوقُوا الْعَذَابَ

جسدن کہ روشن ہو جاوینگے چند مونہہ اور سیاہ ہو جاوینگے چند مونہہ سو جنکی مونہہ سیاہ ہونگے (انسے کہا جاویگا) کیا تم ایمانیکے بعد کافر ہو گئے تھے لو اب عذاب چکھو

بِمَا كُنْتُمْ تَكْفُرُونَ ۝ وَأَمَّا الَّذِينَ ابْيَضَّتْ وُجُوهُهُمْ فَفِي رَحْمَةِ اللَّهِ هُمْ فِيهَا خَالِدُونَ ۝

کفر کے بدلہ مین اور جنکی مونہہ سفید ہونگے سو وہ رحمت الہی مین ہونگے وہ اوسمین ہمیشہ رہینگے

تِلْكَ آيَاتُ اللَّهِ نَتْلُوهَا عَلَيْكَ بِالْحَقِّ ۗ وَمَا اللَّهُ يُرِيدُ ظُلْمًا لِلْعَالَمِينَ ۝ وَلِلَّهِ مَا فِي السَّمَاوَاتِ

یہ ہین اللہ کی آیتین جنکو ہم تجھے پڑہ کر سنا رہے ہین ٹھیک ٹھیک - اور اللہ جہانپر ظلم کرنا نہین چاہتا - (اور یون تو) اللہ ہی کا ہے جو کچھ کہ آسمانون مین

وَمَا فِي الْأَرْضِ ۗ وَإِلَى اللَّهِ تُرْجَعُ الْأُمُورُ ۝

اور جو کچھ کہ زمین مین ہے - اور اللہ ہی کیطرف سب باتین رجوع کرتی ہین

## ترکیب

یوم ظرف ہے عظیم کا یا لہم کا یا اذکر محذوف کا فاما الذین جواب اما کا محذوف اسے فیقال لہم اکفرتم اور آلو تبیخ کیلئے ہے یعنی تمکو ایسا نکرنا چاہیئے تھا

## تفسیر

جیکہ اگلی آیت مین باہمی اتفاق کا حکم دیا اور اس اتفاق قائم رکھنے کیلئے ایک جماعت ناصحین کا قائم ہونا فرض کیا تو اسجگہہ اختلاف سے تاکیداً منع فرمایا جسطرح اس حکم کو اولاً اتقوا اللہ کہکر محکم کیا تھا اسیطرح بعد مین لہم عذاب الیم اور آخرت مین سیاہ روئی سے ڈرایا اسمین کوئی شبہ نہین کہ ادنی ادنی چیزونکے اجتماع مین خدا نے برکت رکہی ہے دیکہئے جنپہ بالون کو باہم ملا لیتے ہین تو وہ کمزور بال ملکر کیا مضبوط رسا بن جاتے ہین اور جب متفرق ہیٹ تہیرونکو باہم مجتمع کر لیا جاتا تو کیسی مضبوط دیوار بنجاتی ہے پہر سب سے اشرف المخلوقات انسان ہیران مین سے اہل ایمان کے اتفاق کیے تو کیا کہنے ہین جنکی مجتمع روشنی عالم کو کسقدر منور کرتی ہے چونکہ صحابہ نے پورا پورا اس حکم پر عمل کیا تھا اونکے مقدس مذہب کی روشنی تہوڑے سے دنون مین دنیا کے کنارون تک پہیل گئی جس سے خدا کی فرمان سلطنتین اور سرسبز ہو گئین اور اونکے ہاتہہ مین آگئین (اب اختلاف کا نتیجہ بہی دیکہو لیجئے) دنیا کی ذلت وخواری آخرت مین عذاب الیم - پہر اس حکم کو کس خوبی کیساتہ بیان فرمایا ہے کہ بیانسے بالکل یعنی اے ایمانداروتم یہود و نصاریٰ کیطرح باہم مختلف ہو جاؤ جنکے پاس خدا کی آیتین اور رہنمائی آئین باوجود اسکے اپنی خواہش نفسانی سے دین مین اختلاف کیا اور سیکڑون فرقہ ہو گئے ایک دوسرے کی تکذیب کرنے لگا جسکا نتیجہ یہہ پیدا ہوا کہ حضرت عیسےٰ کے تہوڑے ہی دنون بعد انجیل جاتی رہی اور یہی حال یہود کا ہوا پہر انجام نوبت کفر تک پہنچی جسکا ثمرہ اونکے لئے عذاب الیم ہوگا جسمین کہ کچہ لوگونکے منہہ منور ہونگے اور کچہہ سیاہ ہونگے یعنے قیامت کے روز یہہ جنکے مونہہ منور ہونگے وہ ہمیشہ رحمت یعنی جنت مین رہینگے اور کفار روسیاہ جہنم مین ملائکہ پوچہینگے کہ تمکو خدا نے نور بصیرت عطا کیا تہا پہر مطلوب حقیقی کو چہوڑ کر کیون کفر مین پڑے اپنے مقاصد شہوانیہ کو کیون مطلوب بنایا اب اسکا مزہ چکہو یون تو زمین و آسمان کی سب چیزین خدا کی مملوک ہین وہ جو چاہے کرے مگر وہ کسی پر ظلم نہین کرتا اپنے کیے کا ثمرہ تمہانا پڑتا ہے یہہ احکام الہی ہین جنکو فرشتے اپنی تجھے سناتے ہے

فوائد

اختلاف اور باہمی تفریق جماعت اسلام کا سبب

لَكُمْ خَيْرًا مَّةٍ اُخْرِجَتْ لِلنَّاسِ تَاْمُرُوْنَ بِالْمَعْرُوْفِ وَتَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنْكَرِ وَتُؤْمِنُوْنَ بِاللّٰهِ وَلَوْ اٰمَنَ

تم اچھی جماعت ہو پیدا کئے گئے ہو لوگوں کے لئے کہ اونکو اچھی باتیں بتایا کرو اور بری باتوں سے منع کیا کرو اور ایمان رکھتے ہو اللہ پر اور اگر

اَهْلُ الْكِتٰبِ لَكَانَ خَيْرًا لَّهُمْ مِنْهُمُ الْمُؤْمِنُوْنَ وَاَكْثَرُهُمُ الْفٰسِقُوْنَ لَنْ يَّضُرُّوْكُمْ اِلَّآ اَذًى وَاِنْ

اہل کتاب ایمان لاتے تو اُنکے لیے بہلا ہی ہوتا کچھ اونمیں سے مومن ہیں اور اکثر فاسق ہیں۔ وہ تمکو کچھ بھی ضرر نہ دیسکیں گے مگر ہی کہ کچھ رنج دیں اور اگر

يُّقَاتِلُوْكُمْ يُوَلُّوْكُمُ الْاَدْبَارَ ثُمَّ لَا يُنْصَرُوْنَ ضُرِبَتْ عَلَيْهِمُ الذِّلَّةُ اَيْنَ مَا ثُقِفُوْٓا اِلَّا بِحَبْلٍ مِّنَ اللّٰهِ وَ

وہ تمسے لڑینگے تو تمکو پیٹھ دینگے پھر اونکو فتح نصیب نہوگی انپر ذلت ڈالدیگی ہے جہاں کہیں پائے جائینگے تو صرف اللہ کی پناہ

حَبْلٍ مِّنَ النَّاسِ وَبَآءُوْ بِغَضَبٍ مِّنَ اللّٰهِ وَضُرِبَتْ عَلَيْهِمُ الْمَسْكَنَةُ ذٰلِكَ بِاَنَّهُمْ كَانُوْا يَكْفُرُوْنَ

اور لوگونکے پناہ سے۔ اور وہ خدا کا غضب حاصل کرچکے ہیں اور انپر مفلسی ڈالی گئی ہے۔ یہ اسلئے کہ وہ کفر کیا کرتے تھے

بِاٰيٰتِ اللّٰهِ وَيَقْتُلُوْنَ الْاَنْۢبِيَآءَ بِغَيْرِ حَقٍّ ذٰلِكَ بِمَا عَصَوْا وَّكَانُوْا يَعْتَدُوْنَ

اللہ کی آیتوں کا اور نبیوں کو ناحق قتل کیا کرتے تھے۔ یہ اونکی نافرمانی اور سرکشی کا بدلہ ہے

## ترکیب

لتم اسکا اسم انتم خیر امۃ خبر ای فی علمی وقیل صرتم کان امۃ اے انتم خیر امۃ اخرجت الخ امت کی صفت الاذی کا مستثنا شئیا محذوف سے

## تفسیر

اول فرمایا تھا کہ جنکے منھ روشن ہونگے وہ ہمیشہ جنت میں رہینگے یہاں اوسکی وجہ اور علت فرماتا ہے کہ یہ نورانیت تمکو اسلئے حاصل ہوئی کہ تم دنیا میں کمال اور درجہ سعادت حاصل کرچکے ہو برخلاف اہلکتاب کے اونکو یہ سعادت نصیب نہیں گرچہ کسیقدر انمیں ایماندار ہیں مگر اکثر تو فاسق و فاجر ہیں سو اس اتفاق کی بدولت وہ تمکو کچھ بھی ضرر نہ دیسکینگے مگر کچھ زبانی طعن و تشنیع سے دل شکنی اور جو تمسے لڑینگے تو پیٹ پھیر کر بھاگینگے۔ بالخصوص یہود تو ایسے ذلیل خوار ہونگے کہ دنیا میں انکو بغیر پناہ الہی یعنی ذمی بنے کے اور بغیر اس لوگونکے چارہ نہوگا باہمی اختلاف کیوجہ سے۔ یہ اونکی سرکشی اور نافرمانی اور کفر اور انبیاء علیہ السلام کو ناحق قتل کرنیکا نتیجہ ہے۔ اس پیشین گوئی کے مطابق ظہور میں آیا چنانچہ قرون سابقہ میں ہر قوم پر اسلام نے غلبہ پایا۔

یا یوں کہو کہ انسان جسطرح باہم صورتوں میں مختلف ہیں اسیطرح اختلاف آراء و اختلاف خواہشات انکی فطرت میں خمیر کیا گیا جسکی اصلاح کیلئے ہمیشہ انبیاء علیہم السلام آئے آپنے عہد میں سب کے سرسبد انحضرت علیہ السلام تھے بعد میں قیامت تک اپنا قائمقام اجماع امت قائم کیا کہ جسطرف جمہور امت ہو وہ حق اور سب کا مرکز ہے تمام اختلاف کا فیصلہ اسی پر ہے اور اسلئے نبی علیہ السلام نے احادیث صحیحہ میں جماعت سے الگ ہونیوالیکے لئے سخت وعید بیان فرمایا ہے کہ جسنے جماعت کو چھوڑا اوسنے اسلام کی رسی اپنے گلے سے نکال ڈالی مشکوۃ۔ اور اجماع امت کے برحق ہونیکے لئے یہ ضرور ہے کہ امت میں کوئی خوبی اور عصمت ہو سو اسلئے فرمایا کہ تم اے امت محمدیہ اچھی امت ہو علاوہ اپنی تکمیل کے تم اوروں کی بھی ہادی اور معلم خیر ہو تامردون بالمعروف وتنھون عن المنکر میں قوہ عملیہ کی تکمیل کیطرف اشارہ ہے وتؤمنون باللہ میں قوت نظریہ کی تکمیل کیطرف اشارہ ہے۔ اور اسلئے نبی علیہ السلام نے فرمایا کہ اللہ کا ہاتھ جماعت پر ہے اور یہ کہ میری امت کبھی گمراہ نہوگی وہ ہاتھ اور یہ عصمت

ف حبل رسی۔ خدا کی رسی سے مراد اوسکی طرف کا امن ہے جو ماتحت اسلام کو حاصل ہے۔ اور لوگونکی رسی وہ عہد و پیمان جو لوگ اپنے ماتحتوں کی کرتے ہیں

لَيْسُوا سَوَاءً ۗ مِنْ أَهْلِ الْكِتَابِ أُمَّةٌ قَائِمَةٌ يَتْلُونَ آيَاتِ اللَّهِ آنَاءَ اللَّيْلِ وَهُمْ يَسْجُدُونَ

وہ سب برابر نہین ہین - اہل کتاب مین سے ایک جماعت سیدہے رستہ پر ہے جو اللہ کی آیتین رات بھر پڑھتے ہین اور سجدہ کرتے ہین

يُؤْمِنُونَ بِاللَّهِ وَالْيَوْمِ الْآخِرِ وَيَأْمُرُونَ بِالْمَعْرُوفِ وَيَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنْكَرِ وَيُسَارِعُونَ فِي الْخَيْرَاتِ ۖ

اللہ پر اور قیامت کے دن پر ایمان رکھتے ہین اور اچھی باتین بتلاتے اور بری باتون سے منع کرتے ہین اور نیکیون مین دوڑ پڑتے ہین

وَأُولَٰئِكَ مِنَ الصَّالِحِينَ ۝ وَمَا يَفْعَلُوا مِنْ خَيْرٍ فَلَنْ يُكْفَرُوهُ ۗ وَاللَّهُ عَلِيمٌ بِالْمُتَّقِينَ ۝

اور وہی نیک بھی ہین اور وہ جو کچھ نیکی کرینگے اوسکی ناقدری نہوگی - اور اللہ پرہیزگارون کو خوب جانتا ہے

إِنَّ الَّذِينَ كَفَرُوا لَنْ تُغْنِيَ عَنْهُمْ أَمْوَالُهُمْ وَلَا أَوْلَادُهُمْ مِنَ اللَّهِ شَيْئًا ۖ وَأُولَٰئِكَ أَصْحَابُ النَّارِ ۖ هُمْ فِيهَا خَالِدُونَ

بیشک جنہون نے کفر اختیار کیا ہے اون کا مال اور اونکی اولاد اونکو اللہ سے کچھ بھی نہ بچا ویگی وہ دوزخی ہین اوسمین ہمیشہ رہینگے

## ترکیب

یسوا کا اسم ضمیر سواء خبر امۃ موصوف قائمہ صفت مجموعہ مبتدا من اہل کتاب خبر یتلون اور یومنون وغیرہ حال بھی ہو سکتے ہین اور جملہ مستانفہ بھی - یکفروہ اسکا تعدیہ دو مفعولونکی طرف ہے یعنی حرمان کیوجہ سے

## تفسیر

پہلی آیت مین اہلکتاب کی نسبت یہہ تہا منہم المومنون واکثرہم الفاسقون یہان اُس جملہ کے زیادہ تر تشریح فرماتا ہے تاکہ اور اہلکتاب کو بھی خدا کی فرمانبرداری کیطرف کامل ترغیب ہو اسلئے فرمایا کہ سب اہلکتاب برابر نہین ان مین ایکگروہ ایسا بھی ہے کہ جو سیدہے رستہ پر ہے وہ لوگ آیات الہی پڑہتے اور سجدہ کرتے ہین اور اونکا اللہ اور قیامت کے دن پر ایمان ہے اور وہ اچھی باتونکا حکم دیتے اور بری باتون سے منع ہی کیا کرتے ہین (جیسا کہ یہود مین سے عبداللہ بن سلام وغیرہ اور عیسائیون مین سے حبشہ کا بادشاہ نجاشی اور اسکے ارکان دولت اور کلیسیا عرب کے عیسائی) اور وہ نیک بات مین جلد دوڑ پڑتے ہین اور اسکے اختیار کرنیمین اونکو رسم اور جہ مال و جاہ مانع نہین آتی (چنانچہ ان لوگون نے جب اسلام کے انوار کی تجلی دیکہی اسوقت بصدق دل اسکو قبول کر لیا) سو یہی لوگ نیکاندیش دیندار ہین آیندہ جو کچھ وہ نیک کام کرینگے یا جو کچھ کر چکے ہین خدا تعالی اونکے ناقدری نکریگا صرور جزا خیر دیگا اور جو ان اوصاف حمیدہ سے خالی ہین گو وہ برائے نام عیسائی یا موسائی یا مجاور خانہ کعبہ قریش ہی کیون نہون اور چیز تو کیا اونکا مال اور اونکی اولاد بھی اونکے کچھ کام نہ آویگی جسپر اونکو بڑا غرور اور ناز ہے اور وہ ہمیشہ جہنم مین رہینگے

اسمین کوئی شبہ نہین کہ اہلکتاب کا اصل طریق منجانب اللہ اور الہامی ہے سو تمام قوم کبھی ایسی نہین ہوتی کہ جنکو دینداری اور پرہیزگاری کا خیال نہو بالخصوص ان مین سے باخدا لوگ تو ضرور شب بیداری اور نیک کامون مین کوشش کرنا اور خدا اور قیامت پر ایمان لا کر دینا اور اسکے تجلیات فانیہ پر دل و جان سے شیدا ہونا اپنا شیوہ کرتے ہین چنانچہ حضرت کے زمانہ مین بھی اہلکتاب مین ایسے خدا ترس لوگ موجود تہے جنہون نے حضرت پر ایمان لانیمین کوئی حیلہ اور حجت نکی اور یہی اس آیت کا شان نزول ہے بانصاف طبیعتون اور اسلام مین ایک جذب مقناطیسی ہے اسلئے چند روز مین بیشمار قومین اس مذہب مین آگئین اور آتی جاتی ہین - آجکل کے عیسائی بالخصوص پراٹسٹنٹ تو شب بیداری اور عبادت و ریاضت اور دعا کو جو حضرت مسیح علیہ السلام کا دستور تہا سبکو لغو جانتے ہین

مَثَلُ مَا يُنْفِقُونَ فِي هٰذِهِ الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا كَمَثَلِ رِيحٍ فِيهَا صِرٌّ أَصَابَتْ حَرْثَ قَوْمٍ ظَلَمُوا أَنْفُسَهُمْ فَأَهْلَكَتْهُ ۚ

جو کچھ کہ وہ اس زندگانی دنیا مین خرچ کرتے ہین اوسکی مثال اس ہوا کی سی ہے کہ جسمین پالا ہو وہ ان لوگونکی کھیتی پر پڑے کہ جنہون نے اپنے اوپر ظلم کیا ہے برباد کردیوے

وَمَا ظَلَمَهُمُ اللّٰهُ وَلٰكِنْ أَنْفُسَهُمْ يَظْلِمُونَ ۝ يٰٓأَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا تَتَّخِذُوا بِطَانَةً مِنْ دُونِكُمْ

اور اللہ نے تو انپر کچھ ہی ظلم نہین کیا بلکہ وہ خود اپنی جانونپر آپ ظلم کررہے ہین - اے مسلمانون کسی غیر کو اپنا رازدار نہ بناؤ

لَا يَأْلُونَكُمْ خَبَالًا ۖ وَدُّوا مَا عَنِتُّمْ ۚ قَدْ بَدَتِ الْبَغْضَاءُ مِنْ أَفْوَاهِهِمْ ۖ وَمَا تُخْفِي صُدُورُهُمْ أَكْبَرُ ۚ

وہ کمی نہین کرینگے تمہاری خرابی مین - وہ خوش ہوتے ہین تمہاری تکلیف پانے سے - نکلے پڑتی ہے دشمنی اونکے موھ سے اور جو کچھ اونکے دلون مین پوشیدہ ہے

قَدْ بَيَّنَّا لَكُمُ الْآيَاتِ إِنْ كُنْتُمْ تَعْقِلُونَ ۝ هَا أَنْتُمْ أُولَاءِ تُحِبُّونَهُمْ وَلَا يُحِبُّونَكُمْ وَتُؤْمِنُونَ بِالْكِتَابِ

بہت کچھ ہے - اگر تم عقل رکھتے ہو تو ہمنے تمہارے لئے آیتین بیان کردین - دیکھو تم تو اونسے محبت رکھتے ہو اور وہ تمسے محبت نہین رکھتے اور تم سب کتابین بیان رکھتے ہو

كُلِّهِ ۖ وَإِذَا لَقُوكُمْ قَالُوا آمَنَّا ۖ وَإِذَا خَلَوْا عَضُّوا عَلَيْكُمُ الْأَنَامِلَ مِنَ الْغَيْظِ ۚ قُلْ مُوتُوا بِغَيْظِكُمْ ۗ إِنَّ اللّٰهَ عَلِيمٌ بِذَاتِ

اور وہ جب تمسے ملتے ہین تو کہتے ہین ہم بھی ایمان لائے اور جب تنہا ہوتے ہین تو تمپر غصہ کے مارے اپنی انگلیان چباتے ہین - تو کہدے اپنے غصہ مین مر رہو - اللہ خوب جانتا ہے دلکی باتون

## ترکیب

مثل مبتدا کمثل ریح خبر اصابت الخ صفت ہے ریح کی بطانۃ مفعول ہے لاتخذوا کا من دونکم فعل سے متعلق ہو کر صفت ہے بطانۃ کی

اسیطرح لا یالونکم خبالا تمیز ہے علیکم مفعول عضوا الانامل مفعول ثانی

## تفسیر

پہلی آیت مین تہا کہ کفار کو انکا مال کچھ نفع آخرت مین نہ دیگا اسپر شبہ گذرتا تہا کہ کیون نہ دیگا حالانکہ وہ غریب یتیم فقیر بیکس کو صدقے مین سرائین بناتے کنوین کہدتے ہین اسکا جواب عنایت فرماتا ہے کہ انکے صرف کرنیکی مثال ایسی ہے کہ جیسا کوئی کھیتی کرے یا باغ لگاے پہر اوسکو ہوا اور پالا مار جاوے اور وہ خراب ہوجاوے اسیطرح انکا لیا دیا بیشک کہیتی اور آخرت کیلئے باغ ہے کہ جس سے انتفاع کی امید کامل ہے مگر اونکے کفر کی ہوا تند برف آلود اسکو نیست و نابود کر ڈالتی ہے اسمین کچھ انپر خدا نے ظلم نہین کیا بلکہ کفر کرکے خود انہون نے اپنے اوپر ستم ڈہایا

اسکے بعد انسے محبت کرنیسے منع کرتا ہے کہ تم انکو دلی دوست نہ بناؤ پہر اسکی چند وجوہ بہی ذکر فرماتا ہے کہ (۱) یہ تمہاری مضرت مین کوتاہی نہین کرتے ہین (۲) تمپر کسی مصیبت پڑنیکو دلسے چاہتے ہین (۳) انکے مونہہ سے بغض کی باتین نکلتی ہین اور دلی بغض اس سے کہین زیادہ ہے (۴) تم انسے محبت رکھتے ہو یہ تمسے نہین رکھتے (۵) تم کل کتاب الہی پر ایمان رکھتے ہو یہ نہین رکھتے (۶) جب تمسے ملتے ہین تو کہتے ہین ہم ایمان لائے اور تنہائی مین تمپر غصہ کے مارے انگلیان چباتے ہین ✦ پہر انسے دوستی کرنا خلاف عقل ہے

ف بعض کہتے ہین اس آیت مین منافقین مدینہ مراد ہین جو اہل اسلام سے دلی عداوت رکھتے تہے بعض کہتے ہین مدینہ کے یہود مراد ہین محققین کے نزدیک اسکا حکم عام ہے ✦

بطانۃ بطن سے مشتق ہے یہ مصدر ہے اسکا اطلاق ایک یا بہی جماعت پر جب ہوتا ہے جو نہایت رازدار ہوتے ہین گویا پیٹ مین گہسے ہوئے ہین سو ایسی دوستی کفار سے مطلقاً حرام ہے - خبال بمعنے فساد و نقصان

اِنْ تَمْسَسْكُمْ حَسَنَةٌ تَسُؤْهُمْ وَاِنْ تُصِبْكُمْ سَيِّئَةٌ يَّفْرَحُوْا بِهَا ۭ وَاِنْ تَصْبِرُوْا وَتَتَّقُوْا لَا يَضُرُّكُمْ كَيْدُهُمْ

اگر تمکو کوئی بھلائی پہنچتی ہے تو انکو رنج ہوتا ہے اور اگر کوئی تمپر سختی آتی ہے تو اوس سے خوش ہوتے ہین - اگر تم صبر کرو اور پرہیزگاری اختیار کرو تو وہ انکا مکر تمکو کچھ

شَيْـــًٔا ۭ اِنَّ اللّٰهَ بِمَا يَعْمَلُوْنَ مُحِيْطٌ ۝ وَاِذْ غَدَوْتَ مِنْ اَهْلِكَ تُبَوِّئُ الْمُؤْمِنِيْنَ مَقَاعِدَ لِلْقِتَالِ ۭ وَاللّٰهُ سَمِيْعٌ عَلِيْمٌ

ضرر نہ دیگا - بیشک اللہ نے اونکے سب کام بس مین کر رکھے ہین - اور یاد کر جب تو صبح کو اپنے گھر سے نکلکر مسلمانونکو لڑائی کے موقعونپر ٹہلانے لگا - اور اللہ سنتا جانتا ہے

اِذْ هَمَّتْ طَّاۗىِٕفَتٰنِ مِنْكُمْ اَنْ تَفْشَلَا ۙ وَاللّٰهُ وَلِيُّهُمَا ۭ وَعَلَى اللّٰهِ فَلْيَتَوَكَّلِ الْمُؤْمِنُوْنَ ۝ وَلَقَدْ نَصَرَكُمُ اللّٰهُ بِبَدْرٍ

جبکہ دو جماعتون نے تم مین سے پیچھے پھر جانیکا ہی قصد کر لیا تہا اور اللہ اونکا مددگار تہا - اور اللہ ہی پر ایمان والے توکل کیا کرتے ہین - اور بدر کے مقام مین اللہ نے تمکو فتح دیدیگا ہے

وَاَنْتُمْ اَذِلَّةٌ ۚ فَاتَّقُوا اللّٰهَ لَعَلَّكُمْ تَشْكُرُوْنَ ۝

حالانکہ تم اوسوقت کمزور تہے - سو اللہ سے ڈرو شاید کہ تم احسان مانو

## ترکیب

واذ اسکا عامل اذکر محذوف ہی من تبدا رعایہ کیلئے تبوئ حال ہی یہ مفعول ثانی کیطرف بلا واسطہ حرف جر متعدی ہے اول مفعول اسکا المومنین اور ثانی مقاعد ان تفشلا اسے بان تفشلا

## تفسیر

اسجگہہ ایک اور بہی وجہ بیان فرماتا ہے کہ اگر تمکو کوئی بھلائی پہنچی ہے تو وہ ناخوش ہوتے ہین اور تمہاری تکلیف و مصیبت سے خوش ہوتے ہیں پہر حکم دیتا ہے کہ اگر تمکو کوئی سختی پیش آوے تو خدا سے ڈرو اور صبر کرو انکا مکر تمکو کچھہ نقصان نہ دیگا

اسکے بعد جنگ احد کا وہ قصہ یاد دلاتا ہے جسمین اشارہ ہے کہ دیکہو تمنے اوسروز صبر اور تقوی کیا تو تمپر مصیبت آئی بہت سے صحابہ شہید ہوگئے پہر اس سے وہ لوگ دیکہو کسقدر خوش ہوئی اس ناصبری کا نتیجہ یہ مصیبت پیش آیا یہانتک کہ دو گروہ تم مین سے بہاگنے کا قصد ہی کر لیا تہا خدا نے ثابت قدم رکہا ورنہ اللہ تعالے تو تمکو باوجود قلت کے بدر کی لڑائی مین فتحیاب کر چکا ہے - اب تم اللہ سے ڈرو تاکہ اوسکی شکرگزاری کرنے لگو جو باعث سعادت و مزید نعمت ہے

بدر کی لڑائی مین کفار مکہ ہزیمت اٹہا چکے تہے مگر دلمین جوش تہا کہ پہر اہل اسلام سے بدلہ لیجہ اسلئے شوال کی سالوین تاریخ ہجرت کے تیسرے سال ابوسفیان ایک لشکر کثیر لیکر مدینہ پر چڑہ آیا صحابہ مین بعض کی رائے ہوئی کہ باہر نکلکر اونسے مقابلہ کرو بعضنے کہا شہری ہیں ہو اور تیراندازی کرو آخر اول فریق کے کہنے سے آنحضرت مع انصار و مہاجرین صبحکو باہر نکلے اور احد پہاڑ جو مدینہ سے دو میل شمال کیطرف ہے اوسکے نیچے جمع ہوئے اور آنحضرت نے احد کی گہاٹیون پر تیراندازون کو بٹہانا شروع کیا کہ تم یہانسے نہ ہلنا تاکہ اسطرف سے کفار ہماری پشت کیطرف نہ آجاوین انکا سردار عبداللہ بن جبیر کو کیا وانذ غدوت الخ کے یہی معنی ہین پہر جب لڑائی شروع ہوئی اور صحابہ نے احد کیطرف پہنچکر کے مقابلہ شروع کیا تو کفار بہاگ نکلے جب تیراندازونے یہ دیکہا تو وہ بہی موچہ چہوڑکر کفار کے پیچہے پڑگئے حالانکہ آنحضرت انکو بلاتے اور منع کرتے جاتے تہے مگر وہ کب سنتے تہے اس نافرمانی اور بے صبری کی شامت سے یہ ہوا کہ گہاٹی کو خالی دیکہکر کفار پیچہے سے آٹہے اور تیر برسانے لگے اور کفار اگلے سے بہی لوٹ پڑے عبداللہ بن ابی منافق تو تین سو آدمیونکے ساتہہ یہانسے نکلا اور مسلمانون مین بہی پیر اوکہڑ گئے اور قبیلہ بنو سلمہ خزرجی اور بنو حارثہ اوسی بہی بہاگنے کا قصد کر لیا اور خوب تلوار چلی جس سے بہت سے صحابہ حضرت حمزہؓ وغیرہ شہید ہوگئے مگر معہ چند شخصونکے آنحضرت جمے رہے یہانتک کہ ایک تیر آنحضرت کے دندان مبارک پر لگا اور دانت ٹوٹ گیا اور سر مبارک مین زخم آیا اور بچانے مین طلحہؓ کا ہاتہہ لنجا ہوگیا لیکن پہر جو صحابہ نے پاؤن جمایا تو کفار بہاگ گئے - اس واقعہ کو خدا تعالے یاد دلاتا ہے کہ جو عدول حکمی کا نتیجہ تہا - اس ہزیمت کی آنحضرتنے اول ہی خبر دیدی تہی انشاء نامردی بہاگنا

إِذْ تَقُولُ لِلْمُؤْمِنِينَ أَلَنْ يَكْفِيَكُمْ أَنْ يُمِدَّكُمْ رَبُّكُمْ بِثَلَاثَةِ آلَافٍ مِنَ الْمَلَائِكَةِ مُنْزَلِينَ ۝ بَلَىٰ إِنْ تَصْبِرُوا

جبکہ تو (اے نبی) مسلمانوں سے کہہ رہا تھا کہ کیا یہ تمکو کافی نہیں کہ تمہارا خدا تین ہزار فرشتے بھیکر تمہاری مدد کرے؟ کیوں نہیں اگر

وَتَتَّقُوا وَيَأْتُوكُمْ مِنْ فَوْرِهِمْ هَٰذَا يُمْدِدْكُمْ رَبُّكُمْ بِخَمْسَةِ آلَافٍ مِنَ الْمَلَائِكَةِ مُسَوِّمِينَ ۝ وَمَا

تم صبر اور اللہ سے ڈرو اور وہ کفار اسیدم تمپر آگرین تو تمکو پانچ ہزار فرشتے مدد دیگا کہ جنہ نشان لگے ہونگے اور یہ مدد

جَعَلَهُ اللَّهُ إِلَّا بُشْرَىٰ لَكُمْ وَلِتَطْمَئِنَّ قُلُوبُكُمْ بِهِ ۚ وَمَا النَّصْرُ إِلَّا مِنْ عِنْدِ اللَّهِ الْعَزِيزِ الْحَكِيمِ ۝ لِيَقْطَعَ طَرَفًا

تمہاری خوشی اور تمہارے دلکے اطمینان کیلئے ہے ورنہ فتح تو اللہ زبردست حکمت والیکے ہاتھ سے ہے تاکہ کافروں کی ایک

مِنَ الَّذِينَ كَفَرُوا أَوْ يَكْبِتَهُمْ فَيَنْقَلِبُوا خَائِبِينَ ۝ لَيْسَ لَكَ مِنَ الْأَمْرِ شَيْءٌ أَوْ يَتُوبَ عَلَيْهِمْ أَوْ يُعَذِّبَهُمْ فَإِنَّهُمْ

ایک جماعت کو کاٹ ڈالے یا انکو ذلیل کرے تب وہ نامراد واپس جاویں تجھکو اس امر میں کچھ اختیار نہیں کہ یا انکو معاف کرے یا انکو عذاب دے

ظَالِمُونَ ۝ وَلِلَّهِ مَا فِي السَّمَاوَاتِ وَمَا فِي الْأَرْضِ ۚ يَغْفِرُ لِمَنْ يَشَاءُ وَيُعَذِّبُ مَنْ يَشَاءُ ۗ وَاللَّهُ غَفُورٌ رَحِيمٌ

کہ وہ ناحق پر ہیں اور اللہ ہی کے قبضہ میں ہے جو کچھ کہ آسمانوں میں ہے اور جو کچھ زمین میں ہے جسکو چاہے وہ بخشے اور جسکو چاہے عذاب کرے اور اللہ بڑا بخشنے والا مہربان ہے

## ترکیب

اذ تقول ممکن ہے کہ اذ ہمت سے بدل ہو اور ممکن ہے کہ نصرکم کا ظرف ہو لیس لک خبر شی اسم او یتوب او یعذبہم معطوف ہیں بکبتہم پر یا الامر پر یا شی پر یا ضمار ان اور الا ان کے معنی میں بھی ہو سکتا ہے

## تفسیر

پہلی آیت میں ذکر تھا باوجودیکہ تمہاری حالت نہایت خراب تھی مگر خدا نے بدر کے جنگ میں اسباب ظاہر کے خلاف تمہاری مدد کی تھی اب ان سے مدد غیبی کو یاد دلاتا ہے یعنی مدد غیبی کا وہ دن تھا کہ جسدن تم آپس مسلمانوں کو تسلی دے رہے اور یہ کہہ رہے تھے کہ تم اپنے قلت اور بے سر سامانی اور کفار کی کثرت اور سامان حرب پر خیال کرکے ہراسان ہو کیا تمکو یہ کافی نہیں کہ خدا تمہاری تین ہزار فرشتہ بھیجکر مدد کرے کیوں نہیں اگر تم صبر کروگے اور اللہ پر توکل کروگے اور کفار تمپر گوجوش میں آکر یا فوراً حملہ کرینگے تو وہ پانچہزار فرشتہ بھیجکر تمہاری مدد کریگا اور یہ بلا شبہ کا بھیجنا بھی کوئی ایسی چیز نہیں ہے کہ تم ایسی پر اعتماد کر بیٹھو بلکہ فتح تو اللہ ہی کے ہاتھ میں ہے جو زبردست ہے اور حکمت پر نظر رکھکر کام کرتا ہے یہ تو صرف تمہاری دلجمعی کیلئے کیا گیا تھا اور یہ فتح اسلئے دی کہ کفار کی شوکت ٹوٹ جائے

واضح ہو کہ جب نبی صلی اللہ علیہ وسلم ابوسفیان کو مع قافلہ گرفتار کرنیکے لئے مع تین سو صحابہ مہاجرین و انصار باہر نکلے اور ابوسفیان کو خبر ہوگئی تو انہوں نے مکہ میں کہلا بھیجا وہاں جوش پیدا ہوگیا تخمیناً ہزار آدمی پیغمبر علیہ السلام کے مقابلہ میں نکلے اور ابوسفیان قافلہ لیکر نکل گیا اور وہ لوگ لشکر دن کا مقابلہ بدر کے میدان میں ہوگیا مگر صحابہ ڈرے کہ ہم تو قافلہ لوٹنے آئے تھے ہمکو یہ کیا معلوم تھا کہ اتنی فوج جرار سے مقابلہ آپڑیگا نہ ہمارے پاس کوئی سامان ہے نہ ہتیار ہیں کیا کرینگے جب انکی یہ حالت حضرت نے دیکھی تب یہہ فرمایا

خدا تعالیٰ نے اپنے وعدہ کے مطابق ہزار فرشتہ بھیجے جیسا کہ سورہ انفال میں آیا ہے فاستجاب لکم انی ممدکم بالف الایہ کہ خدا نے تمکو جواب دیا کہ میں تمہاری مدد ہزار فرشتوں سے کرتا ہوں۔ اور اسیطرح صحیح بخاری اور مسلم اور دیگر کتب حدیث میں آیا ہے کہ بدر کے روز جبرئیل علیہ السلام گھوڑہ پر سوار کفار سے مقابلہ کرتے ہوئے نظر آئے اور یہ روایتیں بقدر مشترک حد تواتر کو پہنچ گئی ہیں کہ جنکا مفصلاً بیان کرنا متعذر ہے اور نیز اوسی زمانہ میں جبکہ کفار ہزیمت کھاکر مکہ میں واپس گئے تھے تو خود باہم اسباب کے قائل تھے اور اسکو اپنی محفلوں میں نہایت تعجب اور حیرت انگیز قصہ تصور کرکے بیان کیا کرتے تھے جیسا کہ کتب تاریخیہ سے بخوبی ثابت ہے

پر جب جنگ بدر میں مشہور ہوا کہ مکہ سے اور بڑی مدد آتی ہے تو حکم آیا کہ اگر وہ فوراً یا غصہ میں بھر کر آوینگے تو ہم تین ہزار بلکہ پانچ ہزار فرشتہ بھیجینگے چونکہ اونکی مدد نہ آئی تو اور فرشتہ بھی نہیں آئے (تفسیر کبیر)

**بعض** لوگ جیسا کہ ابوبکر اصم اور ہر معتزلہ اور انکے مرید نیچریہ وغیرہم اس مقام پر یہ کہتے ہیں کہ جنگ بدر میں کیا کسی لڑائی میں بھی فرشتہ نہیں آئے **دلائل عقلیہ** ان (۱) ایک فرشتہ تمام ملک کے برباد کرنیکو کافی ہے پھر ہزار ونکی کیا ضرورت تھی (۲) اگر خدا کو فرشتوں ہی سے کام لینا تھا تو صرف ملک الموت کافی تھا یعنی وہ آپ ہی سب جیالے کافروں کی روح قبض کر لیتا بلکہ اگر ایسا ہی تو اونکے کا فر پیدا ہی کیوں کئے (۳) ملائکہ اگر اجسام کثیفہ ہیں تو ضرور سبکو نظر آتے اور مسلمانوں کی جماعت کی جماعت ایکہزار تین سو اونٹوں کی دکھائی دیتی حالانکہ ایسا نہیں ہوا اور اگر اجسام لطیفہ ہیں تو اونمیں طاقت ہی کیا ہی جو کسیکو قتل کرتے **دلائل نقلیہ** ان آیات میں جو اسمقام پر وارد ہیں کہیں نہیں ہے کہ خدا نے فرشتے بھیجے بلکہ رسول کا قول نقل کیا ہے کہ جو بوقت جنگ آنحضرت نے لوگوں سے خدا پر توکل کرنیکے لئے فرمایا تھا کہ اللہ تعالیٰ ایسا ہی کر سکتا ہے (۲) کفار نے بارہا اسدعا کی کہ فرشتہ ہی کیوں نہ خدا نے رسول بنا کر بھیجا مگر اونکی اسدعا قبول نہوئی اور نہ ایسا کسی جگہ پہلے معاملہ گزرا ہے یہ باتیں ممکن ہیں بلکہ نیچر کے خلاف

ان بھیجو وہ دلائل کا یہ **جواب ہے** (۱) گرچہ ایک فرشتہ کافی تھا بلکہ اوسکی بھی کیا ضرورت صرف خدا کا کن کہنا ہی کافی تھا مگر ہزار فرشتوں کا بھیجنا صرف اہل اسلام کی تقویت قلبی اور تقویت ایمان و اعتقاد کیلئے تھا تاکہ انکو یہ معلوم ہو کہ خدا اپنے مخلصین کی یوں ہی مدد کرتا ہے جیسا کہ خود فرماتا ہے وما جعلہ اللہ الا بشریٰ لکم ولتطمئن قلوبکم اور لفظ جعل جو ماضی ہے اپنے حقیقی معنی کے اعتبار سے اس امر کے وقوع پر دلالت کرتا ہے (۲) اسکا بھی یہی جواب ہے کافروں کے پیدا کرنے اور ملائکہ کے بھیجنے میں مساوات ثابت کرنا رسالت کا انکار کرنا ہے کیونکہ منکر کہہ سکتا ہے کہ اگر خدا نے رسول بھیجے تو سرے سے کافر ہی کیوں پیدا کئے (۳) ملائکہ گرچہ اجسام لطیفہ ہیں مگر جو چاہتے ہیں اجسام کثیفہ میں یعنے انسانی صورت میں ظاہر ہو سکتے ہیں چنانچہ بدر میں ایسا ہوا اور بیشک وہ لوگونکو نظر آئے یہ بات کہ سب کیساتھ کیوں نظر نہ آئے کچھ بات نہیں دیکھئے بائبل میں بیکڑوں جا ہے کہ فرشتہ ایک شخص خاص کو نظر آیا اور دوسروں کو نہیں دکھائی دیا اور اسکا سر رشتہ مقدمہ کتاب میں بیان کرائے ہیں دلائل نقلیہ کا **جواب** یہ ہے کہنا کہ فرشتوں کا بھیجنا ثابت نہیں بلکہ صرف وعدہ یا استیلی ہے) بڑی تعجب کی بات ہے کیونکہ اول تو سورۂ انفال میں صاف تصریح ہے فاستجاب لکم الایہ کہ خدا نے ایسا کر دیا پھر اس سے بڑھکر اور کیا تصریح ہوگی؟ دوم خود انہیں آیات میں لفظ جعل وارد ہے اور ضمیر متصل رسال ملائکہ کیطرف پھرتی ہے ورنہ صرف زبانی جمع خرچ ایسی تین کیا اطمینان قلب و بشری ہو سکتا تھا (۲) کفار کی اسدعا پر ملائکہ نہ بھیجنے کیوجہ خود قرآن مجید میں مذکور ہے وہ یہ کہ اگر ہم بجائے رسولونکے تمہارے پاس فرشتہ بھیجتے تو ضرور وہ انسانی شکل میں ظاہر ہو کر آتے پھر جنکو رسولونمیں شبہ ہے اونکو اونکی نسبت بھی وہی شبہ باقی رہتا کہ کیا معلوم یہ فرشتہ ہے یا آدمی ہے یا کوئی جن و شیطان ہے علاوہ اسکے اس بات میں کوئی ملازمہ نہیں جو اس سے اسکی نفی ثابت کیجائے اور یہ کہنا کہ پہلے کبھی فرشتونسے کام لینا ثابت نہیں سخت بیباکی ہے دیکھئے تورات سفر پیدائش کے انیسویں باب میں صاف تصریح ہے کہ سدوم اور عمورہ میں جہاں کہ لوط علیہ السلام رہتے تھے فرشتہ آدمیونکی شکل میں آئے اور جب باتکے غلامی لوگوں نے لوط پر حملہ کرنا چاہا تو ان فرشتوں نے لوط کو دروازہ کے اندر کھینچ لیا اور صبح کو ان بستیوں پر آگ اور گندھک برسایا اور انکو نیست کر دیا اسیطرح توراۃ و انجیل و دیگر صحف انبیاء سے بھی یہ بات ثابت ہے کہ فرشتہ مخلصین کی اعانت اور خدا کے دشمنونکی سرکوبی کیلئے آئے ہیں **صحیح بخاری میں ہے** کہ بدر کے روز آنحضرت نے ابن عباس سے کہا دیکھو یہ جبرئیل ہے جو گھوڑے کی باگ تھامے ہوئے مسلح ہے **صحیح مسلم میں ہے** کہ بدر کے روز ایک انصاری نے ایک مشرک پر حملہ کیا اور اسکے پیچھے دوڑا ہنوز اوسکے پاس نہ پہونچا تھا کہ اسپر کوڑا غیب سے پڑا اور یہ آواز آئی کہ اقدم حیزوم کہ گھوڑے حیزوم آگے بڑھ سو جب جا کر دیکھا تو وہ شخص مرا ہوا تھا اور اسپر کوڑے کا نشان تھا اور اسکا منھ پھٹ گیا تھا اسیطرح صحیح بخاری اور صحیح مسلم میں ہے کہ سعد بن وقاص کہتے ہیں کہ میں اسدن اپنی رسول اللہ صلعم کے دائیں اور بائیں دو سوار سفید پوش دیکھے جو بڑی تیزی سے جنگ کر رہے تھے انکو میں نے پہلے دیکھا تھا نہ پھر دیکھے نظر آئے یعنی جبرئیل و میکائیل۔ اور ممکن ہے ان باتوں کا ہونے مقدمہ ثابت کر دیا ہے ہاں جسکے دل میں تاریکی کفر ہو اسکے نزدیک عجائبات قدرت محال ہوں تو کچھ عجب نہیں

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تَاْكُلُوا الرِّبٰوٓا اَضْعَافًا مُّضٰعَفَةً ۠ وَّاتَّقُوا اللّٰهَ لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُوْنَ ۚ وَاتَّقُوا النَّارَ الَّتِيْٓ اُعِدَّتْ

اے مسلمانو نہ کھاؤ سود دو گنے پر دوگنا اور اللہ سے ڈرو تاکہ تم فلاح پاؤ اور ڈرو اوس آگ سے جو تیار کی گئی ہے

لِلْكٰفِرِيْنَ ۚ وَاَطِيْعُوا اللّٰهَ وَالرَّسُوْلَ لَعَلَّكُمْ تُرْحَمُوْنَ ۚ وَسَارِعُوْٓا اِلٰى مَغْفِرَةٍ مِّنْ رَّبِّكُمْ وَجَنَّةٍ عَرْضُهَا

کافروں کے لئے اور اطاعت کرو اللہ اور رسول کی تاکہ تم پر رحم کیا جاوے اور دوڑو خدا کی بخشش اور جنت کیطرف کہ جسکا عرض آسمانوں

السَّمٰوٰتُ وَالْاَرْضُ اُعِدَّتْ لِلْمُتَّقِيْنَ ۙ الَّذِيْنَ يُنْفِقُوْنَ فِي السَّرَّآءِ وَالضَّرَّآءِ وَالْكٰظِمِيْنَ الْغَيْظَ وَالْعَافِيْنَ

اور زمین کی برابر ہے تیار کی گئی پرہیزگاروں کے لئے - جو دیتے ہیں (اللہ کی راہ پر) فراخی اور تنگی میں اور دور کرتے ہیں غصہ کو اور درگزر کرتے ہیں لوگوں سے

عَنِ النَّاسِ ۭ وَاللّٰهُ يُحِبُّ الْمُحْسِنِيْنَ ۚ وَالَّذِيْنَ اِذَا فَعَلُوْا فَاحِشَةً اَوْ ظَلَمُوْٓا اَنْفُسَهُمْ ذَكَرُوا اللّٰهَ فَاسْتَغْفَرُوْا لِذُنُوْبِهِمْ

اور خدا کو بہاتے ہیں احسان کرنیوالے - اور وہ جو کبھی کوئی مخش کر بیٹھے من یا اپنی جان پر ظلم کر لیتے ہیں (یعنی گناہ) تو اسیوقت اللہ کو یاد کرتے اور اپنے گناہوں کی معافی مانگتے ہیں

وَمَنْ يَّغْفِرُ الذُّنُوْبَ اِلَّا اللّٰهُ ۡ وَلَمْ يُصِرُّوْا عَلٰي مَا فَعَلُوْا وَهُمْ يَعْلَمُوْنَ ۝ اُولٰۗىِٕكَ جَزَاۗؤُهُمْ مَّغْفِرَةٌ مِّنْ رَّبِّهِمْ

اور خدا کے سوا کون گناہوں کو معاف کر سکتا ہے - اور وہ جو اپنے کئے پر اڑتے نہیں جان بوجھ کر - یہی لوگ ہیں کہ اونکی جزا خدا کے ہاں کی بخشش

وَجَنّٰتٌ تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ خٰلِدِيْنَ فِيْهَا ۭ وَنِعْمَ اَجْرُ الْعٰمِلِيْنَ ۝

اور ایسے باغ ہیں کہ جنکے نیچے نہریں جاری ہیں اون میں وہ ہمیشہ رہینگے - اور کیا ہی اچھا بدلہ ہے عمل کرنیوالوں کا

## ترکیب

اضعافا حال ہے الربوا سے عرضہا جملہ موضع حبر میں ہے تقدیر الکلام عرضہا مثل عرض السموات - اعدت صفت جنت کی ہے اور حال بھی ہو سکتا ہے - الذین ینفقون اور اسیطرح والذین اذا فعلوا اور الکاظمین اور العافین سب متقین کی صفت میں واقع ہیں - ذکروا اللہ جواب ہے اذا کا - من مبتدا الغفر خبر وہم یعلمون حال ہے ضمیر لم یصروا سے -

## تفسیر

پہلی آیت میں خدا نے اپنی مغفرت اور رحمت کو ذکر کیا تھا اور یہہ فرمایا تھا کہ زمین و آسمان سب ہمارے قبضہ میں ہے ہم جسکو چاہتے ہیں معاف کرتے ہیں جسکو چاہتے ہیں عذاب دیتے ہیں اسلئے یہاں پیشتر سود خوری سے منع کیا کیونکہ جب خدا نہیں بخشتا اور نہ رحم کرتا ہے تو تم ہی اپنے زیر دستوں پر رحم کرکے اونکو سود معاف کرو ظلم نکرو دوم جو کچھ ہے خدا کا ہے پھر تم کیون اوسکے دئے ہوئے مال کا شکر یہ ادا نہیں کرتے کیون نملحق معاوضہ لیتے ہو یا یون کہو دنیا دار سود خواری وغیرہ مکاسب میں ایسے مستغرق رہتے ہیں کہ گویا اونکو سدا یہیں رہنا ہے حالانکہ یہ مسافرخانہ ہے جہان پھر کبھی آنا ہی نہیں اور پیشتر جہاد اور نزول ملائکہ وغیرہ ان باتون کا ذکر تھا جو دار آخرت کا وسیلہ ہیں اسلئے یہاں فرمایا کہ کس واہیات کمائی میں پڑے ہو اسکو چھوڑو اور خدا کی مغفرت اور جنت کیطرف دوڑو اور اسمیں یہہ بھی اشارہ ہے کہ دنیا کی ترقی کیا سود میں ڈھونڈتے ہو اسکو چھوڑو اور خدا کے لشکر میں داخل ہو کر جہاد کرو جس سے دنیا کی سلطنتیں تمہارے پاؤں پر آپڑیں اور آخرت میں بھی بادشاہت ملے اور چونکہ پہلے جہاد کا ذکر تھا اور سود خوری بزدلی پیدا کرتی ہے اسلئے اسکے ذکر میں اسکی ممانعت کرنا بھی عین حکمت ہوا

عرب میں دستور تھا کہ جب تاعین پر قرضدار روپیہ ادا نہیں کر سکتا تھا تو قرضخواہ کسیقدر روپیہ اصل میں شامل کرکے مہلت دیتا تھا ہر گلی قسط پر کچھ اور بڑھاتا تھا یا جسطرح یہاں سود خور سود کو اصل میں جمع کرکے اسپر سود لگا کر دوگنے گنے کر لیتے ہیں ایسا ہی وہ بھی کرتے تھے اسلئے اضعافا مضاعفا سے منع کیا اور فرمادیا کہ اللہ سے ڈرو پھر فرمایا اس آگ سے ڈرو کہ جو کافروں کے لئے تیار ہوئی ہے یعنی جہنم اسمیں اشارہ ہے کہ انجام کار ہمیشہ سود خوری اور اسپر بے پروائی کا کفر ہے سو جو سزا کافروں کو ملیگی وہی سود خواروں کو

۱۵ اس سے سود کی اجازت نہیں نکلتی بلکہ اس سے بھی بڑھ کر ہے ام ۱۲ منہ

پھر فرمایا اللہ اور اسکے رسول کی اطاعت کرو اسکے بعد کنایہ کیطور پر اپنی اطاعت کے ثمرہ کیطرف اشارہ فرماتا ہے کہ اللہ کی مغفرت اور جنت کیطرف دوڑو یعنی اللہ اور اُسکے رسول کی اطاعت کرتا گویا مغفرت اور جنت کیطرف دوڑنا ہے

مفسرین کہتے ہین مغفرت سے مراد وہ امور ہین کہ جن سے مغفرت حاصل ہو اور اسیطرح جنت سے مراد وہ امور ہین کہ جن سے جنت حاصل ہو پھر اسکی تفسیر مین مختلف اقوال ہین ابن عباس کہتے ہین مراد اسلام ہے حضرت علی سے منقول ہے کہ ادا فرائض اور حضرت عثمان کہتے ہین اخلاص للوا لعالیہ کے نزدیک ہجرت کرنا سعید بن جبیر کے نزدیک تکبیر اولی مراد ہے مین کہتا ہون ترک منکرات و ادا واجبات مین سب کچھ آجاتا ہے۔ جنت کی صفت مین دو باتین ذکر فرمائین **اول** یہ کہ اوسکا چوڑان آسمان و زمین کے برابر ہے۔ **ابو مسلم** کہتے ہین اس سے مراد یہ ہے کہ جنت کو اگر آسمان و زمین یعنی دنیا و مافیہا کے مقابلہ مین رکھا جاوے تو اوسکی قیمت مین دبجاوین عرب بولتے ہین اذا بعت الشی بالشی الاخر عرضتہ علیہ وعارضتہ ۔ فقیر کہتا ہے درحقیقت یہ ایک سرور وحانی کیطرف اشارہ ہے وہ یہہ کہ جنت **عالم قدس** ہے اوسکو اس عالم حسی سے کچھ علاقہ ہی نہین نہ وہ شہر عدن مین ہے نہ ملک شام مین نہ آسمان مین ہے نہ کسی کوہ ہمالیہ کی چوٹی پر ہے بلکہ یہہ تمام آسمان و زمین اوسکی وسعت کے آگے کچھ بھی نہین کسلئے کہ اوسکا چوڑان اتنا ہے پر طول کا تو کیا ٹھکانا ہے پھر وہ آسمان یا زمین مین کیونکر سما سکے۔ ہان سماوات اور عرش چونکہ لطافت مین عالم قدس کے مشابہ ہین اسلئے کہہ سکتے ہین کہ جنت آسمانون پر دوڑ عرش کے نیچے ہے۔ پھر سارعوا کے لفظ مین اشارہ ہے کہ وہ عالم ارواح طیبات کا حیز اصلی ہے جو جسمانی عوایق ہین انکو توڑ اور چھوڑ کر اسطرح بھاگو کہ جسطرح قفس سے طائر خوش الحان اوڑ کر اپنے باغ مین جاتا ہے۔ آنحضرت کے فیض صحبت سے یہہ بات ہر صحابی کو میسر آگئی تھی چنانچہ بدر کے روز جب آنحضرت مشرکین سے مقابل ہوئے تو صحابہ سے فرمایا قوموا الی جنۃ عرضھا السموات والارض کہ اوس جنت کیلئے اٹھو جسکا چوڑان زمین و آسمان کے برابر ہے یہہ سنتے ہی **عمیر بن حمام** صحابی نے کہا اہوا اہوا اہا اسکے بعد وہ اپنے توشہ دان سے چھوارے کہانے لگا پھر کہا اتنے دیر مین چھوارے کہاؤن یہہ تو بڑا عرصہ ہے لو جنت ہی مین چلکر کہا ونگے پھر یہانتک لڑا کہ شہید ہوگیا رواہ مسلم۔ اسیطرح جنگ احد مین صحابہ کو حالت وجد پیش آئی۔ جہاد کے موقعہ پر سارعوا کہنا اسبات کیطرف اشارہ کرتا ہے کہ جہاد مین تلوار سے اس طائر روح کے بند کٹ جاتے ہین پھر جسکے بعد روحانی سلطنت اور بڑی سیر گاہ اور وسعت اور عالم سرور اور نور ہے اور شمشیر محبت الہی بھی یہی کام کرتی ہے **دوسرا وصف** اعدت للمتقین کہ وہ پہلے ہی سے تیار کی گئی ہے دہانکے لوگ اور اصحاب منتظرین پر للمتقین مین اشارہ ہے کہ وہ پرہیزگاری کا گہر ہے دولت اور حسب و نسب سے حاصل نہین ہوتا اسکے بعد متقین کے چند اوصاف بیان فرماتا ہے کہ حقیقی متقی اور ادعائی متقیون مین فرق ہوجاوے سو واضح ہو کہ متقین کی دو قسم ہین یک محسنین دوسرے تائبین اور احسان کبھی تو دوسرون کو نفع پہنچانیسے ہوتا ہے اور کبھی ضرر نہ دینے سے ہوتا ہے اسلئے (۱) الذین ینفقون فی السراء والضراء فرمایا جسمین نہ مال کی قید ہے نہ جسکو دیا جاوے اوسکا ذکر ہے بلکہ عام رکھا ہے خواہ اپنے کو خواہ بیگانے کو خواہ زکوۃ خواہ صدقہ نافلہ خواہ ہدیہ دیتے ہین تنگی مین تھوڑا اور فراغ دستی مین بہت خواہ علم و حکمت صرف کرتے ہین (۲) والکاظمین الغیظ فرمایا کہ اپنے غصہ کو مارتے ہین کسی سے بدلہ ہی لینا نہین چاہتے خواہ اپنا ہو خواہ بیگانہ ہو۔ اسلئے آنحضرت اور صحابہ نے اقتدار پاکر بھی اپنے دشمنون کی ساتھ نیک سلوک کیا ہے (۳) والعافین عن الناس۔ یعنی آخرت کا بھی کسی سے مطالبہ نہین رکھتے بلکہ درگزر کرتے ہین اسلئے ان تینون وصفونکے بعد واللہ یحب المحسنین ذکر فرمایا (دیکھیے) ہمین مومن و کافر کی کوئی قید نہین پھر پادری لوگ جو کہتے ہین قرآن مین غیرونکی ساتھ مکارم اخلاق کی تعلیم نہین محض غلط ہے۔ اب اس سے بڑھکر کوئی اور کیا تعلیم مکارم اخلاق کر سکتا ہے۔ اسکے بعد (۴) وصف توبہ ہے یعنی اگر اوسنے کوئی گناہ از قسم زنا یا کوئی اور کبیرہ صغیرہ بشریت سے ہوجاتا ہے تو وہ تین باتین کرتے ہین (۱) خدا کو یاد کرتے ہین اُسکی تجلی سے جو کچھ کثافت روح پر آگئی ہے دور ہوجاتی ہے (۲) اپنے گناہونسے استغفار کرتے ہین خدا سے معافی مانگتے ہین (۳) جو کچھ ہوگیا ہے اوسپر اڑتے نہین بلکہ ندامت کرتے اور آیندہ کو باز آتے ہین اگر انکی خبر جنت نہ ہوتا کہ کلام کو اول اعلو پر لاتا ہے

قَدْ خَلَتْ مِنْ قَبْلِكُمْ سُنَنٌ فَسِيرُوا فِي الْأَرْضِ فَانْظُرُوا كَيْفَ كَانَ عَاقِبَةُ الْمُكَذِّبِينَ ۝ هَٰذَا بَيَانٌ لِلنَّاسِ

تمسے پہلے بہت سے واقعات گزر چکے ہین زمین مین پھر کر دیکھو کہ کیا ہوا انجام کار جھٹلانیوالون کا یہہ لوگونکے لئے بیان

وَهُدًى وَمَوْعِظَةٌ لِلْمُتَّقِينَ ۝ وَلَا تَهِنُوا وَلَا تَحْزَنُوا وَأَنْتُمُ الْأَعْلَوْنَ إِنْ كُنْتُمْ مُؤْمِنِينَ ۝

ہے اور ہدایت اور نصیحت ہے پرہیزگارونکے واسطے - اور تم سست نہ بنو اور نہ غم کھاؤ تمہین غالب رہوگے اگر تم مومن ہو

إِنْ يَمْسَسْكُمْ قَرْحٌ فَقَدْ مَسَّ الْقَوْمَ قَرْحٌ مِثْلُهُ وَتِلْكَ الْأَيَّامُ نُدَاوِلُهَا بَيْنَ النَّاسِ وَلِيَعْلَمَ اللَّهُ الَّذِينَ

اگر تمکو کوئی زخم پہونچا تو دوسرونکو بھی ایسا ہی زخم پہونچ چکا ہے - اور یہ زمانہ ہے کہ جسکو پھیر کرتے رہتے ہین ہم لوگون مین - اور (یہ زخم اسلئے پہونچا) کہ خدا کو خالص ایمان والے معلوم ہوجاوین

آمَنُوا وَيَتَّخِذَ مِنْكُمْ شُهَدَاءَ ۗ وَاللَّهُ لَا يُحِبُّ الظَّالِمِينَ ۝ وَلِيُمَحِّصَ اللَّهُ الَّذِينَ آمَنُوا وَيَمْحَقَ الْكَافِرِينَ ۝ أَمْ حَسِبْتُمْ

اور تم مین سے بعض لوگونکو شہید بنادے - اور اللہ کو بے انصاف لوگ پسند نہین آتے - اور اسلئے کہ خدا پاک کرے ایمان والون کو اور مٹادے کافرونکو - کیا تم سمجھ بیٹھے ہو کہ

أَنْ تَدْخُلُوا الْجَنَّةَ وَلَمَّا يَعْلَمِ اللَّهُ الَّذِينَ جَاهَدُوا مِنْكُمْ وَيَعْلَمَ الصَّابِرِينَ ۝ وَلَقَدْ كُنْتُمْ تَمَنَّوْنَ الْمَوْتَ مِنْ قَبْلِ أَنْ تَلْقَوْهُ فَقَدْ رَأَيْتُمُوهُ وَأَنْتُمْ تَنْظُرُونَ

جنت مین چلے جاوگے حالانکہ ہنوز اللہ نے تم مین سے جہاد کرنیوالے اور صبر کرنیوالے نہین جانچے - بیشک تم موت کے ملنے سے پہلے تو اسکی آرزو کیا کرتے تھے تو اب تمنے اوسکو آنکھونکے سامنے دیکھ لیا

## ترکیب

من قبلکم خلت سے متعلق ہے ولا تہنوا ماضی وہن ہے مضارع سے و حذف ہے کیونکہ وہ کسرہ اور ہی کے بیچمین آگیا تھا الاعلون اسکا مفرد اعلی ہے التقار ساکنین کیوجہ سے الف حذف کرکے اوسکا یادگار فتح چھوڑ دیا گیا ہے - قرح - مصدر فرحۃ بمعنی زخم ہے اور قرح بالضم زخم ہے تلک مبتدا الایام خبر نداولہا جملہ حال ہے ولیعلم معطوف ہے محذوف پر اسے نداولہا لیکون کیت وکیت ولیعلم اللہ تاکہ معلوم ہو کہ اس گردش ایام کی چند علتین ہین منجملہ اونکے یہہ اور یہ اور ہے - ویمحص معطوف ہے ولیعلم پر ام منقطعہ بمعنی بل -

## تفسیر

جبکہ خدا تعالی نے عالم آخرت کی رغبت اور جنت کا شوق دلایا اور جہاد پر جو صلاح عالم کا باعث ہے آمادہ کیا تو یہان پیشتر دنیا اور اہل دنیا کی بے ثباتی بیان فرماتا ہے کہ تمسے پہلے کیا کچھ دنیا گزر چکا ہے دنیا مین پھر کر دیکھو کہ فرعون وغیرہ سرکش لوگ کہان گئے اونکے نعیم و ناز خاک مین ملگئے انجام کار پرہیزگارون نے فلاح پائی انبیاء اور انکی جماعت ہمیشہ کافرونسے لڑتے آئے ہین اسکے بعد اوس واقعہ کیطرف توجہ کرتا ہے جو جنگ احد مین گزرا (یعنے وہ جو کچھ مسلمانون کو ہزیمت اور مصیبت پہنچی تھی اور منافق ہنستے اور ایماندار دلمین آزردہ ہوتے تھے) کہ اگر تم کو کچھ زخم پہونچا ہے تو اسپر کچھ غم نہ کھاؤ نہ سستی اختیار کرو کیونکہ اس سے پیشتر جنگ بدر مین تم انکو ہزیمت اور زخم دے چکے ہو دنیا مین زمانہ یکسان نہین رہتا کبھی رنج ہے کبھی راحت ہم لوگونمین زمانہ کو اون ہی الٹتے پلٹتے رہتے ہین مگر انجام کار تمہین غالب ہوگے بشرطیکہ ایمان پر قایم رہوگے چنانچہ اس پیشین گوئی کے مطابق ظہور مین آیا عرب کیا مشرق سے مغرب تک سے بڑے ملک صحابہ کے ہاتھ مین آگئے ایمان کی بدولت پھر اس احد کی شکست مین جو کچھ حکمتین ہین انکی طرف اشارہ فرماتا ہے کہ یہان ایک تو ایماندار و نکا امتحان مقصود تھا دوم یہ کہ تم مین سے بہت لوگ عالم آخرت اور شہادت کے مشتاق تھے انکو شہادت دینی تھی سوم یہ کہ جو غیر مسلمان ہین وہ اس معرکہ مین پڑکر پاک ہوجاوین اور کفار مخالفین مٹ جاوین کیونکہ ہمیشہ سے حق کی یہ تاثیر ہے کہ جہان کہین اسکی جماعت کا خون بہا وہین وہ ایک نیا رنگ لایا غیرت الہی جوش مین آئی پھر جو لوگ کفار مین قابل اصلاح ہوتے ہین ایماندارونکی جماعت مین داخل ہوجاتے ہین اور باقی لوگونپر غیب سے وہ مار پڑتی ہے کہ نام و نشان بھی نہین رہتا - ایک زمانہ تھا حضرت مسیح اور انکے حواری فوج کی فوج جاتے پھر وہ زمانہ آیا کہ سوا مسیحیونکے اونکی سلطنت کا نام و نشان باقی نہ رہا حضرت امام حسین کو شہید کیا کرنا تھا بنی امیہ کی سلطنت کی جڑ اکھڑنا تھا ؎ ما انگبنیہ ایم شویم از شکست تیز و از ریا بد آنکہ بود در شکست ما - الا ان حزب اللہ ہم الغالبون

## فوائد

(۱) جنگ اُحد مین جو کچھ اہل اسلام پر مصیبت پہونچی اول تو خدا تعالی نے اُسکے لئے کئی طرح سے تسلی دی اولاً تو یون کہ انجام تم ہی غالب رہوگے ثانیاً یہ کہ لا تہنوا ولا تحزنوا ثالثاً یہ کہ اگر تمکو زخم پہونچا ہے تو تمنے بھی ایسا ہی زخم انکو بدر مین دیا تہا رابعاً تلک الایام نداولہا بین الناس کہ زمانہ یون ہی ادلتا بدلتا رہتا ہے اگر کوئی مصیبت پیش آوے تو رنج نکرنا چاہئے ہمیشہ دن یکسان نہین رہتے کیا خوب کہا ہے کسی نے ؎

نہ رنج و راحتے گیتی مرنجان دل مشو خرم ۔ کہ آئینہ جہان گاہے چنان گاہے چنین باشد ۔ اسکے بعد مقتول و مجروحونکے لئے اسرار بیان کیے کہ ہمکو تو بعض کا امتحان اور مومنین کا پاک کرنا اور کچھ لوگون کو درجہ شہادت دینا اور کافرونکو مٹانا منظور تہا ان سب باتونکے بعد پہر ایک نہایت تاکید اور تہدید کا حکم بہیجا کہ جس سے تمام اہل ایمان کے دل کانپ گئے اور طالبان عقبے پر ایک کوڑا سا پڑ گیا وہ یہ تمام ایمانداروں کو یہہ سنا دیو کہ تم یہ نہ سمجھ بیٹھو کہ ہم یون ہی اوس جنت مین کہ جو عالم سرور کی بادشاہت ہے چلے جاوینگے بغیر اسکے کہ جہاد کرکے اور صبر اور مشقت کی کسوٹی پر نہ کہنچے جاؤ اسیطرح ایک جگہ اور بہی فرمایا ہے الم احسب الناس ان یترکوا ان یقولوا امنا وہم لا یفتنون ۔ کہ لوگ یہہ سمجھ بیٹھے ہین کہ بس آمنا کہنا اور لا الہ الا اللہ کہنا اسلام اور اسمانی بادشاہت کیلئے کافی ہے اسپر کوئی آزمایش نہوگی ۔ ایکبار نبی صلی اللہ علیہ وسلم خانہ کعبہ سے تکیہ لگائے کعبے کے سایہ مین بیٹھے تہے اور کفار قریش کا زور تہا ہر روز ایماندارونپر ظلم و ستم ہوا کرتا تہا اسمین ایک صحابی نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ وہ کونسا وقت آئیگا کہ جسمین ہم اُس سے نجات پاوینگے اور آپکی بشارت کا ظہور ہوگا یہ سنتے ہی آنحضرت کا چہرہ مبارک غصہ کے مارے سرخ ہوگیا اور فرمایا کہ بس اتنی ہی سی تکلیف پر یہہ نوبت آگئی اور اللہ تمسے پہلے انبیاء اور اونکے مخلصین کو لوگ آرہ سے چیرتے تھے اور وہ اُف بہی نکرتے تھے (اس کا مضمون کتب صحاح ستہ مین ہے) درحقیقت دنیا مین بادشاہ پانچ سات روپیہ ماہوار پر سپاہی کو نوکر رکہتا ہے کہ جسکو سر کٹانے مین کوئی دریغ نہین ہوتا پہر جس بادشاہ حقیقی نے جان دی اور جسم کو ہزارون خوبیان عطا کین تندرستی دی لاکہون نعمتین بیشت در بیشت عطا کرتا چلا آیا ہے اسپر پہر وہ عالم روحانی مین سلطنت کا وعدہ فرمائے اور یہی تنخواہ اسکی رسول کی معرفت مقرر ہوجاوے اور وہان جانا ہی ضرور ہو پہر جو کوئی صرف زبانی اسلام اور ایمان پر بہروسہ کرے اور خدا کی راہ مین جان اور مال اور عزت و آبرو دینے کو دریغ رکہے سو اسکو قطعی جان لیجئے کہ طمع خام رکہتا ہے اور کچھ نہیں یا دنیا مین جب کوئی کسی سے عشق مجازی رکہتا ہے تو دیکہئے اپنی آبرو اور مال و جان کو اُسکے لئے دریغ نہین کرتا سیکڑون لوگ بے آنام مسلمان ہین یا مسلمانونکی اولاد ہین زبانی جمع خرچ بہت کچھ گاؤ تکیو پر پشت لگاکے بہدوی اسلام اور حصول درجات آخرت کیلئے بہت کچھ باتین بناتے ہین اگر اسلام کیلئے جان اور آبرو تو درکنار مال یا کسی مطلب مین کچھ بہی نقصان عائد ہوتا معلوم ہو تو پہر کہان تہے ایسے سگ دنیا نہین منافقین کی ذریت ہین جنکا ذکر قرآن مجید مین بیشمار جگہ آیا ہے انسان جنت اور اوسکی خوشنودی کی امید جب رکہے کہ پہلے اپنے دلمین اپنے مال و اولاد اور عزت و آبرو بلکہ جان عزیز اور ہر قسم کی عیش و راحت کو اوس معبود حقیقی کے نذر کرچکے ایسے ہی لوگون کیلئے دار آخرت کی بادشاہی اور جنت مین دیدار الہی اور نعماء غیر متناہی ہین ۔ اکثر صحابہ نے ایسا ہی کر دکہایا ہی لوگ ابرار اور خاصان کبریا ہین ؎ چڑہا منصور سولی پر پکارا عشق بازونکو ۔ یہ اوسکے بام کا زینہ ہے آئے جسکا جی چاہے

وَمَا مُحَمَّدٌ اِلَّا رَسُوْلٌ قَدْ خَلَتْ مِنْ قَبْلِهِ الرُّسُلُ اَفَاۡئِنْ مَّاتَ اَوْ قُتِلَ انْقَلَبْتُمْ عَلٰٓى اَعْقَابِكُمْ

اور محمد صرف پیغمبر ہین اونسے پہلے بہی بہت سے رسول ہو چکے ہین - پہر اگر وہ مرجاوے یا قتل کیا جاوے تو کیا تم اولٹے پہر جاؤ گے

وَمَنْ يَّنْقَلِبْ عَلٰى عَقِبَيْهِ فَلَنْ يَّضُرَّ اللّٰهَ شَيْـًٔا ۭ وَسَيَجْزِي اللّٰهُ الشّٰكِرِيْنَ ۝ وَمَا كَانَ لِنَفْسٍ اَنْ تَمُوْتَ

اور جو کوئی اولٹا ہی پہر جائیگا تو وہ اللہ کا کچہہ بہی نہ بگاڑیگا - اور خدا الہی جزا خیر دیگا شکر کرنیوالونکو - اور کوئی شخص بغیر حکم الہی کے

اِلَّا بِاِذْنِ اللّٰهِ كِتٰبًا مُّؤَجَّلًا ۭ وَمَنْ يُّرِدْ ثَوَابَ الدُّنْيَا نُؤْتِهٖ مِنْهَا ۚ وَمَنْ يُّرِدْ ثَوَابَ الْاٰخِرَةِ نُؤْتِهٖ مِنْهَا ۭ

نہین مرسکتا وعدہ مقرر ہے اور جو کوئی دنیا مین بدلا چاہتا ہے تو ہم کسیقدر اوسمین سے دیدیتے ہین - اور جو کوئی آخرت کا بدلا چاہتا ہے تو ہم اوسکو وہان دیتے

وَسَنَجْزِي الشّٰكِرِيْنَ ۝ وَكَاَيِّنْ مِّنْ نَّبِيٍّ قٰتَلَ ۙ مَعَهٗ رِبِّيُّوْنَ كَثِيْرٌ ۚ فَمَا وَهَنُوْا لِمَآ اَصَابَهُمْ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ وَمَا

اور ابہی بدلہ دینگے احسان ماننے والونکو - اور بہت سے نبی ہین کہ جنکی ساتہہ ہوکر بہت سے خدا کے لوگ لڑتے ہین - پہر نہ وہ ہارے تہے خدا کی راہ مین تکلیف پہنچنے سے

ضَعُفُوْا وَمَا اسْتَكَانُوْا ۭ وَاللّٰهُ يُحِبُّ الصّٰبِرِيْنَ ۝ وَمَا كَانَ قَوْلَهُمْ اِلَّآ اَنْ قَالُوْا رَبَّنَا اغْفِرْ لَنَا ذُنُوْبَنَا وَاِسْرَافَنَا

اور نہ وہ سست ہوگئے تہے نہ وہ دبگئے تہے - اور خدا کو پیار آتا ہے ثابت قدم لوگونپر - اور وہ یہی کہا کرتے تہے کہ اے ہمارے رب ہمارے گناہ اور جو کچہہ ہمسے اپنے کام مین زیادتی ہوگئی ہو

## ترکیب

ان تموت اسم کان الا باذن اللہ خبر کتابا مفعول مطلق ہے اسے کتب ذلک کتابا مؤجلا اسکی صفت ہے - کاین اصل مین ای تہا کاف اسپر داخل ہوگیا اور نون خلاف قیاس تنوین کا لکہدیا اب یہہ بمعنی کم ہے من نبی اوسکا بیان قتل نبی کی صفت سو یہہ کاین مبتدا اور جز محذوف اسے فی الدنیا قولہم اسم کان الا ان قالوا خبر وقیل العکس

## تفسیر

جنگ اُحد مین جبکہ وہ جماعت تیر انداز ونکی کہ جنکو نبی صلعم نے گہاٹی پر بیٹہایا تہا مشرکین کے پیچہے لوٹ کیلئے دوڑے ادہر سے خالد بن ولید اوسوقت تک مشرف باسلام نہ ہوئے تہے ایک جماعت کو لیکر مسلمانونپر آپڑے اور باہم معرکہ کشت وخون بڑا گرم ہوا یہانتک کہ عبداللہ بن قمئہ حارثی نے آنحضرت پر حملہ کیا تو مصعب بن عمیر لوا بردار لشکر اسلام نے اوسکو ٹہابا اُسنے مصعب کو قتل کیا اور یہ شور مچادیا کہ میں نے محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو قتل کر ڈالا اس آواز سے صحابہ مین بڑی تشویش ہوئی یہانتک کہ بعض لوگون نے یہہ چاہا کہ عبداللہ بن ابی منافق سے یہہ کہین کہ وہ ابوسفیان سے آمان مانگین اسمین کچہہ منافق بولے اگر محمد نبی ہوتے تو قتل نکئے جاتے اپنے بہائیونسے ملجاؤ اور اپنے دین قدیم مین جاملو انس بن النضر عم انس بن مالک انصاری نے کہا اے قوم اگر محمد قتل ہوگئے تو محمد کا خدا تو زندہ ہے پہر نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد تم جی کر کیا کروگے ؎ کیا جی کے کرون کہ جی نہین ہے + جے کو سر زندگی نہین ہے + جسپر وہ شہید ہوئے تم بہی اس بات پر شہید ہوجاؤ تہوڑے سے عرصہ کے بعد جبکہ طلحہ اور ابوبکر اور علی رض وغیرہ مردان اسلام آنحضرت کے پاس آئے اور حملہ کرکے مشرکین کا مونہہ پہیر دیا تو آنحضرت نے آواز دی کہ بندگان خدا ادہر آؤ آنحضرت کی آواز سنکر مسلمان دوڑ پڑے اور مشرکین کو بہگا دیا - اس واقعہ مین یہہ آیتین اہل اسلام کی تسلی کیلئے نازل ہوئین کہ محمد رسول ہین جیسے کہ اونسے پہلے بہت سے رسول گزر چکے ہین خدا نہین جو ہمیشہ جیتے رہین پہر اگر وہ کسی لڑائی مین مارے گئے یا خود مرگئے تو کیا تم پہر اولٹے پہر جاؤ گے اور کفر مین جا پڑوگے اور جو کوئی ایسا کریگا تو خدا کو کچہہ مضرت نہین دیگا ہان جو کوئی دین پر قایم رہیگا تو ہم اوسکو جزا خیر دینگے

فِيْ أَمْرِنَا وَثَبِّتْ أَقْدَامَنَا وَانْصُرْنَا عَلَى الْقَوْمِ الْكٰفِرِيْنَ فَاٰتٰىهُمُ اللّٰهُ ثَوَابَ الدُّنْيَا وَحُسْنَ ثَوَابِ الْاٰخِرَةِ

اور ہمکو ثابت قدم رکھ اور کافر لوگون پر فتح دے پھر اونکو اللہ نے دنیا کا بھی بدلہ دیا اور آخرت کا بھی عمدہ بدلہ دیا

وَاللّٰهُ يُحِبُّ الْمُحْسِنِيْنَ ۝ يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اِنْ تُطِيْعُوا الَّذِيْنَ كَفَرُوْا يَرُدُّوْكُمْ عَلٰٓى اَعْقَابِكُمْ فَتَنْقَلِبُوْا خٰسِرِيْنَ ۝ ع ۱۵

اور خدا کو نیکی کرنیوالونسے محبت ہے اے ایمان والو اگر تم کافرونکا کہا مانوگے تو وہ تمکو برگشتہ کردینگے پھر تم نقصان مین پڑجاؤگے

بَلِ اللّٰهُ مَوْلٰىكُمْ ۚ وَهُوَ خَيْرُ النّٰصِرِيْنَ ۝ سَنُلْقِيْ فِيْ قُلُوْبِ الَّذِيْنَ كَفَرُوا الرُّعْبَ بِمَآ اَشْرَكُوْا بِاللّٰهِ مَا لَمْ يُنَزِّلْ

لیکن تمہارا اللہ مددگار ہے اور اسکی مدد سب سے بہتر ہے - ہم ابھی کافرونکے دلونمین رعب ڈالدیتے ہین اسلئے کہ اونہون نے خدا کا اوسکو شریک ٹھہرایا جسکے

بِهٖ سُلْطٰنًا ۚ وَمَاْوٰىهُمُ النَّارُ ۭ وَبِئْسَ مَثْوَى الظّٰلِمِيْنَ ۝

کچھ بھی خدا نے سند نہین آتاری اور انکا ٹھکانا دوزخ ہے اور بُرا ٹھکانا ہے بے انصافونکا -

## ترکیب

ان شرطیہ تطیعوا شرط یردوکم جواب اللہ مبتدا مولاکم خبر بما اشرکوا ب سلطٰنا سے متعلق ہے اور ما مصدریہ مثنوی مفعل ہے ثویت سے لام کلمہ ی ہے

## تفسیر

اور اگر یہہ سمجھکر لڑائی سے موت آتی ہے تو تمہارا یہہ خیال غلط ہے اجل کا وقت مقرر ہے اوس سے پیشتر کوئی نہین مرتا اب رہا جہاد مین شریک ہونا اگر اس سے کیسکو لوٹ اور غنیمت دینا مقصود ہے تو ہم اوسکو دنیا دیدیتے ہین اور جو آخرت اور شہادت مدنظر رکھتے ہین تو ہم انہین دیدیتے ہین آنکھہ بند ہونیکی دیر ہے پھر تو وہان سلطنت آسمانی اور عیش جاودانی موجود ہے پھر اسکے بعد اہل اسلام سے مخاطب ہوکر فرماتا ہے کہ بہت سے ایسے نبی گزرے ہین کہ جنکی ساتھہ ہوکر باخدا لوگ مخالفان حق سے لڑے ہین جیسا کہ موسیٰ اور یوشع بن نون وغیرہما پھر جو کچھ اونکو اللہ کی راہ مین تکلیف پہونچی ہے (زخمی ہوئے ہین مارگئے ہین گرمی اور بھوک اور پیاس انہائی ہے پاپیادہ سفر کئے ہین) اس سے اونکا جوش ایمانی ٹھنڈا نہین ہوا ہے نہ انمین بوقت قتل کبھی کچھ بودا پن پیدا ہوا ہے اور نہ اوسکے بعد وہ جہاد سے ضعیف ہوئے ہین نہ دشمنونکی شوکت سے اونکے حوصلہ پست ہوئے ہین ویکہو خدا کو ایسے صابرونسے محبت ہے - باوجود اسکے وہ خدا سے دعا کرکے یہی کہا کرتے تھے کہ ہمارے گناہ اور جو کچھہ ہمسے خدمت دین مین سستی ہوگئی ہے اسکو معاف کردے اور ہمکو آیندہ ثابت قدمی عطا کر اور کافرونپر فتحیاب کر - اس امت کو سناتا ہے کہ تم بھی ایسا ہی کرو اور اعانت اسلام کرکے دلمین غرہ نہو کہ ہمنے اتنا کیا ہے پھر اونکی اس سعی اور کوشش کا نتیجہ ذکر کرکے رغبت دلاتا ہے کہ خدا نے اونکو دنیا مین بھی عمدہ بدلہ دیا مخالفون کی حکومت اور ملک اور عمدہ باغ اور مکان سب اہل حق کو دیئے چنانچہ یوشع بن نون کے عہد مین بنی اسرائیل نے ملک شام لیا اور خدا انکو آخرت مین بھی اچھا بدلہ دیگا بلکہ دیدیا وہان اونکے لئے وہ کچھہ ہے جسکا بیان نہین - اسکے بعد خدا تعالیٰ کفار اور منافقین کی باتونپر عمل کرنیسے منع کرتا ہے جیسا کہ اونہون نے جنگ احد مین کہا تھا پیغمبر مارگئے اپنے دینکی طرف پھر جاؤ) کہ اگر تم اونکا کہنا مانوگے تو اولٹ کر تمکو وہ پھر کافر کردینگے جس سے تم دنیا و آخرت کے خسارہ مین پڑجاؤگے تم ایسی لوگونکی باتکی (کہ جو اسلام کی توہین بیان کرین اور کہین کہ اب اسلام دب گیا یہہ پھر سرسبز نہین ہوگا مسلمان ایسے ہوگئے یون مغلوب ہوگئے کچھہ پرواہ نکرو تمہارا خدا حافظ و ناصر ہے ہم کفار کے دلمین انکے کفر کی شامت سے رعب ڈالدینگے اونکا کرو فرطاہری کچھہ کام نہ آویگا تمہاری لکڑیان تلوار کا کام دینگی چنانچہ اس پیشگوئی کے مطابق واقع ہوا روم اور ایران کے بادشاہون کے اور انکی جرار سپاہ کے دلمین صحابہ کا رعب ڈالدیا جو کہانی پوش اور عربی سرسامان تھے وہ دم بھر مین کچھہ سے کچھہ کردیتے

ف

وَلَقَدْ صَدَقَكُمُ اللّٰهُ وَعْدَهٗٓ اِذْ تَحُسُّوْنَهُمْ بِاِذْنِهٖ ۚ حَتّٰٓى اِذَا فَشِلْتُمْ وَتَنَازَعْتُمْ فِى الْاَمْرِ وَعَصَيْتُمْ مِّنْۢ بَعْدِ مَآ

اور بیشک اللہ نے تمسے اپنا وعدہ سچا کر دیا جبکہ تم ان کافروں کو اسکے حکم سے قتل کرنے لگے یہانتک کہ تم خود اوکھڑ گئے اور حکم میں جھگڑنے لگے اور نافرمان ہوگئے بعد اسکے کہ جو تم چاہتے

اَرٰىكُمْ مَّا تُحِبُّوْنَ ۭ مِنْكُمْ مَّنْ يُّرِيْدُ الدُّنْيَا وَمِنْكُمْ مَّنْ يُّرِيْدُ الْاٰخِرَةَ ۚ ثُمَّ صَرَفَكُمْ عَنْهُمْ لِيَبْتَلِيَكُمْ ۚ وَلَقَدْ عَفَا عَنْكُمْ

وہ تمکو خدا نے دکھا دیا کچھ تو تم میں دنیا چاہتے تھے اور کچھ لوگ تم میں سے آخرت چاہتے تھے۔ پھر تمکو اونسے (کافروں کے قتل کرنیسے) باز رکھا تاکہ تمکو آزمائے۔ اور خدا نے تمکو معاف کر دیا

وَاللّٰهُ ذُوْ فَضْلٍ عَلَى الْمُؤْمِنِيْنَ ۝ اِذْ تُصْعِدُوْنَ وَلَا تَلْوٗنَ عَلٰٓى اَحَدٍ وَّالرَّسُوْلُ يَدْعُوْكُمْ فِيْٓ اُخْرٰىكُمْ فَاَثَابَكُمْ

اور اللہ فضل رکھتا ہے ایمانداروں پر۔ جبکہ تم چڑھے چلے جاتے تھے اور کسیکو مڑکر نہ دیکھتے تھے اور تمکو پیچھے سے رسول پکار رہا تھا سو اسلئے تمکو خدا نے

غَمًّۢا بِغَمٍّ لِّكَيْلَا تَحْزَنُوْا عَلٰي مَا فَاتَكُمْ وَلَا مَآ اَصَابَكُمْ ۭ وَاللّٰهُ خَبِيْرٌۢ بِمَا تَعْمَلُوْنَ ۝ ثُمَّ اَنْزَلَ عَلَيْكُمْ مِّنْۢ بَعْدِ الْغَمِّ

غم پر غم دیا تاکہ تم جو چیز ہاتھ سے جاتی رہے اور جو بپش آوے اوسپر غم نہ کھاؤ اور اللہ کو تمہارے کام معلوم ہیں۔ پھر اللہ نے غم کے بعد تمپر

اَمَنَةً نُّعَاسًا يَّغْشٰى طَاۗىِٕفَةً مِّنْكُمْ ۙ وَطَاۗىِٕفَةٌ قَدْ اَهَمَّتْهُمْ اَنْفُسُهُمْ يَظُنُّوْنَ بِاللّٰهِ غَيْرَ الْحَقِّ ظَنَّ الْجَاهِلِيَّةِ ۭ يَقُوْلُوْنَ

امن نازل کیا وہ ایک اونگھ تھی جو تم میں سے ایک جماعت کو گھیر رہی تھی اور ایک جماعت نے اپنی جانکو فکر میں ڈال رکھا تھا جاہلوں کیطرح اللہ سے بدگمان کر رہے تھے جاہلوں کیطرح

هَلْ لَّنَا مِنَ الْاَمْرِ مِنْ شَيْءٍ ۭ قُلْ اِنَّ الْاَمْرَ كُلَّهٗ لِلّٰهِ ۭ يُخْفُوْنَ فِيْٓ اَنْفُسِهِمْ مَّا لَا يُبْدُوْنَ لَكَ ۭ

کہہ رہے تھے کہ آیا کچھ ہمارے لئے بھی اختیار باقی ہے تو کہدے کہ سب اختیارات اللہ کو ہیں۔ وہ اپنے دلمیں وہ باتیں رکھتے ہیں جو تجھسے ظاہر نہیں کرتے

## ترکیب

صدق فعل اللہ فاعل کم مفعول اول وعدہ مفعول ثانی حتی متعلق ہے فعل محذوف سے اے دام ذلک الی وقت فشلتم والرسول جملہ موضع حال میں ہے بغم موضع نصب میں ہے صفت غم کی وقیل لسبب غم امنۃ اسم ہے امن کا ویقرء بالسکون فہو مصدر نعاسا بدل ہے امنۃ سے اور عطف بیان بھی ہوسکتا ہے یغشی صفت نعاسا وطائفۃ مبتدا قد اہمتہم خبر +

## تفسیر

پہلے آیت میں تھا کہ اللہ تمہارا مولی ہے اور وہ فتح دینوالا ہے اور نیز پہلے عموماً اسلام کی فتحمندی اور ظہور کا وعدہ دیا گیا تھا اسپر حد میں شکست سی واقع ہوئی تو مدینہ میں اگر بعض منافق مسلمانوں سے کہنے لگے کہ صاحب اچھا وعدہ خدا نے پورا کیا ارے میاں ایسے وعدوں کا کیا اعتبار ہے؟ ان آیتوں میں خدا تعالیٰ نے جواب دیا کہ اوسنے تو تمسے اپنا وعدہ پورا کر دیا کہ تمنے اول ہی حملہ میں کفار کی جماعت کو تہ تیغ کرکے بھگا دیا مگر تمنے خود نافرمانی کرکے یہ مصیبت سر پر لی باوجودیکہ تمہارے سردار نے تیراندازوں کو کہا کہ یہانسے نہ ہٹو مگر جب تمنے جھگڑا کیا اور اپنی مرغوب چیز یعنے فتح دیکھ لی اور کچھ تمسے دنیا یعنی غنیمت کے طالب بھی تھے کافروں کو بھاگتا دیکھکر اونکے پیچھے پڑ گئے اونپر چڑھے چلے جاتے ہو پیچھے سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا رہے ہیں کہ پہرا دو پہرا دو گھاٹی نہ چھوڑو مگر تم نے کسیکو مڑکر بھی نہ دیکھا اسنافرمانی اور رسول کو غم رسانی کے بدلہ میں خدا نے تمکو کافروں کے قتل سے روکا یعنی اونکے دلسے رعب اٹھا کر تمہارے دلونمیں ڈالدیا پیچھے سے کافروں نے گھاٹی پر قبضہ کرکے مسلمانوں کو مارنا شروع کیا اسلئے غم کی عوض میں تمکو خدا نے غم دیا تاکہ تمہاری آزمایش کرے اور تم کو اسبات کی بھی عادت پڑے کہ جو کچھ قوت ہو جاوے اسپر اور جو کچھ مصیبت آجاوے اسپر بیخ نہ کہا یا کرو بلکہ شکست اور قضاء الٰہی پر راضی ہو جایا کرو مگر اسکے بعد بھی خدا نے تمہاری اس خطا کو معاف کیا اور مسلمانوں پر غیب سے اثنا معرکہ میں ایک ایسی نیند ڈالی کہ جسمیں ابو طلحہ کہتے ہیں کہ ہمارے ہاتھ سے سیف گر گر پڑتی تھی اوس نیند کے بعد وہ جو رعب اہل اسلام کے دلپر تھا جسطرح تکان دور ہو جاتی ہے اسطرح دور ہوگیا اور پھر جو حملہ کیا تو مشرکین بھاگ اٹھے مگر جو لوگ منافق تھے اونکو جانکی پڑی ہوئی تھی اونکو نیند نہ آئی وہ خدا سے جاہلوں کیطرح یہ بدگمانیاں کر رہے تھے کہ کیا اللہ

يَقُولُونَ لَوْ كَانَ لَنَا مِنَ الْأَمْرِ شَيْءٌ مَّا قُتِلْنَا هَاهُنَا ۗ قُل لَّوْ كُنتُمْ فِي بُيُوتِكُمْ لَبَرَزَ الَّذِينَ كُتِبَ عَلَيْهِمُ الْقَتْلُ

کہہ رہے تھے اگر کوئی بات بھی ہماری اختیار میں ہوتی تو ہم یہاں قتل نہ کئے جاتے - تو کہدے اگر تم اپنے گھروں میں بھی ہوتے تو جنکی تقدیر میں قتل ہونا لکھا گیا ہے وہ ضرور

إِلَىٰ مَضَاجِعِهِمْ ۖ وَلِيَبْتَلِيَ اللَّهُ مَا فِي صُدُورِكُمْ وَلِيُمَحِّصَ مَا فِي قُلُوبِكُمْ ۗ وَاللَّهُ عَلِيمٌ بِذَاتِ الصُّدُورِ ۝

اپنے قتل ہونیکی جگہ تک نکل کر آہی جاتے - اور یہ اسلئے ہوا تاکہ خدا آزمایش کرے تمہارے جی کی باتوں کو اور جانچے تمہارے دلوں کی باتوں کو - اور اللہ کو دلوں کے بھید سب معلوم ہیں

إِنَّ الَّذِينَ تَوَلَّوْا مِنكُمْ يَوْمَ الْتَقَى الْجَمْعَانِ إِنَّمَا اسْتَزَلَّهُمُ الشَّيْطَانُ بِبَعْضِ مَا كَسَبُوا ۖ وَلَقَدْ عَفَا اللَّهُ

جو لوگ تم میں سے دونوں فوجوں کے مقابلہ کے روز پیٹ پھیر گئے انکو صرف شیطان نے ڈگمگا دیا تھا انکے بعض اعمال کی شامت سے اور بیشک خدا نے انکو معاف کر دیا

عَنْهُمْ ۗ إِنَّ اللَّهَ غَفُورٌ حَّلِيمٌ ۝ ع ۱۶

اللہ تو بڑا معاف کرنے والا بردبار ہے

## ترکیب

شیٔ اسم کان والخبر لنا ما قتلنا جواب لو کان الی مضاجعہم متعلق ہے لبرز سے ولیبتلی معطوف ہے محذوف پر اے فعل ما فعل لیمیز ولیبتلی ولیمحص معطوف ہے ولیبتلی پر

## تفسیر

اور کیا روز جزا سب بناوٹی باتیں ہیں اور یہہ بھی کہہ رہے تھے کہ کاش ہمیں کچھ قدرت و اختیار ہوتا اور دلمیں اور لغو باتیں بھی پوشیدہ رکھتے تھے کبھی کہتے تھے کہ اگر ہمکو کچھ اختیار ہوتا اور ہمارے کہنے کو پیغمبر مانکر مدینہ سے باہر نہ نکلتے تو ہم یہاں مارے نہ جاتے - فرماتا ہے یہہ خیال لغو ہے کیونکہ جنکی تقدیر میں موت لکھی تھی تو خواہ مخواہ گھر بیٹھے بھی موت آجاتی مگر ان باتوں سے خدا تمہارے دل کی آزمایش کرتا تھا اور مومنین کے دلونکو پاک کرنا تھا اور اس امتحان کی خدا کو کچھ ضرورت نہیں کیونکہ وہ ہر ایک دلکی بات جانتا ہے بلکہ یہہ امتحان صرف باہم بندونکے دکھانیکے لئے ہے - خلاصہ یہہ کہ ہمارے وعدہ اور رعد میں کوئی شک و شبہہ نہیں چنانچہ اوسکو تمنے دیکھ لیا مگر خود تمنے نافرمانی کرکے ہزیمت اٹھائی اور جو لوگ اوس روز بھاگے تھے تو انکو شیطان نے اونکے بعض گناہونکی شامت سے ڈگمگا دیا تھا جو انہون نے رسول کا کہنا نہیں مانا گھاٹی کو چھوڑ دیا اور خبر اسکو بھی اللہ نے معاف کر دیا کیونکہ وہ غفور رحیم ہے - اس آیت سے کئی باتیں معلوم ہوئیں -

(۱) یہہ کہ تقدیر الہی کا لکھا ضرور پیش آتا ہے یہ صحیح کہ عالم تدبیر میں جو کچھ سوء تدبیری ہوتی ہے یہہ نتیجہ بد اوسکیطرف منسوب ہوتا ہے اور یہ عالم عالم اسباب ہے مگر اسمیں بھی کوئی شبہہ نہیں کہ جب تقدیر کا لکھا پورا ہونیکو ہوتا ہے ویسے ہی اسباب پیدا ہو جاتے ہیں ہمنے بارہا تجربہ کیا ہے کہ جب کوئی بات شدنی ہوتی ہے دم بھر میں اچھے خاصہ اسباب بگڑ جاتے ہیں اور دم بھر میں بنجاتے ہیں اسلئے جو کچھ ہو گیا زیادہ اسپر ملال کرنا بیفائدہ ہے آخر جب تمام عالم کا کسی شخص کو خالق اور مسبب الاسباب مان رکھا ہے تو پھر اوسکے بھی اختیارات ہیں کہ نہیں -

(۲) دنیا میں جو کچھ انسان پر مصیبت آتی ہے وہ اسکے اعمال بد کا ثمرہ ہوتا ہے رہا اہل حق کا مخالفان حق کے ہاتھ سے شہید ہونا سو وہ مصیبت نہیں بلکہ وہ عین راحت ہے ایسی موت کے کیا کہنے ہیں ؎ سوز زیست کو نثار کردن ایسی موت پر ہزار بیون روئے زار زار وہ اہل عزا کی ساتھ + (۳) یہہ کہ ابتدا سے لیکر اخیر تک جس قدر اہل اسلام مخالفونکے ہاتھ سے شکست پاتے یا ذلت اوٹھاتے آئے ہیں یا اب محکوم و مسخر ہیں سو یہہ سب جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی نافرمانی کا ثمرہ ہے گو پھر آزمایش اور کیا کیا اسمیں سیکڑون مصلحت ہی کیون نہون +

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تَكُوْنُوْا كَالَّذِيْنَ كَفَرُوْا وَقَالُوْا لِاِخْوَانِهِمْ اِذَا ضَرَبُوْا فِي الْاَرْضِ اَوْ كَانُوْا

اے ایمان والو تم اون لوگون جیسے نہو جاؤ کہ جو کافر ہوگئے اور اپنے بھائیون کو جبکہ وہ سفر میں یا جہاد میں

غُزًّى لَّوْ كَانُوْا عِنْدَنَا مَا مَاتُوْا وَمَا قُتِلُوْا لِيَجْعَلَ اللّٰهُ ذٰلِكَ حَسْرَةً فِيْ قُلُوْبِهِمْ وَاللّٰهُ يُحْيٖ وَيُمِيْتُ ۭ

ہوتے ہیں (پھر مرجاتے ہیں) یہہ کہتے ہین کہ کاش وہ ہمارے پاس ہوتے تو نہ مرتے نہ قتل ہوتے تاکہ خدا اونکی اسبات کو انکے دلونمین حسرت کردے۔ اور جلانا اور مارنا تو اللہ ہی کا ہے

وَاللّٰهُ بِمَا تَعْمَلُوْنَ بَصِيْرٌ وَلَىِٕنْ قُتِلْتُمْ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ اَوْ مُتُّمْ لَمَغْفِرَةٌ مِّنَ اللّٰهِ وَرَحْمَةٌ خَيْرٌ مِّمَّا يَجْمَعُوْنَ

اور اللہ تمہارے کام دیکھ رہا ہے۔ اور قسم ہے اگر تم اللہ کی راہ مین قتل کئے جاؤ یا مرجاؤ تو خدا کے ہانکی بخشش اور رحمت اونکی سب کمائی سے بہتر ہے

وَلَىِٕنْ مُّتُّمْ اَوْ قُتِلْتُمْ لَاِاِلَى اللّٰهِ تُحْشَرُوْنَ ۝

اور اگر تم مرجاؤ گے یا قتل کئے جاؤ گے تو ضرور اللہ ہی کے پاس اکر جمع ہوجاؤ گے

## ترکیب

غزی مشدد جمع غازو القیاس غزاۃ کقاض وقضاۃ لیکن فعل کے وزن پر صحیح پر محمول ہوکر آیا ہے لو کانوا شرط ما ماتوا جواب جملہ مقولہ ہے قالوا لاخوانہم کا یحجل کا لام محذوف سے متعلق ہے اے اوقع ذلک فی قلوبہم لیجعلہ حسرۃ اور جعل بمعنی صیر ممکن ہے کہ لام عاقبت ہو۔ ولئن شرط تم جمہور بضم میم پڑہتے ہین وہو القیاس لان الفعل منہ یموت اور بعض نے بالکسر پڑہا ہے لمغفرۃ جواب

## تفسیر

پہلے ذکر تھا کہ منافق لوگ کہتے ہین اگر جنگ مین ہمکو کچھ اختیار رہوتا تو ہم یہان قتل کئے جاتے اوسکا جواب دیکر یہان مسلمانون کو تنبہ کرتا ہے کہ تم ایسے سست اعتقاد اور عالم اسباب پر توکل کرنیوالے نہ بنو جیسا کہ منکران قدرت خدا ہین جو اپنے بھائیونسے یعنی برادری کے ان لوگونکے لئے کہ جو دور دراز سفر مین یا جہاد مین جاتے اور وہان قضاء الہی سے مرجاتے ہین کہتے ہین اگر یہہ لوگ ہمارے پاس رہتے تو نہ مرتے۔ کیونکہ ان باتونسے صرف دلمین حسرت اور افسوس پیدا ہوتا ہے جو ایک عذاب روحانی اور بیفائدہ چیز ہے اور قضا تو کہین ٹل نہین سکتی اللہ مارتا جلاتا ہے وہ ہر جگہ اسباب موت پیدا کرسکتا ہے اور موقع قتل مین بچا سکتا ہے اور بالفرض اگر تم اللہ کی راہ مین مارے بہی گئے تو اس سے کیا بہتر ہے؟ کسلئے کہ دنیا چند روز ہے اوسکی آسایش اور زینت کیلئے جو کچھ تم باغ اور عمدہ مکانات بناتے اور مال واسباب جمع کرتے ہو چند روز کے بعد اوسکو چہوڑ جاؤ گے اور اللہ کی راہ مین اگر خوف عذاب سے ڈر کر لڑمرے ہو تو تمہارے لئے وہانکی دائمی مغفرت بہتر ہے اور اگر جنت کی آرزو سے شہید ہوئے ہو تو وہانکے نعمات جو رحمت الہی کا مظہر ہین اس دنیاوی عیش سے لاکہہ درجہ بہتر ہین وہ ابدی یہہ فانی یہہ کثیف وہ لطیف اور اگر تم اوسکے شوق اور محبت مین شہید ہوئے ہو تو کہین اور نہین جاوگے بلکہ خاص اوسی محبوب کے در دولت پر حاضر ہوجاؤ گے جیسا کہ فرمایا ہے متعدد صدق عند ملیک مقتدر بہرطور لذائذ فانیہ مین مبتلا ہونے سے اور گھر مین بیٹہکر نامردون کے طور پر جان دینے سے دوست کی راہ مین مرنا بہتر ہے۔

**منافقین** احد کی مصیبت کے بعد مسلمانون کے دلونمین ایسے ایسے بیہودہ شبہات ڈالتے تہے کہ آیا ہمیان اگر دور دراز سفر مین جاؤ گے یا جہاد مین جاؤ گے ناحق مرجاؤ گے بہلا جان غنیم کو ضایع کرنا سفر اور جنگ کی مشقتین اٹہانا گہر کا عیش و آرام چہوڑنا بیوی بچونسے جدا ہونا کونسی عقل کا کام ہے؟ اور طبائع انسانیہ بیشتر تکلیف سفر اور مفارقت زن و فرزند اور موت سے دور تی ہین اور یہہ بہی انسانکی ایک فطرتی بات ہے کہ وہ گہر مین بیٹہے آرام کرنیکو پسند کرتا ہے اور یہی کاہلی اور آرام طلبی قومون اور ملکون کیلئے ذلت افلاس اور ماتحتی کا باعث ہوجاتی ہے اور آسمانی سلطنت کے فیض سے محروم ہونیکا بہی باعث ہوجاتی ہے اسلئے خدا نے مسلمانون کو منع کیا اور تسلی دی۔ واقعہ مین جو لوگ سفر اور جنگ کی مصیبتونکی برداشت نہین کرتے نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ ہمیشہ حالتمین رہتے ہین

فبما رحمة من الله لنت لهم ولو كنت فظا غليظ القلب لانفضوا من حولك فاعف عنهم واستغفر لهم

سو کچھ اللہ کی رحمت سے جو تو انکو نرم دل ملا - اور اگر تو بدخو سخت دل ہوتا تو تیرے پاس سے لوگ الگ ہو جاتے سو تو اونکو معاف کر اور انکے لئے خدا سے بخشش چاہ

وشاورهم في الامر فاذا عزمت فتوكل على الله ان الله يحب المتوكلين ان ينصركم الله فلا غالب

اور اپنے کام مین مشورہ لیا کر - پھر جب ارادہ کر لیا کرے تو خدا ہی پر بھروسا کیا کر - خدا توکل کرنیوالونسے محبت ہے - اگر وہ تمکو فتح دیگا تو کوئی تمپر غالب نہ ہوگا

لكم وان يخذلكم فمن ذا الذي ينصركم من بعده وعلى الله فليتوكل المؤمنون

اور جو وہ تمسے بے اعتنائی کرے تو پھر اوسکے بعد کون تمکو فتحمند کر سکتا ہے ؟ اور ایماندار خدا ہی پر توکل رکھتا ہے

## ترکیب

فبما رحمة با زائدہ ہے احفش کہتا ہے جائز ہے کہ ما نکرہ ہو بمعنی شئی اور رحمة بدل ہو اوس سے اور لنت سے متعلق ہو - فاذا عزمت شرط فتوكل جواب ان ينصر شرط فلا غالب جواب

## تفسیر

اُحد کی لڑائی مین جو کچھ لوگ بھاگے اور بعض نے بھاگنے کا ارادہ کیا اسپر اہل اسلام مین اپنا انگشت نمائی ہونے لگی اور خالص لوگ اونکو حقارت کی نگاہ سے دیکھنے لگے اور مشورون مین بھی اونکو شریک نکیا جاتا تھا نہ کسی بات مین اونسے صلاح لیجاتی تھی یہہ بات اونکے دل شکنی کا باعث تھی اور چونکہ یہہ بات بمقتضائے بشریت اونسے سرزد ہو گئی تھی اوسکو خدا نے معاف کر دیا تھا اسلئے آنحضرت اپنے رسول کو فرماتا ہے کہ تو فضل الہی سے رحمدل ہے اگر تو سخت دل اور کج خلق ہوتا تو لوگ تیرے پاس جمع نہوتے سو تو بھی اونکو معاف کر دے اور خدا سے اونکے لئے معافی مانگ اور امور دنیا مین اونسے مشورہ بھی کر لیا کر ہان جب تو بعد مشورہ کے کسی کام کا پکا ارادہ کر لے تو خدا پر توکل کر اسباب ظاہریہ پر اعتماد نکر خدا کو اہل توکل پسند آتے ہین - کسلئے کہ اگر خدا تمکو فتح دینا چاہیگا تو گو ظاہر مین تمہارے اسباب ضعیف ہون تو تمپر کوئی غالب نہو سکیگا اور جو تمہاری معصیت اور بدکاری کیوجہ سے تمہین ذلیل کرنا چاہیگا تو کیسا ہی سامان تمہارے پاس ہو تو کوئی تمکو مدد نہ دیسکیگا +

## فوائد

(۱) لنت لہم الخ حسن خلق کا باعث یہہ ہوتا ہے کہ جب روح پر انوار قدس فائض ہوتے ہین تو اسکی قوت نظریہ اور عملیہ دونون کمال ہو جاتی ہین پھر جو کچھ صدمہ اُسکو پہنچتا ہے اسکو خدا ہی کیطرف سے جانتا ہے نہ کسی پر اُسکو غصہ آتا ہے نہ انتقام لیتا ہے یا جو راحت غیر کو پہنچتی ہے حسد نہین کرتا علی الیقین جسقدر باتین بدخلقی کی خام خیالی کے متعلق ہین سب دور ہو جاتی ہین اور جب اُسکو روحانیات کا مشاہدہ ہوتا ہے تو جسمانیات اور دنیا لذائذ اسکی آنکھون مین حقیر ہو جاتے ہین نہ شہوت ناجائز رہتی ہے نہ حب جاہ و مال جو تمام خرابیون کا سرچشمہ ہے اور اسلئے بزرگونکے اخلاق حمیدہ

(۲) تمپر آنحضرت علیہ السلام کے اخلاق اسدرجہ حمیدہ تھے کہ قرآن مین متعدد جگہ اللہ نے آپکی مدح کی ہے انمیں اعلی خلق عظیم شاورہم جو باتین وحی اور الہام سے متعلق تھین انمین کسی سے مشورہ کی حاجت نہ تھی ہان امور دنیا مین کہ کسدن مخالفون پر چڑھائی کرنی چاہئے اور کہان مقام کرنا چاہئے وغیرہ یک ایسی باتون مین آنحضرت مشورہ کرتے تھے - اسلئے امت پر مشورہ مسنون ہوا اور بیشک مشورہ مین چند رایونکی ملنے سے قوت ہو جاتی ہے اور اسپر برکت بھی نازل ہوتی ہے اسلئے خلفاء اربعہ تک قیام امامت شوری پر رہا ہے تو نہایت عمدہ رہا ہے اور جب سے شخصی سلطنت ہوئی اور تمام اختیارات ایک شخص کے ہاتھ مین آئے برکت جاتی رہی - اسلئے مشورہ نہایت عمدہ چیز ہے

وَمَا كَانَ لِنَبِيٍّ أَنْ يَغُلَّ ۚ وَمَنْ يَغْلُلْ يَأْتِ بِمَا غَلَّ يَوْمَ الْقِيَامَةِ ۚ ثُمَّ تُوَفَّىٰ كُلُّ نَفْسٍ مَا كَسَبَتْ

اور کسی نبی کا یہہ کام نہین کہ وہ خیانت کرے - اور جو کوئی خیانت کریگا تو جس چیز کی اوسنے خیانت کی ہے اوسکو قیامت مین لاویگا پھر ہر شخص اپنی پوری کمائی پاوی گا

وَهُمْ لَا يُظْلَمُونَ ۝ أَفَمَنِ اتَّبَعَ رِضْوَانَ اللَّهِ كَمَنْ بَاءَ بِسَخَطٍ مِنَ اللَّهِ وَمَأْوَاهُ جَهَنَّمُ ۖ وَبِئْسَ الْمَصِيرُ ۝

اور کسی پر ظلم نہوگا - کیا وہ شخص جو مرضی الہی کے تابع ہے اوسکی برابر ہوسکتا ہے کہ جسنے خدا کا غصہ حاصل کیا اور اسکا ٹھکانا جہنم ہو اور کیا برا ٹھکانا ہے

هُمْ دَرَجَاتٌ عِنْدَ اللَّهِ ۗ وَاللَّهُ بَصِيرٌ بِمَا يَعْمَلُونَ ۝

انکے درجہ مین خدا کے نزدیک اور اللہ دیکھہ رہا ہے جو وہ کر رہے ہین

## ترکیب

للنبی خبر ما کان ان یغل اسم ومن شرطیہ یات جواب فمن من بمعنی الذی مرفوع ہے بسبب مبتدا ہونیکے کمن با خبر ہم مبتدا درجات اسے فعدد حال خبر

## تفسیر

پہلے تہا کہ انکو مشورہ مین شریک کرلیا کرنگر اوسکے ساتھہ ہی یہہ بھی بیان کردیا کہ اگر نبیؐ ایسے امور مین مشورہ نکرے اور مصالح اور اسرار سلطنت آسمانی تم پر ظاہر نکرے کہ جو تمہارے فہم سے بالا ہین تو تمکو یہہ گمان نکرنا چاہیے کہ پیغمبر نے خیانت کی کیونکہ نبی خدا کا امین ہے اوسکی شان خیانت نہین کیونکہ نبی کو حق الیقین ہے کہ جو کوئی دنیا مین خیانت کریگا قیامت کو اوسکی خیانت ظاہر کیجائیگی اور پھر ہر شخص کو اسکے اعمال کی پوری سزا دیجائیگی - اسمین اسبات کیطرف بھی اشارہ ہے کہ اگر آنحضرت غنائم کی تقسیم کرنمین کوئی مصلحت ملحوظ رکہین یا قوم اور رفاہ عام کیلئے اوسمین سے کوئی حصہ بیت المال مین جمع کرین یا کسیوجہ سے تقسیم غنائم مین دیر ہو تو تم منافقونکے کہنے سے اپنے نبی کیطرف ایسی بدگمانی ہرگز جایز نرکہو - منافق عبداللہ بن ابی وغیرہ ایسے ایسے شبہات مسلمانون کے دلمین ڈالا کرتے تھے - اور یہہ ضرور ہے کہ جب شر کی نسبت ناجایز بدگمانیون کا دروازہ کہلتا ہے تو انجام بغاوت اور پھوٹ پڑکر قوم اور ملت کی شوکت اور برکت جاتی رہتی ہے یہہ اہل اسلام کو اپنے سردارون اور پیشواؤنکی نسبت ادب ملحوظ رکہنا تعلیم فرمایا ہے -

یات بما غل اسمین عموماً ہر قسم کی خیانت کی برائی ہے اور عام امت کو تعلیم ہے کہ نہ مال مین خیانت کرین نہ رازداری مین نہ احکام الہی مین نہ اس بار امانت مین کہ جو روز ازل بنی آدم کے سر پر دہرا گیا ہے نہ اپنے حاکم اور سردار کی اطاعت مین نہ بیوی میان کے مال و آبرو اور عصمت مین خیانت کرے اور اسمین اسطرف بھی اشارہ ہے کہ قیامت کو انسان کے اعمال متشکل ہوکر آوینگے جیسا کہ ہمنے مقدمہ مین بیان کیا ہے - اسکے بعد خدا تعالی بتاتا ہے کہ نبی کی شان خیانت نہین تاکید کرتا ہے کہ نبی ہمیشہ رضامندی الہی کے تابع ہوتا ہے اور خیانت کرنے والا ناراضی حاصل کرکے جہنم مین ٹھکانا بناتا ہے سو کیا یہہ دونون برابر ہوسکتے ہین یعنی برابر نہین ہوسکتے تو پھر یہہ دو نوع وصف متنافین کیونکر جمع ہوسکتے ہین - جب انسان کی روح پر تجلی ذاتی ہوتی ہے اور کدورت بشریہ سے اوسکو آب عصمت سے دہو دیا جاتا ہے تو اُس سے ہرگز معصیت سرزد نہین ہوسکتی - یہانسے آنحضرت علیہ السلام کا معصوم ہونا پایا گیا - پھر فرماتا ہے کہ یہہ اہل صلاح خدا کے نزدیک باعتبار استعداد نفوس کے سعادت اور کمال کے مختلف درجہ پر ہین - پھر متنبہ کرتا ہے کہ خدا بندون کے اعمال دیکھہ رہا ہے اوس سے ہر شخص کو ہر وقت ڈرنا چاہیے - امانت ملحوظ رکہنے کیلئے یہ جملہ کیا ہی چسپان ہے کہ بیان سے باہر ہے

وہ ہے ایمان والوں پر احسان کیا جبکہ ان میں انہیں میں کا رسول بھیجا پڑھکر سناتا ہے اونکو اور اسکی آیتیں اور اونکو پاک کرتا ہے اور اونکو

الکتاب والحکمۃ وان کانوا من قبل لفی ضلل مبین ۝

کتاب اور حکمت سکھاتا ہے اور بیشک وہ اس سے پہلے تو صریح گمراہی میں تھے

## ترکیب

اذ ظرف ہے من کامن الفسہم صفت ہے رسولا کی یتلو اور یزکیہم اور یعلمہم الکتاب جملہ حال ہیں رسولا سے وان مخففہ ہے مثقلہ سے

## تفسیر

فرمایا تھا کہ نبی کی شان غلول وخیانت نہیں یہاں اسبات کو اور بھی ثابت کرتا ہی کہ خدا نے تو تمپر رسول بھیجکر (جو تم میں پیدا ہوا جسکے وقائع عمر سے تم خوب واقف ہو کہ اوسنے کبھی کوئی برائی یا خیانت نہیں کی نہ کبھی جھوٹہ بولا نہ دنیا کی محبت اوسکیطرف آئی اور وہ اہل ایمان کو کتاب الہی بھی پڑھکر سناتا ہی اور اونکو پاک کرتا ہی اور حکمت سکھاتا ہی اور اس سے پہلے جو کچھ عربکی حالت خراب تھی ظاہر ہی) بڑا احسان کیا ہی پھر یہ احسان اور یہ اصلاح ملک جو تمنے دیکھی کبھی خاک کے بھیجے سے بھی حاصل ہوسکتی ہی

## ف

واضح ہو کہ خدا تعالی نے انسانکو عقل عطا کی ہی کہ جو اسکو نیک بد میں تمیز کرکے دکھاتی ہے مگر اسکی ساتھ ہے اس عقل وادراک کا محل جسم خاکی بنایا جسکا اثر طبعی تاریکی اور توہمات ہیں جیسا کہ ہم ہر روز مشاہدہ کرتے ہیں اسلئے عقل کا رہنما الہام قرار پایا جسطرح کہ آنکھ میں بصارت رکھی ہے مگر وہ بغیر مدد آفتاب یا اور کسی روشنی کے نکمی ہے یہی حال عقل اور الہام کا ہے اسلئے خدا نے دنیا میں رسولونکی جماعت بھیجی تاکہ کسیکو کچھ عذر باقی نہ رہے لئلا یکون للناس حجۃ بعد الرسل اور جب شریعت میں کچھ فرق آیا یا زمانہ کی مصلحت کے موافق کچھ تبدل وتغیر مقصود ہوا تو ایک رسول کے بعد دوسرا رسول آیا کیا یہانتک کہ اخیر زمانہ میں جبکہ حضرت مسیح علیہ السلام آچکے اور انکی شریعت اور کتاب میں لوگوں نے سخت تبدل وتغیر کردیا (جیسا کہ پولوس کے خطوط سے ظاہر ہوتا ہی جو عہد نامہ میں کہتا ہے) اور عرب میں بت پرستی اور زنا کاری اور قزاقی کا بازار گرم ہوا اور ہند وایران وغیرہ ملکوں میں بت پرستی اور آتش پرستی اور توہمات باطلہ کے اتباع نے سخت رواج پایا تو تمام عالم کی اصلاح کیلئے عالی جناب محمد صلے اللہ علیہ وسلم کو ملک عرب سے مبعوث کیا اور سب سے اول عرب کو من انفسہم ہونیکی وجہ سے آنحضرت کی نبوت پر یقین کامل آگیا چند وجہ سے (۱) یون کہ آنحضرت انہیں کے شہر میں پیدا ہوئے وہ لوگ تبدار عمر سے لیکر آخیر تک آپکی چال چلن سے خوب واقف تھے کبھی سوار پاکدامنی اور راستبازی اور ترک حب دنیا اور گوشہ نشینی اور خدا پرستی راست گوئی کے اور کچھ نہیں دیکھا پھر جب ایسا شخص یکایک ایسا دعوی کرے کہ جسمیں نہ کوئی دنیا کا مطلب تھا نہ آرام نفس تھا بلکہ سیکڑون بلاؤنکا مقابلہ تھا سوائے سچ کے اور کیا گمان کیا جاوے (۲) بعد نبوت کے کفار آنحضرتکو اپنا چاہتے حسین وجمیل عورتیں دینیکا وعدہ کیا کہ آپ اس دعوی نبوت سے باز آئیے مگر آپنے بجائے اسکے فقر وفاقہ پر قناعت کی برادری واہل شہر کی ہزارون تکلیفیں اٹھائیں ظالم پڑوسیوں کی اگر خدانخواستہ آپ میں جھوٹ ہوتا تو ہمدردی اور دنیا کا کوئی لالچ یا کسی شہوانی خواہش میں کامیابی مقصود ہوتی تو کبھی قائم نہ رہتی (۳) مدینہ میں جانیکے بعد ہر قسم کا غلبہ اور اقتدار پانیکے بعد بھی آپکی وہی حالت تھی جو پہلے تھی وہی عبادت وہی ترک دنیا وہی فروتنی رہی مساکین کو بقسیم کرکے آپ فقر وفاقہ سے گزران کرنا یہی رانونکو محبوب الہی میں جوش ودرد سے رونا (۴) ابتدار عمر سے لیکر آخیر تک سیکڑوں کرشمون اور معجزات عرب کے ملک نے دیکھے۔ یہ سب باتیں من انفسہم سے علاقہ رکھتی ہیں جسپر خدا تعالے عرب کو اپنا احسان جتلاتا ہی اور من انفسہم کے معنی اگر نوع انسان لیجاویں تو کل نبی آدم اور نبی اسمعیل وابراہیم کا فخر ہیں اسکے بعد سب سے بڑا معجزہ جو تمام نبی آدم نے دیکھا اور جسکا اب بھی کوئی انکار نہیں کرسکتا ذکر فرماتا ہی وہ یہ کہ عرب کی جو اوقت سوحالت ذلیل وخراب تھی کسیکی نہ ہوگی وہ لوگ محض وحشی جاہل شہوت پرست درندہ ہی آنحضرت نے انکو آیات الہی سنا کر مری کروہا ہر حشی جاہل علم واخلاق جمع کا سرچشمہ ہوگیا صحابہ کی تاریخ اسکا بیان ہوسکتا ہے اور پھر انکو کتاب اور حکمت سکھا کر تمام بنی آدم کیلئے حکیم ومعلم کردیا چنانچہ جہان جہان صحابہ گئے توحید اور خدا پرستی اور راستبازی کے آفتاب نے ان ملکون کو منور کردیا

ف الہام اور اسکی تکمیل کی ضرورت

ف دلائل نبوت آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم

أَوَلَمَّا أَصَابَتْكُم مُّصِيبَةٌ قَدْ أَصَبْتُم مِّثْلَيْهَا قُلْتُمْ أَنَّىٰ هَٰذَا ۖ قُلْ هُوَ مِنْ عِندِ أَنفُسِكُمْ ۗ

کیا جبکہ تمکو کوئی مصیبت پہنچی ہے - حالانکہ اوسسے دوچند تم اورکو پہنچا چکے ہو - تو یہ کہتے ہو کہ یہ کہاںسے آئی - تو کہدے یہ تمہارے نفسو کی طرف سے آئی ہے

إِنَّ اللَّهَ عَلَىٰ كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ ﴿١٦٥﴾ وَمَا أَصَابَكُمْ يَوْمَ الْتَقَى الْجَمْعَانِ فَبِإِذْنِ اللَّهِ وَلِيَعْلَمَ الْمُؤْمِنِينَ ﴿١٦٦﴾

بیشک اللہ ہرچیز پر قادر ہے - اور جو کچھ مصیبت تمکو دونون لشکرونکے مقابلہ کے دن پہنچی تو اللہ کے اذن سے اور تاکہ اللہ ایمانداروں کو شناخت کرے

وَلِيَعْلَمَ الَّذِينَ نَافَقُوا ۖ وَقِيلَ لَهُمْ تَعَالَوْا قَاتِلُوا فِي سَبِيلِ اللَّهِ أَوِ ادْفَعُوا ۖ قَالُوا لَوْ نَعْلَمُ

اور منافقون کو پہچانے اور انسے کہا گیا آؤ اللہ کی راہ مین لڑو یا دشمنون کو دفع کرو تو کہتے ہین اگر ہم لڑنا جانتے

قِتَالًا لَّاتَّبَعْنَاكُمْ ۗ هُمْ لِلْكُفْرِ يَوْمَئِذٍ أَقْرَبُ مِنْهُمْ لِلْإِيمَانِ ۚ يَقُولُونَ بِأَفْوَاهِهِم مَّا لَيْسَ

تو تمہارے پیچھے ہی نہ ہو لیتے - وہ اسروز بہ نسبت ایمانکے کفرسے نزدیک ترتھے - اپنے مونہہ سے وہ بات کہتے ہین جو

فِي قُلُوبِهِمْ ۗ وَاللَّهُ أَعْلَمُ بِمَا يَكْتُمُونَ ﴿١٦٧﴾

اونکے دل مین نہین - اور اللہ خوب جانتا ہے جو کچھ کہ وہ مخفی کرتے ہین -

## ترکیب

لما کلمہ تقیید معنی الشرط اصبتم الخ موضع رفع صفت ہے مصیبۃ کی جملہ شرط قلتم الخ اور تمام جملہ محل استفہام یا محض جواب و ما بمعنی الذی جملہ مبتدا فباذن اللہ خبر ولیعلم معطوف ہے محذوف پر للکفر اور ایمان کا لام اقرب سے متعلق ہے یقولون جملہ مستانفہ ہے اور حال بھی ہوسکتا ہے ضمیر اقرب سے اے قربوا الی الکفر قائلین -

## تفسیر

پہلے منافقین کے اول شبہ کا جواب دیا کہ نبی کی شان خیانت نہین یہان منافقین کے دوسرے شبہ کا جواب دیتا ہے جو کہ وہ ضعفاء اہل اسلام کو دلمیں اُحد کی ہزیمت سے دلاتے تھے وہ یہ کہ اگر یہ رسول برحق ہین تو انکو احد کے روز ہزیمت کیون ہوئی؟ اور باوجود وعدہ غلبہ اسلام کے یہ مصیبت کہاںسے آئی؟ چونکہ خدا تعالیٰ کو اپنے اس لشکر صحابہ سے آیندہ بہت کچھ کام لینا تھا اور جنگون مین ہرچند صحابہ کو خارق عادت فتوحات ہی نصیب ہوئین مگر کبھی شکست بھی ہونا عالم اسباب کے مقتضیات سے ہے اسلئے منافقونکے اقوال نقل کرکے آیندہ کیلئے مسلمانون کو بچا کردیا کہ اگر پھر کبھی ایسی صورت پیش آئی تو مذبذب اور بودہ دل کبھی نہو جائین کامل عزیمت کے یہ معنی ہین کہ اگر کسی کام مین سو بار بھی ناکامی ہو پھر بھی وہ ہی ہمت بندھی رہے اور ہمت کا قائم رہنا فتحمندی اور کامیابی کی دلیل ہے - عبداللہ بن اُبی وغیرہ کہتے ہو کہ یہ مصیبت کیون آئی اللہ فرماتا ہے تم تو اس سے دوچند ہزیمت خاص بدر اور احد کے روز مخالفونکو دی چکے ہو پھر یہ کہتے ہو کہ کہان سے آئی اے نبی کہدے یہ تمہاری شامت اعمال اور نافرمانیسے آئی خدا ہر چیز پر قادر ہے پھر توضیح کرتا ہے کہ مقابلہ کے روز جو کچھ پیش آیا وہ ہی مقدر تھا اوسمین مخلصین اور منافقین کا امتحان مقصود تھا - پھر اوسیروز کی کیفیت جو منافقونسے ظہور مین آئی بیان فرماکر اونپر کوڑا سا مارتا ہے وہ یہ کہ جب مقابلہ کو آنحضرت نکلے تو عبداللہ بن ابی کی رائے یہ تھی کہ شہر سے باہر نہ نکلو گرچہ وہ بھی لشکر اسلام مین شامل ہوکر نکلا مگر عین مقابلہ کیوقت مع تین سو آدمیونکی بھاگ پڑا جب اوسسے عبداللہ بن عمرو بن حزام انصاری نے کہا کہ اے بھلے مانس تو ہمیشہ سے دعوی اسلام کیا کرتا تھا اب خدا کی راہ میں لڑ اور اگر اسلام پر تیرا عقیدہ نہین تو پاس شہر اور مدینہ سے مخالفون کو ہٹا اوسنے کہا صاحب ہمکو لڑنا نہین آتا اگر آتا تو ہم تمہارے تابع رہتے یہ بات اوسنے بطور طعن کے کہی تھی اللہ فرماتا ہے یہ لوگ اوسروز بہ نسبت ایمانکے کفر کے زیادہ قریب تھے کیونکہ انکے بھاگنے سے کفر کو مدد ملی اور یہ باتین صرف زبانسے کہتے ہین دلمیں کفر پوشیدہ ہے اللہ اُس سے خوب واقف ہے

الَّذِيْنَ قَالُوْا لِاِخْوَانِهِمْ وَقَعَدُوْا لَوْ اَطَاعُوْنَا مَا قُتِلُوْا ۭ قُلْ فَادْرَءُوْا عَنْ اَنْفُسِكُمُ الْمَوْتَ اِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِيْنَ

وہ جنہوں نے گھر بیٹھ کر اپنے بھائیوں کی نسبت کہا کہ اگر وہ ہمارا کہنا مانتے تو قتل نہ کئے جاتے تو کہدے تم اپنے آپ سے تو موت کو ٹال دو اگر سچے ہو

وَلَا تَحْسَبَنَّ الَّذِيْنَ قُتِلُوْا فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ اَمْوَاتًا ۭ بَلْ اَحْيَاۗءٌ عِنْدَ رَبِّهِمْ يُرْزَقُوْنَ ۝ فَرِحِيْنَ بِمَآ اٰتٰىهُمُ اللّٰهُ مِنْ فَضْلِهٖ

اور جو لوگ اللہ کی راہ میں مارے گئے ہیں تو انکو مردہ نہ خیال کر بلکہ وہ زندہ ہیں اپنے رب کے پاس روزی پاتے ہیں اور جو کچھ انکو اللہ نے اپنے فضل سے دیا ہے اوسپر خوش ہیں

وَيَسْتَبْشِرُوْنَ بِالَّذِيْنَ لَمْ يَلْحَقُوْا بِهِمْ مِّنْ خَلْفِهِمْ ۙ اَلَّا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَلَا هُمْ يَحْزَنُوْنَ ۝ يَسْتَبْشِرُوْنَ بِنِعْمَةٍ مِّنَ اللّٰهِ وَفَضْلٍ ۙ وَّاَنَّ اللّٰهَ لَا يُضِيْعُ اَجْرَ الْمُؤْمِنِيْنَ ۝

وقف لازم

ع ۱۷

اور انکو اون لوگوں کیطرف سے کہ جو انکے پیچھے ہیں ابھی انمیں نہیں جا ملے ہیں یہ مژدہ سنایا جاتا ہے کہ نہ اوپر کچھ خوف ہے نہ اونکو کوئی غم ہوگا اونکو مژدہ سنایا جاتا ہے خدا کی نعمت اور فضل کا اور یہ کہ خدا ایمانداروں کا اجر ضایع نہیں کرتا

## ترکیب

الذین الخ صفت ہے الذین نافقوا کی لو اطاعونا شرط ما قتلوا جواب جملہ مقولہ ہے قالوا کا الذین قتلوا مفعول اول لا تحسبن کا امواتا مفعول ثانی یرزقون صفت احیاء ویستبشرون معطوف ہے فرحین پر کیونکہ اسم فاعل بجگہہ شابہ فعل مضارع ہے من خلفہم متعلق ہے یلحقوا سے الا خوف اسے بان لا خوف علیہم ان مصدریہ ہے اور موضع جملہ کا بدل ہے الذین سے بدل الاشتمال۔

## تفسیر

یہہ بھی منافقون کا ایک شبہ مسلمانونکو جہاد فی سبیل اللہ سے روکنے کیلئے تھا کہ وہ اپنے ان بھائیونکی نسبت جو کہ جنگ میں شہید ہوگئے یہ کہا کرتے تھے کہ اگر وہ ہمارا کہنا مانتے تو ہماری نہ جاتے چونکہ حیات ایک مرغوب چیز ہے اور مرنیسے ڈرنا ایک طبعی بات ہے پھر جب اسکو اس شبہہ سے قوت دیجائے تو خواہ مخواہ گھر میں چپ بیٹھنے کو دل چاہیگا اسلئے خدا نے اسکا جواب دیا کہ اسنے یہہ کہدیا اگر تم اپنے دعوی میں سچے ہو تو بھلا گھر بیٹھے تو موت سے بچ جاؤ۔ تمام امور جو عالم حسی میں سرزد ہوا اور ظہور کرتے ہیں وہ عالم مثالی میں ثابت ہو چکے ہیں وہ ظاہر ہو کر ہی رہینگے اسیطرح موت کا بھی وقت معین ہے خواہ سو وقت گھر میں ہو یا جنگ میں ضرور مریگا خواہ مفت نامردی اور بد نصیبی کا دھبا لگا کر یا جوانمردی اور سعادت کا مرتبہ حاصل کرکے اسکے بعد یہ بات بتلاتا ہے کہ جو ایسا اگر وہ مرگئے تو کیا خسارہ میں ہے آخر چند روز کا پیش و پس ہے ورنہ سبکو مرنا ہے پھر اوس سے کون خوش نصیب ہے جو اللہ کی راہ میں مارا جاوے اسلئے اگلے تعالی شہیدونکے درجہ بیان فرماتا ہے کہ اے مخاطب ان لوگونکو جو اللہ کی راہ میں قتل کئے گئے ہیں یہ نہ سمجھ کہ وہ مر گئے بلکہ وہ اپنے خدا کے پاس زندہ ہیں اور یہ زندگی کچھ فرضی نہیں جیسا کہ نیک نام کو لوگ مجازاً زندہ کہدیا کرتے ہیں اس معنی سے کہ لوگونمیں اسکا نام زندہ ہے بلکہ وہ سچ مچ زندہ ہے اور روزی دیجاتی ہے اور وہ روزی مشاہدہ انوار عالم قدس مبدا نور کی ہر وقت تجلی اور جنت کی بیشمار نعمتیں ہیں اور اسکے سوا اونکو وہاں ہر وقت خدا کی بیشمار نعمتوں سے فرحت اور سرور بھی ہے اور جو لوگ انکے اقارب اور دوستوں میں ابھی زندہ ہیں اور انکو اونکیطرف فکر ہے کہ دیکھئے وہ کیسے اعمال کرتے ہیں اور مرکر کہاں جاتے ہیں جیسا کوئی مسافر منزل سخت سے سہولت تک طے کرکے اپنے مقام پر جہاں ہر قسم کا آرام ہے پہنچ جاوے اور اسکے متعلق لوگ پیچھے ہوں اور اسکو فکر ہو کہ دیکھئے منزل کیونکر طے کرتے ہیں سو انکو وہاں خوشی سنائی جاتی ہے کہ تمہاری برکت سے اونپر بھی کچھ خوف و غم نہیں وہ بھی تمہارے ہی پیش قدمی ہیں (عالم روحانی میں احیا کو اشتیاق بہت رہتا ہے) اور یہ ہی مژدہ سنایا جاتا ہے کہ اللہ مومنونکے اجر اور دینی خدمت کو ضائع نہیں کرتا۔ تم اپنی نوکری پوری کر چکے ہو اب تمپر رحمت ہے

## فوائد

(۱) شہیدونکے زندہ ہونے سے معتزلہ ابو القاسم کعبی وغیرہ نے یہہ مراد لی ہے کہ وہ قیامت کو زندہ کئے جاوینگے کیونکہ منافق بعث و حشر کے قائل نہ تھے سو وہ اس موت کو راہ فنا کا ان سمجھتے تھے اسلئے خدا نے اون کو رد کیا۔

اہل سنت کے نزدیک یہ قول غلط ہے کیونکہ خدا تعالیٰ احیاء (یعنی بالفعل زندہ ہین) فرما رہا ہے اور اسیطرح بعضی بالذین لم یلحقوا بہم سے یہ مراد لیتے ہین کہ شہید تو جنت مین پہلے جاوینگے مگر جو لوگ ہنوز جنت مین داخل نہوئے ہونگے اون کی طرف سے انکو فکر ہوگا سو اسلئے اونکو بشارت دی جاویگی کہ وہ بھی تمہارے پاس آتے ہین - یہہ توجیہ بھی بناء الفاسد علی الفاسد ہے وہ احادیث جو شہیدونکے بالفعل زندہ ہونے پر دلالت کر رہی ہین حد تواتر کو پہونچ گئی ہین صحاح ستہ و دیگر کتب حدیث اونسے مالا مال ہین ؛

(۲) بعض حقار نے اس سے مجازی معنی مراد لئے ہین کہ اونکا نام زندہ ہے کیونکہ قوم اور ملت پر قربان ہوئے ہین آج کل نیچریہ بھی توجیہ کیا کرتے ہین مگر یہہ بھی لغو کیونکہ سیاق اور سباق کلام اور احادیث اور اجماع امت کے برخلاف اور توجیہ بلا وجہ ہے - پھر جو اونکو بالفعل زندہ مانتے ہین بعض علماء یہہ کہتے ہین کہ اونکے اسی جسم مین حیات دیجاتی ہے شاید اس سے یہہ مراد ہو کہ شہیدونکی روحانیت اور بقا بالله کا اثر بعض اوقات اونکے اجسام تک بھی پہنچتا ہے اسلئے سیکڑون برسونکے بعد جو کبھی شہیدونکی لاش برآمد ہوئی ہے تو اونکا جسم بھی تر و تازہ پایا گیا ہے چنانچہ امام مالک موطا مین لکھا ہے کہ احد پہاڑ کے نیچے جو برساتی نالہ بہتا ہے ایکبار جو اسنے زور کیا تو جنگ احد کے بعض شہیدونکی لاش نکلی جس سے بدستور خون جاری تھا اور یہہ معاملہ بنی امیہ کے عہد سلطنت مین ہوا ہے - اور یہی سر ہے کہ انبیاء اور اولیاء علیہم السلام کی لاشون مین بھی وہ اثر ہوجاتا ہے کیون ہو پھول کا اثر مٹی مین ہوجاتا ہے روح تو بڑی چیز ہے

جمہور اہل سنت والجماعت کا یہہ قول ہے کہ اونکو حیات روحانی نصیب ہوتی ہے یون تو ہر شخص کا فرد مومن کی روح نہین مرتی کیونکہ اصل انسان روح کا نام ہے کہ جو ایک جوہر لطیف ہے اور جسکا علاقہ جسم سے وہ ہے جو آگ کا لکڑی دہکتی سے یا خوشبو کا پھول سے یا علاقہ تدبیر و تصرف اور مرکب کا ہے وجسکو موت کہتے ہین اوس سے وہ علاقہ جسمی منقطع ہوجاتا ہے اور روح قائم و سالم دوسرے عالم مین منتقل ہوجاتی ہے ہان جو کافر و منافق یا گناہگار ہین وہان اونکی روح اپنے اعمال کے اوس رنگ سے جو دنیا مین اوسپر چڑہا تہا عذاب پاتی ہے جہنم کی دہکتی آگ مین جلتی ہے اور جو ابرار اور نفوس قدسیہ مین وہ انوار الٰہیہ اور عالم نورانی مین مسرور ہوتے ہین اور مشاہدہ جمال سے لذت اٹہاتے ہین اور انکی روح اپنے جسم لطیف کیساتھ جنت اور عالم قدس کے باغون مین جہان چاہتی ہے عیش مناتی پھرتی ہے چنانچہ وہ جو احادیث مین آیا ہے (کہ شہیدونکی روح سبز پرندونکے قالب مین آشیانہ عرش مین رہتی اور جنت مین جہانسے چاہتی کہاتی پیتی ہے) اوس سے یہی مراد ہے اور اسیطرف کنایہ ہے بلکہ کبھی اسم عالم مین بھی صورت جسدانیہ مین سیر کرجاتی ہین جیسا کہ ثقات کو بارہا مشاہدہ ہوا ہے چونکہ جسم سے علاقہ منقطع ہوجاتا ہے اسلئے انکے مال مین میراث جاری ہوتی ہے اور انکے بعد انکی بیوی سے نکاح درست ہوجاتا ہے سو ابرار کا اس عالم سرور مین جانا اصل زندگی ہے اسلئے انکو بالتخصیص زندہ کہہ سکتے ہین خصوصاً شہید فی سبیل اللہ کو جو اپنی حیات کو نذر اللہ کردیتا ہے اسلئے اوسکو حیات ابدی اوسکے بدلہ مین نصیب ہوتی ہے کیا خوب کہا ہے کسینے ؎ کشتگان خنجر تسلیم را ؛ ہر زمان از غیب جانے دیگر ست ؛

(۳) خدا تعالیٰ نے یسعیاہ نبی کی معرفت جیسا کہ کتاب یسعیاہ کے بیالسوین باب مین ہے حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی نسبت یہہ خبر دی ہے دیکھو میرا برگزیدہ جس سے میرا جی راضی ہے وہ قومونکے درمیان عدالت جاری کریگا (۲) وہ بازارون مین نہ چلائیگا نہ لفظ سنائیگا (۴) اسکا زوال نہوگا اور نہ مسلا جائیگا جب تک کہ راستی کو زمین پر قایم نکرے الخ (۵) خداوند الٰہ یون فرماتا ہے (۶) کہ تو اندہوں کی آنکہین کہولے اور قیدیون کو قید سے نکالے کہ میرا نام ہے اپنی شوکت غیر کو نہ دونگا جو ستائش میرے لئے ہوتی ہے مین وہ کہودی ہوئی مورتونکے لئے ہونے نہ دونگا (۱۱) بیابان اور اسکی بستیان قیدار کے آباد دیہات اپنی آواز بلند کرینگے پہاڑونکی چوٹیون سے للکارینگے وہ خداوند کا جلال ظاہر کرینگے خداوند ایک بہادر کی مانند نکلیگا وہ جنگی مرد کی مانند اپنی غیرت کو جوش مین لائیگا وہ چلائیگا ہان وہ جنگ کے لئے للائیگا وہ اپنے دشمونپر بہادری کریگا الخ اس بشارت مین آنحضرت کے عہد مبارک کی صاف تصریح ہے اور اس حکمت نوامیسیہ کیطرف بھی اشارہ ہے کہ جو جہاد سے مقصود ہے وہ یہہ کہ جسطرح مالک باغ اپنے باغکو باغبان سے چھوٹا ہے اور جو کانٹے اور ناقص گہاس نکل آوے اوسکو جڑ سے اکہاڑ پھینکتا ہے اسیطرح مخلوق الٰہی مین جب وعظ و پند انبیاء سے کام نہین نکلتا بت آخیر مین ایک آسمانی سلطنت قائم کرتا ہے اور اپنے پیغمبر کو اس کام کیلئے مبعوث کرکے بت پرستی کے خس و خاشاک کو اکہیڑ دیتا ہے سو اسلئے قرآن مین جابجا جہاد کی تاکید ہوئی اور اس لشکر کی تنخواہ اجر آخرت اور درجہ شہادت اور کبھی کچھ غنیمت اور ملک و قوم کی شوکت قرار پائی ؛

الَّذِينَ اسْتَجَابُوا لِلَّهِ وَالرَّسُولِ مِنْ بَعْدِ مَا أَصَابَهُمُ الْقَرْحُ لِلَّذِينَ أَحْسَنُوا مِنْهُمْ وَاتَّقَوْا أَجْرٌ عَظِيمٌ ۝ الَّذِينَ

یہ وہ لوگ ہیں کہ جنھوں نے زخم پہنچنے کے بعد بھی اللہ اور رسول کا حکم مانا ان میں سے جنھوں نے نیکی اور پرہیزگاری کی ہے انکے لئے اجر عظیم ہے وہ لوگ

قَالَ لَهُمُ النَّاسُ إِنَّ النَّاسَ قَدْ جَمَعُوا لَكُمْ فَاخْشَوْهُمْ فَزَادَهُمْ إِيمَانًا وَقَالُوا حَسْبُنَا اللَّهُ وَنِعْمَ الْوَكِيلُ ۝

کہ جنکو لوگوں نے آکر کہا کہ تمہارے لئے لوگ جمع کر رہے ہیں اس سے انہوں نے انکو ڈرایا پر اس سے انکا اور بھی ایمان بڑھ گیا اور انہوں نے کہا کہ ہمکو اللہ کافی ہے اور وہ اچھا کارساز ہے

فَانْقَلَبُوا بِنِعْمَةٍ مِنَ اللَّهِ وَفَضْلٍ لَمْ يَمْسَسْهُمْ سُوءٌ وَاتَّبَعُوا رِضْوَانَ اللَّهِ وَاللَّهُ ذُو فَضْلٍ عَظِيمٍ ۝

سو یہ ایمان والے خدا کی نعمت اور فضل کیساتھ واپس آئے اور انکو کوئی ہی ضرر نہ پہنچا اور یہ لوگ تابع ہو گئے رضا الٰہی کے۔ اور اللہ بڑا فضل کرنیوالا ہے

## ترکیب

الذین استجابوا موضع جر میں صفت ہے المؤمنین کی اجر عظیم مبتدا موخر للذین احسنوا منہم خبر الذین قال لہم بدل ہے الذین استجابوا سے حسبنا سے

حسبنا مبتدا اللہ خبر اور العکس نعمۃ من اللہ موضع حال میں ہے لم یمسسہم ہی حال ہے ضمیر القلبوا سے واتبعوا معطوف ہے القلبوا پر

## تفسیر

پہلی آیت میں شہیدوں کی مدح کے بعد یہ بتایا کہ خدا مومنوں کے اجر ضائع نہیں کرتا یہاں ان مومنوں کی تشریح کرتا ہے کہ وہ کون لوگ ہیں نہیں کہ ہے نام اسلام اختیار کر کے اور جو کچھ اپنے تئیں مسخق سمجھ بیٹھے اور اس میں اطرف بھی اشارہ ہے کہ جو لوگ شہید ہو گئے ہیں وہ تو منزل مقصود کو پہنچ ہی گئے مگر جو اس جماعت کے لوگ زندہ ہیں وہ بھی انہیں میں ہیں فرماتا ہے کہ مومن کامل وہ لوگ ہیں کہ جو ہزیمت کیا کر زخم اٹھا کر بھی اللہ اور رسول کی اطاعت کو موجود ہیں پھر فرماتا ہے کہ ان کیلئے اجر عظیم ہے کیونکہ انہوں نے اوامر پر عمل کیا احسنوا اور منہیات سے بچی اتقوا اس مدح میں ایک واقعہ کیطرف اشارہ ہے وہ یہ کہ جب جنگ احد میں مسلمانوں کو شکست ہوئی اور ستر آدمی شہید ہو گئے اور سکڑوں زخمی ہوئے اور مشرکین چڑھے چلے آتے تھے اور چاہتے تھے کہ مسلمانوں کی لاشوں کی بیحرمتی کریں چنانچہ حضرت حمزہؓ کی لاش کی بے ادبی کی کان ناک کاٹ کر شکل بگاڑ دی اسمیں آنحضرت نے سنبھل کر پھر اہل اسلام کو پکارا تو باوجود اس شدت کے پھر دوڑے چلے آئے اور مشرکین کو ہٹا دیا۔

واقدی وغیرہ اہل سیر کہتے ہیں کہ اسکا سبب نزول یہ ہے کہ احد کے جنگ سے جب ابو سفیان مشرکین کا لشکر لیکر واپس چلا اور بمقام روحا پہونچا تو اسکے دلمیں یہ آیا کہ ہمنے بہت سے مسلمان قتل کئے اور بہت کو زخمی شدید کیا افسوس انکو بالکل نیست و نابود کر دیتے چلو پھر چلو اور کام تمام کر آؤ کیونکہ اب میں دم نہیں ہے اور اسکے اس ارادہ کی خبر نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو بھی پہونچ گئی آنحضرت نے مسلمانوں سے کہا ابو سفیان کے مقابلہ کیلئے چلو منافقوں نے کہا کیا خوب یہ تو حال ہوا ہے اور اوسنے چلنے کا ہے مگر مخلصین اہل اسلام باوجود زخموں کے کمر ہمت باندھکر آمادہ ہوئے آنحضرت ستر صحابہ کو لیکر حمراء اسد تک جو مدینہ سے تین میل ہے پہونچے ابو سفیان ڈر کر بھاگ گیا یہاں مسلمانوں کی مدح ہے جو ساتھ گئے تھے پھر الذین قال لہم الناس میں ایمانداروں کی دوسری مدح ہے اسمیں بدر صغری کے غزوہ کیطرف اشارہ ہے تفصیل اسکی یہ ہے کہ احد کے روز جب ابو سفیان مکہ کو واپس چلنے لگا تو پکار کر کہا اے محمد ہمارا تمہارا مقابلہ ایک بدر صغر کے موسم پر ہوگا آنحضرت نے عمر سے کہا کہدو منظور ہے جب وہ آئے اور ابو سفیان لوگوں سے کہتا کرتا مکہ آیا تو اسکے دلمیں مسلمانوں کیطرف رعب گیا اور واپس پھر گیا اور نعیم بن مسعود اشجعی کو کچھ دیکر مدینہ میں اسلئے بھیجا کہ مسلمانوں کو کہکے ڈرا دے کہ تمہارے مقابلہ کیلئے بڑی فوجیں جمع ہو رہی ہیں تمہیں نہیں تم وہاں لڑنیکو جاؤ جب یہاں آکر انہوں نے تمکو قتل کیا وہاں جاکر کوئی زندہ واپس آئیگا منافق تو شکر کانپنے لگے مگر مخلصین مسلمان بالکل آمادہ ہو گئے اور کہا کچھ پروا نہیں ہمکو اللہ کافی ہے اور وہی ہمارا مددگار ہے آخر ستر صحابہ کیساتھ آنحضرت حمراء الاسد پہونچے یہاں مخالفین میں سے کوئی بھی نہ ملا مقام پر ایام جاہلیت میں ہر سال کئی روز تک خرید فروخت کا میلہ لگا کرتا تھا صحابہ نے وہاں جو کچھ زاد راہ لیگئے تھے اسکو فروخت کر کے دو چند نفع اٹھایا اور ثواب آخرت لیکر یہ لوگ صحیح سلامت گھر آئے۔ قال لہم الناس سے مراد نعیم ہے۔ ان الناس سے مراد مشرکین مکہ ہیں۔ نعمۃ من اللہ سے العافیۃ اور فضل سے مراد نفع تجارت ہے لم یمسسہم سوء یعنی قتل ضرب کوئی برائی پیش آئی واتبعوا رضوان اللہ یعنی اللہ کی خوشنودی حاصل کی۔ یہ سب منافقوں کے دلمیں حسرت پیدا کرنا ہے

إِنَّمَا ذٰلِكُمُ الشَّيْطٰنُ يُخَوِّفُ أَوْلِيَآءَهُۥ فَلَا تَخَافُوهُمْ وَخَافُونِ إِن كُنتُم مُّؤْمِنِينَ ۝ وَلَا يَحْزُنكَ الَّذِينَ

یہ خبر دینوالا تو صرف ایک شیطان ہے جو اپنے دوستوں سے ڈراتا ہے سو تم اوس سے نہ ڈرو اور مجھسے ڈرو اگر تم ایماندار ہو - اور اے نبی لوگوں سے کچھ غم نہ کھا

يُسَارِعُونَ فِي الْكُفْرِ إِنَّهُمْ لَن يَضُرُّوا اللَّهَ شَيْـًٔا ۗ يُرِيدُ اللَّهُ أَلَّا يَجْعَلَ لَهُمْ حَظًّا فِي الْآخِرَةِ وَلَهُمْ عَذَابٌ عَظِيمٌ ۝

کہ جو کفر میں دوڑ دھوپ کر رہے ہیں - وہ خدا کو کچھ بھی ضرر نہ پہنچا سکینگے - اللہ چاہتا ہے کہ آخرت میں اونکا کوئی حصہ نہ رکھے - اور اونکے لئے بڑا عذاب ہے

إِنَّ الَّذِينَ اشْتَرَوُا الْكُفْرَ بِالْإِيمَانِ لَن يَضُرُّوا اللَّهَ شَيْـًٔا ۖ وَلَهُمْ عَذَابٌ أَلِيمٌ ۝ وَلَا يَحْسَبَنَّ الَّذِينَ كَفَرُوا

جن لوگوں نے ایمان کے بدلہ کفر خریدا وہ اللہ کو ہرگز کچھ بھی ضرر نہ پہنچا سکینگے - اور اُنکے لئے عذاب الیم ہے - اور کافر لوگ یہ نہ سمجھیں

أَنَّمَا نُمْلِي لَهُمْ خَيْرٌ لِّأَنفُسِهِمْ ۚ إِنَّمَا نُمْلِي لَهُمْ لِيَزْدَادُوٓا إِثْمًا ۚ وَلَهُمْ عَذَابٌ مُّهِينٌ ۝

کہ یہ جو ہم اونکے لئے ڈھیل دے رہے ہیں اونکے حق میں بہتر ہے - ہم صرف اسلئے ڈھیل دے رہے ہیں کہ وہ اور بھی گناہ کمائیں - اور اُنکے لئے عذاب ہے ذلت کا

## ترکیب

ذٰلکم مبتدا الشیطان خبر یخوف جملہ حال ہے الشیطان سے والعامل الاشارۃ اے یخوفکم باولیائہ او یخوف اولیائہ الذین کفروا فاعل لایحسبن انما نملی لہم خبر جملہ قایمقام دو مفعولونکے

## تفسیر

پہلے ذکر تھا کہ کفار اہل ایمان کو ڈراتے ہیں کہ تمہارے لئے فوجیں جمع ہو رہی ہیں یہاں فرماتا ہے کہ یہ ڈرانیوالا یعنی نعیم بن مسعود یا جماعت کفار اور ابو سفیان خود ابلیس شیطان ہے کہ جو اپنے دوستوں یعنی مشرکین کفار کی شوکت سے اہل ایمان کو ڈراتا ہے اور دلمیں وسوسہ ڈالتا ہے - یا یہ معنی کہ یہ شیطان اپنے یاروں کو ڈرایا کرتا ہے یعنی اسکا گزر زیادہ انہیں کے دلمیں ہے وہیں زیادہ وسوسہ ڈالا کرتا ہے سو تم اوسکے دوست نہیں ہو تم کیوں ڈرتے ہو تم مجھسے ڈرو اگر سچے مومن ہو اسکے بعد مشرکین کے کروفر اور منافقوں اور یہود کے خداع وغیرہ کی بے ثباتی بیان فرماتا ہے کہ اُنکی باے یہ خطاب اہل ایمان تم کو اونکی مکر کی تیاری اور کوشش سے ہرگز نہ گھبرانا چاہئے یہ سب ہیچ ہے جو کچھ اللہ کو کرنا ہے وہی کر کے رہیگا یہ اوسکے ارادوں اور اسکے اجرا کئے ہوئے دین میں کچھ بھی خلل اندازی نہ کر سکینگے خدا کا کچھ بگاڑ نہ سکینگے یہ صرف اپنا ہی بگاڑ کر رہے ہیں کیونکہ انکی اس شرارت سے خدا یہ چاہ رہا ہے کہ اونکے لئے آخرت میں سعادت کا کوئی حصہ ہی نہ ہو بدبخت ازلی ہیں انکو عذاب عظیم ہو - اور وہ لوگ جو فطرتی ہدایت چھوڑ کر کفر کو اوسکے بدلہ میں اختیار کرتے ہیں یعنی ایمان دیکر کفر خریدتے ہیں منافقین وغیرہ وہ ہی کیا خدا کو مضرت دیسکتے ہیں انکو ہی عذاب الیم ہوگا - بعد مرون اونکے یہ افعال شنیعہ جہنم کی آگ بنکر اونکو جلا دینگے

اُحد کی لڑائی کے بعد مشرکین اپنی فتحیابی پر نازاں ہو کر یہ کہا کرتے تھے کہ جس دین پر ہم ہیں وہ حق ہے کہ جو ہم کامیاب ہیں اور دنیا اور دولت ہمکو نصیب ہے مسلمان اسلام کی بدولت کس پست حالت میں ہیں نہ مال ہے نہ اسباب ہے گھر بار چھوڑے مدینہ میں فاقہ اٹھا رہے ہیں قتل کئے جاتے ہیں اسکا جواب خدا تعالیٰ دیتا ہے کہ ہمنے جو تمکو ڈھیل دے رکھی ہے اور یہ ہمان تمکو جیا ہیں تم اسکو اپنے حق میں بہتر نہ سمجھو تمہارے عمر میں درازی اور تمکو یہ سامان اسلئے ملے ہیں کہ تم نافرمانی اور گناہ میں کامل ترقی کر کے مرنیکے بعد اوسکی پوری سزا پاؤ جسطرح کوئی مجرم جرم کرے اور بادشاہ باوجود علم و قدرت کے اوسکو فوراً گرفتار نکرے اور اسکو اتنی مہلت دے کہ وہ خوب بغاوت اور فتنہ پہلا دے سو یہ بادشاہ کے کامل غضب کی علامت ہے کہ یہ اوسکو گرفتار کر کے اس بڑے بھاری جرم کے معاوضہ میں سخت سزا دیگا بادشاہ کا یہ ڈھیل دینا کچھ اوسکے حق میں مہربانی نہیں بلکہ زہر اور قہر ہے اسیطرح بے دینوں کا دنیا میں کامیاب ہونا اور عمر و دولت میں ترقی کرنا باوجود خدا کی نافرمانی کے اونکے حق میں زہر ہے

عَلَيْهِ حَتّٰى يَمِيْزَ الْخَبِيْثَ مِنَ الطَّيِّبِ ۗ وَمَا كَانَ اللّٰهُ لِيُطْلِعَكُمْ عَلَى الْغَيْبِ

نہیں ہے کہ مسلمانوں کو اوسی حال پر چھوڑ دے جسپر کہ وہ ہیں بغیر اسکے کہ ناپاک کو پاک سے امتیاز کرے۔ اور اللہ ایسا بھی نہیں ہے کہ تمکو غیب پر مطلع کردے

وَلٰكِنَّ اللّٰهَ يَجْتَبِيْ مِنْ رُّسُلِهٖ مَنْ يَّشَآءُ ۖ فَاٰمِنُوْا بِاللّٰهِ وَرُسُلِهٖ ۚ وَاِنْ تُؤْمِنُوْا وَتَتَّقُوْا فَلَكُمْ اَجْرٌ عَظِيْمٌ ۝

بلکہ وہ اپنے رسولوں میں جسکو چاہتا ہے برگزیدہ کرلیتا ہے۔ سو تم اللہ اور اوسکے رسولوں پر ایمان لاؤ۔ اور اگر تم ایمان لاؤگے اور پرہیزگاری کروگے تو تمکو بڑا اجر ملیگا

وَلَا يَحْسَبَنَّ الَّذِيْنَ يَبْخَلُوْنَ بِمَآ اٰتٰىهُمُ اللّٰهُ مِنْ فَضْلِهٖ هُوَ خَيْرًا لَّهُمْ ۭ بَلْ هُوَ شَرٌّ لَّهُمْ ۭ سَيُطَوَّقُوْنَ مَا بَخِلُوْا

اور جو لوگ خدا نے اُنکو اپنے فضل سے کچھ دیا ہے اوسپر وہ بخل کرتے ہیں اوسکو وہ اپنے لئے بہتر نہ سمجھیں بلکہ یہہ اونکے حق میں بہت برا ہے۔ اونکو اوس چیز کا جسپر وہ بخل کرتے ہیں

بِهٖ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ ۭ وَلِلّٰهِ مِيْرَاثُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ۭ وَاللّٰهُ بِمَا تَعْمَلُوْنَ خَبِيْرٌ ۝ ع

قیامت کے دن طوق پہنایا جاویگا۔ اور اللہ ہی وارث ہے آسمانوں اور زمین کا۔ اور اللہ تمہارے کام سے خوب واقف ہے +

## ترکیب

ماکان اللہ خبر کان کی محذوف تقدیر ہ ماکان اللہ مریدا لان یذر المومنین لیذر خبر نہیں ہوسکتی یذر کی اصل یوذر تہی یدع کی مشابہت سے وحذف ہو ورنہ یہاں کوئی علت حذف نہ تہی اور یذر کی ماضی نہیں آتی کیونکہ ترک اوسکا کام دیتا ہے الذین یبخلون الخ فاعل لایحسبن خیرا مفعول ثانی ہو ضمیر فصل مفعول اول البخل محذوف ہو

## تفسیر

یہہ تتمہ ہے احد کے معرکہ کا منافق لوگ یہ کہتے تہے کہ اگر نبی برحق آنحضرت ہوتے تو یہہ حوادث پیش نہ آتے نہ یہہ مصائب اٹہانے پڑتے خدا تعالے اس آیت میں تسلی کرتا ہے کہ احد کے روز شکست کہانا بہت سے لوگونکا قتل ہونا اور بہت کا زخمی ہونا اور پہر اس حالت میں ابوسفیان کے مقابلہ کو نکلنا اور بدر صغرے میں وعدہ پر جانا اور پہر کہانے پینے اور افلاس کی سخت تکلیفات پیش آنی یہ سب باتیں کسوٹی ہیں کہرے اور کہوٹے کیلئے خدا کو یہہ منظور نہ تہا کہ اسلمانوں تمکو بغیر امتیاز کئے تمہارے اوسی حالپر تمکو چہوڑ دے اور اس قسم کی تکلیف میں کہرے کہوٹے کا ایسے حوادث سے امتحان نکرے۔ اسپر خیال ہوتا تہا کہ اس امتحان میں خدا تعالی کی کیا حکمت ہے۔ یوں ہی لوگوں کو مطلع کیوں نہیں کردیتا کہ فلان جہنمی ہے فلان جنتی ہے فلان امتحان میں کامل نکلیگا فلان ناقص اسکے دفعیہ میں فرماتا ہے کہ اوسکی حکمت کا یہہ بھی مقتضی نہیں کہ وہ تمکو امور غیب پر مطلع کرے جو باعث فساد انتظام عالم ہوجاوے لیکن اسکے ساتھ وہ اپنے رسولوں کو مخصوص کرتا ہے یعنی اونکو جسقدر چاہتا ہے اسطرح غیب پر مطلع کردیتا ہے سو تمکو اللہ اور اسکے رسولوں پر ایمان لانا چاہئے اور اگر تم ایمان لاؤ اور تقوی کروگے تو تمکو اجر عظیم عنایت ہوگا +

حقیقت میں جو شخص دنیا میں ایمان کا دعوی کرے یا اوسکی محبت کا دم مارے اوسپر امتحان کی کسوٹی پر کہنچے جانے سے حذر کرے اور چند مصائب فانیہ سے اوسکا نشہ ہرن ہوجاوے وہ جہوٹا ہے

اسکے بعد جہاد کی تقویت کیلئے اسمین بخل صرف کرنیکی تاکید فرماتا ہے اور جو لوگ ہاتہہ روکتے اور بخل کرکے خوش ہوتے ہیں کہ ہماری جمع بنی رہی اونکو خبر دیتا ہے کہ وہ اپنے اس بخل پر نازاں نہوویں یہہ اونکے حق میں اچہا نہیں بلکہ برا ہے قیامت کے روز اس جمع مال اور بخل کو متشکل کیا جاویگا اور جسطرح یہہ محبت مال اور بخل انکے گلے میں پڑا ہوا ہے کہ کسی وقت دور نہیں ہوتا اسیطرح وہاں اوسکا طوق بناکر گلے میں ڈالا جاویگا۔ جسطرح خواب میں معانی خبریہ اپنی مناسب صورت میں نظر آتے ہیں اسیطرح اعمال بہی قیامت کو بلکہ مرنے کے بعد اپنے مناسب صورتوں میں ظہور کرینگے +

پہر فرماتا ہے کہ آخر آدم تم مال پر کیوں بخل کرتے ہو آخر ایک روز فنا ہے سب تم مرجاؤگے سبکا وارث اللہ ہی رہیگا یعنی اوسکے سوا اور کوئی لینے والا باقی نہیں رہیگا یا میراث سے مراد قبضہ ہے سب کچہ اوسیکا ہی ہے پہر تم بیگانی چیز میں کیوں بخل کرتے ہو۔ بما تعملون فضلہ سے مراد ان اعمال علم وحکمت غیر ہا ہیں کیونکہ ان چیزوں میں بخل کرنا بہی جائز نہیں ہے

لَقَدْ سَمِعَ اللّٰهُ قَوْلَ الَّذِيْنَ قَالُوْٓا اِنَّ اللّٰهَ فَقِيْرٌ وَّنَحْنُ اَغْنِيَآءُ ۘ سَنَكْتُبُ مَا قَالُوْا وَقَتْلَهُمُ الْاَنْۢبِيَآءَ بِغَيْرِ حَقٍّ ۙ

بیشک اللہ نے سن لی اون لوگونکی بات جو کہتے ہین کہ اللہ فقیر اور ہم غنی ہین ۔ ہم ابھی لکھہ لیتے ہین اونکی گفتگو اور انکا نبیون کو ناحق

وَّنَقُوْلُ ذُوْقُوْا عَذَابَ الْحَرِيْقِ ۝ ذٰلِكَ بِمَا قَدَّمَتْ اَيْدِيْكُمْ وَاَنَّ اللّٰهَ لَيْسَ بِظَلَّامٍ لِّلْعَبِيْدِ ۝

قتل کرنا بھی اور ہم اونسے کہینگے لو چکھو آگ کا عذاب یہہ وہ ہے جو تمنے اپنے ہاتھونسے آپ آگے بھیجا تہا اور اللہ تو کسی بندہ پر ظلم نہین کرتا

اَلَّذِيْنَ قَالُوْٓا اِنَّ اللّٰهَ عَهِدَ اِلَيْنَآ اَلَّا نُؤْمِنَ لِرَسُوْلٍ حَتّٰى يَاْتِيَنَا بِقُرْبَانٍ تَاْكُلُهُ النَّارُ ۭ قُلْ قَدْ جَآءَكُمْ رُسُلٌ

وہ یہہ بھی تو کہہ چکے ہین کہ اللہ نے ہمسے عہد کرلیا ہے کہ ہم کسی رسول پر ہرگز ایمان نہ لاینگے جب تک کہ وہ ہمارے پاس ایسی قربانی نہ لاوے کہ جسکو آگ کہا جاوے ۔ تو کہہ مجھسے پہلے بہت سے رسول

مِّنْ قَبْلِيْ بِالْبَيِّنٰتِ وَبِالَّذِيْ قُلْتُمْ فَلِمَ قَتَلْتُمُوْهُمْ اِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِيْنَ ۝ فَاِنْ كَذَّبُوْكَ فَقَدْ كُذِّبَ رُسُلٌ مِّنْ قَبْلِكَ جَآءُوْ بِالْبَيِّنٰتِ وَالزُّبُرِ وَالْكِتٰبِ الْمُنِيْرِ ۝

تمہارے پاس نشانیان لیکر اور جو کچھہ تم کہتے ہو وہ بھی لیکر آئے ہین پہر تمنے اونکو کیلئے قتل کردیا اگر تم سچے ہو ۔ پہر اگر انہون نے تجھکو جھٹلایا تو تجھسے پیشتر بہت سے رسول جھٹلائے گئے ہین جو معجزات اور صحیفہ اور روشن

## ترکیب

وقتلہم معطوف ہے ماقالوا پر قتل مصدر مضاف ہے فاعل کیطرف الانبیاء مفعول ۔ ذلک مبتدا بما قدمت خبر اے بسبب ما قدمت الذین قالوا بدل ہی پہلے الذین سے

## تفسیر

پہلی آیت مین اسبات کی تاکید تہی کہ اللہ کی راہ مین مال صرف کرنا چاہئے بخل اچھا نہین اسکے موافق جو آنحضرت علیہ السلام نے ترغیب دی اور فرمایا کہ جو کوئی دیتا ہے اللہ کو دیتا ہے اُسپر مدینہ کے یہود نے سنکر مضحکہ کیا اور کہا کہ کیا اللہ فقیر ہے جو بندونسے مانگتا ہے ؟ اور دوسرا شبہہ یہہ کیا کہ اگر محمد سچے نبی ہین تو ایسی قربانی کرین کہ جسکو آسمان سے اترکر آگ کہا جاوے خدا نے ہمسے عہد کیا ہے کہ جب تک کسی نبی کی تصدیق نکرین جب تک وہ ایک قربانی ذبح کرے اور اسکو آسمان سے آگ اگر کہا جاوے جیسا کہ ہمارے انبیاء کے عہد مین گزرا ہے یہان ان دونون باتون کا جواب خدا تعالی دیتا ہے ۔ کہ جو لوگ یہہ گستاخی کرتے ہین ہم اسکو سن رہے ہین ہم اسکو اونکے نامہ اعمال مین لکہتے جاتے ہین اور وہ جو اونکے بزرگون نے انبیاء ناحق قتل کئے ہین اور یہہ بھی اُسکے پسند کرنیکے سبب اونمین شریک ہین اُسکو بھی ہم لکہہ رہے ہین یعنے یہہ گستاخی کچھہ نئی بات نہین یہہ لوگ پشتینی بدمعاش اور خدا سے نافرمان ہین ۔ اور اسمین اس طرف بھی اشارہ ہے کہ جنکا معجزہ آتشی قربانی انہون نے دیکہا ہے پہر اونکی ساتہ بجز قتل کے اور کیا سلوک کیا ہے ۔ بعد موتکے ہمکو انکو کہین گے عذاب حریق کا مزہ چکہو اور یہہ تمہارے اعمال بد کا نتیجہ ہے ہم کسیپر ظلم نہین کرتے ۔

دوسرے شبہہ کی نسبت فرماتا ہے کہ مجھسے پہلے تمہارے پاس رسول اور بہت سے معجزات اور خاص یہہ معجزہ کہ جسکے تم خواستگار ہو لیکر آئے ہین اور کتابین اور صحیفہ بھی اونکے پاس کہلے کہلے تہے پہر انپر ایمان لانا تو درکنار انکو قتل کرڈالا پس اگر اے نبی وہ تیری تصدیق نکرین تو کچھہ تمہارا قصور نہین بلکہ یہہ اونکی مستمرہ عادت سے واضح ہو کہ انبیاء بنی اسرائیل مین کبھی ایسا بھی ہوا ہے کہ جو کوئی بیل یا اور جانور اونہون نے للہ ذبح کیا ہے اوسکو غیب سے ایک آگ نمودار ہوکر کہا جاتی تہی اور یہہ بات اسکے مقبول ہونیکی عمدہ علامت تصور ہوتی تہی جیسا کہ عہد عتیق کے متعدد مقامات سے پایا جاتا ہے لیکن اونکا یہہ کہنا کہ خدا نے ہمسے عہد لیلیا ہے کہ بغیر اس معجزہ دیکہے کے کسی نبی پر ایمان نہ لاوین محض غلط بات تہی کبھی اونسے یہہ عہد نہین ہوا بلکہ مسیح علیہ السلام وغیرہ کو اسکی نوبت ہی نہین آئی ۔ چونکہ وہ آنحضرت کے بہت سے معجزات دیکہہ چکے تہے انکا انکار نکرسکے اور ایک نئی بات طلب کی اور طلب چونکہ عناد سے تہی لہذا اسلئے سنت اللہ یون ہی جاری ہے کہ ایسی حالت مین معجزہ نہ دکہایا جاوے جیسا کہ حضرت مسیح نے صلیب چڑہتی وقت معجزہ دکہانیسے انکار کیا تہا

كُلُّ نَفْسٍ ذَآئِقَةُ الْمَوْتِ ۗ وَإِنَّمَا تُوَفَّوْنَ أُجُورَكُمْ يَوْمَ الْقِيَامَةِ ۖ فَمَن زُحْزِحَ عَنِ النَّارِ وَأُدْخِلَ الْجَنَّةَ

ہر شخص موت کا ذائقہ چکھنے والا ہے اور تمکو پورے بدلے ملینگے قیامت کے روز پس جو کوئی آگ سے بچایا گیا اور جنت مین داخل کیا گیا

فَقَدْ فَازَ ۗ وَمَا الْحَيَاةُ الدُّنْيَا إِلَّا مَتَاعُ الْغُرُورِ ۝ لَتُبْلَوُنَّ فِي أَمْوَالِكُمْ وَأَنفُسِكُمْ وَلَتَسْمَعُنَّ مِنَ الَّذِينَ

سو وہ مراد کو پہونچا اور کیا ہے دنیا کی زندگی مگر دہوکے کی پونجی بیشک تم ازمائے جاوگے اپنے مال سے اور جان سے اور البتہ تمکو ان لوگونسے

أُوتُوا الْكِتَابَ مِن قَبْلِكُمْ وَمِنَ الَّذِينَ أَشْرَكُوا أَذًى كَثِيرًا ۚ وَإِن تَصْبِرُوا وَتَتَّقُوا فَإِنَّ ذَٰلِكَ مِنْ عَزْمِ الْأُمُورِ ۝

کہ جنکو تمسے پہلے کتاب ملی ہے اور مشرکون سے بہت سی بری کی باتین سننی پڑینگی - اور اگر تم صبر اور پرہیزگاری اختیار کروگے تو البتہ یہہ بڑی ہمت کی بات ہے

## ترکیب

کل نفس گرچہ نکرہ ہے مگر اسمقام پر مبتدا اور ذائقۃ الموت خبر انما کا فہ ہے اور اسلیئے اجورکم کو فعل کیوجہ سے نصب ہوا اور اگر بمعنی الذی ہوتا تو اجورکم کو رفع دیتا فمن زحزح الخ شرط فقد فاز جواب ومن الذین اشرکوا معطوف ہے من الذین اولوا الکتاب پر اذی موصوف کثیرا صفت مفعول ہین تسمعن کا

## تفسیر

پہلے تہا کہ اگر یہود نے آپکی تکذیب کی تو کچہہ نئی بات نہین یہہ ہمیشہ ایسا ہی کرتے آئے ہین اسکے بعد فرماتا ہے کہ یہان جو کچہہ کرتے ہین کرلین آخر ہر شخص کو مرنا ہے (کیونکہ جسم کی رطوبت غریزیہ کو اسکی حرارت غریزیہ فنا کرتے کرتے خود بہی فنا ہوجاتی ہی جسطرح چراغ کا تیل حرارت سے جلتے جلتے بہد جہ پہنچتا ہے کہ خود چراغ کی لو گل ہوجاتی ہے یہہ چار مخالف عناصر کب تک جمع رہینگے آخر الفکاک ترکیب ہوگا اگلی کہان رہینگے ہان جو یہہ رہجائینگے اسمین اشارہ ہے کہ روح باقی رہیگی کیونکہ نفس کو موت کا چکھنے والا فرمایا سو موت تک وقت اسکا باقی رہنا چاہیئے) پہر روح جب اس عالم سے وہان جاویگی تو اپنے اعمال کا بدلہ پاویگی مگر قیامت مین کہ جب اس عالم عنصری کا جو نرہیگا پورا پورا بدلہ ملیگا پہر جو عذاب سے بچا اور جنت مین گیا اور اپنے اس دنیا مین آنے کی مراد پائی ورنہ اوس کا یہہ سفر اکارت گیا اور جو لوگ دنیا کی زندگی اور اسکے عیش وآرام اور مال ودولت زن وفرزند ہی کو اصلی مراد سمجہتے ہین وہ دہوکے مین ہین یہہ سب چیزین عالم خواب کے عیش وآرام کی طرح چند روز کے بعد خواب وخیال ہوجاوینگی پہر اس بے بنیاد چیز کے نشہ مین اوس عالم کے ہادیون کا انکار کرنا اپنے پاؤن پر کلہاڑی مارنا ہے حقیقت مین یہانکے عیش وآرام کچہہ بہی نہین ہر مزہ مین تلخی ملی ہوئی ہے اول تو ہر دم فنا جسم کا تغیر آواز جرس بن رہا ہے پہر اگر مال ہے تو تندرستی نہین اور یہہ ہے تو وہ نہین سب مرادین کسکی بہی حاصل نہین ہوتین سو اس تمام عیش خوبی کا گہر عالم روحانی ہے اسلیئے کاملین موت کے مشتاق رہتے ہین اس تسلی کے بعد فرماتا ہے کہ یہہ عالم دار امتحان ہے تمکو جانی اور مالی تکلیفین یہان اٹہانی پڑینگی اہل کتاب اور مشرکین کے طعن اور کلمات جانسوز بہی سننے پڑینگے ثابت قدم رہنا چنانچہ ایسا ہی ہوا اور آج تک ہو رہا ہے پادری اور متعصب ہنود وغیرہم سیکڑون برچہیان مسلمانون کے دلونپر مارتے تہے اور مارتے ہین ہزارون جہوٹی باتین لکہکر اسلام پر دہبہ لگاتے ہین عجب عجب ہیلے سے آنحضرت اور اسلام اور قرآن کی ہجو کرتے ہین پہر فرماتا ہے اگر تم ان باتونپر صبر کرو اور حلم اور پرہیزگاری سے کام لو تو یہہ بڑی عمدہ اور اولالعزمی کی بات ہے - جہاد کے موقعہ پر جنگ کرنا اور بات ہے عموماً برتاؤ مین حلم اور تواضع کرنا اور بات ہے سو اسکی جابجا قرآن مین تعلیم ہے اور انہین مکارم اخلاق نے تو عرب کے وحشیونکو آنحضرت کا غلام بنا دیا تہا اور پہر سچے مسلمانونکے ان اخلاق حمیدہ کی روشنی روز بروز زمین پر پہیلتی گئی اور انہین خوبیونکی وجہ سے قومین کی قومین اسلام قبول کرتی گئین

صلہ ۱۲

ف

قرآن مین فی الفور کی نفی کا ہونا اور اجر کا فوراً ملنا

قل للذین امنوا یغفروا للذین لا یرجون ایام اللہ مسلمانون سے کہدیا کہ کافرون کی ایسی باتین سنا کرین اور قال ادفع بالتی احسن کے بہکم مقابلہ نہین کیا کرو وغیرہا من الآیات

وَاِذْ اَخَذَ اللّٰهُ مِيْثَاقَ الَّذِيْنَ اُوْتُوا الْكِتٰبَ لَتُبَيِّنُنَّهٗ لِلنَّاسِ وَلَا تَكْتُمُوْنَهٗ فَنَبَذُوْهُ وَرَآءَ ظُهُوْرِهِمْ وَاشْتَرَوْا

اور (یاد کرو) جبکہ اللہ نے اہل کتاب سے یہہ عہد لیا کہ اس کو لوگونسے ضرور بیان کردیجیو اور چھپاویو مت - پہر اہل کتاب نے اوس عہد کو پس پشت پھینک دیا - اور اس سے

ثَمَنًا قَلِيْلًا ۭ فَبِئْسَ مَا يَشْتَرُوْنَ ۝ لَا تَحْسَبَنَّ الَّذِيْنَ يَفْرَحُوْنَ بِمَآ اَتَوْا وَّيُحِبُّوْنَ اَنْ يُّحْمَدُوْا بِمَا لَمْ يَفْعَلُوْا فَلَا

کسیقدر دام وصول کئے - سو بہت ہی برا سودا کر رہے ہین - تو (بہلا) نہ سمجہیو ان لوگونکو کہ جو خوش ہوتے ہین اپنے کئے پر اور اپنی تعریف چاہتے ہین جن کے پر سو تو انکو ہرگز نہ سمجہیو

تَحْسَبَنَّهُمْ بِمَفَازَةٍ مِّنَ الْعَذَابِ ۚ وَلَهُمْ عَذَابٌ اَلِيْمٌ ۝ وَلِلّٰهِ مُلْكُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ۭ وَاللّٰهُ عَلٰي كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ

کہ انہون نے عذاب سے خلاصی پائی ہے - اور اونکو تو عذاب الیم ہوگا - اور اللہ ہی کے لئے ہے آسمانون اور زمین کی بادشاہت - اور اللہ ہر چیز پر قادر ہے -

## ترکیب

لتبیننہ کا مرجع عند البعض کتاب ہے بعض کے نزدیک النبی علیہ السلام ورآء ظرف ہے نبذوا کا لا تحسبن با لتا رخطاب للنبی او لکل من یصلح للخطاب انت ضمیر اسکی فاعل اور الذین صلہ موصول مع معطوف مفعول اول خبر آ مفعول ثانی محذوف یا لا تحسبن ثانی اوسیکا اعادہ ہے ہم مفعول اول بمفازۃ مفعول ثانی مفازۃ مفعلۃ ہے یعنی ظرف مکان من العذاب متعلق محذوف کے ہو کر مفازۃ کی صفت ہے اگر مفازۃ کو مصدر میمی مانا جاوے تب ایکے ساتہہ متعلق ہے -

## تفسیر

پہلی آیت میں تہا کہ تمکو اہل کتاب اور مشرکین سے بڑی رنج کی باتین سننی پڑینگی اسجگہہ مشرکین چونکہ جاہل لوگ ہے اونکو کلام نکین سمجہکر یعنی انکی باتونکے کہنے خیال کرکے کیونکہ وہ جاہل ہین اہل کتاب کیطرف رجوع کرتا ہے کہ انکے حال پر کمال افسوس ہے باوجودیکہ انبیاء کی معرفت الہی ہمنی عہد لیلیا تہا کہ تم آخری نبی کی نبوت پر صرف ایمان ہی لانا بلکہ تم اور لوگونکو بھی اس امر سے مطلع کرنا اور ہرگز اس کو نہ چھپانا علماء کو انبیاء کی معرفت اس امر کے پوشیدہ کرنیکی ممانعت کردی مگر جب یہہ نبی آخر الزمان پیدا ہوئے تو باوجود علم کے صرف اسلئے کہ اگر ہم انپر ایمان ظاہر کرتے ہین تو ہماری قوم ہمکو جو کچہہ دیا کرتی ہے زندگی عہد کو پس پشت ڈالدیا یعنے اوسکی کچہہ پروا نکی اور اسکے معاوضہ مین تہوڑیسی دنیا لی سو یہہ برا کام ہے باوجود اس عہد شکنی کے پہر اولٹا لوگونکو بہکانا اور اسلام اور نبی علیہ السلام پر بیجا طعن کرنا اور بھی تعجب ہے -

اور اس سے بڑکر یہہ کہ وہ ان حرکات ناشائستہ پر اترآتے اور خوش بھی ہوتے تھے اور عہد اور شریعت پر عمل نکرنیکی حالت مین اپنی بات کو پسند کرتے تھے کہ ہمارے متبع لوگ ہماری تعریفین کیا کرین اور ہمکو مقدس اور بزرگ کہا کرین ربی اور راہب کے لقب سے یاد کئے جاوین اسکے بارہ مین فرماتا ہے کہ تو انکو اس عذاب سے بہلا اور نجات پانیوالا نہ سمجہہ بلکہ اونکو اسپر آخرت مین عذاب الیم ہوگا اور خدا کو اس عذاب دینے سے چاہیے کہ اونکا کوئی مرید یا معتقد بچا نہ آئے سو یہہ ناممکن ہے کیونکہ اسمانون اور زمین کی بادشاہت اوسیکے لئے ہے اور وہ ہر چیز پر قادر اور قاہر ہے -

یہہ مذمت اونکے علماء اور درویشون کی ہے جو بیشتر اپنے مریدونکی خوشنودی کیلئے تورات کے احکام کو الٹ پلٹ کردیتے اور بیشتر ان اشارتون کی جو آنحضرت کے حق مین ہین تاویلین کرتے ہے پہر اسبات پر انکی واہ واہ ہوتی تہی اسپر بڑے خوش ہوتے تھے اور یہہ سبب اقتباس اور دیا کی باتین نہین ایک عرصہ سے آگئی تہین ہمیشہ علماء کے دلمین لالچ اور خوشامد طلبی اور مدح پر پہولنا پیوست ہوگیا تہا پہر ایسی لوگ جسمدن دین اور رنج کی باتین بنائین تہوڑی ہین

إِنَّ فِي خَلْقِ السَّمٰوٰتِ وَالْأَرْضِ وَاخْتِلَافِ اللَّيْلِ وَالنَّهَارِ لَآيٰتٍ لِّأُولِي الْأَلْبَابِ ۝ الَّذِينَ يَذْكُرُونَ اللّٰهَ قِيَامًا

البتہ آسمانون اور زمین کے بنانے مین اور رات اور دن کے بدلنے مین عقلمندونکے لئے بڑے نشانیان ہین — اونکے لئے جو اللہ کو یاد کرتے ہین

وَقُعُودًا وَّعَلٰى جُنُوبِهِمْ وَيَتَفَكَّرُونَ فِي خَلْقِ السَّمٰوٰتِ وَالْأَرْضِ رَبَّنَا مَا خَلَقْتَ هٰذَا بَاطِلًا سُبْحٰنَكَ فَقِنَا عَذَابَ النَّارِ

کھڑے اور بیٹھے اور کروٹ پر لیٹے ہوئے اور غور کرکے کہتے ہین آسمانون اور زمین کی پیدایش مین اے ہمارے رب تونے یہ چیز نہین بنائی تو عیبونسے پاک ہے سو ہمکو دوزخ کے عذاب سے بچا

رَبَّنَا إِنَّكَ مَنْ تُدْخِلِ النَّارَ فَقَدْ أَخْزَيْتَهُ وَمَا لِلظّٰلِمِينَ مِنْ أَنْصَارٍ ۝ رَبَّنَا إِنَّنَا سَمِعْنَا مُنَادِيًا يُنَادِي لِلْإِيمَانِ

اے رب جسکو تونے دوزخ مین داخل کیا سو اسکو رسوا کردیا - اور ظالمون کا کوئی بھی مددگار نہین - اے رب ہمنے ایک پکارنیوالیکو یہ پکارتے سنا کہ

أَنْ آمِنُوا بِرَبِّكُمْ فَآمَنَّا رَبَّنَا فَاغْفِرْ لَنَا ذُنُوبَنَا وَكَفِّرْ عَنَّا سَيِّئَاتِنَا وَتَوَفَّنَا مَعَ الْأَبْرَارِ ۝ رَبَّنَا وَآتِنَا مَا وَعَدْتَّنَا

اپنے رب پر ایمان لاؤ سو ہم ایمان لے آئے - اے رب ہمارے گناہ معاف کردے اور ہماری برائیان مٹادے اور ہمکو نیک لوگونکے ساتھ موت دے - اے رب اور ہمکو عنایت کر جسکا وعدہ کیا تھا ہمسے

عَلٰى رُسُلِكَ وَلَا تُخْزِنَا يَوْمَ الْقِيٰمَةِ إِنَّكَ لَا تُخْلِفُ الْمِيعَادَ ۝ فَاسْتَجَابَ لَهُمْ رَبُّهُمْ أَنِّي لَا أُضِيعُ عَمَلَ عَامِلٍ مِّنْكُمْ

اپنے رسولونکی معرفت اور نہ رسوا کیجیو ہمکو قیامت کے دن - بیشک تو وعدہ خلاف نہین کرتا - سو انکے رب نے اونکی دعا قبول کرلی (اور یہ کہا کہ) مین تم مین سے کسی کا عمل ضایع نہین کرونگا

مِّن ذَكَرٍ أَوْ أُنْثٰى بَعْضُكُم مِّن بَعْضٍ ۚ فَالَّذِينَ هَاجَرُوا وَأُخْرِجُوا مِن دِيَارِهِمْ وَأُوذُوا فِي سَبِيلِي وَقٰتَلُوا وَقُتِلُوا

خواہ مرد ہو خواہ عورت (کیونکہ) تم آپسمین ایک ہو - پھر جنہون نے وطن چھوڑا اور اپنے گھرونسے نکالے گئے اور میری راہ مین ستائے گئے اور لڑے اور مارے گئے

لَأُكَفِّرَنَّ عَنْهُمْ سَيِّئَاتِهِمْ وَلَأُدْخِلَنَّهُمْ جَنّٰتٍ تَجْرِي مِن تَحْتِهَا الْأَنْهٰرُ ثَوَابًا مِّنْ عِندِ اللّٰهِ ۗ وَاللّٰهُ عِندَهُ حُسْنُ الثَّوَابِ ۝

البتہ مین انسے انکے گناہ دور کرونگا اور انکو ایسے باغونمین داخل کرونگا کہ جنکے نیچے نہرین بہتی ہونگی یہ ٹھکانا ہے خدا کے ہان کا اور اللہ کے ہان اچھا ٹھکانا ہے

## ترکیب

فی خلق السموات الخ خبر ان لایت اوسکا اسم الذین الخ صفت یا بیان ہے اولی الالباب کا قیاما اور قعودا حال ہین فاعل یذکرون سے اور علی جنوبہم بھی محذوف سے متعلق ہوکر حال ہے اسے کائنین علی جنوبہم ویتفکرون معطوف ہے یذکرون پر باطلا اسم فاعل بمعنی مصدر کا لعاقبۃ یہ مفعول لہ یا حال ہے ہذا کا مشار الیہ خلق ہے تدخل النار شرط فقد اخزیتہ جواب مجموعہ خبر من ینادی صفت ہے منادیا کی من ذکر ادانتی بدل ہے منکم سے بعضکم من بعض مستانف ہے یا حال ثوابا تمیز یا حال -

## تفسیر

پہلے تہا کہ اللہ ہر چیز پر قادر ہے اور آسمان وزمین مین اوسکی بادشاہی ہے یہان اوسکی دلیل کیطرف اشارہ کرتا ہے اور اس لطف کیساتھ احکام اور شبہات کے جواب اور وعد وعید کو بیان کرکے ارواح کو عالم غرور سے عالم سرور کیطرف اور خلق سے حق کیطرف کھینچتا ہے کہ جسکا کچھ بیان نہین ہوسکتا اور اس عمدہ مضمون پر کس خوبی کیساتھ سورۃ کو تمام فرماتا ہے اور کس عمدہ پیرایہ مین ابرار اور اتقیا کا دستور العمل بیان کرتا ہے تاکہ سنتے ہی قلب سلیم آمین جا ملنے کو اسطرح تڑپے کہ جسطرح مرغ چمن قفس مین طائران خوش الحان کی آواز سنکر تڑپا کرتا ہے اور پھر جو کچھ الفاظ مین اسرار ہین بیشمار ہین -

اپنی بادشاہی اور قدرت کے ثبوت مین فرماتا ہے کہ آسمانون اور زمین کی پیدایش مین فکر کرکے کس طرح سے ستارونکو جرم سماوی ہونے کے باوجود اتحاد مقتضی طبعی کے

ممتاز کیا اور پھر باوجودیکہ سب کی طبیعت یکسان ہی چاند اور سورج کو مشعلچی بنا کر کیا اور ہر دو کو ڑیا اور پردہ میں بیٹھہ کر کسطرح ستارون کو پتلیونکی طرح سے نچایا اور زمین میں کیسی کیسی گل کاری کرکے اپنا جلوہ دکھایا ایک ہی مٹی سے ایک ہی پانی سے سینچے جاتے ہیں ایک کھیت میں کسقدر مختلف درخت پیدا کرتا ہے بلکہ ایک ہی درخت میں مختلف رنگونکے پھول نکالتا ہے) پھر رات دن بدلنے میں پوری نشانیان اسبات کی ہیں کہ اس پردہ حسی کے پیچھے کوئی ایسا قوی قادر ہے کہ جو یہہ کچھہ تصرفات عالم پر کر رہا ہے بلکہ اگر غور کیا جاوے تو ان لوگونکی آنکھون میں (کہ جنکو نور حقیقی عطا کیا ہے اور جنکو اولے الاباب کہتے ہیں) ہر در و دیوار بلکہ ہر مجرد و شجر اور ہر ذرہ سے اوسی کا جلوہ نظر آتا ہے۔

پھر اسسے ترقی کرکے فرماتا ہے کہ یہ وہ لوگ ہیں کہ جو کھڑے اور بیٹھے اور لیٹے ذکر الٰہی کرتے ہیں اور آسمانون اور زمین کی پیدائش میں غور کرکے یہہ کہتے ہیں کہ اے الٰہی تونے انکو عبث نہیں بنایا ہے ہر ایک چیز میں ہزارون حکمتیں رکھیں ہے۔

انسان جب خدا کو زبان سے یاد کرتا ہے یذکرون اللہ اور جسم کو بھی اوسکی یاد میں مصروف کرتا ہے یعنی قیام اور قعود اور اضطجاع میں یاد کرتا اور دل کو اوسکیطرف اسکے آثار و افعال میں تامل کرکے متوجہ کرتا ہے یعنے مخلوق کے نشان سے خالق کیطرف پہنچتا ہے تو اب بجمیع اجزاء اوسکی یاد میں متوجہ ہوجاتا ہے ایسی حالت میں خواہ مخواہ اوسکی روح پر آفتاب حقیقی کی شعاعیں پڑتی ہیں اور کدورات جسمانیہ جن سے خالق کے وجود میں وہم پیدا ہوتا تہا مٹ جاتی ہیں سو ایسا شخص اولی الالباب میں شمار ہوتا ہے اور اسکے لئے ہر ذرہ ایک نشانی بنجاتا ہے اس لئے اولے الالباب کے بعد الذین الخ آیا۔

نبی صلعم جب کہ رات ڈہلجاتی تہی بیدار ہوکر آسمانکی طرف نظر کرکے یہہ آیات پڑہنے اور وضو کرکے نماز اور گریہ و زاریمیں ایسی مشغول ہوتے کہ صبح ہوجاتی تہی اور یہی حال صحابہ اور صالحین امت کا تہا۔ کھڑے اور بیٹھے اور لیٹے ذکر کرنیسے ان حالات میں تسبیح و تہلیل کرنا اور ذکر قلبی اور لسانی مراد ہے مقصود ہر حال میں ذاکر رہنا ہے بعض کہتے ہیں اس سے مراد نماز پڑہنا ہے یعنے کھڑا ہوکر پڑہے اور طاقت نہو تو بیٹھہ کر اور اسکی طاقت نہو تو لیٹے لیٹے۔ اسی سے ارباب سلوک نے خدا تک پہنچنے کے لئے ذکر قلبی اور دیگر اذکار اور فکر کو وسیلہ قرار دیا ہے۔

جب عارف بارگاہ کبریا میں اس رستہ سے پہنچ جاتا ہے تو اول وہ خدا کی ثنا و صفت کرتا ہے جسطرح دربار امراء میں باریاب ہوتی ہے سلام ہوتا ہے اسلئے فرمایا کہ وہ واصلین کہتے ہیں ربنا ما خلقت ہذا باطلا سبحانک پھر اول اپنے لئے جسطرح جان بخشی کی دعا کرتے ہیں یہ دعا کرتا ہے فقنا عذاب النار اور یہہ کیون کر جسکو آگ میں تونے داخل کیا تو وہ رسوا ہوا یعنی یہ نہایت بری چیز ہے اور اسکے سوا ما للظلمین من انصار کہ ان کا کوئی مددگار بہی نہیں کہڑا ہوتا اسکے بعد اپنے فائدہ کے لئے ایک تمہید اغاز کرتا ہے تاکہ میں اس انعام کا مستحق سمجہا جاؤں وہ یہہ کہ ہمنے ایک منادی یعنی قرآن یا علم غیبی جو ہر وقت غیر کیطرف پکارتا ہے یا انبیاء اور انکے نائبون کو ایمان کی منادی کرتے سنا ہے اسلئے ہم تو ایمان لے آئے ہیں سو اول تو جو کچھہ ہمسے گناہ اور حضور کی نافرمانیان ہوگئی ہیں اُنکو معاف کردے اور عالم مثالی سے اونکا وجود بہی مٹادے اور آیندہ اپنی نوکری میں رکہہ تاکہ موت بہی آوے تو خالصین کے گروہ میں ہوتے وقت آوے وتوفنا مع الابرار اور پھر جو کچھہ تونے اپنے رسولونکی معرفت ہمسے وعدہ کیا ہے جنت اور دیدار نعمار سو وہ بہی عطا کر کیونکہ وعدہ خلاف نہیں۔ جب بندہ یہانتک پہونچا تو وہانسے جواب آیا کہ ہمنے تمہاری درخواست منظور کرنی میں کسیکے عمل اور محنت ضائع نہیں کرتا پس جو کوئی میرے لئے جلاوطنی اختیار کریگا اور منہیات کو چہوڑیگا اور میرے رستہ میں ستایا جاویگا اور جہاد کرکے شہید ہوگا تو میں اُنکے گناہ بہی مٹادونگا اور اونکو جنت میں داخل کرونگا خدای خدمت تو یہہ ہے سو جس نے اس نوکری کو ادا کردیا ہمیشہ کی پنشن کا مستحق ہوگیا۔

لَا يَغُرَّنَّكَ تَقَلُّبُ الَّذِينَ كَفَرُوا فِي الْبِلَادِ ۝ مَتَاعٌ قَلِيلٌ ثُمَّ مَأْوَاهُمْ جَهَنَّمُ ۚ وَبِئْسَ الْمِهَادُ ۝ لَٰكِنِ الَّذِينَ

تمکو دھوکہ نہ دے یہ بات کہ کافر شہروں میں پھر رہے ہیں - یہ تھوڑا سا اسباب ہے پھر انکا ٹھکانا جہنم ہے اور برا ٹھکانا ہے لیکن جو اپنے رب سے

اتَّقَوْا رَبَّهُمْ لَهُمْ جَنَّاتٌ تَجْرِي مِنْ تَحْتِهَا الْأَنْهَارُ خَالِدِينَ فِيهَا نُزُلًا مِنْ عِنْدِ اللَّهِ ۗ وَمَا عِنْدَ اللَّهِ خَيْرٌ لِلْأَبْرَارِ ۝

ثلث ڈرتے ہیں اونکے لئے وہ باغ ہیں کہ جنمیں نہریں جاری ہیں ہمیشہ رہیں گے اوسمیں یہ مہمانی ہے خدا کے ہاں کی - اور جو اللہ کے ہاں ہے وہ بہت ہی بہتر ہے نیکوں کے لئے

وَإِنَّ مِنْ أَهْلِ الْكِتَابِ لَمَنْ يُؤْمِنُ بِاللَّهِ وَمَا أُنْزِلَ إِلَيْكُمْ وَمَا أُنْزِلَ إِلَيْهِمْ خَاشِعِينَ لِلَّهِ لَا يَشْتَرُونَ بِآيَاتِ اللَّهِ

اور بیشک اہل کتاب میں سے ایسے بھی ہیں جو ایمان رکھتے ہیں اللہ پر اور اوسپر جو اونکی طرف نازل ہوا اور اُسپر جو تمہاری طرف نازل ہوا خدا سے ڈرکر ہیں حاصل کرتے ہیں وہ اللہ کی آیتوں

ثَمَنًا قَلِيلًا ۚ أُولَٰئِكَ لَهُمْ أَجْرُهُمْ عِنْدَ رَبِّهِمْ ۗ إِنَّ اللَّهَ سَرِيعُ الْحِسَابِ ۝ يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا اصْبِرُوا وَصَابِرُوا

تھوڑے دام - یہہ وہ ہیں کہ اُنکا اجر انکے رب کے پاس ہے اور اللہ جلد حساب لینے والا ہے اے ایمان والو صبر کرو اور برداشت کیا کرو

ع ۲۰ وَرَابِطُوا ۚ وَاتَّقُوا اللَّهَ لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُونَ ۝

اور تیار رہو اور اللہ سے ڈرتے رہو تاکہ تم مراد کو پہنچو

## ترکیب

متاع قلیل خبر ہے مبتدا محذوف کی اے تعلیہم متاع قلیل لکن مخفف اور مثقل دونوں طرح سے آیا ہے خالدین حال ہے لہم سے اور عامل معنی استقر ہیں جنت موصوف وصفت مبتدا لہم خبر من اہل الکتاب خبر ان لمن یومن اسم خاشعین حال ہے ضمیر یومن سے اور جمع بلحاظ معنی لفظ من ہے

## تفسیر

اس سے پہلے فرمایا تھا کہ ابرار کیلئے آخرت میں جنت ہے جو ثواب ہے انکے عمل کے بدلہ میں اور مہاجرین وانصار پر فقر وفاقہ کی سخت تکلیف تھی نہ غلبہ کفار سے باہر تجارت کیلئے آنے جانیکو امن تھا ادہر یہود اور مشرکین عرب آزادانہ جہاں چاہتے پھرتے تھے اور مال واسباب میں بھی اونکو اونکی نسبت کمال درجہ کی فراغ دستی تھی اور عموماً ہمیشہ سے اہل حق اور باخدا لوگونکی جماعت پر مصائب رہا کرتے ہیں دشمنان خدا کو انکا حصہ دنیا ہی میں دیدیا جاتا ہے ملک اور تجارت اور حرفہ وصنعت کثرت اولاد تندرستی بگھی گھوڑے سیر گل گشت کرتے پھرنا اعلیٰ مکانات میں بلا قید حلال وحرام کھانا پینا اور عورتونکی صحبت سے خط اٹھانا یہہ سب باتیں انکو نصیب ہوتی ہیں اور اہل حق سے بتدیونکے لئے باعث تشویش اور اضطراب تھا اور نیز مخالفین بھی کہا کرتے تھے کہ وہاں کا ثواب صحبت موہوم ہے جنت تو بالفعل ہمارے لئے ہے ہمیں کو ثواب مل رہے ہیں اسلئے یہاں تسلی بخشی کہ اے اہل حق تو ان لوگونکے کروفر اور آزادانہ شہروں میں تجارت کیلئے پھرنیسے کچھ دلمیں وہم نہ لاؤ ہوکے میں نہ آجاؤ یہہ تھوڑا سی دیر کا جھگڑا ہے اور بہت قلیل سرمایہ ہے اس حیات اور اس وجود کا کیا اعتبار ہے پھول کیطرح باغ میں دو دنکی بہار ہے ہر دم نقارہ کوچ بج رہا ہے پھر تو انکے لئے ابد آجہنم ہے جو نہایت بری جگہ ہے حقیقت میں دنیا کی کروفر جاہ وحشم ایک خواب خیال ہے ہمنے بہت سے اہل کروفر دیکھے کہ جن کا چند روز بعد کہیں نام ونشان بھی نہ رہا نہ وہ گھوڑے ہیں نہ ان سائیسوں میں سے کوئی دکھائی دیتا ہے نہ وہ پر تکلف مکان ہے ۵ اے شمع صبح ہوتی ہے روتی ہے کیا تھوڑی سی رنگینی سے گزارا اوسپر خیال گزرتا تھا کہ خدا کیونکر اپنے تمام بندونکو جہنم میں ڈالدیگا اسلئے فرمایا لیکن جو پرہیزگار اور خدا ترس ہیں اونکے لئے جنت ہے کہ جس میں نہریں

جاری ہے بشہ رہینگے دنیا کے مزہ فانی کیا چیز ہے یہ ہے مہمانی خدا کے ہانکی اور اسکے علاوہ جو کچھ سرور روحانی اور اس عالم مین مشاہدہ جمال ابرار کیلئے ہے وہ بہری ہی عمدہ چیز ہے۔

اسمین شبہ نہین کہ اس عالم مین کسیکو بھی بقا نہین لاکھون کو مرتے دیکھتے ہین ہر دم ہم مین فنا کام کر رہی ہے پھر یہ بات کہ یہان کے بعد کوئی دوسرا عالم ہے کہ جہان ہمکو جانا اور اپنے اعمال کا نتیجہ دیکھنا ہے جیسا کہ اوسکے رسولون نے خبر دی تو پھر اوسکو چھوڑکر اور خدا سے توڑکر اسی پر بس کرنا لائق ہے۔

چونکہ اہل کتاب کیلئے اونکے اعمال پر بہت کچھ تہدید کی گئی تھی جس سے گمان ہوتا تھا کہ وہ کل ایسے ہی ہین اسلئے فرمایا کہ نہین بعض انمین خدا ترس بھی ہین جو پہلی کتابون اور قرآن پر ایمان رکھتے ہین دنیا کو مقدم نہین جانتے ہین۔ اور انصاف کرکے کہتے ہین کہ حضرت مسیح اور حضرت موسیٰ کے فرمانیکے موجب دنیا مین بڑی شان و شوکت کا ایک رسوا خرابیونکی اصلاح کرے آنیوالا تھا اور اسکی تمام علامتین حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم مین پائی جاتی ہین اسلئے ایمان لاتا حضرت موسیٰ اور عیسیٰ کو خوش کرنا ہے اور

**شان نزول** مین اختلاف ہے بعض علما کہتے ہین کہ جب نجاشی شاہ حبشہ کی وفات کی خبر آنحضرت نے سنکر غائبانہ اوسکی نماز جنازہ پڑہی اور انہونے کہا کہ وہ تو ایک نصرانی تھا اسلئے اس آیت مین اسکے محامد کیطرف اشارہ ہوا بعض کہتے ہین اسمین عبداللہ بن سلام اور نجران کے چالیس شخصون کیطرف اشارہ ہے جو دین اسلام مین داخل ہو گئے تھے +

بعد خدا تعالیٰ علوم اصل اور فروع کے بہت سے اقسام اس سورہ مین ذکر کر چکا توحید اور عدل اور نبوت اور معاد کے متعلق اور اسیطرح صوم و صلوٰۃ و حج و زکوٰۃ جہاد طلاق نکاح سود کے مسائل بیان فرما چکا تو اس سورہ کو اُس آیت سے ختم کیا کہ جسمین تمام چیزونکی محافظت ہے اور گویا وہ سب کا عطر ہو اسکے لئے ایک مہنجا وہ یہہ کہ ان انکے دو حال ایک دنیا کا معاملہ ایک خدا کا معاملہ پھر دنیا کے معاملہ کی دو قسم ہین ایک اپنے اوپر مشقت گوارا کرنا اور دوسرے کو تکلیف دینا یا کہ اسکے علاوہ کچھ اور بھی سو احسان کرنا پھر اسکی بھی دو قسم ہین اول یہ کہ خاص اپنی ذات سے علاقہ رکھے سو اسکو تو اصبروا مین ذکر کیا۔ صبر نفس کو روکنا اور برداشت کرنا ہے پھر اس صبر کے بہت سے اقسام ہین (۱) یہ کہ توحید اور عالم آخرت کے پہچاننے مین جو کچھ غور اور فکر کرنے مین مشقت ہوتی ہے اوسپر صبر کرے (۲) واجبات کے ادا کرنے مین جو کچھ مشقتین پیش آوین (مثلاً) سردیون مین پیاس جہاد مین گرمی مین چلنا تبلیغ احکام مین وعظ و ارشاد دین کی منادی مین جاہلونکی بدکلامی مناسب پر برداشت کرے (۳) نفس کی خواہش روکنے مین جو مشقت پیش آوی اوسپر صبر کرے جیسے عورت کیطرف حرام کرنیکے لئے دل مائل ہو اوسکو روکے الغرض منہیات سے بچنے مین کوشش کرے (۴) مصائب و امراض موت محط تنگدستی خوف وغیرہ ہر برداشت کرے یہ سب باتین صبروا مین شامل ہین۔ وہ جو اوپر سے علاقہ رکھتا ہو اوسمین یہ ہے کہ گھر کے لوگونکی اور ہمسایہ اور اہل شہر اور قوم کے اخلاق رذیلہ پر برداشت کرنے مین اور غصہ کے فرو کرنے مین اور لکو روکے یہہ سب باتین صابروا مین آگئین۔ رہا دوسرون پر احسان کرنا صلہ رحمی وغیرہ سو وہ رابطوا مین آگئین۔ ربط کہتے باندہنے اور لگانیکو خواہ دل کو محبت الہی سے باندہے۔ یا جہاد مین گھوڑے باندہے یا شب کو مچانون کے لئے پہرہ دینے پر دل کو باندہ دے یا انتظار صلوٰۃ مین دل لگادے۔ یا غرض ہر جو واسطہ قائم رکھے اس لفظ مین سب صورتونکی گنجایش ہے اور اسلئے ہر ایک مفسر نے انمین سے ایک معنی اختیار کئے ہین اور حدیث مین بھی ہر معنی کیطرف اشارہ ہے رہا خدا کا معاملہ سو وہ اتقوا اللہ مین آگیا۔ اب دیکھئے ایک جملہ مین حکمت نظریہ اور حکمت عملیہ اور انکی جمیع اقسام تہذیب اخلاق سیاست مدن تدبیر منزل اور الہیات وغیرہا سب کو سمیٹ دیا۔ اور پھر حکمت کے ثمرہ کیطرف لعل لفظ مین اشارہ کیا ہے لعلکم تفلحون فلاح ایک بڑا وسیع لفظ ہے جسکی تفسیر کی یہان گنجایش نہین سبحان اللہ کیا کلام معجز ہے

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

یٰٓاَیُّهَا النَّاسُ اتَّقُوْا رَبَّكُمُ الَّذِیْ خَلَقَكُمْ مِّنْ نَّفْسٍ وَّاحِدَةٍ وَّخَلَقَ مِنْهَا زَوْجَهَا وَبَثَّ مِنْهُمَا رِجَالًا

اے لوگو تم اپنے اس رب سے ڈرتے رہو کہ جسنے تمکو پیدا کردیا ایک شخص سے اور اسی سے اوس کا جوڑا پیدا کیا اور انھسے

كَثِیْرًا وَّنِسَآءً ۚ وَاتَّقُوا اللّٰهَ الَّذِیْ تَسَآءَلُوْنَ بِهٖ وَالْاَرْحَامَ ۭ اِنَّ اللّٰهَ كَانَ عَلَیْكُمْ رَقِیْبًا ۝

اور عورتیں پھیلادیں - اور اس اللہ سے ڈرتے رہو کہ جسکا آپمیں واسطہ دیا کرتے ہو اور قرابت کا لحاظ رکھو - بیشک اللہ تمکو تاک رہا ہے

## ترکیب

من نفس واحدۃ صفت وموصوف موضع نصب میں خلقکم کیوجہ سے ومن ابتدار غایۃ کیلئے ہے اور ایسا ہی منہما کثیرا صفت ہے رجالا کی اور رجال اگرچہ ہر ایک جمع ہے اور قاعدہ یہ چاہتا تھا کہ اسکی صفت میں کثرۃ ہوتا کیونکہ جمع ہی موضع ہے لیکن کبھی جمع کی صفت مذکر بھی آتی ہے جیسا کہ جماعت مونث کیطرف فعل مذکر مسند ہوجاتا ہے کما اصیاد و الاحکام منصوص ہے

## تفسیر

یہ سورہ بھی مدینہ میں نازل ہوئی ہے اسمیں ایک سو چوبیس آیتیں ہیں اور چونکہ اسمیں عورتوں کے احکام نکاح و توریث وغیرہ زیادہ مذکور ہیں اسلئے مشہور ہوگیا - سورہ آل عمران میں بیشتر جہاد فی سبیل اللہ کے مسائل اور فضائل اور مخالفین ملت اسلامیہ کے مبدا و معاوذات وصفات کی بابت شبہات کے جواب کے دلائل و فضایل وہ باتیں ذکر کی گئیں کہ جن سے قوم ملت آسمانی اور تقویت مذہب حقانی ہوجاوے اسکے بعد حکمت الہیہ اور فیض الہام کا جوش اقتضی ہوا کہ مکلفین کیلئے وہ احکام بھی بیان ہوجاویں کہ جو انکے معاملات کا پورا دستور العمل ہیں اور ان باتوں کا معین کرنا بھی قوت بشریہ کی طاقت سے باہر تھا - اسلئے سب سے اول یتیموں کی پرورش اور انکے مال کی حفاظت اور انکے حقوق کی رعایت اور انپر رحم کرنیکے مسائل بیان ہوئے ہیں اور پھر وراثت خلق کہ جس کا سلسلہ مونث سے متعلق ہے کرچہ ایماندار ہر طرح سے خدا تعالیٰ کی فرمانبرداری میں مگر عرب کی جہالت اور وحشت ابھی دور ہوئی تھی اور انکا دندہ پن تھوڑی ہی دونے خصت ہوا تھا اسلئے ان احکام پر اطمینان کرنیکے لئے پیشتر یہ آیت یا ایھا الناس الی قولہ رقیبا نازل فرمائی اور اوسمیں اللہ سے ڈرنے کی دو بار تاکید فرمائی ایکبار یوں فرمایا کہ تم اپنے اُس رب سے ڈرو کہ جسنے تمکو ایک شخص سے پیدا کردیا اور پھر اوسی سے اوسکی بیوی پیدا کرکے اولنے بہت سے مرد و عورت زمین پر پھیلادئے - ان لفظوں میں چند باریک نکتہ رہے ہیں (۱) لفظ رب آیا کہ معنے پرورش کرنیوالیکے ہیں تاکہ اسبات کا خیال رہے کہ خدا ہماری پرورش کرتا ہے ہمکو یتیموں کی پرورش مجازی میں کچھ کمی نکرنی چاہئے ورنہ درحقیقت تو ہی پرورش تعالیٰ ہے اور یہ بھی کہ جو پرورش کرتا ہے اوس سے ڈرنا اور اسکی فرمانبرداری کرنا ضرور چاہئے (اور خدا سے ڈرنیکو یہ معنی نہیں کہ معاذ اللہ وہ ہوا ہی یا بڑا ہلاکو ہی ہے بلکہ یہ ہے کہ اوسکی نافرمانی کرنیسے ڈرو ورنہ اسکا بدثمرہ تمہیں دیکھنا پڑیگا) (۲) یہ کہ تمکو ایک شخص سے پیدا کیا ہے تاکہ یہ بات ملحوظ رہے کہ سب بنی آدم باہم ایک ہیں کوئی کسی پر حسب و نسب شکل و صورت مال و جاہ سے بیجا بڑائی اور تکبر نکرے کہ جو رحمدلی اور مروت کے برخلاف ہے اور نیز یہ بات ملحوظ رہے کہ سب بنی آدم میں برادری ہے سب سے رحمدلی اور صلہ رحمی کرنا چاہئے اور یہ کہ اگر آج ہم کسیکو پرورش کرتے ہیں تو کیا ہوا آخر ہمکو بھی کسیکے پالنے پالا ہے - نفس واحدۃ سے مراد حضرت آدم علیہ السلام ہیں جنکو خدا نے مٹی سے بنایا اور جیسے اونکو تنہائی سے وحشت ہوئی تو انکی بائیں پسلی سے اونکی بیوی حوا کو انکے سوتے وقت بناکر بٹھا دیا تھا جب وہ خوش ہوئے اولنے تمام بنی آدم روئے زمین پر پھیلے - احادیث صحیحہ اور تورات کتاب پیدائش میں اسکی تصریح ہے حکماء بے دین اور دہریہ اور یونان کے بعض فرقہ اسکے منکر ہیں وہ کہتے ہیں کہ یہ نوع انسان قدیم ہے ہمیشہ سے ہے کروڑوں برس سے گزرگئے اور ہمیشہ رہیگی - یہ مذہب عقلاً اور نقلاً مردود ہے پھر فرماتا ہے اللہ سے ڈرو کہ جسکا نام لیکر اور اس کا واسطہ دیکر لوگوں سے سوال کیا کرتے ہو کہ برائے خدا یہ کردو یعنی جب تم اسکے واسطہ سے کام نکالتے ہو تو اوسکا کہنا ماننا اور اونکے کام کاج میں بھی اوسکا لحاظ رکھو اسکے بعد فرمایا والارحام کہ آپسکے قرابت کا بھی لحاظ رکھو بعض نے مجرور پڑھا ہے کہ قرابت سے بھی تم سوال کیا کرتے ہو عرب کہتے ہیں

انشدک اللہ والرحم کہ خدا کیلئے اور قرابت کیلئے - پھر فرمایا کہ خدا تمہیں تاک رہا ہے غافل نہیں تاکہ ہر وقت لحاظ رہے

وَاٰتُوا الْيَتٰمٰٓى اَمْوَالَهُمْ ۖ وَلَا تَتَبَدَّلُوا الْخَبِيْثَ بِالطَّيِّبِ ۖ وَلَا تَاْكُلُوْٓا اَمْوَالَهُمْ اِلٰٓى اَمْوَالِكُمْ ۭ اِنَّهٗ كَانَ

اور یتیمون کو ان کا مال دیدیا کرو اور بری چیز کو اچھی سے بدل نہ لیا کرو اور نہ اپنے مالونکی ساتھہ اونکے مال ملاکر کھایا کرو کیونکہ یہہ

حُوْبًا كَبِيْرًا ۝ وَاِنْ خِفْتُمْ اَلَّا تُقْسِطُوْا فِي الْيَتٰمٰى فَانْكِحُوْا مَا طَابَ لَكُمْ مِّنَ النِّسَاۗءِ مَثْنٰى وَثُلٰثَ وَرُبٰعَ ۚ

بڑے گناہ کی بات ہے - اور اگر تمکو اسبات کا ڈر ہو کہ ہم یتیم لڑکیون کے حق مین انصاف نکر سکینگے تو پھر جو اور عورتین تمکو پسند آئین اونسے نکاح کر لو خواہ دو دو سے خواہ تین تین سے خواہ چار چار سے

فَاِنْ خِفْتُمْ اَلَّا تَعْدِلُوْا فَوَاحِدَةً اَوْ مَا مَلَكَتْ اَيْمَانُكُمْ ۭ ذٰلِكَ اَدْنٰٓى اَلَّا تَعُوْلُوْا ۭ وَاٰتُوا النِّسَاۗءَ صَدُقٰتِهِنَّ

ہان اگر تمکو اسبات کا خوف ہو کہ ہم (کئی بیویون مین) برابری نکر سکینگے تو پھر ایک ہی پر یا لونڈی پر بس کرو - اسمین بے انصافی نکرنیکا خوب موقع ہے اور عورتونکو اونکے مہر

نِحْلَةً ۭ فَاِنْ طِبْنَ لَكُمْ عَنْ شَيْءٍ مِّنْهُ نَفْسًا فَكُلُوْهُ هَنِيْۗـــًٔا مَّرِيْۗـــًٔا ۝

خوشی سے دیدو - پھر اگر وہ خوش ہوکر کچھہ اوسمین سے تمکو دیدین تو اسکو شوق سے کھاؤ

## ترکیب

بالطیب مفعول ثانی ہے تبدلوا کا الی اموالکم متعلق ہے محذوف سے اور موضع حال مین ہے ای مضافۃ الی اموالکم وقیل الی بمعنی مع - ان خفتم شرط فانکحوا الخ جواب ماطاب مفعول فانکحوا من النساء اوسکا بیان مثنی وثلث وربع تینون نکرہ غیر منصرف ہین عدل اور وصف کیوجہ سے اور یہ تینون بدل ہین تا سے فان خفتم شرط فواحدۃ اسے انکحوا واحدۃ جواب او تخییر یا اباحت کیلئے ماملکت موصول وصلہ مبتدا کا فیہ خبر محذوف نحلۃ مفعول مطلق ہے الوتکا دونون ہم معنی ہین نفسا تمیز ہے شئی سے عامل طبن ہنیا فعیل وکذا مریا مفعول مطلق ہین اسے اکلا ہنیا

## تفسیر

جب وہ تمہید ہوچکی تو سب سے اول حکم تینون کے مال کی بابت دیتا ہے وآتوا الیتمی الخ سے حوبا کبیرا تک اس آیت مین تین حکم ہین (۱) یہہ کہ یتیمونکو جبکہ وہ ہوشیار ہوجاوین اونکا مال واسباب اونکے ولی سرپرستونکی سپردگی مین ہو اونکو حوالہ کردینا چاہئے اور اس سپردگی کا وقت اور اسکا طریقہ اگلی آیت مین خدا تعالےٰ نے بیان کردیا وابتلوا الیتمی حتی اذا بلغوا النکاح فان انستم منہم رشدا فادفعوا الیہم اموالہم الآیۃ اسکی تشریح اور تفسیر آگے آتی ہے (۲) یہہ کہ اُنکے اچھے مال واسباب کو اپنے برے مال واسباب کیساتھہ بدل نہ دو - یہہ بات ہوتی ہے کہ جب گھر مین یتیم کا مال تفویض کرکے رکھا جاتا ہے تو اس اسباب کی فہرست بھی ہوتی ہے مگر اوسی قسم کا دوسرا اسباب اوسکی جگہہ لی بدل کردیسکتا ہے مثلاً یتیم کی ایک تلوار بھی تفویض مین آئی جسکی قیمت ہزار روپیہ ہین بوقت واپسی لی اوسکی جگہہ اپنی دو روپیہ کی تلوار رکھدے سو اسباب سے خدا نے منع کیا کیونکہ قانون عدالت سے اسکا کافی بندوبست نہین کرسکتا یہ دیانت پر موقوف ہے (۳) یہہ کہ اپنے مال کی ساتھہ یتیم کا مال ملاکر نہ کھایا کرو مثلاً یتیم کیلئے اوسکے مال مین سے کھانا پکایا اسمین کسیقدر اپنا کھانا ملاکر اسقدر زیادہ پکایا کہ اپنے تمام کنبہ کو کافی ہو در حصل یتیم کیلئے پاؤ بھر کافی تھا دوسیر اوسکے مال مین سے اور سیر بھر اپنے مین سے ملاکر پکانا - یہہ بھی ایک صورت باہم یتیم اور ولی مین ہوتی ہے اور اُسکا کوئی بزرگ ولی کے نگران نہ تھا سو وہی اسکا مرتکب ہوا تو پھر کیا ملاج اسلئے یہان بھی خدا نے منع کیا اور دیانت کا حکم دیا - اور سب کے بعد یہ فرمادیا کہ یہہ بڑے گناہ کی بات ہے -

ف (۱) یتیم - تیم سے مشتق ہے جسکے معنی تنہا ہوجانا چونکہ باپ کے مرنیسے بیٹا تنہا رہجاتا ہے اسلئے اوسکو یتیم کہتے ہین اور اسلئے درِ یکدانہ کو درِ یتیم کہتے ہین - لغوی معنی کے لحاظ سے جسکا باپ مرجاوے اوسکو یتیم کہا جاوے گا خواہ وہ لڑکا ہو خواہ جوان ہوجاوے مگر عرف مین جبکہ لڑکا بالغ ہوجاوے اور بجائے سرپرست کے خود اپنی کاروبار کرنے لگے تب اوسپر یہ لفظ نہ بولا جاویگا

یتیم بروزن فعیل جیسا کہ مریض اسکی جمع مرضی کیطرح سے یتمی آنی چاہئے تھی اور آئی تیامی صاحب کشاف کہتے ہین تیامی یتمی کی جمع ہے جیسا کہ اسیر کی جمع اسری پھر اسکی اسماے
یتیم جمع الجمع اور آیت مین جو کہا یتیم کو مال دو حالانکہ جوان ہونیسے یتیم نہین رہتا اور مال جوان بالغ ہو کر ملتا ہے تو یہان لغوی معنی کی لحاظ سے یا مجازاً شفقت دلانیکی لئے یا باعتبار مکان یتیم کہنا
(۲) حوب اور حاب دونوکے معنی گناہ کے ہین جیسا کہ آنحضرت کی دعا ہین ہے رب تقبل توبتی واغسل حوبتی (۳) یہہ آیت بنی غطفان کے ایک شخص
کے حق مین نازل ہوئی جو اپنے بھتیجے کو اوسکا مال نہ دیتا تھا اسکے بعد اسنے دیدیا۔

اسکے بعد دوسرا حکم یتیمونکے نکاح کی بابت دیا **عروہ** نے حضرت عائشہ صدیقہ رضہ سے روایت کیا ہے کہ عرب کا جاہلیت مین یہ دستور تھا کہ وہ یتیم لڑکیونسے اونکے
مال وجمال کیوجہ سے آپ ہی نکاح کرلیتے تھے مثلاً کسیکے چچا کی بیٹی یتیم اوسکے چچازاد بھائی کی پرورش مین ہے اور اسکے پاس مال بھی ہے تو وہ اوسکو دنیا پسند نکرکے خود ہی نکاح کرلیتا تھا
مگر اونکا کوئی اور شخص بجز اسکے بازپرس کرنیوالا نہین ہوتا تھا وہ مہر بھی کم باندھتے تھے اور بعد مین اوپر یہ کرکے اوسکی حق تلفی بھی کرتے چونکہ بخوف خدا کے اور کوئی ذکیطرف
اس مرمین حامی مددگار نہ تھا اسلئے انکے بارہ مین خدا تعالےٰ نے وحم فرما کر یہ حکم دیا وان خفتم الاتقسطوا فی الیتمی فانکحوا ماطاب لکم من النساء الایہ اگر تم یتیم عورتونکے حق ادا نکرسکو
تو انپر کیا موقوف ہے اور بہت سی عورتین ہین تم انمین سے پسند کرکے خواہ ایک سے نکاح کرو خواہ دو سے خواہ تین سے خواہ چار سے۔ اور اگر انمین بھی باہم عدل
وانصاف نکرو تو پھر ایک ہی پر بس کرو یا اپنی لونڈی پر قناعت کرو تاکہ ظلم مین مبتلا نہو۔

**ف** (۱) اقساط عدل کرنا قسط عدل قال تعالی واقسطوا ان اللہ یحب المقسطین۔ اسلام مین عدل وانصاف کی نہایت تاکید ہے اپنے بیگانے کی اسمین کوئی قید
نہین عرب مین ایک یہی دستور تھا کہ جہانتک چاہتے تھے نکاح کرتے چلے جاتے تھے پھر بیویون مین کھانے پینے ساتھ سونے مین برابری نکرتے تھے جسسے دل جلا عیش منا یا اور دونکو قید مین
ڈال کر جلایا اسلام نے اس خرابی کی بھی اصلاح کردی اور صرف چار عورتون تک نکاح کرنیکی اجازت دی اور اسمین بھی یہ شرط کی کہ اگر انصاف وعدل کرسکو تو کرو ورنہ نہیں
بیویون کے نان ونفقہ اور شب باشی مین برابری کرنی واجب کی (۲) جمہور کے نزدیک اس آیت اور احادیث صحیحہ سے کہ جو حد تواتر کو پہنچ گئے ہین اور اجماع امت سے چار عورتونسے
زیادہ سے ایک وقت مین نکاح کرنا حرام ہے یعنی چار سے زیادہ جمع نکرے ہان مرتی جاوین یا طلاق دیدی جاوے تو نہین تک تو بت کیون نہ پہنچے اور لونڈی مین جسقدر چاہے
جمع کرے مگر چار کی اجازت غلام کو نہین لیکن امام مالک کے نزدیک اس اجازت مین غلام بھی شریک ہے **سدی** وغیرہ بعض لوگ کہتے ہین کہ اس آیت سے یا اور کسی آیت سے چار پر حصر کرنا
ثابت نہین ہوتا بلکہ ماطاب لکم اجازت عام ہے علاوہ اسکے مثنی وثلث ورباع مین تو ہے جو جمعیت کا فائدہ دیتا ہے پھر سبکو جمع کیا جاوے تو تو بلکہ اٹھارہ ہوسکتین ہین

**اقول** یہ استدلال غلط ہے اگر اجازت عام دینی مقصود تھی تو صرف ماطاب لکم من النساء کہدینا کافی تھا چار تک تعین کرنا کیا ضرور تھا اور اگر تعین کرنا تھا تو یہ
بات سمجھی جاتی کہ تمام اہل اسلام کو ان مین ایک عدد اختیار کرنا چاہئے یعنی سب دو دو سے نکاح کرین یا تین تین یا چار چار سے یہ نہین کہ کوئی دو سے کوئی
تین سے کوئی چار سے کرے حالانکہ یہی مقصود تھا اسلئے نہ آیا تو نہ آیا سو سے جمعیت جمیع اقسام جمیع امت کیلئے ہے نہ کہ ایک شخص کیلئے۔

اور اسمین کوئی شک نہین کہ باستثنا حضرات انبیا علیہم السلام کہ جنکی طبیعت مین عدل وانصاف خمیر کردیا گیا ہے سب کیلئے کثرت ازدواج اور بے تعداد جورون کو جمع کرنا
مقاصد دینی ودنیویہ مین مخل ہے۔ اور انکی ترقی کمالات اور عمدہ عیش مین خلل انداز ہے **مقاصد دینیہ** مین اسوجہ سے کہ جب بہت سی عورتین ہونگی تو
سبکے حقوق مین مساوات کرنا عادتاً مشکل ہے اور اگر انصاف کیا اور اقل مرتبہ مہینے بھر مین ایک عورت کی باری آئی تو اس کثرت مجامعت سے اب اسل قابل نرہیگا کہ
اوسکی طبیعت مین سیاست ملک اور جہاد کا ولولہ رہے ہندوستان کے رئیسونکی عین جوانی مین پیر مردی کی کثرت جماع سے جو کچھ انکے ملکون مین بربادی کررہی ہے ظاہر ہے

اور دنیاوی خرابی کثرت عیال قلت مال کے صدمہ اور عیش کی تلخی تو ظاہر ہے آج کیا ہے کوئی لڑکا بیمار ہے کوئی کچھ مانگتا ہے کوئی مر گیا اور سکا سوگ ہے پھر اسقدر عورو ئین ایک سے کیونکر سیر ہو سکتین ہین اور سب کی طبیعتین بھی مساوی نہین پھر کیا کیا فساد اور خلاف عصمت باتین کرکے ننگ ناموس ہرمین دسبا لگاتے ہین علاوہ اسکے ہر وقت عورتون مین رہنا انسانکو تجارت اور سفر اور مشقت کے ان کا مولنے ضرور مانع آتا ہے جو اسکی ترقی دنیا کی سد راہ ہین ہوتی ہین کیا خوب کہا ہے کسینے ۵ فاحفظ نیکٹا استطعت فانہ ہا ہا الحیوۃ یصب فی الارحام ہا اور یہہ بھی خوب کہا ہے ۵ مرا بیک دم شہوت کہ خانہ سراو ہا اسیر زن تواں شد بسالہا سے دراز ہا

اب رہی یہہ بات کہ شریعت محمدیہ نے کیون عیسائیون کے راہبون اور ہندو نکے جوگی اور گنسایون کیطرح مانگنا تعلیم نہ کیا اور کیون ایک ہی عورت پر قناعت کرنیکا حکم نہ دیا برخلاف اسکے مسلمانون کو چار تک کی اجازت دی اور خود پیغمبر علیہ الصلوٰۃ والسلام نے چار سے زیادہ نو تک بیہین ایک وقت مین رکھین ہا

آج کل کے رفارمرون اور عیسائی اور بلحد منش لوگون کا اسلام پر ایک یہی اعتراض ہے اور اس پر طمع کار تقریرون مین بڑا زور دیتے ہین بالخصوص ہندوستانی لوگ بہت غل مچاتے ہین اسکا **جواب** یہہ ہے (۱) یہہ بات ہر عقلمند پر ظاہر ہے کہ انسان جب تک کہ اس جامہ انسانی مین ہے خواہ کوئی کیون نہو دلی ہو نہی ہو اوسکو تمام انسانی حاجتین پیش آتی ہین ہو پیاس ہی لگتی ہے اوسکے بعد نیند ہی آتی ہی پاخانہ پیشاب ہی آتا ہے اوسکو کوئی روک نہین سکتا اسیطرح اگر اوسکے کسی عضو مین قوت تولیدی بھی پیدا ہو کر اپنا نکلنا چاہتے ہے اسلیئے خواہ مخواہ عورت کیطرف رغبت ہوتی ہے یہ طبعی بات ہے صرف اتنا فرق ہے کہ اچھے لوگ اسکو اسکے محل پر صرف کرتے ہین ہر بے محل بے محل کام مین لاتے ہین اگر ملنگ پنا سکھایا جاتا علاوہ قطع نسل انسانی کے ہزارون مصیبتین پیش آتین حرامکاری کا پل ٹوٹ جاتا دیکھئے باوجود تقدس کے جب حبشہ نے وہ نالائق کرایا کہ جو اوس کلیسا کے متعلق تہا جسمین مجرد مرد عورت عیسائی دین کے مقدس بنکر رہتے تہے سیکڑون کہوپرین حرامی بچونکی نکلین اور جو ادہر اودہر پہینکدیے گئے یا کہ حمل گرائے گئے اونکا تو کوئی حساب ہی نہین۔ علاوہ اسکے بردباری وغیرہ اخلاق کی درستی عیالداری کے بدولت نصیب ہوتی ہے اور ایک عورت پر عموماً سبکو پابند کرنا ہی بعض لوگونکی عفت مین فرق لاتا ہے کیونکہ تجربہ سے یہ بات ثابت ہو گئی ہے کہ مرد کو عورت سے کہین زیادہ قوت ہے اور نیز عورت تیس چالیس برس کی عمر مین دس پانچ بچہ جنکر بوڑہی سیاہی ہو جاتی ہے اور مرد کیلیئے یہ عین جوش قوت کا وقت ہے پھر اس بوڑہیا پر بس کرنا یا تو اشارتاً اور مزہ از[۵۳] انیکا حکم دینا ہے یا سہل شریعت کو دشوار کر دینا ہے کہ جسکی اصلاح کیلیئے پھر کسی نبی کی حاجت پڑتی اور یہہ بھی ہے کہ عورت ایام حیض نفاس و حمل بلکہ رضاعت کے وقت مرد قوی کو بس نہین کرتی بالخصوص ان گرم ملکون کے لوگون کیلیئے کہ جنکو ایک روز بھی بغیر جماع کے چین نہین پڑتا (مرطوب اور بلغمی لوگون کا ذکر نہین ہے) پھر انکے لیے حرامکاری کی اسقدر ممانعت کرکے (کہ کسیکو بدنظر سے بھی نہ دیکھو کسی غیر محرم کے ہاتھ بھی نہ لگاؤ اوس سے تخلیہ مین بات بھی نکرو اگر کروگے علاوہ عذاب آخرت کے دنیا مین بھی سزا پاؤگے) ایک عورت کا پابند کرنا حکمت الہامیہ کی مصلحت کے برخلاف ہے اسلیئے شریعت نے چار تک کی اجازت دی ہے نہ یہ کہ سب کے لیے حکم دیا ہے اور اجازت مین بھی عدل شرط ہے البتہ جس قوم مین بغیر نکاح کے بھی حاجت براری ہو سکے بلکہ خوب طرح سے اونکے نزدیک چار کیا ایک بیوی بھی جنجال اور جان کیلیئے وبال ہے، رہا آنحضرتؐ کا متعدد نکاح کرنا اور آپکا اس حکم سے مستثنیٰ ہونا سو یہ چند مصالح کیلیئے تہا اول یہ کہ عدالت آپکا شیوہ ذاتی تہا معصوم تہے دوم یہ آنحضرت کو باوجود کسی آمدنی مقرر نہونے کے متعدد بیبیون مین رکہکر صفت توکل اور استقلال کی تعلیم دینا منظور تہا سوم متعدد عورتونکی معرفت عورتون کے متعلق خلوت وجلوت مین بیشمار مسائل شریعت کا تعلیم کرنا منظور تہا اور داؤد و ابراہیم و موسی و یعقوب علیہم السلام نے بھی اسلیئے متعدد بیبیون کین ہین جیسا کہ بائیبل سے ثابت ہے اور ابتک یہودی شریعت مین کئے بیبیون کرنا جائز ہے (۴۰) تیسرا حکم وآتوا النساء صدقاتہن نحلہ ابن عباس و ابن جریج وقتادہ وغیرہ نحلہ کے معنے فریضہ کے کہتے ہین بولتے ہین فلان ینحل کذا یعنے ایسا دین رکہتا ہے اسلیئے مذہب کو نحل کہتے ہین چونکہ مہر بھی شرعی اور دینی بات ہے اسلیئے اسکو نحلہ کہا۔ کلبی کے نزدیک نحلہ کے معنے عطیہ کے ہین مگر مراد دونونکی مہر ہے۔ [۵۴] مہر کا دینا واجب ہے مگر جب خود عورت یا در صورت صغر سنی اوسکے اولیا معاف کردین تو معاف ہو سکتا ہے ہا

وَلَا تُؤْتُوا السُّفَهَآءَ اَمْوَالَكُمُ الَّتِيْ جَعَلَ اللّٰهُ لَكُمْ قِيٰمًا وَّارْزُقُوْهُمْ فِيْهَا وَاكْسُوْهُمْ وَقُوْلُوْا لَهُمْ قَوْلًا مَّعْرُوْفًا

اور بیوقوفوں کو اپنے وہ مال نہ دو کہ جسکو اللہ نے تمہارا گذارہ بنایا ہے ہاں اسمین سے اونکو کھلاؤ اور پہناؤ اور انکو اچھی بات بتاؤ

وَابْتَلُوا الْيَتٰمٰى حَتّٰٓى اِذَا بَلَغُوا النِّكَاحَ ۚ فَاِنْ اٰنَسْتُمْ مِّنْهُمْ رُشْدًا فَادْفَعُوْٓا اِلَيْهِمْ اَمْوَالَهُمْ ۚ وَلَا تَاْكُلُوْهَآ

اور یتیموں کو آزما لیا کرو یہانتک کہ جب وہ نکاح کی عمر کو پہونچین سو اگر اونمین کچھ ہوشیاری دیکھو تو اونکے مال اونکے حوالہ کردو اور اسکے مال کو نہ کہا جاؤ

اِسْرَافًا وَّبِدَارًا اَنْ يَّكْبَرُوْا ۭ وَمَنْ كَانَ غَنِيًّا فَلْيَسْتَعْفِفْ ۚ وَمَنْ كَانَ فَقِيْرًا فَلْيَاْكُلْ بِالْمَعْرُوْفِ ۭ

فضول خرچی مین اور نہ اس جلدیسے کہ وہ بڑے ہوجاوین - اور جو کوئی آسودہ ہے تو اوسکو بچنا چاہئے اور اگر فقیر ہے تو دستور کے موافق کہا لیا کرے

فَاِذَا دَفَعْتُمْ اِلَيْهِمْ اَمْوَالَهُمْ فَاَشْهِدُوْا عَلَيْهِمْ ۭ وَكَفٰى بِاللّٰهِ حَسِيْبًا ۝

اور جبکہ انکے مال انکے حوالہ کرو تو انپر شاہد کرلیا کرو - اور خدا تو حساب لینے کو بس ہے

## ترکیب

السفہاء جمع سفیہ بمعنی بیوقوف مفعول اول اموالکم مفعول ثانی فیہا مین تین وجہ ہین اسکو فیہا ہی پڑہا ہے جو معتمد ہے قام یقوم کا یہ مفعول ثانی جعل بمعنی صیّر کا اے جعل اللہ لکم سبب قیامہا دوسرا یہ کہ جمع ہو قیمۃ کی کدیمۃ ودیم والمعنی ان الاموال کالقیم للنفوس آیہ بقاء النفوس سوم یہ کہ اصل قیاما تہا الف کو حذف کردیا

## تفسیر

یہ اُن احکام کی تیسری قسم ہے اس آیت مین تین حکم ہین (۱) یہ کہ یتیم اگر سفیہ یعنی بیوقوف اٹھے اسکو مال کی حفاظت اور تجارت کا طریقہ نہ آتا ہو اور اسکے اطوار سے معلوم ہو کہ وہ اڑا ڈالیگا تو اُسکے اُسکا وہ مال حوالہ نکرو جو تمہاری تفویض مین ہے (اموالکم کے یہی معنے ہین) اور اس مال مین تمہاری معاش ہے (۲) یہ کہ جبتک مال انکے سپرد نکئے جاوین تو انکو انکے مال مین سے یا اوسکے نفع مین سے جو تجارت سے حاصل ہو کہانا اور کپڑا دینا چاہئے (۳) یہ کہ مال نہ دینے سے عادتاً انکو رنج ہوتا ہے تو اُنسے تسلی اور دلاسے کی باتین کرو کہ یہ تمہارا مال ہے میان ہم اسکے نگہبان ہین آخر تمکو ملجاویگا - یا یہ مراد کہ انکو اچھی باتون کی تعلیم کرو - اسمین یتیمو نپر نہایت شفقت ہے - سفاہت کم عقلی اور حماقت کو کہتے ہین -

اور جبکہ یہ فرمایا کہ بیوقوفوں کو مال نہ دو وہ خراب کرڈالینگے تو اسکے بعد دوسری آیت مین اسکی تفصیل کردی کیونکہ اگر یہہ نہ ہوتا تو اس بہانہ سے ولی یتیم کا مال ہضم کرسکتا تہا فرمایا وابتلوا الیتمی الایہ اس آیت مین چار حکم ہین (۱) یہہ کہ یتیمون کا کاروبار تجارت وغیرہ مین امتحان کرلیا کرو یہانتک کہ نکاح کو پہونچین (یعنے بالغ ہوجاوین احتلام اور خاص دانتون کا نکلنا اور بغلون اور زیر ناف بالون کا پیدا ہونا اور بالخصوص عورتونکے لئے حیض آنا اور نہانیون کا اٹھنا علامت بلوغ مقرر ہے) اور تمکو اونسے کچھ بھی رشد یعنی دنیا کے کاربارمین ہوشیاری معلوم ہو (رشدا کے نکرہ لانیسے یہ بات سمجھی جاتی ہے تو انکا مال انکے حوالہ کردو (۲) اور اسباب شاہد کرلو یعنی گواہونکے روبرو دو تاکہ پیرکوئی جھگڑا پیدا نہو (۳) یہ کہ حالت سرپرستی مین اونکا مال فضول خرچی سے اور اسوجہ سے کہ مبادا یہ بڑے ہوجاوین پھر تو اپنا مال واپس لینگے اب جو کچھ ہو کہالو) نہ کہایا کرو (۴) اگر ولیم کا سرپرست غنی ہے تو اوسکو کچھ بھی لینا نہ چاہئے اور فقیر ہے تو اپنی سرپرستی اور اسکے مال کی نگرانی اور خدمت گزاری اور اسکے تجارت کے کاربار کے معاوضہ مین جو اور دنکو دیا جاتا ہو اوسقدر آپکے لے فلیاکل بالمعروف کے یہی معنی ہین - بعد کفی باللہ حسیبا فرماکر متنبہ کردیا کہ خدا تمسے ہر بات کا حساب لیگا ف اگر یتیم بالغ ہوا اور بالکل احمق ظاہر ہو تو اسکو مال دینا نچاہئے جیسا کہ پہلے تہا دلالتو لتوا السفہاء الایہ امام ابوحنیفہ کہتے ہین بیس برس کے بعد بھی ایسا ہی رہے تو دینا نچاہئے کیونکہ اب اسکی اصلاح کا زمانہ تمام ہوچکا کوئی امید باقی نہیں اب محجور دم نکنا چاہئے امام شافعی اور صاحبین کے نزدیک اخیر عمر تک بغیر رشد معلوم کرنیکے نہ دینا چاہئے کیونکہ یہ سفیہ ہے تلف کرڈالیگا - اسیطرح شافعی کے نزدیک فاسق عیاش کو بھی نہ دینا چاہئے وہ بھی سفیہ ہے امام ابوحنیفہ کہتے ہین سفیہ نہیں ہر شخص کو اسکا مال حوالہ کرنا چاہئے

لِلرِّجَالِ نَصِيبٌ مِّمَّا تَرَكَ الْوَالِدَانِ وَالْأَقْرَبُونَ وَلِلنِّسَاءِ نَصِيبٌ مِّمَّا تَرَكَ الْوَالِدَانِ وَالْأَقْرَبُونَ

مردونکا ماں باپ اور قرابتیونکی ترکہ مین سے حصہ ہے اور عورتون کا بھی ماں باپ اور قرابتیونکے ترکہ مین سے حصہ ہے

مِمَّا قَلَّ مِنْهُ أَوْ كَثُرَ ۚ نَصِيبًا مَّفْرُوضًا ۝ وَإِذَا حَضَرَ الْقِسْمَةَ أُولُو الْقُرْبَىٰ وَالْيَتَامَىٰ وَالْمَسَاكِينُ

خواہ ترکہ کم ہو یا زیادہ اوسمین سے حصہ مقرر کیا گیا۔ اور جب تقسیم کیوقت قرابتمند (جنکا کوئی حصہ معین نہین) اور یتیم اور محتاج لوگ آجاوین

فَارْزُقُوهُم مِّنْهُ وَقُولُوا لَهُمْ قَوْلًا مَّعْرُوفًا ۝ وَلْيَخْشَ الَّذِينَ لَوْ تَرَكُوا مِنْ خَلْفِهِمْ ذُرِّيَّةً ضِعَافًا خَافُوا عَلَيْهِمْ فَلْيَتَّقُوا

تو کچھ انکو بھی اسمین سے کھلا دیا کرو اور انسے نرم بات کہو اور خدا سے ان کو ڈرنا چاہئے کہ اگر وہ اپنے پیچھے اپنی ضعیف اولاد چھوڑین تو انکو اپر ترس آوے

اللَّهَ وَلْيَقُولُوا قَوْلًا سَدِيدًا ۝ إِنَّ الَّذِينَ يَأْكُلُونَ أَمْوَالَ الْيَتَامَىٰ ظُلْمًا إِنَّمَا يَأْكُلُونَ فِي بُطُونِهِمْ نَارًا ۖ وَسَيَصْلَوْنَ سَعِيرًا ۝ ع

پس اللہ سے ڈرنا چاہئے اور نیک بات کہنی چاہئے۔ جو لوگ ناحق یتیمونکے مال کہاتے ہین وہ اپنے پیٹ مین آگ بھر رہے ہین اور عنقریب وہ جہنم مین پڑینگے

## ترکیب

مما قل الخ جملہ بدل ہے ماترک سے اور جائز ہے کہ حال ہو ضمیر محذوف سے اے مما ترکہ قلیلا او کثیرا نصیبا الخ یہہ موقع مین مفعول مطلق کو ہی عطاء او استحقا

واذا حضر شرط فارزقوہم الخ جواب لو ترکوا شرط خافوا علیہم جواب شرط ظلما مفعول لہ ہے یا مصدر موقع حال مین ہے

## تفسیر

یہہ اون احکام مین چوتھی قسم ہے جو توریث سے متعلق ہے۔ اسکا سبب نزول ابن عباس سے یہہ منقول ہے کہ اوس بن ثابت انصاری کا انتقال ہوا اور انکی تین بیٹیان اور ایک بیوی پیچھے رہی اور اسکے چچا کے دو بیٹے سوید اور عرفجہ جو وصی تھی کل مال کو دبا بیٹھے اوسکی بیوی نے اگر آنحضرت سے فریاد کی آپنے فرمایا اس امر مین خدا تعالے جو حکم دیگا ویسا کیا جاویگا تب یہہ آیت نازل ہوئی۔ اس آیت مین تعین حصص نہین بلکہ یہہ اگلی آیت یوصیکم اللہ الآیہ کیلئے تمہید ہے کیونکہ زمانہ جاہلیت مین عورتون کو ورثہ نہین دیتے تھے خواہ میت کی بیٹی ہو خواہ بیوی ہو۔ یہان صرف اسقدر فرمایا کہ میت خواہ والدین ہون خواہ اور اقارب ہون انکے مال مین جسطرح مردون کو حصہ پہنچتا ہے اسیطرح عورتین بھی وارث ہین خواہ وہ چیز کم ہو یا زیادہ۔

چونکہ آئندہ آیت مین وارثونکے حصہ مقرر کرنے منظور تھے اور بعض عزیز اقارب بسبب بےنے وارث قریب کے میراث محروم ہوتے ہین اور مال کے تقسیم ہونیکے وقت فقیر اور یتیم بھی آنکلتے ہین سو ایسی حالتمین انکا بالکل محروم جانا اور نکالدینا گو نہ جگہ خراش تھا اسلئے پہلے ہی حکم دیا کہ جب تقسیم کیوقت اقارب محروم الارث یا یتیم اور فقیر آنکلین تو کچھ اسمین سے اونکو بھی دیدو اور نرم بات کہو کہ بھائی یہ فلان فلان وارثون کا حق ہے کہ جو میت سے زیادہ تعلق رکھتے تھے خدا تمہین برکت دیگا ان لوگون کو میراث مین سے کچھ دینا امر استحبابی ہے فرض واجب نہین پس اس آیت کو آیت میراث سے منسوخ بتانا بیفایدہ ہے۔ اور دور از کار توجیہین بھی عبث ہین اسکے بعد ان بیکسون پر رحم کھانے اور خدا سے ترس کرنیکا حکم اس لطف کیساتھہ دیتا ہے کہ جس سے خواہ مخواہ زندہ دل کے آنکھون مین پانی بھر آوے وہ یہ کہ تم خیال کرو کہ اگر تمہارے پیچھے تمہارے ننھے ننھے بچے رہجاوین تو تم اونکی بیکسی اور بیسور نیسور کر دیکھنے اور غیرون کے آگے ننھے ننھے ہاتھہ پھیلا کر مانگنے سے کسقدر ترس کھاؤ سو ایسا ہی دوسرون کے یتیم بچون پر ترس کھاؤ اسلئے خدا سے ترس کھا کر نرم اور تشفی بخش بات کہا کرو (سچ ہے بیکسونکے ولی خدا کا گھر ہے انپر اُس کی لطف و کرم کی نظر ہے) اسکے بعد آیت کو یتیمونکے مال سے پرہیز کرنے پر ختم کر کے حصہ معین فرماتا ہے۔ آگ کھانے سے مراد یہ ہے کہ ظالم نے جسقدر یتیم کا مال ناحق پیٹ مین بھرا آخرت مین آگ ہو جاویگا گویا یہ اوسکا سبب ہے۔ گرچہ پیٹ ہی مین کہاتے ہین مگر فی بطونہم کے آنے سے تاکید ہو گئی جیسا کہ ہماری زبان مین بولتے ہین میںنے اپنی آنکھہ سے دیکھا حالانکہ غیر کی آنکھہ سے کوئی نہین دیکھتا صرف تاکید مراد ہے اسیطرح یہان۔ اسپر اعتراض کرنا پادریون کی کوڑ مغزی ہے

يُوصِيكُمُ اللّٰهُ فِيٓ أَوْلَادِكُمْ لِلذَّكَرِ مِثْلُ حَظِّ الْأُنثَيَيْنِ فَإِن كُنَّ نِسَاءً فَوْقَ اثْنَتَيْنِ فَلَهُنَّ ثُلُثَا مَا تَرَكَ وَإِن كَانَتْ

اللہ تمکو اولاد کے حصہ کی باجت یہہ حکم دیتا ہے کہ مرد کا حصہ دو عورتوں کی حصہ کے برابر ہے - پہر اگر نری عورتین ہون دو سے اوپر تو ان سب کیلئے

وَاحِدَةً فَلَهَا النِّصْفُ ۚ وَلِأَبَوَيْهِ لِكُلِّ وَاحِدٍ مِّنْهُمَا السُّدُسُ مِمَّا تَرَكَ إِن كَانَ

ترکہ کی دو تہائی ہین - اور اگر ایک لڑکی ہے تو اوسکیلئے آدہا ترکہ ہے - اور میت کے ماں باپ کیلئے ہر ایکسکے ترکہ مین سے چہٹا حصہ ہے بشرطیکہ میت کے

لَّهُ وَلَدٌ ۚ فَإِن لَّمْ يَكُن لَّهُ وَلَدٌ وَوَرِثَهُ أَبَوَاهُ فَلِأُمِّهِ الثُّلُثُ ۚ فَإِن كَانَ لَهُ إِخْوَةٌ فَلِأُمِّهِ السُّدُسُ مِن بَعْدِ

کوئی اولاد ہی ہو - اور اگر اسکے کوئی اولاد نہو اور ماں باپ ہی اوسکے وارث ہون تو اسکی ماں کیلئے تہائی ہے - پہر اگر میت کے بہائی ہون تو اسکی ماں کیلئے چہٹا حصہ ہے بعد

وَصِيَّةٍ يُوصِي بِهَآ أَوْ دَيْنٍ ۗ آبَآؤُكُمْ وَأَبْنَآؤُكُمْ لَا تَدْرُونَ أَيُّهُمْ أَقْرَبُ لَكُمْ نَفْعًا ۚ فَرِيضَةً مِّنَ اللّٰهِ ۗ إِنَّ اللّٰهَ

وصیت کے جو میت کر مرا ہے اور بعد قرض کے اگر ہو - تمہارے باپ اور تمہارے بیٹے تم کو نہین معلوم کہ کونسا ان مین سے تمہین زیادہ نفع دینوالا ہے - (اور میراث تو) اللہ کیطرف سے مقرر ہے

كَانَ عَلِيمًا حَكِيمًا ۝ وَلَكُمْ نِصْفُ مَا تَرَكَ أَزْوَاجُكُمْ إِن لَّمْ يَكُن لَّهُنَّ وَلَدٌ ۚ فَإِن كَانَ لَهُنَّ وَلَدٌ

کیونکہ اللہ کو ہر ایک چیز کا علم اور حکمت معلوم ہے - اور تمہارے لئے تمہاری بیویون کے ترکہ مین سے نصف ہے اگر انکے کوئی اولاد نہو اور اگر اولاد ہو

فَلَكُمُ الرُّبُعُ مِمَّا تَرَكْنَ مِن بَعْدِ وَصِيَّةٍ يُوصِينَ بِهَآ أَوْ دَيْنٍ ۚ وَلَهُنَّ الرُّبُعُ مِمَّا تَرَكْتُمْ إِن لَّمْ يَكُن لَّكُمْ وَلَدٌ ۚ

تو تمکو اُنکے ترکہ مین سے چہارم حصہ ہے بعد ادا کرنے وصیت کے جو وہ کر مرے ہین اور بعد ادا کرنے قرض کے - اور بیویکو تمہارے ترکہ مین سے چوتہائی ہے اگر تمہارے کوئی اولاد نہو

فَإِن كَانَ لَكُمْ وَلَدٌ فَلَهُنَّ الثُّمُنُ مِمَّا تَرَكْتُم مِّن بَعْدِ وَصِيَّةٍ تُوصُونَ بِهَآ أَوْ دَيْنٍ ۗ وَإِن كَانَ

ہے اور اگر کوئی اولاد ہے تو انکو تمہارے ترکہ مین سے آٹہوان حصہ ہے بعد وصیت کے جو تم کر گئے ہو یا بعد قرض کے اور اگر وہ مرد یا عورت

رَجُلٌ يُورَثُ كَلَٰلَةً أَوِ امْرَأَةٌ وَلَهُ أَخٌ أَوْ أُخْتٌ فَلِكُلِّ وَاحِدٍ مِّنْهُمَا السُّدُسُ ۚ فَإِن كَانُوٓا أَكْثَرَ مِن ذَٰلِكَ

کہ جسکا ورثہ بانٹا جاتا ہے کلالہ ہو اور اسکے ایک بہائی یا بہن ہو تو ان مین سے ہر ایک کیلئے چہٹا حصہ ہے - اور اگر ایک سے زیادہ ہون

فَهُمْ شُرَكَاءُ فِي الثُّلُثِ مِن بَعْدِ وَصِيَّةٍ يُوصَىٰ بِهَآ أَوْ دَيْنٍ ۙ غَيْرَ مُضَآرٍّ ۚ وَصِيَّةً مِّنَ اللّٰهِ ۗ وَاللّٰهُ عَلِيمٌ

تو پہر وہ تہائی مین سب شریک ہین بعد وصیت کے جو کی گئی ہے یا بعد قرض کے بلا ضرر رسانی کسیکے - یہہ حکم ہے اللہ کا اور اللہ

حَلِيمٌ ۝ تِلْكَ حُدُودُ اللّٰهِ ۚ وَمَن يُطِعِ اللّٰهَ وَرَسُولَهُ يُدْخِلْهُ جَنَّاتٍ تَجْرِي مِن تَحْتِهَا الْأَنْهَارُ خَالِدِينَ فِيهَا

خبردار بردبار ہے - یہہ حدین اللہ کی باندہی ہوئی ہین - اور جو اللہ اور اسکے رسول کا کہنا مانیگا اللہ اسکو ایسے باغون مین داخل کریگا جنمین نہرین بہتی ہونگی

وَذَٰلِكَ الْفَوْزُ الْعَظِيمُ ۝ وَمَن يَعْصِ اللّٰهَ وَرَسُولَهُ وَيَتَعَدَّ حُدُودَهُ يُدْخِلْهُ نَارًا خَالِدًا فِيهَا

رہینگے - اور یہہ بڑی کامیابی ہے - اور جو نافرمانی کریگا اللہ اور اسکے رسول کے اور اسکی حدون سے آگے بڑہیگا تو وہ اسکو دوزخ مین داخل کریگا ہمیشہ رہیگا اوسمین

وَلَهُ عَذَابٌ مُّهِينٌ ۝

اور اوسکو ذلت کا عذاب ہے

ع ۲

## ترکیب

للذکر الم جملہ موضع نصب مین ہے بسبب یوصی کے فان کن ای المترکات ضمیر اسکا اسم نساء موصوف فوق اثنتین صفت سب خبر فلھن جواب شرط من بعد وصیۃ الخ جملہ موضع حال مین ہی الدس سے تقدیرہ مستحقا من بعد وصیۃ والعامل نظرف ابارکم وابنارکم مبتدا لاتدرون جملہ خبر ہر ایہم مبتدا اقرب لکم ممیز نفعا تمیز مجموعہ خبر فریضۃ مصدر ہے فعل محذوف کا اے فرض ذلک فریضۃ وان کان نامہ رجل اسکا اسم او امرۃ اسپر معطوف یورث صفت ہی رجل کی اور کلالۃ حال ہے ضمیر یورث سے اور اگر کان ناقصہ مانا جاوے تو رجل موصوف یورث صفت معطوف علیہ او امرۃ معطوف سب اسم کان کلالۃ خبر بعض کہتے ہین کلالۃ اسم ہے مال موروث کا تب نصب کلالۃ کا اسوجہ سے ہوگا کہ یہ مفعول ثانی ہوگا یورث کا کما تقول ورث زید مالا بعض کہتے ہین کلالۃ ان وارثون کو کہتے ہین کہ جنکا نہ ولد ہو نہ والد بت حذف مضاف مانا جاویگا و ہ ضمیر میت کیطرف راجع ہے یا موروث کیطرف کہ جسمین رجل وامرۃ دونون شریک ہین غیر مضار حال ہے فاعل یوصی سے وصیۃ مصدر ہے فعل محذوف کا۔

## تفسیر

یہ آیت سابقہ کی تفصیل ہے **واضح** ہو کہ جاہلیت مین دو سبب سے وراثت جاری ہوتی تھی ایک نسب دوسرا عہد نسب مین ہی وہ لوگ ان لوگونکو حصہ دیتے تھے جو میت کیطرف سے نیزہ لیکر لڑسکتے تھے اسلئے عورتون اور چھوٹے لڑکون کو حصہ نہ دیتے تھے اور عہد دو طرح پر ہوتا تھا ایک یہ کہ کوئی شخص کسیکو یہ کہدیتا تھا کہ مری جان تیری جان اور میرا خون تیرا خون ہے مین تیرا وارث ہونگا میرا وارث ہے سوا اسکے رو برو بھائی بیٹے کسیکو بھی ورثہ نہین ملتا تھا دوسرا یہ کہ کسیکو متبنی یعنی بیٹا بنا لیتے تھے جیسا کہ ہنود مین رواج ہے سو وہی وارث ہوتا تھا۔ آنحضرت جب مبعوث ہوئے تو ابتدا مین اس رسم و دستور کو بحال خود رہنے دیا پھر مدینہ مین آکر یہہ دونون ہجرت اور مواخات یعنی بھائی چارہ پر وراثت قائم ہوئی یعنی جبکوئی صحابی ہجرت کرکے آتا تھا تو دوسرا مہاجر اوسکا حصہ پاتا تھا اور کونہین ملتا تھا اور مواخات یہہ کہ آنحضرت دو شخصون مین بھائی چارہ کردیتے تھے اونمین سے ایک دوسریکا وارث ہوتا تھا مگر اسکے بعد دین اسلام مین توریث کا دارومدار تین چیز پر رہا ایک **نسب** دوسرا **نکاح** تیسرا **ولاء**

پھر نسب کی چند قسم ہین **(اول)** میت کی اولاد ہے کیونکہ امانت اور کارگزاری انسانکی جسقدر اسکی اولاد کرتی ہے اور کوئی نہین کرتا عادتاً اس عمر مین ماں باپ تو زندہ رہتے ہی نہین اور بھائی وغیرہ اقارب اپنی اپنی اولاد کی پرورش اور اپنے دہندہ مین ہوتے ہین اسلئے بقدر مشقت سب سے زیادہ انکا حصہ قرآن مین قرار پایا ہے پھر اولاد کی کئی صورتین ہے **ایک** کہ بیٹے اور بیٹیان ملے جلے ہون عام ہے کہ وارث بھی ہون یا نہون اگر اور بھی ہون تو انکا حصہ دیکر اور اگر نہین تو کل مال کو للذکر مثل حظ الانثیین (یعنے دو حصہ مرد کے اور ایک عورت کا) کے موافق تقسیم کرلین چونکہ جسقدر کارگزاری اور اعانت بیٹا کرسکتا ہے اوسقدر بیٹی ضعیف العقل ضعیف القوی نہین کرسکتی علاوہ اسکے یہ تو کسی مرد سے نکاح کرکے اپنے خرچ کو مہ دارا دسکو کردیگی بیٹے کو یہ بات کب نصیب ہوتی ہے علاوہ اسکے ہر قوم مین بیٹا باپ کا جانشین قرار دیا جاتا ہے نہ بیٹی اس حکمت سے بیٹے کو دو حصہ بیٹی کو ایک حصہ دلایا یعنے تین حصہ کرکے ایک حصہ بیٹی لے دو بیٹا۔ **دوم** یہہ کہ دو سے زیادہ کئی لڑکیان ہون اور بیٹا نہو اسکے لئے فرماتا ہے فان کن نساء فوق اثنتین فلھن ثلثا ما ترک کل مال کے تین حصہ کرکے دو حصہ بیٹیونکو دیدین وہ اسکو باہم برابر حصہ کرکے بانٹ لین خواہ پانچ ہون یا سات ہون اور ایک حصہ اور وارثونکو دیدیا جاوی۔ قرآن مین فوق اثنتین کا لفظ ہے جس سے **ابن عباس** کہتے ہین کہ اگر صرف دو لڑکیان ہون تو انکو بھی نصف ملیگا کیلئے کہ فوق اثنتین کے معنے جو مشروط تھے نہ پائے گئے مگر **جمہور** کے نزدیک دو بیٹیان بھی تین کا حکم رکھتی ہین اور شرطیہ سے یہہ بات نہین ثابت ہوتی کہ دو سے زیادہ نہون تو انکو دو ثلث نہ ملین اور آحادیث صحیحہ اور دلایل آیات قرانیہ بھی جمہور کے موافق ہین **سوم** یہہ کہ صرف ایک بیٹی ہو اوسکو کل مال کا نصف یعنی اسکا دیا ہو پہنچیگا وان کانت واحدۃ فلھا النصف **چہارم** یہہ کہ صرف ایک ہی بیٹا ہو تو کل مال ملیگا کیونکہ جب ایک لڑکی کو نصف ملتا ہے اور مرد کا حصہ عورت سے دوچند ہے تو خواہ مخواہ اسکو کل ملیگا کیلئے کہ دو نصف کے جمع کرنیسے ہی ہوجاتا ہے اور اسی پر اجماع امت بھی ہوگیا ہے **پنجم** یہہ کہ کئے بیٹے ہون اونکا حکم ظاہر ہے وہ اور وارثون کا حصہ دیکر جسقدر بچے گا برابر برابر تقسیم کرلین گے۔

---

**۵۲ شیعہ** اس جگہ حضرت ابوبکر پر یہہ اعتراض کیا کرتے ہین کہ انہون نے حضرت فاطمہ کو آنحضرت کل مال کے نصف کیون نہ دیا؟ اسکا اصل جواب یہہ ہے کہ آنحضرت علیہ السلام نے کہا بالخصوص حضرت ابوبکر کی اور دیگر یہہ فرمایا کہ ہم جو کچھ چھوڑ جاتے ہین وہ صدقہ ہوتا ہے یعنی وقف ہے پس جب آنے تمام مال کو وقف کردیا اور مال ترکہ توریث کا نہ رہا تو حضرت فاطمہ کو بھی بلکہ مال کو وقف کرنیمین حضرت ابوبکر نے دلیل بنائی پناہ بخدا اللہ کرے نفسانیت ہو تو ایسی ہو کہ حضرت کی بیوی کو بھی ان کے

**نسب کی دوسری قسم** النسا نکے مان باپ ہین - ہرچند مان باپ کا درجہ اور اُنکے حقوق اولاد سے کہین زیادہ ہین مگر جب آدمی صاحب اولاد ہوکر مرتا ہے تو عادتاً اس کے ہین مان باپ بڈھے ہوجاتے ہین جنکی عمر کا کسیقدر حصہ باقی رہجاتا ہے اسلئے اُنکو مال کی کم ضرورت ہے دوم اُنکے پاس مان کا اندوختہ اور اپنی مان باپکا ارث حصہ بھی موجود ہوتا ہے برخلاف میت کی اولاد کے کہ اونکا سرمایہ تو سردست یہی باپ کی کمائی ہے اسلئے مان باپکا حق بہ نسبت اولاد کے کم قرار پایا اور اسلئے اُنکو اوسکے بعد میں بہ ترتیب ذکر کیا - **والدین** میت کے تین حال ہین (۱) یہہ کہ اُنکے ساتھ میت کی کوئی اولاد بھی ہو مثلاً زید مرا اور اُسنے مان باپ اور اولاد پیچھے چھوڑی اس صورت کو اللہ تعالی اس آیت مین بیان فرماتا ہے **ولابویہ لکل واحد منہما السدس مما ترک ان کان لہ ولد** کہ کل مال کے چھ حصہ کرکے ایک حصہ مان کو ایک باپ کو ملیگا باقی چار حصون کو اولاد بانٹ لیگی - **ولد** مین میت کا بیٹا اور بیٹی دونون آگئے - پہر اگر صرف ایک بیٹا ہے تو یہ چارون حصہ بھی لیگا اور اگر کئی ہین تو باہم برابر بانٹ لین گے اور اگر بیٹے اور بیٹیان ہین تو دوہرا حصہ بیٹا اور اکہرا بیٹے کو دیکر تقسیم کرینگے اور اگر صرف ایک بیٹی ہے تو ادہا مال وہ لیگی اور چھٹے حصہ کو سوا جو کچھ بچا اوسکو بھی باپ عصبہ بنکر لیگا مسئلہ ۶ اب ۱ ام ۱ بنت ۴ اور اگر دو بیٹیان ہین یا زیادہ تو دو ثلث وہ لینگی اور مان باپکو صرف چھٹا حصہ ملیگا مسئلہ ۶ اب ۱ ام ۱ بنت ۴ **(۲)** یہہ کہ سوائے مان باپ کے میت نے اور کوئی وارث نہین چھوڑا اس صورت مین کل مال کے تین حصہ کرکے ایک مان کو اور باقی باپ کو ملینگے جیسا کہ فرماتا ہے **فان لم یکن لہ ولد ورثہ ابواہ فلامہ الثلث** گرچہ باپکے حصہ کی شرح نہین کی مگر دلالت سمجھا جاتا ہے کہ ثلث کے بعد جو کچھ ہے باپ کا ہے اور وارث تو کوئی ہی نہین - پہر اگر اور وارث بھی ہو یعنی خاوند عورت کا اور خاوند کی بیوی مثلاً ایکنے مرکر اولاد تو کچھ نہ چھوڑی مگر بیوی اور مان باپ چھوڑے یا ایک عورت لاولد مری اوسنے خاوند اور مان باپ چھوڑے اس صورت مین علماء کا تلاف ہے کیونکہ آیت مین اسکی کچھ تصریح نہین **اکثر صحابہ** رض کہتے ہین پیشتر خاوند اپنا چوتھا حصہ لیگا اوسکے بعد بہنائی یعنے ثلث مان لیگی اور جو بچیگا باپ لیگا یون تقسیم کرینگے مسئلہ ۱۲ زوج ۳ ام ۳ اب ۶ اور اسی صورت مین باپ کو مان سے کم ملتا ہے **(۳)** یہہ کہ میت کے اولاد تو نہو مگر باپ مان کے سوا اسنے بہن بہائی بھی چھوڑے ہون اس صورت مین صرف مان کا حصہ خدا نے بیان کیا کہ اوسکو **سدس** یعنی چھٹا حصہ ملیگا **فان کان لہ اخوۃ فلامہ السدس** مگر یہہ حکم جب ہے کہ دو یا دو سے زیادہ میت نے بہن بہائی چھوڑے ہون **اخوۃ** اخ کی جمع ہے مگر مراد وہ ہے کہ جس سے اُخوۃ ثابت ہو خواہ بہائی ہو یا بہن عینی ہون یا علاتی یا اخیافی اگر ایک بہن ہے تب ان کو ثلث ملیگا - مگر یہہ فرمایا کہ سدس ہے کے بعد باقی کون لیگا **جمہور صحابہ** رض کہتے ہین کہ قرینہ دلالت کرتا ہے کہ باپ لیگا جیسا کہ فلامہ الثلث سے دو ثلث باپ کیلئے سمجھے جاتے ہین - اور ان بہن بہائیون کو اس صورت مین کچھ نہ ملیگا محروم رہینگے - ابن عباس رض کہتے ہین انکو ایک سدس جو مان سے لیا ہے دیا جاویگا اور تہائی نہین ہونگی تو ماں کو ثلث ہی ملیگا کیونکہ لفظ اخوۃ ہے نہ اخوات ۔ واضح ہو کہ دادا نمبر ۱ بمنزلہ باپکے اور دادی نانی بمنزلہ مان کے ہے یہان اسکی بھی آیت مین تصریح کردی کہ یہ سب حصہ میت کے قرضہ اور وصیت ادا کرنیکے بعد قایم ہونگے - اور یہہ بھی بتلادیا کہ ان حصونکے مقرر کرنمین جو مصلحت الہی ہے اوسکو تم اچھی طرح نہین جانتے **لا تدرون ایہم اقرب لکم نفعا** مین بسیط فی اشارہ ہے چونکہ یہ تقسیم عرب کے دستور قدیم کے برخلاف ہے تاکہ اونکو شاق نہ معلوم ہو اسلئے یہہ فرمایا **نسب کی تیسری قسم** مین بہن بہائی مین انکا مرتبہ اولاد اور مان باپکے بعد ہے مگر زوجیت کا تعلق عجیب ہے اور نیز بیوی کو عرب مین حصہ نہین دیتے تھے اسلئے ان - پہلے میان بیوی کا حصہ بیان فرمایا - اور میان بیوی کا یہ دوسرے سبب یعنی **نکاح** پر مبنی ہے ہم تفسیر مین پیشتر اس سے فارغ ہولین پہر اس تیسری قسم کی تشریح کرینگے (اگر خاوند لاولد مرے تو منجملہ اور وارثونکے بیوی کو چوتھا حصہ کل مال مین سے پہونچیگا خواہ ایک بیوی ہو یا چار سب اسی حصہ مین شریک ہونگی اگر میت کی اولاد ہے خواہ بیٹا خواہ بیٹی خواہ ایک خواہ دو خواہ اس بیوی سے یا کسی اور سے خواہ لونڈی شرعیہ سے تب بیوی کو آٹھوان حصہ ملیگا - اور اگر بیوی لاولد مرے تو خاوند کو نصف ورنہ چہارم ملیگا - جیسا کہ فرماتا ہے **ولکم نصف ما ترک ازواجکم ان لم یکن لہن ولد** الا یہ چونکہ عورت مہر بھی پاتی ہے پہر اور شخص سے بھی نکاح کرسکتی ہے اور نیز مرد سے کم رہتی ہے اسلئے

۵ بحالیکہ باپ نہو تو دادا قایم مقام میراث مین وارث ہے اور مان نہو تو نانی یا دادی - اخافی کا ہونا بھی کسی قرینہ سے ایک لفظ اب اور ام سے ہے اور بعض کا ارادہ ہے اجماع امت سے ان کے ہے

اسکا حصہ ہر حال مین میان کے حصہ سے نصف رہا ) واضح ہو کہ اگر ایک ہی باپ کی اولاد ہے تو انکو بہن بھائی **عینی** اور کبھی نبی اعیان کہتے ہین اور اگر ماں غیر ہو اور باپ ایک ہے تو انکو بہن بھائی **علاتی** کہتے ہین اور اگر ایک ہی ماں اور دو باپ ہین مثلاً ایک عورت نے پہلے ایک شخص سے نکاح کیا اوس سے اولاد ہوئی پھر اوسکے طلاق دینے یا مرنیکے بعد اور سے نکاح کرکے اولاد حاصل کی سو یہ بہن بھائی **اخیافی** کہلاوینگے ۔

چونکہ اخیافون کا رشتہ ذرا ضعیف ہے اسلئے بیشتر انکے حصہ کا ذکر کیا کہ اگر کوئی مرد یا عورت کلالۃ ہو یعنی نہ اوسکے ماں باپ ہون نہ اولاد ہو بلکہ صرف بہن بھائی ہون تو انمین سے ہر ایک کو سدس یعنی چھٹا حصہ ملیگا اور جو دو یا دو سے زیادہ ہون تو انکو ایک تہائی ملیگی اوسکو وہ سب آپسمین برابر بانٹ لینگے بہن بھائی کا حصہ برابر ہوگا اگر میت کی اولاد یا ماں باپ یا عینی یا علاتی بہن بھائی ہونگے تو انکو کچھ بھی نہ ملیگا وان کان رجل یورث کلالۃ او امرۃ ولہ اخ او اخت فلکل واحد منہما السدس الا یہ **بالاتفاق** جمہور اس جگہہ اخ اوخت سے یہی اخیافی بہن بھائی مراد ہین کیونکہ اسی سورہ نساء کے اخیر مین بہن بھائیون کا ورثہ بیان فرمایا ہے جو اس ورثہ کے غیر ہے کما قال اللہ یفتیکم فی الکلالۃ ان امرؤ ہلک لیس لہ ولد ولہ اخت فلہا نصف ما ترک ہو یرثہا ان لم یکن لہا ولد فان کانتا اثنتین فلہما الثلثان مما ترک وان کانوا اخوۃ رجالا ونساءً فللذکر مثل حظ الانثیین الایہ یعنی اگر ایک بہن میت کی ہو اور اصل میت کے اولاد اور ماں باپ نہون (جسکو کہ کلالۃ کہتے ہین) تو اس بہن کو نصف مال ملیگا اور اگر دو یا زیادہ ہین تو اونکو دو ثلث ملینگے اور اگر اونکی ساتھہ بھائی بھی ہے تو عصبہ ہو کر مرد کیلئے دو حصہ اور عورت کیلئے ایک حصہ کر تقسیم کرلینگے

یہہ لوگ کہ جنکے قرآن مین حصہ مقرر ہوئے انکو **ذوالفروض** کہتے ہین جس صورت مین کہ یہہ لوگ مرتد نہون یا میت کو عمداً قتل نکرین یا اختلاف دارین نہو یا اختلاف حریت عبدیت مین نہو اسوقت انکو یہہ حصہ ملیگا ۔

**نسب کی چوتھی قسم** ایک اور رہی ہے جسکو عصوبت سے تعبیر کرتے ہین ذوالفروض کے حصونکے بعد جو کچھہ باقی بچتا ہے اوسکو **عصبہ** لیلتا ہے عصبونکی تین قسم ہین کیونکہ اوسکے عصبہ ہونے مین اگر غیر کی احتیاج نہین تو اوسکو **عصبہ بنفسہ** کہتے ہین اس قسم مین وہ ذکور ہین کہ جنکا واسطہ میت سے بغیر توسط انثی کے ہو جیسا کہ میت کی اولاد ذکور اوسکا باپ دادا پھر اوسکے بھائی پھر اوسکی اولاد اور اوسکے دادا کی اولاد ۔ درجہ بدرجہ یہہ چار قسم ہین اور اگر غیر کی حاجت ہے اور وہ غیر بھی عصبہ ہے تو اوسکو **عصبہ بغیرہ** کہتے ہین جیسا کہ میت کی بیٹیان اور پوتیان اور بہنین یہہ بیٹیونکی ساتھہ ملکر عصبہ ہوتی ہین جو خود بھی عصبہ ہین ۔ اگر وہ عصبہ نہین تو اوسکو **عصبہ مع غیرہ** کہتے ہین جیسا کہ میت کی بہن پوتی کیساتھہ ہو جاتی ہے اور انکے بعد ذوالارحام مین عصبات کا وارث ہونا احادیث صحیحہ اور اجماع امت سے ثابت ہے تیسرا سبب توریث ولاء ہے ولاء یہہ ہے کہ کوئی شخص کسی غلام کو آزاد کردے اور اوسکے اقارب نہون تو یہہ آزاد کرنیوالا کہ جسکو مولی العتاقہ کہتے ہین وارث ہوگا اور اسکو **عصبہ سببیہ** کہتے ہین چونکہ ان مین ہی ایک دوسرے کا ہر طرح سے مددگار ہے اسلئے وارث قایم ہوئی یا دو شخص ایسے کہ جنکے اقارب نہین باہم معاہدہ یگانگت کرکے گزران کرین تو اسکو **مولی الموالات** کہتے ہین یہہ بھی باہم وارث ہوگی بشرطیکہ اقارب نہون ورنہ نہین

**ف** (۱) دوبارہ خدا تعالی نے فرمایا کہ یہہ حصہ وصیت قرض ادا کرنیکے بعد قائم ہونگے کیونکہ قرض کا میت پر باقی رہجانا اور وارثون کا مال لیکر چلتے پھرتے نظر آنا میت کو بھی عالم آخرت مین ضرر دیتا ہے اور قرض خواہ کا بھی ضرر ہے اور نیز وصیت کا پورا نہونا بھی میت کی روح کو صدمہ دیتا ہے اسلئے غیر مضار فرمایا اور تاکید کرکی وصیۃ من اللہ کہدیا کہ یہہ تعمیل بھی وصیت الہی ہے ۔

(۲) کسی وارث کیلئے بغیر مرضی دوسرے وارثونکے وصیت جائز نہین اور اگر کسی غیر کیلئے وصیت کرے تو ایسا نکرے کہ تمام مال مرتے وقت غیر کو بخشکر وارثون کو محروم چھوڑ جائے غایتہ الامر تہائی مال تک وصیت کرکے کہ فلان فقیر کو دینا یا مدرسہ یا مسجد مین لگانا یا فلان میرے دوست کو سو روپیہ دینا اور جو کل کی وصیت کریگا تو اسمین سے موخر الذکر کو صرف ثلث ملیگا ۔ (۳) احکام میراث بیان فرکر یہہ کہتا ہے کہ یہہ خدا کی مقرر کی ہوئی حدین ہین جو انپر قایم رہیگا جنت مین آرام پاویگا ورنہ جہنم مین ذلت اٹھاویگا ۔

وَالّٰتِیْ یَاْتِیْنَ الْفَاحِشَةَ مِنْ نِّسَآئِكُمْ فَاسْتَشْهِدُوْا عَلَیْهِنَّ اَرْبَعَةً مِّنْكُمْ فَاِنْ شَهِدُوْا فَاَمْسِكُوْهُنَّ فِی الْبُیُوْتِ

اور جو تمہاری عورتوں میں سے بدکاری کریں تو انپر اپنے لوگوں میں سے چار گواہ لاؤ پھر اگر وہ گواہی دیدیں تو انکو گھر میں بند رکھو

حَتّٰی یَتَوَفّٰهُنَّ الْمَوْتُ اَوْ یَجْعَلَ اللّٰهُ لَهُنَّ سَبِیْلًا ۝ وَالَّذٰنِ یَاْتِیٰنِهَا مِنْكُمْ فَاٰذُوْهُمَا فَاِنْ تَابَا وَاَصْلَحَا فَاَعْرِضُوْا

یہانتک کہ وہ مرجاویں یا اللہ انکے لئے کوئی راہ نکالے۔ اور جو دو مرد تم میں سے یہ فعل کریں تو انکو سزا دو پھر اگر وہ توبہ کریں اور نیکی پر آجاویں تو انکا

عَنْهُمَا ؕ اِنَّ اللّٰهَ كَانَ تَوَّابًا رَّحِیْمًا ۝ اِنَّمَا التَّوْبَةُ عَلَی اللّٰهِ لِلَّذِیْنَ یَعْمَلُوْنَ السُّوْٓءَ بِجَهَالَةٍ ثُمَّ یَتُوْبُوْنَ مِنْ قَرِیْبٍ فَاُولٰٓئِكَ

پیچھا چھوڑ دو۔ کیونکہ اللہ توبہ قبول کرنیوالا مہربان ہے۔ اللہ کو انہیں کی توبہ قبول کرنی پڑتی ہے جو نادانستگی سے گناہ کر بیٹھتے ہیں پھر جلد سے توبہ کر لیتے ہیں سو انکو

یَتُوْبُ اللّٰهُ عَلَیْهِمْ ؕ وَكَانَ اللّٰهُ عَلِیْمًا حَكِیْمًا ۝ وَلَیْسَتِ التَّوْبَةُ لِلَّذِیْنَ یَعْمَلُوْنَ السَّیِّاٰتِ ۚ حَتّٰۤی اِذَا حَضَرَ اَحَدَهُمُ الْمَوْتُ

اللہ معاف کر دیتا ہے۔ اور اللہ سب کچھ جانتا حکمت والا ہے۔ اور انکی توبہ نہیں کہ جو گناہ کئے چلے جاتے ہیں یہانتک کہ جب انمیں سے کسیکے سامنے موت آئی

قَالَ اِنِّیْ تُبْتُ الْـٰٔنَ وَلَا الَّذِیْنَ یَمُوْتُوْنَ وَهُمْ كُفَّارٌ ؕ اُولٰٓئِكَ اَعْتَدْنَا لَهُمْ عَذَابًا اَلِیْمًا ۝

تو کہنے لگا کہ میں اب توبہ کی اور نہ اونکی کچھ توبہ ہے جو کافر ہو کر مرتے ہیں۔ ان لوگوں کے لئے تو ہمنے عذاب الیم تیار کر رکھا ہے۔

## ترکیب

واللاتی التی کی جمع خلاف قیاس ہے بعض کہتے ہیں یہ لفظ جمع کیلئے وضع کیا گیا ہے مبتدا فاستشہدوا اسکی خبر گرچہ یہ امر ہے لیکن یہ بسبب معنے الذی کے فعل شرط کا حکم رکھتی ہے بعض کہتے ہیں خبر محذوف ہے تقدیرہ حکمہن فیما یتلی علیکم وہو فاستشہدوا الخ او یجعل عاطفۃ بعض کہتے ہیں بمعنی الی ان لہن یجعل سے متعلق ہے واللذان کو واللاتی پر قیاس کر لیجئی مبتدا و خبر ہونے میں انما التوبۃ مبتدا علی اللہ ثابت کے متعلق ہو کر خبر للذین الخ حال ضمیر ثابت سے جسکے متعلق علی ہے بعض کہتے ہیں للذین خبر علی اللہ شی مقدر سے حال ہے ولا الذین الخ معطوف ہے الذین یعملون السیات پر مبتدا خبر بھی ہو سکتے ہیں

## تفسیر

پہلے آیات میں عورتوں کے لئے میراث کا حکم دیا تھا جسکا عرب میں عموماً دستور نہ تھا یہ بات اونکے حق میں نہایت شفقت کی تھی اسکے ساتھ زنا وغیرہ مفاسد کا بھی حکم بیان کیا تاکہ برائی سے منع کر کے کامل شفقت ہو جاوے خصوصاً میراث کے بعد جبکہ عورت کے پاس مال ہو جاتا ہے اور نیز اوس کا سرپرست مرجاتا ہے یہ دونوں باتیں اُسکے نفس کو شتر بے مہار کر دیتی ہیں جس سے آزادگی اور اُس سے حرامکاری جو باعث فساد عالم ہے پیدا ہوتی ہے جیسا کہ ہم اب آزاد ملک کی عورتوں کو دیکھتے ہیں اسلئے ایسے موقع پر اس حکم کا بیان کرنا بھی نہایت مناسب تھا۔

(۱) والتی الخ الفاحشۃ مصدر ہے جیسا کہ العاقبۃ برے کام یا بری بات کو کہتے ہیں مگر اسجگہ مراد زنا ہے کیونکہ یہ قوت شہوانیہ کا بدنتیجہ ہے جو نہایت بد ہے جمہور کے نزدیک اسکے یہ معنی ہیں کہ جو عورتیں زنا کریں اور چار گواہ اونپر چشم دید گواہی دیدیں تو انکو گھر میں یہانتک مقید رکھیں کہ اونکا حکم نازل ہو جاوے یعنی اونکے لئے خدا کوئی طریقہ خلاصی کا نکالے۔ یہ حکم ابتداء اسلام میں تھا جب کسی عورت پر زنا کی شہادت گزر جاتی تھی تو اوسکو گھر میں مقید رکھتے تھے اسکے انتظار میں کہ انجام جو حکم اسکے حق میں نازل ہو اوسپر عمل کیا جاوے چنانچہ کچھ عرصہ کے بعد سورہ نور میں حکم نازل ہوا اور آنحضرت صلعم نے

اسکی تشریح فرمادی کہ اگر کورا یا کواری ایسا فعل کرے تو اوسپر سو درے مارنے چاہئین اور کبھی اسکی سات برس تک جلا وطنی بھی کی گئی ہے اور جو بیاہا ہوا مرد یا عورت جسکو محصن یا محصنہ کہتے ہین ایسا کرے تو اسکو سنگسار کرنا چاہئے چنانچہ یہہ بیان فرماکر آنحضرت نے فرمایا خذوا عنی خذوا عنی قد جعل اللہ لہن سبیلا رواہ مسلم تورات مین بھی زنا کی سزا قتل ہے۔ چار گواہ اسلئے مقرر کئے کہ یہہ بڑا نازک معاملہ ہے دو ایک کا جھوٹا بندہ لینا سہل ہے مگر چار قصہ گو جو جماعت کا حکم رکھتے ہین ایسی جھوٹی بات پر متفق ہونا عادتاً ناممکن ہے۔ اور نیز اسمین پردہ پوشی بھی ملحوظ ہے اسمین علاوہ سزا کے خاندان کی عزت بھی بچا لگتا ہے

(۲) واللذان اسسے مراد بھی جمہور کے نزدیک زنا ہے نزول مین تقدیم و تاخیر ہے اول اسلام مین صرف ایذا دینا ہی سزا مقرر تھی کہ انکو زبان سے برا بھلا کہو ملامت کرو فآذوھما سے یہی مراد ہے اگر باز آوین اور توبہ کرلین تو اسکا پیچھا چھوڑ دو چونکہ عرب اس گناہ کے عادی تھے اونکو بتدریج منع فرمایا پھر اوسکے بعد والتی ایت مقدمہ نازل ہوئی کہ جس بین قید کا حکم ہوا اسکے بعد سورہ نور مین سزا معین کردی بعضے کہتے ہین والتی سے مراد زنا ہے واللذان سے مراد لواطت ہے اور فآذوھما سے مراد تعزیر ہے اور یہی قول امام ابوحنیفہ کا ہے کہ اغلام کنے پر زنا کا حکم نہین اسکے لئے تعزیر ہے نہ حد امام شافعی کے نزدیک جو زنا کی سزا ہے وہی اغلام کی صرف یہہ فرق ہے کہ مفعول گرچہ محصن ہو اوسکو سنگسار نکیا جاویگا بعض کہتے ہین والتی سے مراد سحق ہے جسکو چپٹی کہتے ہین کہ عورت عورت سے بدفعلی کرتی ہے اور واللذان سے مراد اغلام ہے کہ جو مرد مرد سے کرتا ہے اول کی سزا قید ہے دوسرے کی تعزیر اور زنا کا حکم سورہ نور مین ہے۔

زنا اور اغلام اور سحق کی برائی ظاہر ہے کہ ان سے انتظام مین خلل ہوتا ہے جب عورت کیطرف متوجہ ہوگی تو اپنی شوہر کیطرف کم رغبت کریگی خواہ مخواہ خانہ داری مین فساد پیدا ہوگا اور اسیطرح جب مرد مرد سے حاجت روائی کریگا تو عورت اور دونکی طرف متوجہ ہوگی اور یہہ نسل سی محروم رہیگا عورتوں کو غیرونکی طرف متوجہ دیکھکر خاموش ہوگا اسکی جوانمردی جاتی رہیگی جسطرح کہ مفعول کو زنانہ پن عارض ہوتا ہے اور زنا مین بھی باہم اختلاط نسب اور تلوار چلنا کشت و خون ہوتا ہے اکثر مشاہدہ مین آیا ہے چونکہ یہہ فعل روح پر بھی تاریکی پیدا کرتا ہے اسلئے خدا نے انبیاء علیہم السلام کی معرفت اسکو حرام کیا اور اسپر سخت سزا دنیا مین مقرر کی اور آخرت مین روح کا معذب ہونا بیان فرمایا اسلام سا تپر فخر کرسکتا ہے کہ اسکی برکت سے جسطرح شرک کی بیخ کنی ہوئی اسیطرح زنا کا بھی دروازہ بند ہوگیا اور حجاب کی رسم جاری کردی جاہلیت کی بدولت جو کچھ آجکل مہذب قومون مین زنا کا زور شور ہے وہ انکے الحاد سے ہی ہے کہ نئی روشنی والونکی مزہ مین جو نکہ یہہ حکم شرعی خلل انداز ہے اسلئے وہ اسکو پسند نہین کرتے

(۳) جبکہ یہہ فرمایا کہ اگر وہ توبہ کرلین تو انسے تعرض نکرو تو یہان توبہ کے شرائط بیان کرنے بھی ضرور ہوئے انما التوبۃ علی اللہ یعنی جس توبہ کو خدا ضرور اپنے فضل سے قبول کرتا ہے وہ دو باتون پر مبنی ہے ایک یہہ کہ گناہ کو جہالت سے کرتا ہو اوسکو اوسکے گناہ ہونیکا علم نہو دوم یہہ کہ عن قریب یعنی موت سے اور اوسکے آثار سے پہلے توبہ کرلے یہہ نہین کہ سدا اوسپر ان دو شرطونکے ساتھ توبہ قبول کرنا اللہ پر واجب ہے درحقیقت اوسپر کوئی چیز واجب نہین وہ فاعل مختار ہے مگر اوسنے اپنے فضل سے وعدہ کرلیا ہے بعضے کہتے ہین علی اللہ کے معنی من اللہ ہین یعنی ان گمراہون کو کہ جنکی استعداد مین ہنوز کچھ فرق نہین آتا ہے خدا توفیق توبہ عطا فرماتا ہے۔ اب رہے وہ لوگ کہ جو عمداً گناہ کرتے ہین یعنی گناہ کو گناہ جانتے ہین اونکی توبہ بالاتفاق قبول ہے مگر وہ لوگ نسبت نادان کے زیادہ مجرم ہین اسلئے اونکی توبہ کا ضرور قبول کرنا نہین فرمایا نہ رد ہی کردیا ہے اور جہالت کے معنی یہہ بھی ہین کہ وہ حقیقت عذاب کو نہین جانتے سو وہ بھی ہمارے نزدیک ہمین اسکے بعد جنکی توبہ قبول نہین اونکا ذکر کرتا ہے ولیست التوبۃ یعنی دو شخصونکی توبہ قبول نہین ایک وہ مومن کہ اوسکو علامات موت دکھائی دے جاوین اور اس عالم کا پردہ اسسے اٹھ جاوے تب اسکی توبہ قبول نہین دوم کافر اگر ایسے وقت مین کفر سے توبہ کرکے ایمان لاوے تو اسکی بھی توبہ قبول نہین اسکو ایمان باس کہتے ہین۔ گرچہ اسکی جناب عالی ہے وہ عذر آور دونکو نہین نکالتا سنو بار گر توبہ بتوڑ کر توبہ کرے پھر بھی اوسکو معاف کرتا ہے جیسا احادیث صحیحہ مین وارد ہے مگر یہہ جب تک ہے کہ بندہ پر وہ عالم منکشف نہین پھر جو منکشف ہوگیا تو گویا عدالت مین حاضر کیا گیا اب عذر کا زمانہ نہین اب اسکو سزا ہوگی پہلے عذر کرتا تو مضائقہ نہ تھا

يَاأَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا يَحِلُّ لَكُمْ أَنْ تَرِثُوا النِّسَاءَ كَرْهًا ۖ وَلَا تَعْضُلُوهُنَّ لِتَذْهَبُوا بِبَعْضِ مَا آتَيْتُمُوهُنَّ إِلَّا أَنْ يَأْتِينَ

اے ایمان والو تمکو یہہ حلال نہین کہ تم زبردستی سے عورتونکے وارث بنجاؤ۔ اور نہ انکو اسلئے روک رکھو کہ جو انکو دے چکو ہو اسمین سے کچھ لو ہان اگر وہ کھلم کھلا

بِفَاحِشَةٍ مُبَيِّنَةٍ ۚ وَعَاشِرُوهُنَّ بِالْمَعْرُوفِ ۚ فَإِنْ كَرِهْتُمُوهُنَّ فَعَسَىٰ أَنْ تَكْرَهُوا شَيْئًا وَيَجْعَلَ اللَّهُ فِيهِ خَيْرًا كَثِيرًا ۝

بدکاری کرین (تو ایذا دینا مضائقہ نہین) اور گزران کرو انسے اچھی طرح سے۔ پھر اگر وہ تمکو نہ بھاوین تو ہوسکتا ہے تمکو بعض چیزین ناپسند ہوتی ہین اور اسمین تمہارے لئے اللہ بڑی بہتری کردیتا ہے

وَإِنْ أَرَدْتُمُ اسْتِبْدَالَ زَوْجٍ مَكَانَ زَوْجٍ وَآتَيْتُمْ إِحْدَاهُنَّ قِنْطَارًا فَلَا تَأْخُذُوا مِنْهُ شَيْئًا ۚ أَتَأْخُذُونَهُ بُهْتَانًا

اور اگر ایک بیوی کیجگہہ اور بیوی بدلنا چاہو اور اسکو بہت سا مال دیچکے ہو تو پھر اوسمین سے کچھ بھی واپس نہ لو کیا بہتان باندھکر

وَإِثْمًا مُبِينًا ۝ وَكَيْفَ تَأْخُذُونَهُ وَقَدْ أَفْضَىٰ بَعْضُكُمْ إِلَىٰ بَعْضٍ وَأَخَذْنَ مِنْكُمْ مِيثَاقًا غَلِيظًا ۝

اور صریح گناہ سے اوسکو لوگے؟ اور تم اوسکو کسطرح سے لینا چاہتے ہو حالانکہ ایک دوسرے سے خلوت کرچکا ہے اور وہ تمسے سخت عہد لے چکے ہین

## ترکیب

ان ترثوا تاویل مصدر فاعل لایحل اور کرہا مصدر ہے حال ہے مفعول ہے بالفتح والضم پڑہا جاتا ہے لتذہبوا کا لام متعلق ہے تعضلوہن سے الا ان یاتین استثنا منقطع ہے

## تفسیر

توبہ کا وقت بیان کرکے پھر عورتونکے متعلق احکام بیان فرماتا ہے۔ ایام جاہلیت مین عرب طرح طرح سے عورتونکو تکلیف دیتے تہے انکو اللہ تعالیٰ ان آیات مین منع فرماتا ہے

**اول** لایحل لکم عرب مین پہلے دستور تہا جبکہ کوئی شخص بیوی چہوڑکر مرتا تہا تو اوسکا بیٹا جو دوسری بیوی سے ہوتا تہا یا کوئی اور وارث اگر اوس بیوہ پر کپڑا ڈالدیتا تہا اور یہہ کہتا تہا کہ جسطرح مین میت کے مال کا وارث ہون اسیطرح اوسکی بیوی کا بہی ہوگیا بعد ازان بغیر مہر خود نکاح کرلیتا تہا یا اورسے نکاح کرکے اوس کا مہر آپ لیلیتا تہا یہہ بات عورت پر اوسکی خودمختاری کے لحاظ سے نہایت شاق تہی اسلئے اسکو حرام فرمایا۔ اور یہہ بہی ہوتا تہا کہ بیوہ مالدار کو نکاح سے منع کردیتے تہے جب وہ مرتی تو اوسکے آپ بردستی وارث بنجاتے تہے سو یہہ بہی اس آیت سے حرام ہوا **دوم** لاتعضلوہن الایہ عضل کے معنی منع کے ہین اور اسلئے مانع صحت مرض کو داء عضال کہتے ہین عرب مین یہہ بہی خراب دستور تہا کہ جب کسی عورت سے دل نفرت کرجاتا تہا اور اسکو مہر دے چکے تہے تو اس سے نہایت بدخلقی سے پیش آتے تہے تاکہ یہہ مجبور ہوکر مہر اور جو کچہہ خود طلاق طلاق سے سو انکو اس آیت مین منع فرمایا کہ اسلئے انکو مت بند کرکے رکہو کہ جو کچہہ انکو مہر دیا ہے واپس لو اور بعض طلاق دیکر بہی روک رکہتے تہے اور اسسے نکاح نہ کرسکتے تہے مہر واپس لینے کیلئے سو یہہ بہی منع ہے فرماتا ہے ایسا فعل بجز اس صورت کے کہ عورت کا قصور سبونہ عام خانہ داری کا قصور بلکہ فاحشہ مبینہ یعنی جسمین زنا چار گواہون سے ثابت ہوجاوے تب اوسکو مجبور کرکے مہر واپس لینا کچہہ مضائقہ نہین بلکہ ایسے وقت مین بعض علماء کے نزدیک مہر دینا واجب نہین رہتا اسکے بعد فرماتا ہے بیویونکی ساتہہ عمدہ طور سے انصاف اور محبت سے گزران کرو اور جو اسکی صورت شکل یا کسی بات سے نفرت ہو تو اس نفرت کو دل مین چہپاکر دیگر خانہ بربادی نکرو انجام ہر چیز کا خدا کو معلوم ہے شاید اس نفرتی اور مکروہ عورت مین تمہارے لئے کوئی عمدہ فائدہ ہو خدا اس سے اولاد صالح پیدا کردیوے اسکے اخلاق خانہ داری کی بابت عمدہ ہون اور خیرخواہی اور معیشت مین آسانی کے باعث ہون نئی بیوی جسکو تم پسند کرتے ہو اوسمین کیا قباحتین نکلین سو ہم ان تمام نصیحت کے بعد بہی اگر انسان دوسری بیوی کرنے اور پہلے کے چہوڑنے پر بعض وجوہات ضرورت سے مجبور ہو تو اسکے لئے فرماتا ہے کہ جو کچہہ تمنے مہر مین دیا ہے خواہ خزانہ ہی کیون نہو اوسکو ہرگز واپس نہ لو اور کیونکر لے سکتے ہو تمنے اوسسے خلوت اور صحبت کرلی ہے جس سے مہر کامل واجب ہوجاتا ہے اور علاوہ اسکے بوقت نکاح تم نے انکو وفاداری کا اقرار دیا ہے جو نفس نکاح سے سمجہا جاتا ہے عرب مین ایسی حالت مین عورت پر بہتان لگادیتے تہے تاکہ وہ مہر سے محروم رہے اسکو منع فرماتا ہے کہ کیا تم بہتان باندہکر مہر کہنا چاہتے ہو یعنے ایسا نکرو

ع ۳

وَلَا تَنْكِحُوْا مَا نَكَحَ اٰبَآؤُكُمْ مِّنَ النِّسَآءِ اِلَّا مَا قَدْ سَلَفَ ؕ اِنَّهٗ كَانَ فَاحِشَةً وَّمَقْتًا ؕ وَسَآءَ سَبِيْلًا ۝ حُرِّمَتْ عَلَيْكُمْ

اور جن عورتوں سے تمہارے باپ نے نکاح کیا ہو تم اونسے نکاح نہ کرو مگر جو کچھ گزر چکا (سو گزر چکا) کیونکہ یہ بیحیائی اور گناہ کی بات اور بہت برا طریقہ ہے حرام کی گئیں تم پر

اُمَّهٰتُكُمْ وَبَنٰتُكُمْ وَاَخَوٰتُكُمْ وَعَمّٰتُكُمْ وَخٰلٰتُكُمْ وَبَنٰتُ الْاَخِ وَبَنٰتُ الْاُخْتِ وَاُمَّهٰتُكُمُ الّٰتِيْٓ اَرْضَعْنَكُمْ وَاَخَوٰتُكُمْ

تمہاری مائیں اور تمہاری بیٹیاں اور بہنیں اور پھوپھیاں اور خالائیں اور بھتیجیں اور بھانجیں اور تمہاری وہ مائیں بھی کہ جنہوں نے دودھ پلایا اور

مِّنَ الرَّضَاعَةِ وَاُمَّهٰتُ نِسَآئِكُمْ وَرَبَآئِبُكُمُ الّٰتِيْ فِيْ حُجُوْرِكُمْ مِّنْ نِّسَآئِكُمُ الّٰتِيْ دَخَلْتُمْ بِهِنَّ ۫ فَاِنْ لَّمْ تَكُوْنُوْا دَخَلْتُمْ

دودھ کی بہنیں اور تمہاری ساسیں اور تمہاری ان بی بیوں کی کہ جن سے تم نے صحبت کی ہے وہ بیٹیاں جو تمہاری پرورش میں ہیں پھر اگر تم نے ان بیویوں سے

بِهِنَّ فَلَا جُنَاحَ عَلَيْكُمْ ۪ وَحَلَآئِلُ اَبْنَآئِكُمُ الَّذِيْنَ مِنْ اَصْلَابِكُمْ ۙ وَاَنْ تَجْمَعُوْا بَيْنَ الْاُخْتَيْنِ اِلَّا مَا قَدْ سَلَفَ ؕ

صحبت نہیں کی تو (انکی لڑکیوں سے نکاح کرنے میں) تم پر کچھ گناہ نہیں اور حرام ہیں تم پر تمہارے ان بیٹوں کی بیویاں جو تمہاری پشت سے ہیں اور حرام ہے دو بہنوں کا جمع کرنا مگر جو کچھ کہ ہو چکا

اِنَّ اللّٰهَ كَانَ غَفُوْرًا رَّحِيْمًا ۝ وَالْمُحْصَنٰتُ مِنَ النِّسَآءِ اِلَّا مَا مَلَكَتْ اَيْمَانُكُمْ ۚ كِتٰبَ اللّٰهِ عَلَيْكُمْ ۚ وَاُحِلَّ لَكُمْ مَّا وَرَآءَ

بیشک اللہ غفور رحیم ہے۔ اور حرام ہیں تم پر شوہر دار عورتیں مگر وہ جو تمہارے قبضہ میں آجاویں یہ نوشتہ ہے خدا کا تمہارے لئے۔ اور انکے سوا سب عورتیں تمہارے لئے حلال

ذٰلِكُمْ اَنْ تَبْتَغُوْا بِاَمْوَالِكُمْ مُّحْصِنِيْنَ غَيْرَ مُسٰفِحِيْنَ ؕ فَمَا اسْتَمْتَعْتُمْ بِهٖ مِنْهُنَّ فَاٰتُوْهُنَّ اُجُوْرَهُنَّ فَرِيْضَةً ؕ وَلَا جُنَاحَ

ہیں کہ تم مال سے بیوی بنانیکی غرض سے نہ مستی نکالنے کیلئے پھر جس چیز کے بدلہ میں تم نے انسے فایدہ اٹھایا ہے تو اونکو انکے حق مقرر شدہ دیدو۔ اور مقرر کرنیکے بعد

عَلَيْكُمْ فِيْمَا تَرٰضَيْتُمْ بِهٖ مِنْۢ بَعْدِ الْفَرِيْضَةِ ؕ اِنَّ اللّٰهَ كَانَ عَلِيْمًا حَكِيْمًا ۝

کسی مقدار پر رضامند ہو جانا تمہارے لئے گناہ نہیں بیشک اللہ علیم حکیم ہے

## ترکیب

مانکح ما بمعنے من والعائد محذوف ای من نکحہ آباؤکم الا ماستثناء منقطع ہے حرمت فعل مجہول امہاتکم الخ مفعول مالم یسم فاعلہ من الرضاعۃ حال ہے اخوات سے التی صفت ہے من نسائکم کی دان تجمعوا الخ بتاویل مصدر معطوف ہے امہاتکم پر والمحصنات بھی امہاتکم پر معطوف ہے الا ما ملکت استثناء متصل ہے والمعنی حرمت علیکم ذوات الازواج الا السبایا من المحصنات کتاب اللہ مفعول مطلق ہے کسلئے کہ حرمت بمعنی کتبت اجل فعل مجہول ماوراء ما بمعنی من اے احل لکم غیر المذکورات من النساء بشرطان بان الخ محصنین حال ہے فاعل تبتغوا سے فما بمعنی الذی شرط جوابہ فاتوہن یا کہو شرط نہیں مبتدا اور فاتوہن خبر

## تفسیر

پہلے فرمایا تھا عورتوں کے زبردستی وارث نہو جایا کرو یہاں اوسمیں سے ایک قسم کو اور بھی صراحۃً منع فرماتا ہے جسمیں بیجائی تھی وہ یہ کہ عرب میں دستور تھا بڑا بیٹا اپنے باپ کی بیویوں کو گھر میں ڈالا کرتا تھا سو اس سے خدا نے ولا تنکحوا فرما کر منع کر دیا اور فرمایا الا ما قد سلف کہ جو ایام جاہلیت میں ہو چکا وہ معاف ہے

ف نکاح کے معنی لغت میں عورت سے صحبت کرنیکے ہیں اور اسکا اطلاق ایجاب قبول عقد شرعی پر بھی ہوتا ہے اول معنی کے لحاظ سے امام ابو حنیفہ رح فرماتے ہیں کہ آیت کے معنی یہ ہوئے جس سے تمہارے باپ نے مباشرت کی ہو یا علی سبیل عموم مجاز نکاح یا وطی کی ہو خواہ وہ وطی حلال طور سے ہو یا زنا سے اوس سے تم نکاح نکرو۔ پس جس نے کسی عورت سے زنا کیا جیسا کہ رنڈیوں سے اس زمانہ میں لوگ کرتے ہیں تو بیٹے کو اوس باپ کی رنڈی سے نکاح کرنا اس آیت سے

ممنوع ہے اسیطرح جس عورت سے زنا کیا اوسکی بیٹی سے بھی اسکو نکاح درست نہیں اسکی تحقیق اگے آتی ہے امام شافعی کہتے ہین نکاح سے مراد عقد شرعی ہے پس جس سے باپ نے عقد شرعی کیا ہے خواہ صحبت کی ہو یا نہ کی ہو اوس عورت سے بیٹے کو نکاح منع ہے اور جس سے عقد شرعی نہین کیا بلکہ حرام کیا اوس سے بیٹے کو نکاح کرنیکی ممانعت ثابت نہین ہوتی امام ابوحنیفہ کیطرف سے ابوبکر رازی نے اور امام شافعی کیطرف سے فخر رازی نے بہت کچھ دلائل بیان کئے ہین جنکے ذکر کی یہان گنجایش نہین پھر جبکہ باپ کی بیوی سے نکاح کرنا حرام کیا تو مناسب تھا کہ جسقدر عورتین حرام ہین اونکا بھی اسکے ساتھ بیان کیا جاوے اسلئے فرمایا حرمت علیکم امہاتکم اسجگہ خدا تعالےٰ نے چودہ عورتونسے نکاح کرنا حرام قرار دیا سات تو انمین سے نسب کی جہت سے ہین ماں بیٹی بہن پھوپی خالہ بھتیجی بھانجی اور سات بغیر نسب کے ہین دودہ کی ماں دودہ شریک بہن ساس بیوی کی بیٹی بشرطیکہ اوس سے صحبت کی ہو بیٹے کی بیوی باپ کی بیوی جو ابھی مذکور ہوئی بیوی کے روبرو اسکی بہن یعنی سالی سے نکاح کرنا

اب ہم اسمقام پر دو بحث کرتے ہین بحث اول مین الفاظ کے معانی اور انمین ائمہ کا اختلاف اور دوسرے مین ان عورتونکے حرام ہونیکی وجہ بیان کرتے ہین

بحث اول

(بحث اول) امہاتکم امہات ام کی جمع ہے یہہ لفظ اصل مین امہ تھا ہا مفرد مین کثرت استعمال سے ساقط ہو گئی اسکے معنی ہندی مین ماں کی ہین گرچہ لغت مین اسکا اطلاق حقیقی ماں پر ہوتا ہے مگر عرف شرع مین خواہ بطور عموم مجاز یا بالاشتراک ہو وہ عورت مراد ہے کہ جسکی طرف انسان کا نسب منتہی ہو خواہ ماں کیطرف سے خواہ باپ کیطرف سے جیسا کہ نانی پرنانی دادی پردادی بنا تکم جمع بنت ہے جسکے معنی بیٹی کے ہین اسمین بھی ہر وہ عورت شریک ہے کہ جسکا انساب انسان کیطرف خواہ بواسطہ یا بغیر واسطہ منتہی ہو جیسا کہ بیٹی ہا پوتی یا نواسی سب بنات مین داخل ہین اوسی طریق سے جو مذکور ہوا ف جو بیٹی زنا سے پیدا ہوا امام ابوحنیفہ اوسکو بھی حرام کہتے ہین کیونکہ بیٹی ہے امام شافعی کہتے ہین یہہ بیٹی نہین دلائل فریقین کی کتابون مین مذکور ہین اخوات یعنی بہنین سہ عینی اور علاتی اور اخیافی سب بہنین شریک ہین عمات پھوپھیان جس شخص کیطرف انسان کا نسب منتہی ہو اسکی بہنین بھی عمات مین داخل ہین مثلاً دادا کی بہن خالات خالائین جس عورت کیطرف انسان کا نسب منتہی ہو اوسکی بہن خالہ ہے خواہ ماں کی بہن عام ہو کہ عینی ہو یا علاتی یا اخیافی یا نانی پرنانی کی بہن بنات الاخ بھتیجیان خواہ عینی بھائی کی بیٹی یا علاتی کی یا اخیافی کی اسیطرح بنات الاخت بھانجیون کو قیاس کر لیجئے۔ یہہ وہ عورتین ہین کہ جن سے کبھی اور کسی وجہ سے نکاح درست نہین انکو محرمات ابدیہ کہتے ہین وامہاتکم التی ارضعنکم جسنے اسکو لڑکپن مین دودہ پلایا وہ بھی ماں ہے۔ اور پھر اس ماں کی ماں اور نانی دادی بھی بحکم جماع ماں شمار ہوتی ہین۔ رضاع دودہ پلانا گرچہ قرانمین اسکی کوئی مدت معین نہین کہ کس زمانہ تک پلانا ماں بنا دیتا ہے اور کسقدر پلانے سے ماں ہو جاتی ہے؟ مقدار کے بارہ مین امام ابوحنیفہ نص قرانی کو مطلق قرار دیکر ایک گھونٹ دودہ کو بھی جو پیٹ کو شکم مین اتر جاوے باعث حرمت نکاح فرماتے ہین اور امام شافعی نص کو احادیث سے خاص کر کے اقل مرتبہ پانچ گھونٹ سے رضاع ثابت کرتے ہین اور اس سے کم کو معدوم سمجھتے ہین۔ اور زمانہ کے بارہ مین سب ائمہ آیت مین قید لگاتے ہین امام ابوحنیفہ کہتے ہین ڈھائی برس کی عمر کے اندر اگر بچہ کسیکا دودہ پیگا تو رضاعت ثابت ہو گی امام شافعی اور صاحبین کے نزدیک دو برس کی مدت معتبر ہے۔ دلائل فریقین کسیقدر پہلے گزر چکے۔ پھر مدت رضاع کے بعد دودہ پینے سے کوئی عورت حرام نہین ہو گی واخواتکم من الرضاعۃ دودہ شریک بہنین۔ رضاع کیوجہ سے قرآن مین صرف رضاعی ماں اور رضاعی بہنونکی حرمت بیان کر کے اسطرف اشارہ کر دیا کہ رضاعت بمنزلہ نسب کے ہے اور پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم نے اس بات کو اور بھی کھولدیا کہ یحرم من الرضاع ما یحرم من النسب رواہ البخاری ومسلم عن ابن عباس کہ جو عورتین نسب کیوجہ سے حرام ہین وہ رضاع کیوجہ سے بھی حرام ہین مرضعہ کی ماں اور بیٹی اور اسکی بہنین اور پھوپھیان اور خالائین بھتیجیان اور بھانجیان الغرض رضاع بمنزلہ نسب کے ہے مگر چند صورتین مخصوص ہین اسلئے ہم یہان قاعدہ کلیہ یہ بیان کر دیتے ہین کہ کسی شخص نے ایک شیر مین تمام مسائل جمع کر دیئے ہین از جانب شیر دودہ بہنیں شوہر دادا نانا جانب شیر خوار نہ دادا نانا دودھ

ف

جو زنا سے پیدا ہوا اسکا متعلق بحث

ف

مدت رضاع

وامہات نسائکم بیویونکی مائین۔ اسمین بحکم اجماع بیویونکی نانی دادی جنکی طرف کہ اسکا نسب منتہی ہو خواہ باپ کیطرف سے خواہ ماں کیطرف سب شریک ہین ف۱ جمہور کا یہہ مذہب ہے کہ جس عورت سے نکاح کرلیا خواہ ہنوز اس سے صحبت نکی ہو صرف نکاح کرنیسے اس عورت کی ماں سے نکاح حرام موبد ہوجاویگا البتہ بیوی کی دوسرے خاوند کی بیٹی جب حرام ہوگی کہ جب اس ہی سے صحبت ہی کریگا ورنہ محض نکاح سے نہین اگر یہہ اس بیوی کو طلاق دیکر اوسکے پہلے خاوند کی بیٹی سے نکاح کرے تو اسصورت مین کرسکتا ہے کیونکہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ جو شخص کسی عورت سے نکاح کرے اب اسکی ماں سے نکاح حرام ہے خواہ صحبت کی ہو یا نہ کی ہو اور جو کسی لڑکی کی ماں سے نکاح کیا اور ہنوز صحبت نہین کی تو طلاق دیکر اوس چاہے تو نکاح کرلے اخرجہ عبدالرزاق وعبد بن حمید وابن جریر وابن المنذر والبیہقی فی سننہ مگر چند صحابہ و تابعین جیسے کہ حضرت علی اور زید وابن عمر وزبیر وجابر دونون مین صحبت کی قید لگاتے ہین کہ ساس ہی جب بنتی ہے کہ جب نکاح کرکے اوسکی بیٹی سے صحبت کریگا کیونکہ دونون حکمونکو بعد قرآن مین دخلتم ہین یعنی صحبت کی قید موجود ہے اور جدہ مذکور ہین کلام ہے ف۲ علماء کا اس مسئلہ مین اختلاف ہے کہ اگر کسی عورت سے زنا کیا تو کیا اس سے اوسکی ماں ساس ہوسکتی ہے؟ جمہور کے نزدیک نہوگی بلکہ اوسکی ماں سے یا اوسکی بیٹی سے نکاح کریگا تو جائز ہوگا کیونکہ امہات نساء مین داخل نہین اور نیز دارقطنی نے عائشہ سے روایت کی ہے کہ کسی نے ایک عورت سے زنا کرلیا تھا پھر اوسنے اوسکی ماں یا بیٹی سے نکاح کرنا چاہا تو آنحضرت صلعم سے پوچھا آپنے فرمایا کہ حرام سے کوئی حلال حرام نہین ہوسکتا۔ مگر امام ابوحنیفہ اور سفیان ثوری اور احمد واسحاق وعطا وحسن وشعبی کہتے ہین ساس ہوجاویگی بلکہ اگر شہوت سے ہاتھ لگایا یا ستر خاص کو بنظر شہوت دیکھا تب ہی اس عورت کی ماں ساس ہوجاویگی اور یہ عورت بمنزلہ بیوی کے قرار پاکر اسکی بیٹی ربیبہ ہوجاویگی بعض کہتے ہین اگر کسی لڑکے نے غلام کریگا تو اوسکی ماں سے نکاح کرنا ساس سے کرحرام ہوجاویگا وفیہ نظر۔ وربائبکم جمع ربیبہ یعنی عورت کی پہلے خاوند سے بیٹی اور چونکہ ایسی لڑکیان اپنی ماں کے ساتھ رہتے ہین اور نئے باپ کے ہان پرورش پاتی ہین اسلئے فی حجورکم کی قید واقعی پڑھائی جسکو بعض ناسمجھ یا بدین بیفائدہ کہکر قرآن پر اعتراض کرتے ہین حجورکم جمع حجر بالکسر والضم جسکے معنی گود اور پرورش کے ہین یہہ لڑکیان ہی جب حرام ہوتی ہین جب انکی ماں نے نکاح کرکے صحبت کا اتفاق ہوا ہے کہ اس لڑکی نے اس شخص کے ہان پرورش پائی ہو کسی اور شہر مین نہو مگر بعض نے اسصورت مین خصوص علی منقول کیا ہے کہ ایسی لڑکی سے نکاح درست ہے کیونکہ قید پرورش مین ہونیکی ہے اور جب یہہ اور شہر مین ہی تو پرورش پانا نہ پایا گیا جمہور اسکے برخلاف ہین اور قید کو حترازی نہین کہتے اور اگر صحبت کا اتفاق نہوا ہو تو بالاتفاق اس لڑکی سے نکاح درست ہے۔ وحلائل ابنائکم صلبی بیٹے کی بیوی اسمین پوتا بھی شریک ہے خواہ بیٹے نے نکاح کرکے صحبت کی ہو یا نہین حلائل جمع حلیلہ بروزن فعیلہ بمعنی مفعول یعنی حلال کی گئی چونکہ بیوی حلال ہوتی ہے اسلئے اسکو حلیلہ کہتے ہین صلابکم کے قید سے منہ بولے بیٹے کی بیوی نکل گئی کیونکہ اوسسے نکاح حرام نہین وان تجمعوا دو بہنون کا نکاح مین جمع کرنا حرام ہے اسمین بحکم حدیث عورت کی خالہ اور پھوپھی بھی شریک ہے یعنی جسطرح دو بہنون سے نکاح حرام ہے اسیطرح پھوپھی بھتیجی اور خالہ بھانجی سے بھی بلکہ ہر ذی رحم محرم سے مگر ملک یمین مین جمع کرنا منع نہین یعنی دو بہنون کو جو لونڈیان ہون ایکساتھ خریدنا مضایقہ نہین مگر دونونسے صحبت نکرے۔ ان سب اقسام کو بعد پندرہوین ایک اور قسم عورتونکی حرم ہوتا ہے

والمحصنات من النساء احصان لغت مین منع کرنیکو کہتے ہین چونکہ قلعہ غیر کو آنیسے منع کرتا ہے اسلئے اسکو حصن کہتے ہین اور اسلئے شہر پناہ والے شہر کو مدینہ حصینۃ بولتے ہین حصان بالکسر گھوڑا جو مالک کو قبضہ دشمن سے روکتا ہے حصان بالفتح پارسا عورت کو کہتے ہین جو اپنے ستر کو بدکاری سے روکتی ہے۔ قرآن مین لفظ حصان چند معنی کیلئے بولا گیا ہے (۱) حر یعنی آزاد مرد عورت پر جو کسیکا غلام نہو والذین یرمون المحصنات ای الحرائر (۲) پارسا پر محصنات غیر مسافحات (۳) خاوند والی عورت پر والمحصنات من النساء اسصورتمین جمہور کے نزدیک آیت کے یہہ معنی ہوئے کہ تمپر شوہردار عورتین بھی حرام ہین الا ما ملکت ایمانکم مگر وہ شوہردار جو جہاد مین مقید ہوکر آوین اور اُنکے شوہر ساتھ نہون (جیسا کہ ابوحنیفہ کہتے ہین) یا ہون (امام شافعی) تب یہہ عورتین جو لونڈیان ہوکر آئی ہین جنکو ہاتھ کا مال کہا ہے مالکون کیلئے حلال ہین

ایک حیض آنیکے بعد کسلئے کہ کفر کا نکاح ایسے موقع مین معتبر نہو گا اور اس اسیری کا اثر بمنزلہ طلاق کے بلکہ اس سے بھی زیادہ واقع ہو گا - اور ابو العالیہ اور عبیدہ سلمانی اور طاؤس اور سعید بن جبیر اور عطا اور حضرت عمر کے نزدیک اس آیت کے یہہ معنی ہین کہ تمپر محصنات یعنی پارسا عورتین حرام ہین مگر جنکی عصمت بسبب نکاح یا ملک کے تمہارے قبضہ مین آجاوے وہ حلال ہین -

اُن عورتون کو بیان فرما کر جنسے نکاح حرام ہے فرماتا ہے واحل لکم ما وراء ذلکم کہ انکے سوا اور عورتین تمپر حلال ہین مگر نہ مطلقاً کہ جس عورت سے ان عورتونکے علاوہ جو چاہا کر لیا جاوے جیسا کہ اجنبی عورتون سے زنا کر لیا جاتا ہے بلکہ چند شرطین ہین جنکے مجموعہ سے عرف مین نکاح ثابت ہو جاتا ہے اول ان تبتغوا باموالکم یعنی اپنے مال صرف کر کے انکو حاصل کرو - گرچہ ہر قوم مین شادی کیوقت مال صرف کرنا بالخصوص شائستہ ملکون کا قدیم دستور ہے کہین نکاح سے پیشتر کچھ ہدیہ جسکو چڑھاوا کہتے ہین بھیجا جاتا ہے اور منگنی کے وقت مین بھی گہنا کپڑا برتن وغیرہ حسب دستور بھیجے جاتے ہین تاکہ شوہر کی خواہش اور بیوی کا اعزاز ثابت ہو اور لوگون مین یہہ بات شہرت پا جاوے آشنائی اور خفیہ سازش نہ پائی جاوے تاکہ کل اسکی اولاد کو عار و ننگ اور بیوی کے کنبہ کو ذلت کا باعث نہو اور پھر اُسکے کنبے مین محض اجنبیت نہ پائی جائے جو تمدن کے بارہ مین زہر ہے خصوصاً عرب مین یہ دستور تہا کہ بروقت نکاح عورت کی خوشی اور عزت کیلئے اُسکو کچھ نقد دیا جاتا تہا جسکو مہر کہتے ہین - اقل مرتبہ اس مہر کا امام ابو حنیفہ کے نزدیک دس درہم ہونے چاہئین جو تخمیناً ساڑہے تین یا پونے چار روپیہ چہرہ شاہی ہوتے ہین کیونکہ ابتغاء بامواں فرمایا ہے اور اس سے کم مقدار کو ایسے موقع مین مال صرف کرنا نہین کہتے اور اسلئے چور کے ہاتھ کاٹنے مین بھی مال کی چوری پر کٹنا دس درہم معتبر ہین امام شافعی کے نزدیک اقل مرتبہ کی کوئی حد نہین خواہ ایک پیسا ہو یا کچھ اور ہو بلکہ آحادیث مین بغیر مہر بعض عورتون کا مہر بتعلیم قرآن ہی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کیا تہا دوم محصنین کہ اس سے مقصود ان عورتون کو پابند کرنا اور اپنی پاکدامنی مقصود ہو غیر مسافحین نہ شہوت رانی مطلوب ہو سو یہہ بات ایجاب وقبول گواہونکے روبرو واقع ہونیسے ہوتی ہے اور اسکو عرف شرع مین نکاح کہتے ہین خلاصہ یہہ کہ محرمات کے علاوہ اور عورتین نکاح کرنیسے حلال ہین ورنہ وہ حرام ہین کسلئے والمحصنٰت کا عطف امہات پر ہے اے وحرمت علیکم المحصنات

چونکہ مہر بسا اوقات وقت پر نقد نہین دیا جاتا تہا بلکہ ذمہ پر واجب کر لیا جاتا تھا اور اسکو کچھ عرف واجب الادا خیال کرتے نہ تہے اسلئے اسکے بعد یہہ بھی فرمادیا فما استمتعتم بہ منہن فاٰتوہن اجورہن استمتاع لغت مین نفع حاصل کرنا اور جس چیز سے نفع حاصل کیا جاتا ہے اوسکو متاع کہتے ہین پھر آیت کے معنی حسن اور مجاہد وغیرہما کے نزدیک یہہ ہین کہ جس چیز پر تمنی ان عورتونسے نفع حاصل کیا ہے جماع اور عقد نکاح کر کے تو اس چیز کو کہ جو انکا مہر ہے دیدو اجور اجر کی جمع ہے اور مہر چونکہ عورتونکے منافع کا بدل ہے اسلئے اسکو اجر کہدیا اور کئی جگہہ قرآن مین اجر بمعنی مہر آیا ہے از انجملہ یہہ آیت ہے لا جناح علیکم ان طلقتموہن ما لم تمسوہن او تفرضوا لہن فریضۃ اجورہن اس ترکیب مین خبر مین عائد محذوف مانا جاویگا - اور یون بھی معنی ہو سکتے ہین کہ ما بمعنی من لیجاوین یعنی جن عورتونسے تمتع نفع بطریق جماع عقد نکاح حاصل کیا ہے اونکے مہر اونکو دیدو - مگر جمہور کے نزدیک یہان بھی نکاح مراد ہے اسکو اسلئے بیان کیا ہے کہ جب عورت سے نکاح کر کے صحبت کر لی تو نفع اٹہا لیا اونکا پورا مہر واجب ہو گیا

اور علماء کا ایک گروہ یہہ کہتا ہے کہ پہلی آیتون مین نکاح مراد تہا اس آیت مین نکاح متعہ مراد ہے جو ابتداء اسلام مین کسی ضرورت سے جائز ہوگیا تہا پہر اوسکو شریعت نے حرام کردیا اور قراءت اُبیّ بن کعب و ابن عباس و سعید بن جُبیر کہ جسمین الی اجل مسمی آیا ہے اسکو مؤید ہے۔ متعہ ایک قسم کا نکاح ہے جسمین مرد عورت کو کسی مقدار معین مال سے ایک مدت معین تک اپنے پاس رکہے۔ اور ایجاب و قبول اوسمین بہی شرط ہے پہر اسکو رنڈی بازی کہنا فضول ہے۔ جمہور امت کا اسپر اتفاق ہے کہ یہہ نکاح فتح خیبر اور فتح مکہ مین جائز ہوا تہا پہر اسکو نبی علیہ السلام نے ابد آحرام کردیا جیسا کہ حضرت علیؓ سے منقول ہے کہ آنحضرت نے خیبر کے روز گدہونکے گوشت اور نکاح متعہ سے منع کردیا یہہ حدیث صحیح بخاری اور صحیح مسلم مین ہے اور یہی احادیث اس قسم کی وارد ہین علاوہ اسکے جبکہ یہہ آیت نازل ہوئی والذین لفروجہم حافظون الا علی ازواجہم او ما ملکت ایمانہم کہ سوا بیوی اور لونڈیکے اور کوئی عورت درست نہین۔ تو پہر اسکے منسوخ ہونے مین کیا کلام ہے؟ کسلئے کہ متاعی عورت نہ بیوی ہے کسلئے کہ بیوی کو میراث ہے اسکو نہین اور لونڈی ہے اور بعض علماء متعہ کو بدستور جائز کہتے ہین جیسا کہ صحابہ مین سے ابن عباسؓ اور عمران بن حُصینؓ کہتے ہین کہ یہہ عورت بہی بیوی ہے مگر اسکے لئے چند روزہ ہونیکی وجہ سے میراث نہین۔ مگر ابن عباس اسکو حالت اضطرار مین جائز کہتے ہے اور پہر اخیر مین جو رجوع کرلیا اور اوس نبی کے بہی دلائل ہین مگر وہ نہایت کمزور ہین جنکو علماء اسلام نے توڑ پہوڑ دیا ہے اور فرقہ شیعہ بہی اسکے جواز کا قائل ہے اور حضرت علیؓ سے اسکا جواز منقول کرتے ہین ہین اس اختلافی مسئلہ مین حق بجانب گروہ اول ہے۔

(بحث دوسری) یہہ عورتین جو شریعت نے حرام کی ہین وہ ہین کہ جنکی حرمت سلیم الطبع قوموں مین فطرتی ہے مثلاً ماں کہ جسکا وودہ پسر کو انسان اکثر مرد و عورت مین پاتا ہے ایک ایسی عورت ہے کہ اگر کوئی شریعت یا پیغمبر بہی دنیا مین آکر منع نکرتا تو انسانکی طبیعت سلیمہ اوسکی طرف جماع کیا خیال بد کی بہی اجازت نہ دیتی بلکہ بوسیدن لب و دست و پستان و ایسی عورتونکا خیال اس شعلہ شہوت کیلئے سرد پانی کا حکم رکہتا ہے اور یہہ بات عرب عجم فرنگ چین ہند کابل سب ملکونکے باشندونکے دلمین یکسان ہے اسیطرح بہن بیٹی بہتیجی بہانجی خالہ پہوپہی ہے علاوہ اسکے اگر بغور دیکہئے تو صدہا قباحتین یہی ہین منجملہ اوسکے طبعی قباحت یہہ ہے کہ ہر وقت کے پاس رہنے اور انکی روبرو پرورش پانے سے بیٹی بہتیجی بہانجی خالہ پہوپہی کی نفس کو انکیطرف بچان نہین ہوتا اگر انسے نکاح درست ہوتا تو بلاشک ہے جماع اسکو سخت مضرت پہنچاتا اور اولاد بہی نہایت کمزور ہوتی چنانچہ حیوانات سے جب انسی کی حیضی بچہ لیا جاتا ہے تو وہ نہایت کمزور ہوتا ہے اسکا حکما رحال نے بہی تجربہ کیا ہے تمدنی قباحت یہہ ہے اگر ان عورتونسے نکاح درست ہوتا اول تو باپ بیٹے اور بہائیون اور دیگر اقارب مین کہ جنکے اجتماع بغیر خانہ داری کا کوئی سامان ہی نہین ہوسکتا اوس محبت کے اختلاط سے کہ جوان عورتونکو اپنے پیارے بہائی بیٹے بہتیجے باپ سے ہوتا ہے نظم بیت ہوکر بڑا فساد پیدا ہوتا دوم جب نہین سر پر ستونسے نکاح درست ہوتا تو حقوق زوجیت عمدہ طور سے قائم نہوتے اور درصورت عدم قیام پہر بیچاری عورت کیطرف سے مطالبہ کرنے کہڑا ہوتا؟ روحانی قباحت یہہ ہے کہ ملاء اعلیٰ کے لوگون کو اس ہیئت سے ایک نفرت خاص ہے جیسا کہ بدبو سے دماغ انسانیکو ہے پہر اس نفرت کا اثر اوسکی روح تک اسطرح سرایت کرتا ہے کہ جسطرح اجرام علویہ آفتاب وغیرہ کا اثر زمین کے نباتات پر جس سے اسکی روح پر ایک ظلمت و مرض طاری ہوتا ہے جو بعد مردن اسکیلئے عذاب الیم اور نار جہنم کا مزہ دکہاتا ہے۔ رہین اور سات عورتین انمین سے دودہ کی ماں اور بہن مین تو وہی بات ہے جو حقیقی مین ہے رہی ساس سالی بہو بیوی کی بیٹی باپ کی منکوحہ سو اگر اسکے پاس یہہ لوگ نہ آوین جاوین تو خانہ داری مین فرق آتا ہے اور بیوی بمنزلہ قید سمجہی جاتی ہے اور اسصورت مین نکاح گرجائز ہوتا تو طمع پکانیکا موقع ملتا اور پہر باپ بیٹے ماں بیٹی بہنون بہنون مین قباحت سے وہ فساد پیدا ہوتا کہ بیان سے باہر ہے اور نیز باہمی حقوق تلف ہوجاتے۔ اسلئے خدا نے ابتداء کی معرفت ان کو حرام کیا اور جو پہر کوئی مرتکب ہوتو اسکیلئے دنیا و آخرت مین حکم حدود کی سزا معین کی اسپر بہی محمدونکا یہہ کہنا کہ ماں بیوی مین کچہہ فرق نہین صرف رسم و رواج مانع ہے اور مصلحت کیلئے دینی رفاہ مردون نے منع کردیا ہے نہ عذاب و ثواب کہنا نہین سخت بیوقوفی ہے بعد اسکے مہر کی بابت یہہ ہدایت ہے کہ مہر مقرر ہو نیکے بعد باہمی رضامندی سے اوسکو کم زیادہ بہی کرسکتے ہو خواہ بالکل عورت معاف کردے تو جایز ہے ان سب کی حکمت کتب فقہ

وَمَنْ لَّمْ يَسْتَطِعْ مِنْكُمْ طَوْلًا اَنْ يَّنْكِحَ الْمُحْصَنٰتِ الْمُؤْمِنٰتِ فَمِنْ مَّا مَلَكَتْ اَيْمَانُكُمْ مِّنْ فَتَيٰتِكُمُ الْمُؤْمِنٰتِ ط

اور جسکو تم میں سے اسبات کا مقدور نہو کہ وہ آزاد مسلمان عورتوں سے نکاح کرے تو چاہیے کہ تمہارے ملک میں مسلمان لونڈیاں ہوں (انسے نکاح کرے)

وَاللّٰهُ اَعْلَمُ بِاِيْمَانِكُمْ بَعْضُكُمْ مِّنْ بَعْضٍ فَانْكِحُوْهُنَّ بِاِذْنِ اَهْلِهِنَّ وَاٰتُوْهُنَّ اُجُوْرَهُنَّ بِالْمَعْرُوْفِ

اور اللہ کو تمہاری ایمانداری خوب معلوم ہے۔ تم آپسمیں ایک ہو سو اونسے اون کے مالکوں کی اجازت سے نکاح کرو اور انکے مہر انکو حسب دستور دو

مُحْصَنٰتٍ غَيْرَ مُسٰفِحٰتٍ وَّلَا مُتَّخِذٰتِ اَخْدَانٍ ج فَاِذَآ اُحْصِنَّ فَاِنْ اَتَيْنَ بِفَاحِشَةٍ فَعَلَيْهِنَّ نِصْفُ

(اونسے نکاح جبکہ وہ) پارسا ہوں نہ کہ چھنال ہوں اور نہ درپردہ آشنا بنانیوالی ہوں۔ پھر جبکہ وہ نکاح میں آجاویں اور پھر زنا کریں تو انپر نصف وہ سزا ہے جو کہ

مَا عَلَى الْمُحْصَنٰتِ مِنَ الْعَذَابِ ط ذٰلِكَ لِمَنْ خَشِيَ الْعَنَتَ مِنْكُمْ ط وَاَنْ تَصْبِرُوْا خَيْرٌ لَّكُمْ ط وَاللّٰهُ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ع ۴

بیوں پر مقرر ہے۔ یہ لونڈیوں سے نکاح اوسکے لئے ہے کہ جسکو تم میں سے بدکاری کا اندیشہ ہو۔ اور صبر کرنا تو تمہارے لئے بہت بہتر ہے۔ اور اللہ غفور رحیم ہے

## ترکیب

ومن لم یستطع شرط فمن ما ملکت جواب طولا مفعول یستطع ان ینکح منصوب ہے طولا کیوجہ سے۔ محصنات حال ہے ضمیر سے ولا متخذات المعطوف ہے محصنات پر

اخدان جمع خدن مثل عدل واعدال بمعنی آشنا نہانی فاذا الخ شرط فان اتین شرط وخبر کا مجموعہ جواب ان تصبروا مبتدا خیر لکم خبر

## تفسیر

اللہ کان علیما حکیما میں اشارہ فرمایا۔ آزاد عورتوں سے نکاح کرنے میں چونکہ زیادہ مہر دینا پڑتا تھا اور مہر ادا کرنیکی ابہی تاکید ہو چکی تھی تو یہ بات مفلسوں کے حق میں شاق تھی اسلئے اسکے بعد اسکی تدبیر بھی بتلادی کہ جو شخص تم میں سے (اسقدر طاقت نہ رکھے کہ وہ آزاد عورت سے نکاح کرسکے کیونکہ علاوہ مہر کے انکے لئے نان نفقہ کے بھی زیادہ مصارف ہیں تو وہ کسی مسلمان لونڈی سے نکاح کرلے بشرطیکہ وہ محصنہ یعنی پاکدامن ہو زانیہ اور درپردہ آشنائی کرنیوالی نہو دوم یہ نکاح اوسکے مالکوں کی اجازت سے ہو مگر مہر انکو بھی دو۔ اور لونڈی پنے سے عار نکرو کیونکہ آپسمیں تم سب اولاد آدم ہو یہ غلامی ایک عارضی بات ہے **فوائد** (۱) من لم یستطع منکم طولا طول بمعنی زیادتی اور فراخی۔ اور بالضم ضد قصر ہے یعنی ابن عباس اور مجاہد اور سعید بن جبیر اور سدی اور ابوزید وغیرہم نے لئے ہیں اور قتادہ اور نخعی اور ثوری کے نزدیک صبر مراد ہے۔ من لم یستطع کی شرط سے بطور مفہوم مخالف امام شافعی نے یہ بات نکالی ہے کہ لونڈی سے جب نکاح درست ہے جبکہ اسکو حرہ سے نکاح کرنیکی قدرت نہو ورنہ نہیں اور مومنات کی قید سے یہ بات ثابت کی ہے کہ کافرہ لونڈی سے خواہ اہلکتاب ہی کیوں نہو نکاح درست نہیں۔ امام ابوحنیفہ کہتے ہیں یہ شرط وجودی بات کیلئے ہے نہ کہ عدمی کیلئے اور مومنات کی قید بطور فضیلت کے ہے بعضے فضل یہ ہے نہ جب نکاح حرہ کتابیہ ہو سکتا ہے تو لونڈی کتابیہ سے کیوں نہیں ہو سکتا۔ من فتیاتکم یعنی اہل اسلام کی لونڈی سے نکاح کرو نہ کہ خود اپنی لونڈی سے اور اسکے نکاح کی کیا ضرورت ہے (۲) واتوہن اجورہن لونڈی کو مہر دینا اوسکے مالک کو دینا ہے کیونکہ اسکی ہر ایک جائز آمدنی کا وہی مالک ہے پھر اس دلوانے میں بالتون میں تعریض ہے اوسکے مالک کے قرآن پر اعتراض کرنا یا اوسکی ناقدری کی نادانی ہے اور امام مالک ظاہر الفاظ سے استدلال کرکے مہر کو خاص لونڈی کا ہی حق قرار دیتے ہیں (۳) فاذا احصن یعنی جبکہ نکاح میں آجاویں اور پھر زنا کریں تو جو حرہ عورت کی زنا میں سزا ہے اوسکی نصف لونڈی پر ہے حرہ پر سو درے ہیں تو لونڈی پر پچاس اور رجم چونکہ تنصیف کے قابل نہیں اسلئے لونڈی پر رجم نہیں اور یہی غلام کا حکم ہے۔ اور یہ اسلئے کہ جب خدمتگاری کیلئے اسکو باہر جانا مردوں سے اختلاط کرنا پڑتا ہے اسلئے اسکو محفوظ رہنا بہ نسبت حرہ کے مشکل ہے اور نیز علی القدر نعمت ہوتی ہے فاذا کی شرط سے بعض نے یہ لکھا ہے کہ اگر لونڈی نکاح میں آجاوے اور پھر زنا کرے تو اسپر حد نہیں مار پچائیگی یہاں تعزیر ہوگی چنانچہ طاؤس سعید اور ابوعبید و داؤد ظاہری کا یہی مذہب ہے مگر بحکم حدیث صحیحین (کہ جسکو ابوہریرہ نے روایت کیا کہ اگر لونڈی زنا کرے تو اسپر حد قائم کرو پھر زنا کرے تو پھر حد قائم کرو اور صحیح مسلم میں ہے لونڈی غلاموں پر حد قایم کرو خواہ وہ محصن ہوں یا نہوں) یہ غلط ہے احصن کے معنے بعض نے مسلمان ہونیکے لئے ہیں کما ہو مروی عن ابن مسعود وغیرہ

يُرِيدُ اللّٰهُ لِيُبَيِّنَ لَكُمْ وَيَهْدِيَكُمْ سُنَنَ الَّذِينَ مِنْ قَبْلِكُمْ وَيَتُوبَ عَلَيْكُمْ ۗ وَاللّٰهُ عَلِيمٌ حَكِيمٌ ۝ وَاللّٰهُ يُرِيدُ أَنْ يَتُوبَ

اللہ تمہارے لئے بیان کرنا اور تمکو پہلے لوگون کا رستہ بتانا اور تمپر مہربانی کرنا چاہتا ہے - اور اللہ خبردار حکمت والا ہے - اور اللہ تو تمپر مہربانی

عَلَيْكُمْ وَيُرِيدُ الَّذِينَ يَتَّبِعُونَ الشَّهَوَاتِ أَنْ تَمِيلُوا مَيْلًا عَظِيمًا ۝ يُرِيدُ اللّٰهُ أَنْ يُخَفِّفَ عَنْكُمْ ۚ وَخُلِقَ الْإِنْسَانُ ضَعِيفًا

کرنا چاہتا ہے - اور جو شہوت کے بندے ہین وہ چاہتے ہین کہ تم بڑی کجی مین پڑجاؤ اللہ چاہتا ہے کہ تمسے تخفیف کردے (کیونکہ) انسان ضعیف پیدا کیا گیا ہے

## ترکیب

یرید کا مفعول ذلک محذوف لیبین کا لام یرید سے متعلق ہے - اور ممکن ہے کہ لام زائد ہو تقدیرہ یرید ان یبین ویرید الذین یتبعون معطوف ہے

واللہ یرید ان یتوب پر ضعیفا حال ہے انسان سے اور بعض کہتے ہین تمیز ہے دفیہ ما فیہ -

## تفسیر

کوندیو نکاح کی اجازت کے بعد یہ بھی فرمادیا تھا کہ یہ رسکے لئے ہے کہ جسکو حرامکاری مین گرفتار ہونیکا ڈر ہو ورنہ صبر کرنا تو بہتر ہے کیونکہ لونڈیونکی اولاد تین اچھی نہین ہوتین اسکے بعد یہ بتلایا تھا کہ یہ احکام اور یہ نصائح ہم تمہارے فائدہ کیلئے بیان کرتے ہین تاکہ تم صالحین اور راستبازونکے طریقہ پر چلکر شہر مقصود تک پہنچو ویتوب علیکم سے یہی مراد ہے اور اور جو تمہین کہین شبہ ہو کہ فلان چیز کو کیون حلال کیا فلان کو کیون حرام کیا اور اسکی حکمت تمہاری سمجھ مین نہین آتی تو تم وسوسۂ شیطانی مین نہ پڑو بلکہ خیال کرلو کہ اللہ علیم ہے ہر چیز کا ابتدا انتہا اسکو معلوم ہے اور نیز حکیم ہے ہر امر مین ضرور حکمت مدعی رکھتا ہے پھر جو اسنے حکم دیا ہے اوسمین ضرور کچھ نہ کچھ حکمت ہے اسکے مقابلہ مین فلاسفہ یونان وحکما روم وانگلستان کی بی تک باتین اور لغو تقریرین جو دلکو نور سے ظلمت کیطرف لیجاتی ہین کیا ہین ؟ کہان الہام الہی کہان انکی باتین واہی تباہی ؟

مجوس مین بیٹی سے نکاح کرلیتے تھے اور غالباً یہ شہوت پستی زرتشت کے عہد سے مجوسیون مین مروج ہوئی تھی اور یہود حقیقی بہانجی کو گھر مین ڈال لیتے تھے اور عرب تو باپ کی منکوحہ کو بیوی بنالیا کرتے تھے اور اسیطرح زنا کاری کا بھی بازار گرم تھا اور عیسائیون مین زنا پر کوئی سزا نہ تھی اور انکے ہان بھی خصوصاً پوپ کے پیرون مین اسکا بہت رواج تھا اس پر وہ لوگ اہل اسلام کے دلون مین بھی طمع کا زبانتو خیالات فاسدہ پیدا کیا کرتے تھے اسلئے اللہ تعالیٰ مسلمانون کو متنبہ کرتا ہے خدا نے یہ احکام تمہاری اصلاح کیلئے نازل کئے ہین مگر جو لوگ شہوتونکے تابع ہین یعنی اونکی روحانیت پر بہیمیت غالب ہے اور جدہر نفس حریص انکو لیجاتا ہے اودہری دوڑ کر چلے جاتے ہین وہ یہ چاہتے ہین کہ اپنی طرح تمکو بھی راہ راست سے دور ڈالدین - اسمین کوئی شبہ نہین کہ انسان دنیا اور دین کی سعادت بغیر اسکے نہین حاصل کرسکتا کہ نفس کو ناجائز لذتونسے باز رکھے اسلام نے اسکی اصلاح کیلئے کہین پنج وقتا نماز اسپر فرض کی کہ تجلیات الہی اسکی تاریکی بہیمیت کو دور کرین کہین اسکو روزہ کی مشقت پر مامور کرکے نفس سے مقابلہ کرنیکے لئے اور سعادت کیلئے مشقتین اٹھانیکے لئے عادی بنایا اسیلئے قرآن مین ایک جگہہ فرماتا ہے واستعینوا بالصبر والصلوٰۃ

دنیا مین ایک قوم ایسی بھی ہے کہ جسنے مناکحت کے بارہ مین سخت قیدین لگا رکھی ہین اور جن عورتونکے نکاح مین کوئی خرابی نہین انکو بھی حرام کردیا ہے جیسا کہ کاون اور خالہ اور چچا کی بیٹی جسطرح کہ سیکڑون مباحات کھانے پینے کی چیزونکو اپنے اوپر حرام کر رکھا ہے کہین گوشت سے پرہیز ہے کہین شغلم سے اجتناب ہے اور یہہ باتین انسانکی معیشت مین خلل انداز اور جیتے جی موت کا سامان پیدا کرتی ہین انکے مقابلہ مین خدا تعالیٰ فرماتا ہے کہ ہمنے تمہارے لئے تخفیف اور آسانی کردی ہے کیونکہ ہم جانتے ہین کہ انسانکی فطرت مین ان چیزون سے روکنے کی کم طاقت ہے وخلق الانسان ضعیفا اسیطرف اشارہ ہے خصوصاً عورت سے باز رہنے مین یہہ نہایت ہی کمزور ہے

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تَاْكُلُوْٓا اَمْوَالَكُمْ بَيْنَكُمْ بِالْبَاطِلِ اِلَّآ اَنْ تَكُوْنَ تِجَارَةً عَنْ تَرَاضٍ مِّنْكُمْ ۣ وَلَا تَقْتُلُوْٓا

اے ایمان والو تم آپسمین ایک دوسرے کا مال ناحق نہ کھایا کرو ہاں اگر آپسکی رضامندی سے سودا ہو (تو کچھ مضائقہ نہیں) اور نہ آپسمین خون

اَنْفُسَكُمْ ۭ اِنَّ اللّٰهَ كَانَ بِكُمْ رَحِيْمًا ۝ وَمَنْ يَّفْعَلْ ذٰلِكَ عُدْوَانًا وَّظُلْمًا فَسَوْفَ نُصْلِيْهِ نَارًا ۭ وَكَانَ ذٰلِكَ

کیا کرو۔ (کیونکہ) خدا کی تمپر بڑی مہربانی ہے۔ اور جو کوئی یہہ کام کریگا سرکش اور ظالم بنکر تو ہم اوسکو آگ مین ڈالدینگے۔ اور یہہ بات

عَلَي اللّٰهِ يَسِيْرًا ۝ اِنْ تَجْتَنِبُوْا كَبَاۗىِٕرَ مَا تُنْهَوْنَ عَنْهُ نُكَفِّرْ عَنْكُمْ سَيِّاٰتِكُمْ وَنُدْخِلْكُمْ مُّدْخَلًا كَرِيْمًا ۝

اللہ پر آسان ہے۔ اگر تم ممنوعات مین سے بڑی چیزون سے الگ رہوگے تو ہم تمہارے گناہ (صغائر) دور کردینگے اور تمکو عزت کے مقام مین داخل کرینگے

## ترکیب

بینکم ثابت سے متعلق ہوکر حال ہوا اموال سے بالباطل لاتاکلوا سے متعلق ہے الا استثنا منقطع تکون کا اسم ضمیر جو اموال کیطرف پھرتی ہے تجارۃ خبر بعض نے کان تامہ قرار دیکر تجارۃ کو بالرفع بھی پڑہا ہے عن تراض موصوف منکم صفت مجموعہ تجارۃ کی صفت ومن یفعل مرفوع بالابتدار فسوف الخ خبر مدخلا بالضم مصدر وبالفتح ظرف

## تفسیر

جبکہ عورتوکے متعلق نکاح کے احکام بیان کئے اور مہر ادا کرنیکی تاکید فرمائی تو اسکے بعد جو کچھ باہمی کج اخلاقی اور جور وظلم کی بدمزگی سے برتاؤ پیدا ہوتے ہین انکی اصلاح فرماتا ہے کہ تم باہم اپنے مال دغا فریب کے طور پر نہ کہایا کرو نہ بیوی میان کے مال مین ایسا کرے نہ میان بیوی کے مال مین ایسا کرے ہان باہم رضامندی سے تجارت ہو تو کچھ مضائقہ نہین اور نہ میان کسی بات پر ناراض ہوکر یا کسی طمع فاسد سے یا کسی بدگمانی سے بیوی کو قتل کردیا کرے نہ بیوی میان کا مال لیکر بھاگے یا کسی شخص سے نکاح کرنیکے لئے میان کو زہر سے یا کسی اور ترکیب سے قتل کرے اور جو ایسا کریگا تو اسکی سزا جہنم ہے اور خدا کو تمسے محبت اور مہربانی ہے اور خدا کو ہر اوسکی محبوب چیز کو قتل کرنا برا ہے یا یون کہو نکاح مین مال کا صرف تہا اسکی ساتھہ اور ناجایز تصرفات کا منع کرنا ہی مناسب تھا۔ اپنے مالونکو باطل طور سے کہانا اسمین اپنا ذاتی مال بھی گیا اور اسمین بیرا ف اور طرح طرح کی فضول خرچی کرنا جو عموماً شادی بیاہون مین ہوتی ہین باطل طور سے کہانا ہے جو انجام کار اپنے آپکو ہلاک کرنا ہے لاتقتلوا انفسکم اسکیطرف بھی اشارہ کرتا ہے اور اسمین غیر کا مال بھی آگیا کیونکہ برادران دینی یا بنی آدم بمنزلہ نفس واحدہ کے ہین انکا مال باطل طور سے کہانا یہہ ہے کہ چوری قزاقی غصب شبہ سے انکار حق کرکے یا کوئی فریب دیکر کسیکا مال کہایا جاوے اسمین سب ناجایز طریقے مراد ہین سوا ایسا سودا ہان تجارت کا کچھ مضائقہ نہین خواہ اسمین بالغ کو فائدہ مشتری کو نقصان ہو یا لعکس ہو۔ اور جو کوئی ایسا کرتا ہے تو اپنے بہائی کو قتل کرتا ہے لاتقتلوا انفسکم یہی عام ہے خودکشی کرنا (جیسا کہ رنج کی حالت مین کوتاہ اندیش کرتے ہین یا بنیت تقرب کسی یا دین کے مرنا یا آگ مین جل مرنا یا برف مین دب جانا جیسا کہ ہنود کرتے ہین) اسمین شامل ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ جو اپنے آپکو قتل کریگا اوسی چیز سے اوسکو حشر تک اُس عالم مین عذاب دیا جاویگا اور اسمین غیر کا قتل کرنا بھی مراد ہے کیونکہ سب بنی آدم بمنزلہ نفس واحدہ مین سو یہہ بھی حرام ہے۔ اول تو اس فعل سے اسطور سے منع فرمایا ہے کہ اللہ کو تمپر مہربانی ہے انسان منظہر اسرار رحمانی ہے اور یہہ مخلوق اسکی عیال ہے اوسکو اپنے ہر ایک بندہ پر رحمت کمال ہے جسطرح کہ ماں باپ کو اپنے بال بچون پر ہوتی ہے پھر دیکھو ان کا قتل کرنا یا ناجایز طور سے مال کہانا ماں باپ کو کہ جسکا تعلق خالق مخلوقیت کا نہین کسقدر برا معلوم ہوتا ہے۔ اور یہی اشارہ ہے کہ بھنے تمہاری توبہ بنی اسرائیل کیطرح قتل نفس مقرر نہین کی کیونکہ تمپر مہربان ہین اسکے بعد اسکی سزا سنا کر ڈراتا ہے کہ ایسے کیلئے جہنم ہے۔ عدواناً وظلماً اسی طرف اشارہ ہے کہ قصاص وغیرہ حقوق مین قتل مباح ہے۔ اگلے گناہ کی بعد توبہ کی رغبت دلاتا ہے کہ اگر تم کبائر سے بچتے رہوگے تو ہم تمہارے پہلے گناہ معاف کردینگے خواہ صغایر ہون خواہ کبائر بشرطیکہ حقوق عباد نہون یا صغایر کو معاف کردینگے۔ کبائر شرک کرنا قتل کرنا چوری کرنا زنا کرنا سحر کرنا ماں باپ کی نافرمانی کرنا وغیرہ جنکی تشریح آحادیث مین موجود ہے۔ کبائر سے بچنے کی یون قید لگائی کہ کبائر صغائر سب سے بچنا بجز خاص خاص اخذ ہر ایک کا کام نہین

ف ۷ ما لائکہ وہ عیال اللہ فضل سرگ پاک بکلام ابلیہ لم یکد ۱۲ منہ

وَلَا تَتَمَنَّوْا مَا فَضَّلَ اللّٰهُ بِهٖ بَعْضَكُمْ عَلٰى بَعْضٍ ؕ لِلرِّجَالِ نَصِيْبٌ مِّمَّا اكْتَسَبُوْا ؕ وَلِلنِّسَآءِ نَصِيْبٌ مِّمَّا اكْتَسَبْنَ ؕ

اور جس چیز مین خدا نے تم مین سے ایکو دوسرے پر فضیلت دی ہے اوسکی ہوس نکیا کرو - مردونکو اپنی کمائی کا حصہ ہے - اور عورتون کو اپنی کمائی کا حصہ ہے

وَاسْـَٔلُوا اللّٰهَ مِنْ فَضْلِهٖ ؕ اِنَّ اللّٰهَ كَانَ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيْمًا ۝ وَلِكُلٍّ جَعَلْنَا مَوَالِيَ مِمَّا تَرَكَ الْوَالِدٰنِ وَالْاَقْرَبُوْنَ ؕ

اور اللہ سے اوسکا فضل مانگو - بیشک اللہ ہر ایک چیز جانتا ہے - اور ہمنے ہر ایک کے وارث بنا دئے ہین ماں باپ اور اقارب کے ترکہ مین

وَالَّذِيْنَ عَقَدَتْ اَيْمَانُكُمْ فَاٰتُوْهُمْ نَصِيْبَهُمْ ؕ اِنَّ اللّٰهَ كَانَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ شَهِيْدًا ۝ ع ۵

اور جن سے تمنے عہد باندہ لیا ہے اونکو اونکا حصہ دیدو بیشک اللہ کے روبرو ہر چیز حاضر ہے -

## ترکیب

ما بمعنی الذی یا نکرہ موصوفہ اور عائد بہ مین ضمیر ہے بعضکم مفعول ہے فضل کا نصیب مبتدا للرجال خبر مقدم مما کا من نصیب سے متعلق ہے - ولکلٍ کا مضاف الیہ محذوف ہے اسے لکل احد جعل کا مفعول اول موالی جمع مولی ہے اور ثانی لکل اسے جعلنا وارثا لکل احد مما ترک یا لہ مال محذوف کی صفت ہے اسے من مال ترکہ الوالدان یا متعلق ہے یرثون محذوف سے - والذین عقدت الخ مبتدا فاٰتوہم خبر جملہ کا عطف کلام سابق پر ہے

## تفسیر

پہلی آیت مین قتل کرنے اور ناحق کیسکے مال کہانیسے منع فرمایا تہا اور عجیب لطف کیساتہہ ممانعت کی تہی ہیجگہہ نفوس کی اصلاح اور اس قتل و ناحق مال خورکی مادہ کو کہ حسد و رشک ہے قطع کرتا ہے کیونکہ بیشتر انسان جب کیسکے مال کیطرف یا اُسکے رتبہ و منصب کو کیطرف دیکہتا ہے تو اپنے آپکو کم مایہ جانکر اوسکے دلمین لالچ اور حسد کا شعلہ بہڑکا کرتا ہے جو اسکو اوسکے قتل کرنے یا مال مارنے پر آمادہ کر دیتا اور آخرت کی سعادت سے محروم کر دیا کرتا ہے اسلئے اس مرض کی دوا تعلیم فرماتا ہے کہ تم ہر ایک فضیلت و منصب مختصہ کی دلمین ہوس نکیا کرو جو ہر وقت سوختہ و گداز اور غمگینی اور خدا کی ناشکری کا باعث ہوجاتی ہے اور انجام کار حسد و لالچ پیدا کرکے قتل و ناحق کے مال مارنے وغیرہ فسادات مین مبتلا کر دیتی ہے بلکہ رضاء الٰہی اور قسمت ازلی پر راضی اور شاکر ہوکر اوس سے اوسکی عنایت اور فضل کا سوال کیا کرو وہ دیگا اور یہ جان لو کہ ہر مرد و عورت کو اسکی جو کچہہ تقدیر مین ہے وہی ملتا ہے اور ہر ایک کو جو خدا تعالیٰ ویسا مال و نعمت نہین دیتا تو اسمین مصلحت و حکمت ہے جسکو وہی جانتا ہے لکل شیء علیما اور یہ جان لو کہ جب انسان کیسکو مال و نعمت اولاد و تندرستی مین اپنے فائق دیکہتا ہے تو اسکیلئے دو باتین پیدا ہوتی ہین یا تو یہ ہوا اوسکی نعمت کا زوال چاہتا ہے اسکو حسد کہتے ہین سو یہ حرام ہے کیونکہ یہ تمام فسادات قطع محبت و مودت کی جڑ ہوتے ہیں علاوہ خود اسکے لئے بھی ہر وقت جلنے کا باعث ہوتا ہے یا یہ کہ زوال تو نہین چاہتا مگر ویسا مال اپنے لئے بھی چاہتا ہے اسکو غبطہ کہتے ہین گرچہ یہ حرام نہین مگر انجام کار ایسی آرزوؤن کی دلمین کہنا بھی خدا سے ناراضی اور ناشکری ہے دنیا مین ہر وقت قلق و اضطراب کا باعث ہوجاتا ہے کیونکہ وہ کون ہے جسکی تمام آرزوئین حاصل ہوگئی ہین ؟ بلکہ اے بسا آرزو کہ خاک شدہ اسلئے کسی عارف نے نفس کو ان باتون مین ہر وقت خدا سے لڑائی اور ناراضی کرتے دیکہکر کیا ہے ؎ سر گلہ خصماں چہ کنی با کردگار یک کار ازین دو کار کن یا ترک خصمان گیر یا ترک یار یا قطع نظر زیاری باید کرد یا بیدادہ یا بیداد باید کرد ؎ آحادیث مین بہی ایسے مضامین کثرت سے ہین اسلئے ان سب سے نجات پانیکے لئے یہ فرمایا و للرجال نصیب الخ یا یون کہو میراث کے بارہ مین لوگونکے خدا نے کم زیادہ حسب مصلحت حصے مقرر کئے تہے اوسپر کم حصہ والے کہتے تہے کہ ہمکو کم کیون دیا بلکہ مجاہد نے روایت کیا ہے کہ ام سلمہ نے حضرت سے عرض کیا کہ ہمسے مردونکو دوچند میراث دلائی کاش اسی بہتر تو ہم پیدا ہی نہوتین اسپر یہ آیت نازل ہوئی - پہر اسکے بعد فرمایا کہ ہر میت کیلئے ہمنے اوسکے وارث موالی مقرر کئے ہین اوسکی مصلحت ہم جانتے ہین موالی جمع مولی جسکے معنی آزاد کرنیوالے اور آزاد کئے گئے کے ہین اور حلیف اور ابن عم اور عصبہ کو بہی کہتے ہین یہان عصبات مراد ہین یا عمومًا وارث والذین عقدت الخ اسلام مین پہلے منہین بہائی چارہ ہوجاتا تہا وہی وارث ہوتے تہے پہر جبکہ آیات میراث نازل ہوئی تو انکیلئے میراث رہگئی اور بہائی چارہ والے لوگونکو کہ جنسے عقد ایمان یعنی باہم قسمی ہوگئی کچہہ بہی نہین دیتے اسلئے یہان یا تو بطور صلہ محبت انکے لئے دینا فرمایا کہ جو انکی تقدیر مین ہے وہ دیدو نصیبہم کے یہ معنی ہین یا درصورتیکہ وہ اقارب کے وارث نہوئے ہون

اَلرِّجَالُ قَوَّامُوْنَ عَلَى النِّسَآءِ بِمَا فَضَّلَ اللّٰهُ بَعْضَهُمْ عَلٰى بَعْضٍ وَّبِمَآ اَنْفَقُوْا مِنْ اَمْوَالِهِمْ ؕ فَالصّٰلِحٰتُ قٰنِتٰتٌ

مرد حاکم ہین عورتونپر اسلیئے کہ خدا نے بعض کو بعض پر فضیلت دی ہے اور اسلیئے بھی کہ وہ اپنا مال صرف کرتے ہین - پھر جو نیک عورتین ہین وہ فرمانبردار ہین

حٰفِظٰتٌ لِّلْغَيْبِ بِمَا حَفِظَ اللّٰهُ ؕ وَالّٰتِيْ تَخَافُوْنَ نُشُوْزَهُنَّ فَعِظُوْهُنَّ وَاهْجُرُوْهُنَّ فِي الْمَضَاجِعِ وَاضْرِبُوْهُنَّ

نگہبانی کرتی ہین خاوند کی غیب مین اللہ کی عنایت سے - اور جن عورتونکی نافرمانی کا تم کو ڈر ہو تو انکو سمجھاؤ اور انکو ساتھ نہ سلاؤ اور انکو مارو

فَاِنْ اَطَعْنَكُمْ فَلَا تَبْغُوْا عَلَيْهِنَّ سَبِيْلًا ؕ اِنَّ اللّٰهَ كَانَ عَلِيًّا كَبِيْرًا ۝ وَاِنْ خِفْتُمْ شِقَاقَ بَيْنِهِمَا فَابْعَثُوْا

پھر اگر وہ تمہاری اطاعت کرنے لگین تو تم بھی اونپر کوئی الزام کا رستہ نہ نکالو - اللہ سب سے اوپر بڑا ہے - اور اگر تمکو میان بیوی کی باہم نااتفاقی کا اندیشہ ہو تو ایک

حَكَمًا مِّنْ اَهْلِهٖ وَحَكَمًا مِّنْ اَهْلِهَا ۚ اِنْ يُّرِيْدَآ اِصْلَاحًا يُّوَفِّقِ اللّٰهُ بَيْنَهُمَا ؕ اِنَّ اللّٰهَ كَانَ عَلِيْمًا خَبِيْرًا ۝

پنچ میاں کے کنبہ کا اور ایک پنچ بیوی کے کنبہ کا مقرر کردو - اگر یہ دونون پنچ صلاح کرنا چاہینگے تو اللہ میان بیوی مین موافقت پیدا کردیگا - اللہ سب کچھ جانتا خبر رکھتا ہے

## ترکیب

الرجال مبتدا قوامون خبر علی النسآء متعلق ہے قوامون سے بما بھی اسی سے ہے - وبما انفقوا کا ما مصدریہ ہے - فالصلحٰت مبتدا قانتات خبر بما حفظ کا ما بمعنی الذی اور نکرہ موصوفہ بھی ہوسکتا ہے دونون صورتون مین عائد محذوف ہوگا اور مصدریہ بھی ہوسکتا ہے واللتی الخ مبتدا فعظوھن خبر فی المضاجع واہجروھن کا ظرف بھی ہوسکتا ہے اسے اترکوا مضاجعھن دون مکالمتھن اور بمعنی سبب بھی ہوسکتا ہے یعنی جدائی بسبب سانہ سلانیکے

## تفسیر

پہلے فرمایا تھا کہ ہمنے میراث مین عورتونپر مردونکو فضیلت دی ہے اسجگہ اوس فضیلت کو بیان فرماتا ہے کہ وہ کس بات مین ہے؟ فرماتا ہے اسبات مین کہ مرد عورتونکے سرپرست اور کارکن ہین اور نیز یہ مہر اور نان ونفقہ مین اونپر اپنا مال صرف کرتے ہین - قوامون جمع قوام اسیہ مبالغہ ہے قیام فی الامر کیلئے کہتے ہین ہذا یقیم المرۃ وقواھا کہ یہ شخص عورت کا سرپرست اور کارگزار ہے یعنی اوسکے کاروبار اور حفاظت کرتا ہے -

ف اوپر کو عورت پر مرد کی فضیلتین ذاتی وعرضی ہین

**مرد کو عورت پر دو قسم کی فضیلتین ہین ایک ذاتی** کہ جو مرد کی ذات مین خدا تعالی نے پیدا کی ہے کیونکہ انسان کا تمام کائنات پر فخر ہے تو صرف قوت نظریہ اور قوت عملیہ کیوجہ سے ہے چونکہ عورتونکی سرشت مین مردونکی نسبت قضا وقدر نے برودت رکھی ہے اور مردون مین حرارت جو اسکے ادراکات اور عجائبات علوم وفنون حاصل کرنیکا آلہ ہے سو اس مین بھی مرد عورتونسے بڑھے ہوئے ہین اور اعمال شاقہ اور غیرت وشجاعت وغیرہ سردار یکے اوصاف کا بھی سرچشمہ یہی قوت حرارت ہے اسمین بھی مردون کو فوقیت ہے اسلیئے آپکو ریخون کو کہو لکر دیکھ جائے انبیا راوالعزم اور حکما راکمال اور شاہان باعزوشان اور دیگر کاملین کی فہرست مین بجز مردونکے آپکو اور کوئی نظر آئیگا الاشاذ ونادر اس فضیلت کیطرف الرجال قوامون علی النسآء بما فضل اللہ بعضھم علی بعض مین اشارہ ہے

دوسری فضیلت **عرضی** ہے وہ یہ کہ عورت چونکہ وسائل معاش مین ہی قاصر ہے اور نیز اسمین ایکشان محبوبیت ہے جو اسکو مرد پر ناز اور طلب کیطرف آمادہ کیا کرتی ہے اسلیئے اسکے تمام مصارف روٹی کپڑا بلکہ مہر وغیرہ سب مرد کے ذمہ ہین اور وہی وقتاً فوقتاً اسکو اپنی کمائی سے شاد وخرم رکھتا ہے یہ اوسکی دست نگر ہتی ہے یہ اوسکا آقا ولی نعمت ہے اس فضیلت کیطرف وبما انفقوا من اموالھم مین اشارہ ہے - ان وجوہات سے مرد کو ہی محکمہ قضا وقدر سے سرداری کی وگری ملی ہے

ابن عباس نے اس آیت کے شان نزول میں یون فرمایا ہے کہ محمد بن سلمہ کی بیٹی کو کسی نے چپکے سے خفا ہوکر اوسکے میان سعد بن ربیع انصاری نے ایسا طمانچہ مارا کہ اوسکے مونہہ پر نشان پڑگیا وہ بیوی فریادی آنحضرت کے پاس آکر معاوضہ کی طالب ہوئی آنحضرت نے اسمین وحی کا انتظار کیا تو یہہ آیت نازل ہوئی جسمین فضائل مرد ذکر کرکے اوسطرف اشارہ ہے کہ مرد سردار ہے ایسی باتون مین اوسکی برابری نہین چاہئے۔ ان صفات سے امام مالک و شافعی غیرہ نے یہہ بات نکالی کہ اگر مرد زنا کی لقمہ عاجز ہوجاوے تو نکاح فسخ کردیا جاوے اسکے بعد خدا تعالےٰ عورتونکو فرمانبرداری اور نیک روی کی ترغیب عجیب طرح کے ساتھہ دیتا ہے وہ یہہ کہ مردونکی سرداری اور وجہ فضیلت بیان کرکے عورتونکی وہ فضیلت بیان فرماتا ہے جسسے اونکی پارسائی و فرمانبرداری نکلتی ہے عورت کی دو حالت ہین ایک مرد کے روبرو ہونیکا وقت دوسرا اوسکے غائب ہونیکا زمانہ روبرو کے زمانہ مین عورت کی یہ خوبی ہے کہ وہ فرمانبردار ہو جو مرد کہے وہ کرے جیسونیکے لئے پاس بلاوے فوراً تعمیل حکم کرے نرمی سے بات کرے اور جو میان سختی سے بولے تو آپ جواب ترش نہ دے خانہ داری معاملات مین اوسکی خوشنودی کو مقدم رکھے اس وصف کو اس لفظ مین ادا کیا فالصلحٰت قانتٰت کہ نیک عورتین فرمانبردار ہوتی ہین قنوت کے معنی طاعت کے ہین سو مین خاوند اور خداوند دونونکی اطاعت کیطرف اشارہ ہے دوسری حالت جو سفر کی ہے سو اسمین عورت کی یہہ خوبی ہے کہ اپنی عصمت مرد کا مال حفاظت سے رکھے اسکیطرف حافظٰت للغیب بما حفظ اللہ مین اشارہ کردیا۔ اسکے بعد انکے برعکس عورتون کا ذکر کرکے اونکی اصلاح کی ترکیب بیان فرماتا ہے والتی تخافون نشوزہن نشوز کے معنے لغت مین بلندی کے ہین یعنی جو عورتین نشز الشیٔ اذا ارتفع اور چونکہ عورت کی نافرمانی اور سرکشی مین اوسکا سر اٹھانا پایا جاتا ہے اسلئے اسکو نشوز کہتے ہین۔ پس جو عورت بلا کسی حجت شرعیہ کے مرد کی نافرمانی کرے ساتھہ سونا چھوڑ دے یا سخت کلامی کرے یا ستر و پردہ اور غیر محارم کے روبرو ہونے مین کہا نہ مانے یا والدین کے گھر رہنا پسند کرکے خاوند کے ہان نہ آوے اوس عورت کو ناشزہ کہتے ہین اسکو نان و نفقہ دینا خاوند پر واجب نہین جب ایسی عورت مین ایسی حالت پیدا ہووے تو اول تمریہ ہے کہ اسکو خاوند نرمی سے نصیحت کرے خطوہن کہ تمکو ایسا کرنا مناسب نہین ہمین تمہارے لئے دنیا اور آخرت کی شرمندگی ہے اگر اسپر بھی نہ مانے تو واہجروہن فی المضاجع اسکو ساتھہ نہ سلاوے کیونکہ اگر اوسکو میاں سے محبت ہے تو یہہ امر اوسپر شاق گزریگا پھر ضرور اطاعت کریگی اور جو اوسکی بھی پرواہ نکرے تو تیسری کوا ضربوہن کسیقدر دھول چھکڑے سے درست کرے امام شافعی فرماتے ہین گو یہہ بات مباح ہے مگر نہ مارنا اولیٰ ہے مگر ایسا مارنا کہ جسمین اوسکی ہڈی پسلی ٹوٹجاوے یا زخم پڑجاوے یا اوسکے چہرہ یا کسی عضو مین نقص پیدا ہوجاوے۔ پھر اگر وہ سیدھی ہوجاوے تو مرد کو بھی نہ چاہئے کہ خواہ مخواہ کی نکتہ چینیان کرکے اوسکو دق کرے بلکہ اسمین درگذر سے جو اللہ تعالےٰ کا طریقہ ہے اسمین کوئی شبہ نہین کہ شریعت نے عورت کی عزت و حرمت بہت کچھہ قائم کی ہے چنانچہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو آپنے اہل عیال سے اچھا نہین اوسپر زعم نہین وہ ہرگز ہم مین سے نہین اور کہین فرمایا کہ مین وصیت کرتا ہون کہ عورتونسے بہتری پیش آؤ انکی جبلت مین کجی ہے اوسپر صبر برداشت کرو اور یہہ بھی فرمایا کہ وہ عجب شخص ہے کہ صبح کو بیوی کو مارتا ہے پھر اوسکو سینیگا لیکر سوتا ہے یعنی مارنا نہ چاہئے اور یہہ ظاہر ہے کہ بیوی میان کی وزیر ہے اسکی ضامندی اور اوسسے خوشی و خرمی پیش آنا خوش گزران کا باعث ہے ورنہ زندگی تلخ ہوجاویگی مگر اسکی سیاہ عورت پر جیسا کہ آٹے مین نمک تہدید بھی رکھی ہے اگر تہدید نہو تو معاذ اللہ بڑی خرابیان پیش آوین جیسا کہ اس زمانہ مین انگریزی سکولون مین پڑھکر عورتین بالکل آزاد ہوجاتی ہین بیحیائی اور فحشا و زناکاری کا نام تہذیب کہا جاتا ہے اور ہر خاوند بھی دیوث بنکر اوسکی آزادانہ آمد و رفت پر برداشت کرنیکا اور اوسکے ساتھہ سوتونسے بلکہ کانی تہذیب کے بدولت عادی ہوجاتا ہے اسکے بعد بھی اگر عورت سمجھے تو ایک شخص عورت کی کنبہ کا اور ایک مرد کے کنبہ کا جو دونونکے حالات سے بخوبی واقف ہو کھڑا ہوکر باہم انکے فیصلہ کردے مگر نیک نیتی اور اصلاح مدنظر رکھین تاکہ خدا ان مین توفیق دے کہ پھر ملاپ کرخانہ آبادی ہوجاوے اور جو کنبہ کے بیچ نہ ملین تو اور نیک لوگ قائم کرلئے جاوین امام شافعی اور مالک و اسحٰق اور اوزاعی بلکہ حضرت عثمان و علی و ابن عباس کا یہہ قول ہے کہ اگر پنچون کو بغیر طلاق کے اور کوئی چارہ نہو اور باہم کسیطرح ملاپ ہوتا نظر نہ آوے تو انکو اختیار ہے کہ طلاق دیدین اور عطاء اور حسن بن زید اور امام ابو حنیفہ وغیرہم علماء یہہ فرماتے ہین کہ طلاق کا اختیار پنچون کو نہین یہہ بات میان کے اور حاکم شہر کے ہاتھہ مین ہے ہان اونکی اجازت ہو تو مضایقہ نہین

حکما من اہلہ مین ایک لطیف اشارہ اسطرف ہے کہ حاکم و مجسٹریٹ یعنی قاضی جو فیصلہ کرے فریقین کے حال سے بخوبی واقف بلکہ اسی قوم کا ہو تاکہ کوئی بات اسپر مخفی نرہے۔ واہی برحال شان کہ جنکے مجسٹریٹ محض اجنبی ہون۔

وَاعْبُدُوا اللّٰهَ وَلَا تُشْرِكُوْا بِهٖ شَيْـًٔا وَّبِالْوَالِدَيْنِ اِحْسَانًا وَّبِذِي الْقُرْبٰى وَالْيَتٰمٰى وَالْمَسٰكِيْنِ وَالْجَارِ ذِي الْقُرْبٰى وَ

اور اللہ کی عبادت کرو اور اسکی ساتھ کسیکو شریک نکرو اور نیکی کیا کرو ماں باپ اور قرابت داروں اور یتیموں اور مسکینوں کی ساتھ اور قرابت دار ہمسایہ

الْجَارِ الْجُنُبِ وَالصَّاحِبِ بِالْجَنْۢبِ وَابْنِ السَّبِيْلِ ۙ وَمَا مَلَكَتْ اَيْمَانُكُمْ ۭ اِنَّ اللّٰهَ لَا يُحِبُّ مَنْ كَانَ مُخْتَالًا فَخُوْرَۨا ۙ

اور اجنبی ہمسایہ کے ساتھ اور دوست ہم پہلو کی ساتھ اور مسافر اور غلاموں کیساتھ ۔ بیشک اللہ کو پسند نہیں آتا اترانے والا شیخی مارنیوالا

الَّذِيْنَ يَبْخَلُوْنَ وَيَاْمُرُوْنَ النَّاسَ بِالْبُخْلِ وَيَكْتُمُوْنَ مَآ اٰتٰىهُمُ اللّٰهُ مِنْ فَضْلِهٖ ۭ وَاَعْتَدْنَا لِلْكٰفِرِيْنَ عَذَابًا مُّهِيْنًا ۚ

وہ جو خود بخل کرتے اور لوگوں کو بخل سکھاتے ہیں اور جو کچھ انکو اللہ نے اپنے فضل سے دیا ہے اور سکو چھپاتے ہیں ۔ اور ہمنے منکروں کیلئے ذلت کا عذاب تیار کیا ہے

وَالَّذِيْنَ يُنْفِقُوْنَ اَمْوَالَهُمْ رِئَاۗءَ النَّاسِ وَلَا يُؤْمِنُوْنَ بِاللّٰهِ وَلَا بِالْيَوْمِ الْاٰخِرِ ۭ وَمَنْ يَّكُنِ الشَّيْطٰنُ لَهٗ قَرِيْنًا فَسَاۗءَ قَرِيْنًا ۝

اور وہ جو اپنا مال لوگوں کے دکھانیکو صرف کرتے ہیں اور نہ اللہ پر ایمان رکھتے ہیں اور نہ قیامت کے دن پر اور جسکا ساتھی ہوا شیطان تو برا ہی ساتھی ہے

## ترکیب

احسانا کے نصب میں چند وجہیں جو سورہ بقرہ میں بیان ہوچکیں الجنب بضمتین اور فتح جیم اور سکون نون دونوں طرح سے پڑھا جاسکتا ہے جسکے معنی اجنبی کے ہیں یہ وصف ہے الجار کا ۔ بالجنب کی ب معنی فی ہے یہ حال ہے الذین یبخلون مبتدا خبر مبغضون وغیرہ محذوف والذین ینفقون پر معطوف ہے

## تفسیر

جبکہ خدا تعالیٰ نے مردونکی فضیلت بیان کی اور باہمی میان بیوی کے معاملات کا فیصلہ خاوند کی فضیلت ملحوظ رکھکر فرمادیا تو اسکے بعد تمام بنی آدم کو یہ بات بتلاتا ہے کہ یہ فضیلت دنیاوی ہے اور فضیلت اخروی اور چیز ہے اوسمین نوکر آقا سے بڑھ جاتا ہے اور فقیر بیکس بادشاہ سے اور جو روخاوند سے سو اسلئے اس جگہہ اخروی فضیلت بیان کرتا ہے جو اصل مقصود ہے اور جو ہمیشہ باقی رہیگی ۔

انسانکی اصلی فضیلت کا دو چیز کی تکمیل پر دارمدار ہے ایک **قوت نظریہ** دوسری قوت **عملیہ** اور انہین کی تکمیل کا نام **سعادت** ہے قوت نظریہ کی تکمیل یہ ہے کہ خدا تعالیٰ کو وحدہ لاشریک جانکر خالصًا اوسکی عبادت مین مصروف ہوجاوے جس سے روح پر آئینہ کی طرح آفتاب غیبی کے انوار پڑکر یہ بھی بعد مرون قدوسین کی جماعت مین ملجاوے سو اسکیطرف واعبدوا اللہ الخ مین اشارہ ہے یہان دونون قومونکے لیے اس حکم دائمی مین یہ پہلا حکم ہے قوت عملیہ کی تکمیل دو طرحسے ہے ایک یہ کہ اہل حقوق کیساتھ نیکی اور احسان سے پیش آئے سو اسکی بابت دوسرا حکم ماں باپ کیساتھ احسان اور نیکی کرنیکا دیا وبالوالدین الخ تیسرا حکم عموماً اور اہل قرابت کیساتھ سلوک کرنا علی قدر مراتبہم (۴) یتیمون کیساتھ نیکی کرنا (۵) عموماً ہر فقیر تنگدست کی ساتھ (۶) ہمسایہ قریب کیساتھ (۷) ہمسایہ بعید کیساتھ ۔ قریب سے مراد یا تو اہل قرابت لیا متصل رہنے والا اسیطرح بعید سے مراد اجنبی شخص یا فاصلہ سے رہنیوالا (۸) دوست ہم پہلو کیساتھ بالجنب کے معنے ہم پہلو کے ہیں جو کہ مکتب یا کسی اور کار کے شریک یا رہتے ہین یا جو سفر و حضر مین ہر وقت مصاحب رہتے ہین بعض کہتے ہین اس سے مراد بیوی ہے کہ جو پہلو مین ہی ہے (۹) مسافر کی ساتھ سلوک کرنا (۱۰) غلامون کیساتھ جو ملک و قبضہ مین ہین اور یا ملکت سے ہر جانور ہی مراد ہے اوسکی ساتھ بھی نیکی اور سخاوت کرنی چاہئے ۔ دوسری طرح یہ ہے کہ کسیکو ضرر نہ دے اور بیشتر بنیاد ضرر تکبر و غرور پر ہے اوسکیطرف ان اللہ لا یحب من کان مختالا فخورا مین اشارہ فرمایا ۔ اور زیادہ تر ضرر یہ ہے کہ باوجود نعمت و قدرت کے اہل حقوق کو کچھہ نہ دیا جاوے بلکہ اور دونکو بخل سکھایا جاوے اور دینے کے وقت کے مارے مفلسی ظاہر کیجاوے اسکیطرف الذین یبخلون الخ مین اشارہ ہے یا دیا تو جاوے مگر بیمحل دیے موقع دیا جاوے اوس سے نیت بخیر مقصود ہو نہ صلہ رحمی بلکہ دکھلاوا اسکیطرف والذین ینفقون الخ مین اشارہ ہے یہانتک قوت عملیہ کی تکمیل مین خلل ڈالنیوالی باتین بیان فرمائین پھر قوت نظریہ مین خلل ڈالنیوالی باتین ولا یؤمنون باللہ الخ مین ذکر فرماتا ہے کیونکہ تعرف الاشیاء باضدادہا اس سے عمدہ کونسی روحانی تعلیم ہوگی یا پھر اوصاف ناپسند

وَمَاذَا عَلَيْهِمْ لَوْ اٰمَنُوْا بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ وَاَنْفَقُوْا مِمَّا رَزَقَهُمُ اللّٰهُ وَكَانَ اللّٰهُ بِهِمْ عَلِيْمًا ۝

اور وبکا کیا نقصان ہو جاتا اگر وہ اللہ پر اور قیامت کے دن پر ایمان لے آتے اور خدا کے دیے مین سے کچھ دیتے اور اللہ انسے خوب واقف ہے

اِنَّ اللّٰهَ لَا يَظْلِمُ مِثْقَالَ ذَرَّةٍ ۚ وَاِنْ تَكُ حَسَنَةً يُّضٰعِفْهَا وَيُؤْتِ مِنْ لَّدُنْهُ اَجْرًا عَظِيْمًا ۝ فَكَيْفَ اِذَا

اللہ تو کسی پر ذرہ بھر برابر بھی ظلم نہین کرتا اور اگر نیکی ہوتی ہی تو اسکو دوچند کر دیتا ہے اور اپنے پاس سے بڑا بدلا دیتا ہے پھر کیا ہوگا جبکہ

جِئْنَا مِنْ كُلِّ اُمَّةٍ بِشَهِيْدٍ وَّجِئْنَا بِكَ عَلٰى هٰٓؤُلَآءِ شَهِيْدًا ۝ يَوْمَئِذٍ يَّوَدُّ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا

ہم ہر ایک قوم سے ایک گواہی دینوالا لاوینگے اور تجھکو اے نبی ان لوگون پر گواہ بنا کر لاوینگے - اس دن تو منکر اور جنھون نے

وَعَصَوُا الرَّسُوْلَ لَوْ تُسَوّٰى بِهِمُ الْاَرْضُ ۚ وَلَا يَكْتُمُوْنَ اللّٰهَ حَدِيْثًا ۝

کہ رسول کی نافرمانی کی ہے یہی آرزو کرینگے کہ کاش زمین مین سما جاوین - اور اللہ سے کوئی بات بھی نہ چھپا سکین گے -

## ترکیب

ماذا مبتدا علیہم خبر اور صرف ما مبتدا اور ذا موصول علیہم صلہ مجموعہ بھی خبر ہو سکتی ہے - لو امنوا الخ شرط لم یضرہم خبر محذوف اس سے ترغیب مقصود ہے - تو مصدر بھی ہو سکتا ہے مثقال صفت ہے مصدر محذوف کی اے لا یظلم ظلما قدر مثقال ذرۃ مثقال ذرہ کے وزن ذرہ مصدر اور اوسکی صفت کو حذف کر کے مضاف الیہ کو انکی جگہہ قایم کر دیا وان تک صل تکن تھا نون صرف کثرت استعمال کیوجہ سے حذف کر دیا جاتا ہے کیونکہ نون عنہ اور سکون کیوجہ سے مشابہ وہے اگر حرکت دیجائیگی تو نون حذف ہوگا جیسا کہ لم یکن الذین وغیرہ مین یومئذ کا ظرف یود الذین کفروا وعصوا الرسول اسکا فاعل لو تسوی بہم الخ اسکا مفعول لو بمعنی ان تسوی فعل مجہول الارض مفعول مالم یسم فاعلہ -

## تفسیر

پہلے تھا کہ نہ تو ان لوگونکا اللہ پر ایمان ہے نہ قیامت کے دن پر جو انسانکو عمل خیر کیطرف اور امید ثواب رکھکر اللہ کی راہ مین صرف کرنیکی طرف اور ہر طرح کی نیکی کیطرف برانگیختہ کرتا ہے سو یہہ بڑی بدفضیلتی اور حرمان کا باعث ہے اسلئے یہان بطور ترغیب فرماتا ہے کہ اگر وہ اللہ اور قیامت کے دن پر ایمان لاتے اور اللہ کی راہ مین صرف کرتے تو ان کا کیا بگڑ جاتا؟ یعنی یہہ بات خلاف عقل سلیم نہین نہ اسمین کسی قسم کی مضرت ہے اسپر مجھکو ایک حکایت یاد آئی کسی ملحد نے کسی مومن سے کہا تمہارا اللہ اور قیامت پر ایمان لانا اور خیر و خیرات کرنا فضول ہے کیونکہ نہ کوئی اللہ ہے نہ قیامت پھر دیئے کا ثواب کہان ناحق مال کو فرضی دیکھو سلون پر صرف کرنا اور نماز و روزہ ہر ایک قسم کی عبادت کی تکلیف اٹھانا شر اسباب رنڈی لونڈے مزہ کی باتون سے رکنا عبث ہے اور ضرر صریح مومن نے جواب دیا اگر تیرا ہی کہنا سچ ہو تو بھی ہمارا کچھ نقصان نہین عبادت مین بھی کچھ نہ کچھ فائدہ جسمانی ہے اور نہ ہو نہ سہی کسیقدر تکلیف اور لذائذ فانیہ سے جو ناجائز ہین محروم رہنے مین کچھ قباحت نہین دنیا اور اسکا عیش باد صبا کی طرح آنا فانا گذر جاتی ہے تمام لذتین اور سب عیش عالم خواب کے مزہ سے زیادہ وقعت نہین رکھتے چند روز کے بعد ہم تم دونون برابر ہین اور اگر تیرا کہنا غلط نکلا اور مرنیکے بعد اوس عالم مین ثواب و عذاب کا بازار بھی گرم ہوا اور اللہ اور قیامت حق نکلے تو فرمائے وہان تجھپر چوٹیان پڑینگی یا ہمپر اب محل حظ رہین تو ہے یا ہم؟ یہ سنکر ملحد کو ہوش آگیا اور ایمان لایا اسکے بعد فرماتا ہے اللہ خبردار ہے اور نیز وہ کسی پر ذرہ بھر ہی ظلم نہین کرتا اور جو کوئی نیکی کرتا ہے تو وہ اسکو اپنے فضل سے عالم آخرت مین دوگنا کر کے دکھاتا ہے اور اسکے علاوہ اپنی طرف سے اجر عظیم بھی دیتا ہے پھر نیکی نکرنا اور آخرت کے ساز و سامان سے غافل رہنا سخت غفلت اور صریح بدبختی ہے - یضاعفہا سے اوس عالم کی سعادت جسمانیہ کیطرف اور یؤت من لدنہ سے روح مین اشراق اور نور اور تجلی کی سرور یعنی سعادت روحانیہ کیطرف اشارہ ہے اسکے بعد ایک اور حسرتناک واقعہ جو پیش آنیوالا ہے یاد دلاتا ہے کہ جسروز ہم ہر ایک گروہ کے ہادی کو اوسپر انکی نافرمانی ثابت کرنیکے لئے گواہ بنا کر لائینگے اور تجھکو اے نبی ان مخالفون پر گواہ بنائینگے (اور اسیطرح عقل بھی جو ہر شخص کو بری بات سے مانع تھی گواہی دیگی) تو انکا کیا حال ہوگا ان لوگون نے اللہ اور رسول کے نافرمان ہی آرزو کرینگے کہ کاش ہم زمین مین سما جاوین انکی سب پوشیدہ باتین ظاہر کیجاوینگی - بخاری نے روایت کیا ہے کہ آنحضرت نے اُبی سے فرمایا کہ خدا نے مجھے حکم کیا کہ تجھکو قرآن سنوں اُبی نے کہا کیا خدا نے میرا نام لیا ہے فرمایا ہان اس سے ابی کو ایک وجد ہو گیا پھر آپ نے تین پڑھنی شروع کین جہان تک ہان تو بت پہونچی تو آنحضرت زار زار قوم کی حالت پر رونے لگے اور فرمایا اے اُبی بس کر

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا تَقْرَبُوا الصَّلَاةَ وَأَنتُمْ سُكَارَىٰ حَتَّىٰ تَعْلَمُوا مَا تَقُولُونَ وَلَا جُنُبًا إِلَّا عَابِرِي

اے ایمان والو نشہ کی حالت مین نماز کے پاس بھی نہ جاؤ (یعنی نہ پڑھو) جب تک کہ تم اپنی بات نہ سمجھنے لگو اور نہ ناپاکی کی حالت مین مگر جبکہ

سَبِيلٍ حَتَّىٰ تَغْتَسِلُوا وَإِن كُنتُم مَّرْضَىٰ أَوْ عَلَىٰ سَفَرٍ أَوْ جَاءَ أَحَدٌ مِّنكُم مِّنَ الْغَائِطِ أَوْ لَامَسْتُمُ النِّسَاءَ فَلَمْ

تم مسافر ہو یہانتک کہ غسل کرلو۔ اور اگر تم بیمار ہو یا سفر پر ہو یا تم مین سے کوئی پاخانہ سے ہو کر آوے یا عورتون سے صحبت کی ہو

تَجِدُوا مَاءً فَتَيَمَّمُوا صَعِيدًا طَيِّبًا فَامْسَحُوا بِوُجُوهِكُمْ وَأَيْدِيكُمْ ۗ إِنَّ اللَّهَ كَانَ عَفُوًّا غَفُورًا

پھر تمکو پانی نہ ملے تو تم پاک خاک کا قصد کرو پھر اپنے مونہہ کو اور ہاتھون کو مسح کرلو بیشک اللہ درگزر کرنیوالا معاف کرنیوالا ہے

## ترکیب

وانتم الخ جملہ حال ہے فاعل لاتقربوا سے سکاری جمع سکران حتی تعلموا یعنی الے ان ولا جنبا حال ہے والتقدیر ولا تصلوا جنبا جنب مین جماعت اور ایک نون شامل ہین علی لغۃ فصحی الاعابری ن بسبب اضافت کے گر پڑا یہ بھی حال ہے والتقدیر ولا تقربوہا فی حالۃ الجنابۃ الا فی حال السفر حتی تغتسلوا غایۃ ہے ولا تصلوا جنبا کی وان کنتم شرط مرضی جمع مریض من الغائط مفعول جار لفظ غائط بروزن فاعل ہے غاط یغوط اذا اطمان سے فلم تجدوا معطوف ہے ماقبل پر داخل ہے شرط مین فتیمموا فعل امر تم فاعل صعیدا مفعول طیبا اوسکی صفت جملہ جواب فامسحوا جملہ تفسیر ہے تیمموا کی

## تفسیر

پہلے تہا کہ اگر وہ ایمان لاتے تو انکا کیا نقصان تہا یعنی عقل سلیم کے مقتضے کے برخلاف کرتے ہین گویا کہ وہ دنیا کے نشہ مین مست مدہوش ہین جسطرح کہ مست شراب بیخبر خلاف عقل باتین کرتا ہے یہ بھی کررہے ہین اس مناسبت سے خدا نے مسلمانون کو جسطرح اس نشہ سے منع کیا اسیطرح ظاہری نشہ شراب وغیرہ سے بھی اسجگہ عجب نہی کیساتہ منع فرمایا تم نشہ کی حالت مین نماز نہ پڑہا کرو جب تک کہ تم کو ہوش نہو اور اپنی بات کو سمجھنے نہ لگو گرچہ بظاہر نشہ کی حالت مین نماز پڑہنے کی ممانعت ہے مگر درمزاً نشہ کی بھی برائی ہے کہ یہ ناپاک چیز اس قابل نہین کہ اسکو پی کر دربار الہی مین حاضر ہو پھر سورہ مائدہ مین تو بالکل تصریح کرکے نشہ کی ممانعت کردی اور اسکو ناپاک کہدیا اور یہ اسلئے کہ لوگ اسکے عادی تہے ایسی چیز دنکو تدریج منع کرنا عین حکمت ہے اور اس آیت کا شان نزول یون ہے عبد بن حمید ابوداؤد وترمذی ونسائی وابن جریر وابن المنذر وابن ابی حاتم وحاکم نے روایت کیا ہے کہ عبد الرحمن نے لوگونکی دعوت کی تہی اور ہوقت تک شراب حرام نہ ہوئی تہی لوگون نے کہا ناکہا یا شراب پی اسمین نماز کا وقت آگیا حضرت علی کو پیش امام کیا انہون نے نشہ مین قل یا ایہا الکافرون اعبد ما تعبدون ونحن نعبد ما تعبدون پڑہ دیا تب یہ آیت نازل ہوئی بعض روایات مین ہے کہ عبد الرحمن بن عوف نے نماز پڑہائی تہی بعض مین ہے کہ نماز مغرب کا وقت تہا۔

شان نزول

(۱) لاتقربوا الصلوٰۃ جمہور مفسرین اور امام ابوحنیفہ کے نزدیک الصلوٰۃ سے نماز مراد ہے اور ابن عباس اور امام شافعی کہتے ہین نماز کیجگہ یعنی مسجد کے اندر جانیکی حالت نشہ مین ممانعت ہے

(۲) سکاری جمع سکران اور لغت جو فعلان کے وزن پر آتی ہے اوسکی جمع فعلی آتی ہے سُکر کے معنی لغت مین بند کرنیکے ہین اور نشہ بھی عقل کو بند کردیتا ہے اسلئے اسکو سُکر کہتے ہین جمہور صحابہ وتابعین کے نزدیک شراب کا نشہ مراد ہے ضحاک کہتے ہین نیند کا نشہ مراد ہے کہ نیند کیوقت نماز نہ پڑہو۔ یہ قول ضعیف ہے

فقہ عمل جنابت اور فقہ یہ

(۳) ولا جنبا الا عابری سبیل یہ معنی کہ نماز ناپاکی کی حالت مین پڑہو جسکو جنابت کہتے ہین جب تک کہ غسل نکرلو مگر سفر مین تیمم کرکے پڑہنا کچھ مضائقہ نہین اور گو حضر مین بھی پانی نہ ملنے کی حالت مین تیمم جائز ہے

مگر سفر کی قید اسلئے کہ سفر مین بیشتر پانی نہین ملتا۔ اور جو لوگ لا الصلوٰۃ سے مسجد مراد لیتے ہین انکے نزدیک یہ معنی ہین کہ نہ نشہ کی حالت مین مسجد مین جاؤ نہ جنابت کی حالت مین مگر بطریق گزر جانیکے کچھ مضائقہ نہین یعنی ٹہرو نہین نہ وہان جاکر کچھ عبادت کرو وہان کسی طرف جاتے ہو اور وہانسے رستہ ہو تو نکل جانیکا مضائقہ نہین عابری سبیل کے اونکے نزدیک یہ معنے ہین۔ چونکہ اس آیت مین کسیقدر تیمم کیطرف اشارہ تہا اسلئے اسکے بعد تیمم کے مواقع اور اسکا حکم بیان فرماتا ہے (۴) وان کنتم مرضی الخ چار شخصونکے لئے تیمم کا حکم دیا ایک بیمار کیلئے عام ہے کہ پانی کے استعمال سے ہلاک ہونیکا خوف ہو یا مرض زیادتی مرض کا یہ عام ہے کہ اسکو ضرر کا یقین ہو یا ظن غالب۔ اور یہہ تیمم بھی عام ہے خواہ غسل کیلئے ہو خواہ وضو کیلئے دوسرے مسافر بعض نے سفر کو عام رکہا ہے خواہ وہ سفر ہو کہ جسمین نماز قصر پڑہی جاتی ہے یا نہو بعض کہتے ہین وہی سفر مراد ہے جسمین بھی اگر پانی نہ ملے تو تیمم جائز ہے عام ہے کہ غسل کیلئے ہو یا وضو کیلئے تیسرے پانچانہ پہر نیوالے کیلئے مگر اسجگہ عام حدث مراد ہے خواہ پیشاب خواہ پانچانہ خواہ نیند یا ہوا کا نکلنا سب سے وضو ٹوٹ جاتا ہے اگر پانی نہ ملے تو تیمم کرے چوتہے جماع کرنیوالے کیلئے لا مستم النساء امام ابو حنیفہ وغیرہ کے نزدیک اس سے مراد جماع ہی کیونکہ صرف عورت کو ہاتہ سے چھونے یا بغیر دخول کے باندی برآمد ہونیکو وضو نہین ٹوٹتا جس سے پہر پانی نہ ملنیکو جہہ سے تیمم کرنا پڑے کیونکہ احمد ابن ابی شیبہ ابو داؤد و نسائی وابن ماجہ نے روایت کیا ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم بعض اوقات وضو کرنیکے بعد بھی عائشہ کا بوسہ لیلیتے تہے مگر دوبارہ وضو نہ کرتے تہے بلکہ اوسی وضو سے نماز پڑہ لیتے تہے امام شافعی کے نزدیک اس سے مراد بدن سے بدن کا ملجانا ہے۔ اس سے وضو کرنا پڑیگا ورنہ تیمم رہا جماع سو اسکے لئے غسل ہے اور جو پانی نہ ملے یا کچھ عذر ہو تو تیمم کرے جیسا کہ احادیث عمار و عمران بن حصین و ابی ذر سے ثابت ہے اور عمر بن الخطاب و عبداللہ بن مسعود ابتدا مین فرماتے تہے کہ جنبی کیلئے تیمم نہین صرف وضو کیجگہہ تیمم ہے نہ غسل کیجگہہ پہر اگر جنبی کو پانی نہ ملے تو نماز نہ پڑہے۔ مگر یہہ مذہب صحابہ مین مقبول نتہا جمہور صحابہ اسکے برخلاف تہے فلم تجدوا ماء کی قید چارون قسمون کی طرف رجوع کرتی ہے اور یہی یہ بات کہ اگر بیمار و مسافر وضو یا غسل نہ کرے اور جماع کرنیوالے کیلئے پانی ملے تو اسکو بموجب اس قید کے تیمم نہ چاہئے حالانکہ اونکیلئے گو پانی ملے مگر کسی مرض کے جہہ سے وضو و غسل نہو سکے تو تیمم کا حکم ہے اور اسیطرح مسافر کی کیا قید ہے اگر انسان گہر بیٹہا ہو اور تندرست ہو اور پانی نہ ملے تو تیمم کر سکتا ہے اسکا جواب یہ ہے کہ قید باعتبار اس امر کے ہے کہ یہہ مواقع مین کہیں غالباً تیمم ہوتا ہے اور پانی نہین ملتا تشریح مقام یہہ ہے کہ تیمم کی ضرورت یا حدث اصغر مین پڑتی ہے جیسا کہ پانچانہ پیشاب وغیرہ یا حدث اکبر مین جیسا کہ بیوی سے صحبت کرنا سو ان دونونکو واحد منکم من الغائط (حدث اصغر) او لامستم النساء (حدث اکبر) مین بیان کیا اور یہ ضرورت تیمم وضو اور غسل کرنے پر قادر نہونے سے ہوتی ہے اور یہہ قادر نہونا بیشتر مرض یا سفر کیوجہہ سے ہوتا ہے اسلئے اوسکے مواقع کو سب سے پہلے ان کنتم مرضی او علی سفر مین بیان فرمایا اسلئے سفر مین گر پانی ملے تو تیمم نکرے اور اوسپر علماء نے ان مواقع کو قیاس کیا ہے کہ جہان گرانی قیمت آب یا ڈول رسی نہونیکی وجہہ سے وضو اور غسل پر قادر نہو اسکے بعد تیمم کی ترکیب بیان فرماتا ہے فتیمموا صعیدا طیبا فامسحوا بوجوھکم وایدیکم یہان اسبات کی کچھہ تشریح نہین کہ دو ضربا ری یا ایک امام ابو حنیفہ وغیرہ آئمہ کبار فرماتے ہین اول دفعہ مٹی پر ہاتہہ مار کر مونہہ پہراوی دوسری دفعہ ہاتہہ مار کے کہنیون تک ہاتہون پر پہرا دی جیسا کہ احادیث اور فعل صحابہ و تابعین سے ثابت ہے لفظ ایدیکم کہنے ہین ایک ضرب کافی ہے یعنی ایکبار زمین پر ہاتہہ مار کر مونہہ اور ہاتہہ پر پہرانا کافی ہے جیسا کہ حدیث عمار سے سمجہا جاتا ہے جسکو بخاری و مسلم نے روایت کیا ہے صعیدا کے معنی زمین کے ہین خواہ ریتا ہو یا چکنا پہر ہو یا غبار ہو سب پر تیمم جائز ہے اور طیبا سے مراد یہہ ہے کہ نجس نہو اور یہی مذہب امام مالک ابو حنیفہ اور سفیان ثوری کا ہے اور امام شافعی و احمد کہتے ہین مٹی کے سوا اور کسی چیز سے تیمم درست نہین کیونکہ صعیدا کے معنی زمین اور طیبا کے معنی عمدہ جس پر گہاس اوگنے کی صلاحیت ہو

اس آیت کے شان نزول مین یون آیا ہے کہ آنحضرت مع حضرت عائشہ ایکبار جہاد مین گئے ایک جگہہ پر عائشہ کا گلوبند کہو گیا کہ جو وہ اپنی بہن کا مانگ رسانہ لائین تہین اسپر آنحضرت نے قافلہ کو ٹہہرنیکا حکم دیا ابو بکر نے عائشہ کو جہڑکا کہ تیری وجہہ سے یہان قیام کرنا پڑا نہ پانی ہے نہ اناج لوگ لاتے ہین اسپر آیت تیمم نازل ہوئی [illegible]

اَلَمْ تَرَ اِلَى الَّذِيْنَ اُوْتُوْا نَصِيْبًا مِّنَ الْكِتٰبِ يَشْتَرُوْنَ الضَّلٰلَةَ وَيُرِيْدُوْنَ اَنْ تَضِلُّوا السَّبِيْلَ ۝

کیا تو نے ان لوگون کو نہین دیکھا کہ جنکو کتاب سے بہرہ دیا گیا ہے گمراہی مول لے رہے ہین اور تمکو بہی راہ سے بہکانا چاہتے ہین

وَاللّٰهُ اَعْلَمُ بِاَعْدَآئِكُمْ ۭ وَكَفٰى بِاللّٰهِ وَلِيًّا ۙ وَّكَفٰى بِاللّٰهِ نَصِيْرًا ۝ مِنَ الَّذِيْنَ هَادُوْا يُحَرِّفُوْنَ

اور اللہ تمہارے دشمنونکو خوب جانتا ہے۔ اور اللہ کافی ہے حمایت کیلئے اور اللہ بس ہے مدد کیلئے بعض یہودی ایسے ہی ہین کہ جو بدل ڈالتے ہین

الْكَلِمَ عَنْ مَّوَاضِعِهٖ وَيَقُوْلُوْنَ سَمِعْنَا وَعَصَيْنَا وَاسْمَعْ غَيْرَ مُسْمَعٍ وَّرَاعِنَا لَيًّۢا بِاَلْسِنَتِهِمْ وَطَعْنًا

کلام کو اوسکے موقع سے اور کہتے ہین ہمنے سنا اور نہ مانا اور یہہ کہ سن تو اَن سنی اور راعنا بہی اپنی زبان موڑ کر اور دین مین

فِي الدِّيْنِ ۭ وَلَوْ اَنَّهُمْ قَالُوْا سَمِعْنَا وَاَطَعْنَا وَاسْمَعْ وَانْظُرْنَا لَكَانَ خَيْرًا لَّهُمْ وَاَقْوَمَ ۙ وَلٰكِنْ لَّعَنَهُمُ

عیب لگا نیکو۔ اور کاش وہ سمعنا اور اطعنا اور سن اور ہمپر نظر کرکہتے تو انکے حق مین بہتر اور درست ہوتا لیکن اللہ نے انکو

اللّٰهُ بِكُفْرِهِمْ فَلَا يُؤْمِنُوْنَ اِلَّا قَلِيْلًا ۝

اونپر انکے کفر کیوجہ سے لعنت کردی ہے سو اسلئے بہت ہی کم ایمان لاتے ہین۔

## ترکیب

الم تر فعل وانت فاعل الی الذین مفعول اول یشترون مفعول ثانی من الذین ہادوا خبر ہے مبتدا محذوف کی اے ہم من الذین الخ یحرفون حال ہے فاعل ہادوا سے یا یون کہو من الذین نصیرا سے متعلق ہے اور الذین اوتوا نصیبا کا بیان بہی ہو سکتا ہے عن مواضعہ متعلق ہے یحرفون سے ویقولون معطوف ہے یحرفون پر غیر مسمع حال ہے۔ اور قولا محذوف کی صفت بہی ہو سکتا ہے۔

## تفسیر

جبکہ تیمم کا مسئلہ پہلی آیت مین بیان ہوا تو یہودی علماء نے اپنے ہانکے سخت احکام کے مقابلہ مین اسپر تمسخر کیا اور کہنے لگے پانی سے نجاست کا دور ہونا تو ایک معقول بات تہی یہ خاک پر ہاتہہ مارکے ہاتہہ مونہہ پر پہیرلینے سے کیا ہوتا ہے؟ اس سے معلوم ہوا کہ یہہ شخص یعنی آنحضرت نبی برحق نہین ہوسکتا یہہ زور شور چند روز مین مٹ جائیگا بالخصوص ان مین سے دو یہودی عالم عبد اللہ بن اُبی رئیس المنافقین کے پاس جاکر سلام کی بجو کیا کرتے اور مسلمانونکے دلونمین شکوک ڈالا کرتے تہے اسلئے خدا تعالےٰ نے اونکا ردان آیات مین نازل فرمایا۔ اور چونکہ اول اس سورہ سے یہانتک احکام بیان ہوئے تہے بیچ مین مخالفونکے شکوک و شبہات کا رد اور جہاد فی سبیل اللہ کی ترغیب شروع کرتا ہے تاکہ ایک قسم کی کلام سے مخاطب کی طبیعت پر گرانی نہ پیدا ہو اور اسلیئے قرآن مین یہہ طریقہ رکہا گیا کہ ایک علم کے بعد دوسرا علم بیان ہوتا ہے فرماتا ہے کہ اے نبی دیکہہ جن کو کتاب کا حصہ دیا گیا ہے یعنی فی الجملہ اونکو الہامی شریعت اور کلام انبیاء سے آگاہی ہے وہ باوجود اسکے آیات الٰہی اور دین حق اور اسکے سچے رہبرونپر طعن کرکے گمراہی خریدتے یعنی حاصل کرتے ہین اور لوگونکو گمراہ کرنا چاہتے ہین۔ خود گمراہ ہوا اور دوسرونکو گمراہ کرے یہہ دونون وصف جسمین ہون خدا کی پناہ اسکی شقاوت اور بدبختی کا کیا ٹہکانا ہے۔ پہر فرماتا ہے وہ تمہارے دشمنونکو جانتا ہے وہ تمہارا حامی ہے تم کچہہ انسے خوف نکرو اسکے بعد خصوصاً یہود کی عداوت بد ذکر فرماتا ہے جس سے یہہ بات معلوم ہو کہ وہ کونسی باتین ہین جنسے گمراہی خریدتے ہین اور خود گمراہ ہو کر اورونکو گمراہ کرنا چاہتے ہین

(اول) یحرفون الکلم عن مواضعہ کی ضمیر کلم کیطرف راجع ہے گرچہ قیاس ظاہری بھی چاہتا تھا کہ کلم چونکہ کلمۃ کی جمع مونث ہے جسکی طرف مونث کی ضمیر مواضعہا پھرانی چاہئے تھی مگر چونکہ اس جمع کے حروف مفرد سے کم ہین اور ایسی جمعون مین تذکیر و تانیث دونون طرح ضمیرین جائز ہین قالہ الواحدی

**تحریف** بدلنا کم زیادہ کرنا یا کچھ تاویل فاسد کرنا خواہ زبانی خواہ کتاب مین

**ف** تحریف کی سبب

یہود کے اقبال بلکہ دین کی عمر طبعی ہوچکی تھی اسلئے انمین ایسی ایسی باتین مروج ہوگئین تھین اور یہہ بات صدہا سال سے انمین تھی انکے علماء دنیاوی طمع سے ہر ایک قسم کی تحریف کرتے تھے تاویلات فاسدہ بھی کرتے تھی چنانچہ جن مقامات تورات مین ابتک حضرت مسیح علیہ السلام اور حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی خبر پائی جاتی ہین انکے عجیب و غریب معانی لگاکر ان دونون رسولون کا انکار کرتے ہین اور نفس کتاب مین بھی انہون نے ایسا کیا کہ عہد عتیق کے کسی نسخہ کا بھی اعتبار منصف مزاج کے نزدیک نہین رہا۔ یہہ مانا کہ حوادث دہر اور مخالف بادشاہون کے حملون نے اور حفظ کے دستور نہونے اور قلت کاغذ و کتابت نے بھی عہد عتیق بلکہ عہد جدید کو الٹ پلٹ کردیا مگر کاتبونکی خود غرضیون اور سہو نے بھی ہزارون اختلافات پیدا کردئے۔ اور پھر عیسائیون مین بھی وہی بات باقی رہی جو یہودیون مین تھی یہانتک کہ آنحضرت علیہ السلام کے عہد مین اس طوفان بی تمیزی کا کچھ ٹھکانا ہی نرہا تھا۔ اسلئے اونکے علماء بوقت ہندلال اپنی کتابون سے کیونکر بتا سکتے تھے گرچہ عیسائی علمانے بارہوین تیرہوین صدی عیسوی مین بائبل کی مرمت کرنے مین بہت کچھ کوشش کی مگر جب مقابلہ کیا تو یہہ بھی ہزارون ہی اختلافات باقی رہگئے

آج کل مشنری لوگ اہل اسلام کے مقابلہ مین دیدہ دانستہ اس تحریف کا انکار کرتے ہین اور کہتے ہین ہمکو کوئی اپنی مذہبی کتاب مین ایسا کرسکتا ہے دیکھئے کیا تو اور لوگ اسکی خیانت کب چلنے دیتے ہین؟ یہہ انکار شاید ناواقف لوگون کو گونگو نہ تردد مین ڈالتا ہو مگر جو بائبل سے بخوبی واقف ہین انکی رد پر یہہ ہٹ دہرمی اسبات کا کامل ثبوت ہے کہ اب بھی اس قوم مین عادت قدیمانہ کا اثر باقی ہے

**ف** مشنریون کی سبب

اس مختصر مین گنجایش نہین کہ مین ہر ایک قسم کی تحریف پر سیکڑون شواہد پیش کرون مگر سید راقوال نقل کرکے نمونہ دکھاتا ہون تاکہ ناظرین تصدیق کرسکین

(شاہد اول) متی نے اپنی انجیل کے دوسرے باب تیئیسوین آیت مین لکھا ہے کہ یوسف عیسیٰ کو مصر سے لیکر (ایک شہر مین جسکا نام ناصرت تھا جاکر رہا تاکہ وہ جو نبیون نے کہا تھا پورا ہو کہ وہ ناصری کہلائیگا) حالانکہ کسی نبی کی کتاب مین نہین کہ عیسیٰ ناصری کہلائیگا۔ اور اسلئے **عمفرڈ** رومن کیتھلک نے اپنے رسوالات مطبوعہ لندن ۱۸۳۳ء مین لکھا ہے کہ یہہ استعام

**ف** شاہد دوم

**کرزاسٹم** اپنی نوین تفسیر مین کہتا ہے یہودنے کتب انبیاء کو نہ صرف غفلت سے بلکہ بددیانتی اور عناد سے جلادیا اور کسی مین تبدل کردیا انتہی کلامہ۔ اب اس سے بڑھکر اور کیا ثبوت ہوگا (۲) کتاب خروج کا اکیسوین باب آٹھوین آیت عبرانی تورات کے متن مین ہے کہ جو کوئی اپنی منگیتر سے ناراض ہو اوس کو روا نہین کہ اجنبی قوم کے ہاتھ بیچے بلکہ فدیہ لے اسکے حاشیہ مین ایک نسخہ مین علاوہ یہہ لکھا ہے کہ اسکو اختیار ہے کہ اپنے باپ کے گھر بھیجدے

**ف** شاہد سوم

کتاب احبار کے ۲۵ باب ۲۳ آیت مین ہے کہ جو کوئی شہر پناہ کے اندر اپنا گھر فروخت کرے برس بھر تک چھڑا سکیگا تو ہمیشہ کیلئے مشتری کا ہوگا وہ یوبل کے سال مین چھوٹ نہ جاویگا اسکے حاشیہ مین ایک نسخہ کا بیان ہے کہ یہہ شبہات ہے دیکھئے کس کا اعتبار کیا جاوے احکام مین بھی تحریف پائی گئی (۳) انجیل متی کے ۲ باب ۱۵ درس مین یہہ فقرہ کہ مسیح کو سولی دی اور اسکو کبوتر پر چڑھی ڈالکر اکلوتا بیٹا کہنا کہ نبی کا کہا پورا ہو الحاقی ہے گریسباخ نے اپنی تفسیر کے صفحہ ۳۳۰ و ۳۳۱ جلد ثانی مین دلائل سے اسکا الحاقی ہونا بیان کیا ہے مگر اتنا یہہ فقرہ انجیل مین موجود ہے **یوحنا** کے اول خط کے ۵ باب ۷ درس مین یہہ فقرہ جو تثلیث کی بنیاد ہے تحقیقین بالخصوص صاحب رضا اور گریسباخ اور آدم کلارک اور شولز کے نزدیک قطعاً الحاقی ہے اور وہ یہہ ہین ہین جو آسمان پر گواہی دیتے ہین باپ اور کلام اور روح القدس اور یہہ تینون ایک ہین الخ بائبل مطبوعہ مرزاپور کے حاشیہ مین بھی لکھا ہے کہ یہہ الفاظ کسی قدیم نسخہ مین نہین پائے جاتے حالانکہ متن مین درج ہین۔ زیادہ تحقیق منظور ہو تو مقدمہ تفسیر کو دیکھئے۔

(دوم) یہود آنحضرت کی محفل مین آکر زبان موڑکر مسخر کی نیت سے یہہ کلمات کہہ جاتے سمعنا وعصینا کہ ہمنے سنلیا اور نہ مانا واسمع غیر مسمع کہ سن اُن نبی بات یعنی تجھکو کوئی بات سنتی نصیب ہو ن سمعنا تو پکار کر کہتے عصینا دلمین اور اسیطرح اسمع پکار کر غیر مسمع آہستہ سے اور راعنا زبان دبا کر جس سے راعینا پیدا ہوتا تھا جو گالی ہے اور تفاخر کرتے تھے کہ ہم یہہ باتین کہہ آتے ہین اگر وہ نبی ہوتے تو معلوم کرلیتے اسلئے آنحضرت کو اللہ تعالیٰ نے خبردار کردیا اور ان بے ادبونکے حرکات ناشائستہ پر صبر اور برداشت کرنیکا حکم دیا اور ان بے ادبونکو ادب سکھایا کہ بجائے اسکے یون کہتے تو انکے حق مین بہتر ہوتا تاکہ یہہ شقی ازلی محروم از سعادت ہین +

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اُوْتُوا الْكِتٰبَ اٰمِنُوْا بِمَا نَزَّلْنَا مُصَدِّقًا لِّمَا مَعَكُمْ مِّنْ قَبْلِ اَنْ نَّطْمِسَ وُجُوْهًا فَنَرُدَّهَا عَلٰٓى

اے کتاب والو ایمان لے آو اس چیز پر جو تصدیق کرتی ہے اوسکی جو تمہارے پاس ہے اسسے پہلے کہ ہم بہت سے چہرے بگاڑ دین پہر اونکو

اَدْبَارِهَآ اَوْ نَلْعَنَهُمْ كَمَا لَعَنَّآ اَصْحٰبَ السَّبْتِ ۭ وَكَانَ اَمْرُ اللّٰهِ مَفْعُوْلًا ۝ اِنَّ اللّٰهَ لَا يَغْفِرُ اَنْ

اولٹے دین پیٹھ کیطرف یا اونکو اصحاب سبت کیطرح لعنت کرین ۔ اور اللہ کا حکم ہو کر رہتا ہے بیشک اللہ اسکو نہین بخشیگا

يُّشْرَكَ بِهٖ وَيَغْفِرُ مَا دُوْنَ ذٰلِكَ لِمَنْ يَّشَاۗءُ ۚ وَمَنْ يُّشْرِكْ بِاللّٰهِ فَقَدِ افْتَرٰٓى اِثْمًا عَظِيْمًا ۝

کہ اوسکی ساتھہ شرک کیا جاوے اور اس سے کم کو معاف کردیگا جسکو چاہیگا ۔ اور جسنے شریک بتایا اللہ کا تو اوسنے بڑا ہی طوفان باندھا

## ترکیب

من قبل متعلق ہے امنوا سے علی اولوبارہا حال ہے وجوہا سے ۔ ویغفر جملہ مستانفہ ہے ما دون ذلک مفعول ہے یغفر کا ما دون کے معنے سوا کے ہین اور دون بمعنی کمتر بھی ہوسکتا ہے

## تفسیر

اہل کتاب کے قبائح بیان فرماکر اونکو سعادت دارین کیطرف بلاتا ہے کہ تم ایمان لاؤ ۔ پہلے قبائح بیان کرنا اور پہر اسکی اصلاح کی تدبیر بتلانا حکمت الہامیہ کا دستور ہے کیونکہ طبیب مریض کے امراض مہلکہ کو بیان نہین کرتا اور اسکے مآل کار موت سے نہین ڈراتا تو مریض کی طبیعت تلخ دوا کے پینے پر مائل نہین ہوتی اسلئے ان آیات مین مرض بتاکر علاج بتایا کہ اوس کتاب اور شریعت پر ایمان لاؤ جو تمہارے پاس کی چیز یعنی اصول مذہب اور مضامین ہائے قیمتہ نورات و دیگر کتب انبیاء کی تصدیق کرتی ہے اسمین یہہ اشارہ کہ دین محمدی کوئی ایسی سخت چیز نہین کہ جسکے تسلیم کرنے مین کسی منصف مزاج کو (اپنے دین قدیم کے لحاظ سے بشرطیکہ وہ الہامی ہو اور اسمین تحریفات اور پچھلے مشائخ اور ریفارمرون کی قلمی نہ چڑہی گئی ہو) کچھہ تردد ہو اسکے اصول وہ ہین کہ جنکو عقل الہام کے علاوہ دنیاوی عقلا بہی بصدق دل قبول کرتے ہین ۔ اوسکی ساتھہ اس علاج سے روگردانی کی صورت مین جو کچھہ قباحت پیش آنیوالی تہی اوسکیطرف بہی اشارہ کرکے انکے دلون پر خوف کا کوڑا مار دیا ۔ اور وہ بدنتیجہ دو تہے ایک دنیا کی بربادی اور بداقبالی اور ذلت وخواری جو آسمانی سلطنت سے بغاوت کرنیوالیکو پیش آتی ہے اوسکیطرف من قبل ان نطمس وجوہا علی ادبارہا مین اشارہ فرمایا یعنے ایمان اوس شدنی وسنی پہلے لاؤ کہ جسمین چہرونکو بگاڑکر اونکی پشت کیطرف یعنی اولٹا کردینگے ۔ یعنی وہ جو اقبال اور ترقی ہے اوسکو اولٹ دینگے ۔ مونہہ کا بگاڑنا کنایہ عزت کے بگاڑدینے سے اور پس پشت موڑہہ کو کردینا اوسکی سعادت سے شقاوت کیطرف پہر دینا ہے یہ محاورہ کی بات ہے اب اسمین اسطرف بہی اشارہ ہے کہ ہم تمکو پہر صلی حالت غلامی اور اسیری کیطرف رجوع کردینگے ۔ یا پہر عرب سے ملک شام کیطرف جلاوطن کردینگے چنانچہ اسی شین گوئی کے مطابق یہود و نصاریٰ کو صحابہ کے فتوحات سے یہہ بات تہی جو نمبر ۱ غلامی اور اسیری ہوتی ہے پہلی بار رجوع کردینگے ۔ یا پہر عرب سے ملک شام کیطرف جلاوطن کردینگے چنانچہ اسی شین گوئی کے مطابق یہود و نصاریٰ کو صحابہ کے فتوحات سے یہہ بات تہی جو نمبر ۱ غلامی اور اسیری ہوتی ہے پہلی بار اور یہود مدینہ جلاوطن ہوکر چکی چولہی سہر پر دہر کر شام کو گئے ۔ اور اسمین اسطرف بہی اشارہ ہے کہ انسان اس عالم محسوسات مین من تمیز کو پہنچکر گویا گمنامی ضمائر دیکہکر عالم معقول کیطرف چلتا ہے اگر یہہ ترقی کرتا چلا جاتا ہے تو شہر معقول تک پہنچ جاتا ہے اور جو شہوانی اور حیوانی بالون مین پڑجاتا ہے تو ادہر ہی مونہہ کر بال اولٹ کر پہر اسی عالم کیطرف آجاتا ہے دوسرا عذاب آخرت اسیطرف اولنعنہم کما لعنا اصحاب السبت مین اشارہ کیا کہ جسطرح مین تعدی کرنیوالون پر عہد داؤد علیہ السلام مین ہمنے لعنت کی تہی ایسی ہی تم پر تمہارے دین چونکہ اس اعلان عام سے بعض لوگونکی دلون مین یہہ بات تہی کہ ہم بہت سے گناہ کرچکے ہین اب ہمارا قصور کیونکر معاف ہوسکتا ہے پہر ہمارا اسلام مین داخل ہونا کیا فایدہ دیگا ؟ اسلئے اسکے بعد باستثنا جرم شرک معافی کا اعلان دیا ان اللہ لا یغفر ان یشرک بہ ویغفر ما دون ذلک مگر اسلئے کہ کسیکو حقوق عباد مین یا عمومًا گناہ ہونیپر جرأت نہو لمن یشاء کی قید بہی لگادی کہ جسکو چاہیگا معاف کریگا جسکو چاہیگا نہین

اَلَمْ تَرَ اِلَى الَّذِيْنَ يُزَكُّوْنَ اَنْفُسَهُمْ بَلِ اللّٰهُ يُزَكِّيْ مَنْ يَّشَآءُ وَلَا يُظْلَمُوْنَ فَتِيْلًا ۝ اُنْظُرْ كَيْفَ يَفْتَرُوْنَ

کیا تونے انکو نہیں دیکھا جو اپنے آپکو پاکیزہ کہتے ہین - لیکن پاکیزہ تو جسکو چاہتا ہے اللہ ہی کرتا ہے اور کسی پر تاگے برابر بھی ظلم نہوگا - دیکھہ اللہ پر کیسا

عَلَى اللّٰهِ الْكَذِبَ ۭ وَكَفٰى بِهٖٓ اِثْمًا مُّبِيْنًا ۝ اَلَمْ تَرَ اِلَى الَّذِيْنَ اُوْتُوْا نَصِيْبًا مِّنَ الْكِتٰبِ يُؤْمِنُوْنَ

جھوٹھہ باندھ رہے ہین - اور صریح گناہگاری کیلئے یہہ کافی ہے - کیا تونے انکو نہین دیکھا کہ جنکو کتاب کا ایک حصہ دیا گیا ہے وہ مانتے ہین

بِالْجِبْتِ وَالطَّاغُوْتِ وَيَقُوْلُوْنَ لِلَّذِيْنَ كَفَرُوْا هٰٓؤُلَآءِ اَهْدٰى مِنَ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا سَبِيْلًا ۝ اُولٰۗىِٕكَ

بت اور شیطان کو اور کافرونکو کہتے ہین کہ یہہ لوگ ایماندارونسے راہ راست پر ہین ان لوگون پر

الَّذِيْنَ لَعَنَهُمُ اللّٰهُ ۭ وَمَنْ يَّلْعَنِ اللّٰهُ فَلَنْ تَجِدَ لَهٗ نَصِيْرًا ۝ اَمْ لَهُمْ نَصِيْبٌ مِّنَ الْمُلْكِ فَاِذًا لَّا يُؤْتُوْنَ النَّاسَ نَقِيْرًا ۝

خدانے لعنت کردی ہے - اور جسپر اللہ لعنت کرتا ہے تجکو اوسکے لئے کوئی بھی مددگار نہ ملیگا - کیا اونکا بادشاہی مین کچھ حصہ ہے پھر جب تو ہے کسیکو رائی برابر بھی نہ دینگے

اَمْ يَحْسُدُوْنَ النَّاسَ عَلٰي مَآ اٰتٰىهُمُ اللّٰهُ مِنْ فَضْلِهٖ ۚ فَقَدْ اٰتَيْنَآ اٰلَ اِبْرٰهِيْمَ الْكِتٰبَ وَالْحِكْمَةَ وَاٰتَيْنٰهُمْ مُّلْكًا عَظِيْمًا ۝

کیا لوگونپر اسبات سے حسد کرتے ہین کہ خدانے اونکو اپنے فضل سے کچھ دیا ہے - سو بیشک ہمنے ابراہیم کے خاندان کو کتاب اور حکمت دی تھی اور اونکو بڑا ملک عنایت کیا تھا

## ترکیب

کیف یفترون کیف منصوب ہے یفترون کے سبب اور جملہ محلا منصوب ہے انظر کیوجہ سے ویقولون معطوف ہے یؤمنون پر للذین کفروا متعلق ہے یقولون سے ہؤلاء مبتدا اہدی خبر جملہ مقولہ

## تفسیر

جبکہ پہلی آیت مین بخشش کا اعلان دیا گیا تو اسپر یہود کہنے لگے ہمکو اسکی کیا ضرورت ہے ہم انبیاء کی اولاد اور ابراہیم و اسحاق کی نسل ہین جنپر آتش دوزخ خود حرام ہے اور ہم رات کو گناہ کرتے ہین تو صبح تک خود بخود پاک ہوجاتے ہین اور دنکو کرتے ہین تو شام تک پاک ہوجاتے ہین اور نصاریٰ مین ہی پولوس کا یہہ قول کہ مسیح سب کے گناہ سر اپنے اٹھا کر بہت ہی کچھہ موثر تھا اسلئے یہہ لوگ اپنے آپکو پاک اور جنتی سمجھتے تھے اور اسیطرح برہمنون وغیرہ اور بہت سی اقوام مین ایسے دیکھو سیاہ مین کہ جنپر وہ نازان رہا کرتے ہین چنانچہ اونکی تقلید سے اسلام کے جاہل فرقون مین بھی آجکل یہہ بات پائی جاتی ہے کہین مشہور ہے کہ ہم فلان پیر فلان بزرگ کی اولاد ہین ہمارے گناہ منسوب ہوجاتے ہین ہم خدا کو ایسے دیتے ہین جسطرح کہ یہود دیتے تھے کہ خدا کے فرزند اور اسکے پیارے کہتے اور اقبال نقمی کی پھر اپس آیکی ان حرکات پر امید کرتے تھے اسلئے انکو رد کرتے ہین خدا فرماتا ہے کہ یہ کیون ناحق اپنی تعریفین کرتے اور پاکیزہ ہونیکا دعوی کرتے ہین پاکیزہ تو وہی ہے کہ جسکو اللہ نے توفیق پرہیزگاری کی دی ہے - اسکے بعد حکیمانہ طور پر اونکی خیانت ظاہر فرماتا ہے (۱) انظر کیف یفترون الخ کہ وہ ایسے ایسے دعوی کرکے خدا پر جھوٹھہ باندھتے ہین (۲) اسکے فرزند اور محبوب ہین ہم پر آتش دوزخ حرام ہے اور جھوٹھہ باندھنا بجائے خود اثم مبین ہے (۲) باوجود علم کتاب اور روشنی شریعت کے جو ٹھاتے ہین جس طرح کہ یہود کرتے تھے کہ بت اور طاغوت پر یعنی شیطان پر ایمان لاتے ہین یعنی انکو ماننے والونکو خدا پر ستونپر ترجیح اور فوقیت دیتے ہین چنانچہ یہود مدینہ مین سے حیی بن اخطب کعب بن اشرف مکہ مین اسلئے گئے کہ قریش کو آنحضرت کے لڑنے پر آمادہ کریں اور جب مشرکین نے پوچھا کہ آیا ہم حق پر ہین یا اہل اسلام جو صرف ایک اللہ کی عبادت جائز ٹھہراتے ہین ؟ تو کہدیا کہ تم حق پر ہو - سو یہہ بات اسلئے تھی کہ خدا نے انپر اور انکے کفر کیوجہ سے لعنت کردی ہے وہ قریش کی مدد پر ہو سانکر دشمنان خدا کا کوئی حامی نہین ہو سکتا - یہ عیوب تو ان مین جہل سے متعلق تھے جو قوت علمیہ کا نقصان ہے اسکے بعد قوت عملیہ کا نقصان بیان کرتا ہے اور قوت عملیہ کا سب سے زیادہ نقصان بخل اور حسد ہوتا ہے سو یہود مین دونون وصف تھے (۱) ام لہم نصیب من الملک کیا اونکو ملک کی آرزو کے موافق سلطنت تو کیا اسکا کوئی حصہ بھی ہے اور وجود بخل کے جو منافی سلطنت ہے مل سکتا ہے ؟ اور بخل کی یہ حالت کہ اگر سلطنت مل جائے تو کسیکو نقیر یعنی فرزہ بھی نہ دین (۲) ام یحسدون الناس الخ سو حسد اور روشنی دین پر حسد کرتے ہین کہ یہہ تو ہمارا حصہ تھا انکو کیون ملا اسپر الٰہی دنیا ہے کہ ہمنے ابراہیم کے خاندان مین داؤد و سلیمان کو سلطنت اور نبوت دی تھی تم ابراہیم کے دوسرے خاندان پر کیون حسد کرتے ہو؟

فَمِنْهُمْ مَّنْ اٰمَنَ بِهٖ وَمِنْهُمْ مَّنْ صَدَّ عَنْهُ ؕ وَكَفٰى بِجَهَنَّمَ سَعِيْرًا ۝ اِنَّ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا بِاٰيٰتِنَا سَوْفَ

پہر انمین سے کچھ لوگ تو اس کتاب پر ایمان لائے اور کچھ اوس سے رک گئے - اور کافی ہے جہنم جلانیکے لئے - بیشک جن لوگون نے ہماری آیتون کا انکار کیا ہے

نُصْلِيْهِمْ نَارًا ؕ كُلَّمَا نَضِجَتْ جُلُوْدُهُمْ بَدَّلْنٰهُمْ جُلُوْدًا غَيْرَهَا لِيَذُوْقُوا الْعَذَابَ ؕ اِنَّ اللّٰهَ كَانَ

ہم ابہی اونکو آگ مین داخل کرینگے جبکہ انکی چمڑی گل جاویگی تو اسکے عوض مین ہم اور چمڑی بدل دینگے تاکہ وہ خوب عذاب چکہین - بیشک اللہ

عَزِيْزًا حَكِيْمًا ۝ وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ سَنُدْخِلُهُمْ جَنّٰتٍ تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ خٰلِدِيْنَ فِيْهَا ع

زبردست حکمت والا ہے - اور جو ایمان لائے اور اونہون نے اچھے کام کئے سو اونکو ہم جلد ایسے باغونمین داخل کرینگے کہ جنمین نہرین بہتی ہونگی رہا کرینگے انمین

اَبَدًا ؕ لَهُمْ فِيْهَآ اَزْوَاجٌ مُّطَهَّرَةٌ ۫ وَّنُدْخِلُهُمْ ظِلًّا ظَلِيْلًا ۝

ہمیشہ - اونکے لئے وہان پاک بیوین ہونگی - اور ہم انکو داخل کرینگے ٹہنڈی چہاؤن مین -

## ترکیب

من امن مبتدا منہم خبر مقدم ف مجموعہ جملہ پر داخل ہے سوف نصلیہم جملہ خبر ان کلما شرط بدلنہم جواب والذین الخ مبتدا سندخلہم خبر لہم فیہا الخ جملہ نعت ہے یا حال ہے -

## تفسیر

یہہ اوسی بیان کا متمہ ہے - کہ باوجود اسکے کہ ہمنے خاندان ابراہیم کو خصوصًا نسل اسحٰق و اسرائیل کو کتاب یعنی ظاہر شریعت حکمت یعنے علم اسرار اور ملک عظیم یعنے قدرت دی تہی اسپر بہی اونمین سے کچھ لوگ تو خدا پرست تہے اور کچھ منکر اور مخالف (جیسا کہ تاریخ بنی اسرئیل سے واضح ہوتا ہے) پہر جب اونکا اپنے ایسے انبیاء کی نسبت یہہ حال تہا تو اسے محمد صلی اللہ علیہ وسلم آپکی نسبت انکار اور نکتہ چینی جسقدر ہوئی اس بدبخت ازلی قوم کی حسد کی بہ نسبت کچھ زیادہ نہین - ہم ایسے بدبختون کو جہنم مین جلا دینگے جسطرح دنیا مین اپنی آتش حسد اور عناد مین یہہ نئی نئی رنگ بدلتے ہین اسیطرح عالم آخرت مین انکو عذاب کی صورت ہوگی کہ جب آگ سے ایک جلد جل جاویگی تو دوسری جلد یعنی چمڑی اور پیدا ہوجاویگی - اس سے یہہ غرض نہین ہے کہ کوئی یہہ نہ سمجہے (کہ اگر وہ جہنم مین ڈالے جاوینگے آخر وہ آگ ہر گھڑی دو گھڑی مین جل بہن کر مرجاوینگی یہہ تکلیف منقطع ہوجاویگی) بلکہ وہ جہنم مین ہمیشہ جلتے رہینگی اور ایک جسم کے بعد پہر وہی جسم جلنے کیلئے مبدء غیب سے پیدا ہوگا تاکہ پورا عذاب چکہین اور اس زندگی کو کوئی طبیب مجال اور جلد فانی نہ سمجہے بلکہ یہہ سب ممکن اور اسکے قبضہ قدرت مین ہے کیونکہ ان اللہ کان عزیزا حکیما کہ وہ زبردست بہی ہے یعنے قادر مطلق ہے اور تا دیر قائم رہنے کی اوسکو سیکڑون تدبیرین معلوم ہین کیونکہ وہ حکیم ہے

قرآن کی عادت ہے کہ جہان کہین مخالفونکے لئے عذاب وغیرہ عقوبات دنیا و آخرت بیان کئے ہین اوسکی ساتہہ ہی مطیع لوگونکے لئے ثواب اور صحبت کے نعمایہی بیان ہوئے ہین تاکہ مخاطب کیلئے کامل ترغیب و ترہیب حاصل ہو کر عذاب سے ڈر کر ثواب پر نظر کرکے دنیا اور اوسکے لذائذ فانیہ سے نفرت اور نیکی اور عالم باقی کا شوق دلمین پیدا ہو - یہان اونکے لئے کہ جو ایمان لاکر اچہے کام کرتے ہین یہہ وعدہ ہے کہ ہم اونکو ایسے باغونمین (نہ دنیا کی باغ بلکہ عالم قدس کے باغ) بسا دینگے کہ جنکے نیچے نہرین بہتی ہون گی اور یہہ عیش اونکو دنیا کی عیش کیطرح عالم شباب کیطرح چند روزہ نہوگا بلکہ دائمی اور وہان انکی انس کیلئے عالم قدس کی بیوین ہونگی

إِنَّ اللَّهَ يَأْمُرُكُمْ أَنْ تُؤَدُّوا الْأَمَانَاتِ إِلَىٰ أَهْلِهَا وَإِذَا حَكَمْتُمْ بَيْنَ النَّاسِ أَنْ تَحْكُمُوا

بیشک اللہ تمکو حکم دیتا ہے کہ تم امانتونکو امانت والونکے پاس پہنچا دو اور جب لوگون مین فیصلہ کرو تو

بِالْعَدْلِ ۚ إِنَّ اللَّهَ نِعِمَّا يَعِظُكُمْ بِهِ ۗ إِنَّ اللَّهَ كَانَ سَمِيعًا بَصِيرًا ۝ يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا أَطِيعُوا اللَّهَ وَأَطِيعُوا

انصاف سے کرو۔ تحقیق اللہ تمکو بہت اچھی نصیحت کرتا ہے۔ اللہ سنتا دیکھتا ہے۔ اے ایمان والو فرمانبرداری کرو اللہ کی اور حکم پر چلو رسول کے

الرَّسُولَ وَأُولِي الْأَمْرِ مِنْكُمْ ۖ فَإِنْ تَنَازَعْتُمْ فِي شَيْءٍ فَرُدُّوهُ إِلَى اللَّهِ وَالرَّسُولِ إِنْ كُنْتُمْ تُؤْمِنُونَ بِاللَّهِ وَالْيَوْمِ الْآخِرِ ۚ

اور اپنے فرمانروا ؤنکے۔ پھر اگر کسی چیز مین تمہارا اختلاف ہو جاوے تو اسکو اللہ اور رسول کیطرف رجوع کرو اگر تمکو اللہ اور قیامت کے دن پر ایمان ہے

ذَٰلِكَ خَيْرٌ وَأَحْسَنُ تَأْوِيلًا ۝

یہ اچھی بات ہے اور اسکا انجام اچھا ہے۔

ع ۸

## ترکیب

ان تؤدوا تا دیل مصدر مفعول ثانی ہوا یامرکم کا واذا کا عامل یامرکم ہے یہ سب شرط ان تحکموا اسے بان تحکموا جملہ جواب نعما یعظکم بہ جملہ خبر ان نعما کا ما بمعنے الشی معرفۃ تامہ یعظکم محذوف کی صفت ہے جو مخصوص بالمدح ہے تقدیر نعم الشی شی یعظکم بہ نعم کا فاعل اور ما بمعنی الذی بھی ہو سکتا ہے اسکا بالعد اسکا صلہ اور یہ یہی فاعل نعم ہے اور مخصوص بالمدح محذوف اسے نعم الذی یعظکم بہ تادیۃ للامانۃ اور مانکرہ موصوفہ بھی ہو سکتا ہے تب فاعل مضمر ہوگا اور مخصوص محذوف جیسا کہ بئس للظالمین بدلا

## تفسیر

جبکہ اہل کتاب کی خیانت کا ذکر آیا کہ وہ توراۃ وانجیل کی بشارات کو جو دین محمدی کے برحق ہونیکے لئے گواہی دے رہی ہین چھپا اور محرف کرکے کفار کو جو ہمیشہ سے اچھا بتلاتے ہین تو عموماً اہل اسلام کو ابدالاباد کیلئے امانت داری کا حکم دیا یا یون کہو کہ جب ایمان لانے والون اور اچھے کام کرنیوالونکے لئے جنت اور حیات ابدی کا وعدہ کیا تو اسجگہہ اعمال صالحہ مین جو عمدہ چیز ہے اسکو بیان کرتا ہے یعنی امانت اور عدالت

اس آیت کے شان نزول کی بابت یہہ روایت ہے کہ جب آنحضرت علیہ الصلوۃ والسلام نے مکہ فتح کیا اور کعبہ کے اندر نماز کیلئے جانا چاہا تو عثمان بن طلحہ بن عبدالدار نے کہ جسکے پاس کعبہ کی کنجی تھی قفل بند کر دیا اور کنجی دینے سے انکار کیا حضرت علیؓ نے اسکا ہاتھہ مروڑکر اوسکے ہاتھہ سے کنجی چھین کر قفل کھولا آنحضرت نے اندر جاکر نماز پڑھی آنحضرت عباس نے چاہا کہ یہ کنجی مجھے ملے اسپر یہہ آیت نازل ہوئی تب عثمان کو کنجی واپس دی بعض روایات سے یہہ ثابت ہے کہ آنحضرت نے عثمان سے امانتاً لی تھی اسپر عباس نے اپنی درخواست کی تو یہہ آیت نازل ہوئی اور آپنے فرمایا یہہ ہمیشہ تیرے خاندان کیلئے ہے بجز ظالم کے تجھسے اور کوئی نہین لیگا پھر عثمان نے اپنے بھائی شیبہ کو دی جو آج تک اوسکے خاندان مین چلی آتی ہے

خدا تعالی کو بموجب اپنے اوس وعدے کے (جو اوسنے یسعیا علیہ السلام کی معرفت نبی قیدار کیساتھہ کیا تھا جیسا کہ اب تک کتاب یسعیا کی بیالیسوین باب سے پایا جاتا ہے) یہ منظور ہوا کہ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو آسمانی سلطنت کا دنیا مین قائم کرنیوالا بناوے اور پھر انکے جانشینون کو اس انصاف وعدالت کی کرسی پر بٹھاوے اور تمام دینی معاملات کا فیصلہ انہین کے ہاتھہ سے ہوئے تو اسلئے اولاً امانت کا حکم دیا امانت مصدر میمی ہے جسکا اطلاق مفعول پر ہوتا ہے اور اسکی حقیقت یہ ہے کہ جو کسی کا حق بتعہد ثابت ہو تو اسکو بخوشی خاطر ادا کردے

ف اور ادا امانت اور انصاف کا حکم

اب ان **حقوق** کی تین قسم ہین **اول** اللہ تعالی کے حقوق اُسکی عبادت اور توحید اور شکرگذاری کرنا اور بری باتونسے باز رہنا اور جنکا اوسنے حکم دیا ہے انکو عمل مین لانا پہر یہہ بہی ایک دریا بیکنار ہے اسکا انتہا درجہ اوسکی ذات اور انوار مین محو ہوجانا ہے اور اسکیطرف بہت سی آیات مین اشارہ ہوا ہے منجملہ اونکے یہ ہے انا عرضنا الامانۃ علی السموات والارض الایہ **دوم** تمام مخلوقات کے حقوق اسمین پورا تولنا راز کو افشا نکرنا کسی کی چیز کو مستعار لیکر واپس دینا یا کوئی چیز اوسکے پاس رکہی جاوے اسکو بروقت طلب واپس دینا بیوی کو میانے مال اور آبرو کو محفوظ رکہنا بادشاہون اور ذی اختیارلوگونکو اپنے ماتحتون سے ترحمی پیش آنا ظلم نکرنا علماء کو مسائل اور کتاب الہی کے بیان کرنیمین کمی زیادتی نکرنا انکو تعصبات بیجا سے روکنا گہر والیکو بیوی بچون کے حقوق برابر ادا کرنا اونکی تربیت مین کوشش کرنا وغیرہ وغیرہ باتین کہ جنکی تفصیل کو ایک دفتر چاہئے **سوم** اپنے نفس کے حقوق اسمین امانت یہ ہے کہ روح کو شہوانی لذائذ سے بقدر نکرے گناہون مین مبتلا ہوکر اپنے تئین جہنم مین نہ پہنچاوے غرض جو اسکے لئے دنیا و آخرت مین بہتر ہے غصہ اور شہوت کے نشہ مین آکر اوسکے برخلاف نکرے اور اولاً امانت کا حکم اسلئے دیا کہ جب آپ صلاح پذیر ہوجاویگا تو اسکے بعد اس کرسی پر بیٹہنے کی صلاحیت رکہیگا اسلئے اسکے بعد ثانیاً فیصلون مین انصاف کرنیکا حکم دیا اور سمیع و بصیر ہونا جتلاکر متنبہ کردیا۔ اور یہہ ظاہر ہے کہ اس فیصلہ کیلئے کوئی **قانون آسمانی** ہی ضرور ہے اسلئے اسکے بعد ثالثاً یہہ فرمایا

**ف** اولی الامر کی تعریف

کہ اللہ اور رسول کی اطاعت کرو اور ان فیصلون کو اللہ اور رسول کیطرف رجوع کرو یعنی **قرآن** اور **حدیث** کو دستور العمل بناؤ۔

اور یہہ ظاہر ہے کہ قرآن مجید مین گو بطور اجمال یا قواعد کلیہ ہر ایک قسم کے احکام ہین (اور اس دریا بیکنار سے جسقدر چاہو لجہ فکر مین غوطہ لگاکر موتی نکالو اور اسلیئے قرآنمین ہے تفصیلاً لکل شئ وتبیاناً لکل شئ کہ قرآن مین ہر ایک چیز کا بیان ہے اور احادیث مین بہی آیا ہے کہ اسکے لئے ظہر و باطن اور ہر حد کیلئے مطلع ہے اور اسکے عجائبات کم نہین ہوتے + ہر ایک شخص بقدر فہم ان عجائبات مودوعہ سے مستفید ہوتا ہے اور احادیث جہانتک ہین سب گویا قرآن مجید کی شرح ہین خواہ بطور فعل خواہ بطور قول اور اسلیئے پیغمبر علیہ السلام کے بعد کوئی شخص ایسا نہین کہ صرف قرآن پر بس کرے اور اسکی شرح سنت کیطرف متوجہ نہو یہہ کسی یکلف کا منصب نہین اور اسلیئے نبی علیہ السلام نے فرمادیا کہ بعض پیٹ بہرے پلنگ پر لیٹ یہہ کہنے لگینگے کہ ہمکو قرآن کافی ہے جو اسمین حلال ہے وہی حلال ہے اور جو حرام ہے وہی حرام ہے حالانکہ رسول نے بہی اللہ کیطرح بہت سی چیزین حرام بیان کی ہین منجملہ اونکے گدہا ہے جو گہرون مین رہتا ہے منجملہ اونکے درندون مین سے چنگل والا جانور حرام ہے الخ رواہ ابوداود وابن ماجہ الی قولہ کما حرم اللہ اور چونکہ قرآن کے بایکہ نکتونپر کما ینبغی واقف ہونا نبی کا کام ہے اور ان باریکیون سے حکم کی کوئی نہر جاری کرنا گویا ناواقف کے نزدیک اپنی طرف سے پیدا کرنا ہے اسلئے آنحضرت نے اس تشریح کو از خود بیان کرنا فرمایا۔ اسلئے اطیعوا اللہ واطیعوا الرسول باعادہ اطیعوا ذکر کیا اور اسکے بعد فردوہ الی اللہ والرسول فرمایا) **لیکن** یہہ تمام باتین نہ تو قرآن مین اسطور سے جمع ہوسکتی تہین کہ ہر مخاصمہ کے وقت شخص اوس سے فیصلہ کرلے نہ احادیث مین تمام و کمال تشریح امور غیر متناہی کی ہوسکتی تہی اور دین کی باعتبار ان اصول کی تکمیل ہوچکی ہی الیوم اکملت لکم دینکم آچکا تہا پہر اور رسول کی حاجت نرہی نہ توقع ولائی اسلئے اسکے بعد واولی الامر منکم فرمایا کہ اپنے لوگون مین سے اولی الامر کی بہی اطاعت کرو۔ اولی الامر سے مراد بعض کہتے ہین حکام و سلاطین و قضاۃ وغیرہم ہین کہ جنکو ولایت شرعیہ حاصل ہو شیعہ کہتے ہین ائمہ اثنا عشر مراد ہین بعض کہتے ہین صحابہ اگر غور کیا جاوے تو سب کا نتیجہ یہہ نکلے گا کہ اس سے مراد اہل علم اور شریعت کے مفتی اور مجتہد و مستنبط ہین اور یہی قول جابر بن عبداللہ و مجاہد و حسن بصری و ابو العالیہ و عطاء ابن ابی رباح و ابن عباس و امام احمد کا ہے اور امام مالک و ابو حنیفہ و ضحاک بہی

سلف درود و صلوٰۃ تحریر

وخلیل اللہ کا فعل ہے

جیسا کہ فرمایا ہے

ان الحکم الا للہ امر بہ

یہی فرماتے ہین اور اسکے وجہ جیسا کہ اعلام الموقعین مین حافظ ابن القیم نے بیان کی یہہ ہے کہ بعد نبی علیہ السلام کے امت محمدیہ مین جو کسی اور کا کہنا مانا جاتا ہے تو صرف اُسوقت کہ وہ علم کے موافق حکم دے کتاب وسنت کے بموجب حکم کرے خواہ وہ علما، آپ حکم کرین یا انکے فتوی سے امرا، وسلاطین حکم کرین پس جسطرح کہ علما، نبی علیہ السلام کے پیرو ہین اسیطرح انکے امرا، ہین +

اب جو احکام کہ کتاب وسنت مین بصراحت مذکور ہین ان مین علما، کا قول عامیون پر ماننا فرض واجب ہے اسمین شاید کسیکو بھی اختلاف نہو

اب رہے وہ احکام ومسائل کہ جو بصراحت کتاب وسنت مین نہ پائے جائین بلکہ بحکم تفصیلاً لکل شئی بطور اسرار مودوعہ پردہ الفاظ مین مستور ہون اور علما، مین سے جو غواص اور مستنبط ہین جیسا کہ اگلی آیت مین ہے ولو ردوہ الی الرسول والی اولی الامر منہم لعلمہ الذین یستنبطونہ منہم - اور جنکو مجتہد کہتے ہین وہ ان مسائل کو استنباط اور اجتہاد کرکے نصوص سے ظاہر کرتے ہین آیا اونکی ان مسائل مین بھی پیروی غیر مجتہد لوگون کو چاہئے یا نہین؟ (اور اس پیروی کو عرف فقہا ہین تقلید کہتے ہین) اہل اسلام مین سے جمہور سلف سے خلف تک ان مسائل مین بھی اتباع کرنا واجب اور ضرور کہتے ہین ان چند وجوہات سے اول - ایات مذکورہ مبیناً لکل شی والیوم اکملت لکم دینکم سے یہ بات ثابت ہے کہ قرآن مین خدا تعالی نے خواہ اجمالاً خواہ تفصیلاً خواہ اجمالاً کہ وہ اجمال بھی نظر مجتہد مین تبیان وتفصیل ہے جمیع احکام کو بیان فرماکر کتاب دین کو کامل کردیا اور اسلئے آیندہ کسی اور نبی کی حاجت نرکھی خاتم النبیین فرمادیا (۲) اور یہہ بھی ثابت ہے کہ قرآن وسنت واجب العمل ہے خواہ وہ مسایل کتاب وسنت سے ہمکو معلوم ہون یا نہون وجوب عمل ہمارے علم پر موقوف نہین اگر ایسا ہو تو پھر منصوصات کہ جنکا ہمکو یا عامی کو علم نہو واجب العمل نہین اور فرق بین ذلک بین ومن اراد فسادہ لایخفی علی ارباب العقول - منصوصات وغیر منصوصات مین یہ فرق ہوگا کہ وہ بمنزلہ ایک ایسی خزانہ کے ہین جو گھر مین رکھا ہوا ہر ایک بصیر کو معلوم ہے اور غیر منصوصات بمنزلہ خزانہ مدفون کے جسکو بجز ماہر کے اور کوئی نہین جانتا مگر جسکو خزانہ کی ضرورت ہے تو وہ ضرور اس ماہر کے کہنے پر عمل کرکے اوس سے مستفید ہوگا اسیطرح گنج قرآنی جو مستور ہے اسکے ماہر مستنبط ومجتہد ہین کما لایخفی - ہان یہہ ضرور ہے کہ منصوصات قطعیات ہین اور یہ مسایل ظنیہ ہین کیونکہ اصل مسئلہ کو جو کتاب وسنت مین منصوص ہے مجتہد اصل قرار دیتا ہے اور اس حکم کی احادیث واقول علما، صحابہ سے نیز اپنے دلائل سے ایک علت قرار دیتا ہے پھر دوسری جگہہ اس علت کو دیکھکر وہی حکم ظاہر کردیتا ہے مثلاً قرآن اور آحاد صحیحہ مین شراب کو حرام قرار دیا ہے اب مجتہد نے دیکھا کہ کیون حرام قرار دیا ہے کیا سرخ رنگت سے کیا رقیق ہونے سے کیا تلخی سے پھر دیکھتا ہے کہ یہہ وصف تو اور چیزون مین بھی پائے جاتے ہین اور وہ حرام نہین بس معلوم ہوا کہ نشہ کیوجہ سے اسکو حرام قرار دیا ہے کیونکہ احادیث مین جن چیزونکی شراب بنتی ہے جیسا کہ انگور کا شیرہ انکو نشہ لانیسے پہلے پیغمبر علیہ السلام نے مباح قرار دیا اور صحابہ نے پیا ہے اور نشہ کے بعد اسکا نام شراب کہکر حرام بنایا پس معلوم ہوکہ علت نشہ ہے اور اب بھنگ وچرس وافیون مین بھی نشہ معلوم ہوا تو مجتہد نے کہدیا کہ یہہ بھی حرام ہین اور انکی حرمت شراب کی حرمت مین ضمناً مذکور ہے سو اس تعیین علت مین کبھی مجتہد سے غلطی ہوجاتی ہے اور کبھی وصف خاص کو عام سمجھ لیتا ہے ان احتمالات کیوجہ سے حرمت بھنگ کو ظنی کہتے ہین لہذا ان غلطیون کی اصلاح کیلئے فن اصول فقہ قرار دیا گیا ہے - اور مجتہد کے اس استنباط کو قیاس کہتے ہین + (دوم) یہہ آیت لعلمہ الذین یستنبطونہ اس آیت مین اولی الامر مین سے اونکی طرف رجوع کرنا فرمایا جو استنباط کرتے ہین اور یہہ ظاہر ہے کہ نص کی موجودگی مین استنباط نہین کہتے اگر استنباط جو قیاس کا ہم معنے ہے حجت شرعیہ نہوتا تو مکلف پر اسکیطرف رجوع کرنا واجب نکرتا - اوپر

کہنا اولی الامر سے مراد امرا و لشکر ہین اور استنباط سے مراد محاربات مین تدابیر کا استنباط ہے نص کو بلا وجہ وجیہ خاص کر دینا ہو ایک قسم کا نسخ ہے
(سوم) یہہ آیت کہ جسکی ہم تفسیر لکھ رہے ہین کیونکہ اسمین ہے فان تنازعتم فی شیٔ فردوہ الی اللہ والرسول کیونکہ تنازعہ کیصورت مین جو رد کرنا فرمایا تو یہ وہی صورت ہے کہ جسکا کتاب و سنت مین حکم منصوص نہین کیونکہ اگر منصوص ہوتا تو یہہ تو اطیعو اللہ واطیعو الرسول مین آگیا تھا اور کلمہ ان شرطیہ پر کیا فائدہ دیتا؟ بلکہ خدا تعالی نے وقایع کو دو قسم بنایا ایک وہ کہ انکے احکام منصوص ہین دوم وہ کہ منصوص نہین اول مین تو اطیعو اللہ واطیعو الرسول اور انکے نائب اولی الامر کی اطاعت کا حکم دیا اور دوسری قسم مین اللہ اور رسول یعنی کتاب و سنت کیطرف رد کرنا فرمایا
(چہارم) محمد بن علی الشوکانی نے اپنی مختصر مین لکھا ہے کہ قیاس کا حجت ہونا معاذ کی حدیث سے بھی ثابت ہوتا ہے جبکہ اونکو نبی صلعم نے یمن کا قاضی بنا کر بھیجا تو پوچھا کسطرح سے فیصلہ کروگے عرض کیا کتاب اللہ سے فرمایا اگر کتاب اللہ مین نہ ملے عرض کیا سنت رسول اللہ سے فرمایا اگر وہان بھی نہ ملے عرض کیا تو اپنی راے سے اجتہاد کرونگا۔ اس حدیث کے راوی اور طرق ہمنے ایک جگہہ مستقل طور سے بیان کر دئے ہین انتہی (نیل المرام)
مگر آجکل ایک فرقہ نیا پیدا ہوا ہے جو اپنے آپکو غیر مقلد اور اہل حدیث سے ملقب کرتا ہے اس کا منکر ہے اور اسکے جواب مین وہ آحادیث پیش کرتے ہین جنسے کتاب و سنت پر عمل کرنیکی تاکید اور قیاس مخالف کتاب و سنت کی برائی پائی جاتی ہے لیکن جمہور کو اسسے کب انکار ہے بلکہ کتب اصول فقہ مین احناف و شوافع کے علماء اعلام نے تصریح کر دی ہے کہ اول کتاب اللہ پھر سنت رسول اللہ پھر اجماع امت پھر قیاس اور جو قیاس حدیث کے برخلاف ہو اسپر عمل کرنا درست نہین نہ وہ قیاس درست ہے بلکہ امام اعظم حضرت ابو حنیفہ رض نے تو صحابہ کے قیاس کے مقابلہ مین بھی اپنے قیاس کو معتبر نہ سمجھا چہ جائیکہ حدیث و اجماع کے خلاف ہین۔ اب رہا یہہ (اعتراض کہ چار امام ابو حنیفہ مالک احمد شافعی کو معین کرنا اور آیندہ اجتہاد کا دروازہ بند کرنا اور انہین کی تقلید پر انحصار کرنا اور حنفی شافعی کہلانا بدعت و شرک ہے)
سو یہہ محض تعصب ہے دیکھو باوجودیکہ سیکڑون محدث اور بیشمار حدیث کی کتابین ہین مگر ان مین سے جسطرح صحاح ستہ اور شیخین کو علماء نے منتخب کر لیا ہے اسیطرح انکو بھی اگر وہ بدعت تو یہہ بھی اور جسطرح بخاری و مسلم جیسا محدث ہو جانا ممکن ہے اسیطرح ائمہ اربعہ کیسا مجتہد بھی ہو جانا امکان عقلی رکھتا ہے مگر عادتاً ہونا بوجہ مفقود ہونے شرائط کے مشکل ہے جسلئے دروازہ بند کیا گیا اور چارون مین انحصار ایک انتظامی بات ہے اسپر علماء کا اتفاق ہے جیسا کہ صحیح بخاری کی صحت پر تقلید غیر کے قول کو بلا دلیل علی حسن ظن تسلیم کرنا ہے جو ایک قسم کا تصدیق ہے خواہ وہ غیر مجتہد ہو یا کوئی حکیم ہو یا کوئی اور ہو اور جس قول کو بلا دلیل تسلیم کیا ہے خواہ وہ مسائل فقہیہ مین سے ہو خواہ الٰہیات فلکیات غیرہا امور مین اور مقلد کے پاس دس قول کے برحق ہونیکے لئے بجز حسن ظن کے اور کوئی دلیل نہین ہوتی ہان جسکی تقلید کرتا ہے اسکے پاس ہوتی ہے۔ اب یہہ کیا کم تعجب کی بات ہے کہ تقلید ائمہ اربعہ خصوصاً مسائل فقہیہ پر لوگون نے ہزارون تبرے ہون تقلید کی ہجو ہو اسکا مقابلہ حدیث و کتاب سے کیا جاوے مگر قاضی شوکانی و ابن قیم و ابن حزم و امام بخاری و دیگر اُن لوگونکی تقلید کہ جن سے انکو حسن ظن ہے اسدرجہ پر ہو کہ جسکا بیان نہین تعصب ہے ورنہ اس تقلید کا وجوب اور اسکی حرمت بیان کرنا مخالف کی ذمہ ہے ہان جو کوئی نصوص قرانیہ یا آحادیث کو قیاس کے مقابلہ مین نہین مانتا یا تاویل رکیک کرتا ہے وہ بیشک برا کرتا ہے الٰہی تعصب سے بچاوے +

اَلَمْ تَرَ اِلَى الَّذِيْنَ يَزْعُمُوْنَ اَنَّهُمْ اٰمَنُوْا بِمَآ اُنْزِلَ اِلَيْكَ وَمَآ اُنْزِلَ مِنْ قَبْلِكَ يُرِيْدُوْنَ اَنْ يَّتَحَاكَمُوْٓا اِلَى الطَّاغُوْتِ

کیا تو نے وہ لوگ نہین دیکھے جو دعوی کرتے ہین کہ ہم جو کچھ تجہپر نازل ہوا اور جو تجھسے پہلے نازل ہوا سب پر ایمان رکھتے ہین باوجود اسکے شیطانسے منصفی کرانا چاہتے ہین

وَقَدْ اُمِرُوْٓا اَنْ يَّكْفُرُوْا بِهٖ ۭ وَيُرِيْدُ الشَّيْطٰنُ اَنْ يُّضِلَّهُمْ ضَلٰلًۢا بَعِيْدًا ۝ وَاِذَا قِيْلَ لَهُمْ تَعَالَوْا اِلٰى مَآ اَنْزَلَ اللّٰهُ

حالانکہ اونکو حکم ہوچکا ہے اوس سے منکر ہوجانیکا - اور شیطان چاہتا ہے کہ انکو گمراہ کرکے بہت دور ڈالدے - اور جب اونکو کہا جاتا ہے کہ آو کلام الہی کیطرف

وَاِلَى الرَّسُوْلِ رَاَيْتَ الْمُنٰفِقِيْنَ يَصُدُّوْنَ عَنْكَ صُدُوْدًا ۝ فَكَيْفَ اِذَآ اَصَابَتْهُمْ مُّصِيْبَةٌۢ بِمَا قَدَّمَتْ اَيْدِيْهِمْ

اور رسول کیطرف (فیصلہ کیلئے) تو دیکھتا ہے کہ تجہسے منافق رُکتے ہین کنیچ کر پہر کیا ہوگا کہ جب انپر کوئی مصیبت آپڑیگی انکے برے عملونسے

ثُمَّ جَاۗءُوْكَ يَحْلِفُوْنَ ۚ بِاللّٰهِ اِنْ اَرَدْنَآ اِلَّآ اِحْسَانًا وَّتَوْفِيْقًا ۝ اُولٰۗىِٕكَ الَّذِيْنَ يَعْلَمُ اللّٰهُ مَا فِيْ قُلُوْبِهِمْ

پہر تو تیرے پاس قسم کہاتے ہوئے آوینگے کہ بخدا ہمنے تو فقط بہلائی اور ملاپ چاہا تہا - یہ وہ لوگ ہین کہ خدا انکے دلکی بات جانتا ہے سو تو انسے درگذر کر

فَاَعْرِضْ عَنْهُمْ وَعِظْهُمْ وَقُلْ لَّهُمْ فِيْٓ اَنْفُسِهِمْ قَوْلًۢا بَلِيْغًا ۝

اور انکو نصیحت کر اور انکے حق مین بڑی موثر بات کہہ -

## ترکیب

یریدون حال ہے الذین یزعمون سے انہم اور اسکا معمول قائم مقام دو مفعولونکے ہین وقد امروا حال ہے فاعل یریدون سے ضلالا اسے فیضلو ضلالا اور بمعنی اضلال بہی ہوسکتا ہے فی انفسہم متعلق ہے قل سے

## تفسیر

پہلی آیتون مین تہا کہ اللہ اور رسول کی اطاعت کرو اور قضایا کے فیصلہ انہین کے سپرد کرو یہان اسبا کو ظاہر کرتا ہے کہ ایسی بیہودہ باطن لوگ ہین کہ باوجودیکہ انکو سپاتکا اقرار ہے کہ ہم قرآن اور سب اگلی کتابونپر ایمان رکہتے ہین مگر اسوجہ سے کہ انکے دلون مین نور ایمان نہین صرف ظاہری ایمان ہے قضایا ناپاک اور شیطانی لوگونکے پاس فیصلہ کیلئے لیجانا چاہتے ہین اس امید سے کہ وہ رشوت لیکر یا کسی خاص وجہ سے ہمپر رعایت کرینگے اور اللہ رسول اور انکی جانشینونکی ہان یہ بات کہان ؟ وہان سوا حق کے اور کچھ نہین - انسانکی تاریکی باطن کی یہ پوری علامت ہے کہ وہ معاملات مین انصاف ملحوظ نرکہے اور درصورت نزاع جہگڑے کو اچہے اور خدا پرست لوگونکیطرف سے انہا کر ناخدا ترس لوگونکی طرف باُمید عدالت رجوع کرے ایسی صورت مین اوس کا ظاہری ایمان اور لاف زنی کچھہ فائدہ مند نہین -

مدینہ مین کچھہ اہل کتاب اور کچھہ قبیلہ انصار سے ایسی لوگ بہی تہے کہ جو بظاہر دعوی ایمان کرتے تہے اور جب کبہی معاملہ پڑتا اور کوئی جہگڑا قائم ہوتا تو اسکو کعب بن اشرف یہودی وغیرہ رشوت خوارون کو پیچ بناتے اور جو کوئی انکے کہنا خدا کے کلام اور اسکے رسول کیطرف چلو وہانکا فیصلہ منظور کرنا چاہے تو رسول کو پاس جانیسے اپنی باطنی خیانت کے سبب انکار کرنے لگتے تہے اور جب انپر کوئی سخت اور مصیبت پڑتی تہی جو بیشتر انسانکو اعمال بد کا نتیجہ ہوتا ہے تو اپنے مطلب کیلئے آنحضرت کیخدمت مین دوڑکر حاضر ہوتے اور اُس وقت حاضری کے جہوٹے عذر کرتے اور قسمیں کہاتے کہ یا حضرت ہمنے بعض مصلحتین تہین ورنہ اور کوئی بات نہتی - اسلئے پیغمبر کو حکم دیتا ہے کہ یہ منافق جہوٹے ہین انکے دل کا حال ہمکو خوب معلوم ہے مگر تو انکی ان باتونپر گرفت نکر بلکہ اپنے خلق عظیم کیوجہ سے درگذر کر اور انکو نہایت نرم اور اثر بخش بات سے نصیحت کر تاکہ اونکی طبیعتونمین اثر پیدا کرے - چنانچہ آنحضرت ایسا ہی کرتے تہے جسکا اثر یہ ہوا کہ بہت سے منافق سچے ایماندار ہوگئے - اس آیت مین جسطرح بہت سے فائدہ مند اصول امت کو تعلیم کئے اسیطرح واعظ اور ناصح لوگونکو بہی زمی تلقین فرمائی

وَمَآ اَرْسَلْنَا مِنْ رَّسُوْلٍ اِلَّا لِيُطَاعَ بِاِذْنِ اللّٰهِ ۭ وَلَوْ اَنَّهُمْ اِذْ ظَّلَمُوْٓا اَنْفُسَهُمْ جَاۗءُوْكَ فَاسْتَغْفَرُوا

اور ہمنے ہر ایک رسول کو اسی لئے بھیجا کہ اللہ کے اذن سے اوسکا حکم مانا جاوے - اور کاش وہ لوگ کہ جنہوں نے اپنا برا کیا ہے تیرے پاس آتے اور پھر خدا سے

اللّٰهَ وَاسْتَغْفَرَ لَهُمُ الرَّسُوْلُ لَوَجَدُوا اللّٰهَ تَوَّابًا رَّحِيْمًا ۝ فَلَا وَرَبِّكَ لَا يُؤْمِنُوْنَ حَتّٰى يُحَكِّمُوْكَ

معافی مانگتے اور رسول بھی انکے لئے معافی مانگتا تو وہ اللہ کو معاف کرنے والا مہربان پاتے - پھر تیرے رب کی قسم وہ ہرگز مؤمن نہونگے جب تک کہ تجھکو

فِيْمَا شَجَرَ بَيْنَهُمْ ثُمَّ لَا يَجِدُوْا فِيْٓ اَنْفُسِهِمْ حَرَجًا مِّمَّا قَضَيْتَ وَيُسَلِّمُوْا تَسْلِيْمًا ۝ وَلَوْ اَنَّا كَتَبْنَا عَلَيْهِمْ

آپسکے جھگڑوں میں منصف نہ بنا دینگے پھر اونکے دلمیں تیرے فیصلہ سے کچھ ناراضی بھی پیدا نہو اور اسکو بخوشی قبول ہی کرلیں - اور اگر ہم انپر یہہ بات فرض کردیتے

اَنِ اقْتُلُوْٓا اَنْفُسَكُمْ اَوِ اخْرُجُوْا مِنْ دِيَارِكُمْ مَّا فَعَلُوْهُ اِلَّا قَلِيْلٌ مِّنْهُمْ ۭ وَلَوْ اَنَّهُمْ فَعَلُوْا مَا يُوْعَظُوْنَ بِهٖ

کہ تم اپنے تئیں آپ ہلاک کرو یا اپنے ملک سے نکل جاؤ تو اسکو تو انمیں سے بہت ہی کم لوگ کرتے - اور اگر وہ وہی بات کرتے کہ جس سے انکو نصیحت کی جاتی ہے

لَكَانَ خَيْرًا لَّهُمْ وَاَشَدَّ تَثْبِيْتًا ۝ وَّاِذًا لَّاٰتَيْنٰهُمْ مِّنْ لَّدُنَّآ اَجْرًا عَظِيْمًا ۝ وَّلَهَدَيْنٰهُمْ صِرَاطًا مُّسْتَقِيْمًا ۝

تو انکے لئے بہتر ہوتا اور انکو خوب ثابت قدم رکھتا - اور جب تو ہم اونکو اپنے پاس سے بڑا اجر دیتے اور انکو راہ راست کی ہدایت کرتے

## ترکیب

الا لیطاع موضع نصب میں ہی مفعول لہ ہوکر اور لام ارسلنا سے متعلق ہے باذن اللہ موضع حال میں ضمیر یطاع سے اور مفعول بہی ہوسکتا ہے اسے بسبب مراللہ ولو انہم شرط اذ اسمیں خبر ان عامل ہے جو جاؤک ہے لوجدو اللہ جملہ جواب شرط - فلا وربک لا یومنون میں اول لا زائدہ ہے والتقدیر فوربک لا یومنون اور ممکن ہے کہ دوسرا زائدہ ہو اور قسم نفی اور منفی کے درمیان واقع ہو -

## تفسیر

پہلی آیت میں تھا کہ جب اونکو رسول کیطرف بلایا جاتا ہی تو وہ باوجود ادعاء ایمان کے اس سے اکثر تہی یہاں یہ بات بیان کرتا ہی کہ انکو رسول سے انحراف نکرنا چاہیئے کیونکہ رسول دنیا میں اسلئے بھیجے جاتے ہیں کہ لوگ انکی اطاعت کریں - (۲) پھر انکی بروقت حضوری جھوٹی قسمیں کہانے اور ناحق کی باتیں بنانیکی نسبت فرماتا ہی کہ اگر وہ بجائے اسکے اسوقت رسول کے پاس حاضر ہوکر خدا سے معافی مانگتے اور رسول بھی انکی لئے معافی مانگتا تو خدا غفور رحیم ہی معاف کردیتا - رسول کا معافی مانگنا باعث قبولیت ہے اور تیرا رسول اللہ در آئندہ میں واسطہ ہی اسلئے اسکا ذکر آیا - پھر اس روگردانی اور دعوی ایمانی کی نسبت فرماتا ہی کہ اے نبی ہمکو تیری رب یعنی اپنی ذات کی قسم وہ اس ظاہری ایمان پر ہرگز ان نہون وہ ہرگز مؤمن شمار نہونگے جب تک وہ تجھکو اپنے جھگڑوں میں پنچ اور حکم مقرر نکرینگے اور پھر اس سے دلمیں بھی راضی ہون اور زبان سے بھی تسلیم کریں بیشک انسان جب تک کہ نبی کے حکم پر راضی نہوگا ہرگز مؤمن نہوگا اور اسکی کسی ایک بات کو بھی رد کریگا بشرطیکہ قطعی الثبوت ہو کافر ہوگا - اسکے بعد یہہ بات بتائی کہ ہم رسول کی معرفت سخت اور دشوار حکم بھی نہیں دیتے جس سے وہ رکتے ہیں کیونکہ اگر ہم کوئی ایسا سخت حکم دیتے کہ بنی اسرائیل کیطرح اپنے آپکو قتل کردو یا اپنے ملک سے نکل جاؤ تو اسپر تو بہت ہی کم لوگ عمل کرتے یعنی سچے ایماندار - پھر فرماتا ہی کہ یہہ تو بڑی بات ہے کاش وہ انہیں ہمارے احکام پر عمل کریں تو بھی انکی حق میں بہتر ہو کہ ان خیر الہی سے آخیر تک اس حکمت اور کسیطرف اشارہ ہے جو رسول کی اطاعت پر مترتب ہوتے ہیں اور اسبات کا بھی اظہار ہے کہ اس فرمانبرداری سے اللہ اور رسول کا کچھ فائدہ نہیں بلکہ تمہارا فائدہ

وَمَنْ يُّطِعِ اللّٰهَ وَالرَّسُوْلَ فَاُولٰٓئِكَ مَعَ الَّذِيْنَ اَنْعَمَ اللّٰهُ عَلَيْهِمْ مِّنَ النَّبِيّٖنَ وَالصِّدِّيْقِيْنَ وَالشُّهَدَآءِ

اور جو لوگ فرمانبرداری کرتے ہین اللہ اور رسول کی تو وہ انکے ساتھ ہین کہ جنپر خدا نے کرم کیا ہے یعنی انبیاء اور صدیقین اور شہداء

وَالصّٰلِحِيْنَ ۚ وَحَسُنَ اُولٰٓئِكَ رَفِيْقًا ۝ ذٰلِكَ الْفَضْلُ مِنَ اللّٰهِ ۭ وَكَفٰى بِاللّٰهِ عَلِيْمًا ۝

اور صالحین - اور خوب ہے اون کی رفاقت - یہ فضل ہے اللہ کا اور کافی ہے اللہ کا جاننا

## ترکیب

ومن یطع شرط فاولئک جواب اور ممکن ہے کہ مبتدا خبر ہون من النبیین بیان ہے الذین انعم اللہ علیہم کا حسن کا فاعل اولئک رفیقا تمیز ذلک مبتدا الفضل خبر

## تفسیر

اس سے پیشتر کئی ایک آیتون مین بے درپے اللہ اور اسکے رسول کی فرمانبرداری کی تاکید چلی آتی ہے اور ہر ایک جگہہ اس طاعت کا جداگانہ فائدہ بھی بیان ہوتا آیا ہے چنانچہ اس سے پہلی آیت مین چار فائدہ بیان کئے تھے (۱) لکان خیرالہم (۲) واشد تثبیتا کہ اس سے خوب ثابت قدمی حاصل ہوتی ہے (۳) واذا لاتیناہم الایہ (۴) ولہدیناہم اب اس آیت مین ایک اور سر لطیف کیطرف ایک بڑے فائدہ کے ضمن مین اشارہ کرتا ہے -

**فائدہ** یہہ کہ اللہ رسول کی طاعت کہ جسپر انسان طوعاً و کرہاً مامور کیا جاتا ہے نہ کوئی عبث بات ہے نہ اسمین اللہ اور اسکے رسول کا کچھہ فائدہ ہے کہ وہ زبردستی اپنے بندونسے نوکری یا خدمت لیتا ہے بلکہ اسمین بندونکا ایک بڑا فائدہ ہے وہ یہہ کہ آدمی بسبب غلبہ قوی بہیمیہ کے سعادت آخرت کے سیدھے رستہ پر نہین چل سکتا وہم اور شہوت اور غضب و طمع راہزن بنکر اوس رستہ سے بہکا دیتے ہین بُری باتکو اچھی بناکر دکہا دیتے ہین البتہ اللہ تعالیٰ اپنے فضل سے اپنے ہادی اور رسول بہیجتا ہے جو اسکو سیدھی راہ کیطرف بلاتے ہین کہ ہوشیار اوہر اُدہر نہ مائل ہو سیدھے میرے پیچھے چلو آو عقل و الہام الٰہی کی مشعل لئے ہین مرے قدم بقدم چلے چلو سو جنے اوسکا کہنا مان لیا اور رسول کی فرمودہ پر عمل کیا تو سیدہا منزل مقصود عالم قدس تک پہنچ گیا جہان اوسکے ابرار انبیاء اور صدیقین اور شہداء و صالحین رہتے ہین جہان نہ کچھہ غم ہے نہ رنج بلکہ سرور ابدی اور حیات جاودانی ہے -

اونکے ساتھہ ہونیسے یہہ بات نہین پائی جاتی کہ ان کے درجات مین کچھہ تفاوت نہو جیسا کہ امیر و وزیر و عام رعایا ایک شہر مین ہوتی ہے اور ایک کے دربار مین جداجدا مقامات ہوتے ہین چنانچہ یہی تفاوت خیال کرکے ثوبان غلام آنحضرت نے جو آپ پر عاشق زار رہتا آنحضرت سے عالم آخرت مین جدا رہنے پر رنج ظاہر کیا کہ آپ اعلیٰ مقامات مین ہونگے جہان ہمارا گزر نہوگا اسپر یہہ آیت نازل ہوئی کہ وہان جدائی نہوگی کیونکہ اس عالم مین جبکہ ارواح ناقصہ کو ارواح صافیہ سے محبت و اتباع کا تعلق کامل ہو جاتا ہے تو جب اس عالم کو چھوڑ دوسرے عالم مین جاتی ہین تو اس تعلق کیوجہ سے ان مین انوار تجلیات اسطرح منعکس ہونگے کہ جسطرح باہم آمنے سامنے کی آئینون کی روشنی صفائی کیوجہ سے ایک دوسرے مین چمکتی ہے

**سر لطیف** یہہ ہے کہ ہر چیز اپنے خیر اصلی کیطرف بخود کہنچتی ہے پہر جنکا خیر طبعی عالم قدس اور صحبت انبیاء و صدیقین و شہداء و صالحین ہے وہ انخود اوہر ہی جاتے ہین یہہ معنی ہوئے کہ اللہ اور اسکے رسول کا کہنا وہی مانتے ہین جو ان لوگونکی زمرہ کے ہین برخلاف بدبخت جہنمیون کے -

النبیین نبی کی قوت نظریہ کا (جو اعلیٰ ہے) پرتو اول صدیق ہوتا ہے جسکے صفت اسرار نبوت کی تصدیق کرنا ہے اور قوت عملیہ کا پرتو شہید ہے جسکا کام عالم غیب کے برحق ہونیکی گواہی دینا ہے خواہ قلم سے خواہ زبان سے خواہ جان دینے اور اسلئے شہید کچھہ مقتول فی سبیل اللہ ہی ہین آنحضرت نے منحصر نہین کیا بلکہ عام کردیا - اور جس مین نبی کے سے پورے نہین لیکن وہ پابند شرع اور محب اللہ ہے اسکو صالح کہتے ہین - چونکہ یہ مقام رغبت کا تہا اسلئے مناسب تہا کہ اعلیٰ کو پہلے بیان کیا جاوے اسلئے الصدیقین الخ بیان ہوا اور جو بیوقوف پادری نسمجہہ اسکی غلطی ہے - اسیطرح ان درجات کی کیفیات اور اطاعت کے خلوص معلوم کرنیکے لئے وکفی باللہ علیما تہا یہ

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا خُذُوْا حِذْرَكُمْ فَانْفِرُوْا ثُبَاتٍ اَوِ انْفِرُوْا جَمِيْعًا ۝ وَاِنَّ مِنْكُمْ لَمَنْ لَّيُبَطِّئَنَّ

اے ایمان والو اپنے ہتیار پکڑو پھر کوچ کرو ٹکڑے ٹکڑے ہوکر یا اکٹھے سب ملکر - اور تم مین ایسے بھی ہین کہ جو نکلنے مین سستی کرتے ہین

فَاِنْ اَصَابَتْكُمْ مُّصِيْبَةٌ قَالَ قَدْ اَنْعَمَ اللّٰهُ عَلَيَّ اِذْ لَمْ اَكُنْ مَّعَهُمْ شَهِيْدًا ۝ وَلَئِنْ اَصَابَكُمْ فَضْلٌ

پھر اگر تمپر کوئی حادثہ پہونچیگا تو کہنے لگے گا کہ مجھپر اللہ کی عنایت ہی جو مین تمہاری ساتھہ موجود نہ ہوا اور جو تمپر فضل الہی ہوگا

مِّنَ اللّٰهِ لَيَقُوْلَنَّ كَاَنْ لَّمْ تَكُنْۢ بَيْنَكُمْ وَبَيْنَهٗ مَوَدَّةٌ يّٰلَيْتَنِيْ كُنْتُ مَعَهُمْ فَاَفُوْزَ فَوْزًا عَظِيْمًا ۝

تو ایسا بنکر کہ گویا کبھی تم مین اور اسمین کوئی محبت ہی نہ تھی یہ کہیگا کہ اے کاش مین بھی اونکے ساتھہ ہوتا تو بڑی مراد پاتا

## ترکیب

ثبات جمع ثبۃ بمعنی جماعت اور اسکی اصل ثبوۃ اور تصغیر ثبیۃ یہہ حال ہی فانفروا سے اور اسیطرح جمیعا حال ہے لمن اسم ان لیبطئن من موصولہ یا موصوفہ کا صلہ یا صفت منکم جزاں فان اصابتکم شرط قال الخ جواب اذ ظرف انعم کا کان لم تکن بینکم وبینہ مودۃ جملہ معترضہ ہے لیقولن اور اوسکے مفعول یٰلیتنی الخ مین یہان منادی محذوف ہے یا قوم لیتنی ابو علی ایسی جگہہ منادی محذوف نہین مانتا ہے

## تفسیر

جبکہ اللہ اور اسکے رسول کی طاعت کا حکم موکد ہوچکا اور اسکے فوائد بیان ہوچکے تو منجملہ اون چیزونکی کہ جنپر موافق حکم اللہ اور رسول کی پابندی اور اطاعت ضروری ہے بڑی اصل الاصول بات جہاد ہے اسلئے اوس تمہید کے بعد اسکا حکم دیتا ہے کہ اے ایماندارو ہتیار اٹھاؤ اور دشمن کے مقابلہ کیلئے ایک ایک جماعت ہوکر نکلو یا سب ملکر ایک حذرکم واحدی کہتے ہین حذر سے مراد ہتیار ہین کیونکہ یہہ دشمن سے بچنے اور محفوظ رہنے کا سبب ہین اور درصل حذر کے معنی بچاؤ اور ڈر کے ہین یعنی دشمن سے غافل نہ رہو فانفروا نفر کے معنے کوچ کرنے اور تیار رہونیکے ہین اور ایسے آماوہ جنگ کو گونکو نفیر کہا کرتے ہین یعنی اگر چھوٹی جماعت کہ جسکو سریہ کہتے ہین ضرورت پڑی تو وہ نکلو اور سبکی تو عسکر نکلو لڑائی کا انجام یا فتح و ظفر دشمن کا مال و ملک قبضہ مین آنا یا شکست پانا زخم اٹھانا ہے چونکہ یہہ جنگ دنیاوی بادشاہونکی جنگ نہین جسکی صرف فتحمندی مین فائدہ تصور ہو اور جہان بظاہر فتح نظر نہ آوی یا مشقت و تکلیف دیکھائی دے تو کنارہ کشی اور پہلوتہی کیجائے بلکہ یہہ اوس آسمانی سلطنت کی جنگ ہے کہ جسکی طرف کی انبیاء علیہم السلام خصوصاً یسعیا اور داؤد نے یان حضرت مسیح علیہم السلام خبر دی چکے ہین جس جنگ کا منشا ربوبیت پرستی کی شوکت توڑنا راستی اور تہذیب و توحید کے منانے والونکا منانا جسکی فتح تو فتح ہی مگر شکست مین بھی عالم آخرت کیلئے اس فوج کے سپاہیونکو حیات ابدی اور جنان الفردوس کی دائمی پنشن ملتی ہے سو اسکی شکست کو قہر اور مصیبت اور ہزیمت کو زہر سمجھکر اوسمین سستی نکرنا چاہیے مگر مدینہ مین کچھہ لوگ منافق اور سست ایمان ایسے بھی تھے کہ جو اس جنگ کے شریک ہونمین جیلو جوی اور سستی کرتے اور جو کبھی اس لشکر اسلام پر مصیبت ہزیمت پڑجاتی تھی تو خوش ہوکر یہہ کہتے کہ خدا نے مجھپر بڑی مہربانی کی جو مین اس جنگ مین شریک نہوا اور نہ مجھپر بھی مصیبت آئی وہ اپنے شریک نہونیکو حالت شکست مین انعام الہی سمجھتا ہی اور فتح و نصرت کیوقت تاسف کرکے (اور اپنے آپکو بالکل اجنبی سمجھکر کہ گویا اسمین اور اہل اسلام مین کچھہ تعلق ہی نہین) یہ کہتا ہی کہ کاش مین بھی اونکی ساتھہ ہوتا تو اس غنیمت مین شریک ہوکر بڑا ہی نہال ہوتا آخیر تک اس جملہ کی یہی غرض ہے کہ اے ایماندارونکو ایسا سست ایمان اور حیلہ جو نہ ہونا چاہیے خصوصاً ایسے کام مین کہ جسپر تمہاری سعادت دارین موقوف ہے

فَلْيُقَاتِلْ فِي سَبِيلِ اللّٰهِ الَّذِينَ يَشْرُونَ الْحَيٰوةَ الدُّنْيَا بِالْاٰخِرَةِ ۭ وَمَنْ يُّقَاتِلْ فِي سَبِيلِ اللّٰهِ فَيُقْتَلْ اَوْ

پھر اللہ کی راہ مین ان لوگونکو لڑنا چاہیے کہ جو حیات دنیا کو بیچتے ہین آخرت کے لئے - اور جو کوئی اللہ کی راہ مین لڑے پھر مارا جاوے یا

يَغْلِبْ فَسَوْفَ نُؤْتِيْهِ اَجْرًا عَظِيْمًا ۝ وَمَا لَكُمْ لَا تُقَاتِلُوْنَ فِي سَبِيلِ اللّٰهِ وَالْمُسْتَضْعَفِيْنَ مِنَ الرِّجَالِ

غالب آجاوے سو اسکو ہم اجر عظیم دین گے - اور تمہین کیا ہوا جو نہین لڑتے اللہ کیلئے اور ناتوان مردون

وَالنِّسَاۗءِ وَالْوِلْدَانِ الَّذِيْنَ يَقُوْلُوْنَ رَبَّنَآ اَخْرِجْنَا مِنْ هٰذِهِ الْقَرْيَةِ الظَّالِمِ اَهْلُهَا ۚ وَاجْعَلْ لَّنَا مِنْ

اور عورتون اور بچونکے لئے کہ جو پڑے کہہ رہے ہین کہ ای رب ہمکو ظالم لوگونکے اس شہر سے نکال دے اور ہمارے لئے اپنے ہان سے کوئی

لَّدُنْكَ وَلِيًّا ۙ وَّاجْعَلْ لَّنَا مِنْ لَّدُنْكَ نَصِيْرًا ۝

حمایتی کھڑا کردے اور ہمارے لئے اپنے ہان سے کسیکو مددگار بنادے

## ترکیب

فلیقاتل فعل فی سبیل اللہ اس سے متعلق الذین الخ فاعل - ومن یقاتل شرط فیقتل یا تیہ جواب و مالکم استفہام مبتدا و خبر لا تقاتلون موضع حال مین ہے والمستضعفین معطوف ہے اسم اللہ پر اے وفی سبیل المستضعفین اسے فی تخلیصهم من الرجال الخ انکا بیان ہے الذین یقولون جملہ صفت ہے مستضعفین کی یا منصوب باضمار اعنی

## تفسیر

مشرکین مکہ نے جب آنحضرت اور دیگر ایماندارونپر بیحد ظلم وستم کرنے شروع کئے ایماندارونسے خرید و فروخت بیاہ شادی بند کردی اور ہر کسی ایماندار بلال وصہیب پر کو گرم زمین پر لٹا کر کوڑے مارے جاتے ہین کہین کوئی خاندان کا بزرگان عورتون اور بچونپر جو ایمان لے آئی مین ظلم کر رہا ہے قید مین ڈال رکھا ہے خاص آنحضرت کے قتل کے ہر روز منصوبہ باندہے جاتے ہین جب ایماندارونپر اذیت ہوتی ہے انتہی یہ ہوا کہ مسلمان لوگونکو جب یہ دشت آنرہی تو ہجرت کی اجازت ہوگئی خود آنحضرت اور خلفاء اربعہ اور بہت سے وہ مرد و زن کہ جو مکہ سے نکل سکتے تھے نکل کر مدینہ مین آئے اور بہت سے چھوٹے لڑکے اور غلام اور عورتین اور ضعیف و بیمار یا اور کسی وجہ مین گرفتار ہو مشرکین کی قید مین رہگئے اب یہ سمجھکر کہ مبادا یہ بھی بھاگ کر مدینہ نہ چلے جاوین انپر اور بھی ظلم وستم ہوتا تھا اور سخت قید تھی (عشق الٰہی کی بدولت منجملہ انکے قبول کے کہ جہان جہاد فرض ہوتا ہے ایک یہ بھی موقع تھا اسلئے ان آیات مین خدا تعالیٰ ایماندارونکو طرح طرح سے حمیت دلاکر جہاد پر آمادہ کرتا ہے تاکہ ایماندارون کو کفار کی جور و ستم سے مخلصی ہو اول تو خذوا حذرکم فرمایا تھا پھر یہان فلیقاتل الخ فرماکر و مالکم لا تقاتلون فی سبیل اللہ فرماتا ہے اور ان گرفتارونکی بات نقل کرکے قوت دلاتا ہے

فلیقاتل یعنی اللہ کی راہ مین لڑنا اور جان دینا ہر شخص و ہر لوالہوس کا کام نہین ۵ سوز غم پروانہ مگس را ندہند بلکہ اونکا کام ہے جنھون نے آخرت اور وہانکی نعماء و نعیم باقیہ کیلئے اپنی زندگی دنیا کو بیچ دیا ہے اسکی تمام مزہ اور کل ہوسین خدا کی نذر کر چکے ہین - اگر فلیقاتل کا فاعل اہل الایمان مین غیر قرار دیا جاوے تو الذین الخ اسکا مفعول ہوگا جسکے یہ معنی ہونگے کہ اللہ کی راہ مین ان بدبخت لوگونسے لڑنا چاہئے کہ جو آخرت دیکر دنیا خرید رہے ہین - یشرون مضارع کا صیغہ دونون صورتونمین عجیب لطف دے رہا ہے اسکے بعد یہ بات بتلاتا ہے کہ تم صرف فتحمندی ہی پر اجر آخرت کا حاصل ہونا منحصر نہ سمجھو بلکہ مغلوب و مقتول ہونیکی صورت مین ہم اجر ہی کیا اجرا یعنی اجر عظیم دینگے یعنی شکست مین بھی فتح ہو والکم فرماتا ہے تم کو کیا ہوا کہ جو تم اللہ کی راہ مین نہین لڑتے والمستضعفین الخ کہکر یہ بتلاتا ہے کہ اللہ کی راہ مین لڑنا نا توان مرد عورتون بچون کی خلاصی کے لئے لڑنا ہے ابن عباس کہتے ہین کہ مین اور میری والدہ بھی منجملہ انہین قیدیون کے تھے - الذین یقولون یہ اون قیدیون کا قول نقل کرتا ہے - اسکے بموجب اللہ نے رسول اللہ صلعم کو حمایتی کھڑا کیا کہ آنحضرت نے مکہ فتح کرکے انکو قید سے چھڑایا

اَلَّذِيْنَ اٰمَنُوْا يُقَاتِلُوْنَ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ ۚ وَالَّذِيْنَ كَفَرُوْا يُقَاتِلُوْنَ فِيْ سَبِيْلِ الطَّاغُوْتِ فَقَاتِلُوْٓا

جو ایمان دار ہیں وہ تو اللہ کی راہ میں لڑتے ہیں — اور جو منکر ہیں وہ شیطان کی راہ میں لڑتے ہیں سو تم شیطان کے

ع اَوْلِيَآءَ الشَّيْطٰنِ ۚ اِنَّ كَيْدَ الشَّيْطٰنِ كَانَ ضَعِيْفًا ۝ اَلَمْ تَرَ اِلَى الَّذِيْنَ قِيْلَ لَهُمْ كُفُّوْٓا اَيْدِيَكُمْ

حامیوں سے لڑو بیشک شیطان کا فریب کمزور ہے — کیا تو نے وہ لوگ نہیں دیکھے کہ جنکو ہاتھ روکنے

وَاَقِيْمُوا الصَّلٰوةَ وَاٰتُوا الزَّكٰوةَ فَلَمَّا كُتِبَ عَلَيْهِمُ الْقِتَالُ اِذَا فَرِيْقٌ مِّنْهُمْ يَخْشَوْنَ النَّاسَ كَخَشْيَةِ اللّٰهِ

اور نماز پڑھنے اور زکوٰۃ دینے کا حکم ہوا تھا پھر جب اونپر جہاد فرض ہوا تو انمیں سے ایک فریق تو لوگونسے ایسا ڈرنے لگا جیسا کہ اللہ سے ڈرتے ہیں

اَوْ اَشَدَّ خَشْيَةً ۚ وَقَالُوْا رَبَّنَا لِمَ كَتَبْتَ عَلَيْنَا الْقِتَالَ ۚ لَوْلَآ اَخَّرْتَنَآ اِلٰٓى اَجَلٍ قَرِيْبٍ ۭ قُلْ مَتَاعُ الدُّنْيَا

یا اوس سے بھی زیادہ - اور کہنے لگے اے رب تو نے ہمپر کیلئے جہاد فرض کردیا - کیوں نہ جینے دیا ہمکو ایک وقت قریب تک - تو کہہ دنیا کا سامان بہت کم ہے

قَلِيْلٌ ۚ وَالْاٰخِرَةُ خَيْرٌ لِّمَنِ اتَّقٰى ۣ وَلَا تُظْلَمُوْنَ فَتِيْلًا ۝ اَيْنَمَا تَكُوْنُوْا يُدْرِكْكُّمُ الْمَوْتُ وَلَوْ كُنْتُمْ فِيْ بُرُوْجٍ مُّشَيَّدَةٍ ۭ

اور آخرت بہتر ہے پرہیزگاروں کے لئے اور تمپر کچھ بھی ظلم نہ ہوگا — جہاں کہیں ہوگے موت تمکو آ لے گی گو تم مضبوط برجوں ہی میں کیوں نہ

## ترکیب

فلما کتب شرط اذا فریق الخ جواب اذا یہاں مفاجات کیلئے ہے جو ظرف مکان ہے اور ظرف مکان اس موقع پر اوس اسم کی خبر ہوسکتا ہے جو اسکے بعد ہے وہ یہاں فریق ہے منہم اسکی صفت اور یخشون حال ہے - اور ممکن ہے کہ اذا خبر ہو تب فریق مبتدا اور منہم اوسکی صفت اور یخشون خبر اینما شرط اور ما زائدہ ہے اور این شرطیہ پر تقویت معنی شرط کیلئے بیشتر داخل ہوتا ہے یدرککم جواب -

## تفسیر

اس آیت میں اور طرح جہاد کی ترغیب دیتا ہے وہ یہہ کہ جب کفار شیطانی کام پر لڑتے اور شیطان کی سپاہ بنکر نیکاموں سے روکتی اور موحدین کو ستاتے ہیں پھر ایماندارونکو کیا ہوا جو وہ اللہ کی راہ میں حق پر نہ لڑیں بلکہ جو حقیقی ایماندار ہیں وہ ضرور اسکی راہ میں جان دینا دریغ نہیں کرتے پھر فرماتا ہے کہ شیطانکے گروہ اور جماعت سے لڑو کیونکہ شیطانکی فوج ہمیشہ ہزیمت کھایا کرتی ہے - کہاں فرعون اور کہاں اوسکا لشکر آخر نمرود کا کیا حال ہوا؟ حضرت مسیح کے ستانے والے کیا ہوئے؟

اس آیت میں اور چند اسرار کیطرف اشارہ ہے **اول** یہہ کہ جو لوگ اسلام کی اس تعلیم پر اعتراض کرتے ہیں کہ دنیات اور تعلیم کا سلسلہ تو صرف وعظ و پند اور معجزات پر ہونا چاہئے تھا اس میں مار پیٹ قتال جدال کیسا؟ دیکھو مسیح علیہ السلام نے ایسا نہیں کیا بلکہ صبر برداشت کا حکم دیا ہے اسمیں اسکے جواب کیطرف اشارہ ہے، وہ یہہ کہ ہر چند حق کا اصل منشا یہہ نہیں کیونکہ لا اکراہ فی الدین ہے مگر جب بدتہذیب راستی کے دشمن لوگ اہل حق پر بے انتہا ظلم کرتے اور یہہ چاہتے ہیں کہ اسکو مٹا دیں والذین کفروا یقاتلون فی سبیل الطاغوت تو انکے مقابلہ میں بشرط قوت اگر تلوار اٹھانیکی اجازت نہ دیجائے تو اور کیا کیا جاوے؟ حضرت موسیٰ کو یہہ قدرت قوم کی وجہ سے بہم پہونچی مخالفوں کے ساتھ لڑنیکا حکم دیا گیا اور حضرت مسیح علیہ السلام

بلکہ اونکے حواریون کو یہہ قدرت بہم نہ پہنچی اسلئے بجز صبر کے اور کیا کرتے مگر اسپر بھی آپنے حواریونکو جسارت کہ گرفتار ہوئے ہتیار بندی کا حکم دیا اور ایک حواری کی تلوار سے فریق مخالف کے ایک شخص کا کان اڑگیا۔ انجیل + لوقا۔ اسیطرح مکہ مین جب کہ ایمانداروںکے پاس ساز وسامان نہ تھا نہ مقابلہ کیلئے قوت تھی اور بعض دل چلے صحابہ جیسا کہ عبدالرحمن بن عوف و مقداد و قدامہ بن مظعون و سعد بن ابی وقاص حضرت سے کفار کے ظلم وستم بیان کرکے اجازت مقابلہ کی مانگتے تھے مگر آنحضرت اسی مصلحت الہیہ کیوجہ سے رخصت نہ دیتے تہے اور یہہ فرماتے تھے کہ اپنی اصلاح کیطرف متوجہ رہو نماز پڑہو صدقہ وخیرات دیا کرو چنانچہ اگلی آیت الم تر الی الذین قیل لہم کفوا ایدیکم واقیموا الصلوٰۃ واٰتوا الزکوٰۃ کے شان نزول مین کلبی وغیرہ نے یہی روایت کیا ہے۔ پہر جب مدینہ مین آنحضرت تشریف لیگئے اور صحابہ مہاجرین وانصار کی جانباز قومین اسلام مین داخل ہوئین تو پہران کجرؤنکی تہذیب کے لئے تلوار اٹہانیکا حکم دیا جسمین انکے فعل بد کا جواب کلہ بکلہ دیکر اونکی درستی اور ضعفاء اسلام کی مخلصی کی گئی **حاصل جواب** یہہ کہ جب شیطان کی راہ مین اور دنیاوی اغراض کیلئے لڑنا کسی عقلمند کے نزدیک عیب نہین تو پہر افشار توحید و داوری اور حق کی اعانت کیلئے کیون عیب ہوگا؟ **(دوم)** فتحمندی کا وعدہ ہے گو اسوقت (کہ صرف مدینہ مین مٹھی بہر مسلمان تھے اور تمام روے زمین پر کفر کی گالی گہٹا محیط تہی) اس پیشین گوئی کا ظہور عقل ظاہر بین کے نزدیک محال تہا مگر چونکہ عالم غیب مین یہہ بات مقرر ہوچکی تھی اسلئے بے تردد قرآن نے متعدد مقامات پر اسبات کی صاف صاف خبر دی یہان ان کید الشیطان کان ضعیفا فرمایا یہان ولعلی الذین کلہ فرمایا یہہ تو صاف صاف وعد اللہ الذین امنوا لیستخلفنہم فی الارض کہدیا +

**(سوم)** یہہ کہ صرف لڑنا کوئی عمدہ بات نہین کیونکہ کفار بھی شیطانکی راہ مین لڑتے ہین بلکہ اعلاء کلمۃ اللہ کیلئے ہونا چاہئے اسمین شہرت وشجاعت مقصود نہو الم تر الی الذین یہ انہین جلد بازونکی بات بیان فرماکر اور پھر جہاد مین سستی کرنیسے انپر الزام قایم کرتا ہے کہ تم جہاد فرض ہونیسے پہلے تو یہ کچھ کرتے اور کہتے تھے پہر جب جہاد فرض ہوا تو موتسے ڈرنے لگے اور کہنے لگے کہ کاش ہمپر جہاد فرض نہوتا تو ہم چند مدت اور جیتے گرچہ جہاد کی آرزومند مخلصین لوگ تھے مگر چونکہ منافقین بہی بظاہر انہین مین شامل ہین اسلئے اذا فریق منہم یخشون کہنا درست ہوا یعنی منافق لوگ دشمنونسے ایسا ڈرتے ہین کہ جیسا کوئی خدا سے ڈرتا ہے یا اس سے بہی زیادہ اور جانتے ہین کہ جہاد مین جانا مرجانا ہے اسکے جواب مین نبی کو یہ تعلیم فرماتا ہے کہ انسے کہدے اگر یہہ بہی تسلیم کرلیا جاوے کہ جہاد مین جانا باعث موت اور گہر مین بیٹہنے سے زندگی ہے تو یہہ زندگی کب تک یہانکی نعمتین کیا ہین آخر دار فانی ہے البتہ عیش تو پرہیزگارونکے لئے دار آخرت مین ہے جو کبہی فانی نہین نہ کلفت پر مبنی ہے نہ اسکے بعد کلفت برخلاف لذات دنیا کہ جب تک گرمی اور پیاس کی تکلیف نہ اٹہائی جائے سایہ اور برف کا مزہ نہ آئے اور پہر زیادہ دیر کے بعد طبیعت مکدر ہوجائے + ورنہ دراصل یہہ خیال غلط ہے موت کا وقت مقرر ہے خواہ اسوقت جہاد مین ہو خواہ مضبوط برجون مین بیٹہا ہو خواہ مخواہ آویگی پہر نامردی اور بزدلا پن عبث ہے +

+ انجیل لوقا کے بائیسوین باب ۳۶ درس مین ہے اور جسکے پاس نہو اپنا کپڑا بیچے اور تلوار مول لے + پہر ۴۹ درس مین ہے کہ جب مسیح کو یہود کی جماعت ہتیار بند ہوکر شب کو زیتون کی پہاڑی پر گرفتار کرنے آئے تو حواریون نے اونکے مقابلہ مین تلوار چلانیکی اجازت مانگی یہانتک کہ مخالفین مین سے ایک کا کان کٹ گیا پہر یشوع نے فرمایا یہین تک رہنے دو (کیونکہ یہہ امر شدنی ہے) ۱۲ بلکہ خود مسیح نے رسی کا کوڑا بناکر لوگونکو ہیکل مین سے سودا بیچتے ہوئے نکالدیا +

وَاِنْ تُصِبْهُمْ حَسَنَةٌ يَّقُوْلُوْا هٰذِهٖ مِنْ عِنْدِ اللّٰهِ ۚ وَاِنْ تُصِبْهُمْ سَيِّئَةٌ يَّقُوْلُوْا هٰذِهٖ مِنْ عِنْدِكَ ۭ قُلْ كُلٌّ مِّنْ

اور اگر انکو کوئی بھلائی پہنچے تو کہتے ہین یہہ اللہ کیطرف سے ہے اور اگر انکو کوئی برائی پہونچتی ہے تو کہتے ہین یہہ تیری طرف سے ہے تو کہدے سب کچھ خدا کی طرف سے ہے پھر اس قوم

عِنْدِ اللّٰهِ ۭ فَمَالِ هٰٓؤُلَاۗءِ الْقَوْمِ لَا يَكَادُوْنَ يَفْقَهُوْنَ حَدِيْثًا ۝ مَآ اَصَابَكَ مِنْ حَسَنَةٍ فَمِنَ اللّٰهِ ۘ وَمَآ اَصَابَكَ

کو کیا ہوا کہ جو بات ہی نہین سمجھ سکتے - جو کچھ بھلائی تجھکو پہونچتی ہے تو وہ اللہ کیطرف سے ہے اور جو کچھ تجھکو برائی پہونچتی ہے

مِنْ سَيِّئَةٍ فَمِنْ نَّفْسِكَ ۭ وَاَرْسَلْنٰكَ لِلنَّاسِ رَسُوْلًا ۭ وَكَفٰى بِاللّٰهِ شَهِيْدًا ۝

سو وہ تیرے نفس کی طرف سے ہے - اور ہمنے تجھکو لوگونکے لئے رسول بناکر بھیجا ہے - اور اللہ کی گواہی کافی ہے

## ترکیب

وان تصبہم شرط یقولوا الخ جواب فمال ہٰؤلاء القوم خبر لا یکادون الخ جملہ حال ہے ما اصابک ما شرطیہ واصابک بمعنی یصیبک فمن اللہ جواب

وارسلنا فعل با فاعل ک مفعول للناس متعلق ہے فعل سے رسولا حال موکد

## تفسیر

جہاد سے مونہہ چھپانیوالون کا ایک یہہ بھی بہانہ تھا کہ وہ عالم اسباب پر نظر کرکے جو کچھ کبھی ہزیمت یا تکلیف پیش آتی یا مال جان کا نقصان پہونچتا تھا تو وہ اسکو الزام دینیکے لئے آنحضرت کیطرف منسوب کردیتے تھے کہ یہہ برائی آپ کیوجہ سے پیش آئی اور جو فتح وظفر غنیمت حاصل ہوجاتی تو اسکو کہتے یہہ خدا کیطرف سے غرض یہہ کہ برائی صرف اے نبی تیری وجہ سے پیش آتی ہے اور بھلائی تو مقدر بات ہے جہاد مین بجز برائی کے اور کچھ حاصل نہین اسکا جواب دیتا ہے کہ انسے کہدے اگر تم اسباب سے قطع نظر کرکے مسبب الاسباب و رفاعل حقیقی کیطرف خیال کرتے ہو جیسا کہ حسنہ یعنی فتح وظفر وغیرہ بہتری مین تو ہر چیز کا فاعل حقیقی اور موجد اصلی اللہ ہی ہے پھر برائی اور بھلائی مین تفرقہ کرنا ایک کو بندہ کیطرف ایک کو اللہ کیطرف منسوب کرنا حماقت ہے جسکی نسبت فرماتا ہے فمال ہٰؤلاء القوم لا یکادون یفقہون حدیثا کہ بات ہی نہین سمجھتے

اور اگر عالم اسباب کیطرف نظر کرتے ہو تو نیکی کو جو اللہ کے فضل سے صادر ہوئی ہے بھلائی کا باعث قرار دیکر اللہ کیطرف منسوب کرتے ہو تو سختی اور مصیبت کا باعث تمہاری معصیت اور سوء تدبیری ہے سو اسکو اپنے اعمال بد کا نتیجہ کیون نہین کہتے پس ادب کا مقتضی یہی ہے کہ برائی کو اپنی طرف اور بھلائی کو خدا کیطرف منسوب کرو ورنہ درحقیقت ہر خیر و شر اوسکیطرف سے ہے کیلئے کہ عالم وجود مین ہر چیز یا واجب لذاتہ ہے کہ اسکو کسی بات مین کسیکی حاجت نہین یا ممکن کہ اپنی ذات اور وجود بلکہ جمیع صفات مین واجب الوجود کا محتاج کیونکہ اگر ممکن کا محتاج مانینگے تو ناچار اوسی واجب لذاتہ کا محتاج ماننا پڑیگا ورنہ تسلسل لازم آئیگا اور یہہ مسلم ہے کہ واجب لذاتہ تو صرف ایک شخص ہے جسکو اللہ کہتے ہین اور باقی جو موجود ہے ممکن اور اسکے وجود کا پرتو ہے خواہ اسمین خیر ہو خواہ شر خواہ فعل ہو خواہ قول ہو جوہر ہو خواہ عرض - بعض بادری اس کلام کا مطلب نہ سمجھے اور کل من عند اللہ اور من نفسک مین تعارض سمجھکر قرآن پر اعتراض کر بیٹھے - پھر فرماتا ہے کہ لوگونکا خیر و شر کو تیری طرف منسوب کرنا نادانی ہے آپ تو اے نبی رسول ہین اور ہم اسکی شہادت دیتے ہین -

مَنْ يُّطِعِ الرَّسُوْلَ فَقَدْ اَطَاعَ اللّٰهَ ۚ وَمَنْ تَوَلّٰى فَمَآ اَرْسَلْنٰكَ عَلَيْهِمْ حَفِيْظًا ۝ وَيَقُوْلُوْنَ طَاعَةٌ

جسنے اطاعت کی رسول کی بیشک اسنے اطاعت کی اللہ کی - اور جو پھر گیا تو ہمنے تجھکو انکا نگہبان ہی بنا کر نہین بھیجا ہے - اور کہتے ہین ہمارا کام مان لینا ہے

فَاِذَا بَرَزُوْا مِنْ عِنْدِكَ بَيَّتَ طَآئِفَةٌ مِّنْهُمْ غَيْرَ الَّذِيْ تَقُوْلُ ۭ وَاللّٰهُ يَكْتُبُ مَا يُبَيِّتُوْنَ ۚ فَاَعْرِضْ عَنْهُمْ وَتَوَكَّلْ عَلَى اللّٰهِ

پھر جو وہ تیرے پاس سے باہر جاتے ہین تو انمین سے ایک گروہ جو کچھ تو نے کہا اوسکے برخلاف منصوبہ باندھتا ہے - اور اللہ لکھ رہا ہے اونکی باتون کو - سو تو انسے درگذر اور اللہ پر توکل کر

وَكَفٰى بِاللّٰهِ وَكِيْلًا ۝

اور اللہ کافی ہے کام بنانے والا

## ترکیب

مَنْ شرطیہ فقد اطاع اللہ جواب حفیظا حال ہے کہ مفعول سے علیہم متعلق ہے حفیظ سے فاذا شرط بیت جواب طاعۃ خبر ہے مبتدا محذوف کی اے امرنا طاعۃ یقول حاضر وغائب دونون کیلئے حاضر کیلئے تو آنحضرت کو خطاب ہوگا اور غائب کیلئے تو ضمیر طائفہ کیطرف پھریگی وکلاہما جائز

## تفسیر

پہلے فرمایا تھا کہ ہمنے تجھکو رسول بنایا ہے کہ ہمارے احکام بندونکے پاس پہنچادے اور باقی جو کچھ لوگ چون وچرا کرتے ہین تجھے انسے کیا وہ خدا سے سرکشی کرتے ہین یہان یہہ بات بتلاتا ہے کہ جو تیرا حکم مانتے ہین وہ اللہ کی فرمانبرداری کرتے ہین کیلئے کہ رسول تو واسطہ ہے جسنے اوسکو مانا تو اوسنے اوسکو مانا کہ جسنے وہ بھیجا ہے اور جو نافرمانی کرتے اور طرح طرح کی حجتین اور حیلہ کرکے تیرے حکم سے سرتابی کرتے ہین تو وہ ہماری نافرمانی کر رہے ہین تیرا کام صرف تبلیغ احکام تہا سو تو کر چکا باقی انکا ہدایت پر لانا تیرا ذمہ نہین کہ تو انکے باطن پر بھی ہر وقت مطلع ہو کر نگہبانی کرتا رہے

پھر ان منافقونکی کجروی اور سیاہ باطنی بیان فرماتا ہے کہ تیری روبرو تو سنکر کہدیتے ہین طاعۃ کہ ہمنے قبول کر لیا یا ہمارا شیوہ طاعت ہے (جیسا کہ ہماری زبان مین سنکر لوگ بجا بجایا بسر وچشم کہدیا کرتے ہین) مگر جب ان منافقون کی کوئی جماعت تیری مجلس سے باہر نکلتی ہے تو جو کچھ تو نے فرمایا ہے اسکے برخلاف مین منصوبہ باندھتے ہیں

بیّت تبیت سے مشتق ہے جسکے معنی شب گزاری کرنا اور رات کو گھر مین رہنا ہے اور چونکہ گھر مین خصوصًا رات کو بیٹھکر فکر کرنے اور سوچنے کا عمدہ موقع ملتا ہے اسلئے ہر فکر اور سوچ کرنیکو اور منصوبہ باندھنے کو بیت فلان کہنے لگے - فرماتا ہے خدا انکے ان منصوبون کو انکے نامہ اعمال مین لکھ رہا ہے یعنی انکی اس حرکت سے واقف ہے اونکو سزا دیگا

پھر آنحضرت کو نصیحت فرماتا ہے کہ تو انسے درگزر کر اور خدا پر توکل کر اپنے کسی کاروبار کو اونپر یا کسی اور پر موقوف نہ سمجھ بلکہ اللہ ہی کارساز ہے وہ دم بہر مین اسباب پیدا کر دیتا ہے مدبر عالم وہی ہے ہر کاروبار مین اسکیطرف نظر کرنا چاہئے یہہ چند شفق کیا اسلام کا بگاڑ سکتے اور کیا اسکی مدد کر سکتے ہین ؟

أَفَلَا يَتَدَبَّرُونَ الْقُرْآنَ وَلَوْ كَانَ مِنْ عِنْدِ غَيْرِ اللَّهِ لَوَجَدُوا فِيهِ اخْتِلَافًا كَثِيرًا ۝ وَإِذَا

وہ کیون قرآن مین غور نہین کرتے - اور اگر وہ قرآن خدا کے سوا کسی اور کی طرف سے ہوتا تو اس مین بہت سے اختلافات پاتے

جَاءَهُمْ أَمْرٌ مِنَ الْأَمْنِ أَوِ الْخَوْفِ أَذَاعُوا بِهِ ۖ وَلَوْ رَدُّوهُ إِلَى الرَّسُولِ وَإِلَىٰ أُولِي الْأَمْرِ

اور جبکہ انکے پاس امن یا خوف کی کوئی بات پہنچتی ہے تو اسکو مشہور کر دیتے ہین - اور اگر اوسکو رسول پاس اور اپنے با اختیار لوگون کے

مِنْهُمْ لَعَلِمَهُ الَّذِينَ يَسْتَنْبِطُونَهُ مِنْهُمْ ۗ وَلَوْلَا فَضْلُ اللَّهِ عَلَيْكُمْ وَرَحْمَتُهُ لَاتَّبَعْتُمُ الشَّيْطَانَ إِلَّا قَلِيلًا ۝

پاس پہنچا دیتے تو ان مین سے تحقیق کرنے والے اسکو تحقیق کر لیتے - اور اگر تم پر اللہ کا فضل اور اوسکی رحمت نہوتی تو بجز چند لوگون کے تم شیطان کے تابع ہو گئے ہوتے

## ترکیب

واو شرطیہ لوجدوا جواب اذا جاءہم شرط اذا ذاع یذیع بمعنی افشاء اذاعوا افشاء اور ظاہر کیا یہہ جواب شرط ولو ردوہ ای الامر شرط لعلمہ جواب منہم حال ہے الذین سے یا یستنبطونہ کی ضمیر سے الا قلیلا فاعل ابتعتم سے مستثنیٰ ہے بعض کہتے ہین یہ لعلمہ الذین یستنبطونہ سے مستثنیٰ ہے

## تفسیر

پہلی آیتون مین منافقین کا مکر و کید اور در پردہ دین سے مخالفت بیان کی تھی جسکا باعث صرف یہی تھا کہ وہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر ایمان نہ لاتے تھے نہ قرآن کو کتاب الہی جانتے تھے اسلئے یہان انکے لئے آنحضرت کی نبوت اور قرآن کا کلام الہی ہونا ثابت کرتا ہے اور چونکہ وہ لوگ نہایت بد ذہن اور بلند الطبع تھے انکو قرآنکی اور بیشمار دلائل نہ بتائے گئے جو قرآن مین موجود ہین بلکہ صرف ایک موٹی سی یہ بات صداقت کیلئے بتلائی کہ اگر قرآن خدا کا کلام نہوتا بلکہ خود محمد کا تصنیف کیا ہوتا جیسا کہ وہ سمجھتے ہین تو اسمین اختلاف کثیر پاتے + (اختلاف کثیر) کے معنی **ابو بکر اصم** کے نزدیک ہین پر وہ بہت کچھ مکر و فریب کرتے تھے جنکی وقتاً فوقتاً خدا نے رسول کو قرآن مین اطلاع دی اگر قرآن کتاب الہی نہ ہوتا تو ایسی خبرون مین ضرور بالضرور تفاوت اور اختلاف کثیر واقع ہوتا جیسا کہ قیاسی و تخمینی باتون مین ہوا کرتا ہے اور باوجودیکہ منافقونکی یہ بھی عادت تھی کہ جہان کوئی بات امن و خوف کی انکے کان مین پہنچتی تھی تو بلا تحقیق اسکو مشہور کر دیتے تھے اگر ان باتون مین بھی اختلاف پاتے تو ضرور اسکو بھی مشہور کرتے حالانکہ بجز تسلیم کے کبھی کوئی چارہ ہی نہ ہوا جمہور متکلمین کہتے ہین کہ قرآن باوجودیکہ ایک بڑی ضخیم کتاب ہے اسمین بہت سے علوم ہین کہین انبیاء گذشتہ کے حالات کہین عالم آخرت کا بیان کہین طہارت و نجاست کے مسائل کہین علم الشرائع والاحکام وغیرہ وغیرہ اسکا ظہور آنحضرت سے ہے کہ جنہون نے نہ کبھی کچھ لکھا پڑھا ہے نہ کسی سے تعلیم پائی ہے اسپر روز کے محاربات منافقین کے [illegible] ہر ایک بات مختلف سورتون مین مکرر بیان ہوئی ہے مگر کہین کچھ بھی تفاوت نہوا صریح دلیل ہے کہ یہہ عالم [illegible] کہ جو ہر ایک بھول و چوک سے پاک ہے + **فقیر** کہتا ہے کہ اسکے علاوہ یہہ ہے کہ جو طرز ہدایت ہے وہ ہر جگہ برابر ہے مثلاً یہ دو شعر کہین کی نہ نسبت ہے تو وہین تک کہ جو اصلی ہے نہ یہ کہ حد سے تجاوز کر جاوے جیسا کہ بندہ غصہ مین آکر بالکل صفائی کر دیتے ہین پھر تفاوت کا حکم اور اسراف سے تفاوت اوصاف متضادہ مین ہر ایک جا وہی طرز ہے یہ بات کسی بندہ کے کلام مین پائی نہین جاتی ایسے امور مین اونسے ضرور اختلاف و تفاوت سرزد ہوتا ہے

واذا جاءہم اسکے بعد منافقونکی عادت بیان کرتا ہے کہ وہ امن یا خوف کی بات کو بلا تحقیق مشہور کر دیتے ہین جس سے مسلمانون کا ضرر ہوتا ہے کیونکہ ان دنون مین اہل اسلام اور کفار مین باہم جنگ و جدال کی تیاریان رہا کرتی تھین سو مخالفین کے پاس ایسے جزوں کے پہونچنے سے مسلمانون کی مضرت متصور تھی اسلئے فرمایا کہ اگر وہ ایسی باتون کو رسول یا علماء مستنبطین سے دریافت کر لیا کرتے تو بہتر ہوتا - استنباط طلب نبط اس پانی کو کہتے ہین جو کنوئین سے اول بار نکلتا ہے سو جس بات کو اجتہاد کر کے نکالتے ہین وہ گویا فکر کے الات سے کھود کر نکالی جاتی ہے

---

سلہ اگر ایسے نہوتے تو منافق ہی کیون ہوتے ۱۲ سلہ اگر کوئی کہے کہ قرآن مین اختلاف ہے کیونکہ کہین ہے کہ خدا کو دیکھین گے پھر ہے لا تدرکہ الابصار کہ اسکو کوئی بصر و ادراک نہین کر سکتی کہین ہے تسئلن کہ ہم سے سوال کرینگے پھر ہے لا یسئل عن ذنبہ انس ولا جان کہ کسی سے گناہ سوال نہوگا پانچ بعض دوسرے بائیبل کے اختلافات کثیرہ کے جواب مین ایسے اختلافات قلیل کنوئے ہین اسکا جواب یہہ ہے کہ ان آیات مین ہرگز اختلاف نہین اسکی تشریح انکے مواقع مین موجود ہے بخلاف اختلافات بائیبل کے ۱۲ منہ سلہ انگلیہ سے قیاس کا جو استنباط کا ہم معنی ہے حجت شرعیہ ہونا ثابت ہے اسمقام پر امام رازی تفسیر کبیر مین فرماتے ہین ان للعامی یجب علیہ تقلید العلماء فی احکام الحوادث کہ عامی پر علماء کی تقلید واجب ہے احکام حوادث مین ۱۲ منہ

فَقَاتِلْ فِي سَبِيلِ اللّٰهِ ۚ لَا تُكَلَّفُ إِلَّا نَفْسَكَ وَحَرِّضِ الْمُؤْمِنِينَ ۖ عَسَى اللّٰهُ أَنْ يَكُفَّ بَأْسَ الَّذِينَ كَفَرُوا

پھر لڑ اللہ کی راہ مین تو ذمہ دار نہین کیا گیا مگر اپنی ہی جان کا اور رغبت دلا ایمانداروں کو عنقریب ہے کہ اللہ کافرون کی جنگ کو

وَاللّٰهُ أَشَدُّ بَأْسًا وَأَشَدُّ تَنْكِيلًا ۝ مَنْ يَشْفَعْ شَفَاعَةً حَسَنَةً يَكُنْ لَهُ نَصِيبٌ مِنْهَا ۖ

روک دے اور اللہ کی سخت لڑائی ہے اور سخت عذاب ہے - جو کوئی سفارش کرتا ہے نیک کام مین تو اسکو بھی اسمین سے ایک حصہ ملتا ہے

وَمَنْ يَشْفَعْ شَفَاعَةً سَيِّئَةً يَكُنْ لَهُ كِفْلٌ مِنْهَا ۗ وَكَانَ اللّٰهُ عَلَىٰ كُلِّ شَيْءٍ مُقِيتًا ۝

اور جو کوئی سفارش کرتا ہے بری بات مین تو اسپر بھی اوسمین سے ایک بوجھ ہوگا اور اللہ تو ہر چیز پر قادر ہے

## ترکیب

فقاتل مین ف عاطفہ ہے فیقاتل فی سبیل اللہ پر یا قاتلوا پر لا تکلف حال ہے فاعل قاتل سے الا نفسک مفعول ثانی ہے لا تکلف کا اور اول ضمیر مخاطب ہے باسا وتنکیلا تمیز ہین اللہ شد سے من یشفع شرط یکن لہ نصیب منہا جواب مقیت مین ی وسے بدل ہے جو اصل مین مفعل ہے قوت سے

## تفسیر

پہلی آیت مین تھا کہ منافق لوگ بلا تحقیق خبرین اوڑا کرتے ہین کہ فلان قوم مسلمانون پر چڑھ آئی ہے انہون نے ایسی تیاری کی ہے تمام عرب عنقریب مدینہ کو آکر غارت کردیگا جس سے بیشتر عام مسلمانون کے دلون مین خلجان پیدا ہوتا تھا اور ایک قسم کی پست ہمتی جو عادتاً انسانکو اپنی بے سروسامانی اور مخالفین کے سامان اور زبو سے پیدا ہوتی ہے پیدا ہوتی تھی اسلئے آنحضرت کو فرمایا کہ تو اللہ کی راہ مین لڑ شر و فتنہ کے مٹانے پر اوسکو بعمل پر کر ہمت بندھ اور اگر کوئی تیرا ساتھ نہ دے تو کچھ پروا نہین تو اوسکا ذمہ دار نہین (خدا کے اوس وعدہ کے اعتماد پر جو اسنے اپنے رسول سے کیا تھا تن تنہا آنحضرت علیہ السلام مدینہ سے نکلکر مکہ مین کے مشرکون اور بت پرستون کی بت پرستی مٹانے اور لڑنے پر آمادہ تھے چنانچہ بدر صغری مین ابوسفیان کے مقابلہ مین تنہا نکلے پیچھے دیکھا تو صرف ستر آدمی ساتھ آرہے تھے) و حرض المؤمنین چونکہ اس جہاد مین بھی طرف اشارہ ہوا ہے اور زیر مین ہی اگر اس بے سروسامانی پر یہ عزم و ہمت آپکی صرف اس اعتماد پر تھی جو عادتاً کوئی عقلمند ایسا قصد ہی نہین کرسکتا اور آپکے اس عزم کا اثر صحابہ کے دلمین بالخصوص ابوبکر صدیق کے دلمین پیدا ہوا کہ آپکے بعد عربون کی تھوڑی جمعیت سے ہرقل شاہ روم کا مقابلہ کیا کہ جو اس وقت یورپ اور ایشیا کے اکثر ملکون کا بادشاہ تھا پھر یہ فتوحات اگر اوس وعدہ الٰہی کا ظہور نہ تھا تو اور کیا بات تھی؟ بلکہ ہمت مگر مسلمانون کو جہاد کی ترغیب ہے کیونکہ یہ نیک کام ہے اسلئے کہ اس جہاد کا منشا اصلی دنیا کو بدی سے پاک کرنا اور زمین پر آسمانی سلطنت قائم کرکے شر و فساد کا مٹانا ہے پھر اس سے بڑھکر کون سا نیک کام ہوگا؟ اور جو کوئی نیک کام مین رغبت دلاتا ہے یا سفارش کرتا ہے اسکو بھی اس مین سے ثواب کا حصہ ملتا ہے جسطرح کہ بری بات کے لئے رغبت دلانے اور سفارش کرنیوالیکو بری بات کا جو گناہ ہے اوسکا حصہ ملتا ہے

عسی اللہ اپنے رسول سے وعدہ کرتا ہے کہ ہم عنقریب کفار کے شر کو روکدینگے - آنحضرت کی ترغیب اور خدا کے وعدہ کا اثر تھا یہ کیا کہ تخمیناً چالیس برس کے عرصہ مین دنیا پر کوئی ایسی بت پرست و کافر سلطنت باقی نہ رہی کہ جو آسمانی سلطنت کا مقابلہ کرے اور ہرچہار اطراف سے لیکر چین تک اور ہرکوہ قاف اور از ہجاز لیکر افریقیہ تک ملک کے ملک اوس جھنڈے کے تلے آگئے جو مدینہ مین خدا نے قائم کیا تھا - اب اس سے بڑھکر کونسا معجزہ اور کونسی دلیل ثبوت نبوت کیلئے ہوگی؟

باس بری چیز اس سے مراد مخالفون کا زور اور انکی لڑائی - اور عذاب + نکال عذاب و سزا - شفاعت شفع سے مشتق ہے جسکے معنی دو ہوجانے کے ہین شفیع چونکہ ذو حاجت کے شریک ہوکر اپنے آپکو اسکی ساتھ ملا دیتا ہے اسلئے اسکو شفیع کہتے ہین - مقیت کے معنی قادر کے بھی ہین جیسا کہ نضر بن شمیل شاعر کہتا ہے

تجلد ولا تجزع وکن ذا حفیظۃ + فانی علی ما ساءہم لمقیت + اور یہ قوت سے مشتق ہوکر بمعنی حفیظ بھی آتا ہے - یہان دونون معنی مراد ہوسکتے ہین

وَاِذَا حُيِّيْتُمْ بِتَحِيَّةٍ فَحَيُّوْا بِاَحْسَنَ مِنْهَآ اَوْ رُدُّوْهَا ۭ اِنَّ اللّٰهَ كَانَ عَلٰي كُلِّ شَيْءٍ حَسِيْبًا ۝

اور جب تم کو سلام کیا جاوے کسی کلمہ کیساتھ تو تم بھی اوس سے بہتر کلمہ کیساتھ سلام کردیا اسکو الٹ کر کہدو۔ بیشک اللہ ہر چیز کا حساب لینے والا ہے

ع النصف

اَللّٰهُ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ ۭ لَيَجْمَعَنَّكُمْ اِلٰى يَوْمِ الْقِيٰمَةِ لَا رَيْبَ فِيْهِ ۭ وَمَنْ اَصْدَقُ مِنَ اللّٰهِ حَدِيْثًا ۝

اللہ ہے کہ اسکے سوا کوئی معبود نہیں۔ تمکو جمع کریگا قیامت کے دن کہ جسمین کوئی شبہ نہیں اللہ سے کون سچا زیادہ ہے بات مین

فَمَا لَكُمْ فِي الْمُنٰفِقِيْنَ فِئَتَيْنِ وَاللّٰهُ اَرْكَسَهُمْ بِمَا كَسَبُوْا ۭ اَتُرِيْدُوْنَ اَنْ تَهْدُوْا مَنْ اَضَلَّ اللّٰهُ ۭ

پھر تمکو منافقون کی کیا پڑی ہے جو دو تہوک ہوگئے ہو اور اللہ نے تو انکو اونکے اعمال کیوجہ سے الٹ دیا ہے۔ کیا تم چاہتے ہو کہ جسکو خدا نے گمراہ کیا اسکو ہدایت کردو

وَمَنْ يُّضْلِلِ اللّٰهُ فَلَنْ تَجِدَ لَهٗ سَبِيْلًا ۝

اور جسکو اللہ گمراہ کرتا ہے تو تجھکو اسکے لئے کوئی رستہ نہین ملیگا

## ترکیب

واذا حییتم شرط تحیۃ صلہ تحییۃ تفعلۃ من حییت ی کی حرکت نقل کرکے ح کیطرف آئی باہم ادغام ہوگیا فحیوا جواب اسکی اصل حییوا تھا۔ کم جواب قسم محذوف کا پھر یہ جملہ مستانفہ بھی ہوسکتا ہے اور مبتدا کی دوسری خبر بھی بن سکتا ہے فما مبتدا لکم خبر فی المنافقین متعلق ہے محذوف سے ای صرتم فئتین اس محذوف کی خبر

## تفسیر

فقاتل فی سبیل اللہ مین جسطرح کہ شرک و فساد مٹانیکے لئے لڑنیکی تاکید ہی اسیطرح اسکے ساتھ یہ بھی حکم دیا کہ یہ لڑائی صرف اپنے موقعہ پر ہو اور خاص حق الٰہی کیلئے اس سے یہ مراد نہین کہ تم اپنے اخلاق اور معاشرت مین درندہ پن اختیار کرو گاہ بیگاہ جسکو پاؤ مار ڈالا کرو بات یہ ہے کہ لڑنیکو پہلے آمادہ ہوجاؤ خرانٹ بنجاؤ (جیساکہ مخالفین اسلام اسلام کی بعض وحشی قوموں سے آج کل اسلام کو اس امر مین عیب لگاتے ہیں) بلکہ اوسکی ساتھ نرمی اور خوش اخلاقی اور حلم و تواضع کی بھی عادت کرو یہانتک کہ جب تمکو کوئی سلام کرے تو تم بھی اوسکو اسیطرح سے سلام کردیا اس سے عمدہ اور بڑھکر جواب دو تاکہ تمسے اوسکو وحشت دور ہو اور لوگ تمسے احکام الٰہی اور اخلاق حمیدہ کی تعلیم پانے کا قصد کرین۔

تحیہ دعا حیات کرنا۔ عرب کا اسلام سے پہلے باہمی بجائے سلام علیکم کے حیاک اللہ کہنے کا دستور تھا جیسا کہ ہر ایک قوم مین ایک دستور ہے چونکہ زندگی مطلق بغیر عافیت کے کوئی اچھی چیز نہین اور لفظ سلام مین سلامتی اور عافیت دارین کی دعا ہے اور نیز یہ اللہ کا بھی نام ہے اور نیز اسمین تسلیم یعنی فروتنی کیطرف بھی اشارہ ہے اور مذہب اسلام کیطرف بھی رمز ہے اسلئے اوسکی جگہ السلام علیکم کہنا قرار پایا خواہ السلام علیکم کہو خواہ سلام علیکم۔ اسکا اوسیطرح سے رد کرنا تو وعلیکم السلام کہنا اور بہتر طرح سے کرنا یعنی جواب دینا وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ کہنا ہے آنحضرتؐ کے پاس جب کفار آتے تو آپکے اخلاق اور فروتنی سے ازحد خوش ہوکر جاتے تھے اسی سے مشرف باخلاق بنے عرب کے وحشیونکو چند روز مین مسخر کرلیا تھا اور ہر صحابہ کا بھی یہی دستور تھا کتب تاریخ اسپر شاہد ہین۔ ان اخلاق حمیدہ کی تعلیم کیلئے دو آیتین ذکر فرمائین ان اللہ کان علی کل شی حسیبا دوسری اللہ لا الہ الا ہوین توحید اور لیجمعنکم الی یوم القیامۃ مین عدالت کیطرف اشارہ ہے اور قیامت کے برحق ہونیکی دلیل من اصدق الخ فرمائی جنگ احد مین جبکہ عبداللہ بن ابی اپنے گروہ کو بیچ مقابلہ کیوقت لیکر بھاگ گیا اور مسلمانون کو ہزیمت ہوئی تو مدینہ مین مسلمانون کے دو فریق ہوگئے ایک کہتا تھا انکو قتل کرنا چاہئے دوسرا کہتا تھا خدا انکو اصلاح کردیگا قتل بن بدنامی ہے اسپر خدا تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی فما لکم فی المنافقین کہ تم انکے پیچھے کیون پڑے ہو انپر اللہ نے انکے اعمال کی شامت ڈالدی ہے کیا جسکو خدا نے گمراہ کیا تم اسکو ہدایت کرسکتے ہو؟ رکس اور نکس دونو کے ایک ہی معنی ہین یعنی اوندھا دینا یعنی اسلام کی راہ راست سے اولٹے کفر مین جا پڑے۔

ف

سلام کا حکم

طریقہ جواب دینا جو حکم

جواب میں کہنا

وَدُّوْا لَوْ تَكْفُرُوْنَ كَمَا كَفَرُوْا فَتَكُوْنُوْنَ سَوَآءً فَلَا تَتَّخِذُوْا مِنْهُمْ اَوْلِيَآءَ حَتّٰى يُهَاجِرُوْا فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ ؕ

وہ چاہتے ہین کہ جسطرح وہ کافر ہین ویسے تم بھی کافر ہو جاؤ تاکہ برابر ہو جاؤ پس تم ان مین سے کسیکو بھی دوست نہ بناؤ جبتک کہ وہ اللہ کی راہ مین ہجرت نکریں

فَاِنْ تَوَلَّوْا فَخُذُوْهُمْ وَاقْتُلُوْهُمْ حَيْثُ وَجَدْتُّمُوْهُمْ ۪ وَلَا تَتَّخِذُوْا مِنْهُمْ وَلِيًّا وَّلَا نَصِيْرًا ۙ

پھر اگر نہ مانین تو انکو پکڑو اور جہان کہین پاؤ مارو اور نہ ان مین سے کسیکو دوست بناؤ نہ مددگار

اِلَّا الَّذِيْنَ يَصِلُوْنَ اِلٰى قَوْمٍ بَيْنَكُمْ وَبَيْنَهُمْ مِّيْثَاقٌ اَوْ جَآءُوْكُمْ حَصِرَتْ صُدُوْرُهُمْ اَنْ يُّقَاتِلُوْكُمْ اَوْ يُقَاتِلُوْا

مگر انکا معاملہ نہین کہ جو اوس قوم سے ملتے ہین کہ اوس مین اور تم مین باہم معاہدہ ہے یا وہ تمہارے پاس تمہارے ساتھ لڑنے سے تنگدل ہو کر حاضر ہو گئے ہین

قَوْمَهُمْ ؕ وَلَوْ شَآءَ اللّٰهُ لَسَلَّطَهُمْ عَلَيْكُمْ فَلَقٰتَلُوْكُمْ ۚ فَاِنِ اعْتَزَلُوْكُمْ فَلَمْ يُقَاتِلُوْكُمْ وَاَلْقَوْا

یا اپنی قوم سے لڑنے سے بھی تھک گئے ہین۔ اور اگر اللہ چاہتا تو انکو تمپر قابو دیتا پھر وہ تمسے لڑتے۔ پس اگر وہ تمسے کنارہ کرین پھر تمسے نہ لڑین اور

اِلَيْكُمُ السَّلَمَ ۙ فَمَا جَعَلَ اللّٰهُ لَكُمْ عَلَيْهِمْ سَبِيْلًا ۝ سَتَجِدُوْنَ اٰخَرِيْنَ يُرِيْدُوْنَ اَنْ يَّاْمَنُوْكُمْ وَ

تمہارے آگے صلح کا پیغام ڈالین تو اللہ نے انپر تمہارے لئے کوئی راہ نہین نکالی ہے عنقریب تمکو اور لوگ ایسے بھی ملین گے کہ جو چاہتے ہین تمسے امن مین رہین اور

يَاْمَنُوْا قَوْمَهُمْ ؕ كُلَّمَا رُدُّوْٓا اِلَى الْفِتْنَةِ اُرْكِسُوْا فِيْهَا ۚ فَاِنْ لَّمْ يَعْتَزِلُوْكُمْ وَيُلْقُوْٓا اِلَيْكُمُ السَّلَمَ وَيَكُفُّوْٓا

اپنی قوم سے بھی امن مین رہین جبکہ فساد کیلئے بلائے جاتے ہین تو اسمین کود پڑتے ہین۔ پھر اگر وہ تمسے کنارہ نکرین اور صلح پیش نکرین اور اپنے ہاتھ

اَيْدِيَهُمْ فَخُذُوْهُمْ وَاقْتُلُوْهُمْ حَيْثُ ثَقِفْتُمُوْهُمْ ؕ وَاُولٰٓئِكُمْ جَعَلْنَا لَكُمْ عَلَيْهِمْ سُلْطٰنًا مُّبِيْنًا ۝

نروکین تو انکو پکڑو اور جہان کہین قابو پاؤ قتل کرو۔ یہی لوگ ہین کہ جنپر خدا نے تمہارے لئے حجت ظاہر رکھی ہے

## ترکیب

لو تکفرون بتاویل مصدر مفعول ہے ودوا کا کما کفروا کی نعت ہے مصدر محذوف کی یا مصدریہ ہے ای کفرا ککفرہم الا الذین استثناء ہے فاقتلوہم سے بینکم وبینہم میثاق جملہ خبریہ صفت ہے قوم کی اوجاءوکم اعطف ہے یصلون پر حصرت صدورہم جملہ بتقدیر قد حال ہے فاعل جاءوکم سے ان یقاتلوکم اے عن یقاتلوکم عن متعلق حصرت سے ہے اویقاتلوا قومہم معطوف ہے ان یقاتلوکم پر فان اعتزلوکم شرط فلم یقاتلوکم الخ اسکی تفسیر فما جعل جملہ جواب فان لم یعتزلوکم شرط فخذوہم جواب شرط

## تفسیر

ابھی فرمایا تھا کہ جسکو خدا گمراہ کرے کیا تم اسکو ہدایت کر سکتے ہو اور اسکی ہدایت کی رغبت کرتے ہو اب یہان یہہ فرماتا ہے کہ تم تو انکی ہدایت چاہتے ہو اور وہ ازلی گمراہ خود تمکو ہی اپنے جیسا کافر بنانا چاہتے ہین پھر اب تم انسے کوئی علاقہ محبت نرکھو کیونکہ اسمین اونکی محبت تمہارے لئے دنیا و آخرت کا ضرر ہے مگر جب وہ ایمان لاکر خدا کی راہ مین ہجرت کرین تب انکے ایمان کا امتحان ہو چکا اب انسے محبت و دوستی کرنیکا مضائقہ نہین اسکے بعد حکم عام دیتا ہے کہ اگر وہ پھر جاوین یعنی نہ اسلام لاوین نہ ہجرت کرین تو انکو جہان پاؤ قتل کرو کیونکہ وہ آسمانی سلطنت کی باغی ہین لیکن بظاہر اس حکم مین ہر ایک کافر سے جنگ کرنا پایا جاتا تھا خواہ اہل اسلام سے لڑتا ہو یا نہو خواہ اسنے اسلامیون سے عہد کیا ہو یا نہو

گویا ہر ایک کو زبردستی مسلمان بنانا چاہئے حالانکہ پہلے حکم ہو چکا تھا کہ لااکراہ فی الدین قد تبیّن الرشدُ من الغیّ کہ دین مین کسی پر کچھ زبردستی نہین ہدایت اور ضلالت خود واضح ہو چکی ہے اسلئے اس جگہ دو قومون کو استثنا کرتا ہے **اوّل** الّا الذین یصلون الخ وہ لوگ کہ جو اُس قوم سے عہد رکھتے ہون کہ جس سے اہل اسلام سے باہمی عہد ہو مثلاً ہم ایک ایسی قوم ہے کہ ہمکا اہل اسلام سے عہد ہے کہ نہ ہم پر چڑھائی کرین نہ تم ہمپر یا ہم تمہارے مددگار تم ہمارے اب کوئی قوم مسلمان ہو اور دار اسلام مین بسبب کافرونکے نہ آسکے کہ وہ مانع آتے ہون اور وہ قوم اُن سے عہد کرلے سو وہ بھی مسلمانون کے عہد مین ہین اونسے بھی لڑنا نچاہئے اور اگر وہ مسلمان نہون اور یون ہی اُن سے عہد کرین تب بھی اونسے لڑنا نچاہئے کیونکہ آیت کا حکم عام ہے **الغرض** جس قوم سے اہل اسلام کا عہد ہو یا عہد والی قوم سے عہد ہو وہ حکم قتل و جہاد سے مستثنیٰ ہین

اب رہی یہہ بات کہ آنحضرت علیہ الصلوٰۃ والسلام کا کفار عرب کی کس قوم کے ساتھ عہد تھا؟ بعض کہتے ہین اسلمی لوگونسے تھا کیونکہ آنحضرت نے مکہ پر چڑھائی کرتے وقت **بلال بن عویمر** اسلمی سے عہد کرلیا تھا کہ نہ تو ہمسے سرکشی کیجیو نہ ہم تجھپر چڑھائی کرینگے اور جو تجھسے پناہ لیگا ہم بھی اوسکو پناہ دینگے ابن عباس کہتے ہین وہ ہم عہد لوگ **بنو بکر بن زید منات** تھے مقاتل کہتے ہین خزاعہ و **خزیمہ بن عبد منات** سے عہد تھا + جو خود آنحضرت کے دامن تلے در عہد ہیں اُن کو نجات پانے مین تو پھر کیا تردد ہے **دوم** اوجاؤ کم حصرت صدورہم کہ وہ تنگ آگئے ہون نہ اہل اسلام سے لڑتے ہون نہ تمہارے ساتھہ ہو کر اپنی قوم سے لڑتے ہون یعنی بیطرف ہون پھر عام ہے کہ آنحضرتؐ یا اہل اسلام کی پاس آوین یا اپنے مقام ہی رہین یہ بات اور امن قایم کرنا ظاہر کردین اوجاؤ کم کے یہی معنی ہین بیضاوی کے حاشیہ مین اسمقام پر لکھا ہے المراد بالمجیٔ الاتصال و ترک المعاندۃ و المقاتلۃ لا حقیقۃ المجیٔ - اور یہہ قوم جو آنحضرت کیخدمت مین تنگ ہو کر آئی تھی **بنو مدلج** تھے - انسے بھی لڑنا نچاہئے خدا کی شکرگزاری کرنا چاہئے کیونکہ خدا چاہتا تو اُنکو تمپر مسلط اور قادر کردیتا - پھر اسی فریق کی تشریح فرماتا ہے کہ فان اعتزلوکم فلم یقاتلوکم کہ اگر وہ تمسے کنارہ کشی کرین اور لڑائی نکرین اور تمسے صلح اور امن کے خواہان ہون والقوا الیکم السلم تو انسے ہرگز نہ لڑو انپر تمہارے لئے کوئی حجت نہین کہی ہے

اب ان لوگونکے برعکس دوسرے چالاک اور بدمعاش لوگون کا حال بیان کرتا ہے کہ تمکو عنقریب ایسے بھی ملینگے کہ جو صلح و امن یا اسلام تمسے ظاہر کرکے تمسے بھی امن مین رہنا چاہین اور پھر اپنی قوم پاس جاکر اوسی کفر و سرکشی مین شریک ہو کر اونسے بھی امن مین رہنا چاہین بلکہ جب وہ اسلام کے مقابلہ مین جنگ کرنیکے لئے بلائے جاوین تو اس فتنہ و فساد مین کود پڑین جیسا کہ **اسد** اور **غطفان** کی قوم نے کیا تھا پھر اگر ایسے لوگ اپنی شرارت سے باز نہ آوین اور تمسے کنارہ کشی نکرین اور سچی صلح نکرین اور تمسے لڑنیسے ہاتھ نروکین تو انکو جہان پاؤ قتل کرو انکی عہد شکنی کیوجہ سے تمہارے لئے خدا نے حجت رکھی ہے + بلاشک اگر ایسے لوگون سے یہہ نکیا جاوے تو پھر کیا کیا جاوے +

حتی یہاجروا **ہجرت** جدائی اور ترک کرنا ہے حقیقۃً ہجرت وہ ہے کہ جسکی تشریح نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمائی ہے والمہاجر من ہجر ما نہی اللہ عنہ رواہ البخاری کہ مہاجر وہ ہے کہ جو خدا کی منع کئی ہوئی باتونکو چھوڑ دے - اسمین اوس شہر اور وطن کا رہنا بھی آگیا کہ جہان کفار کا ایسا غلبہ ہو کہ جو شرائع اسلام بآزادی ادا نکرنے دین ایسے صورت مین وہان سے ترک وطن کرنا اور مسلمانون کے ملک مین جانا ضرور ہے - آنحضرت کے عہد مین جب تک مکہ فتح نہوا تھا وہان کفار کا غلبہ تھا وہانسے ہجرت کرنا ضروری تھا اسکی بڑی تاکید کیجاتی تھی سو لوگ ہجرت کرکے مدینہ مین آتے تھے پھر جب مکہ فتح ہوگیا تو فرمادیا[۵] اب ہجرت کی کچھ ضرورت نہین نیت اور جہاد چاہئے + **ہندوستان** آجکل گرچہ عیسائیونکے قبضہ مین ہے پہلے مسلمانونکے قبضہ مین آکر دار الاسلام صدیون تک رہ چکا ہے اب دار الاسلام تو نہین مگر یہہ لوگ ابتک شرائع اسلام کو منع بھی نہین کرتے اسلئے دار الحرب بھی نہین بلکہ دار الامن اسلئے ہجرت کرنا ضرور نہین واللہ اعلم

وَمَا كَانَ لِمُؤْمِنٍ اَنْ يَّقْتُلَ مُؤْمِنًا اِلَّا خَطَـًٔا ۚ وَمَنْ قَتَلَ مُؤْمِنًا خَطَـًٔا فَتَحْرِيْرُ رَقَبَةٍ مُّؤْمِنَةٍ

اور کسی مؤمن کا کام نہیں کہ وہ کسی مومن کو قتل کرے مگر نادانستہ اور جو کوئی کسی مؤمن کو نادانستہ قتل کر ڈالے تو اسکو ایک مسلمان غلام آزاد کرنا چاہیے

وَدِيَةٌ مُّسَلَّمَةٌ اِلٰٓى اَهْلِهٖٓ اِلَّآ اَنْ يَّصَّدَّقُوْا ۭ فَاِنْ كَانَ مِنْ قَوْمٍ عَدُوٍّ لَّكُمْ وَهُوَ مُؤْمِنٌ فَتَحْرِيْرُ رَقَبَةٍ

اور مقتول کے وارثوں پاس دیت پہنچانی چاہیے ہاں اگر وہ خود معاف کردیں (تو خیر) پھر اگر وہ مقتول مؤمن اور قوم کا ہو کہ جو تمہاری دشمن ہے تو مسلمان غلام ہی آزاد کرے

مُّؤْمِنَةٍ ۭ وَاِنْ كَانَ مِنْ قَوْمٍۢ بَيْنَكُمْ وَبَيْنَهُمْ مِّيْثَاقٌ فَدِيَةٌ مُّسَلَّمَةٌ اِلٰٓى اَهْلِهٖ وَتَحْرِيْرُ رَقَبَةٍ

اور اگر وہ (اس) قوم سے ہو کہ جسمیں اور تم میں باہم معاہدہ ہے تو اسکے وارثوں کو دیت دینی چاہیے اور مسلمان غلام آزاد

مُّؤْمِنَةٍ ۭ فَمَنْ لَّمْ يَجِدْ فَصِيَامُ شَهْرَيْنِ مُتَتَابِعَيْنِ تَوْبَةً مِّنَ اللّٰهِ ۭ وَكَانَ اللّٰهُ عَلِيْمًا حَكِيْمًا ۝

کرنا چاہیے پھر جسکو میسر نہ ہو تو پے در پے دو مہینے کے روزہ رکھے خدا سے معافی چاہنے کیلئے۔ اور اللہ علم والا حکمت والا ہے

وَمَنْ يَّقْتُلْ مُؤْمِنًا مُّتَعَمِّدًا فَجَزَاۗؤُهٗ جَهَنَّمُ خَالِدًا فِيْهَا وَغَضِبَ اللّٰهُ عَلَيْهِ وَلَعَنَهٗ وَاَعَدَّ لَهٗ عَذَابًا عَظِيْمًا ۝

اور جو کوئی کسی مؤمن کو عمداً قتل کرے تو اسکی سزا جہنم ہے جسمیں وہ ہمیشہ رہیگا اور خدا اسپر غصہ ہوا اور اسپر لعنت کی اور اسکے لئے بڑا عذاب تیار کیا ہے

## ترکیب

ان یقتل اسم کان لمؤمن خبر اے ماشان المؤمن قتل المؤمن فی ای حال الا فی حال الخطاء اور ممکن ہے کہ الا بمعنی لکن ہو دمن قتل شرط فتحریر خبر ہے مبتدا محذوف کی فاما واجب وقیل خبرہ محذوف اسے فعلیہ تحریر مضاف رقبہ مؤمنہ مضاف الیہ ودیۃ معطوف ہے تحریر جملہ حالیہ شرط الا ان یصدقوا استثنا منقطع ہے وقیل متصل والمعنی فالواجب دیۃ فی کل حال الا فی حال التصدق فان شرطیہ کان اسکا اسم المقتول من قوم خبر عدو لکم اسکی صفت وہو مومن جملہ حال ہے المقتول سے یہہ سب شرط فتحریر الخ جواب

## تفسیر

پہلی آیت مین ان لوگونکے قتل کی اجازت تہی کہ جو مسلمانون مین آکر مسلمان اور کافرون مین جاکر اونکی ساتھی ہوجاتے تھے ایسے موقع مین کبھی وہ لوگ بھی آجاتے ہین کہ جو صدق دل سے مسلمان ہین اور اہل اسلام انکو کافر ہی سمجھتے ہین انکے اسلام کی پوری تصدیق نہین سو ایسے لوگونکے قتل سے منع کیا اور اسکے ضمن مین عموماً ایمانداردنکے قتل کرنیکا مسئلہ بھی بیان کرنا مناسب ہوا۔

فرماتا ہے کہ کسی مؤمن کو کسی مؤمن کا قتل کرنا درست نہین مگر بھول چوک ہو تو معذور ہے چنانچہ اس آیت کے نازل ہونیکا یہی سبب ہوا کہ اسلام مین دو ایک ایسے واقع ہوچکے تہے۔ عُرْوَہ بن زُبَیر سے روایت ہے کہ جنگ احد مین ایسا اتفاق ہوا کہ حذیفہ بن الیمان کے والد یمان بوقت جنگ ایک ہیٹر مین آگئے مسلمانون نے انکو کافر سمجھکر انپر تلوارین مارنی شروع کردین گو حذیفہ کہتے رہے کہ میرے والد ہے والد مگر اس ہنگامہ مین کوئی نہ سمجھا یہان تک کہ وہ قتل ہوگئے پھر جب معلوم ہوا تو مسلمانون کو سخت ملال ہوا اسپر یہہ آیت کفارہ بتانے کیلئے نازل ہوئی اور اس امر مین دیت کا بھی فیصلہ کردیا اس آیت مین یہ حکم ہے کہ جو کوئی کسی مسلمان کو خطاً یعنی نادانستہ قتل کردے تو مقتول کے وارثون کو دیت دیجاوے اگر وہ معاف کردین تو مضائقہ نہین اور ایک مسلمان غلام آزاد کرنا چاہیے {دیت اسلئے کہ مسلمان کا خون کا جو بلاوجہ مارا گیا ہے معاوضہ نہ لینے کی کوئی وجہ نہین چونکہ خطأً مارا گیا ہے اسلئے قاتل کو معاوضہ مین قتل کرنا خلاف انصاف تھا مگر دیت یعنی خون بہا لینا مقرر کیا۔ اور غلام آزاد اسلئے کرنا فرمایا اگرچہ اسنے یہ کام قصداً نہین کیا مگر بڑی احتیاطی کی گئی اسلئے جسطرح اسنے ایک مسلمان کو مارا اسکے کفارہ مین مسلمان غلام کو آزاد کرے گویا آزاد کرنا زندہ کردینا ہے کیونکہ غلامی انسان کی صفت مالکیت اور آزادی کو (جو اسکی فطرت مین رکہی گئی ہے اور جو اسکی حیات کا مقتضی ہے) زائل کرتی ہے۔ اور اسمین نئی نوع کی حیات بھی ہے

پھر اگر وہ مقتول مسلمان جو نادانستہ مارا گیا ہے اوس قوم کا ہے کہ جس سے اہل اسلام سے معاہدہ اور دوستی نہیں ہے بلکہ دشمنی قایم ہے اسصورت مین صرف کفارہ مین مسلمان غلام آزاد کرنا چاہیے وارثون کو دیت ندی جائے کیونکہ اس سے مخالفون کو روپیہ کی مدد دینا ہے۔ اگرچہ ایسی صورتمین آیت مین صرف غلام آزاد کرنیکا ذکر ہے دیت دینے کا ذکر نہین مگر معرض بیان مین سکوت کرنا نفی پر دلالت کیا کرتا ہے۔ اور اگر وہ اُس قوم کا ہے کہ جس مین اور اہل اسلام مین باہم عہد ہے تو وہان دیت وارثون کو دی جاے اور مسلمان غلام بھی آزاد کیا جائے۔ اور جو غلام آزاد کرنیکا مقدور نہ رکھے تو اسکی جگہ پے در پے دو مہینے کے روزہ کفارہ کیلئے رکھے اگر بیمار پن بجز عذر معمولی کے جو عورتون کو لاحق ہوتا ہے روزہ ترک کردیگا تو پھر سرسے دو مہینے پوری کرنی پڑینگے۔ اور دو مہینے کے روزہ مقرر ہونمین ایک سر رد حانی ہے جسکے بیان کی یہان گنجایش نہین۔ اس جگہ چونکہ مقتول کیلئے مومن کی قید نہین اس سے بعض علمار نے ذمی مقتول کا بھی یہی حکم نکالا ہے اس حکم کے بعد مسلمان کو قصداً قتل کرنیکی بابت فرماتا ہے ومن یقتل مومنا متعمدا الآیہ چونکہ قتل عمد کا حکم قصاص و دیت سورہ بقرہ مین بیان کرچکا ہے یا ایہا الذین امنوا کتب علیکم القصاص فی القتلی الخ مگر یہان صرف آخرت کی سزا بیان فرماتا ہے کہ وہ قاتل ہمیشہ جہنم مین رہیگا اور اسکے لئے لعنت اور غضب الہی اور عذاب عظیم ہے ابن عباسؓ اس آیت کو ظاہر پر محمول کرکے قاتل عمد کیلئے ہمیشہ کا جہنم ثابت کرتے ہین اور اسکی توبہ کو بھی غیر مقبول کہتے ہین اور خوارج نے بھی اس آیت سے استدلال کیا ہے کہ قتل عمد گناہ کبیرہ بالاتفاق ہے باوجودیکہ اسکی سزا ابدی جہنم ہے ثابت ہوا کہ کبیرہ کے مرتکب کیلئے ابدی جہنم ہے۔ جمہور علما کہتے ہین کہ اس قتل عمد سے مراد وہ ہے کہ جو درست جانکر کیا جاوے تو بیشک اوسکی یہی سزا ہے کیونکہ کبیرہ کا درست جاننے والا کافر ہوجاتا ہے اور کافر کی ابدی جہنم سزا ہے۔ یا یہ کہ جزا تو اس کی یہی ہے مگر وہ کریم بوجہ ایمان کے قاتل کو بحکم آیت ویغفر مادون ذلک لمن یشار ابدی جہنم سے نجات دیگا۔ اب ہم آیت کا مطلب بیان کرچکے اسکے پیچھے چند ابحاث لکھتے ہین جو احکام دیت اور قتل خطاء کے متعلق ہین

(۱) قتل کی پانچ قسم ہین قتل عمد تلوار وغیرہ ہتیار سے جانکر قتل کرنا۔ اسمین قاتل مارا جاویگا خواہ کئی قاتل کیون نہون بحکم آیت کتب علیکم القصاص اور آخرت کا گناہ بحکم آیت فجزاءہ جہنم ہان اگر مقتول کے وارث معاف کردین یا دیت پر راضی ہوجاوی تو دیت دلائی جائیگی اور قاتل اگر وارث کو قتل کریگا تو میراث سے بھی محروم ہوگا دوسرا قتل خطار مثلاً شکار سمجھکر دور سے کسی آدمی پر گولی چلاوے اور وہ مرجاوے یہ خطا یعنی چوک قصد مین واقع ہوی یا کسی مسلمان کو جنگ مین کافر سمجھکر مار ڈالے اور ایک خطا فعل مین بھی ہوتی ہے وہ یہ کہ نشانہ پر گولی چلاتا تھا کسی انسانکی لگ جاوی اسکا حکم اس آیت مین بیان ہوچکا اسمین بھی میراث سے محروم رہتا ہے۔ احادیث سے ایک اور بھی قتل ان دونون کے درمیان ثابت ہوا وہ شبہ بالعمد ہے یہ قتل ابوحنیفہ کے نزدیک وہ ہے جو ان آلات سے واقع ہو جو قتل کیلئے موضوع نہون جیسا کہ لٹھ اور پتھر صاحبین اور امام شافعی کے نزدیک یہ بھی قتل عمد ہے اور شبہ عمد یہ ہے کہ جس سے غالباً آدمی نہین مرتا اوس سے مارے جیسا کہ بغیر قصد ہلاک کے چھڑے یا کمہ مارے اور وہ مرجاوے شبہ عمد مین دیت مغلظہ اور کفارہ اور میراث سے محرومی ہے چوتھا قتل خطار کے قائمقام جیسا کہ سوتا ہوا آدمی کسی پر گر پڑے اور جسپر گرا ہے وہ مرجاوے اسکا حکم بھی قتل خطار کا حکم ہے۔ پانچوان قتل بالسبب جیسا کہ رستہ مین کنوان کھودے اور اسمین گر کر کوئی مرجاوے۔ اسمین دیت ہے نہ کفارہ نہ محرومی میراث امام شافعی کہتے ہین کفارہ بھی اور محرومی میراث بھی ہے۔

(۲) دیۃ ودی سے مشتق ہے جیسا کہ شیۃ وشی سے حذف ہوگیا اسکے معنی معاوضہ کے ہین مگر عرب مین صرف خون کے معاوضہ کو دیت کہا جاتا ہے یعنی خون بہا اسکی دو قسم ہین مغلظ یعنی سخت سو وہ شبہ عمدہ مین آتی ہے اسمین سو اونٹ چار قسم کے ہین ۲۵ بنت مخاض ۲۵ بنت لبون ۲۵ حقہ ۲۵ جذعہ شافعی اور امام محمد کے نزدیک تین قسم کے لینے چاہین ۳۰ جذعہ ۳۰ حقہ ۴۰ ثنیہ حاملہ دوسری مخففہ وہ قتل خطا مین آتی ہے اسمین سو اونٹ پانچ قسم کے ہین ۲۰ بنت مخاض ۲۰ بنت لبون ۲۰ ابن مخاض ۲۰ حقہ ۲۰ جذعہ۔ یا ہزار دینار۔ اور یہ ہنون تو دس ہزار درہم امام شافعی بارہ ہزار درہم کہتے ہین عورت کی دیت مرد سے نصف ہے۔ اور مسلمان اور ذمی کی برابر ہے خلافاً للشافعی۔ یہ دیت تین سال مین بتدریج۔ قاتل کے کنبہ اور قوم سے وصول کیجاتی ہے جسکو عاقلہ کہتے ہین کیونکہ وہ اسکی ہر ایک نفع ونقصان کے شریک ہین اس ناگہانی حادثہ مین بھی انکو شریک ہونا چاہیئے تاکہ آیندہ اسکو جتیادہ پر مجبور کیا کرین یہ مذہب ہے کاہے احادیث صحیحہ سے ثابت ہے مگر ابوبکر اصم کے نزدیک خاص قاتل سے لینی چاہئے۔ باقی قتل اور نقصان مال اور تاوان کے مسائل احادیث سے ثابت ہین واللہ اعلم

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اِذَا ضَرَبْتُمْ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ فَتَبَيَّنُوْا وَلَا تَقُوْلُوْا لِمَنْ اَلْقٰٓى اِلَيْكُمُ السَّلٰمَ لَسْتَ مُؤْمِنًا

اے ایماندارو جب تم سفر کرو اللہ کی راہ مین (یعنے جہاد کو نکلو) تو تحقیق کرلیا کرو اور جو شخص تمکو سلام کرے اوسکو یہہ نہ کہدیا کرو کہ تو مسلمان نہین

تَبْتَغُوْنَ عَرَضَ الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا فَعِنْدَ اللّٰهِ مَغَانِمُ كَثِيْرَةٌ كَذٰلِكَ كُنْتُمْ مِّنْ قَبْلُ فَمَنَّ اللّٰهُ عَلَيْكُمْ فَتَبَيَّنُوْا

زندگانی دنیا کا اسباب چاہتے ہو سو اللہ کے ہان تو بہت غنیمتین ہین - پہلے تم بہی تو ایسے ہی تھے لیکن اللہ نے تمپر فضل کردیا پس جانچ لیا کرو

اِنَّ اللّٰهَ كَانَ بِمَا تَعْمَلُوْنَ خَبِيْرًا ۝

بیشک اللہ تمہارے کام سے واقف ہے

## ترکیب

اذا ضربتم ای سافرتم للجہاد شرط فتبینوا جواب السلام اور سلم دونون طرحسے آیا ہے اول کی معنی تحیہ دوسرے کی معنی انقیاد بکلمۃ شہادۃ تبتغون حال ہی فاعل لا تقولوا اسی کذلک خبر کنتم ضمیر انتم اسکا فاعل ان اللہ کو بالکسر جملہ مستانفہ ہونیکی وجہ سے پڑہا ہے اور بالفتح بہی معمول تبتغوا کا بنا کر

## تفسیر

قتل خطاء کے بارہ مین ابھی تہدید ہوچکی تہی اور یہہ قتل ابتدار اسلام مین مسلمانون کو بیشتر جہاد مین پیش آتا تہا اسلیئے یہان جہاد مین ہوشیاری اور احتیاط کرنیکے لئے یہہ آیت نازل فرمائی -

بعض اہل اسلام کو جہاد مین یہہ بات پیش آئی تہی کہ جب دشمن پر انہون نے قابو پایا اور سنے لا الہ الا اللہ جان بچانے کو کہدیا مگر صحابہ نے یہ سمجہا کہ یہہ ویسے نہین صرف جان بچانیکے لئے ہے اسلئے انہون نے انکو اس کہنے پر بہی قتل کردیا جسکی خبر جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو ہوئی اور آنحضرت سخت ناخوش ہوئے چنانچہ بخاری اور مسلم نے **اسامہ بن زیدؓ** سے روایت کیا ہے کہ ہمکو آنحضرت نے جہینہ قبیلہ کیطرف بہیجا مجہے ان مین سے ایک شخص مل گیا مین نیزہ سے اسکو چوکنے لگا تو وہ لا الہ الا اللہ کہنے لگا انجام کار مینے اسکو قتل کردیا پہر آکر ہمنے آنحضرت کو اطلاع کی تو فرمایا کیا تو نے اسکو باوجود اس کہنے کے مار ڈالا؟ اسامہ نے کہا اوسنے بچنے کیلئے کہا تہا فرمایا تو نے اسکا دل چیر کر کیون نہین دیکہہ لیا - یعنے تجہے اسکے دلسے کیا کام احکام شرع ظاہری پر ہین - اور مسلم کی روایت مین آیا ہے کہ قیامت مین تو اس لا الہ الا اللہ کا کیا جواب دیگا - اسیطرح ایک روایت صحیحین مین **مقداد بن اسود رضؓ** کے بارہ مین ہے -

اسپر خدا تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی کہ جب تم جہاد مین باہر جاؤ (اللہ کی راہ مین سفر کرنا عام ہے مگر یہان مراد جہاد ہے) تو خوب تحقیق کرلیا کرو کہ یہہ کون شخص ہے یہہ نہین کہ دور سے ہی اوسکا کام تمام کردیا جاوے یا شبہ مین کسیکو قتل کیا جاوے - اور نیز جو تمہارے روبرو سلام پیش کرے یعنی کلمہ توحید کہے جیسا کہ روایت صحیحین سے پایا جاتا ہے یا صرف سلام کہے اور امان مانگے جیسا کہ ترمذی کی اوس حدیث سے پایا جاتا ہے کہ جسکو ابن عباسؓ سے روایت کیا ہے کہ قبیلہ بنی سلیم کا ایک آدمی صحابہ کی پاس سے گزرا بکریان لیکر اوسنے سلام کہا مگر اسکو صحابہ نے مارا جسپر یہہ آیت نازل ہوئی کہ تم ایسے شخص کو یون نہ کہو تو مسلمان نہین کیا تم غنیمت کیلئے ایسا کرتے ہو اور دنیا کا مال چاہتے ہو جو عرض یعنی فانی ہے سو اللہ کی پاس بہت سی غنیمتین ہین انپر نظر رکہو - پہلے تم بہی تو کافر تہے اسی کلمہ کی بدولت خدا کے فضل و احسان سے تم اسلام مین آئے ہو - اسپر متنبہ ہونیکے لئے ان اللہ کان بما تعملون خبیرا فرمادیا - ۴ -

لَا يَسْتَوِي الْقٰعِدُوْنَ مِنَ الْمُؤْمِنِيْنَ غَيْرُ اُولِي الضَّرَرِ وَالْمُجٰهِدُوْنَ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ بِاَمْوَالِهِمْ وَاَنْفُسِهِمْ ۭ فَضَّلَ اللّٰهُ

برابر نہیں ہو سکتے وہ مسلمان جو بغیر مرض کے گھر میں بیٹھے ہوئے ہیں - اور وہ جو اللہ کی راہ میں اپنی مال اور جان سے جہاد کر رہے ہیں -

الْمُجٰهِدِيْنَ بِاَمْوَالِهِمْ وَاَنْفُسِهِمْ عَلَى الْقٰعِدِيْنَ دَرَجَةً ۭ وَكُلًّا وَّعَدَ اللّٰهُ الْحُسْنٰى ۭ وَفَضَّلَ اللّٰهُ الْمُجٰهِدِيْنَ عَلَى الْقٰعِدِيْنَ

اللہ نے اپنے مال اور جان سے جہاد کرنیوالوں کو بیٹھنے والوں پر درجہ میں فضیلت دی ہے - اور سب سے اللہ نے بہتری کا وعدہ کیا ہے -

اَجْرًا عَظِيْمًا ۙ دَرَجٰتٍ مِّنْهُ وَمَغْفِرَةً وَّرَحْمَةً ۭ وَكَانَ اللّٰهُ غَفُوْرًا رَّحِيْمًا ۝

اور مجاہدین کو بیٹھنے والوں پر اجر عظیم میں فضیلت دی ہے - درجہ میں اسکیطرف سے اور بخشش اور رحمت - اور اللہ بخشنے والا مہربان ہے

ع ۱۳ مجاہدین کو قاعدین پر درجہ میں فضیلت ملنا

## ترکیب

من المومنین بیان ہے القاعدون کا غیر کو بالضم بھی پڑھا ہے کیونکہ یہ قاعدون کی صفت ہے اور بالفتح بھی کیونکہ یہ استثناء ہے قاعدون یا مؤمنین سے اور بالکسر بھی پڑھا ہے صفت مومنین کی بنا کر درجۃً مصدر ہے بمعنی فضیلۃ تب یہ مفعول مطلق ہے اور ظرف بھی ہو سکتا ہے اور ظرف بھی ای فی درجۃ ومنزلۃ وعد فعل اللہ فاعل الحسنی مفعول ثانی کلا اول درجات اور مغفرۃً اور رحمۃً اجرا عظیما کا بیان ہے

## تفسیر

جہاد میں چونکہ قتل خطاءً بھی پیش آجاتا تھا جسکے لئے کفارہ اور دیت کا ذکر ہوا اور نیز بعض وہ لوگ بھی جنہوں نے لا الہ الا اللہ کہدیا تھا مارے گئے تھے اور اسپر تہدید صادر ہوئی تھی اس سے کسیقدر مسلمانوں کے دلمیں یہ خیال پیدا ہوا ہو کہ گھر بیٹھ کر عبادت و ریاضت کرنا بہتر ہے کیونکہ ایسی ایسی بات پیش نہیں آتی مگر خدا تعالیٰ کو دنیا میں آسمانی سلطنت (کہ جسکی خبر انبیاءؑ دیتے آئے ہیں) قائم کرکے دنیا کو بدی اور شرک سے پاک کرنا تھا اور یہہ بات بغیر لشکر مجاہدین کے عالم اسباب میں ممکن نہ تھی اسلئے یہاں فرمادیا کہ بغیر ضرر یعنی مرض کے جو لوگ گھر میں بیٹھے ہیں وہ اُن لوگوں کے برابر نہیں جو اپنی مال اور جان سے اللہ کی راہ میں جہاد کرتے ہیں - اس سے نفی مساوات کی ہوئی مگر مجاہدین کی فضیلت بیان نہیں ہوئی اسلئے فضل اللہ المجاہدین الخ فرمایا کہ جو بغیر عذر کے گھر میں بیٹھ رہے ہیں اونکا تو کیا ذکر ہے مگر جو عذر سے بھی بیٹھے ہیں انپر بھی خدا نے اللہ کی راہ میں مال اور جان سے جہاد کرنیوالوں کو درجہ میں فضیلت دی ہے مگر چونکہ عذر والے بھی دل میں اسکی نیت رکھتے ہیں صرف ناچاری سے شریک نہیں ہو سکتے اسلئے اسکے لئے بھی خدا نے بہتری یعنی جنت و مغفرت کا وعدہ کیا ہے - چنانچہ ترمذی نے روایت کی ہے کہ جب لا یستوی القاعدون الخ نازل ہوا تو عبد اللہ بن ام مکتوم جو نابینا تھے آنحضرتؐ کے پاس آکر اپنا ملال ظاہر کرکے کہنے لگے کہ یا حضرت مجھے کیا حکم ہے تب غیر اولی الضرر نازل ہوا - اور کلا وعد اللہ الحسنی سے انکو بھی بوجہ نیت کے شریک کیا مگر چونکہ مجاہدین ایک بھاری کام میں مصروف ہیں اور جان و مال کو اللہ پر قربان کر رہے ہیں اسلئے انکو مخصوص کرکے فرمایا وفضل اللہ المجاہدین علی القاعدین اجرا عظیما پھر اس اجر عظیم کی تفصیل فرماتا ہے درجٰت منہ ومغفرۃ ورحمۃ کہ خدا نے انکو جنت کے درجات میں اور مغفرت مخصوصہ میں کہ جو دائمی فرحت ابدی ہے اور رحمت مخصوصہ میں جو اُسکے دیدار کی تجلی ہے خاص کرلیا ہے - مگر پھر اور ریاضت و عبادت والونکی طرف بھی اشارہ کرکے وکان اللہ غفورا رحیما فرمایا

اِنَّ الَّذِیْنَ تَوَفّٰىهُمُ الْمَلٰٓئِكَةُ ظَالِمِیْٓ اَنْفُسِهِمْ قَالُوْا فِیْمَ كُنْتُمْ ؕ قَالُوْا كُنَّا مُسْتَضْعَفِیْنَ فِی الْاَرْضِ ؕ

بیشک وہ لوگ کہ جنکی فرشتے ایسے وقت جان قبض کرتے ہین کہ جسوقت وہ اپنی جانپر ستم کر رہے ہین انسے کینگے کہ تم کس حال مین تھے وہ کینگے ہم مجبوری سے اس سرزمین مین تھے

قَالُوْٓا اَلَمْ تَكُنْ اَرْضُ اللّٰهِ وَاسِعَةً فَتُهَاجِرُوْا فِیْهَا ؕ فَاُولٰٓئِكَ مَاْوٰىهُمْ جَهَنَّمُ ؕ وَسَآءَتْ مَصِیْرًا ۙ

فرشتے کینگے کیا خدا کی زمین کشادہ نہ تھی کہ تم وہان ہجرت کرکے چلے جاتے - یہ لوگ ہین کہ انکا ٹھکانا جہنم ہے اور بری جگہ ہے رہنے کی

اِلَّا الْمُسْتَضْعَفِیْنَ مِنَ الرِّجَالِ وَالنِّسَآءِ وَالْوِلْدَانِ لَا یَسْتَطِیْعُوْنَ حِیْلَةً وَّلَا یَهْتَدُوْنَ سَبِیْلًا ۙ

مگر جو مرد و عورت اور لڑکے ایسے بے بس ہین کہ نہ کوئی (نکلنے کا) حیلہ کر سکتے ہین اور نہ انکو کوئی رستہ ملتا ہے

فَاُولٰٓئِكَ عَسَى اللّٰهُ اَنْ یَّعْفُوَ عَنْهُمْ ؕ وَكَانَ اللّٰهُ عَفُوًّا غَفُوْرًا ۝ وَمَنْ یُّهَاجِرْ فِیْ سَبِیْلِ اللّٰهِ یَجِدْ فِی الْاَرْضِ

سو ایسوں کے لئے امید ہے کہ خدا معاف کرے - اور اللہ معاف کرنے والا بخشنے والا ہے - اور جو کوئی ہجرت کریگا اللہ کی راہ مین اسکو زمین مین

مُرٰغَمًا كَثِیْرًا وَّسَعَةً ؕ وَمَنْ یَّخْرُجْ مِنْ بَیْتِهٖ مُهَاجِرًا اِلَى اللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ ثُمَّ یُدْرِكْهُ الْمَوْتُ

آسایش اور فراغ دستی ملیگی - اور جو کوئی اپنے گھر سے ہجرت کرکے اللہ اور اسکے رسول کیطرف نکلے پھر اسکو موت آلیوے تو بیشک

فَقَدْ وَقَعَ اَجْرُهٗ عَلَى اللّٰهِ ؕ وَكَانَ اللّٰهُ غَفُوْرًا رَّحِیْمًا ۝

اسکا اجر تو اللہ پر ثابت ہو چکا - اور اللہ غفور رحیم ہے -

## ترکیب

ظالمی مضاف النفسہم مضاف الیہ یہہ حال ہے ضمیر ہم سے جو توفہم مین ہے فتہاجروا منصوب ہے جواب بنکر استفہام کا کیونکہ نفی بسبب استفہام کے اثبات ہوگئی الا المستضعفین استثنا ہے اولئک ماوہم جہنم سے من الرجال والنسا والولدان مستضعفین کا بیان ہے لایستطیعون اس سے حال مبینہ ہے جزان قالوا او قیل فاولئک وقیل محذوف وہو ہلکوا

## تفسیر

مدینہ مین چونکہ لوگ ہجرت کرکے مجتمع ہو گئے تھے جو ابتدا مین جہاد قائم ہونیکا باعث ہوئے اور جہاد کی رغبت پچھلی آیت مین بیان ہو چکی تھی اور بعض لوگ جو مکہ مین یا اور شہرون مین ایمان تو لے آئے تھے مگر بسبب حب وطن کے ہجرت کرکے اس جماعت مین شریک ہونیسے پہلوتہی کرتے تھے اور نیز کفار کے شہرو نمین وہ ادا مراسم دینیہ سے بھی روکے جاتے تھے اسلئے ان آیات مین ہجرت کی تاکید اور بروقت مرگ یا بعد مرگ جو کچھ ملائکہ سے جواب و سوال ہوگا اسکا ذکر فرماتا ہے کہ جن ظالمون کی لوگ فرشتہ جان قبض کرتے ہین تو انسے پوچھتے ہین کہ تم کیا کیا کرتے تھے یعنی دین مین کیا مدد کی وہ اپنا عذر بیان کرینگے کہ ہم مجبوری سے یہان رہتے تھے وہ کہینگے کیا خدا کی زمین تنگ تھی کیون ہجرت کرکے نہین چلے گئے (ظلم سے مراد گناہ ہے کیونکہ اس سے انسان اپنی نفس پر ظلم کرتا ہے جو اسکو عذاب کا مستحق بناتا ہے) پھر ان لوگون کو اس عتاب سے مستثنے کرتا ہے جو درحقیقت معذور تھے جیسا کہ بیمار یا عمر رسیدہ یا مقید یا مجبور ہجرت نکر سکنیکے بیشتر وسبب ہوتے ہین **ایک** یہہ کہ پردیس مین یہہ عافیت اور آرام جو وطن مین ہی جاتا رہیگا اسکی بجنسہٖ تعالیٰ وعدہ فرماتا ہے بجد فی الارض مراغما کثیرا وسعۃ کہ اسکو خدا کشایش اور آرام دیگا چنانچہ دیا مراغم رغام سے مشتق جسکے معنی خاک کے ہین بولتے ہین رغم انف کہ خاک مین بھر گئی اوسکی ناک یعنی شرمندہ و ذلیل ہوا چونکہ مہاجر کا دار ہجرت مین کشایش پانا اسکے مخالفین کیلئے شرمندگی کا باعث ہے اسلئے اس کشایش کو مراغم کہا دوم یہہ کہ شاید ہم رستہ مین مرجاوین اسکی بابت فرماتا ہے ومن یخرج من بیتہ کہ جو اپنے گھر سے ہجرت کیلئے نکلے اور رستہ مین موت آجاوے تو اسکا اجر عند اللہ ثابت ہو چکا ہجرت کا مسئلہ ہم بیان کر چکے ہین کہ یہ اوسطک اوسشہر مین کہ جہان کفار کیوجہ سے شرایع اسلام کو آزادی سے ادا نکر سکے تو واجب ہے جیسا کہ قبل فتح مکہ اہل مکہ پر تھا

وَاِذَا ضَرَبْتُمْ فِی الْاَرْضِ فَلَیْسَ عَلَیْکُمْ جُنَاحٌ اَنْ تَقْصُرُوْا مِنَ الصَّلٰوةِ ۖ اِنْ خِفْتُمْ اَنْ یَّفْتِنَکُمُ الَّذِیْنَ

اور جبکہ تم سفر میں ہو تو تمپر کچھ گناہ نہیں کہ نماز کو قصر کرو اگر تمکو اسبات کا خوف ہو کہ کافر لوگ

کَفَرُوْا ۭ اِنَّ الْکٰفِرِیْنَ کَانُوْا لَکُمْ عَدُوًّا مُّبِیْنًا ۝ وَاِذَا کُنْتَ فِیْهِمْ فَاَقَمْتَ لَهُمُ الصَّلٰوةَ فَلْتَقُمْ طَآئِفَةٌ

تمکو ستائینگے - کیونکہ کافر تو تمہارے کھلم کھلا دشمن ہیں - اور جبکہ (اے نبی) تو بھی انمیں ہو پھر انکے لئے نماز قائم کرے (یعنے امام بنے) تو چاہئے کہ انمیں سے

مِّنْهُمْ مَّعَکَ وَلْیَاْخُذُوْٓا اَسْلِحَتَهُمْ ۡ فَاِذَا سَجَدُوْا فَلْیَکُوْنُوْا مِنْ وَّرَآئِکُمْ ۪ وَلْتَاْتِ طَآئِفَةٌ اُخْرٰی

ایک گروہ تو تیرے ساتھ کھڑا ہو اور وہ اپنے ہتیار ساتھ لیوین - پھر جب وہ سجدہ کر چکیں تو چاہئے کہ وہ تمہارے پیچھے ہو جاوین اور وہ دوسرا گروہ کہ جسنے تیری ساتھ

لَمْ یُصَلُّوْا فَلْیُصَلُّوْا مَعَکَ وَلْیَاْخُذُوْا حِذْرَهُمْ وَاَسْلِحَتَهُمْ ۭ وَدَّ الَّذِیْنَ کَفَرُوْا لَوْ تَغْفُلُوْنَ عَنْ اَسْلِحَتِکُمْ

نماز نہیں پڑھے آوے اور وہ اپنا سامان اور ہتیار ساتھ لیوے - اور کافر چاہتے ہیں کہ اگر تم اپنے ہتیاروں

وَاَمْتِعَتِکُمْ فَیَمِیْلُوْنَ عَلَیْکُمْ مَّیْلَةً وَّاحِدَةً ۭ وَلَا جُنَاحَ عَلَیْکُمْ اِنْ کَانَ بِکُمْ اَذًی مِّنْ مَّطَرٍ اَوْ کُنْتُمْ

اور اسباب سے غافل ہو تو تمپر ایک ہی دفعہ آگریں اور تمپر اسمیں بھی کچھ گناہ نہیں کہ اگر تمپر مینہ سے کچھ تکلیف ہو یا تم بیمار ہو

مَّرْضٰٓی اَنْ تَضَعُوْٓا اَسْلِحَتَکُمْ ۚ وَخُذُوْا حِذْرَکُمْ ۭ اِنَّ اللّٰهَ اَعَدَّ لِلْکٰفِرِیْنَ عَذَابًا مُّهِیْنًا ۝

تو اپنے ہتیار اوتار کر رکھدو اور اپنا بچاؤ ہی ساتھ لو - بیشک اللہ نے کافروں کے لئے ذلت کا عذاب تیار کر رکھا ہے

فَاِذَا قَضَیْتُمُ الصَّلٰوةَ فَاذْکُرُوا اللّٰهَ قِیَامًا وَّقُعُوْدًا وَّعَلٰی جُنُوْبِکُمْ ۚ فَاِذَا اطْمَاْنَنْتُمْ فَاَقِیْمُوا الصَّلٰوةَ ۚ

پھر جب تم نماز سے فارغ ہو جاؤ تو یاد الہی کرو کھڑے اور بیٹھے اور لیٹے ہوئے - پھر جب تمکو اطمینان ہو جاوے تو نماز قائم کرو

اِنَّ الصَّلٰوةَ کَانَتْ عَلَی الْمُؤْمِنِیْنَ کِتٰبًا مَّوْقُوْتًا ۝ وَلَا تَهِنُوْا فِی ابْتِغَآءِ الْقَوْمِ ۭ اِنْ تَکُوْنُوْا

بیشک نماز ایماندارونپر فرض ہے مقرر کی گئی ہے - اور ہمت نہ ہارو انکا تعاقب کرنے سے اگر تم تکلیف پاتے ہو

ع ۱۵ تَاْلَمُوْنَ فَاِنَّهُمْ یَاْلَمُوْنَ کَمَا تَاْلَمُوْنَ ۚ وَتَرْجُوْنَ مِنَ اللّٰهِ مَا لَا یَرْجُوْنَ ۭ وَکَانَ اللّٰهُ عَلِیْمًا حَکِیْمًا ۝

تو وہ بھی تمہاری طرح سے تکلیف پا رہے ہین اور اسکی ساتھ تمکو اللہ سے وہ امید ہے جو انکو نہین - اور اللہ خبردار حکمت والا ہے

## ترکیب

واذا ضربتم شرط فلیس الخ جواب ان تقصروا اے فی ان تقصروا من الصلوة کا من زائد ہے عدوا بمعنی اعداء وقیل مصدر علی فعول مثل القبول ولذا لم یجمع واذا کنت شرط فاقمت کنت پر معطوف فلتقم جواب لم یصلوا صفت ہی طائفة اخری کی قیاما وقعودا وعلی جنوبکم تینون حال ہین فاعل اذکروا اللہ سے موقوتا مقدرا وقتہا فلا تؤخرعنہ (جلالین)

## تفسیر

منجملہ ان چیزونکے کہ جنکی مجاہد کو جہاد مین احتیاج ہے نماز کی کیفیت دریافت کرنا ہے کہ سفر مین کسطرحسے اور بوقت جنگ کیونکر ادا کرنی چاہیئے اسلئے خدا تعالی نے ان آیات مین صلوة قصر وصلوة خوف کے متعلق مسائل بیان فرمائے -

واذا ضربتم سے لیکر عدوا مبینا تک صلوة قصر کا مسئلہ مذکور ہے - قصر کے معنے لغت مین کم کرنیکے ہین اور تخفیف کے خواہ کمیت مین ہو خواہ کیفیت مین

اسلئے اس مسئلہ مین علماء کے دو قول ہین ایک طاؤس کا اور عبداللہ بن عباس سے بھی یہی ہے یہ ہے کہ قصر سے مراد یہ ہے کہ بوقت جنگ اشارہ سے نماز پڑھ لینا اور رکوع سجود کیلئے صرف اشارہ کر دینا اور نماز مین ہتیار چلانا اور چلنا اور خون آلود کپڑے نماز پڑھ لینا درست ہے کیونکہ رکوع سجود مین دشمن کے غلبہ کا خوف ہے اور صحابہ نے معاملہ عین ایسا ہی کیا ہے مگر یہ قول قوی نہین کیلئے کہ قصر یعنی بغیر اسکے بعد دوسری آیت مین مذکور ہے اور وہ ایک جدا حکم ہے دوسرا جمہور صحابہ و تابعین کا قول ہے وہ یہ کہ سفر کیوقت نماز کی تعداد رکعت مین کمی کیجاے ظہر و عصر و عشا مین چار رکعت کیجگہ دو پڑہی جاوین مگر جابر بن عبداللہ اور ایک جماعت کے نزدیک سفر مین دو رکعت خوف کیوقت ایک رکعت پڑہی جاوے جمہور کے قول پر یعلی بن امیہ وغیرہ کی بہت سے احادیث صحیحہ دلیل قوی ہین دوم قصر کے معنے عرف صحابہ مین یہی تھے اور نیز من الصلوٰۃ سے یہی بات پائی جاتی ہے پھر جمہور ائمہ مجتہدین کے نزدیک مسافر کو رخصت ہے کہ وہ چار رکعت کیجگہ دو پڑہے خواہ دشمن کا خوف ہو یا نہو اور ان خفتم ان یفتنکم الذین کفروا کی شرط اسلئے ہے کہ دشمن کے خوف کیوقت یہ قصر غالبًا واقع ہوتا ہے جیسا کہ لاتکرہوا فتیاتکم کے بعد ان اردن تحصنًا کی قید ہے اور نیز شرط کیوقت مشروط کا پایا جانا مفہوم ہوتا ہے یعنے اگر سفر مین خوف ہو تو قصر کرو یہ مفہوم نہین ہوتا کہ شرط کے نہ پائے جانیسے مشروط نہ پایا جاوے یعنے اگر سفر مین خوف نہو تو قصر کرنا ثابت نہین ہوتا علاوہ اسکے بہت سے احادیث صحیحہ سے آنحضرت اور صحابہ کا حالت سفر مین بغیر خوف دشمن کے قصر کرنا پایا گیا ہے چنانچہ حارث بن وہب سے بخاری اور مسلم نے روایت کی ہے کہ منیٰ مین باوجودیکہ ہم بہت تھے اور نہایت امن تہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے دو رکعت پڑہائین اور بیطرح صحیحین مین انس سے مروی ہے کہ آنحضرت نے جبکہ حج کیلئے مکہ آئے ہے عصر کی نماز ذی الحلیفہ مین دو رکعت پڑہین ۔ داؤد ظاہری اور انکے مقلدین کہتے ہین کہ بغیر خوف کے سفر مین قصر درست نہین۔

قرآن مجید مین اسبات کی بھی کچھ تشریح نہین کہ کسقدر سفر پر قصر ہے اسمین دو منزل چار منزل کی کچھ قید نہین بلکہ عرف پر چھوڑ دیا اور اور مطلقًا اذا ضربتم فرمادیا اسلئے داؤد ظاہری اور انکے مقلد قاضی شوکانی نے اسکو مطلق قائم رکھکر میل دو میل کے سفر پر بھی قصر کی اجازت دیدی جمہور علماء کی نزدیک اونکی یہ رائے غلط ہے کیلئے کہ اگر نص کو بالکل مطلق رکھا جاوے تو ایک محلہ سے دوسرے محلہ جانے مین بھی بحکم اذا ضربتم قصر کرنا چاہئے حالانکہ اسکا اسلام مین کوئی بھی قائل نہین اور اگر نص کو مقید کیا جاوے تو ضرور وہی معنی مراد لئے جاوینگے جو پیغمبر علیہ السلام اور صحابہ نے اس لفظ سے سمجھے ہین اور وہ ایک مقدار خاص ہے جسکے اندازہ مین علماء کے مختلف اقوال ہین شعبی اور نخعی اور سعید بن جبیر کہتے ہین کہ اقل مرتبہ تین روز کا رستہ ہونا چاہئے اور یہی امام ابو حنیفہ کا مذہب ہے کیونکہ مسلم نے علی سے روایت کی ہے کہ مسافر کیلئے مسح خفین مین تین راتدن کا حکم دیا ہے جس سے سفر کی اقل حد تین راتدن سمجھی جاتی ہے امام مالک اور شافعی کے نزدیک اقل مرتبہ یہہ سفر چار برد تک ہونا چاہئے ہر ایک برد چار فرسخ کا اور ایک فرسخ تین میل کا ان میلون سے جو ہاشم جد رسول اللہ صلعم نے قائم کئے ہین وہ میل بارہ ہزار قدم کا ہے۔

امام شافعی فرماتے ہین یہہ قصر رخصت ہے خواہ مسافر چار پڑہے خواہ دو امام ابو حنیفہ فرماتے ہین قصر کرنا واجب ہے یہانتک کہ اگر مسافر چار رکعت پڑہے اور دو کے بعد بقدر تشہد نہ بیٹھے گا تو نماز فاسد ہو گی کیونکہ یعلی بن امیہ سے مسلم نے روایت کی ہے کہ مینے قصر کی بارہ مین عمر سے پوچھا انہون نے کہا مینے یہی رسول اللہ صلعم سے استفسار کیا تہا کہ اب امن ہو گیا قصر کی کیا ضرورت ہے؟ آنحضرت نے فرمایا یہہ خدا کا صدقہ ہے جو تمکو عنایت ہوا سو تم اسکو قبول کرو اسکے بعد واذا کنت فیہم فاقمت لہم الصلوٰۃ سے لیکر ان الصلوٰۃ کانت علی المومنین کتابا موقوتا تک صلوٰۃ خوف کا مسئلہ بیان فرمایا ہے ابو یوسف اور حسن بن زیاد کی نزدیک یہ حکم آنحضرت کی ساتھ مخصوص تہا کیونکہ اذا کنت فیہم کی قید موجود ہے جمہور کی نزدیک حکم عام ہے

صلوٰۃ الخوف کی صورت یہہ ہی کہ امام قوم کے دو ٹکڑے کرے اور ان مین سے ایک گروہ کو ایک رکعت پڑہاوے پہر جب یہہ گروہ امام کی ساتھہ ایک رکعت پڑہ چکے تو پہر کیا کرے اسمین مختلف اقوال ہین (ایک یہہ) کہ یہہ گروہ ایک رکعت کی بعد سلام پہیر کر دشمن کے مقابلہ مین جاوے اور جو دشمن کے مقابلہ مین تہے وہ آکر صرف ایک رکعت امام کی ساتھہ پڑہکر سلام پہیرین امام کی دو رکعت قوم کی ایک ایک ہوگی یہہ قول مجاہد اور جابر بن عبد اللہ کا ہے (دوم) یہ کہ اول گروہ کو امام دو رکعت پڑہادے وہ سلام پہیر کر مقابلہ مین چلے جاوین اور جو مقابلہ مین تہے وہ آوین انکو یہی امام دو رکعت پڑہادے یہ حسن بصری کا قول ہی (سوم) یہ کہ امام ایک گروہ کو ایک رکعت پوری پڑہادے اور پہر چپکا کہڑا رہے اور یہ لوگ اپنی دوسری رکعت آپ تمام کر کر سلام پہیر کر دشمن کے مقابلہ مین چلے جاوین اور جو مقابلہ مین تہے وہ آکر امام کی ساتہہ رکعت آخیر مین شریک ہو جاوین اور جتنی دیر تک وہ دوسری رکعت جو فوت ہوئی تہی تمام نہ کرلین امام تشہد مین بیٹہا رہے پہر امام سلام پہیرے یہہ بہی امام کی ساتہہ سلام پہیرین یہہ قول سہل بن ابی حثمہ کا ہے اور یہی مذہب امام شافعی کا ہے چہارم یہہ کہ ایک گروہ امام کی ساتہہ ایک رکعت پڑہکر مقابلہ مین جاوے اور سلام نہ پہیرے اور جو لوگ مقابلہ مین تہے وہ آکر آخیر رکعت مین شریک ہو جاوین اور ایک رکعت پڑہکر دشمن کی مقابلہ مین چلے جاوین پہر اول گروہ آکر وہ جو ایک رکعت فوت ہوئی ہی اسکو تمام کر دشمن کی مقابلہ مین جاوین اور دوسرا گروہ آکر اپنی نماز تمام کرے فرق یہہ ہی کہ اول گروہ نے اول الصلوٰۃ کو پایا اور دوسرے نے آخیر کو۔ یہہ عبد اللہ بن مسعود کا قول ہی اور امام ابو حنیفہ کا یہی مذہب ہے یہہ سب صورتین آحادیث سے ثابت ہین رخصت کا دائرہ وسیع کرنیکو آنحضرت نے مختلف طور پر صلوٰۃ خوف ادا کی ہے۔

صلوٰۃ الخوف کی صورتین

ان آیات سے یہہ چارون صورتین ثابت ہو سکتی ہین۔ اب ہم آیت کی تشریح کرتے ہین واذا کنت فیہم اے نبی جب تو مسلمانون کی لشکر مین ہو اور حالت خوف ہو جیسا کہ غزوہ **ذات الرقاع** اور ذات نخل مین یہہ معاملہ پیش آیا کہ لشکر اسلام کی پشت قبلہ کیطرف تہی تو آنحضرت نے بوقت نماز یہہ حکم دیا کہ دو ٹکڑے ہو جاؤ تین جماعت ایک دشمن کی سامنے رہا اور ایک نے نبی علیہ السلام کی ساتہہ نماز پڑہی فلتقم طائفۃ منہم معک اون کے دو گروہ کران مین سے ایک گروہ نماز مین تیری ساتہہ کہڑا ہو اور ایک دشمن کی سامنے ہو ولیاخذوا اسلحتہم یعنی جو لوگ نماز مین تیری ساتہہ ہین ہتیار کہول کر نہ کہڑے ہون جیسا کہ تلوار و خنجر و پیش قبض یا بندوق کیونکہ حاجت پڑے تو دقت پیش آوے اور ممکن ہے کہ یہہ خطاب اُس جماعت کیلئے ہو کہ جو دشمن کی مقابلہ مین ہے اور راجح یہہ ہے کہ دونون کیلئے خطاب ہی فاذا سجدوا فلیکونوا من ورائکم یعنی جو نماز مین نہین ہین انکو چاہئے کہ حراست کیلئے نمازیون کی پیچہے یا دشمن کی مقابلہ مین کہڑے ہون یا جو لوگ نماز مین ایک رکعت پا چکے ہین وہ اب جو نماز پڑہ رہے ہین انکی حراست کیلئے دشمن کی سامنے کہڑی ہوون ولتات طائفۃ اخری لم یصلوا فلیصلوا معک یعنی وہ گروہ جسنے ہنوز نبی علیہ السلام کی ساتہہ نماز نہین پڑہی ہی بلکہ وہ اول ہی سے مقابلہ مین تہے یعنے گروہ دوم وہ بقایا نمازمین نبی علیہ السلام کی شریک ہو جاوین اور پہر ان سب کو حکم ہے کہ ولیاخذوا حذرہم کہ اپنے بچاؤ کی چیزین زرہ وغیرہ ساتہہ لئے رہین بعض کہتے ہین حذر سے مراد ہوشیاری ہی ولیاخذوا اسلحتہم جمیع سلاح یعنی ہتیار رہی نہ اتارین کیونکہ دوسری رکعت مین کفار کو معلوم ہو جاویگا کہ یہہ نمازمین ہین اور دفعۃً حملہ کرنا چاہینگے جیسا کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہی ود الذین کفروا لو تغفلون عن اسلحتکم وامتعتکم فیمیلون علیکم میلۃ واحدۃ مگر اسکی ساتہہ مرض یا بارش[1] وغیرہ عوارض کیوجہ سے ہتیار رکہدینی کی اجازت دیتا ہے اور حذر کرنا ہی کہ حذر یعنی بچاؤ یا ہوشیاری رکہو ولا جناح علیکم الخ۔ فاذا قضیتم الصلوٰۃ یعنی جب نماز سے فراغت پاؤ تو ذکر الہی سے غافل نہو جاؤ بلکہ کہڑے بیٹہے لیٹے اللہ کو یاد کرو بعض کہتے ہین اس سے مراد یہہ ہی کہ اگر جنگ سخت ہو اور صلوٰۃ خوف کی بہی مہلت نہو تو پہر جس حال مین جسطرح ممکن ہو اللہ کی یاد کرو اور فاذا اطمانتم فاقیموا الصلوٰۃ جب امن ہو جاوے تو اس نماز کو جو جنگ مین فوت ہوئی قایم کرو۔ پہر آیت کو نماز کی تاکید پر تمام کرتا اور یہہ بتلاتا ہے کہ یہہ سب باتین عارضی تہین اصل یہہ ہی کہ نماز کو ہمیشہ اسکے وقت پر قایم کرو کیونکہ ان الصلوٰۃ کانت علی المؤمنین کتابا موقوتا اے فرضا موقتا (کبیر) مکتوبا محدودا باوقات معلومۃ (مدارک) اسکے بعد پہر جہاد کی ترغیب دیتا ہے کہ منجملہ اللہ فتح و نصرت کا وعدہ کیا ہی اور اسمین مکمودہ ہمدرد ہے جو کفار کو نہین پہر کیون انکی لڑائی سستی کرتی ہو والا تہنوا الخ وترجون الخ

[1] بارش مین بہیگنا پہسلنا بیمار ہو جانا یا زخمی ہو جانا یا کہانا پینا ہتیار کی ساتہہ نماز پڑہنی کی حالت مین نماز کی وقت

اِنَّآ اَنْزَلْنَآ اِلَيْكَ الْكِتٰبَ بِالْحَقِّ لِتَحْكُمَ بَيْنَ النَّاسِ بِمَآ اَرٰىكَ اللّٰهُ ۭ وَلَا تَكُنْ لِّلْخَاۗىِٕنِيْنَ خَصِيْمًا ۙ

ہمنے تیرے پاس سچی کتاب بھیجی تاکہ تو لوگون مین مطابق اوس چیز کے کہ جو تجھکو خدا نے بتائی فیصلہ کرے - اور تو دغاباز و نمکحرف سے حمایت کرنیوالا نہو

وَّاسْتَغْفِرِ اللّٰهَ ۭ اِنَّ اللّٰهَ كَانَ غَفُوْرًا رَّحِيْمًا ۚ وَلَا تُجَادِلْ عَنِ الَّذِيْنَ يَخْتَانُوْنَ اَنْفُسَھُمْ ۭ اِنَّ اللّٰهَ

اور بخشش چاہ اللہ سے کیونکہ اللہ بخشنے والا مہربان ہے - اور نہ تو انکیطرف سے جھگڑ کہ جو اپنے نفسون کی خیانت کر رہے ہین بیشک اللہ

لَا يُحِبُّ مَنْ كَانَ خَوَّانًا اَثِـيْمًا ۝ يَّسْتَخْفُوْنَ مِنَ النَّاسِ وَلَا يَسْتَخْفُوْنَ مِنَ اللّٰهِ وَھُوَ مَعَھُمْ اِذْ يُبَيِّتُوْنَ

کو پسند نہین آتا کوئی دغاباز گناہ کرنیوالا - چھپاتے ہین لوگونسے اور نہین چھپا سکتے اللہ سے (کیونکہ) وہ انکے ساتھہ ہے جبکہ وہ راتکو ناپسند باتین

مَا لَا يَرْضٰى مِنَ الْقَوْلِ ۭ وَكَانَ اللّٰهُ بِمَا يَعْمَلُوْنَ مُحِيْطًا ۝ ھٰٓاَنْتُمْ ھٰٓؤُلَاۗءِ جٰدَلْتُمْ عَنْھُمْ فِي الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا

بنایا کرتے ہین - اور اللہ نے انکے عمل کا احاطہ کر رکھا ہے - دیکھو تم ہو جو انکی طرف سے دنیا کی زندگی مین جھگڑے

فَمَنْ يُّجَادِلُ اللّٰهَ عَنْھُمْ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ اَمْ مَّنْ يَّكُوْنُ عَلَيْهِمْ وَكِيْلًا ۝ وَمَنْ يَّعْمَلْ سُوْۗءًا اَوْ يَظْلِمْ نَفْسَهٗ ثُمَّ

پھر اونکیطرف سے قیامت کو کون اللہ سے جھگڑیگا - یا کون اُنکا کام بنانیوالا ہوگا - اور جسنے برا کام کیا یا اپنے نفس پر ظلم کیا پھر اوسنے اللہ سے معافی چاہی

يَسْتَغْفِرِ اللّٰهَ يَجِدِ اللّٰهَ غَفُوْرًا رَّحِيْمًا ۝ وَمَنْ يَّكْسِبْ اِثْمًا فَاِنَّمَا يَكْسِبُهٗ عَلٰي نَفْسِهٖ ۭ وَكَانَ اللّٰهُ عَلِيْمًا حَكِيْمًا

سو وہ اللہ کو معاف کرنیوالا مہربان پاویگا - اور جو کوئی گناہ کرتا ہے تو وہ اپنی ہی خرابی کرتا ہے اور اللہ خبردار حکمت والا ہے - اور جو کوئی

ع ۱۶ وَمَنْ يَّكْسِبْ خَطِيْۗـَٔةً اَوْ اِثْمًا ثُمَّ يَرْمِ بِهٖ بَرِيْۗـًٔا فَقَدِ احْتَمَلَ بُهْتَانًا وَّاِثْمًا مُّبِيْنًا ۝

خطا یا گناہ کرکے پھر کسی بیگناہ کے ذمہ لگاتا ہے تو وہ بڑا بہتان اور صریح گناہ اٹھاتا ہے

## ترکیب

اراک اللہ کا مفعول اول ک اور ثانی محذوف ہے اے اراکہ یرم بہ کی ضمیر اثما کیطرف راجع ہے اور خطیئۃ حکم اثم مین ہے اور بعض کہتے ہین یکسب سے جو کسب سمجھا جاتا ہے اوسکیطرف پھرتی ہے -

## تفسیر

پچھلی آیتون مین جہاد کے اندر نماز کا حال اور پھر جہاد کی ترغیب بیان ہوئی تھی جس سے مخالفون پر حق دناحق وقت بیوقت زیادتی کرنیکا خیال عام طبائع مین پیدا ہونیکا احتمال تھا اسلئے کہ عام طبائع مین یہ چیلی بات ہے کہ جب انکو جنگ کیطرف رغبت دلائی جاتی ہے تو اپنی طرف سے وہی شدت سختی محل بےمحل کرنیکو دل خوہش کیا کرتا ہے کیونکہ افراط و تفریط انسان کی طبیعت مین خمیر کی گئی ہے اسلئے اسکے بعد ان آیتون مین اسبات کی تہدید کی گئی ہے کہ جہاد اور قتال اپنے موقع پر ہے باقی ہر ایک معاملہ مین مؤمن و کافر بیگانہ و بیگانہ کا لحاظ نہین بلکہ حق اور انصاف کو معاملات مین موافق قانون الہی یعنی کتاب اللہ کے ملحوظ رکھنا چاہئے ان آیات کا مطلب صاف سمجھہ مین آنا ایک قصہ یا واقعہ کے سننے پر موقوف ہے جو آنحضرت علیہ الصلوٰۃ والسلام کے عہد مین ان آیات کے نازل ہونیسے پہلے گزرا جسپر یہہ آیتین نازل ہوئین اور وہ قصہ ان آیات کا سبب نزول ہے اور وہ یہ ہے کہ مدینہ مین طعمہ بن ابیرق ایک شخص بظاہر مسلمان اور در پردہ خراب آدمی تھا اوسنے قتادہ بن النعمان کی ذرہ چورا کر ایک یہودی کیہان رکھدی اتفاق سے وہ ذرہ اوس یہودی کیہان سے برآمد ہو گئی

یہودی نے کہدیا کہ مینے چوری نہین بلکہ میرے پاس طعمہ رکھہ گیا ہے طعمہ سے پوچھا تو وہ صاف انکار کرگیا اور قسمین کہانے لگا کہ مینے ہرگز نہین چوری اور اسمین طعمہ کے بھائی بند اور اکثر مسلمان مسلمان سمجھکر طعمہ کے مددگار بنکر جھگڑنے لگے اور آنحضرت علیہ الصلوٰۃ والسلام کو روبرو یہی یہودی کو ملزم ٹہرانے لگے اور چوری کی سزا کا وہی بیچارہ مستحق ٹہرنے لگا چونکہ بظاہر یہودی کے گھر سے مال برآمد ہوا اور یہودی کے قول پر کوئی گواہ یا دلیل نہیں تہی کہ طعمہ نے مجھے دی ہے اسلئے آنحضرت علیہ الصلوٰۃ والسلام کا رجحان بھی اس باب مین یہودی کیطرف تہا کہ غالباً اسنے چوری ہے کسلئے کہ وحی تو ہنوز اس مرمین نازل ہوئی نہ تہی کہ غیب کا حال منکشف ہوتا اسمین قریب تھا کہ یہودی کو قطع ید کی سزا دیجائے کہ یہہ آیت نازل ہوئی جسکا خلاصہ مطلب یہہ ہے۔

انا انزلنا الی خصیما کہ ہمنے ای نبی تیری اور قرآن برحق اسلئے نازل کیا ہے تاکہ لوگون مین اسکے مطابق (بما اراک اللہ ای علمک فیہ) فیصلہ کیا کرے اور تو خیانت کرنیوالون (للخائنین) طعمہ وغیرہم کیطرف سے جھگڑا نہ کر بلکہ اس قصد سے واستغفر اللہ خدا سے معافی چاہ کیونکہ وہ غفور رحیم ہے۔ پہر اس حکم کی تاکید کرتا ہے ولا تجادل عن الذین یختانون انفسھم (اور) کہ تو ان خیانت کارون کیطرف سے حمایت نکر (گناہ گار یا چور غیر کی تو خیانت کرتا ہی ہے مگر درصل اپنے نفس کی خیانت کرتا ہے کہ اپنے نعمار جنت عیش آخرت کو برباد کرتا ہے) کسلئے کہ ان اللہ لا یحب من کان خوانا اثیما خدا کو کوئی غاباز خائن گناہگار سے محبت نہین۔ خوان مبالغہ کا صیغہ ہے اور اس سے طعمہ وغیرہ کیطرف اشارہ ہے جو بظاہر اسنے ایک خیانت کی تہی مگر انکار کرنا اور کسی بیجرم پر جرم لگانا یہہ بھی خیانت ہے علاوہ اسکے بعض روایات سے ثابت ہے کہ طعمہ ہاتہہ کاٹنے کی سزا سے ڈرکر مرتد ہوکر مکہ مین چلا گیا اور پہر وہان بھی اسنی کسی کے گھر مین نقب لگاتی دیوار گر پڑی دب کر مرگیا۔ اسلئے اسکو خوان اثیم کے الفاظ سے یاد کیا گیا۔ آگے انکی خیانت کی ثبوت مین فرماتا ہے یستخفون من الناس کہ وہ اس امر کو لوگونسے شرم یا ڈر کر مارے چہپاتے ہین مگر اس سے کیا ہوتا ہے ولا یستخفون من اللہ وہ خدا سے نہین چہپا سکتے اسپر سر راز منکشف ہے پہر اسکا ثبوت دیتا ہے وہو معہم اذ یبیتون مالا یرضی من القول کہ جب وہ راتکو ناپسند باتین بناتے تھے وہ انکے ساتہ تہا۔ بیتت کے معنی ہم بیان کرچکے ہین۔ اور بیتت کے معنے شب گزارنے کے بھی ہین جس سے اوس مخفی بات کیطرف اشارہ ہے جو طعمہ نے ذرہ برآمد ہونیکو وقت کی تہی وہ یہہ کہ رات کو ایک گوشہ مین بیٹھکر طعمہ نے اپنے بھائیون دوستون سے یہہ کہا کہ مین یہودی کے ذمہ لگا دونگا اور قسم کہا جاؤنگا تم بھی میری اس امر مین اعانت کرنا اسکے بعد عموماً ان مسلمانون کو تنبیہ کرتا ہے جو طعمہ کے اسکی ظاہری دینداری کیوجہ سے طرفدار ہوگئے تہے کہ ہا انتم ہؤلاء جادلتم عنہم فی الحیوٰۃ الدنیا تم لوگ انکیطرف سے دنیا مین جھگڑتے حمایت کرتے ہو مگر فمن یجادل اللہ عنہم یوم القیامۃ ام من یکون علیہم وکیلا قیامت کو ان کی طرف سے جھگڑیگا اور کون انکا وکیل بنیگا؟ (بلکہ کوئی بھی نہین) جب کہ تہدید فرما چکا تو اسکے بعد توبہ کیطرف ترغیب دلاتا ہے اور ترغیب کیلئے تین جملہ کس حکمت بالغہ سے ذکر کرتا ہے (۱) ومن یعمل سوءاً او یظلم نفسہ ثم یستغفر اللہ یجد اللہ غفورا رحیما سوء سے مراد وہ بری بات ہے کہ جس سے دوسرے کو تکلیف پہونچے جیسا کہ طعمہ کا فعل چوری اور تہمت۔ اور ظلم نفس سے مراد وہ گناہ کہ جو اپنے نفس سے خاص ہو جیسا کہ زنا وغیرہ۔ اس آیت مین عموماً خدا تعالیٰ بندونکو اون عام دیتا ہے کہ جو گناہگار ہماری خطا بعالی مین معافی چاہیگا تو ہم اسکو معاف کردینگے ع این در گہ ما درگہ نومیدی نیست ۔ صد بار اگر توبہ شکستی باز آ۔ بعض علماء کہتے ہین استغفار کیساتہ توبہ بھی شرط ہے (۲) ومن یکسب اثما فانما یکسبہ علی نفسہ کان اللہ علیما حکیما کہ ای بندہ گناہگار تیری اس گناہ سے ہمارا کچھ ضرر نہین ہوا بلکہ خاص تیرا ہی ضرر ہے پہر کیون معافی نہین چاہتا اگر تو دلمین نادم اور پشیمان اپنے افعل سے ہوگا تو ہم علیم ہین اور اس معافی مین حکمت ہے اور یہ جو تجہہ سے ہو چکا یہہ بھی کمی زیادتی حکمت کا مقتضی تہا اسلئے حکیما فرمایا (۳) ومن یکسب خطیئۃ او اثما ثم یرم بہ (ای بذالک الکسب) بریئا فقد احتمل بہتانا واثما مبینا خطیئہ گناہ صغیرہ اثم کبیرہ اسمین اس بات کو جتلاتا ہے کہ گناہ کرکے دوسرے بیگناہ کیطرف منسوب کرنا جیسا کہ طعمہ نے کیا یہہ کوئی برائت کی وجہ نہین کہ اس سے آدمی عند اللہ اور عند الناس بری ہوجایا کرے بلکہ اسکی تدبیر دہی توبہ و استغفار ہے اور یہ جو گناہگار تدبیر سوچتا ہے یہ اسکی حق مین دنیا اور آخرت مین سخت بہتان ہے اشارہ دنیا کی ندمت اور اثم مبین سے آخرت کی ندمت کیطرف ہے ان آیات مین قطع نظر کر طعمہ کے قصہ سے انسانکی اصلی حالت گناہ و ثواب کیطرف بھی عجیب اشارہ ہے

وَلَوْلَا فَضْلُ اللّٰهِ عَلَيْكَ وَرَحْمَتُهٗ لَهَمَّتْ طَّآئِفَةٌ مِّنْهُمْ اَنْ يُّضِلُّوْكَ ؕ وَمَا يُضِلُّوْنَ اِلَّآ اَنْفُسَهُمْ

اور اگر تجہر اللہ کا فضل اور اوسکی رحمت نہوتی تو انمین سے ایک جماعت نے تو تیری بہکا دینے کا قصد ہی کر لیا تہا - اور وہ کیا گمراہ کرتے مگر اپنے ہی آپکو اور نہ اللہ

وَمَا يَضُرُّوْنَكَ مِنْ شَيْءٍ ؕ وَاَنْزَلَ اللّٰهُ عَلَيْكَ الْكِتٰبَ وَالْحِكْمَةَ وَعَلَّمَكَ مَا لَمْ تَكُنْ تَعْلَمُ ؕ وَكَانَ فَضْلُ اللّٰهِ

وہ تجھکو کچھ ضرر دیسکتے ہین - اور اللہ نے تجہر کتاب اور حکمت نازل کی اور تجھکو وہ باتین سکہائین جو تو نہین جانتا تہا - اور تجہر اللہ کا بڑا ہی فضل ہے

عَلَيْكَ عَظِيْمًا ۝ لَا خَيْرَ فِيْ كَثِيْرٍ مِّنْ نَّجْوٰىهُمْ اِلَّا مَنْ اَمَرَ بِصَدَقَةٍ اَوْ مَعْرُوْفٍ اَوْ اِصْلَاحٍۢ بَيْنَ النَّاسِ ؕ وَمَنْ يَّفْعَلْ ذٰلِكَ ابْتِغَآءَ

اسکے اکثر مشورون مین کچھ ہی بہلائی نہین مگر اسکے کہ جو (مشورہ دی) خیرات یا نیک بات یا لوگون مین باہم صلاح کرنیکا - اور جو ایسی باتین خدا کی مرضی حاصل کرنیکو کرنا ہی

مَرْضَاتِ اللّٰهِ فَسَوْفَ نُؤْتِيْهِ اَجْرًا عَظِيْمًا ۝ وَمَنْ يُّشَاقِقِ الرَّسُوْلَ مِنْۢ بَعْدِ مَا تَبَيَّنَ لَهُ الْهُدٰى وَيَتَّبِعْ غَيْرَ سَبِيْلِ الْمُؤْمِنِيْنَ

سو ہم اسکو عنقریب اجر عظیم دینگے - اور جو کوئی ہدایت ظاہر ہونیکے بعد رسول کی نافرمانی کرتا اور مسلمانونکے برخلاف طریقہ کا تابع ہوتا ہی تو ہم اسکو اسیطرف متوجہ کرینگے کہ جسکو وہ چاہتا ہے

نُوَلِّهٖ مَا تَوَلّٰى وَنُصْلِهٖ جَهَنَّمَ ؕ وَسَآءَتْ مَصِيْرًا ۝

اور اسکو آگ مین ڈالینگے اور وہ بہت ہی بری جگہ ہے

## ترکیب

لہت جواب لولا لا یضرونک من شی من زائدہ ہے و شی بمعنی ضرر ہوکر مفعول مطلق ہی من نجواہم صفت ہی کثیر کی الامر استثنار لا خیر فی کثیر من نجواہم سے ہی نجوی مصدر ہے بمعنی مشورہ اور من ذات اشخاص کیلئے تو استثنا منقطع ہوگا اور یہہ ہی بلغار کے کلام مین بکثرت مستعمل ہی اور نجوی کا اطلاق کبھی مشورہ کرنیوالونپر ہی ہوتا ہے جیسا کہ آیا ہے اذ ہم نجوی اس صورت مین استثنا متصل ہوگا موضع جر مین ہی اور نصب مین ہی بعض ناواقف پادریون کی یہہ ترکیب سمجھ مین نہ آئی تو عجب نہ اعتراض کر بیٹھے -

## تفسیر

ان آیات مین ہی اوسی واقعہ کیطرف بطور تکملہ اور تتمہ کی اشارہ ہے فرماتا ہے اگر خدا کا تجہر فضل و رحمت نہوتی تو ایک گروہ (ان مین سے یعنی طعمہ اور اسکے اقارب نے) اے نبی تیری بہکا دینا کا قصد ہی کر لیا تہا کہ تجھکو نا انصافی مین مبتلا کرکے یہودی پر ظلم کرائین لیکن اوسکا تجہر فضل ہی انجی وحی اور الہام سے تجکو مطلع کیا - اور وہ جو تیری بہکانے کا قصد کرتے ہین در حصل وہ اپنے ہی تئین گمراہ کرتے ہین تیرا کچھہ ہی ضرر نہ کرسکین گے (اسمین آنحضرت کی عصمت کیطرف اشارہ ہی) اللہ نے تجہر کتاب اور حکمت نازل کی اور بہت سی احکام و شرائع جو تو نہین جانتا تہا تجھکو بتلائے اوسکا تجہر بڑا فضل ہی حقیقت مین انسانکو خدا کیطرف سے نعمت وحی اور الہام اور کتاب و حکمت کا ملنا اور پیر قدر پاکر بیگانہ بیگانہ نہین عدل و انصاف کا قائم کرنا اور دنیا مین آپ اخلاق حمیدہ کا نمونہ بنکر سبکو اونکی تعلیم کرنا مخالفونکی ایذا پر خدا کیلئے صبر اور برداشت کرنا باوجود حکومت و شوکت کے درگزر کرنا جیسا کہ آنحضرت اور اُنکے جانشینون کا شیوہ تہا جو بہت جلدی دنیا مین اسلام کی ترقی کا باعث ہوا بڑی نعمت ہی اور بڑا فضل ہے -

طعمہ اور اوسکے اقارب جو اس امر مین خفیہ سرگوشی کیا کرتے ہی جسکو نجوی کہتے ہین اسکی نسبت فرماتا ہی کہ یہ سرگوشی اور خفیہ باتین سلام اور دین حقین کچھہ نہین جو باتین کھلم کہلا اور صاف ہونی چاہئے اس نجوی مین بہتری نہین ہان اگر نجوی سے کوئی خیر مقصود ہو تو مضائقہ نہین اسکی بعد خیر کی تین قسم ذکر فرماتا ہی جو تمدن اور آخرت کیلئے تریاق کا حکم رکہتی ہین کسیلئے کہ خیر یا دوسرکو نفع پہونچانیمین ہے یا دفع ضرر مین اور خیر یا جسمانی ہی جیسا کہ مال کا دینا اسکیطرف امر بصدقۃ مین اشارہ ہے یا خیر روحانی اسکی دو قسم ہین تکمیل قوت نظریہ اور تکمیل قوت عملیہ یعنی علم و عمل انکی مجموعہ کیطرف او معروف مین اشارہ ہے اور دفع ضرر کیطرف او اصلاح بین الناس مین اشارہ ہی - اسکی بعد یہہ بتلاتا ہی کہ ان مین بہی ریاکاری نہو بلکہ خالص لوجہ اللہ یہ باتین ہونی چاہئین پہر رسول کی نافرمانی اور مسلمانون کی جماعت سے علاحدگی کی برای کیطرف اشارہ کرتا ہی کہ ایسے شخص کی سزا جہنم ہی جیسا کہ طعمہ نے علیحدگی اختیار کی اور مکہ مین مرتد ہوکر مرگیا اس آیت مین اجماع امت کے برحق ہونیکا ثبوت ہی اور یہہ کہ اجماع کا مخالف گنہگار ہی جیسا کہ احادیث مین آیا ہے

اِنَّ اللّٰهَ لَا يَغْفِرُ اَنْ يُّشْرَكَ بِهٖ وَيَغْفِرُ مَا دُوْنَ ذٰلِكَ لِمَنْ يَّشَآءُ ۚ وَمَنْ يُّشْرِكْ بِاللّٰهِ فَقَدْ ضَلَّ ضَلٰلًۢا بَعِيْدًا ۝

بیشک اللہ نہین بخشیگا اسباتکو کہ اسکی ساتھہ شرک کیا جاوے اور اسکے نیچے (گناہ کی) جسے چاہیگا معاف کردیگا - اور جسنے شرک کیا اسنے بڑی گمراہی مین پڑکیا

اِنْ يَّدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِهٖٓ اِلَّآ اِنٰثًا ۚ وَاِنْ يَّدْعُوْنَ اِلَّا شَيْطٰنًا مَّرِيْدًا ۝ لَّعَنَهُ اللّٰهُ ۘ وَقَالَ لَاَتَّخِذَنَّ مِنْ عِبَادِكَ

وہ مشرکین جو اسکے سوا کسیکو پکارتے ہین یہ عورتون ہی کو - اور وہ جسکو اسکے سوا پکارتے ہین سو شیطان مردود کو جسپر خدا نے لعنت کردی اور وہ کہہ چکا ہے کہ مین ضرور تیری بندون مین سے

نَصِيْبًا مَّفْرُوْضًا ۝ وَّلَاُضِلَّنَّهُمْ وَلَاُمَنِّيَنَّهُمْ وَلَاٰمُرَنَّهُمْ فَلَيُبَتِّكُنَّ اٰذَانَ الْاَنْعَامِ وَلَاٰمُرَنَّهُمْ فَلَيُغَيِّرُنَّ خَلْقَ اللّٰهِ ۭ

ایک حصہ معین اپنا مقرر کرلونگا - اور یہہ کہ مین اونکو گمراہ کرونگا اور اونکو جھوٹی امیدین دلاؤنگا اور حکم دونگا سو جانور دنکے کان کاٹینگے اور انکو حکم کرونگا کہ وہ اللہ کی بنائی

وَمَنْ يَّتَّخِذِ الشَّيْطٰنَ وَلِيًّا مِّنْ دُوْنِ اللّٰهِ فَقَدْ خَسِرَ خُسْرَانًا مُّبِيْنًا ۝ يَعِدُهُمْ وَيُمَنِّيْهِمْ ۭ وَمَا يَعِدُهُمُ الشَّيْطٰنُ اِلَّا

اور جسنے خدا کو چھوڑ شیطان کو دوست بنایا سو وہ تو کھلا کھلا خسارہ مین پڑگیا - وہ انکو وعدہ دیا کرتا اور آرزوئین دلایا کرتا ہے - اور شیطان جو وعدہ انسے کرتے ہین تو فریب کے

غُرُوْرًا ۝ اُولٰۗىِٕكَ مَاْوٰىهُمْ جَهَنَّمُ ۡ وَلَا يَجِدُوْنَ عَنْهَا مَحِيْصًا ۝ وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ سَنُدْخِلُهُمْ جَنّٰتٍ

ایسون کا ٹھکانا جہنم ہے اور وہان سے وہ کوئی رستہ نکلنے کا نہ پاوینگے اور وہ جو ایمان لائے اور انہون نے اچھے کام کئے انکو ہم ایسے باغون مین داخل کرینگے

تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ خٰلِدِيْنَ فِيْهَآ اَبَدًا ۭ وَعْدَ اللّٰهِ حَقًّا ۭ وَمَنْ اَصْدَقُ مِنَ اللّٰهِ قِيْلًا ۝

کہ جنکے نیچے نہرین بہتی ہین وہ اون مین ہمیشہ رہا کرینگے اللہ کا وعدہ سچا ہے - اور کون ہے اللہ سے زیادہ سچی بات کا

## ترکیب

اللہ اسم ان لایغفر خبر ان یشرک بہ مفعول ہے یغفر کا لمن کا لام یغفر سے متعلق ہے - اناثا جمع انثی علی فعال دیرد ابہ کل مالا روح لہ من لاحجار والاصنام والشمس ویمکن ان یقال انہم کانوا یعبدون الخبائث من الشیاطین والارواح الغیر المرائیۃ ولیستیعنوہا دنیا ودنہا فی کل شدۃ وغمرۃ لعنہ اللہ صفت ہے شیطانا کی اور ممکن ہے کہ مستانفہ ہو جملہ بدعاء کیلئے لاتخذن الخ مقولہ ہے شیطان ہے

## تفسیر

چونکہ اگلی آیتون مین گناہ کی معافی کیطرف اشارہ تہا یہان اسباتکی تصریح فرماتا ہے کہ گناہون مین شرک ایسا سخت گناہ ہے کہ جسکی سزا ابدی جہنم ہے بغیر توبہ کے ہرگز معاف نہین ہوتا ہان اسکے سوا اور جس گناہ کو چاہیگا خدا بغیر توبہ کے اپنی رحمت سے بخشدیگا - پہر اسکی وجہ ذکر فرماتا ہے ومن یشرک الخ کہ اس عالم مین ہر ایک عاقل مخلوقات اور اسکے مصنوعات پر غور کرکے یہہ کہہ سکتا ہے کہ اس تمام عالم اور اس کل کائنات کا پیدا کرنیوالا ایک شخص ہے یعنی اللہ تعالیٰ اور ہر چیز نبی ولی فرشتہ جن چاند سورج اپنی ذات اور کمالات مین ہر دم اسکے دست نگر اور محتاج ہین پہر جو کوئی ممکنات مین سے کسیکو خدائی مین شریک کرے اس سے زیادہ کون گمراہ ہوگا جو راہ عقل سے ہزارون کوس دور پڑا ہے ضل ضلالا بعیدا سو یہہ بغاوت ہے اگر اس سے توبہ و استغفار نکریگا تو یہہ جرم ہرگز عفو نہوگا اور ضلالا بعیدا کی دوسری وجہ یہ ذکر کرتا ہے ان یدعون الخ کہ یہ مشرک دو قسم کے لوگ ہین بعض تو اپنے بزرگون اور ملائکہ یا قوی عالم کی اپنے نزدیک ایک خیالی صورت پتہر یا پیتل یا کسی دوسری چیز کی بنا کی کوئی چیز ہین اور جنکی یہ تصویرین ہین انکو بوقت پرستش بوقت دعا حاضر جانتے ہین دوسرے وہ ہین کہ تصویر یا بت نہین بناتے بلکہ جن بہوت ملائکہ ارواح غیر مرئیہ کو عالم کا مدبر اور کارکن سمجہکر اونکی پرستش کرتے اور نذر و نیاز کرکے انکو پکارتے ہین اور انکو حاضر سمجہتے ہین سو اول گروہ کی نسبت فرماتا ہے ان یدعون من دونہ الا اناثا کہ وہ بتون کو پکارتے ہین یعنی جنکو وہ سمجہکر پکارتے ہین وہ ہین تو نہین یعنی انکو پکارنے مین وہ اپنے خیالی معبودونکو عورتون کا نام سے نامزد کیا کرتے ہین جیسا کہ لات اللہ کی تانیث اور عزی عزیز کی تانیث ہے حسن کہتے ہین کہ عرب مین ہر ایک قبیلہ کا ایک بت تہا جسکو وہ انثی کہتے تہے انثی بنی فلان اور اسکو عائشہ رض کی وہ قرارت کہ جسمین ہم اناثا کی جگہ اوثانا ہے تائید کرتی ہے ہندوستان مین بہی کالی بہوانی لالون والی بہت سی عورتین بچی جاتی ہین

دوسرے گروہ کی نسبت فرماتا ہے وان یدعون الا شیطانا مریدا کہ وہ گو اپنے نزدیک اُن ارواح غیر مرئیہ وجن بھوت ملائکہ کو پوجتے ہین اور حاضر اور موجود جانتے ہین مگر وہان بجز شیطان کے کہ جسپر خدا نے لعنت کی ہے اور کچھ نہین ہوتا اور جو کچھ کبھی ان لوگونکو کوئی بات معلوم ہوجاتی ہے سو وہ بھی اسیکے کرشمہ ہوتے ہین۔ اسکے بعد شیطان کے چند اقوال نقل کرتا ہے اوسکی مذمت کیلئے۔ خواہ یہ بات شیطان نے زبان حال سے کہی ہو خواہ زبان مقال سے اس وقت ہین کی ہو جبکہ وہ آدم کے سجدہ نکرنے سے راندہ گیا تھا (۱) لاتخذن من عبادک نصیبا مفروضا فرض لغت مین قطع کو کہتے ہین جس سے مراد مقدر اور معین ہے یعنے مین تیرے بندون مین سے ایک جماعت معین کو اپنے حصہ مین لونگا وہ مری کہنے پر چلینگے یہ وہ لوگ ہین کہ جو اسکے وسواس اور خطرات کی پیروی کرتے ہین (۲) ولاضلنھم یعنی لوگونکو راہ راست سے گمراہ کرونگا (۳) ولامنینھم کہ مین انکے دلون مین طرح طرح کی آرزوئین اور امیدین دلاؤنگا۔ اور جب انسان کے دلمین اس قسم کی بیجا آرزوئین پیدا ہوتی ہین تو اسکے حرص اور طول امل پیدا ہوتی ہے جو آدمی کو خلاق ذمیمہ پر برانگیختہ کرتی ہی اسلئے نبی علیہ السلام نے فرمایا ہے کہ ابن آدم بوڑھا ہوجاتا ہے اور اسکی حرص اور خواہشین جوان ہوتی جاتی ہین یہہ دونون وصف انسان کے اندر نہایت درجہ تمام گمراہ ہونیکا سرچشمہ ہین کیونکہ طول امل کیوجہ سے دلمین اسبات کا خیال ہی نہین آتا کہ کبھی مجھے اس دار فانی سے کوچ بھی کرنا ہے اسپر اسکو دلی امیدونکا محیط ہونا کہ جو کسیکو ساری حاصل نہوئی ہین نہونگی اسکو خلق کی ایذا رسانی جھوٹہ ظلم دغابازی وغیرہ باتون مین مبتلا کرتا ہے کیونکہ یہہ جانتا ہے کہ جسطرح سے ممکن ہو مری یہ آرزو حاصل ہوجاوے پھر اوسکے دلمین نہ کسیکا وعظ اثر کرتا ہے نہ کوئی عبرت ناک بات اثر کرتی ہے۔

(۴) ولامرنھم فلیبتکن آذان الانعام بتک کے معنے کاٹنے کے ہین بولتے ہین سیف بات ای قاطع۔ یعنی مین لوگونکو سکھاؤنگا کہ وہ بتونکی قربانی کیلئے جانورونکے کان کاٹ ڈالین یہ عرب کے بت پرستون مین یہہ بھی دستور تھا کہ وہ اپنے خیالی معبودونکی نذر ونیاز اور قربانی کیلئے جانورونکے کان کاٹ ڈالتے تھے۔ اور فیقول اللہ تعالےٰ کی نظر مین نہایت فسق اور ناپاک تھا (۵) ولامرنھم فلیغیرن خلق اللہ کہ مین انکو یہہ بات سکھاؤنگا کہ وہ مخلوق الہی کو متغیر کرینگے۔ مفسرین کے اسمین دو قول ہین اول سعید بن جبیر سعید بن المسیب حسن ضحاک مجاہد وسدی کا قول ہے کہ تغییر خلق اللہ سے یہہ مراد ہے کہ اللہ نے ہر ایک انسان کی اصل فطرت مین راستی اور توحید پیدا کی ہے جیسا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہین ما من مولود الا یولد علی الفطرۃ الحدیث کہ ہر شخص اصلی حالت مین فطرت پر پیدا ہوتا ہے جسکو اسلام کہا جاتا ہے مگر پھر شیطانی خیالات اور قوت ہمیہ کیوجہ سے وہ کفر وبدعت مین پڑکر مخلوق الہی مین تغیر کردیتا ہے اور ممکن ہے کہ اس سے مراد حلال کو حرام اور حرام کو حلال کردینا ہو دوم اسکو ظاہر پر محمول کرکے اس سے یہ مراد لی ہے کہ انسان مین تغییر یہ ہے کہ جبلی کی ہیئت اسکی کان یا ناک چھیدتے ہے اور عورتین تزئین کیلئے بالون مین چٹلا لگاتی ہین اور گودواتی ہین دانتون کو ریت کر باریک کرتی ہین۔ مرد کو خصی کرتے ہے خواجہ سرا بناتے ہے ہین ڈاڑھی منڈاتے ہے اگیا اور جانورونکے کان چیرتے ہے۔ اور اس سے یہہ بھی مراد ہے کہ ارواح بشریہ اس عالم مین بطور سفر کے اسلئے آئی ہین کہ کمالات حاصل کرکے پھر اس عالم قدس مین جا ملین لیکن افسوس ہے کہ انھون نے غضبانی اور شہوانی اور وہمانی بالونسے روح کو تیرہ اور ناپاک کردیا تغییر خلق اللہ ہے۔

ان بالونسے شیطان کی غرض ضرر اور مرض دینی پیدا کردینا ہے سو وہ غالبًا یا تشویش سے یا نقصان یا بطلان سے ہوتا ہے پس تشویش کیطرف ولامنینھم مین اشارہ ہے کیونکہ جسکو دلمین بیجا آرزوئین پیدا ہوتی ہین راتدن اسی تشویش مین رہتا ہے کہ کسیطرح وہ مطلب حاصل کرون اور یہی مرض وحائی ہے اور نقصان کیطرف فلیبتکن آذان الانعام مین اشارہ ہے اور بطلان کیطرف ولامرنھم فلیغیرن خلق اللہ مین اشارہ ہے کیونکہ جسکے دلمین

لَيْسَ بِاَمَانِيِّكُمْ وَلَآ اَمَانِيِّ اَهْلِ الْكِتٰبِ مَنْ يَّعْمَلْ سُوْٓءًا يُّجْزَ بِهٖ ۙ وَلَا يَجِدْ لَهٗ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ وَلِيًّا وَّلَا نَصِيْرًا

نہ تو تمہاری آرزو پر کچھ ہے نہ اہل کتاب کی (بلکہ) جو کوئی برای کریگا اسکی سزا پاویگا اور نہ اسکا کوئی اللہ کے مقابلہ مین حمایتی ہوگا نہ مددگار

وَمَنْ يَّعْمَلْ مِنَ الصّٰلِحٰتِ مِنْ ذَكَرٍ اَوْ اُنْثٰى وَهُوَ مُؤْمِنٌ فَاُولٰٓئِكَ يَدْخُلُوْنَ الْجَنَّةَ وَلَا يُظْلَمُوْنَ نَقِيْرًا ۝ وَمَنْ اَحْسَنُ

اور جو کوئی نیک عمل کریگا خواہ وہ مرد ہو یا عورت اور وہ ایمان بھی رکھتا ہو سو وہ جنت مین داخل ہونگے اور ذرا بھر تل بھر ظلم کیا جاویگا - اور اس سے کسکا بہتر دین ہے

دِيْنًا مِّمَّنْ اَسْلَمَ وَجْهَهٗ لِلّٰهِ وَهُوَ مُحْسِنٌ وَّاتَّبَعَ مِلَّةَ اِبْرٰهِيْمَ حَنِيْفًا ۭ وَاتَّخَذَ اللّٰهُ اِبْرٰهِيْمَ خَلِيْلًا ۝

کہ جسنے اللہ کے آگے سر جھکا دیا اور وہ نیکی بھی کیے جاتا ہو اور ملت ابراہیم کا جو یک طرفہ تھا پیرو بھی ہو - اور اللہ نے ابراہیم کو دوست بنا لیا

ع ۱۸ وَلِلّٰهِ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَمَا فِي الْاَرْضِ ۭ وَكَانَ اللّٰهُ بِكُلِّ شَيْءٍ مُّحِيْطًا ۝

اور اللہ ہی کا ہے جو کچھ کہ آسمانون مین ہے اور جو کچھ کہ زمین مین ہے اور اللہ کی قابو مین ہر چیز ہے

## ترکیب

لیس کا اسم اور خبر دونون محذوف اور بامانیکم خبر سے متعلق ہے ای لیس الامر منوطا بامانیکم من یعمل سوء شرط یجز بہ جواب ولا یجد معطوف ہے یجز پر من ذکر اوانثی بیان ہے من کا ومن مبتدا احسن ممیز دینا ممیز ممن متعلق ہے احسن افعل تفضیل سے وہو محسن جملہ حال ہے فاعل اسلم سے واتبع معطوف ہے اسلم پر پر یہ منسلخ عنہ خبر ہے

## تفسیر

پہلی آیت مین تہا و یا یعدہم الشیطان الا غرورا کہ ان لوگونسے شیطان جو کچھ وعدہ کرتا ہے فریب کا کرتا ہے - عام ہے کہ شیطان سے ابلیس مراد ہو یا قوت وہمیہ اور اسکے وعدہ دلمین خیالات باطلہ کہ جو ہر ایک قوم مین خلاف حق چلے آتے ہین مثلاً عیسائیون مین یہ ہے کہ تمام گناہ حضرت مسیح علیہ السلام اٹھا کر لیگئے اب ہم شریعت حلال حرام کی قید سے آزاد ہین یہودین یہ تہا کہ ہم انبیا علیہم السلام کی اولاد اور خدا کے پیارے بیٹے ہین نجات اور ہر ایک قسم کی کرامات کے ہم ہی مستحق ہین - یا ہندون مین مشہور ہے کہ برہمن خدا کے گہر اور گئو کی مالک ہین اور چار قوم برہمن چہتری بیش شودر کے علاوہ سب کچھ یعنی ناقابل نجات ہین یا مشرکین کے خیالات تہے کہ ہمارے یہ معبود ہم کو نجات دینگے خواہ ہم کچھ ہی کیون نکرین یا خیالات کہ نہ حشر ہے نہ دوزخ نہ جنت نہ ثواب و عقاب یا بعض اہل اسلام کے یہ خیالات ہے کہ گو ہم کبائر کے مرتکب ہین ہم پر کچھ سرزنش نہوگی اسلام کیوجہ سے ہم کو کچھ ضرر نہوگا (جیسا کہ مرجیہ عقیدہ رکہتے ہین) ان سب کے جواب مین خدا تعالی فیصلہ کیطور پر یہ فرماتا ہے کہ نہ کچھ تمہارے خیالات پر ہے نہ اہل کتاب کے جو کوئی گناہ کریگا اوسکی سزا پاویگا اور اس سزا کو روکنے مین نہ اونکا کوئی حامی ہوگا نہ مددگار نہ مسیح علیہ السلام نہ موسی علیہ السلام نہ کوئی اور جو کوئی کسی قوم کا ہو نیکی کریگا بشرطیکہ وہ ایمان بھی رکہتا ہو اسکو جنت ملیگی اور انکے اجر سے کچھ بھی کم نہ کیا جاوے گا -

حقیقت مین یہی ایک بات انصاف اور قانون عقل کے موافق قرآن اور مذہب کے برحق ہونیکی دلیل کافی ہے کیونکہ خدا جب تمام عالم کا خدا ہے تو اسکو اپنے تمام بندون سے نسبت مساوی ہے - نہین حق اور روح افزا تعلیم کی تلوار نے چند روز مین اگلے مذاہب کو سرنگون کر دیا اور شرق سے غرب تک قومین کی قومین اپنے مذاہب باطلہ سے توبہ کر کے اسلام قبول کرتی گئین - اور جبکہ نجات اور حیات ابدی کا مدار ایمان پر ٹہرایا تہا جو در اصل دین اسلام مین پایا جاتا ہے اسکے بعد دین اسلام کے برحق ہونے پر دو دلیل کس لطف کیساتہ بیان کرتا ہے کہ جنکے تسلیم کرنے مین کسی منصف مزاج کو انکار کی مجال نہین **اول دلیل** عقلی مقدمات یقینیہ پر مبنی ہے وہ یہ کہ ہر ایک دین حق کے دو جزو ہوتے ہین اول عقائد صحیحہ توحید و نبوت و معاد کے متعلق دوم اعمال صالحہ عبادات و خیرات و صلہ رحمی پس جس دین مین یہہ دونون جزو مین اسکے برحق ہونے مین کیا کلام ہے اور اسلام مین وہ دونون ہین اول کیطرف اسلم وجہہ للہ مین اشارہ ہے اور دوسرے کیطرف وہو محسن مین اشارہ ہے یہہ دو کیا مختصر سے جملہ مین کہ جنمین سیکڑون باریک معانی رکہے ہین مثلاً اسلم وجہہ للہ مین یہود و نصارے و مشرکین کیطرف ایک لطف کیساتہ الزام ہے کہ وہ خدا کے آگے سر نہین جہکاتے ہوئے ہین بلکہ کہین مسیح کو خدا کہتے ہین کہین کسیکو **دوسری دلیل** مقدمات مسلمہ اہل کتاب و مشرکین عرب پر مبنی ہے وہ یہہ کہ سب کے نزدیک حضرت ابراہیم خدا کے برگزیدہ تہے جنکو بلفظ خلیل تعبیر کیا ہے اور انکا مذہب برحق تہا اب ہر شخص اپنے مذہب کو اوسی کے مطابق کر کے دیکہے کہ کون موافق اور کون مخالف ہے اور اسلام کی بنیاد سراسر انہین سچے اصول پر رکہی گئی ہے اسی دلیل کیطرف واتبع ملۃ ابراہیم حنیفا مین اشارہ کر دیا - اور ابراہیم کا وصف حنیف اور خلیل بیان فرما کے یہہ بہی ظاہر کر دیا کہ وہ کچھ خدا کے کارکن یا بیٹے نہ تہے کہ جسلیے انکو خلیل بنایا تہا بلکہ محض اونکی عبودیت کیوجہ سے اسبات کیطرف لہ ما فی السموات وما فی الارض الخ مین اشارہ فرمایا

دلیل اول

دلیل دوم

وَيَسْتَفْتُونَكَ فِي النِّسَاءِ قُلِ اللَّهُ يُفْتِيكُمْ فِيهِنَّ وَمَا يُتْلَىٰ عَلَيْكُمْ فِي الْكِتَابِ فِي يَتَامَى النِّسَاءِ اللَّاتِي

وہ تجھسے حکم پوچھتے ہین عورتونکا تو کہدے اللہ تمکو انکی بارہ مین حکم دیتا ہے اور حکم دیتا ہے اسمین جو تمکو پڑھکر سنایگیا قرآن مین ان یتیم عورتونکی بابت کہ جنکا

لَا تُؤْتُونَهُنَّ مَا كُتِبَ لَهُنَّ وَتَرْغَبُونَ أَن تَنكِحُوهُنَّ وَالْمُسْتَضْعَفِينَ مِنَ الْوِلْدَانِ وَأَن تَقُومُوا لِلْيَتَامَىٰ

تم حق تو ادا کرنا نہین چاہتے اور انسے نکاح کرنیکی رغبت رکھتے ہو۔ اور حکم دیتا ہے بیکس بچونکے حق مین اور یہ کہ تم یتیمونکی کارگزاری انصاف سے کرتے رہو

بِالْقِسْطِ ۚ وَمَا تَفْعَلُوا مِنْ خَيْرٍ فَإِنَّ اللَّهَ كَانَ بِهِ عَلِيمًا ۝

اور جو کچھ کہ نیکی تم کرتے ہو سو اللہ اوس سے خوب واقف ہے

## ترکیب

و ما یتلی معطوف ہے فیہن کی ضمیر پر اے ویفتی فی ما یتلی علیکم فی الکتاب مین فی یتلی سے متعلق ہے اور فی یتمی النسآء اے فی حکم یتمی النسآء ہی یتلی سے متعلق ہی کیلئے کہ دونون کو معنے مختلف ہین اول ظرفیہ ثانی بمعنی الباء یتمی النسآء مین صفت کو موصوف کیطرف مضاف کردیا ہے و ترغبون حال ہی والمستضعفین معطوف ہی ضمیر مجرور پر جو فیہن مین ہے و ان یہی اوسی پر معطوف ہے بغیر اعادۃ الجار و ذلک جایز عند الکوفیین۔

## تفسیر

قرآن مجید مین یہہ ایک بڑی بات ملحوظ رکہی گئی ہی کہ کچہہ احکام بیان فرماکر اسکے بعد ترغیب و ترہیب وعد و عید اور جلال کبریای کی بیان کی آیتین نازل ہوتی ہین تاکہ مخاطب کو ان احکام کا نیک نتیجہ اور دنیا و آخرت مین تعمیل کا عمدہ ثمرہ معلوم ہوکر رغبت ہو اور نیز اس حکم دینوالیکی عظمت بہی دل پر پڑے۔ اسلیئے اس سورہ کی اول مین چند احکام بیان فرماکر اب انکے بعد ترغیب و ترہیب و نیز کفار و منکرین کی عدول حکمی کا بدنتیجہ اور عالم آخرت کی خوبیان اور ذات باری اور اسکی صفات کاملہ کا ذکر فرماکر پہر احکام بیان فرماتا ہی۔ اس آیت کے نازل ہونیکا یہ سبب ہے کہ عرب مانہ جاہلیت مین نہ تو عورتونکو حصہ دیا کرتے ہی اور نہ ان یتیم لڑکیون کا (جنکے وہ ولی وارث بنکر اونسے مال جمال کا خیال کرکے آپ نکاح کرلیتے ہی) پورا حق ادا کرتے ہی اور نہ اونکو اور لوگونسے نکاح کرنیکی اجازت دیتے ہی نہ خود برضا و رغبت انکا نکاح اوس شخص سے کرتے ہی کہ جس سے انکو رغبت ہو اسلیئے یہہ آیت نازل ہوئی فرماتا ہے کہ اے نبی وہ یعنی مسلمان تجھسے عورتونکے بارہ مین فتوی دریافت کرتے ہین چنانچہ عیینہ بن حصن نے پوچہا تہا کہ یا حضرت ہم تو اسکو حصہ دیا کرتے تہے جو لڑائی مین شریک ہوتا تہا اب عورتون کا کیا حکم ہے اللہ تعالی فرماتا ہے کہ اللہ تمکو عورتونکو بہی حصہ دینے کا فتوی یعنی حکم دیتا ہی اور جو کچھ کتاب یعنی قرآن مین ان یتیم عورتونکی بارہ مین تمہین سنایا گیا کہ جن سے نکاح کی تو رغبت رکہتے ہو مگر انکا حق مہر اور زنان و نفقہ پورا نہین دیتے اور بیکس بچون کی بارہ مین بہی جو کچہہ پڑہ کر سنایا گیا اسکا بہی تمکو اس امر مین فتوی دیتا ہے پہر اس کا بیان کرتا ہے کہ یتیمونکی بارہ مین عدل کرو اور اسکے سوا جو نیکی کروگے وہ سب اللہ کو معلوم ہوگی کیونکہ وہ ہر ایک چیز سے واقف ہے۔

**حاصل مطلب آیت** یہہ ہے کہ اللہ تمکو عورتونکی لئے میراث کا فتوی یعنی حکم دیتا ہے۔ اور قرآن مین پہلی آیتون مین یتیم عورتون اور بچونکے حق مین جو کچہہ تمہین سنایا گیا یا اب سنایا جاتا ہے اور وہ یہہ ہے کہ تم یتیمونکے حق مین عدل و انصاف اور بہتری ملحوظ رکہو۔ یہہ بہی خدا تعالی کا فتوی یعنی حکم ہی اسکی پابندی کرو۔ پہلے احکام کو جو قرآن مین اسی سورہ نسآء مین یتیمونکے حق مین نازل ہوچکی ہین دلاتا ہی کہ انپر عمل کرو جسطرح کوئی کسی سے کوئی بات پوچہے اور وہ اسکے درجواب یہہ کہدے کہ اسکا وہی جواب ہے جو ہم پہلے دے چکے ہین۔ سورہ نسآء مین وہ حکم بیان ہوچکے ہین۔ اور یہان بہی مجملاً ان تقوموا للیتمی بالقسط فرماتا ہی اور اسبات پر متنبہ کرتا ہی کہ جو کچہہ تم نیکی اللہ کے واسطے کروگے اسکا وہ تمہین اجر دے گا یہہ سمجہو کہ یہہ اوسکو معلوم نہین کیونکہ وہ ہر بات جانتا ہے

وَاِنِ امْرَاَةٌ خَافَتْ مِنْۢ بَعْلِهَا نُشُوْزًا اَوْ اِعْرَاضًا فَلَا جُنَاحَ عَلَيْهِمَآ اَنْ يُّصْلِحَا بَيْنَهُمَا صُلْحًا ۭ وَالصُّلْحُ خَيْرٌ ۭ

اور جو کوئی عورت اپنے خاوند کی بدمزاجی یا بے رغبتی سے ڈرے تو ان دونوں پر کچھ گناہ نہیں کہ باہم کچھ صلح کر لیں اور صلح خوب چیز ہے

وَاُحْضِرَتِ الْاَنْفُسُ الشُّحَّ ۭ وَاِنْ تُحْسِنُوْا وَتَتَّقُوْا فَاِنَّ اللّٰهَ كَانَ بِمَا تَعْمَلُوْنَ خَبِيْرًا ۝ وَلَنْ تَسْتَطِيْعُوْٓا اَنْ

اور ہر ایک جی کے سامنے لالچ حاضر کیا گیا ہے (یعنی لالچ انسان کی جبلی بات ہے) اور اگر تم نیکی کرو اور پرہیزگاری اختیار کرو تو اللہ کو تمہارے سب عمل معلوم ہیں اور تم عورتوں کا حق قطعی برابری

تَعْدِلُوْا بَيْنَ النِّسَاۗءِ وَلَوْ حَرَصْتُمْ فَلَا تَمِيْلُوْا كُلَّ الْمَيْلِ فَتَذَرُوْهَا كَالْمُعَلَّقَةِ ۭ وَاِنْ تُصْلِحُوْا وَتَتَّقُوْا فَاِنَّ اللّٰهَ كَانَ

نہ کر سکو گے اور بڑے حرص کیا کرو پھر بالکل پیر ہی نہ جاؤ کہ اسکو ایسطرح چھوڑ رکھو گویا ادھر میں لٹکتی ہے۔ اور اگر تم اصلاح اور پرہیزگاری کرو تو بیشک اللہ

غَفُوْرًا رَّحِيْمًا ۝ وَاِنْ يَّتَفَرَّقَا يُغْنِ اللّٰهُ كُلًّا مِّنْ سَعَتِهٖ ۭ وَكَانَ اللّٰهُ وَاسِعًا حَكِيْمًا ۝

غفور رحیم ہے اور اگر وہ دونوں الگ ہو جاویں تو ہر ایک کو اللہ اپنی فراغ دستی سے غنی کریگا۔ اور اللہ کشایش والا حکمت والا ہے۔

## ترکیب

وان شرطیہ امرۃ مبتدا خافت خبر اور صحیح یہ ہے کہ امرۃ خافت محذوف کا فاعل ہے اور یہ خافت اوسکی تفسیر ہے فلا جناح جواب الحضرت کا مفعول اول الانفس ہے جو فاعل بنایا گیا اور الشح مفعول ثانی۔

## تفسیر

یہ بھی منجملہ ان احکام کے ایک حکم ہے کہ جنکی نسبت اللہ نے فرمایا تھا اللہ یقیم اور اس سے پیشتر قرآن میں مذکور نہ ہوا تھا۔ انسان کی جبلی بات ہے کہ وہ نوجوان خوبصورت عورت کیطرف رغبت کیا کرتا ہے اور بڑی عمر کی یا بدشکل سے اوسکو کراہت ہوتی ہے ایسی حالتمیں یہ بھی ارادہ ہوا کرتا ہے کہ اس بیوی کو چھوڑ دوں اور کسی سے نکاح کر لوں جیسا کہ عرب کا دستور تھا (چنانچہ ابن عباس سے سعید بن جبیر نے نقل کیا ہے کہ ابن ابی السائب کی بیوی عمر رسیدہ تھی اور اس سے بال بچے بھی تھے اور ابن ابی السائب کا دل اوسکیطرف سے پھر گیا تھا چاہتے تھے کہ اسکو طلاق دیں اوسنے کہا مجھکو طلاق نہ دیں تمہارے بال بچوں اور گھر کے کاربار میں مشغول رہونگی کبھی کبھی میرے پاس بھی شب باش ہو جایا کیجو باقی تمہیں اختیار ہے اسکو ابن ابی السائب نے پسند کیا اور اسی بارہ میں یہہ آیت نازل ہوئی (کبیر) اور یہہ بات امور خانہ داری کے حق میں بالخصوص صاحب اولاد کیلئے نہایت مضر تھی اور چونکہ جیسا اس عورت کو چھوڑنا خانہ داری کے معاملات میں مضر تھا اسیطرح مرد کو اسی پر بس کرنیکا حکم دینا بھی ایک فساد عظیم کا باعث تھا کیونکہ ایسی صورت میں مرد حرامکاری میں مبتلا ہوتا ہے جسکا ہر روز ان قوموں میں تجربہ ہو رہا ہے کہ جہاں صرف اسی ایک عورت پر پابند کیا گیا ہے اسلئے دوسری بیوی کی اجازت دی اور باہمی حقوق مساوی نہ رہنے کیوجہ سے جو مرد طلاق کا قصد کرے اور پہلی عورت طلاق نچاہے اسکی نسبت وان امرۃ الخ فرمایا کہ اگر کسی عورت کو اپنے خاوند کی بدمزاجی اور بے رغبتی سے خوف ہو جیسا کہ اوپر مذکور ہوا ایسی صورت میں اگر عورت طلاق نہ پسند کرکے باہم مصالحت کر لیں اور عورت نان ونفقہ اور شب باشی وغیرہ حقوق میں کم پر راضی ہو جاوے تو کچھ مضائقہ نہیں۔ عائشہ صدیقہ نے اس آیت کے جیسا کہ بخاری ومسلم نے روایت کیا ہے یہی معنی بیان فرمائے ہیں۔ پھر فرماتا ہے کہ فراق سے صلح کر لینا بہتر ہے اور صلح کے لئے انسان کا جبلی خاصہ بیان فرماتا ہے کہ انسان کو بخل اور لالچ لاحق ہے جسکو احضرت الانفس الشح سے تعبیر کیا ہے۔ شح بخل۔ یعنی مرد اس بات کے دینے پر اپنی جبلی عادت کے موافق راضی ہو جاویگا مگر اسکے ساتھ پھر شوہر کو اوسکے ساتھ احسان اور خدا ترسی کا بھی حکم دیتا ہے وان تحسنوا الایہ اور جو ہندو دوسری بیوی کی اسکے دل میں جمی ہے اور شریعت نے اسکی اجازت دی ہے اسکی ساتھ یہہ بھی فرماتا ہے کہ جہاں تک ممکن ہو اسی پر صبر کرو کیونکہ دوسری بیوی کروگے تو تمکو ضرور ہوگا کہ باہم دونوں کے حقوق میں برابری رکھو (اسیلئے نبی علیہ السلام نے فرمایا کہ جسکے پاس دو بیویں ہوں اور وہ ان میں انصاف نہ کریگا تو قیامت کو آدھے دھڑ سے اٹھیگا۔ رواہ الخمسۃ) اور گو تم کتنی ہی حرص کرو مگر برابری رکھنی مشکل ہے سو انجام ایسا نہو کہ ایک کیطرف مائل ہو کر دوسرے کو ادھر میں لٹکا رکھو نہ طلاق دو نہ پوری بیوی بنا کر رکھو۔ جب ایسی حالت ہوتی دیکھو تو طلاق دینا ہی بہتر ہے کیونکہ اگر وہ جدا ہو جاویگی تو ہر ایک کیلئے خدا اپنے فضل سے سامان کریگا کیونکہ وہ وسعت رزق میں دینے والا اور امور کی حکمت جاننے والا ہے

ع ۱۲ منہ

وَلِلّٰهِ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَمَا فِي الْاَرْضِ ۭ وَلَقَدْ وَصَّيْنَا الَّذِيْنَ اُوْتُوا الْكِتٰبَ مِنْ قَبْلِكُمْ وَاِيَّاكُمْ اَنِ اتَّقُوا اللّٰهَ ۭ

اور اللہ ہی کا ہے جو کچھ کہ آسمانوں مین ہے اور جو کچھ کہ زمین مین ہے۔ اور ہمنے وصیت کردی ہے انکو کہ جنکو تمسے پہلے کتاب دی گئی ہے اور خود تمکو ہی کہ اللہ سے ڈرتے رہنا

وَاِنْ تَكْفُرُوْا فَاِنَّ لِلّٰهِ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَمَا فِي الْاَرْضِ ۭ وَكَانَ اللّٰهُ غَنِيًّا حَمِيْدًا ۝ وَلِلّٰهِ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَمَا فِي

اور اگر تم کافر ہوجاؤگے (تو اسکو پروا نہین کیونکہ) اللہ ہی کا ہے جو کچھ کہ آسمانونمین ہے اور جو کچھ کہ زمین مین ہے اور اللہ بیپروا خوبیون والا ہے۔ اور اللہ ہی کا ہے جو کچھ کہ آسمانون مین ہے اور جو کچھ کہ زمین مین ہے

الْاَرْضِ ۭ وَكَفٰى بِاللّٰهِ وَكِيْلًا ۝ اِنْ يَّشَاْ يُذْهِبْكُمْ اَيُّهَا النَّاسُ وَيَاْتِ بِاٰخَرِيْنَ ۭ وَكَانَ اللّٰهُ عَلٰي ذٰلِكَ قَدِيْرًا ۝

اور کافی ہے اللہ کارساز۔ اگر خدا چاہے تو اے لوگو تمکو دور کرکے اور دوسرے لے آوے اور اللہ اسپر قادر ہے

ع ۱۹ مَنْ كَانَ يُرِيْدُ ثَوَابَ الدُّنْيَا فَعِنْدَ اللّٰهِ ثَوَابُ الدُّنْيَا وَالْاٰخِرَةِ ۭ وَكَانَ اللّٰهُ سَمِيْعًۢا بَصِيْرًا ۝

جو کوئی دنیا کا بدلہ چاہتا ہے تو اللہ کے پاس تو دنیا اور آخرت کا بدلہ موجود ہے اور اللہ سنتا دیکھتا ہے

## ترکیب

وایاکم معطوف ہی الذین پر ان اتقوا اللہ بیان ہی وصیت کا اور رب محذوف ہی ان شرطیہ یشاء کا مفعول محذوف یذہبکم جواب اور یات اسپر معطوف

## تفسیر

یہان واسع ہونیکی دلیل بیان فرماتا ہی وللہ ما فی السموات وما فی الارض کہ جو کچھ زمین و آسمان مین ہے سب اسیکا ہی وسکو کس چیز کی کمی ہی۔ اور نیز ایسی جملہ کو ولقد وصینا الآیۃ کیلئے تمہید اور دلیل بناکر اور اپنی عظمت کبریائی بناکر یہ بات تبلاتا ہی کہ کچھ تمہین کو شریعت اور احکام الہی پر چلنے کا حکم نہین ہوا ہی بلکہ تمکو اور جو تمسے پہلے اہلکتاب ہین ان کو یہی خدا سے ڈرنیکا (جو تمام شریعت اور احکام الہی پر چلنے کیلئے محرک ہی) ہمنے تاکید حکم دیا ہی۔ اور یہ بھی ظاہر کرتا ہی کہ یہ حکم شریعت پر چلنے اور خدا سے ڈرنیکا خاص تمہارے ہی فائدہ کیلیے ہی (کیونکہ جن چیزون مین وہ جسمانی اور تمدن کو بارہ مین سیکڑون مصالح ہین ان مین تمکو فرض و واجب کیا ہی اور جنمین ہزارون دنیا و آخرت کی خرابیان ہین ان تمکو حرام و مکروہ قرار دیا ہی) ورنہ اللہ کو کچھ بھی پروا نہین نہ تو اسکو اسبات کی پروا ہی کہ تمہاری اطاعت سے اوسکی شوکت حکومت بنی رہیگی کیلئے فان للہ ما فی السموات وما فی الارض کہ آسمان و زمین کی ہر چیز کا وہ مالک ہی ہر شی پر اوسکا قبضہ ہی اور نہ اسبات کی کہ اسمین اوسکا کوئی ذاتی نفع و نقصان ہی کیلئے کہ کان اللہ غنیا حمیدا وہ اپنی ذات و صفات مین کسیکا بھی محتاج نہین بلکہ سب خوبیان اوسکو بلا توسط غیر حاصل ہین اور تم جیسے بھی عزور و ظلمین نکرو کہ ہم ہی پر خدا کی فرمانبرداری اور تسبیح و تقدیس کا انحصار ہی اگر ہم نکرینگے تو پھر اور کوئی اسکی فرمانبرداری نکریگا یا اسکی اسرار ربوبیت ظاہر نہونگی کیونکہ للہ ما فی الخ یعنے وہ بڑا قادر اور کارساز ہی ایسی صورت مین وہ تمکو نیست و نابود کرکے اور ایک ایسی قوم فرمانبردار پیدا کرسکتا ہے کہ جو اسکی شریعت اور اسکے رستو پر دلسے چلیگی وکان اللہ علی ذلک قدیرا

اسمین ضمناً اسبات کیطرف بھی اشارہ ہی کہ دین الہی اور اسکی جلال کبریائی زمین پر ظاہر کرنمین کسی قوم اور کسی شخص پر انحصار نہین جب بنی اسرائیل نے از خدا فراموشی کی تو اسنے انکو پامال کرکے حضرت مسیح علیہ السلام کی تابعدارونکو اور حواریونکو سرفراز کیا پھر جب انہونے طرح طرح کی بدعتین اختیار کین اور شریعت سے انحراف کیا تو عرب کے ریگستان مین حضرت محمد علیہ السلام کو مبعوث کیا اور ایک ایسی قوم سے کہ جو ہمیشہ لوگونکی نگاہون مین حقیر تھی روم و ایران کی سلطنتونکو برباد کرکے زمین پر آسمانی سلطنت کو نورافگن کردیا پھر جب عرب کی قومون بنی امیہ اور بنی العباس نے خرابیان کین تو ترکون کے ہاتھ سے انکو مٹایا اور ترکون کو شریعت کا حامی کردیا جو آجتک ہین اب انمین خرابیان پیدا ہوتی جاتی ہین کچھ عجب نہین کہ کسی اور قوم کو شریعت کا حامی کہڑا کردے۔ پھر فرماتا ہی کہ شریعت پر عمل کرنیکا نتیجہ صرف دنیا ہی کی بھلائی نہ سمجھنی چاہیے جو کسی قت دنیا حاصل نہو تو اسے روگردانی کرو بلکہ اوسکا نتیجہ تو ثواب آخرت بھی ہے خلوص نیت تمکو لازم ہے وہ تمہاری باتین سنتا تمہارے کام دیکھتا ہے۔ سبحان اللہ کس کس پیرایہ سے شریعت پر عمل کرنیکی ترغیب دلائی ہے اور للہ ما فی الخ کو تین بار تین مقصودونکے لئے اعادہ کرکے کلام کو کسقدر مدلل فرمایا ہے ۔

(اول) وان یتفرقا یغن اللہ کلا من سعتہ کے بعد وللہ ما فی السموٰات وما فی الارض کو ذکر کرکے اپنا واسع الجود اور واسع الکرم ہونا بیان کردیا

(دوم) وان تکفروا کے بعد وللہ ما فی السموٰات وما فی الارض کو ذکر کرکے یہہ بات تبلادی کہ اسکو کسیکی طاعت وعبادت سے کچھہ نفع ہے اگر تمام عالم متقی اور دیندار ہوجاوے تو اسکی خدائی مین ذرہ بھر بھی ترقی اور اسکا کچھہ بھی فائدہ نہین نہ اسکو کسیکے کفر اور بت پرستی اور فسق وفجور سے کچھہ نقصان ہے اگر تمام جہانکے لوگ کافر ومشرک وفاسق وفاجر ہوجاوین تو اسکے جلال کبریائی کا ذرہ بھر نقصان نہین - اس سے مقصود یہہ ہے کہ خدا کی شریعت اور احکام بنوت صرف بندونکی بھلائی اور فائدہ دارین کیلئے ہے پھر اس سے اعراض کرنا اور سرتابی اور سرکشی کو شیوہ بنانا محض حماقت ہے اپنے پاؤن پر آپ کلہاڑی مارنا ہے - مثلاً کوئی مریض حکیم کے حکم کو نہ مانے اور بدپرہیزی کرے تو حکیم کا کیا نقصان کرتا ہے اپنی ہی جان پر ظلم وستم کرتا ہے -

افسوس رندانہ پن کی باتین بناکر شریعت پر ٹھٹھا کرنے والے سم روحانی اور زہر جسمانی کا پیالہ بجائے جام شراب بنگ کے پیتے ہین - عذاب آخرت تو جو کچھہ ہوگا اوسکو دیکھینگے مگر دنیا مین بھی تاریخ آگے رکھہ کر دیکھہ لیجئے کہ اس فسق وفجور اور خدا کی نافرمانی کی بدولت کسطرح عالیشان سلطنتین برباد ہوئین ہین شہر بابل کہ جو آج بغداد سے چالیس میل کے فاصلہ پر اجاڑ پڑا ہے جسکی ایکسو گیارہ گز بلند دیوار سی گز عرض مین شہر بناہی اور جسکا رقبہ دو سو میل تھا اسکے باغ آویزان اور تجملات کا آج لندن اور پیرس کچھہ بھی مقابلہ نہین کرسکتا پھر دیکھو وہان کے لوگونکی عیاشی اور بت پرستی اور فسق وفجور کی نحوست سے وہ برباد ہوگیا جب غنیم اوسکا محاصرہ کررہا تھا وہان کا بادشاہ ہزارون امیرونکی مجلس سے شراب ورقص ورنگ مین مصروف تھا - پہلے قصونکو جانے دو دلی کے لال قلعہ اور لکھنؤ کے شاہی محلات کو انکے فسق وفجور کے وجہ سے برباد دیکھہ لیجئے -

(سوم) ان یشا یذہبکم ویات باخرین کے پیشتر وللہ ما فی السموٰات وما فی الارض کو ذکر کرکے شریعت سے انحراف کے بدنتیجہ کو مدلل کرتا ہے - اور جبکہ ایک دلیل چند مدلولات پر دلالت کرے تو بہ نسبت اسکے کہ اسکو ایکبار ذکر کیا جاوے یہہ بہت خوبی رکھتا ہے کہ مکرر لایا جاوے ایک مدلول کے لئے ایکبار وللہ ما فی السموٰات وما فی الارض کو ذکر کیا پھر دوسرے مدلول کیلئے اسیکو ذکر کیا پھر تیسرے مدلول کیلئے ایسی کلمہ کا اعادہ فرماکر کلام کو حسن وخوبی مین یکتا کردیا - کیونکہ جب ایکبار یہہ کلمہ ذکر کیا گیا اور اس سے ایک مطلب یعنی صفت ربانی مخاطب کے ذہن مین آئی اور پھر اوسی کلمہ سے دوسرے مقام پر دوسری صفت اور تیسرے مقام پر تیسری صفت ذہن نشین ہوگئی تو ذہن مین یہہ بات بھی پیدا ہوگی کہ آسمان وزمین کا پیدا کرنا سیکڑون اسرار جلیلہ اور مطالب شریفہ پر دلالت کرتا ہے اگر کوئی اسکی ذات وصفات کیلئے دلائل ڈھونڈے تو گویا یہہ اونکے لئے ایک بے نہایت خزانہ ہے اور جبکہ وہ یہہ جانیگا تو خواہ مخواہ اسمین غور وفکر کریگا جس سے مخلوق سے سونپھہ پھر کر خالق کیطرف مشغول ہونا پایا جاویگا اور کتب سماویہ سے اصل غرض بھی یہی ہے -

واضح ہو کہ قانون شریعت پر عمل کرنیکی تاکید کیلئے تین باتین نہایت مناسب ہین (۱) اپنی ذات کا استغنا کہ اسمین ہمارا فائدہ نہین بلکہ تمہارا (۲) عدول حکمی کا بدثمرہ (۳) عمل کرنیکا نیک نتیجہ تبلایا جاوے سو اول بات کو فان اللہ الغنی حمید اسمین دوسرے کو ان یشا یذہبکم الخ مین تیسرے کو ولقد اتینا لقمٰن الحکمۃ ان اشکر للہ الخ مین بیان کیا

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا كُوْنُوْا قَوّٰمِيْنَ بِالْقِسْطِ شُهَدَآءَ لِلّٰهِ وَلَوْ عَلٰٓى اَنْفُسِكُمْ اَوِ الْوَالِدَيْنِ وَالْاَقْرَبِيْنَ ۚ

اے ایمان والو ہوجاؤ انصاف کے قائم کرنیوالے خدا کے گواہ اور گو اپنا یا ماں باپ کا یا قرابت داروں کا نقصان ہی کیوں نہو

اِنْ يَّكُنْ غَنِيًّا اَوْ فَقِيْرًا فَاللّٰهُ اَوْلٰى بِهِمَا ۣ فَلَا تَتَّبِعُوا الْهَوٰٓى اَنْ تَعْدِلُوْا ۚ وَاِنْ تَلْوٗٓا اَوْ تُعْرِضُوْا فَاِنَّ اللّٰهَ كَانَ

اگر کوئی غنی ہے یا فقیر تو اللہ خود اونکا کارساز ہے پھر تم انصاف کرنیمیں خواہش نفس کی پیروی نکرو۔ اور اگر تم زبان دباؤگے یا فروگذاشت کروگے تو بیشک

بِمَا تَعْمَلُوْنَ خَبِيْرًا ۝ يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اٰمِنُوْا بِاللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ وَالْكِتٰبِ الَّذِيْ نَزَّلَ عَلٰى رَسُوْلِهٖ وَالْكِتٰبِ الَّذِيْٓ

تمہارے کام سے اللہ خبردار ہے۔ اے مسلمانو ایمان لاؤ اللہ پر اور اسکے رسول پر اور اس کتاب پر جو اسنے اپنے رسول پر نازل کی اور اس کتاب پر جو

اَنْزَلَ مِنْ قَبْلُ ۭ وَمَنْ يَّكْفُرْ بِاللّٰهِ وَمَلٰۗىِٕكَتِهٖ وَكُتُبِهٖ وَرُسُلِهٖ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ فَقَدْ ضَلَّ ضَلٰلًۢا بَعِيْدًا ۝

پہلے نازل کی ہے۔ اور جو کوئی انکار کرے اللہ اور اسکے ملائکہ اور اسکی کتابوں اور اسکے رسولوں اور قیامت کے دن کا تو بڑی گمراہی میں پڑا

## ترکیب

قوامین اسے قائمین خبر اول کونوا بالقسط خبر سے متعلق شہداء للہ خبر ثانی ولو علی متعلق ہے فعل محذوف سے اے ولو کانت الشہادۃ علی انفسکم ان یکن اس کا اسم محذوف ہے ای المشہود علیہ غنیا او فقیرا خبر جملہ شرط فاللہ اولی بہما جواب ان تعدلوا مفعول لہ تقدیرہ مخافۃ ان تعدلوا عن الحق اور ممکن ہے کہ فی مقدر ہو ای فی العدل وان مصدریہ ہو۔

## تفسیر

اس آیت سے پیشتر بہت سے احکام شریعت مذکور ہوئے ہیں اور درمیان میں ان احکام پر عمل کرنیکی نئی نئی خوبیوں سے تاکید بھی ہے مگر یہاں دو باتیں بعد میں ایسی ذکر کیں جو شریعت پر چلنے والیکے لئے بمنزلہ دو آنکھوں کے ہیں یا بمنزلہ دو پاؤں کے ہیں کہ ان بغیر انسان اس رستہ کو طے نہیں کر سکتا۔ (اول) کونوا قوامین بالقسط قوام مبالغہ کا صیغہ ہے قائم کیلئے اور قسط بالکسر عدل یعنی عدالت کو خوب قائم رکھو۔ یہ ایک ایسا عام لفظ ہے کہ جسمیں دنیاوی معاملات خانہ داری اور اسکے تمام برتاؤ اور کل معاملات اپنے اور بیگانہ کافر و مومن حیوان و انسان کے متعلق اور دینی معاملات نماز و صوم و صلوٰۃ و تسلیم صبر جنکی تفصیل سورہ فاتحہ میں ہوئی آگئی اور درحقیقت جب انسان کے اندر صفت انصاف آجاتی ہے تو اسکی طبیعت اسکو خواہ مخواہ اُن آسمانی قوانین پر چلنیکیلئے محرک ہوتی ہے کہ جنکو شریعت نے تعلیم کرتی ہے (دوم) شہداء للہ کہ اللہ کی گواہ بنو یعنی دینی اور دنیاوی معاملات میں خدا کیلئے شہادت ادا کرو۔ نیک کو نیک اور بد کو بد کہو اور جو سچی بات ہو اسکو بیان کرنیمیں کچھ بھی پروا نکرو خواہ اسمیں تمہارا نقصان ہو یا والدین یا کسی قریب تعلق کا ہو اسمیں امیر غریب کی کچھ رعایت نکرو بلکہ اللہ کی رعایت کرو۔ چونکہ شاید کسیکو یہ خیال ہو کہ عادل ہونیکے واسطے قوامین بالقسط کو مقدم کیا۔ دینی معاملات میں بھی خود آنحضرت اور صحابہ نے پہلی امتوں کی بابت انکی افراط و تفریط کو بیان کرنے کیسی عمدہ شہادت قائم کی؟۔ قوام بالقسط اور شہداء للہ کے معنی سے بظاہر اعمال صالحہ کی پابندی ضروری سمجھی جاتی ہے حالانکہ اسمیں نظر بایں یعنی تکمیل عقائد کی بھی بہت ضرورت تھی اسلئے بعد یا ایہا الذین اٰمنوا باللہ الخ بھی فرمایا۔ اسمیں تین چیزوں پر ایمان لانیکی تاکید ہے (۱) اللہ پر یعنی اسکی ذات صفات پر (۲) اسکے رسولوں پر جو اسکی وساطت میں (۳) کتاب خاص یعنی قرآن اور اس سے پیشتر جو کتابیں خدا نے انبیاء پر نازل کیں ہیں۔ چونکہ انبیاء اور کتابوں پر ایمان لانا اسبات کا مستلزم تھا کہ انسان ملائکہ جو انبیاء اور اللہ میں واسطہ ہیں ایمان لائے اور اسیطرح قیامت پر جو دار الجزا رہے اسلئے انکا ذکر نکیا مگر احتمال تھا کہ کوئی تاویل کرکے انکار کرے تو دوسری جگہ ومن یکفر الخ میں ان تینوں چیزوں کیساتھ ان دونوں کو ملا کر یہ کہدیا کہ جو ان چیزوں کا انکار کریگا کافر اور گمراہ ہوگا ف یا ایہا الذین اٰمنوا کو پھر ایمان کا حکم دینا یا تو آئندہ ایمان پر ثابت قدم رہنیکیلئے یا یہ کہ جو تقلیداً ایمان لائے ہیں انکو تحقیقاً ایمان لانا چاہئے یا اسسے مراد منافقین ہیں کہ بظاہر ایمان لاتے ہیں اور کہتے ہیں کہ ہم ایمان لائے انکا حکم ہوتا ہے

اِنَّ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا ثُمَّ کَفَرُوْا ثُمَّ اٰمَنُوْا ثُمَّ کَفَرُوْا ثُمَّ ازْدَادُوْا کُفْرًا لَّمْ یَکُنِ اللّٰہُ لِیَغْفِرَ لَھُمْ وَلَا لِیَھْدِیَھُمْ

جو لوگ ایمان لائے پھر کافر ہوگئے پھر ایمان لائے پھر کافر ہوگئے اور پھر کفر ہی مین بڑہتے گئے تو انکو ہرگز خدا نہین بخشیگا اور نہ

سَبِیْلًا ۝ بَشِّرِ الْمُنٰفِقِیْنَ بِاَنَّ لَھُمْ عَذَابًا اَلِیْمَا ۝ الَّذِیْنَ یَتَّخِذُوْنَ الْکٰفِرِیْنَ اَوْلِیَآءَ مِنْ دُوْنِ الْمُؤْمِنِیْنَ ۭ

انکو کوئی رستہ بتلاویگا خوشخبری سنا منافقونکو کہ اونکے لئے عذاب الیم ہے انکو کہ جو ایماندارونکو چھوڑکر کافرونکو یار بناتے ہین

اَیَبْتَغُوْنَ عِنْدَھُمُ الْعِزَّۃَ فَاِنَّ الْعِزَّۃَ لِلّٰہِ جَمِیْعًا ۝ وَقَدْ نَزَّلَ عَلَیْکُمْ فِی الْکِتٰبِ اَنْ اِذَا سَمِعْتُمْ اٰیٰتِ اللّٰہِ

کیا اونکے پاس عزت ڈہونڈتے ہین پر عزت تو سب اللہ ہی کے پاس ہے - اور وہ تمپر کتاب مین یہ بات نازل کرچکا ہے کہ تم جب آیات الہی کا انکار ہوتے

یُکْفَرُ بِھَا وَیُسْتَھْزَاُ بِھَا فَلَا تَقْعُدُوْا مَعَھُمْ حَتّٰی یَخُوْضُوْا فِیْ حَدِیْثٍ غَیْرِہٖٓ ۚ اِنَّکُمْ اِذًا مِّثْلُھُمْ ۭ اِنَّ اللّٰہَ

یا انسے ٹہٹہا ہوتے سنو تو ان لوگونکے ساتہہ نہ بیٹہو جب تک کہ وہ اوکسی بات مین نہ لگین (ورنہ) جب تو تم بہی ویسے ہی ہوجاؤگے - اللہ جمع

جَامِعُ الْمُنٰفِقِیْنَ وَالْکٰفِرِیْنَ فِیْ جَھَنَّمَ جَمِیْعَا ۝ الَّذِیْنَ یَتَرَبَّصُوْنَ بِکُمْ ۚ فَاِنْ کَانَ لَکُمْ فَتْحٌ مِّنَ اللّٰہِ قَالُوْٓا

کریگا جہنم مین منافقون اور کافرون سب کو وہ جو تمہارے لئے برائی کے منتظر رہتے ہین پہر اگر خدا کی طرف سے تمکو فتح نصیب ہوتی ہے تو کہتے ہین

اَلَمْ نَکُنْ مَّعَکُمْ ۠ وَاِنْ کَانَ لِلْکٰفِرِیْنَ نَصِیْبٌ ۙ قَالُوْٓا اَلَمْ نَسْتَحْوِذْ عَلَیْکُمْ وَنَمْنَعْکُمْ مِّنَ الْمُؤْمِنِیْنَ ۭ

کہ کیا ہم تمہارے ساتہہ نہ تہے ؟ اور اگر کافرون کیلئے فتح نصیب ہوتی ہے تو کہتے ہین کہ کیا ہمنے تمکو گہیر نہ لیا تہا اور تمکو مسلمانون سے نہ بچالیا تہا

ع ۲ فَاللّٰہُ یَحْکُمُ بَیْنَکُمْ یَوْمَ الْقِیٰمَۃِ ۭ وَلَنْ یَّجْعَلَ اللّٰہُ لِلْکٰفِرِیْنَ عَلَی الْمُؤْمِنِیْنَ سَبِیْلًا ۝

پہر اللہ ہی تم مین قیامت کے دن اسکا فیصلہ کردیگا اور اللہ کبہی کافرونکو مسلمانونپر راہ نہ نکالیگا

## ترکیب

بان کا عذابا الیما اسم لہم خبر مجموعہ متعلق ہے بشر سے الذین صفت ہے المنافقین کی ان مخففہ ہے اسکا اسم محذوف اے انہ اذا سمعتم فعل با فاعل ایٰت اللہ مفعول یکفر بہا جملہ حال ہے آیات اللہ سے یستہزء بہا اسپر معطوف مجموعہ شرط فلا تقعدوا معہم جواب مجموعہ جزا ان - ان اپنے اسم وخبر سے ملکر مفعول ہوا نزل کا اذا ملغاۃ ہے کیونکہ ان کے اسم کم اور خبر مثلہم مین واقع ہے اور اسلیئے اسکے بعد فعل نہین آیا - نستحوذ برخلاف قیاس مستعمل تہا اسیطرح پر آیا اور قیاس نستحذ ہے ٭

## تفسیر

یہ بہی آیت سابق کا تتمہ ہے کہ ایمان لاکر اوسپر ثابت قدم رہنا چاہئے نہ کہ کبہی ایمان لے آیا کسی غرض سے کافر ہوگیا پہر جو کچہ مصلحت معلوم ہوئی مسلمانون مین ملگیا پہر کسی غرض سے کافر ہوگیا اور پہر کفر مین ترقی کرتا گیا - انکی سزا فرماتا ہے کہ خدا انکو معاف نہین کریگا اور نہ انکو راہ حق کی ہدایت کریگا مفسرین کہ اس آیت مین مختلف اقوال ہین بعض کہتے ہین کہ ان الذین امنوا ثم کفروا الخ سے یہود کیطرف اشارہ ہے کہ وہ اول بار تورات اور موسیٰ پر ایمان لائے پہر چند مدت کے بعد ملک کنعان مین غیر قومونکی صحبت سے بت پرستی اور فسق وفجور مین مبتلا ہوگئے پہر داؤد اور سلیمان علیہما السلام کے عہد مین ایمان لائے بت پرستی چہوڑی دین پر قائم ہوئے پہر عزیر کے بعد سے لیکر مسیح تک کفر ابنیاء مین پڑہی رہے پہر حضرت محمد علیہ السلام کا انکار کرکے اور زیادہ کفر مین ترقی کرگئے - بعض کہتے ہین اس سے منافقین کیطرف اشارہ ہے کہ وہ اول ایمان لائے پہر دلمین نفاق پیدا کرکے کافر ہوگئے پہر جہان شوکت اسلام دیکہی ایمان لے آئے پہر جب کبہی شکست یا تکلیف دیکہی پہر گئے - مین کہتا ہون اس آیت سے وہ لوگ مراد ہین جنکے دلپر نور ایمان کی تجلی نہین پڑی ایمان اور کفر کو انہون نے ایک ہلکی سی بات سمجہہ رکہا ہے کبہی ادہر کبہی ادہر ہوگئے اور ہنوز یقین کا آفتاب ان کے دلپر

پر تو افگن نہین ہوا ہی وہ ظلمات شکوک مین بھٹکتی پھرتے ہین کبھی ایمان اور کبھی کفر مین پڑے خواہ یہود ہون خواہ منافق یا کوئی اور کہ جسکے دلمین ایمان کی وقعت نہو اور وہ ادنی سبب سے ایمان سے برگشتہ ہوجاوے - اور یہی حال اس تائب کا ہے کہ جو توبہ پر قائم نہین رہتا -

لم یکن اللہ لیغفر لہم اگر کوئی کہے کہ بغیر توبہ کے تو کوئی کفر ہی معاف نہین ہوتا خواہ ایمان لاکر کفر اختیار کرے یا کفر پھر اسمین کی ضرورت کیا ہی؟ اور توبہ کے بعد تو شرع مین ہر ایک قسم کا کفر معاف ہے خواہ ہزار بار مرتد ہوکر اسلام لائے ایمان مقبول ہوگا اسکا جواب یہہ ہے کہ یہان وہ کفر مراد ہی جس سے توبہ نہو اور ان لوگونسے وہی لوگ معین مراد ہین کہ جو شقی ازلی ہین جنکا علم الہی مین بغیر توبہ کے مرنا لکھا ہے اور انکا یہہ ذکر اسلئے ہے کہ ایسے لوگ کہ جو جلد ایسے کفر اور ایمان اختیار کرلیتے ہین انکی نزدیک ایمان کی چنداں وقعت وعظمت نہین اور ایسا شخص غالبًا کفر ہی کیحالت مین مرتے ہین -

بشر المنافقین الخ اس مین منافقین کیطرف بھی اشارہ ہی کہ جو دنیا کی مقابلہ دین کی کچھ بھی پروا نہین کرتے کبھی کرسٹان کبھی مسلمان

الذین یتخذون الکافرین اولیاء الخ یہان ان منافقون کا شیوہ بیان فرماتا ہے کہ وہ کفار و مشرکین کا جاہ وحشم دیکھکر ان مین ملتے اور ان کو اسلئے یار بناتے ہین کہ ہمکو عزت وشوکت حاصل ہو - مدینہ کی منافق ایسا کیا کرتے تھے یہود کی پاس جاکر اسلام سے نفرت اور اوسپر تمسخر کرتے تھے جیسا کہ آگے آتا ہے اور اس سے مقصد یہہ تہا کہ ان باتونسے یہہ مخالفین ہمکو اپنا سچا دوست سمجھکر ہماری عزت کرینگے جیسا کہ آج کل نیچری لوگ انگریزونکی خوش کرنیکے لئے اسلام پر بلباس ہمدردی قومی نکتہ چینی کیا کرتے اور مسائل اسلامیہ کی انہین کی خیالات کی موافق تاویل کرتے ہین اسکے جواب مین اللہ تعالی فرماتا ہی فان العزۃ للہ جمیعا کہ عزت تو خدا کے ہاتھہ ہے جسکو وہ ذلیل کرنا چاہتا ہے کوئی اسکو عزت نہین دیسکتا چنانچہ ایسے لوگ ہمیشہ انکی نظرون مین بھی ذلیل وحقیر ہی رہتے ہین اور اسمین اسطرف بھی اشارہ ہے کہ جن کے ہان یہہ عزت تلاش کررہی ہین انکو بھی ذلت ہوجائیگی اللہ اور اسکے مطیعون کے لئے عزت برقرار رہیگی چنانچہ ایسا ہی ہوا کہ مخالفین کی شوکت خاک مین ملگئی -

وقد نزل علیکم مکہ مین بھی ہجرت سے پہلے مشرکین اپنی مجلسونمین قرآن کی نسبت کفر بکتے اور ہنسی کیا کرتے تھے مسلمانون کو اس ماندہ مین وہان یہہ حکم آیا تہا واذا رأیت الذین یخوضون فی آیاتنا فاعرض عنہم حتی یخوضوا فی حدیث غیرہ کہ تم وہان سے اٹھہ کہڑے ہوا کرو پھر جب مسلمان اور آنحضرت علیہ السلام مدینہ مین تشریف لائے تو یہانکے احبار نے بھی وہی طریقہ اختیار کیا (اور یہ یہودیون کا قدیم دستور ہے کہ وہ انبیاء اور انکی باتونپر قہقہہ اڑایا کرتے ہین) اسپر خدا تعالی منافقونسے جو انکی خوشامد کیلئے اس مضحکہ مین شریک ہوتے تھے یہہ فرماتا ہے کہ ہم پہلے بھی اسبارہ مین حکم دیچکے ہین کہ جہان کہین خدا کی آیات پر ہنسی ہوتے دیکھو تو وہانسے اٹھہ جاؤ ورنہ تم بھی انکی ساتھہ کفر مین شریک ہو مگر جو بے بسی سے اٹھہ نہ سکے تو وہ معذور ہے مگر دلمین ناراض ہونا شرط ہے -

الذین یتربصون بکم یہہ ان منافقین کا دوسرا حال ہی کہ جب مسلمانون کو فتح اور کامیابی ہوتی ہی تو کہتے ہین کیا ہم تمہارے ساتھہ نہ تھے یعنی تمہی ہمین ہی سے ہو اور اگر کافرونکو کوئی دنیاوی کامیابی کا یا اسلام پر غلبہ پانیکا حصہ ملتا ہی یعنی جب وہ کامیاب ہوتے ہین تو کہتے ہین کہ دیکھو ہم تمپر قابو پاسکتے تھے مگر پھر بھی ہمنے تمہاری مدد کرکے مسلمانون کو تم سے روکدیا سو اسمین ہمکو بھی شریک کرو یعنی دونونسے ملرہتے ہین اسکے جواب مین فرماتا ہی کہ ہم اسبات کا قیامت مین فیصلہ کردینگے - اور آئندہ وعدہ فرماتا ہی کہ کافرونکو مسلمانونپر خدا کبھی سبیل یعنی غلبہ کا حجت اور فتح مین کوئی رستہ نہ نکالیگا (بشرطیکہ مسلمان اسلام پر قائم رہین

اِنَّ الْمُنٰفِقِيْنَ يُخٰدِعُوْنَ اللّٰهَ وَهُوَ خَادِعُهُمْ وَاِذَا قَامُوْٓا اِلَى الصَّلٰوةِ قَامُوْا كُسَالٰى يُرَآءُوْنَ النَّاسَ

بیشک منافق دغابازی کرتے ہین اللہ سے حالانکہ وہ اونکو دغا دے رہا ہے۔ اور جبکہ وہ نماز کیلئے کھڑے ہوتے ہین تو ہارے دلسے کھڑے ہوتے ہین لوگونکے دکھانیکو

وَلَا يَذْكُرُوْنَ اللّٰهَ اِلَّا قَلِيْلًا ۝ مُّذَبْذَبِيْنَ بَيْنَ ذٰلِكَ لَآ اِلٰى هٰٓؤُلَآءِ وَلَآ اِلٰى هٰٓؤُلَآءِ ۭ وَمَنْ

اور اللہ کو لوبہت ہی کم یاد کرتے ہین متردد ہین اس مین (یعنی کفر وایمان مین) نہ انکی طرف ہین نہ انکی طرف اور جسکو خدا بہکا تا ہے

يُّضْلِلِ اللّٰهُ فَلَنْ تَجِدَ لَهٗ سَبِيْلًا ۝ يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تَتَّخِذُوا الْكٰفِرِيْنَ اَوْلِيَآءَ مِنْ دُوْنِ الْمُؤْمِنِيْنَ ۭ

پھر تو اسکے لئے راستہ نہ پاویگا۔ اے ایمان والون ایمان دارونکو چھوڑکر کافرونکو دوست نہ بناؤ کیا تم چاہتے ہو

اَتُرِيْدُوْنَ اَنْ تَجْعَلُوْا لِلّٰهِ عَلَيْكُمْ سُلْطٰنًا مُّبِيْنًا ۝ اِنَّ الْمُنٰفِقِيْنَ فِي الدَّرْكِ الْاَسْفَلِ مِنَ النَّارِ ۚ وَلَنْ تَجِدَ لَهُمْ نَصِيْرًا ۝

کہ اپنے اُپر اللہ کا الزام صریح لو ضرور آگ کے سب سے نیچے کے درجہ مین منافق ہینگے اور تو ہرگز انکے لئے کوئی مددگار نہ پاویگا

اِلَّا الَّذِيْنَ تَابُوْا وَاَصْلَحُوْا وَاعْتَصَمُوْا بِاللّٰهِ وَاَخْلَصُوْا دِيْنَهُمْ لِلّٰهِ فَاُولٰۗىِٕكَ مَعَ الْمُؤْمِنِيْنَ ۭ وَسَوْفَ يُؤْتِ اللّٰهُ

مگر جنھون نے کہ توبہ کرلی اور وہ سنورگئے اور اللہ کو مضبوط پکڑلیا اور وہ اللہ کیلئے خالص فرمانبردار ہوگئے سو وہ ایمانداروں کیساتھ ہین اور عنقریب اللہ ایمانداروں کو

الْمُؤْمِنِيْنَ اَجْرًا عَظِيْمًا ۝ مَا يَفْعَلُ اللّٰهُ بِعَذَابِكُمْ اِنْ شَكَرْتُمْ وَاٰمَنْتُمْ ۭ وَكَانَ اللّٰهُ شَاكِرًا عَلِيْمًا ۝

اجر عظیم دیگا۔ اللہ تمین عذاب کرکے کیا کریگا اگر تم شکر کرو اور ایمان رکھو اور اللہ قدردان خبردار ہے

## ترکیب

وہو خادعہم جملہ حال ہے اللہ سے کسالی حال ہے فاعل قاموا سے اسیطرح یراؤن الناس بھی حال ہے مذبذبین منصوب علی الذم ہے اور ممکن ہے کہ فاعل یذکرون سے حال ہو آیہ استفہام انکاری تریدون کا ضمیر انتم فاعل ان تجعلوا سلطانا مبینا مفعول اول جعل لکم ثابت کے متعلق ہوکر مفعول ثانی اور العکس یہہ جملہ مفعول ہے تریدون کا من النار حال ہے الدرک الاسفل سے مالیفعل ما مین دو وجہ ہین اول یہہ کہ یہ استفہام کیلئے ہے اور لیفعل کا مفعول واقع ہوکر محل نصب مین ہے بعذابکم متعلق ہے لیفعل سے دوم یہہ کہ ما نافیہ ہو والمعنی لایعذبکم۔

## تفسیر

یہہ آیات بھی پہلی آیات کا تتمہ ہین ان مین منافقین کے اوصاف بافیمانہ بتلاتا ہے تاکہ انسان کو ان اوصاف سے اجتناب کرنیکا خیال رہے اور یہہ جاننے کہ منافق کسی کی ذات نہین جس مین یہ وصف ہین وہی منافق ہے۔

(۱) ان المنافقین یخادعون الخ کہ وہ لوگ ایمان اور ظاہری طاعات کو خلوص و امید ثواب کیلئے نہین بلکہ مسلمانون مین شریک ہونیکی اور دنیا کیلئے کرتے ہین جس سے یہہ سمجھتے ہین کہ ہم اللہ کو فریب دے رہے ہین گو انکا یہہ خیال نہو مگر اس قسم کی کارروائی اوس علام الغیوب کے روبرو اسی بات کو ظاہر کرتی ہے اور اسکا وبال چونکہ خدا کیطرف سے انپر دنیا و آخرت مین پڑنے والا تھا اسلئے ہو خادعہم فرمایا۔

(۲) واذا قاموا الخ کسالی بضم الکاف وفتحہا جمع کسلان بمعنی سست جیسا کہ سکران کی جمع سکاری آتی ہے۔ چونکہ منافقون کو نماز سے نہ آخرت مین امید ثواب تھی نہ ترک سے خوف عقاب بلکہ ظاہرداری سوا ایسے کام مین قطعاً سستی اور کاہلی ہوا کرتی ہے اسلئے اسکو سستی سے ادا کرتے تھے نماز مین سستی کئی طور سے ہوتی ہے اول وقت پر جماعت سے نہ پڑہنا مکروہ اوقات مین بلا عذر شروط طہارت پڑہنا اور رکوع و سجود قیام و قرأت مین خشوع و خضوع کا لحاظ نہ ہونا یون ہی ٹھونگین مارنا۔ ایک شخص نے آنحضرتؐ کے عہد مین اسیطرح سے نماز پڑہی آنحضرت نے فرمایا پھر پڑہ تو نے نہین پڑہی اسیطرح کئی بار اوسنے پڑہی اور آپنے فرمایا آخر آپنے سمجھایا کہ اسطرح سے پڑہ۔ اہل حقیقت کے نزدیک نماز مین اگر سر حضور قلب اور محویت نہو تو نماز نہین

(۳) یراؤن الناس کہ وہ یہ نماز اور سب باتین ریاکاری یعنی لوگونکو دکھانیکو کرتی ہین اور خدا کو کم یاد کرتے ہین۔ کم یاد کرنیسے یہہ مراد کہ نماز مین صرف

تکبیرات تو پڑھتے ہین ورنہ چپچاپ کھڑے رہتے ہین یا نماز ہی کم پڑھتے ہین جب لوگونکی ساتھ ہوئے تو پڑھ لی اور گھر مین ندارد - اور یہہ بھی معنی ہین کہ نماز کے باہر راتدن بجز دنیا دی باتونکے مونہہ سے ذکر الہی نہین نکلتا - اب بھی سیکڑون لوگ نام کے مسلمان ہین اگر آپ چند روز بھی اونکے پاس رہین تو کبھی بجز دنیا کے بکھیڑونکے اللہ کا ذکر نہ سنے گا -

(۴) مذبذبین بین ذلک یعنی وہ حیرت اور شک مین ہین جب اسلام کی روشنی دکھائی دیجاتی ہے تو اسلام کو حق جانکر اوسکیطرف مائل ہوتے ہین اور جب کسی ظاہری مصیبت اور فقر و فاقہ کی گھٹا اور اندھیری آجاتی ہے تو اسکے فوائد پر نظر نہین کرتے اسکے اندیشون کی کج اور کرک سے انکار کی اونگلی گوش قبول و یقین مین رکھتے ہین - بلاشک جب تک انسان کو نور یقین حاصل نہین ہوتا وہ دلائل عقلیہ اور فرضی اور ملمے کا رخیالات کی آندھی مین برکیطرح ادہر اودہر اڑتا اور ڈانوان ڈول رہتا ہے یہہ سخت بلا ہے واہ رے یقین تیری کیا کہنے ہین ؎ بدر دیقین پرد ہاے خیال ؛ نماند سر پردہ الاجلال ؛ بلاشک جو اس تردد کی بیابان مین پڑا تو ایسا گمراہ ہوا کہ اسکا کوئی ہادی نہین ومن یضلل اللہ فلن تجد لہ سبیلا سے یہی مراد ہے خدا اُس دشت حیرانی سے بچاوے جبکہ خدا منافقونکے اوصاف بیان فرما چکا تو اسکے بعد مسلمانون کو اونکی عادت سے صراحۃً منع فرماتا ہے یا ایہا الذین امنوا کہ تم کفار کو دوست نہ بناؤ اور نہ ان منافقون کو مونہہ لگاؤ کیونکہ یہہ اللہ سے محبت نہین رکھتے انکی محبت تمکو غفلت اور دنیا کی خواہش کیطرف کھینچے گی اور ایک دل دو طرف نہین رہتا خدا سے تم غافل ہوجاؤگے اور جب یہہ ہوگا تو تمپر محبت الہی مین الزام قائم ہوگا - اتریدون ان تجعلوا للہ علیکم سلطانا مبینا سے اسیطرف اشارہ ہے اسکے بعد منافقون کا انجام بتلاتا ہے ان المنافقین فی الدرک الاسفل من النار درک بسکون الراء اور بعض بفتح الراء بھی پڑھتے ہین زجاج اسیکو فصیح کہتے ہین الجوہری کہتے ہین درک کی جمع ادراک جیسا کہ جمل اور اجمال اور ادرک بھی جمع ہے جیسا کہ فلس کی افلس اور کلب کی اکلب درک کے معنی قعر اور نہایت کے ہین جیسا کہ دریا کی تہ ہوتی ہے -

اور وجہ اسکی کہ منافق جہنم کی تہ مین ہونگے یعنی سخت عذاب مین مبتلا ہونگے یہہ ہے کہ کفار چونکہ ظاہر و باطن منکر اور مخالف ہین اسلئے اسقدر اسلام کو مضرت نہین - دیکھئے بہت سے ایسے خبیثون سے جو در پردہ کافر و بیدین اور ظاہر مین مسلمان ہین کسقدر اسلام کو مضرت پہونچی ہے ہزارون بدعتین انہین کی ایجاد ہین تاویلات رکیکہ کرکے یہی قرآن کو اُلٹ پلٹ کرتے ہین اسکے علاوہ یہہ لوگ کسیقدر آیات حقہ کا بھی ملاحظہ کرتے ہین چونکہ تمام قرآن مجید مین یہہ بات مرعی رکھی گئی ہے کہ ترہیب کے بعد ترغیب اور وعد کے بعد وعید اسلئے اپنی رحمت کاملہ سے اسکے بعد انکے لئے توبہ کی ترغیب اور سپر معافی کا وعدہ دیتا ہے الا الذین تابوا مگر اسمین چار باتین شرط کرتا ہے اول تابوا کہ وہ صدق دل سے توبہ کرین (دوم) واصلحوا کہ نیک وقتی اختیار کرین جو کچھ علم و عمل مین فساد ہے اوسکی اصلاح کرین (سوم) واعتصموا باللہ کہ اللہ کو مضبوط پکڑین یعنی اسکے دشمنون اور دین کے مخالفون کو چھوڑکر اوسیکی ذات پر تکیہ کرین (چہارم) واخلصوا دینہم کہ خلوص اور صدق نیت پیدا کرین کیونکہ تمام چیزون کا مدار اسی پر ہے - اُن چار اوصاف ذمیمہ کے مقابلہ مین یہہ چار اوصاف حمیدہ بیان فرمائے پھر اوسکے بعد ان کو ابرار کی جماعت مین داخل کرتا ہے فاولئک مع المومنین -

اسکے بعد یہہ بھی ظاہر فرماتا ہے کہ بندہ کو جو کچھ عذاب ہوگا اسکے اعمال بد کیوجہ سے ورنہ ہمنے اپنی مخلوق کو اسلئے نہین پیدا کیا کہ ہم خواہ مخواہ اونکو عذاب کرین یا ہمکو انسے دلی نفرت ہے بلکہ اگر تم ایمان لاؤ اور شکر کرو تو ہم تمہین عذاب کرکے کیا کرینگے ؛ اور جو کوئی کچھ بھی نیکی کرتا ہے ہم قدردانی کرتے ہین

لَا يُحِبُّ اللّٰهُ الْجَهْرَ بِالسُّوْٓءِ مِنَ الْقَوْلِ اِلَّا مَنْ ظُلِمَ ۭ وَكَانَ اللّٰهُ سَمِيْعًا عَلِيْمًا ۝ اِنْ تُبْدُوْا خَيْرًا

خدا کو پسند نہیں آتا بری بات کا ظاہر کرنا مگر اوس سے کہ جسپر ظلم کیا گیا ہو - اور اللہ خود سنتا جانتا ہے - اگر تم نیکی ظاہر کرو

اَوْ تُخْفُوْهُ اَوْ تَعْفُوْا عَنْ سُوْٓءٍ فَاِنَّ اللّٰهَ كَانَ عَفُوًّا قَدِيْرًا ۝ اِنَّ الَّذِيْنَ يَكْفُرُوْنَ بِاللّٰهِ وَرُسُلِهٖ

یا اوسکو چھپاؤ یا کوئی برائی معاف کرو تو اللہ بھی معاف کرنیوالا قدرت والا ہے جو لوگ کہ اللہ اور اسکے رسولون کا انکار کرتے

وَيُرِيْدُوْنَ اَنْ يُّفَرِّقُوْا بَيْنَ اللّٰهِ وَرُسُلِهٖ وَيَقُوْلُوْنَ نُؤْمِنُ بِبَعْضٍ وَّنَكْفُرُ بِبَعْضٍ ۙ وَّيُرِيْدُوْنَ

اور یہ چاہتے ہین کہ اللہ اور اسکے رسولون مین تفرقہ کریں اور یہ کہین کہ ہم بعض پر ایمان رکھتے ہین اور بعض کا انکار کرتے ہین اور وہ یہ بیچ کی راہ

اَنْ يَّتَّخِذُوْا بَيْنَ ذٰلِكَ سَبِيْلًا ۝ اُولٰۗىِٕكَ هُمُ الْكٰفِرُوْنَ حَقًّا ۚ وَاَعْتَدْنَا لِلْكٰفِرِيْنَ عَذَابًا

کہ اسکے درمیان ایک اور راستہ نکالین - سو ایسے لوگ صحیح کافر ہین اور کافرونکے لئے ہمنے ذلت کا عذاب

مُّهِيْنًا ۝ وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا بِاللّٰهِ وَرُسُلِهٖ وَلَمْ يُفَرِّقُوْا بَيْنَ اَحَدٍ مِّنْهُمْ اُولٰۗىِٕكَ سَوْفَ يُؤْتِيْهِمْ

تیار کر رکھا ہے - اور جو لوگ اللہ اور اسکے رسولونپر ایمان لائے اور انہون نے انمین سے کسی مین بھی تفرقہ نکیا ان کو عنقریب اللہ تعالی اونکے

اُجُوْرَهُمْ ۭ وَكَانَ اللّٰهُ غَفُوْرًا رَّحِيْمًا ۝ ع ۲۱

اجر دیگا - اور اللہ غفور رحیم ہے

## ترکیب

بالسوء الجہر سے متعلق ہے اے لایحب ان یجہر بالسوء من القول بیان ہے السوء کا الا من استثناء منقطع ہے موضع نصب مین بعض کہتے ہین متصل اے لایحب ان یجہر بالسوء احد الا من ظلم فلا باس علیہ ان یجہر عن ظلم ظالمہ ویدعو علیہ عند الحکام - حقا مفعول مطلق اسے حق ذلک حقا اور ممکن ہے کہ حال ہو اے اولئک ہم الکافرون غیر شک

## تفسیر

چونکہ منافقونکی برائی بیان کرکے پھر توبہ اور اخلاص کا حکم دیا تھا جس سے انسان نیک ہوجاتا ہے مگر اکثر لوگ باعتبار حالت سابقہ کے عار دلانے اور طعن وتشنیع کرنیکے عادی ہین اسلئے تائبین کی عیب جوئی اور طعن طنز سے بند کرنیکو یہہ فرمادیا لایحب اللہ الجہر الخ کہ خدا کو برائی کا افشا کرنا اور کسیکے عیوب ظاہر کرنا پسند نہین مگر مظلوم کو اجازت ہے کہ وہ اُسکے ظلم وستم بیان کرے کیونکہ بغیر بیان کرنیکے چارہ ہی نہین - اسکے بعد یہ ظاہر فرماتا ہے کہ اگر دلمین صبر وبرداشت کروگے تو اللہ سمیع وعلیم ہے پھر نیکی اور معافی کی ترغیب دلاتا ہے کہ اگر تم نیکی ظاہر یا پوشیدہ کرو (اسمین اشارہ ہے کہ ظاہر کرنیکے قابل نیکی ہے نہ کسیکی برائی) یا کسیکو معاف کرو تو خدا تمکو معاف کریگا وہ قادر ہے اسکا نیک بدلہ دیگا -

منافقین کے مکائد بیان فرماکر اہل کتاب یہود ونصاری کیطرف متوجہ ہوتا ہے جو اہل حق ہونیکے مدعی ہین فرماتا ہے کہ اہل حق ہونیکی نشانی یہ ہے کہ اللہ کے تمام نبیا کو بلا تفریق ماننا نہ یہ کہ بعض کو مانے بعض کا انکار کرے اور ایک نیچمین نیا رشتہ نکالے - یہود حضرت مسیح علیہ السلام اور انجیل کو نہین مانتے تھے اور یہ جھگڑے شروع ہوئے تھے اسیطرح عیسائی حضرت خاتم النبیین کو نہین مانتے اور جو یہ جھگڑے یہود پیش کرتے تھے یہ وہی لغو اعتراضات آنحضرت پر پیش کرتے ہین ان سبکی اثبات فرماتا ہے کہ اصل کام ہے جسکے لئے جہنم ہے - یہان سے یہ بات ثابت ہوئی کہ انسانکی نجات صرف توحید سے نہین اقرار رسالت ممکن نہین[۵۱] - اسکے بعد اہل ایمان اور انبیاء کے ماننے والونکی مدح کرتا ہے

[۵۱] نیچریون نے بجلاف اس آیت کے یہ بات نکالی ہے کہ صرف توحید سے انسانکی نجات ہوجاتی ہے - اسی غرض سے انبیاء کی شریعت سے آزادی حاصل کرنا اور مرزے سنانا ہے ۱۲ منہ

يَسْئَلُكَ أَهْلُ الْكِتٰبِ أَنْ تُنَزِّلَ عَلَيْهِمْ كِتٰبًا مِّنَ السَّمَآءِ فَقَدْ سَأَلُوا مُوسٰٓى أَكْبَرَ مِنْ ذٰلِكَ

اہل کتاب تجھسے سوال کرتے ہین کہ تو انپر آسمان سے کوئی کتاب آتار لاوے سو وہ تو اس سے بڑکر موسی سے سوال کرچکے ہین

فَقَالُوٓا أَرِنَا اللّٰهَ جَهْرَةً فَأَخَذَتْهُمُ الصّٰعِقَةُ بِظُلْمِهِمْ ۚ ثُمَّ اتَّخَذُوا الْعِجْلَ مِنْ بَعْدِ مَا جَآءَتْهُمُ

جبکہ انہون نے یہہ کہا تہا کہ ہمکو کہلم کہلا خدا دکہادے پہر تو انپر انکے ظلم کیوجہ سے بجلی آپڑی - پہر کہلی نشانیان آنیکے بعد بہی انہون نے بچہڑا بنالیا

الْبَيِّنٰتُ فَعَفَوْنَا عَنْ ذٰلِكَ ۚ وَآتَيْنَا مُوسٰى سُلْطَانًا مُّبِينًا ۝

پہر ہمنے یہہ بہی معاف کردیا اور موسی کو غلبہ ظاہر دیا -

## ترکیب

یسئلک کا فاعل اہلکتاب کہ مفعول اول ان تنزل جملہ تاویل مصدر مفعول ثانی اکبر صفت ہی مفعول محذوف کی ای سالوا شیئا اکبر من ذلک جہرۃ عیانا

## تفسیر

اہل کتاب کی یہ دوسری جہالت بیان فرماتا ہی - یہود مدینہ کے پاس معجزات دیکہکر انکار نبوت آنحضرت علیہ السلام پر بجز اسکے اور کوئی حجت نہ تہی کہ اگر آپ نبی برحق ہین تو ایکبار آسمان سے کوئی کتاب نازل کردیجئے جسطرح کہ یکبارگی موسی پہاڑ سے الواح یعنے تختیان خدا کی ہاتہ لائے تہے - غالبًا اس سوال کی یہہ وجہ معلوم ہوتی ہے (بقول شخصے خوئی بد را بہانہا بسیار) کہ قرآن مجید اُن مصالح اور اسرار کیوجہ سی کہ جنکا ہمنے متعدد مقام پر ذکر کیا حسب حاجت تہوڑا تہوڑا نازل ہوتا تہا اور اسکی بہی یہہ صورت تہی کہ جبرئیل آنحضرت علیہ السلام کے قلب پر القا کرتے تہے سوا آنحضرتؐ کے اور کسیکو نظر نہ آتے تہے پہر آپ اُن ایات کو لوگون کو سناتے اور کاتبونسے لکہواتے اور حضرت موسی کی نسبت یہہ سن رکہا تہا کہ وہ پہاڑ سے لکہوا کر تختیان لائے تہے جنکو سب بنی اسرائیل نے آنکہہ سے دیکہا اسپر آنحضرت سے یہہ سوال کیا کہ آسمان سے لکہی لکہائی کوئی کتاب کیون نہین نازل ہوتی چونکہ یہہ سوال صرف سرکشی کیوجہ سے تہا اور عادت اللہ یون جاری ہے کہ ایسے سوالون پر اونکی خواہش پوری نہین کیجاتی اسلئے یہہ جواب دیا کہ انکی عادت مین یہہ سرکشی ہمیشہ سے ہے کیونکہ اس سے پیشتر انھون نے یعنی انکے بزرگون نے خود موسی سے اس سے بہی بڑکر سوال کیا تہا کہ ہمکو کہلم کہلا خدا دکہلائے جب ایمان لائینگے حالانکہ خدا کو کہلم کہلا ان آنکہون سے دیکہنا کسی بشر کی قدرت نہین لیکن یہہ سوال ہی محض سرکشی سے تہا غضب الہی نازل ہوا بجلی گر پڑی (یہہ ماجرا کوہ طور پر واقع ہوا تہا اسکی تشریح سورہ بقرہ کی تفسیر مین دیکہو)

پہر فرماتا ہے کہ جبلی کج طبعونکو کوئی معجزہ فائدہ نہین دیتا ازلی گمراہ معجزات دیکہکر بہی ویسے ہی گمراہ اور بدکار رہتے ہین دیکہو ثم اتخذوا العجل من بعد ما جاءتہم البینات باوجودیکہ انہون نے موسی کے بہت سے معجزات مصر مین اور مصر سے نکل کر سفر مین دیکہے تختیان بہی دیکہین پہر بہی اسکے بعد سب سے بڑکر گمراہی اختیار کی یعنی بچہڑا بناکر پوجا -

ف کسی نبی پر کوئی کتاب آسمان سے اسطرح سے نازل نہین ہوئی جیسا کہ یہود نے سوال کیا تہا بلکہ الہام کے ذریعہ سے نازل ہوئین بہی وہ تختیان جو موسی کوہ طور سے لائے تہے سو وہ تورات نہ تہی بلکہ انپر دس حکم لکہے ہوئے تہے جنکو موسی نے تورات مین لکہوادیا تہا ۔ واللہ اعلم

اس قدرت کاملہ کا انکار کیا اور حضرت مریم پاکدامن پر زنا کی تہمت لگائی کہ اسنے یہہ حرامی بچا جنا ہے اور آخیر تک اسلیئے یہود حضرت مسیح علیہ السلام کو بنظر حقارت دیکھتے رہے۔ بعض یہود کا یہہ بھی گمان تھا کہ حضرت مسیح علیہ السلام یوسف نجار کی نطفہ سے پیدا ہوئے ہین جنکی تقلید سے آج کل نیچری لوگ بھی یہی کہتے ہین اور قرآن مجید کی بیجا تاویلین کرتے ہین مگر انجیل کی کیا تاویل کرینگے کہ جہان ولادت سے حاملہ پائے جانیکی تصریح ہے۔ گرچہ کسی پاکدامن عورت کو زنا کیطرف منسوب کرنا بہتان ہی مگر انھون نے اس زنا کو ایک بڑے پاکدامن شخص یعنی زکریا علیہ السلام کیطرف منسوب کیا جیساکہ عموماً یہود کا گمان بد تہا بہتان عظیم ہے اسلیئے بہتان کے بعد لفظ عظیم آیا

(۶) وقولہم انا قتلنا المسیح عیسی بن مریم رسول اللہ یہود حضرت عیسی علیہ السلام کو رسول اللہ نہ جانتے تہے مگر پھر رسول اللہ کہنا یا بطور تمسخر کے تہا جیساکہ مکہ کے کفار آنحضرت علیہ السلام کو تمسخر سے کہتے تھے یا ایہا الذی نزل علیہ الذکر انک لمجنون اور یہہ بھی ہوسکتا ہے کہ وہ حضرت مسیح علیہ السلام کو اور انکی والدہ ماجدہ کو برے الفاظ سے تعبیر کیا کرتے تھے ساحر بن الساحرہ فاعل بن الفاعلہ کہتے تہے اسکے مقابلہ مین خدا نے رسول اللہ کا وصف ذکر کیا یہہ ہی اونکا سخت گناہ اور اونکی نسل در نسل بربادی اور خرابی کا باعث تہا۔ اسکی نسبت خدا تعالی فرماتا ہے وما قتلوہ وما صلبوہ ولکن شبہ لہم کہ نہ انکو قتل کیا نہ سولی دیا بلکہ اشتباہ واقع ہوا پھر اس اشتباہ کی ہر آیت مین خود توضیح فرماتا ہے وان الذین اختلفوا یعنی شک منہ مالہم بہ من علم الا اتباع الظن کہ جو اس بارہ مین اختلاف کر رہے ہین انکو خود یقین نہین بلکہ ظنی باتین کرتے ہین۔ ان الذین اختلفوا سے مراد عیسائی ہین انکے متقدمین مین اکثر تین فریق تہے نسطوریہ ملکانیہ یعقوبیہ سو اول فریق کا گمان یہہ تہا کہ مسیح کو صلیب جسم کیطور پر ہوئی ہے نہ روح کیطور پر اور یہہ بات قرین قیاس ہی ہوسکتی ہی کیونکہ جسد را پیٹ قتل وضرب کی تکلیفات ہین صرف جسم عنصری پر واقع ہوتی ہین روح کو نہ کوئی قتل کرسکتا ہے نہ مار سکتا ہی نہ دار پر کھینچ سکتا ہی اسکندریہ کے اسقف آریوس کا بھی اسکے قریب قریب عقیدہ تھا جسکی وجہ سے عیسائیون مین بڑا اختلاف پڑا قسطنطین شاہ روم کو مجلس قائم کرنیکی ضرورت پڑی جیساکہ تواریخ انگریزی اور رومن اور اردو اور عربی مصنفہ مسیحین شام خصوصاً الدرۃ الثمینہ فی تاریخ کلیسہ مطبوعہ بیروت سے واضح ہوتا ہے اور آریوس الوہیت مسیح کا بھی منکر تھا تیسرا فرقہ جسم اور روح دونو سے صلیب پانا بیان کرتا ہے دوسرا فریق صرف روح سے صلیب پانا بیان کرتا ہے۔ سو یہہ بھی اختلاف بعض کہتے ہین خود یہود کو اختلاف تھا کیونکہ جب انھون نے مسیح کو مکان مین بند کیا تو انکو خدا نے چھت پھاڑ کر آسمان پر اٹھا لیا اور انکی شکل مین ایک یہودی کو کر دیا وہ دار پر کھینچا گیا چونکہ اسکے افشاء کرنیمین عیسائیون کے لئے حضرت مسیح کے کمالات پر یہود کے مقابلہ مین حجت تہی اسلیئے یہود نے کہدیا کہ ہمنے خود مسیح کو قتل کیا یہہ سدی کا قول ہے اسکی تصدیق بھی اناجیل کے بعض فقرون سے ہوتی ہے جیساکہ اوپر گزرا اور خود قران کی یہہ آیت کہتی ہے وما قتلوہ یقینا بل رفع اللہ الیہ اور کان اللہ عزیزا حکیما اسکی تائید کرتا ہے

آج کل عیسائی حضرت مسیح کو مصلوب ہونیکو اپنی کتابون سے اور مورخون کی اقوال سے زور دیکر ثابت کرتی ہین اور سہر یہود کی گواہی بھی لاتی ہین لیکن اسکا جواب پہلے ہوچکا اور اگر ہم اونکی قول کو تسلیم بھی کرلین تو قرانکی آیت وما قتلوہ وما صلبوہ اور بل رفع اللہ الیہ کے معنی عیسائیونکی اول مذہب کے مطابق ہی ہوسکتی ہین کہ دراصل جو عیسی یعنی روح منور تہی نہ اسکو انہون نے قتل کیا نہ سولی دیا بلکہ وہ روح خدا پاس پہونچی۔ مگر جمہور اہل اسلام اسکے قائل نہین واللہ اعلم

وَاِنْ مِّنْ اَهْلِ الْكِتٰبِ اِلَّا لَيُؤْمِنَنَّ بِهٖ قَبْلَ مَوْتِهٖ وَيَوْمَ الْقِيٰمَةِ يَكُوْنُ عَلَيْهِمْ شَهِيْدًا ۝

اور اسکی موت سے پہلے ہر اہلکتاب اسپر ایمان لاویگا اور وہ قیامت کے دن انپر گواہی دیگا ۔

## ترکیب

ان بمعنی ما من اہل الکتاب خبر ہے مبتدا محذوف کی جو احد ہے تقدیرہ ما من اہل الکتاب احد الا لیومنن استثنار متصل ہے۔

## تفسیر

پہلی آیتون مین یہود کی فضایح اور قبایح ذکر ہوئے اور اسکی بھی تشریح ہوئی کہ انہون نے مسیح علیہ السلام کی ساتھ جو کچھ ذلت خواری کیا ارادہ کیا تہا وہ اسمین ناکام رہے خدا تعالیٰ نے انکو اسکے بالعوض عزت دی انکو آسمان پر بلا لیا اب اسکے بعد حضرت مسیح علیہ السلام کی ایک اور بڑی عزت و شوکت کی خبر دیتا ہے اور پیشین گوئی فرماتا ہے کہ وہ یہود ایکروز ان کی موت سے پہلی ضرور انپر ایمان لاوینگے جبکہ انکی شوکت اور جلال دیکھین گے اور پہر قیامت کو وہ انپر گواہی دینگے ۔

قبل موتہ کی ضمیر مین علمار کی دو قول ہین ایک شہر بن حوشب وغیرہ کا وہ کہتے ہین موتہ کی ضمیر اہلکتاب کیطرف پہرتی ہے اس تقدیر پر یہہ معنی ہوئے کہ ہر اہلکتاب اپنی موت سے پہلے ضرور انپر یعنی حضرت مسیح علیہ السلام پر ایمان لاویگا اہل کتاب کا لغوی معنی کی لحاظ سے یہود اور نصاریٰ اور اہل اسلام پر اطلاق ہو سکتا ہے انمین سے نصاریٰ اور اہل اسلام تو حضرت مسیح پر موت سے پہلے اپنی زندگی مین ایمان رکہتے ہین اور یہود اے بجز دو جہ بہی لیا جاوے تو اسکے بار دیگر قرب قیامت کے دنیا مین تشریف لانے پر بہی انکا ایمان ہے ۔

رہے یہود سو انکی نسبت یون توجیہ کرنی پڑیگی کہ جب وہ مرنے لگتے ہین اور اونکو ملائکہ موت نظر آتے ہین تو حضرت مسیح پر ایمان نہ لانیکی وجہ سے عتاب کرتے ہین سو وہ قبل موت اس حالت مین ایمان لاتے ہین ہر چند وہ ایمان کچہ فائدہ نہین دیتا ۔ اس قول پر دو باتین تامل طلب ہین اول یہ کہ قبل موتہ کی جب یہہ معنی ہین تو یہی معنی نصاریٰ و اہل اسلام مین بہی پائے جاتے ہین حالانکہ وہ ثبات عقل اور تندرستی کی زمانہ مین مسیح پر ایمان رکہتے ہین اب یا تو اہل کتاب سے نصاریٰ اور اہل اسلام کو مستثنیٰ کرو یا قبل موتہ کی معنی کی کچہ توجیہ کرو ۔ دوسری بات یہ ہے کہ ایسی وقت مین ہر یہودی کا حضرت مسیح پر ایمان لانا بجز اسکے کہ آنحضرت علیہ السلام خبر دین اور کیونکر ثابت ہو اور کوئی صحیح حدیث اس بارہ مین ہماری نظر سے نہین گزری

**دوسرا قول** یہہ ہے کہ ضمیر موتہ حضرت مسیح علیہ السلام کیطرف پہرتی ہے جسکے یہہ معنی کہ حضرت مسیح کی موت سے پہلے اونپر ہر ایک اہلکتاب ایمان لاویگا اور اسمین یہہ اشارہ ہے کہ یہود جو سمجہتے ہین کہ ہمنے اونکو مار ڈالا وہ جھوٹے ہین مسیح تہے سو یہہ انکا قول غلط ہے وہ ہمارے پاس زندہ ہین اونپر اونکے مرنے سے پہلے جبکہ وہ آسمان سے اترینگے یہہ منکر ایمان لائینگے اور یہہ حق ہے کہ حضرت مسیح جب قیامت کے قریب نازل ہونگے اور امام مہدی بہی ہونگے سو اوسوقت سوا دین حق کے اور کوئی دین دنیا پر غالب نہوگا اسوقت یہود بہی اس جلال و شوکت کو دیکہکر ایمان لے آئینگے اور یہہ معنی اوس حدیث سے ثابت ہین کہ جسکو بخاری و مسلم نے ابو ہریرہ رضہ سے نقل کیا ہے کہ قیامت کے قریب عیسی بن مریم نازل ہونگے صلیب توڑ ڈالینگے خنزیر کو قتل کرینگے جزیہ موقوف کرینگے الخ پہر ابو ہریرہ رضہ نے اسکے ثبوت مین اسی آیت کو پڑہا ۔

فَبِظُلْمٍ مِّنَ الَّذِيْنَ هَادُوْا حَرَّمْنَا عَلَيْهِمْ طَيِّبٰتٍ اُحِلَّتْ لَهُمْ وَبِصَدِّهِمْ عَنْ سَبِيْلِ اللّٰهِ كَثِيْرًا

پھر تو ہمنے یہودیون کے ظلم کیوجہ سے کتنی ایک پاک چیزین جو انکو حلال تہین انپر حرام کردین اور اس سے بھی کہ وہ اللہ کی راہ سے بہت کچھ روکتے تہے

وَّاَخْذِهِمُ الرِّبٰوا وَقَدْ نُهُوْا عَنْهُ وَاَكْلِهِمْ اَمْوَالَ النَّاسِ بِالْبَاطِلِ ۭ وَاَعْتَدْنَا لِلْكٰفِرِيْنَ مِنْهُمْ عَذَابًا اَلِيْمًا ۝

اور انکی سود خوری سے بھی حالانکہ اس سے انکو ممانعت کردی گئی تہی اور اس سے بھی کہ وہ ناحق لوگونکے مال کہاتے تہے۔ اور انمین سے ظالمون کیلئے ہمنے عذاب الیم تیار کر رکہا ہے

لٰكِنِ الرّٰسِخُوْنَ فِي الْعِلْمِ مِنْهُمْ وَالْمُؤْمِنُوْنَ يُؤْمِنُوْنَ بِمَآ اُنْزِلَ اِلَيْكَ وَمَآ اُنْزِلَ مِنْ قَبْلِكَ وَالْمُقِيْمِيْنَ

البتہ انمین سے وہ جو علم مین ثابت قدم اور مؤمن ہین اُسپر بھی ایمان رکہتے ہین جو تجہپر (اے نبی) نازل ہوا اور اسپر بھی کہ جو تجہسے پہلے نازل ہوا اور وہ نماز بھی قائم کرتے ہین

الصَّلٰوةَ وَالْمُؤْتُوْنَ الزَّكٰوةَ وَالْمُؤْمِنُوْنَ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ ۭ اُولٰۗىِٕكَ سَنُؤْتِيْهِمْ اَجْرًا عَظِيْمًا ۝ ع ۲۲

اور زکوۃ بھی دیا کرتے ہین اور اللہ پر اور قیامت کے دنپر ایمان بھی رکہتے ہین ایسے لوگون کو ہم عنقریب اجر عظیم دینگے

## ترکیب

فبظلم ب حرمنا سے متعلق ہے وبصدہم متعلق ہے حرمنا سے واخذہم اسپر معطوف اور اسیطرح اکلہم اور یہ سب مصادر فاعل کیطرف مضاف ہین الراسخون مبتدا فی العلم اس سے متعلق منہم ضمیر راسخون سے حال والمومنون معطوف ہے الراسخون پر اور خبر اسکی یومنون ہے وقیل سنوتیہم والمقیمین منصوب علی المدح ہے ای واعنی المقیمین وقیل انہ معطوف علی ما وفیہ وفیہ والموالون معطوف علیہ المومنون معطوف پر یہہ الراسخون پر معطوف ہین

## تفسیر

یہانتک جسقدر اوصاف ذمیمہ سے انپر بلائین نازل ہوئی جو بیان ہی اسمین بیشتر یہود کے بزرگون اور زمانہ سابق کی لوگونکیطرف اشارہ تہا اسلئے حال کی یہود جو آنحضرت علیہ الصلوۃ والسلام کی مقابلہ مین ہی اونکے اوصاف اور عقوبات کیطرف بھی اشارہ ضرور ہوا تاکہ وہ یون نہ کہین جو کچھ انہون نے کیا پایا انکے اعمال سے ہم کو کیا لہذا آیات مین اُنکی طرف بھی الہام الہی متوجہ ہوا۔

انکے اعمال خبیثہ پر دنیا اور آخرت کی سزا مرتب کرتا ہے۔ دنیا کی سزا یہہ کہ انپر ہی انکی بزرگونکی ہیھودگی کیوجہ سے بہت سی پاک چیزین جو انکو حلال تہین حرام کردی گئین جیسا کہ دوسری جگہہ فرماتا ہے وعلی الذین ہادوا حرمنا کل ذی ظفر ومن البقر والغنم حرمنا علیہم شحومہما الا ما حملت ظہورہما اوالحوایا او ما اختلط بعظم ذلک جزینہم ببغیہم وانا لصادقون ۔ اور علت اس حرام کرنیکی اونکی سرکشی اور ظلم اور اللہ کے رستہ سے رکنا اور سود کہانا باوجودیکہ اس سے ممانعت کی گئی تہی اور لوگونکے ناحق مال کہانا واضح ہو کہ گناہ دو قسم ہین ایک خلق اللہ پر ظلم کرنا دوسرے دین حق سے سرکشی کرنا اول کیطرف فبظلم مین اشارہ ہے دوسرا کیطرف وبصدہم عن سبیل اللہ کثیرا مین ظلم اور خونریزی یہود مین بہت کچہہ تہی آج کیا یہود اکی قبیلہ نے بنیامین کی قبیلہ پر چڑہائی کرکے ہزارون کو تہ تیغ کیا کل دوسرے قبیلہ نے اور کو ایسا ہی برباد کیا اور بیگانون اور غیر قومونکی تو اُنکے نہ دیکہا جان اور مال مباح تہی؟ حضرت کے زمانہ مین بنی نضیر و بنی قریظہ جو یہود کے دو قبیلہ مدینہ کی پاس رہتے تہے نہایت سفاکی کرتی تہی + اور دین حق سے سرکشی کا کچہہ ٹہکانا ہی نتہا وہ جو خود حضرت موسیٰ علیہ السلام کے عہد مین جالیس برس پایا لونمین ہر روز معجزات و کرامات دیکہتے ہی کہین بچہڑیکو پوجنا کہین تورات کی احکام سے بلکہ خود موسیٰ کی حکم سے سرتابی کرنا اور پہر انکی بعد سے لیکر حضرت مسیح تک جو کچہ دین حق سے سرکشی کی کہ جسکی وجہ سے کتب مقدسہ بہی ہاتھ سے جاتی رہین اور اخیر حضرت مسیح کو گرفتار کیا اور بزعم خود سولی چڑہایا یا بات سے باہر ہے۔ اور یہی حال آنحضرت کو عہد تک اُنکی قوم کا تہا

اسکے بعد دو کہلی کہلی نشانیان دین سے برگشتہ ہونیکی یہود مین بیان فرماتا ہے اول یہہ کہ اونکے عوام باوجودیکہ تورات مین سود کی سخت ممانعت ہی اور اب بہی پائی جاتی ہے کہلم کہلا سود لیتے ہے اور اسکیواپنی ترفہ الحالی کا باعث خیال کرتے تھے مدینہ کے یہود سود پر اسطرح سے لین دین کرتے تہے جسطرح سے آج کل سود خور مہاجن کرتے ہین اسکیطرف واکلہم الربوا مین اشارہ ہے دوم اونکے علما و حکام جو خاص لوگ تہے ان مین یہہ بلا تہی کہ وہ رشوت لیتے تہے جسکیطرف واکلہم اموال الناس بالباطل مین اشارہ ہے۔

**دوسری آخرت کی سزا جسکیطرف واعتدنا للکافرین منہم عذابا الیما مین اشارہ ہے۔** چونکہ کوئی قوم بری سے بری اس مین چند لوگ اچہے بہی ہوتے ہین یہود مین بہی کچہ لوگ اچہے تہے جیسا کہ عبداللہ بن سلام یہہ لوگ اپنے مذہب کے عبادات و ریاضا پابند تہے صرف قصور رہتا تو یہی کہ ان کا مذہب غیر مکمل ہوگیا تہا لیکن جب وہ قرآن اور نبی علیہ السلام پر ایمان لائے تو وہ نقص جاتا رہا اسلئے اونکی نسبت یہہ فرماتا ہے لکن الراسخون فی العلم منہم والمومنون کہ جو لوگ ان مین سے بڑے عالم اور علم مین ثابت قدم ہین جنکو اُن بشارات پر بہی نظر ہے کہ جو حضرت محمد علیہ السلام کی نسبت انبیاء سابقین نے بیان فرمائین اور اسلئے وہ انپر ایمان رکہتے ہین وہ لوگ یومنون بما انزل الیک وما انزل من قبلک کہ جو کچہ اے نبی تجہپر نازل ہوا اور جو تجہسے پہلے نازل ہوا سب پر ایمان رکہتے ہین (یہ تکمیل قوت نظریہ کیطرف اشارہ ہے) اور اسکی ساتہ والمقیمین الصلوٰۃ والمومنون الزکوٰۃ وہ بدنی اور مالی عبادت نماز اور زکوٰۃ بہی بجالاتے ہین (یہ قوت عملیہ کی تکمیل کیطرف اشارہ ہے) مذہب آنحضرت سے پہلے یہود مین اسطور سے نہ تہی جیسا کہ آنحضرت کیلئے حکم ہوا صرف رکوع و قیام یا صرف سجود و دعا اوقات مخصوصہ مین۔ سو وہ اسکو ادا کرتے تہے اور جو آنحضرت کو تعلیم ہوئی مسلمان ہوکر صرف اسکے پابند ہوگئے۔ اور نظریات مین چونکہ مبدأ و معاد پر ایمان لانا سب سے مقدم بات ہے گو وہ جمالاً مانزل الیک مین آگئی تہی لیکن پہر تصریح کردی تاکہ اسطرف اشارہ ہو کہ بعد مردن انسانکی عمدہ علوم خصوصاً ذات باری اور عالم آخرت کے متعلق اسکی ساتہہ باقی رہتی ہے اسلئے یہہ بہی کہدیا والمومنون باللہ مبدء عالم پر اور والیوم الاخر معاد یعنی عالم آخرت پر اونکا یقین کامل ہے۔ اسکے بعد اونکی جزا ذکر فرماتا ہے

اولئک سنؤتیہم اجرا عظیما کہ ہم انکو عنقریب { حرمنا علیہم طیبات احلت لہم } اجر عظیم عطا کرینگے

اسکے متعلق دو بحث ہین اول یہہ کہ وہ کونسی پاک چیزین انپر حرام ہوگئین۔ دوسری یہہ کہ کیون پاک چیزین خدا نے بندو نپر حرام کین حالانکہ مضر نہ پاک چیزون کو حرام کرنا چاہئے جیسا کہ خود فرماتا ہی یحل لہم الطیبت ویحرم علیہم الخبائث اور پہر کس زمانہ مین حرام ہوئین۔ اول بات کی نسبت یہ تحقیق ہے اونٹ اور خرگوش حرام تہے (۴) جو چارپایہ جگالی کرتے ہین یا گہرا نکے چرے ہوئے ہوتے ہین اونکو نہ کہاؤ۔ تورات سفر احبار باب ۱۱ اسطرح چربی کی بہی ممانعت تہی جسکی تشریح ابتک یہود کی کتابون مین موجود ہی۔ کل ذی ظفر سے کہر چرنے جانور مراد ہین۔ اور یہی چیزین ممنوع تہین جنکا ذکر ہم آگے کرینگے سو یہہ پاک چیزین ہین۔ اور انکو خدا نے اسلئے انپر حرام کیا کہ ان کے نفس سرکش کو ان چیزون سے باوجود رغبت کے روکا جاوے تاکہ انکو اس مشق سے خدا کی اطاعت کی عادت پڑے جیسا کہ روزہ مین یہی علت رکہی ہے اسلئے خدا نے ان سرکشون پر ان چیزونکو حضرت موسیٰ علیہ السلام کی معرفت حرام کیا اور اسکا اثر حضرت کے زمانہ کی یہود تک بہی داغ ملامت کیطرح باقی تہا جسپر قرآن مین اون کو متنبہ کیا جاتا ہے

إِنَّا أَوْحَيْنَا إِلَيْكَ كَمَا أَوْحَيْنَا إِلَىٰ نُوحٍ وَالنَّبِيِّينَ مِن بَعْدِهِ ۚ وَأَوْحَيْنَا إِلَىٰ إِبْرَاهِيمَ وَإِسْمَاعِيلَ

ہمنے تیری طرف اسیطرح وحی بھیجی ہے جیسا کہ نوح کیطرف اور اسکے بعد انبیا پر بھیجتے آئے ہین اور ہمنے ابراہیم اور اسمعیل

وَإِسْحَاقَ وَيَعْقُوبَ وَالْأَسْبَاطِ وَعِيسَىٰ وَأَيُّوبَ وَيُونُسَ وَهَارُونَ وَسُلَيْمَانَ ۚ وَآتَيْنَا دَاوُودَ زَبُورًا

اور اسحٰق و یعقوب اور اسکی اولاد اور عیسی اور ایوب اور یونس و ہارون و سلیمان کیطرف وحی بھیجی اور ہمین نے داؤد کو زبور دی تھی

وَرُسُلًا قَدْ قَصَصْنَاهُمْ عَلَيْكَ مِن قَبْلُ وَرُسُلًا لَّمْ نَقْصُصْهُمْ عَلَيْكَ ۚ وَكَلَّمَ اللَّهُ مُوسَىٰ تَكْلِيمًا

سے رسولون کا حال ہم تجھسے پہلے بیان کر چکے ہین اور بہت سے رسول ہین کہ جنکا ذکر ہی ہمنے تجھسے نہین کیا۔ اور اللہ نے موسی سے باتین کی ہین بولکر

رُّسُلًا مُّبَشِّرِينَ وَمُنذِرِينَ لِئَلَّا يَكُونَ لِلنَّاسِ عَلَى اللَّهِ حُجَّةٌ بَعْدَ الرُّسُلِ ۚ وَكَانَ اللَّهُ عَزِيزًا حَكِيمًا

ہمنے بھیجا تھا رسولونکو خوشخبری اور ڈر سنانے کو تاکہ رسولونکے بعد لوگون کی کوئی بھی حجت اللہ پر باقی نرہے اور اللہ زبردست حکمت والا ہے

## ترکیب

کما اوحینا، الکاف سے مصدر محذوف کی نا مصدریہ اور ممکن ہے کہ نا بمعنی الذی ہو کر مفعول بہ ہو تقدیرہ اوحینا الیک مثل الذی اوحینا الی نوح من بعدہ متعلق اوحینا اور ممکن ہے کہ النبیین سے متعلق ہو۔ رسلا منصوب فعل محذوف سے جسپر قصصنا دال ہے رسلا بدل ہے اول رسلا سے حجۃ اسم یکون للناس خبر علی اللہ حال ہے حجۃ سے وممکن ہے کہ خبر علی اللہ ہو بعد الرسل ظرف ہے حجۃ کا اور ممکن ہے کہ اُسکی صفت ہو

## تفسیر

اہل کتاب خصوصاً یہود جو آنحضرت علیہ السلام کی نبوت سے انکار کرتے تھے اصل منشا تو اسکا یہ تھا کہ غیر قوم کے شخص کو تسلیم کرنیسے نا انصاف لوگونکی طبائع گریز کیا کرتی ہین۔ اور اپنے مذہب کا ترک کرنا (خواہ اسمین کیسی ہی خرابیان پیدا ہون حتی کہ بت پرستی کا مذہب ہی کیون نہو) اور مصلح کا اتباع کرنا رسم اور الفت مذہب اور مخالفت قوم کیوجہ سے سخت گران معلوم ہوتا ہے۔ اور چونکہ مدت سے انمین کوئی نبی ہی نہین آیا تھا اور انکی نبیا کے معجزات و کرامات ان مین مشہور تھے اور کچھہ عجب نہین کہ سیکڑون بے اصل قصہ ہی اونکی کرامت و اعجاز کی بابت مشہور ہون خصوصاً عیسائیون مین بھی تخمیناً چھ سو برس سے مسیح علیہ السلام اور حواریونکی بہت کچھ افسانہ زبان زد تھی جیسا کہ ہر ایک قوم مین مبالغہ کیساتھ باتین مشہور ہوا کرتی ہین اسلیے نبی یا رسول کے معنے اونکے ذہن مین کچھ عجائب غرائب آدمی کے جم گئے ہونگے کہ اسکے اوپر لکھی لکھائی آسمان سے کتاب نازل ہوتی ہے اور فرشتے اوسکے پاس رات دن لوگونکی روبرو آیا جایا کرتے ہین اور جو معجزہ لوگ اوسسے طلب کرین اوسیوقت وہ دکھا دیتا ہے اسکو بیوی بچونسے کچھہ تعلق نہین ہوتا تمام خدائی اختیارات اوسکے قبضۂ قدرت مین ہوتی ہین جیسا کہ عرب کے جاہل سمجھتے تھے کہ نبی کو کھانے پینے بازارون مین پھرنیسے کیا علاقہ چونکہ یہ باتین اونکی تراشیدہ تھین انکا نبی مین پایا جانا کوئی شرط نہین بلکہ نبی مین دو باتین ہونی چاہئین ایک وحی کا آنا دوسرے معجزات حسب منشا الٰہی اور چونکہ اہل کتاب حضرت نوح اور اونکے بعد ابراہیم و اسحٰق و یعقوب اور اونکی اولاد اور عیسی اور ایوب اور یونس و ہارون و سلیمان و داود کو مانتے اور نبی جانتے تھے اسلئے انپر برہان الزامی قائم کرتا ہے کہ جب تم انکو نبی جانتے ہو اب بتلاؤ انکی نبوت پر تمہارے پاس کیا دلیل ہے بجز ان دونون باتونکے انکی پاس اور کیا بات تھی جو محمد علیہ السلام کے پاس نہین یہ تو وہ سب شریک ہین اس کیطرف انا اوحینا الیک کما اوحینا الی نوح الخ مین اشارہ فرماتا ہے۔ رہے معجزات سو انکا تو وہ وقتاً فوقتاً مشاہدہ ہی کرتے تھے

اما اوحینا مین جو تشبیہ ہے وہ کیفیت نزول وحی مین ہی ہی کہ جسطرح اونکی پاس ناموس اکبر یعنی جبرئیل وحی لاتا تہا اسیطرح آنحضرت علیہ السلام کیطرف اور نفس وحی کی ہدایت افزا مضامین مین ہی۔ اور سب انبیار کو آنحضرت کی مقابلہ مین رکہکر شریک وحی بنانا اسباتکی طرف ہی اشارہ کرتا ہی کہ اصل و بالذات انبیار کی بہیجنے سے مقصود خلق کی ہدایت ہوتی ہی اور معجزات تو صرف نبی کی تصدیق کیلئے ہین منکرونکی مقابلہ مین اب دیکہو آنحضرت سے خلق اللہ نے کسقدر ہدایت پائی عرب کی کیا حالت کیسی خراب چلن تہی بت پرستی اور توہمات کی پرستش خونریزی زنا جہالت کسدرجہ تہی پہر چند برس مین کیا کایا پلٹ ہوگئی برخلاف اور انبیاء مذکورین کے کہ اونسے تو اسقدر نبی اسرائیل کی بہی صلاح نہین ہوئی۔ اب اون کو نبی کہنا اور آنحضرت کا بلا وجہ وجیہ انکار کرنا اگر وہمی رسم کی پابندی نہین تو اور کیا ہے؟

## ف

(۱) الی نوح کی بعد والنبیین من بعدہ اجمالا ذکر انبیا کافی تہا مگر انمین سے بارہ نامور مخصوصون کا ذکر کرنا کہ جو اہلکتاب اور عرب کے نزدیک نہایت موثر تھا اسلئے اون کا ذکر کیا۔ اسمعیل تو عرب کے نزدیک بعد ابراہیم و نوح کے مسلم النبوۃ تہے اور انکے سوا گیارہ مخصوص کو اہلکتاب بہی مانتے ہے مگر یہود حضرت عیسی کو نہین مانتے عیسائی سب کو مانتے ہین اسلئے ملاکر ذکر کیا۔

(۲) اسباط سبط کی جمع ہی بمعنی اولاد جسطرح عرب مین قبیلہ کا اطلاق خاندان کی شاخ پر ہوتا ہے بنی اسرائیل مین اسکی جگہ لفظ سبط بولا جاتا تہا اس سے اونکی خاندان کی انبیا مراد ہین جنکو بمنزلہ شخص واحد شمار کیا گیا ہے۔ وحی زجاج کہتا ہے ایما و اعلام علی سبیل خفار کو کہتے ہین اسکی تحقیق مقدمہ مین ہوچکی۔ زبور بروزن فعول بمعنی مفعول اعنی کتاب جیسا کہ رسول و رکوب و حلوب۔ اور اسکی اصل زبر ہے بمعنی کتبت سی ہی۔ حضرت داؤد علیہ السلام کو بہی خدا نے ایک کتاب دی تہی جسکا نام زبور تھا۔ اسمین مناجات اور دعا اور فروتنی اور حکام الہی اور شریعت پر پابندی کی ترغیب اور عمدہ عمدہ نصائح تہے۔ اس نام کی ایک کتاب اب بہی اہلکتاب کے پاس ہے جسکے ہر باب کو بلفظ زبور تعبیر کیا ہے اسمین خود انہین کے علما کا سخت اختلاف ہے کہ یہہ کسی کی تصنیف ہے؟ چونکہ بہ بسبب اور انبیار کے اللہ تعالی حضرت موسی کا کلام زیادہ کرتا تہا اسلئے جدا گانہ ذکر کیا۔

(۳) رسلا قصصنہم علیک اسمین اسطرف اشارہ ہی کہ یہود اسبات پر غرہ نہون کہ ہمارے ہی خاندان مین خدا نے انبیا بہیجے ہین اور انہین کی گہرانہ پر خدا کی ہمیشہ نظر رحمت تہی جسلئے وہ آنحضرت کی نبوت سے انحراف کرتے ہے بلکہ وان من امتہ الا خلا فیہا نذیر کہ کوئی ایسا گروہ نہین اور کوئی ایسی قوم نہین کہ جسمین کوئی نہ کوئی خدا کیطرف سے ڈر سنانیوالا نہ آیا ہو اسلئے یہان بہی زیادہ کہ چند رسولون کا حال ہمنے ای نبی تجہسے بیان کیا اور بہت سے ایسے رسول ہین کہ جنکا حال تجہسے بیان نہین کیا۔ اس سے مقصد یہہ ہے کہ اسباتپر غور کرنا چاہیے کہ آخر ان تمام انبیار علیہم السلام کا کیا کام تہا اور کسلئے وہ بہیجے گئے تہے پہر آپ ہی فرماتا ہی رسلا مبشرین و منذرین کہ انکو ہم نے نجات اور عالم آخرت کی خوشی سنانے اور نافرمانی اور شرک و بدکاری کے برے نتیجہ سے ڈرانیکے لئے بہیجا تہا سو اب ای منکرو تم اس علامت کو اس اخیر نبی محمدؐ مین دیکہو پائی جاتی ہی کہ نہین؟ جب یہ بات سب سے بڑہکر پائی جاتی ہی اور اُنکی تعلیم سب مین اعلی درجہ کی ہی تو پہر نبی نہ ماننے کی کیا وجہ ہی؟ اور جنکو تم نبی مانتے ہو پہر انکی ثبوت کی کیا وجہ جو دلائل تم انکے لئے قائم کروگے سو وہ سب بوجہ کمال ان مین پائی جاتی ہین۔ سبحان اللہ آنحضرت کی نبوت پر کیا ہی عمدہ دلیل قائم کی ہے۔

سب کے بعد اس سلسلہ انبیار کی قائم کرنیکی وجہ بیان فرماتا ہی لئلا یکون للناس علی اللہ حجۃ بعد الرسل کہ قیامت کو رسولونکی بعد پہر کوئی حجت باقی نرہے کہ الہی تنہا عقل مور آخرت اور افعال حسنہ اور غیر حسنہ اور تیری رضامندی اور ناراضامندی کو دریافت کرنیمین قاصر تہی تو تو نے رسول کیون نہین بہیجے مطلق نبوت کے ثبوت کے لئے براہمہ اور آریہ کے مقابلہ مین کیا خوب دلیل ہے۔

لٰكِنِ اللّٰهُ يَشْهَدُ بِمَآ اَنْزَلَ اِلَيْكَ اَنْزَلَهٗ بِعِلْمِهٖ ۚ وَالْمَلٰٓئِكَةُ يَشْهَدُوْنَ ۭ وَكَفٰى بِاللّٰهِ شَهِيْدًا ۝

(یہ معاند گو گواہی نہ دین) لیکن اللہ اوس چیز کی کہ جو تجہپر نازل کی ہے گواہی دیتا ہی اپنے علم سے اور فرشتہ بہی شہادت دے رہے ہین اور اللہ کی گواہی بس ہے

اِنَّ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا وَصَدُّوْا عَنْ سَبِيْلِ اللّٰهِ قَدْ ضَلُّوْا ضَلٰلًۢا بَعِيْدًا ۝ اِنَّ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا وَظَلَمُوْا

جو لوگ کہ کفر کرتے اور اللہ کی راہ سے روکتے ہین وہ تو بڑی ہی گمراہی مین جا پڑے ہین جو کہ کافر ہو گئے اور اُنہون نے ظلم کیا انکو خدا بخشتا

لَمْ يَكُنِ اللّٰهُ لِيَغْفِرَ لَهُمْ وَلَا لِيَهْدِيَهُمْ طَرِيْقًا ۝ اِلَّا طَرِيْقَ جَهَنَّمَ خٰلِدِيْنَ فِيْهَآ اَبَدًا ۭ وَكَانَ ذٰلِكَ عَلَي اللّٰهِ

نہین اور نہ انکو رستہ بتاوے گا مگر جہنم کا رستہ کہ جسمین وہ ہمیشہ رہا کرین گے اور یہ بات خدا پر بہت آسان ہے

يَسِيْرًا ۝ يٰٓاَيُّهَا النَّاسُ قَدْ جَاۗءَكُمُ الرَّسُوْلُ بِالْحَقِّ مِنْ رَّبِّكُمْ فَاٰمِنُوْا خَيْرًا لَّكُمْ ۭ وَاِنْ تَكْفُرُوْا فَاِنَّ لِلّٰهِ

لوگو تمہارے پاس تمہارے رب کیطرف سے رسول برحق آچکا ہے سو تم ایمان لاؤ اپنی بہتری چاہو — اور اگر تم انکار کرو گے تو (کیا پروا ہی) اللہ کا ہے

مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ۭ وَكَانَ اللّٰهُ عَلِيْمًا حَكِيْمًا ۝

جو کچھ کہ آسمانون اور زمین مین ہے — اور اللہ خبردار حکمت والا ہے۔

## ترکیب

اللہ مبتدا یشہد خبر بما اس سے متعلق والملئکۃ یشہدون جملہ کا عطف اول جملہ پر ہے کفی باللہ فعل با فاعل ب زائد بعلمہ حال ہے فاعل یشہد سے ای متلبسا بعلمہ الا طریق استثنا متصل ہے خلدین حال مقدرہ ہے خیرا لکم مفعول ہے فعل محذوف کا ای اقصد وا خیرا

## تفسیر

جبکہ یہہ فرمایا تہا انا اوحینا الیک تو اسپر بہی منکرین شبہ کرتے تہے اسکے جواب مین فرماتا ہی کہ اگر یہہ بیہودہ تیری نبوت کی شہادت نہین دیتے تو نہ دین یہہ چند نفسانیت کے بہرے ہوئے جاہل پشتینی سرکش کیا چیز ہین؟ خود خدا اس چیز کی کہ جو تجہپر نازل کی گئی ہی اور اسکی فرشتہ گواہی دے رہے ہین اور اسکی گواہی اسنے دی ہی انزلہ بعلمہ جبکہ خدا نے اپنے نازل کیا پر شہادت دینا فرمایا تو اسکے بعد اسکی صفت ہی بیان کی ہمنے اس قرآن کو کمال خوبی سے نازل کیا ہی اپنے علم سے نازل کیا ہے کچھ یون ہی بے سوچے سمجہے نہین نازل کر دیا ہی جیسا کہ کہا کرتی ہین کتبتہ بالقلم وقطعت بالسکین کہ مینے اسکو قلم سے لکہا ہی نہ کسی اور چیز سے اور چھری سے کاٹا ہے اسکے بعد تمام حجت ختم کر کے ان ازلی گمراہون اور جہنم کے امیدہون کا وصف بیان کرتا ہے کہ جو لوگ خود کافر ہو گئے محمدؐ اور قرآن کا جو ہدایت کی دو آنکہین ہین انکار کر بیٹہے اور اسپر مزید یہہ کہ شبہات و شکوک لوگونکی دلونمین ڈالکر اور دنکو بہی گمراہ کر دیا جیسا کہ یہود کہتے تہے کہ ایکبار کیون قرآن نازل نہین ہوا اور موسیٰ کی شریعت کبہی منسوخ ہو گی اور ہمارے خاندان کے سوا غیر کو استحقاق نبوت نہین وغیرہ وغیرہ اور اسیطرح آج کل کے پادری بہی طرح طرح کے شبہات ڈالتے ہین) ایسے لوگ گمراہی کے آخر درجہ پر پہونچ گئے ہین قد ضلوا ضلالا بعیدا۔ پہر انکی نسبت فرماتا ہے کہ ان کافرون ظالمون کو خدا معاف نہین کریگا کیونکہ یہہ ازلی گمراہ ہین اور اسلیئے انکو سوا جہنم کے رستہ کے اور کوئی رستہ ہدایت کا نہین دکہائیگا۔ انکو جب سوجہے گی تو اوندہی بات سوجہے گی۔ اور یہی جہنم کا رستہ ہے۔

یہود کے شکوک و شبہات کا جواب دیکر تمام بنی آدم کو اعلان کرتا ہے کہ تمہارے رب کیطرف سے تمہارے پاس اسکا پیغامبر حق بات قرآن توحید و احکام فطرت لیکر آیا ہی سو تم ایمان لاؤ اسمین تمہاری بہتری ہی اور اگر تم انکار کرو گے تو تمکو کچہہ پروا نہین کیونکہ آسمان و زمین کی بادشاہت ہمارے لئے ہے آسمانون مین لاکہون قدسی ہماری عبادت و تقدیس کر رہے ہین اللہ عالم و حکیم ہے شریعت اور الہام مین جو کچھ خوبیان تمہاری لئے رکہی گئین انکو وہی خوب جانتا ہی

يٰٓاَهْلَ الْكِتٰبِ لَا تَغْلُوْا فِيْ دِيْنِكُمْ وَلَا تَقُوْلُوْا عَلَى اللّٰهِ اِلَّا الْحَقَّ ؕ اِنَّمَا الْمَسِيْحُ عِيْسَى ابْنُ مَرْيَمَ

اے اہل کتاب اپنے دین مین حد سے نگزرو اور نہ اللہ کی نسبت کوئی بات بجزحق کے کہو مسیح جو ہے عیسی مریم کا بیٹا

رَسُوْلُ اللّٰهِ وَكَلِمَتُهٗ ۚ اَلْقٰىهَآ اِلٰى مَرْيَمَ وَرُوْحٌ مِّنْهُ ۫ فَاٰمِنُوْا بِاللّٰهِ وَرُسُلِهٖ ۫ وَلَا

صرف اللہ کا رسول اور اس کا کلمہ ہے جسکو مریم کیطرف ڈالا ہے اور روح ہے اوسکی سو تم اللہ اور اسکے رسولو پر ایمان لاؤ

تَقُوْلُوْا ثَلٰثَةٌ ؕ اِنْتَهُوْا خَيْرًا لَّكُمْ ؕ اِنَّمَا اللّٰهُ اِلٰهٌ وَّاحِدٌ ؕ سُبْحٰنَهٗٓ اَنْ يَّكُوْنَ لَهٗ وَلَدٌ ۘ

اور تین نہ کہو باز آؤ بہتری چاہو اپنے لئے معبود صرف ایک اللہ ہے پاک ہے اسبات سے کہ اسکے کوئی بیٹا

لَهٗ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَمَا فِي الْاَرْضِ ؕ وَكَفٰى بِاللّٰهِ وَكِيْلًا ۝

(اسکو اسکی کیا ضرورت ہے؟) جو کچھ آسمانون مین اور زمین مین ہے سب اوسیکا ہے اور اللہ کافی ہے کام بنانے کو

## ترکیب

الا الحق یہ مفعول تقولوا ہے ای ولا تقولوا الا القول الحق المسیح مبتدا عیسی بدل یا عطف بیان ہے رسول اللہ خبر و کلمتہ اسپر معطوف القاہا الی مریم کلمہ سے حال اور عامل معنی کلمہ و روح منہ معطوف ہے خبر پر یہ تین خبرین ہین ثلثہ خبر ہے مبتدا محذوف کی ای لا تقولوا الہنا ثلثہ انما اللہ مبتدا الہ واحد خبر

## تفسیر

جبکہ خدا تعالی یہود کے مناظرہ اور انکے بیجا شبہات کے جواب سے فارغ ہوا تو اب نصاری کیطرف متوجہ ہوتا ہے کیونکہ جسقدر یہود کو حضرت مسیح کی نسبت تفریط تہی اوسیقدر عیسائیون کو انکی نسبت افراط تہی انکو خدا اور خدا کا بیٹا کہتے تھے۔

اسلیئے فرماتا ہے کہ اے اہلکتاب یعنی عیسائیو تم اپنے دین مین غلو اور تعصب نہ کرو۔ سب سے اول یہ ایک ایسی بات فرمائی کہ جسکے تسلیم کرنیمین انکو کچھ بھی تردد نہین اسیطرح اسکے بعد مطلب کی تمہید مین دوسرا جملہ ذکر کیا کہ خدا تعالی کی ذات وصفات کی بابت سوا حق بات کے اور کچھ نہ کہو۔ ان دونون جملونکے بعد اصل مقصد کو شروع کرتا ہے انما المسیح عیسی بن مریم الخ کہ مسیح جسکو عیسی کہتے ہین مریم کے بیٹے ہین نہ خدا کے اور اسکے رسول ہین اور اسکا کلمہ ہین جسکو مریم کیطرف بھیجا اور اسیکطرفکی روح ہین۔ اسجگہہ حضرت مسیح کے چار وصف بیان فرمائے ایک یہہ کہ وہ ابن مریم ہین یہ بات چونکہ سب کے نزدیک مسلم تہی مگر باپ کا نام نہ بیان کیا کیونکہ یہہ امر متنازع فیہ تہا یہود انکو معاذ اللہ حرامی کہتے تہے برخلاف اسکے عیسائی انکو خدا اور خدا کا بیٹا کہتے تہے اور یہہ عقیدہ حواریون کے بعد عیسائیون مین غالباً پولس کے اشارات سے پیدا ہوا تہا۔ دوسری صدی عیسوی مین اکثر کلیسائیون مین یہ عقیدہ ذہن نشین ہوگیا تہا اور تین ہزارون سچے دیندار جو قدیم طریق حواریون کا پابند تہے اسکو نہین بہی مانتے تہے اور پیراریوس وغیرہ محققین نے بہی اسکندریہ مین اس عقیدہ کا بڑی زور سے بطلان کیا اور اسکے بعد بہی یونی ٹیرین وغیرہ فریق منکر رہے مگر زیادہ تر گروہ پولوس کے مریدون کا پہیل گیا جنکا یہہ عقیدہ تہا اور آنحضرت کے عہد مین کلیسا عرکابہی یہی عقیدہ تہا) قرآن نے دونون قومون کو غلط ٹہرایا اور امر حق کو ظاہر کردیا کہ وہ اسکی کلمہ اور اسیکطرفکی روح ہین جو محض کن کہنیسے پیدا ہوگئی اور اسنے اپنی قدرت کاملہ سے انکو مریم کے پیٹ سے بے باپکے پیدا کردیا[۱] نہ وہ حرامی ہین نہ خدا کی بیٹی ہین کلمہ و روح منہ یہہ دو وصف اس پر دلیل ہین دوسرا وصف رسول اللہ کہ وہ خدا کے رسول ہین اسمین یہود کا بہی رد ہے کہ وہ انکو خدا کا رسول نہین سمجہتے تہے بلکہ معاذ اللہ جہوٹہا اور جادوگر کہتے تہے اور نصاری کا بہی رد ہے کیونکہ وہ انکو خدا کہتے تہے

[۱] نیچری کہتے ہین کہ مسیح کا بغیر باپ کے پیدا ہونا غلط قرآن سے بہی ثابت نہین ہین کہتا ہون عقلاً بہی ممکن ہے اور نقلاً بہی ثابت ہے عقلاً تو یون کہ آپنے گوبر وغیرہ بہت سے اوڈگر کیڑے بغیر ماں باپ کے پیدا ہوتے دیکھے ہونگے کہ جہان حرارت غریزیہ نے اثر مین عمل کیا تو نفس حیوانی اثیر فائض ہوگیا پہر ممکن ہے کہ صرف مریم کی منی مین ایسی قسم کی حرارت پیدا کردی ہو جسکے اثر سے نفس انسانی کی فائض ہونیکی صلاحیت عطا کی ہو اور نقلاً یون کہ علاوہ انجیل متی کے قرآن مجید کی متعدد آیات سے بہی یہہ مطلب ثابت ہوتا ہے از انجملہ بہی آیت ہے کیونکہ کلمہ القہا الی مریم کے بہی معنی ہین کہ خدا نے اس کلمہ کو مریم کیطرف ڈالا نہ یوسف نجار یا کسی اور سے پیدا کیا اور سنے پیدا کرنے سے زیادہ کیا صراحت ہوگی؟

کہ خدا نے مریم کے پیٹ مین حلول کیا ہے اور وہ انسانی صورت مین ظاہر ہوا ہی جسطرح کہ ہنود راجہ رام چندر اور سری کرشن وغیرہ اوتارونکی نسبت یہی عقیدہ رکھتے ہین اور یہ روا اسلئے ہوا کہ رسول ہونا تو عیسائی بھی تسلیم کرتے ہین اور تمام بشریت کی باتین کہانا پینا عبادت کرنا سب انمین مانتے ہین اور یہ بدیہی بات ہے کہ صفات بشریہ خواہ عمدہ ہون جیسا کہ رسالت و عبادت خواہ ادنی ہون جیسا کہ کہانا پینا اوصاف الوہیت سے برخلاف ہین جیسا کہ غلامی من حیث غلامی اور خداوندی من حیث خداوندی دونون وصف ضد ہین جسطرح کہ آگ اور پانی کی اوصاف حرارت و برودت اور یہہ بھی بدیہی ہے کہ اوصاف متضادہ ایک ذات مین جمع نہین ہو سکتے جس سے لازم آیا کہ وہ خدا نہین ہو سکتے کیونکہ انتفاء لازم سے انتفاء ملزوم ہوجایا کرتا ہے **تیسرا وصف** کلمتہ کہ وہ خدا کے کلمہ ہین انجیل یوحنا کے اول مین یون ہے ابتدا مین کلام تھا اور کلام خدا کے ساتھ تھا اور کلام خدا تھا (۲) یہی ابتدا مین خدا کے ساتھ تھا سب چیزین اسی سے موجود ہوئین اسکے معنی جسطرح عیسائی سمجھتے ہین اس سے تو یہہ کلام بے معنی ہوجاتا ہی کیونکہ وہ تھا کی ضمیر حضرت مسیح کیطرف پھیرتے ہین جسکے یہہ معنی کہ ابتدا مین مسیح کلام تھا اور یہہ ظاہر ہی کہ کلام خدا خدا نہین ہو سکتا - مگر چونکہ قرآن نے حضرت مسیح کو کلمہ کہا اسکی تفسیر سے آیت یوحنا کا بھی صحیح مطلب نکل آتا ہے - کلمہ اصلاح مین اوس لفظ کو کہتے ہین کہ جو کسی معنی مفرد کیلئے وضع کیا جاوے خواہ وہ اسم ہو خواہ فعل خواہ حرف (مصور تمین کن یعنی ہوجا) بھی کلمہ ہے کیونکہ صیغہ امر ہے اور اگر اسکی فاعل انت کا لحاظ کرلیا جاوے تو یہی کلام بھی ہوجاویگا کیونکہ کلمات سے مرکب کا نام کلام ہی بشرط اسناد - اس تقدیر پر کلمتہ اور کلام تھا مین کچھ فرق نرہا مگر اس کلمہ یا کلام سے یہہ کلمہ و کلام مراد نہین جو زبان سے ادا کئے جاتے ہین بلکہ کلام نفسی اور امر تکوینی جو اُسکا ایک وصف ہے یعنی خدا تعالی نے کن کہا اور اس کلمہ یعنی حکم کو مریم کیطرف ڈالا جس سے حضرت مسیح پیدا ہوگئے غرض کہ وہ صرف کلمہ کن سے بلا توسط اسباب پیدا ہوئے ہین اسلئے باعتبار اطلاق اسبب علی المسبب حضرت مسیح کو کلمہ کہا جاتا ہے - اور یوحنا جو کہتا ہے کلام خدا کی ساتھ تھا اس سے وہ سبب یعنی وصف باری تعالی مراد لیتا ہی نہ مسبب یعنی حضرت مسیح اور یہہ صاف ہی کہ اوسکا وصف ازل مین اسکے ساتھ تھا اور بقول حکما اوسکا وصف عین ذات ہین لہذا کلام خدا بھی ہوسکتا ہی اور پھر تمام عالم کی تکوین اسی وصف سے ہوئی مگر عیسائیون کو یہہ ہوکھا ہوگیا کہ وہ دونون جگہہ کلام سے ایک مراد یعنی سبب لیتے اور پھر غلط کردیتے ہین جس سے تعارض کلام مین پیدا ہوتی ہی

**چوتھا وصف** روح منہ اس کے چند معانی ہین (۱) عرب کی عادت تھی کہ جب وہ پاکیزگی اور طہارت و لطافت مین کسی چیز کی صفت کرتے تھے تو اسکو روح کہتے تھے یعنی چونکہ مسیح کو بغیر باپ کے محض نفخ جبرئیل علیہ السلام سے خدا نے پیدا کیا تھا تو اس لطافت کیوجہ سے انکو روح اللہ کہتے ہین اور منہ اور اضافت تفضیل کیلئے ہے جیسا کہ بولتے ہین نعمتہ من اللہ اور بادشاہ جس نوکر کی مدح کرنا چاہتے ہین تو کہتے ہین ہمارا نوکر یعنی خاص اور معزز نوکر ورنہ یون سب ہی نوکر اور سب ہی روح اللہ ہین

(۲) چونکہ حضرت مسیح لوگونکی حیات آخرویہ کا باعث تھے اسلئے انپر روح کا اطلاق ہوا جسطرح کہ قرآن مجید کو روح کہا گیا وکذلک اوحینا الیک روحا من امرنا

(۳) روح و ریح عرب کی زبان مین قریب المعنی ہین جسکو ہندی مین پھونک کہتے ہین یا سانس چونکہ جبرئیل کی پھونکنی سے مسیح پیدا ہوئی تھے اسلئے انکو روح کہتے ہین

ان چارون اوصاف کے بعد پھر تصریح کرتا ہی کہ امنوا باللہ و رسولہ اللہ اور اسکے رسول مسیح پر ایمان لاؤ (جو انکو خدا کہتے ہین درصل وہ رسالت کے منکر ہین) ان سب کے بعد مطلب کی تصریح کرتا ہی ولا تقولوا ثلاثۃ کہ تثلیث سے باز آؤ کیونکہ انما اللہ الہ واحد کہ وہ ایک ذات واحد لاشریک ہے جب تثلیث کے قائل ہوئے کہ خدا اور روح القدس اور عیسی بلکر ایک خدا ہوا تو توحید کہان رہی کیلئے کہ اگر یہہ تینون ذوات مستقلہ ہین تو پھر ایک ہونا گویا جمہوری خدائی قائم کرنا ہی اور اگر غیر مستقلہ ہین تو ان تینون مین سے جسکو اب یعنی باپ کہتے ہو جس سے خدا مراد ہی وہ بھی معاذ اللہ غیر مستقل ہوجاویگا - تثلیث کے بطلان کے بعد مسیح کی ابنیت کو باطل کرتا ہی سبحانہ ان یکون لہ ولد کہ وہ بیٹا بنانے سے پاک ہے کیلئے کہ لہ ما فی السموات و ما فی الارض کہ آسمان و زمین مین جو کچھ ہے

---

دوم روح منہ بھی اسی مطلب کو ادا کر رہا ہے اگر یہہ نہین تو پھر انکی کیا خصوصیت تمام لوگ روح منہ ہین از انجملہ ان مثل عیسی عند اللہ کمثل آدم مین امکان عقلی کیطرف بھی اشارہ ہے کیونکہ یہود حضرت آدم کا بغیر باپ بلکہ بے ماں کے بھی صرف قدرت کاملہ سے پیدا ہونا مانتے تھے اسپر خدا تعالی فرماتا ہے کہ جسنے آدم کو بغیر باپ کے پیدا کیا اوسنے مسیح کو بھی دونون کا پیدا کرنا اوسکے نزدیک یکسان ہے پھر اسکو تم کیون نہین مانتے اور اسکو کیون نہین مانتے ؟ معرض نزاع مین بغیر دلیل کے یہودی مکذبون کے روبرو یون کہدینا کہ عیسی بے باپ کے پیدا ہوئے جیسا کہ نیچری اصلاح دیتے ہین عین حمق تھا ۱۲ منہ

لَنْ يَّسْتَنْكِفَ الْمَسِيْحُ اَنْ يَّكُوْنَ عَبْدًا لِّلّٰهِ وَلَا الْمَلٰٓئِكَةُ الْمُقَرَّبُوْنَ ۭ وَمَنْ يَّسْتَنْكِفْ عَنْ عِبَادَتِهٖ

مسیح کو خدا کا بندہ ہونے سے ہرگز کچھ بھی عار نہین ہے اور نہ ملائکہ مقربین کو - اور جو کوئی اوسکی بندگی سے عار

وَيَسْتَكْبِرْ فَسَيَحْشُرُهُمْ اِلَيْهِ جَمِيْعًا ۝ فَاَمَّا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ فَيُوَفِّيْهِمْ اُجُوْرَهُمْ

اور سرکشی کرتا ہے سو وہ ان سب کو اپنے پاس اکٹھا کریگا - پھر جو ایمان لائے اور نیک کام کیا کئے انکو اونکا بدلہ پورا پورا دے گا

وَيَزِيْدُهُمْ مِّنْ فَضْلِهٖ ۚ وَاَمَّا الَّذِيْنَ اسْتَنْكَفُوْا وَاسْتَكْبَرُوْا فَيُعَذِّبُهُمْ عَذَابًا اَلِيْمًا ۙ

اور اپنے فضل سے اونکو اور زیادہ بھی دیگا - اور جو عار کرتے اور تکبر کرتے تھے اونکو عذاب الیم مین مبتلا کریگا

وَّلَا يَجِدُوْنَ لَهُمْ مِّنْ دُوْنِ اللّٰهِ وَلِيًّا وَّلَا نَصِيْرًا ۝

اور نہ انکو کوئی اللہ کے سامنے حامی ملیگا نہ مددگار

## ترکیب

ان یکون اسے عن ان یکون ولا الملئکۃ موصوف المقربون صفت مجموعہ کا عطف المسیح پر ہے اور کلام مین حذف ہوا ای ان یکونو اعبدا

## تفسیر

اسیکا ہے اسکو ضعف و پیری پکسی کہان جوبیٹے کی ضرورت پڑے بلکہ کفی باللہ وکیلا کہ وہ اپنے تمام کارکرنیکے لئے آپکافی ہے پھر بیٹے کی کیا حاجت ہے
ان آیات مین جسطرح اس موٹے مطلب کیطرف اشارہ ہوا ایک باریک دلیل کیطرف بھی اشارہ ہے کہ لہ مافی السموات الخ سب کچھ اوسکی خاص ملک ہے اگر کوئی بیٹا
ہوگا تو ضرور باپکا مثل ہوگا اور باپ تو کبھی نہ مریگا سو بیٹے کیلئے بھی کوئی جداگانہ آسمان و زمین اور وہانکی بادشاہی چاہئے ورنہ باپکا مثل نہ ہوسکیگا اور جو اسی
مین وہ بھی شریک ہوگا تو یہ تخصیص کہ لہ مافی السموات ومافی الارض مین جو لہ کو مقدم کرنیسے سمجھی جاتی ہے فوت ہوجاویگی حالانکہ اسکو عقل سلیم تسلیم کرچکی ہے
اسکے بعد ایک اور صاف طور سے مسیح کی الوہیت باطل کرتا ہے اور عیسائیون کو جو وجہ اشتباہ پیش آئی تھی اسکو بیان فرماتا ہے لن یستنکف الخ
کہ مسیح کو اسکی عبادت سے ہرگز عار نہ تھا کیونکہ تم خود مقر ہو کہ وہ رات بھر زیتون کی پہاڑی پر اسکی عبادت کرتا تھا اور یہ بھی ظاہر ہے کہ
یہہ عبادت ناسوتی مرتبہ مین نہ تھے بلکہ لاہوتی اور ملکوتی مرتبہ مین کیلئے کہ روحانیت مین مسیح ملائکہ مقربین سے بڑھکر نہ تھے جو نہ مان سی پیدا ہوئے
ہین نہ باپ سے نہ کبھی کہاتے ہین نہ پیتے پھر جب اونکو عار و انکار نہین تو انکو کیون ہونے لگا؟ علاوہ اسکے جو کوئی اوسکی عبادت سے عار و انکار
کرتا ہے وہ پکڑا جاتا اور اوسکے بارگاہ جلال مین حاضر کیا جاتا ہے - پس جب عبادت کرتا پایا گیا تو خدا ہرگز کسیکی عبادت نہین کرتا اس سے
ثابت ہوا کہ حضرت مسیح خدا نہ تھے بلکہ اوسکے بندے -

چونکہ عبادت سے عار کرنیکا ذکر آگیا تھا اسلئے دربار کبریائی مین سرخروی اور سرافرازی کا بیان فرماتا ہے اور ایمان اور عبادت کی رغبت
کس خوبی سے دلاتا ہے کہ جو کوئی ایمان لایا اور اُسنے اچھے کام بھی کئے تو ہم انکا پورا بدلہ دینگے اور اسپر اپنی طرف سے علاوہ بدلہ کے اور بھی اپنی فضل سے زیادہ دینگے اور جو
ہمسے عار و انکار کرتے ہین ہم اونکو عذاب الیم مین مبتلا کرینگے پھر نہ اونکو اس رنج دائمی کی قید خانہ سے بھاگنے کیجگہ ملیگی نہ کوئی حامی کھڑا ہوگا
ومن یستنکف مین ایک لطیف اشارہ سا اسطرف بھی ہے کہ خواہ مسیح ہو خواہ کوئی اور پیغمبر یا فرشتہ کسنے جان پائی ہے کہ جو ہماری غلامی اور
بندگی سے سرتابی کرے منصب خدائی تو درکنار ذرہ بھر سرتابی کی بھی کسیکو مجال نہین فسبحان الحی القہار الجبار القدیر الصمد لم یلد ولم یولد

يَا أَيُّهَا النَّاسُ قَدْ جَاءَكُمْ بُرْهَانٌ مِّن رَّبِّكُمْ وَأَنزَلْنَا إِلَيْكُمْ نُورًا مُّبِينًا ۝ فَأَمَّا الَّذِينَ آمَنُوا

اے لوگو تمہارے پاس تمہارے رب کیطرف سے دلیل آچکی ہے اور ہمنے تمہاری طرف کھلی ہوئی روشنی نازل کی ہے۔ پھر جو ایمان

بِاللَّهِ وَاعْتَصَمُوا بِهِ فَسَيُدْخِلُهُمْ فِي رَحْمَةٍ مِّنْهُ وَفَضْلٍ وَيَهْدِيهِمْ إِلَيْهِ صِرَاطًا مُّسْتَقِيمًا ۝

لایا اللہ پر اور اسکو مضبوط پکڑ لیا سو انکو عنقریب اپنی رحمت اور فضل مین داخل کریگا اور اونکو اپنی طرف کا سیدہا رستہ دکھادیگا

## ترکیب

صفت ہی برہان کی فسیدخلہم جواب اما صراطا موصوف مستقیما صفت مجموعہ مفعول ثانی ہے یہدی کا ۔

## تفسیر

جبکہ خدا تعالی منافقین اور کفار عرب اور یہود و نصاری وغیرہم باطل فرقونپر حجت قائم کرچکا اور انکے شبہات باطلہ کا جواب باصواب دیچکا تو اعلان عام کرکے تمام بنی آدم کو حضرت محمد علیہ الصلوۃ والسلام کی نبوت پر ایمان لانیکا حکم دیتا ہے کہ یا ایہا الناس قد جاءکم برہان من ربکم برہان سے مراد آنحضرت علیہ الصلوۃ والسلام ہین کیونکہ برہان کہتے ہین دلیل کو اور آنحضرت علیہ الصلوۃ والسلام کا وجود مبارک اور آنحضرت کا بیان اور معجزات اور ردّیہ تمام عالم کیلئے خدا تعالی کیطرف سے حجت قاطعہ ہے۔ آنحضرت مجسم حق تھے آپکے بعد پھر آپکے برخلاف طریقہ اختیار کرنا صریح حق کا خلاف کرنا ہے۔ آنحضرت نے نہ تمھارا اپنے وعظ و پند سے بنی آدم کی ڈوبتی کشتی کو تھام لیا بلکہ اپنے ایک ایک حرکات و سکنات کو ہدایت اور نیک روی بردباری صلہ رحمی خدا پرستی کیلئے سچا نمونہ بنا دیا۔ آنحضرت کے عہد مین کتب تواریخ کو دیکھنے سے معلوم ہوتا ہے گمراہی در ہر یک قسم کی گمراہی اور شرک سے دنیا کی تمام قومین آلودہ تھین لیکن جب اس آفتاب ہدایت نے طلوع کیا تو عالم کو منور کردیا۔

اور نہ صرف نبی برحق تمہارے پاس آیا بلکہ ہمنے اسکی ساتھ اس سلسلۂ ہدایت کو ہمیشہ قائم کرنیکے لئے انزلنا الیکم نورا مبینا نور صاف اور کھلا ہوا یعنی قرآن مجید بھی نازل کیا ہے۔ قرآن کا نور مبین ہونا ہی دنیا کے منصف اور روشن دماغون نے تسلیم کرلیا ہے۔ جسقدر آج کل دنیا مین الہامی کتابین کہلاتے ہین اگر کوئی ذرا انصاف کرکے اونسے قرآن کی مضامین روح افزا توحید و عبادت عالم آخرت کی رغبت خدا کی تنزیہ و تقدیس نیک روی تمدن کے اصول وغیرہ کو مقابلہ کرکے دیکھیگا تو بے ساختہ نور مبین ہونے کا مقر ہوجاویگا۔ وہ جو سیکڑون برس مین مصرت موسی و عیسی کی کتابنے دنیا مین خدا پرستی نہ پھیلائی ہوگی چند برسون مین قرآن نے اطراف عالم کے بت پرستون دہریون شہوت پرستون درندون کو فرشتہ بنا دیا یہ بات تاریخ سے بخوبی ظاہر ہوسکتی ہے۔

اسکے بعد یہ فرماتا ہے کہ ہمنے دنیا مین برہان اور نور مبین بھیجدیا پھر جو اسکو مانکر اللہ پر ایمان لائینگے اور اوسکو مضبوط پکڑینگے یعنی اسکی ذات پر تکیہ و توکل کرینگے یا یہ مراد کہ شریعت محمدیہ اور قرآن کو جسنے مضبوط پکڑا (یہ اسلئے فرمایا کہ صرف ایمان لانا کافی نہین بلکہ اوسپر قیام اور استقامت بھی ہو) اونکو اللہ اپنی رحمت اور فضل مین داخل کریگا اور اپنی طرف آنیکا سیدہا رستہ دکھائیگا **رحمت** اور **فضل** سے مراد جنت اور حیات جاودانی ہے۔ کیونکہ جنت اوسکی رحمت کا مظہر ہے اور فضل مین ولدنیا مزید کیطرف اشارہ ہے ویہدیہم کی ضمیر ہ الیہ یعنی اپنی طرف ہدایت کرنا فرمانا اسبانکو ظاہر کررہا ہے کہ انبیاء اور کتابین اور معشوق حقیقی کے کہ جو پردہ حسن مین ہے ہمکو پیارا ہے

يَسْتَفْتُوْنَكَ ۭ قُلِ اللّٰهُ يُفْتِيْكُمْ فِي الْكَلٰلَةِ ۭ اِنِ امْرُؤٌا هَلَكَ لَيْسَ لَهٗ وَلَدٌ وَّلَهٗٓ اُخْتٌ فَلَهَا

تجھسے حکم پوچھتے ہین - کہہ اللہ تمکو حکم بتاتا ہے کلالہ کا اگر کوئی ایسا شخص مرے کہ اسکی کوئی اولاد تو نہو اور بہن ہو

نِصْفُ مَا تَرَكَ ۚ وَهُوَ يَرِثُهَآ اِنْ لَّمْ يَكُنْ لَّهَا وَلَدٌ ۭ فَاِنْ كَانَتَا اثْنَتَيْنِ فَلَهُمَا الثُّلُثٰنِ

تو اس بہن کو آدہا ترکہ ملیگا اور وہ بہائی وارث ہوگا اس بہن کا اگر اوس بہن کی کوئی اولاد نہو - پھر اگر دو بہنین ہون تو انکو ترکہ مین سے دو ثلث

مِمَّا تَرَكَ ۭ وَاِنْ كَانُوْٓا اِخْوَةً رِّجَالًا وَّنِسَاۗءً فَلِلذَّكَرِ مِثْلُ حَظِّ الْاُنْثَيَيْنِ ۭ يُبَيِّنُ اللّٰهُ لَكُمْ

ملین گے - اور اگر (کلالہ کے وارث) کئی بہن بہائی مرد وعورت ہون تو مرد کو دو عورتون کے حصہ کے برابر ملیگا - اللہ تمسے بیان کرتا ہے تاکہ

اَنْ تَضِلُّوْا ۭ وَاللّٰهُ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيْمٌ ۝ ع ۴

گمراہ نہو اور اللہ ہر شے سے واقف ہے -

## ترکیب

فی الکلالہ متعلق ہے یفتی سے امرء مرفوع بسبب فعل کے کہ جسکی تفصیل ہلک کر رہا ہے لیس لہ ولد جملہ ضمیر ہلک سے حال ہے اسیطرح ولہ اخت فلہا الخ جواب ان

## تفسیر

اللہ تعالی نے جسطرح اس سورہ کی اول مین مال کے متعلق احکام بیان فرمائے اسیطرح اسکو تمام ہی مالی مسائل پر کیا تاکہ اول آخر کی ساتھ مشابہ ہو جاوے اور بیچ مین مخالفین یہود و نصاری و مشرکین عرب و منافقین سے مناظرہ واقع ہوا اور آنحضرت علیہ السلام کی نبوت اور قرآن مجید کا الہامی ہونا ثابت کر دیا

**کلالہ** کے بارہ مین اول یہی سورہ مین حکم ہوا تھا جو سردی کے موسم مین نازل ہوا تھا اور پھر یہان ہی اور یہ گرمی کے موسم مین آیت نازل ہوئی کلالہ اوس میت کو بھی کہتے ہین کہ جو نہ ماں باپ چھوڑ کر مری نہ اولاد اور اُس وارث کو بھی کہتے ہین کہ جو نہ میت کی ماں باپ مین سے ہو نہ اولاد مین سے - یہ کل سے مشتق ہے جسکی معنی بوجھ کی ہین چونکہ اس قسم کی شخص کو آدمی اپنی کفالت اور وراثت مین بوجھ اور بار سمجھتا ہے اسلئے انکو کلالہ کہتے ہین

(۱) اس آیت مین کلالہ سے وہ میت مراد ہے جو صرف ایک بہن چھوڑ کر مری اوسکی بہن کیلئے نصف ملیگا - گرچہ آیت مین لیس لہ ولد ہے کہ میت کے اولاد نہو مگر بحکم اجماع ماں باپ بھی نہون تب بہن اگر اکیلی ہے تو نصف لیگی مگر جب کہ میت کے بیٹا نہو اگر بیٹی ہوگی تو بھی نصف ہی لیگی -

(۲) اگر اسیطرح لاولد بہن مرے اور اسکی ماں باپ بھی نہون تو بہائی کل مال کا وارث ہوگا (۳) اور اگر اس قسم کی میت کے دو بہنین ہون تو دو تہائی مال اونکا باقی اور وارثون کا (۴) اگر کئی بہن بہائی یا ایک بہن ایک بہائی کلالہ نے چھوڑی تو فلذ کر مثل حظ الانثیین دو بہر احصہ بہائی کا اور اکہرا بہن کا قرار پاویگا اور باہم اس حساب سے تقسیم ہو جاویگی + اس جگہ بہن بہائی سے عینی یا علاتی مراد ہین جیسا کہ حضرت ابوبکر صدیق رض نے فرمایا کیونکہ اخیافی بہن بہائی کا حق جیٹا حصہ ہے جو پہلے آچکا - چونکہ اول مین کلالہ کی اخیافی بہن بہائی کا حکم بیان ہوا تھا اسلئے اسجگہ کلالہ کی عینی یا علاتی بہن بہائیون کے حصہ بیان کرنیکے لئے دوبارہ کلالہ کا ذکر آیا جو بعض صحابہ نے آنحضرت سے سوال کیا تھا اسکے بعد تمام شرائع بیان کرنیکی حکمت اللہ تعالی بیان فرماتا ہے تاکہ تم گمراہ نہو جاؤ اسلئے ہم احکام بیان کرتے ہین اور انکو اسرار بھی ہم جانتے ہین کیونکہ واللہ بکل شئے علیم وہ ہر چیز جانتا ہے جو کچھ وہ فرماتا ہے ٹھیک فرماتا ہے +-

بحمد اللہ آج شنبہ کے روز دوپہر سے پہلے برسات کے موسم مین اٹھارہوین ذیقعدہ سنہ ۱۳۲۰ھ مین فقیر اس سورہ کی تفسیر کو تمام کر چکا

وللہ الحمد اولاً و آخراً

آخری درج شدہ تاریخ پر یہ کتاب مستعار
لی گئی تھی مقررہ مدت سے زیادہ رکھنے کی
صورت میں ایک آنہ یومیہ دیرانہ لیا جائے گا